شانِ مصطفیٰ ﷺ

اعلیٰ حضرت کی نظر میں

محمد الیاس عادل

Marfat.com

آقائے دو جہاں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی سیرتِ طیبہ پر جامع اور مستند کتاب

شانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

(اعلیٰ حضرت کی نظر میں)

محمد الیاس عادل مدظلہ العالیہ
(مصنف کثیر الکتب سیرت طیبہ)

مشتاق بک کارنر
الکریم مارکیٹ اُردو بازار لاہور

Marfat.com

ہماری کتابیں · معیاری کتابیں
خوبصورت اور کم قیمت کتابیں

ناشر: مشتاق احمد
اہتمام: سلمان منیر

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

140911

نام کتاب — شانِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم (واقعات کے آئینے میں)
مصنف — محمد الیاس عادل
پروف ریڈنگ — قاری محمد شریف
کمپوزنگ — گل گرافکس
اشاعت — 2013ء
ٹائٹل — عاطف بٹ
پرنٹرز — آر۔آر پرنٹرز، بندروڈ لاہور
قیمت — روپے

ISBN No. 978-969-598-042-2

مشتاق بک کارنر
الکریم مارکیٹ۔ اردو بازار، لاہور

کتاب ہذا میں اگر کہیں کوئی غلطی نظر آئے تو ادارہ کو مطلع فرما کر شکریہ ادا کرنے کا موقع فراہم کریں تا کہ اگلے ایڈیشن میں درستگی کی جا سکے۔ شکریہ

Marfat.com

فہرست

عنوان	صفحہ
اِبتدائیہ	17
پہلا باب	20
نورِ محمدی ﷺ سے ولادت باسعادت تک	20
نور کی تخلیق	20
سب سے پہلی تخلیق	20
یااللہ یہ کیا چیز ہے	20
نور کا منتقل ہونا	22
میں تم سے وعدہ لیتا ہوں	22
کیا ابھی وقت نہیں آیا	23
اللہ نے تمہاری دعا قبول کرلی ہے	23
تمہیں مبارک ہو	24
تم نے میرے باپ کو کیا کردیا	25
یااللہ! دشمنوں کے شر سے بچا	26
لوگ آپ کی اولاد سے فیض حاصل کرینگے	27
فرشتو! تم گواہ رہنا	28
ان کے چہرے پر بزرگی ٹپکتی ہے	29
یہ برکت اولاد اسماعیل علیہ السلام کی وجہ سے تھی	30
آپ جو کہیں گے ہم کریں گے	31
ربِ کعبہ کی قسم! فیصلہ تمہارے حق میں ہوگیا ہے	32
اے عبدالمطلب! اپنی منت کو پورا کرو	33
اب تم اپنے پروردگار کی رضامندی کو پہنچ گئے ہو	34
آپ پر سلامتی ہو	35
اللہ تعالیٰ نے دشمنوں کو ناکام کردیا	35
یہ ہمارے لئے سعادت کی بات ہوگی	36
یمن کے عالم کی بات پوری ہوگئی	37
اب مجھے آپ سے کوئی سروکار نہیں	37
جناب عبداللہ وفات پاگئے	38
وہ مبارک ساعت نزدیک آپہنچی	39
دنیا کی تمام مخلوق آپ کے تابع فرمان ہے۔	40
خوشی ومسرت کا سماں	41
ولادت باسعادت	42
خوشبوؤں بھرا کلام	42
نامِ مبارک	44
دوسرا باب	45
بچپن سے جوانی تک	45
ثوبیہ نے دودھ پلایا	45

Marfat.com

عنوان	صفحہ
اے حلیمہ! تم وادیٔ بطحائمکہ مکرمہ چلی جاؤ	46
وہ ماں کتنی خوش قسمت ہوگی	46
سعد اور حلم دونوں اچھی عادتیں ہیں	47
آج ہم سے زیادہ خوش قسمت کوئی نہیں	48
اے حلیمہ! تو آخر کار غنی ہوگئی	49
چاند مجھے رونے سے روکتا تھا	50
اس سے زیادہ بابرکت فرزند ہم نے نہیں دیکھا	51
ہم پر احسان کرو اور یہ فرزند ہمیں دے دو	51
میں یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا	52
مجھے کسی کاہن کے پاس لے جانے کی ضرورت نہیں	53
مکہ مکرمہ کی سرزمین قحط و آفات سے محفوظ ہوگئی	53
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا محافظ اللہ تعالیٰ ہے	54
میری جان تم پر قربان ہو	55
میں اپنی والدہ کی شفقتیں اور رحمتیں یاد کرتا ہوں	56
خدا کی قسم! اس کی تو بہت بڑی شان ہے	57
یہ بچہ اللہ کا آخری نبی ہے	57
جب جنگ فجار ہوئی	59
جب حلف الفضول ہوا	60
جو شخص ان کی فرمانبرداری کرے گا نجات پائے گا	61
میں قسم کھا کر کہتا ہوں یہ نبی آخر الزمان ہیں	62
خدا کی قسم تمہارا یہ ساتھی آخری نبی ہے	63
دو فرشتے سر مبارک پر سایہ کیے ہوئے تھے	63
اور پھر نکاح کا پیغام ملا	64

عنوان	صفحہ
یہ تو صادق اور امین ہیں	65
تیسرا باب	67
آغاز وحی سے ہجرت مدینہ تک	67
پڑھیے اپنے رب کے نام سے	67
اللہ تعالیٰ آپ کو بھلائی اور خیر ہی عطا فرمائے گا	68
درخت آپ کی نبوت کی گواہی دیں گے	69
کیا مکہ والے مجھے مکہ سے نکال دیں گے	69
اپنے گھر سے دعوت اسلام کا آغاز کیا	70
جب اسلام کیلئے پہلی مرتبہ خون بہایا گیا	70
رب کعبہ کی قسم! نہ وہ جھوٹے ہیں نہ دیوانے	74
خدا کی قسم! آپ جاہل نہیں ہیں	76
اللہ کی قسم! میں نے ایسا کلام کبھی نہیں سنا	77
اے اللہ! تو ان کو اپنی گرفت میں پکڑ لے	78
ہاں میں بھی ان کے دین پر ہوں	79
مجھے ان چیزوں میں سے کچھ نہیں چاہیے	80
اللہ کی قسم! میں نے بہت ہی اچھا سودا کیا ہے	82
اللہ تم سے بھی ایسا ہی سلوک کرے	83
میرا اور تیرا پروردگار اللہ ہے	83
فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی رو پڑے	85
میں ان مصیبتوں میں بھی خوش ہوں	87
مجھے ابھی ہجرت کا حکم نہیں دیا گیا	87
ہم اللہ کے سوا کسی کو سجدہ نہیں کرتے	88
میں مسلمان ہونے کیلئے حاضر ہوا ہوں	91

Marfat.com

عنوان	صفحہ
ہم بھی اللہ تعالیٰ کی عبادت اعلانیہ کرینگے	92
اے بھتیجے! تیرا پروردگار برحق ہے	93
جنت تمہارے دیدار کی مشتاق ہے	96
تمام روئے زمین پران سے بہتر کوئی نہیں	98
اللہ تعالیٰ اپنے دین کا حامی وناصر ہے	99
میں نے اس سے بہتر چیز کبھی سنی ہی نہیں	100
مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیجا ہے	101
واللہ! ابوبکر نے کبھی وعدہ خلافی نہیں کی	102
جبرائیل علیہ السلام نے آکر جگایا	103
کیا یہ بلائے گئے ہیں؟	104
یہ کون لوگ ہیں؟	105
یہ آپ کے ساتھ کون ہیں؟	106
میں اس سے آگے نہیں بڑھ سکتا	107
میں اس تعداد پر راضی ہوں	108
میں تصدیق کرتا ہوں	109
بے شک محمد صلی اللہ علیہ وسلم سچ فرماتے ہیں	110
واللہ! ضرور یہ وہی نبی ہیں	111
تم مجھے اپنے درمیان کیسا سمجھتے ہو	112
ہمیں یہ تمام شرطیں منظور ہیں	114
تم لوگ کس بات پر بیعت کر رہے ہو	115
ہمیں ابھی اس کا حکم نہیں دیا گیا	116
تم لوگ مدینہ طیبہ ہجرت کر جاؤ	116
اگر میں اپنا سارا مال تمہیں دے دوں تو	118

عنوان	صفحہ
کسی کو جرأت نہ ہوئی	118
اور اللہ کی خفیہ تدبیر سب سے بہتر ہے	118
غم نہ کرو اللہ ہمارے ساتھ ہے	122
یارسول اللہ ﷺ! یہ آپ کی نذر ہے	123
میں وعدہ کرتا ہوں کہ واپس چلا جاؤں گا	124
آپ کے ساتھ ایک جھنڈا ہونا چاہئے	124
چوتھا باب	127
ہجرت کے پہلے سال کے واقعات	127
مسجد قبا کی تعمیر	127
ہم پر وداع کی گھاٹیوں سے چاند طلوع ہو گیا	129
میری اونٹنی کو کھلا چھوڑ دو	129
اہل بیت اطہار بھی مدینہ طیبہ آگئے	130
مجھے ان لوگوں سے اسی بات کا ڈر تھا	131
بھلائی تو صرف آخرت کی بھلائی ہے	132
جن کا کوئی ٹھکانہ نہ تھا	134
مہاجرین کے مکانات بھی بن گئے	135
تم دنیا وآخرت میں میرے بھائی ہو	136
نبی صدقہ قبول نہیں کیا کرتا	139
ایک پیالہ دودھ سے دعوت ولیمہ	140
یہودیوں کے ساتھ معاہدہ ہو گیا	141
پانچواں باب	144
ہجرت کے دوسرے سال کے واقعات	144
آپ پھیر دیجئے اپنا چہرہ مسجد حرام کی طرف	144

Marfat.com

عنوان	صفحہ
لڑنے کی اجازت دی جاتی ہے	145
سریہ حمزہ رضی اللہ عنہ:	147
غزوہ ابواء	147
سریہ دارارقم	148
سریہ سعد بن ابی وقاص	148
غزوہ بواط	148
غزوہ ذی العشیرہ	149
غزوہ سفوان	149
سریہ عبداللہ بن جحش	150
غزوۂ بدر	150
تم مجھ سے زیادہ طاقتور نہیں ہو	150
بچے بھی شوق شہادت میں ساتھ چل پڑے	152
لشکر کفار بھی لڑنے کیلئے چل پڑا	153
ہمیں یہاں سے کوچ کر جانا چاہئے	157
سرداران کفار کے مرنے کی خبر دے دی	158
یا اللہ! میں تیری مدد کا طالب ہوں	159
آپ نے مجھے ضرب لگائی ہے اس کا بدلہ دیں	160
ان کو منع نہ کرو انہیں پانی لے جانے دو	160
غزوۂ بدر کے پہلے شہید	161
کافر کی قسم پوری نہ ہو سکی	161
مٹھی بھر ریت مشرکین کی طرف پھینکی	164
آج اس امت کا فرعون مر گیا	168
کفار میدان جنگ سے بھاگ اٹھے	169
کفار کی لاشوں کو ٹھکانے لگا دیا گیا	170
بے شک پروردگار کا وعدہ سچا ہو گیا	170
مال غنیمت کی تقسیم کر دی گئی	171
عتبہ بن ابی معیط کو قتل کر دیا جائے	172
مدینہ طیبہ میں فتح کی خبر پہنچ گئی	172
قیدیوں سے اچھا برتاؤ کرو	174
قیدیوں کے بارے میں مشورے	174
آپ کو یہ بات کہاں سے معلوم ہوئی	175
ابولہب ذلت کی موت مر گیا	178
تم نے میرے قتل کی سازش کی	179
غزوۂ قینقاع:	180
یہودیوں کی امان طلبی اور صلح کی درخواست	181
غزوۂ سویق	182
روزے فرض کر دیے گئے	184
چھٹا باب	185
ہجرت کے تیسرے سال کے واقعات	185
غزوہ قرقرۃ الکدر	185
غزوہ بنی غطفان	186
سریہ قردہ	187
غزوۂ بنی سلیم	188
غزوہ احد	189
کفار کی جنگی تیاریوں کی اطلاع مل گئی	192
لشکر اسلام روانہ ہو گیا	193

Marfat.com

عنوان	صفحہ
کمسن مجاہدین کو واپس لوٹا دیا	193
جنگ کیلئے صف بندی	193
ابو عامر فاسق کا میدان میں نکلنا	194
کفار کے علمبرداروں کی ہلاکت	195
کون اس تلوار کا حق ادا کرے گا	196
حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید کر دیے گئے	198
حضرت حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہو گئے	198
اسلامی لشکر میں افراتفری پھیل گئی	198
اب ہم زندہ رہ کر کیا کریں گے	199
اللہ کی قسم! میں جنت کا مشتاق ہوں	203
لکڑی تیر بن گئی	205
حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی لاش کی بے حرمتی	205
اے ام عمارہ! تم نے اپنا بدلہ لے لیا	209
جنگ کا نتیجہ	211
غزوہ حمرۃ الاسد	211
کفار کے ساتھ جہاد کیلئے جلدی نکلو	212
ہمیں اللہ کافی ہے	213
مومن ایک سوراخ سے دوبارہ نہیں ڈسا جاتا	213
ساتواں باب	215
ہجرت کے چوتھے سال کے واقعات	215
سریہ ابو سلمہ مخزومی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	215
واقعہ رجیع	215
دھوکہ ہو گیا	216
شہد کی مکھیوں نے لاش کو گھیر ڈال لیا	216
تم لوگوں نے بدعہدی کی ہے	217
مجھے دو رکعت نماز پڑھ لینے دو	218
لاش مبارک کو زمین نگل گئی	219
اسے جنت میں اپنا عصا بنانا	220
بیر معونہ کے شہداء	221
غزوۂ بنی نضیر	222
سازش کی اطلاع ہو گئی	222
دس یوم کی مہلت دے دی گئی	223
یہودیوں کی دھمکی	224
گستاخ یہودی قتل کر دیا گیا	224
یہودی جلاوطنی کیلئے تیار ہو گئے	225
آپ اس مال کو فقراء و مہاجرین میں تقسیم فرما دیں	226
بے شک ہم نے آپ پر کتاب نازل فرمائی	227
امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت	228
یہودی مرد و عورت کو سنگسار کرنے کا حکم	229
غزوہ بدر الموعد	231
اللہ کی قسم! میں جنگ کیلئے جاؤں گا	231
غزوہ ذات الرقاع	231
جنگ کی نوبت نہیں آئی	231
آٹھواں باب	232
ہجرت کے پانچویں سال کے واقعات	232
غزوۂ دومۃ الجندل	232

Marfat.com

عنوان	صفحہ
غزوۂ بنی المصطلق	233
کفار پر دہشت طاری ہوگئی	234
جنگ کا فیصلہ جلد ہوگیا	234
اللہ تعالیٰ نے تصدیق فرمادی	235
یارسول اللہ ﷺ! مجھے اجازت دیجئے	237
میں نے اسلام قبول کرلیا ہے	237
واقعہ افک	238
منافقین کی تہمت	239
منافقین جھوٹ کہتے ہیں	239
ان لوگوں کو کیا ہوگیا ہے	240
اس پر اللہ ہی سے مدد مانگی جاسکتی ہے	241
اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی نازل ہوگئی	242
اللہ بڑا معاف کرنے والا ہے	242
تہمت لگانے والوں کو سزا دی گئی	243
تیمم کا حکم آگیا	243
غزوۂ خندق	244
خندق کی کھدائی کا حکم دے دیا گیا	245
آئندہ کی فتوحات کی خوشخبری سنادی	246
ایک ہزار افراد نے کھانا کھایا	246
خندق کی کھدائی مکمل ہوگئی	247
بنو قریظہ نے معاہدہ توڑ دیا	247
مسلمانو! اس سے نہ گھبراؤ	248
خندق عبور کرنے کی کوشش	250

عنوان	صفحہ
میں تمہارا خون بہانا پسند کرتا ہوں	250
ایک اور مشرک مارا گیا	251
مشرکین بھاگ کھڑے ہوئے	252
غزوۂ بنی قریظہ	252
یہودیوں پر خوف طاری ہوگیا	253
بنو قریظہ قلعہ سے باہر آگئے	254
سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلالیا گیا	254
فیصلہ سنادیا گیا	255
سریہ ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ	256
نواں باب	257
ہجرت کے چھٹے سال کے واقعات	257
غزوۂ بنی لحیان	257
غزوۂ ذی قرد:	258
وہ خوف کے باعث پانی بھی نہ پی سکے	259
واقعہ حدیبیہ	260
ہمارا مقصد صرف عمرہ ادا کرنا ہے	261
بیعت رضوان	263
صلح نامہ لکھ لیا گیا	264
احرام کھولنے کا حکم	267
کفار مکہ خود ہی تنگ آگئے	267
ابورافع کے قتل کی اجازت مل گئی	269
سریہ محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ	270
سریہ عنکل	271

Marfat.com

عنوان	صفحہ
سریہ زید بن حارثہؓ بطرف جموم	272
سریہ زید بن حارثہؓ بطرف بخشی	272
سریہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بطرف فدک	272
سریہ زید بن حارثہؓ بجانب طرف	273
سریہ عبدالرحمٰن بن عوفؓ بجانب بنی کعب	273
سریہ زید بن حارثہؓ بطرف القریٰ	273
سریہ نجد	274
مجھ سے زیادہ مسکین کوئی نہیں ہے	275
قیصر روم کے نام نامہ مبارک	276
قیصر روم اور ابوسفیان کی گفتگو	277
قیصر کا درباریوں کی رائے معلوم کرنا	278
مقوقس لاجواب ہو گیا	279
مقوقس کا جوابی خط	280
والئی غسان کے نام نامہ مبارک	281
شاہ ایران کے نام نامہ مبارک	282
شاہ حبشہ کے نام نامہ مبارک	282
دسواں باب	283
ہجرت کے ساتویں سال کے واقعات	283
غزوۂ خیبر	283
خیبر کی طرف پیش قدمی	283
قلعہ ناعم فتح ہو گیا	286
کام تھوڑا کیا اور مزدوری زیادہ پائی	285
قلعہ قموص کی فتح	286

عنوان	صفحہ
اہل نیبر کو امان دے دی گئی	287
کنانہ کو قتل کر دیا گیا	288
غنائم کی تقسیم	289
اس کھانے سے ہاتھ روک لو	290
وادی القریٰ کے یہودیوں سے جنگ	291
عمرۃ القضاء کی ادائیگی کیلئے روانگی	292
مشرکین مکہ کی بے چینی	294
گیارھواں باب	296
ہجرت کے آٹھویں سال کے واقعات	296
غزوہ موتہ	296
فتح یا شہادت	298
جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی شہید ہو گئے	298
سریہ ذات السلاسل	300
فتح مکہ	301
بنی خزاعہ کے ساتھ قریش کی زیادتی	301
بنو خزاعہ کی مدد کیلئے پکار	302
مکہ مکرمہ کی طرف پیش قدمی	307
آج تم سے کوئی مؤاخذہ نہیں ہے	307
میں نے ابوسفیان کو پناہ دے دی ہے	309
ابوسفیان نے اسلام قبول کر لیا	310
آج کا دن تو رحمت کا دن ہے	310
مکہ والوں کو امان دے دی گئی	311
حق آ گیا اور باطل مٹ گیا	313

Marfat.com

عنوان	صفحہ
ایک دن یہ چابی میرے ہاتھ میں ہوگی	314
حرم کعبہ کی حرمت	317
آج کے دن میں نے تجھے بھی معاف کیا	318
جہاں بھی ہوا سے قتل کردو	319
میں نے تو اسے امان دے دی ہے	320
دیکھو یہ کیا کہتا ہے	321
جو مانگنا چاہتا ہے مجھ سے مانگ لے	321
تم سے پہلی امتیں اسی وجہ سے ہلاک ہوئیں	322
غزوۂ حنین	324
جنگ حنین کا دن یاد کرو	324
فرشتوں نے مدد کی	325
دشمنوں کا تعاقب	327
طائف کی طرف پیش قدمی	328
غلاموں کی آزادی کا اعلان	328
محاصرہ ختم کرنے کا فیصلہ	329
مجھ سے بدلہ لے لے	330
جعرانہ میں قیام	331
یارسول اللہ ہم راضی ہیں	332
میں آپ کی رضاعی بہن ہوں	333
میں بھی تمہارے لیے سفارش کروں گا	333
تمارا سردار کہاں ہے	334
مدینہ طیبہ واپسی	335
بیٹے کی ولادت	335

عنوان	صفحہ
قبیلہ عبدالقیس کے وفد کی آمد	335
پیاری صاجزادی کا انتقال	336
بارھواں باب	337
ہجرت کے نویں سال کے واقعات	337
عمال کی تقرری	337
اللہ معاف کرنے والا رحیم ہے	337
واقعہ ایلاء	339
تم نے اسے چھوڑ کیوں نہ دیا	340
مجھے میرے گناہ سے پاک فرمائیے	341
غزوہ تبوک	342
ابوخیثمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی پہنچ گئے	342
ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی پہنچ گئے	343
سانپ نے سلام کیا	344
عالم غیب سے خبر ہوگئی	344
اللہ تعالیٰ نے مجھے بتادیا ہے	345
ہرقل جنگ کے لیے نہ آیا	345
نصرانیوں اور یہودیوں کی صلح کی درخواست	346
دومۃ الجندل کے حاکم کی گرفتاری	346
واپسی کا سفر	346
مسجد ضرار کی تعمیر اور مسماری	347
تین صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم	348
وفود کی آمد	351
وفد ثقیف کی آمد	351

Marfat.com

عنوان	صفحہ
وفد بنی اسد کی آمد	352
وفد بلی کی آمد	353
وفد لخم کی آمد	353
وفد بنی ہلال کی آمد	353
وفد بنی مرہ کی آمد	354
وفد کندہ کی آمد	354
وفد بنی البکاء کی آمد	354
وفد فزارہ کی آمد	356
رئیس المنافقین مر گیا	356
تیرھواں باب	360
ہجرت کے دسویں سال کے واقعات	360
صاحبزادے کا انتقال	360
سریہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ	360
وفد نجران کی آمد	360
تم تقویٰ اور پرہیزگاری اختیار کرو	362
وفد غامد کی آمد	362
حجۃ الوداع	363
اے اللہ! تو سلامتی عطا فرمانے والا ہے	363
منیٰ اور عرفات کی طرف روانگی	364
عرفات سے مزدلفہ تک	368
مزدلفہ سے منیٰ کی طرف	368
مکہ مکرمہ کی طرف جانے سے قبل	369
آبِ زمزم نوش فرمایا	369

عنوان	صفحہ
منیٰ کی طرف دوبارہ واپسی	369
چودھواں باب	372
ہجرت کے گیارہویں سال کے واقعات	372
سریہ اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ	372
لشکر واپس مدینہ طیبہ آ گیا	373
رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی علالت	374
غسل اور نماز جنازہ کے متعلق وصیت	376
وصال مبارک	377
صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی حالت	378
غسل مبارک	380
غسل کا پانی	381
غسل مبارک دینے والے	381
کفن مبارک	381
قبر انور کی تیاری	381
نماز جنازہ کی ادائیگی	382
قبر انور میں اتار دیا گیا	382
پندرھواں باب	383
رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی میراث	383
وراثت نہ ہونے کی وجوہات	383
ترکہ	384
زمین کی آمدنی	385
جنگی ہتھیار	386
زرہیں	387

Marfat.com

عنوان	صفحہ
ڈھال مبارک	387
کمانیں	387
کمربند	387
عصا مبارک	388
مویشی	388
مختلف برتن اور گھریلو سامان	390
استعمال کی دیگر اشیاء	390
سولھواں باب	392
شمائل وخصائل حمیدہ	392
چہرہ انور	393
چشمان اطہر	393
ابرو مبارک	394
پیشانی مبارک	394
رخسار مبارک	394
دہن مبارک	395
بینی مبارک	395
گردن مبارک	395
زبان اطہر	395
شکم وسینہ مبارک	396
گوش مبارک	396
سرانور	397
گیسو مبارک	397
لب مبارک	397
پشت مبارک	397
پائے مبارک	398
جسم مبارک	398
لباس مبارک	400
کملی مبارک	400
جبہ مبارک	401
عمامہ مبارک	402
موزہ مبارک	402
نعلین مبارک	402
شمائل وخصائل مصطفیٰ ﷺ	404
(اعلیٰ حضرت کی نظر میں)	404
گیسو مبارک	409
ریش مبارک	410
دست ہائے مبارک	411
خوبصورت ایڑیاں	411
قد مبارک	412
بینی مبارک	413
مہر نبوت	413
نور مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم	414
اخلاق کریمانہ	416
عفوودرگزر	416
جودوسخاوت	417
سادگی اور انکساری	417

Marfat.com

عنوان	صفحہ
شرم وحیاء	422
طاقت وشجاعت ودلیری	423
عدل وانصاف	424
عقل ودانش	425
وعدہ کی پاسداری	426
نرمی وحسن سلوک	427
ظرافت وخوش طبعی	428
بیماروں کی خبر گیری	430
جانوروں اور پرندوں سے اچھا سلوک	431
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت	433
نماز	433
روزہ	434
حج	435
زکوٰۃ	435
اللہ تعالیٰ کا ذکر	435
شفاء بخش پسندیدہ غذائیں	436
انجیر	437
جو	437
کدو	438
کلونجی	438
ادرک	438
چقندر	438
منقہ	438

عنوان	صفحہ
مسور کی دال	438
عظمت ومقام مصطفیٰ ﷺ	443
(اعلیٰ حضرت کی نظر میں)	443
فضل وکمال	443
شفیع المذنبین	444
علم غیب عطا کیا جانا	449
حقیقت خیر البشر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم	450
بہترین وسیلہ	452
حوض کوثر کا عطا ہونا	453
نعمتیں تقسیم فرمانے والے	454
افضل الانبیاء والمرسلین	456
معراج شریف کا اعزاز	459
مدینہ طیبہ کے فضائل	463
سترھواں باب	470
ازواج مطہراتؓ ومتعلقین رسولؐ	471
حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا	472
حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا	473
حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا	474
حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا	475
حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا	476
حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا	477
حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا	478
حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا	478

Marfat.com

عنوان	صفحہ
حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا	480
حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا	480
حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا	482
رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی باندیاں	483
حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا	483
حضرت ریحانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا	483
دیگر باندیاں	484
اولاد پاک اطہار	484
حضرت قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ	485
حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ	485
سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا	486
سیدہ رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا	487
سیدہ ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا	487
سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا	488
حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ	489
متعلقین رسول	491
رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا	491
رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھیاں	491
رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خصوصی محافظین	492
رسول کریم ﷺ کے خصوصی مؤذنین	492
بارگاہ نبوی کے خصوصی شعراء	493
رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب	493
حضرت ابوسمع رضی اللہ تعالیٰ عنہ	493

عنوان	صفحہ
حضرت حنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ	494
حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ	495
حضرت سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ	496
اٹھارھواں باب	501
معجزات رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم	501
قرآن حکیم	501
معجزہ شق القمر	502
دست مبارک کی برکات	503
بکریاں میرے پاس لے آؤ	503
میرے ہاتھ پر پانی ڈالو	508
غیب کی باتوں سے آگاہ فرمانا	509
قبر میں سونے کی چھڑی بھی ہے	509
وہ تمہیں پکڑنے کے لیے نہیں آرہا	510
یہ بات تو میں نے اپنے دل میں کہی تھی	510
میں ان کے باپوں کے نام بھی جانتا ہوں	511
مسلمان ایک دوسرے کو قتل کریں گے	511
اے شیبہ! میرے قریب آؤ	512
بلاشبہ وہ جہنمیوں میں سے ہے	513
تم دیکھو گے	514
تمہاری تجارت فائدے والی ہے	514
ہم یہی کچھ پوچھنے کے لیے آئے تھے	515
ہر طرف دھوکہ ہی دھوکہ ہو گا	516
علم اٹھالیا جائے گا	516

Marfat.com

عنوان	صفحہ
کھجوریں کتنی ہوں گی؟	517
دعائیہ معجزات	517
یااللہ! اسے تجارت میں برکت دے	518
یااللہ! ان سے سردی کو دور فرما دے	518
ایک بھی بال سفید نہ ہوا	519
برکت کی دعا	520
یااللہ! اس کے مال اور اولاد میں اضافہ فرما	521
برکت کی دعا	522
شفائیہ معجزات	523
لاعلاج بیماری کا علاج	523
غدود ختم ہو گیا	523
پیدائشی گونگا ٹھیک ہو گیا	523
چیچک کے داغ ختم ہو گئے	524
بینائی لوٹ آئی	524
پاؤں کا زخم ٹھیک ہو گیا	525
مریضوں کی شفاء یابی	526
لڑکا تندرست ہو گیا	527
معجزات در عالم حیوانات	527
اونٹ نے اطاعت کی	527
ہرنی نے کلمہ شہادت پڑھا	528
بکریوں نے سجدہ کیا	529
گوہ کی گواہی	529
اونٹ کی شکایت	531

عنوان	صفحہ
معجزات شجر و حجر	531
چھڑی تلوار بن گئی	531
لکڑی کے ستون کا رونا	531
پہاڑ کی التجاء	532
درختوں نے حکم مانا	533
جب تلوار ٹوٹ گئی	533
منبر تھرتھرانے لگا	534
درخت کا حاضر ہونا	534
درخت دو لخت ہو گیا	534
درخت نے سلام کیا	535
شاخ کا روشن ہو جانا	536
پتھروں اور درختوں نے حکم مانا	537
معجزات عالم جنات	537
جن کو سزا	537
جنات کا جھگڑا	538
جن نے عورت کو چھوڑ دیا	538
جن نے دعوت اسلام دی	539
جن نے اسلام کی رغبت دلائی	539
جن رخصت ہو گیا	540
معجزات بعد از وصال النبی ﷺ	540
آنکھوں کی روشنی واپس آ گئی:	540
مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیجا ہے	541
حاکم کی ناکامی	542

Marfat.com

عنوان	صفحہ
پریشانی کا خاتمہ	543
عہدہ پر بحالی	544
درود وسلام	545
غیر مسلموں کے اعترافات	548
نوع انسانی کے نجات دہندہ	548
جارج برنارڈ شا	548
آپ صلی اللہ علیہ وسلم بہت بڑے مصلح تھے	548
تمام اشخاص سے افضل ترین	549
تاریخ میں مثال نہیں ملتی	549
وہ سچے رسول ہیں	549
تاریخ عالم گواہ ہے	550
سچ پر استقامت	550
سب سے عظیم تر	550
انہوں نے مسلسل سچائی کی تبلیغ کی	550
کوئی اور یہ کام نہ کرسکا	551
انہوں نے دنیا کو روشن کردیا	551
حضور صلی اللہ علیہ وسلم رحمت کی کنجی ہیں	551
ان سے بڑی شخصیت کوئی نہیں	552

......☆☆☆......

Marfat.com

اِبتدائیہ

اللہ تعالیٰ کے پیارے رسول کریم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء وسید المرسلین ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مطہرہ تمام انسانوں کیلئے ہدایت وحق کی راہ پر چلنے کیلئے ایک کامل ترین نمونہ ہے۔ ہر بزرگی، شرف، بخشش وعطا، نعمت وفضیلت اور عنایت ورحمت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ جمیلہ سے اتمام وتکمیل کو پہنچی ہے۔ تمام کائنات کی تخلیق کا باعث آپ کی ذات اقدس ہے۔ تواریخ عالم کا مطالعہ کیا جائے تو بخوبی طور پر یہ حقیقت عیاں ہو جاتی ہے کہ دنیا میں کوئی بھی شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے درجہ عالیہ کو نہیں پہنچ سکا بلکہ آپ کی خاک پا تک بھی نہیں پہنچ سکا دنیا کے تمام نامور لوگوں کے حالات دیکھتے جایئے۔ سب کی اخلاقی وعملی حالت کو ملاحظہ کیجئے کوئی شخص ان اوصاف کا جامع نہیں ہے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں پائے جاتے ہیں اگر کوئی شخص دنیا میں بڑا دانا، حکیم اور فلسفی ہوا ہے تو وہ دیگر انسانی فضائل میں بہت کمزور تھا۔ اگر کوئی بڑا فصیح وبلیغ ہے تو قانون ساز نہیں اگر قانون ساز ہے تو میدان جنگ کا بہادر اور دلیر سپاہی نہیں ہے، جری وشجاع ہے تو فصاحت وبلاغت اور قانون سازی میں صفر ہے غرضیکہ اگر ایک وصف میں یکتا ہے تو دوسرے سے بالکل خالی ہے لیکن سیدنا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں تمام اوصاف کاملہ یکجا موجود ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اُمی محض ہیں مگر ایسے عالم کہ دنیا میں کسی کا علم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کو نہیں پہنچتا۔ سارا عالم آپ کے علم کامل سے بہرہ ور ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم قانون ساز ہیں تو ایسے کہ آپ کا قانون ہر زمانے اور ہر قوم کے موافق ہے۔ آپ فصاحت وبلاغت میں ایسے عظیم ہیں کہ خود بڑے بڑے فصحاء وبلغاء جن کو اپنی فصاحت پر بڑا ناز تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنے دعوؤں سے دستبردار ہو گئے اور آج تک کسی کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ کا حوصلہ نہ ہوا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم حلیم اور صاحب خلق عظیم ہیں مگر ضرورت کے وقت میدان جنگ میں دشمنوں پر زبردست ہیں۔ فقیر ہیں تو ایسے کہ کئی کئی دن تک بیت اطہر میں کھانے پکانے کیلئے دھواں تک نہیں اٹھا امیر ایسے کہ ایک ہی ساعت میں ہزاروں لاکھوں درہم ودینار میں تقسیم کر دیتے ہیں اور اپنے لئے کچھ بھی نہ رکھتے۔ ورع وتقویٰ کا یہ حال تھا کہ بیعت کے وقت بھی کبھی اجنبی عورت کے ہاتھ میں دست اطہر نہیں دیا نہ خلوت میں کسی غیر عورت سے بات چیت کی۔ شرم وحیاء کا یہ حال کہ کنواری لڑکیوں سے زیادہ حیادار تھے۔ خوش بیانی ایسی کہ عرب کے بڑے بڑے فصحاء وبلغاء دنگ رہ جاتے شیریں بیانی ایسی کہ جو دشمن کو بھی دوست بناتی تھی۔ سخاوت ایسی کہ جو آتا اس کو عطا فرما دیتے

Marfat.com

گھر میں کچھ رکھا ہی نہیں۔ عدالت ایسی کہ حدود الٰہی کے جاری کرنے میں کبھی مجرموں پر رحم نہیں کیا۔ استقامت ایسی کہ کبھی پائے استقلال میں جنبش ہی نہیں آئی۔ توکل ایسا کہ سارا عرب، ساری قومیں، تمام اہل مذاہب باطلہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالف تھے مگر کبھی پرواہ نہ کی، صداقت پر ایسا یقین کہ کبھی ڈگمگائے نہیں۔ امانت وصداقت کا یہ حال کہ شروع ہی سے سارے عرب میں صادق اور امین مشہور تھے۔ عفت وعصمت اور اعلیٰ اخلاق ایسا کہ دشمن بھی قائل تھے۔

شخصیت ایسی باوقار تھی کہ جو کوئی دفعتہً آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتا ہیبت کھا جاتا۔ مگر جب زیارت کے بعد گفتگو کرتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اس کے دل میں سما جاتی۔ ملاقات کے وقت پہلے سلام کرتے اس بات کے منتظر نہ رہتے کہ دوسرا اسلام کرے۔ جب بچوں کے پاس سے گزرتے تو ان کو بھی سلام کرتے ہر ایک سے خندہ پیشانی کے ساتھ ملتے جب کوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پکارتا تو فرماتے لبیک یعنی میں حاضر ہوں۔ کوئی شخص آپ کا دست اقدس پکڑ لیتا تو جب تک وہ نہ چھوڑتا آپ چھڑاتے نہ تھے۔ مدینہ طیبہ کے لونڈی غلام اور لوگوں کے خادم پانی کے برتن خدمت اقدس میں لاتے تاکہ برکت کیلئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا دست اطہر اس میں ڈال دیں باوجود سردی کی شدت کے آپ پانی کے برتن میں اپنا دست اقدس ڈال دیتے۔

کبھی کسی سائل کو اپنے پاس سے خالی نہیں جانے دیتے تھے اور ہر طرح سے مدد فرماتے تھے اپنی لونڈی اور غلاموں کا ہر طرح سے خیال رکھتے ان کے ساتھ کھانا کھاتے اپنے کپڑے اور جوتی خود سی لیتے گھر میں اپنا کام خود کرتے بیت اطہر میں جھاڑو دیتے۔ پیوند لگائے ہوئے کپڑے پہنتے اور فرماتے جو میری سنت سے اعراض کرے وہ میرا نہیں ہے۔ اپنی بکری اور اونٹ کو خود باندھتے اور چارہ ڈالتے تھے بازار سے سودا سلف خود اٹھا کر لاتے۔

اپنے اہل بیت کا بڑا خیال رکھتے تھے جب سفر سے واپس آتے تو پہلے مسجد میں جا کر دو رکعتیں پڑھتے پھر اپنی پیاری صاحبزادی سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس جاتے اور اس کے بعد اپنی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے پاس تشریف لے جاتے تھے۔ فرمایا کرتے تم میں سب سے اچھا وہ ہے جو اپنے اہل کے ساتھ اچھا ہے اور میں اپنے اہل کے ساتھ اچھا سلوک کرتا ہوں باوجود اس بات کے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی ازواج مطہرات کے معاملہ میں اختیار دے رکھا تھا مگر پھر بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عدل وانصاف میں کبھی کوتاہی نہ فرمائی اور دنیا کو خانہ داری کا وہ نمونہ دکھایا کہ کوئی ایسا نمونہ نہیں دکھا سکتا۔ اپنی ازواج مطہرات کے ہاں باری باری سے تشریف لے جاتے سفر کرنا چاہتے تو قرعہ ڈالتے قرعہ جس زوجہ مطہرہ کا نکلتا ان کو سفر میں ساتھ لے جاتے اور باوجود اس قدر عدل وانصاف کے ہمیشہ یہی فرماتے کہ اے اللہ! یہ میری تقسیم ہے جو میرے اختیار میں ہے لیکن اس میں میرا مؤاخذہ نہ فرمانا جو میرے اختیار میں نہیں۔ وصال سے قبل جب بہت زیادہ بیمار ہوئے تو دل چاہتا تھا کہ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر میں جا کر ٹھہریں لیکن پھر بھی اپنی مرضی سے ان کے ہاں نہیں رہے بلکہ تمام ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن سے اجازت لے کر ان کی خوشی اور مشورہ سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر میں رہے یہاں تک کہ وصال فرمایا۔

Marfat.com

عمر بھر کبھی کسی کو گالی نہیں دی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو کنیت یا لقب کے قابل احترام ناموں سے بلاتے اور اچھے ناموں سے پکارتے برے لوگوں سے بھی اچھا سلوک فرماتے معافی مانگنے والوں کا عذر قبول فرماتے کسی غریب کو رعب سے نہ جھڑکتے اور کسی امیر آدمی کو اس کی دولت کی وجہ سے تعظیم نہ دیتے تمام لوگوں کے ساتھ یکساں سلوک فرماتے۔ معاملات میں نرم تھے۔ خرچ کرنے میں اول تھے مریض کی عیادت میں پیش پیش ہوتے مریض خواہ نیک ہوتا یا برا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی دلجوئی فرماتے حق ہمسائیگی بجالاتے ہمسایہ خواہ کافر ہوتا اس سے بھی حسن سلوک فرماتے۔

کھانا تناول فرماتے وقت دو زانو اس طرح بیٹھتے کہ جیسے نماز کے تشہد میں بیٹھا جاتا ہے۔ مگر ایک گھٹنا بلند رکھتے اور ارشاد فرمایا کرتے میں اللہ کا بندہ ہوں اور اللہ کے بندوں کی طرح کھاتا ہوں میں اسی طرح بیٹھتا ہوں جس طرح اللہ کے بندے بیٹھتے ہیں۔ زیادہ گرم کھانا تناول نہیں فرمایا کرتے تھے ہمیشہ اپنے آگے سے لقمہ اٹھاتے کھانا تناول فرماتے وقت عام طور پر تین انگلیوں کا استعمال فرماتے کبھی کبھی چوتھی انگشت مبارک کو بھی ملا لیتے دو انگلیوں سے کبھی نہ کھاتے۔ فرماتے کہ دو انگلیوں سے شیطان کھاتا ہے۔ اپنے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں کوئی چیز تقسیم فرماتے تو ہر ایک کو مساوی حصہ عطا فرماتے اور کسی کو محروم نہ فرماتے۔ حتیٰ کہ کسی ایک کو بھی یہ گمان نہ ہوتا کہ فلاں زیادہ پسندیدہ ہے۔ ہر ایک کو یہ گمان ہوتا کہ وہی پسندیدہ ہے۔

تعلیم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسی مؤثر تھی کہ دنیا میں کہیں اس کی مثال نہیں ملتی۔ وہ عرب جو انتہا درجہ کے اکھڑ، ضدی، جھگڑالو اور جہالت کے اندھیروں میں پڑے ہوئے تھے۔ جن پر کوئی وعظ و نصیحت اثر نہ کرتی تھی۔ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کے اثر سے تھوڑے ہی عرصہ میں بت پرستی اور جہالت کو چھوڑ کر مہذب اور خدا پرست بن گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو وحشی سے انسان اور انسان سے با اخلاق انسان اور با اخلاق انسان سے با خدا انسان اور عارف باللہ بنا دیا اور پھر چند ہی سالوں میں سارا عرب مسخر ہو کر دامن اسلام میں آ گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام ہدایت قیامت تک کے لوگوں کیلئے ہے جو کہ حق کا پیغام ہے صداقت، امن، انصاف، عدل، اخوت، بھائی چارے، محبت اور ایک اللہ کی عبادت کرنے اور اس پر ایمان لانے کا پیغام ہے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مطہرہ کو اوراق کی زینت بنانے کیلئے ہزاروں اور لاکھوں صفحات بھی کم ہیں اور کما حقہ حق ادا نہیں ہو سکتا۔ بہر طور عقیدت، محبت اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام رنگوں سے مزین کتاب ہذا سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موضوع کے حوالے سے مرتب کی گئی کتب میں ایک خوبصورت اضافہ ہے دعا ہے کہ اللہ رب العزت اپنے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور پیش کیے گئے اس نذرانہ عقیدت کے طفیل ہم سب کو دنیا و آخرت کی کامیابیاں عطا فرمائے۔ آمین

محمد الیاس عادل

Marfat.com

پہلا باب

نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے ولادت باسعادت تک

نور کی تخلیق

اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے دو ہزار برس قبل نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا فرمایا اور اسے عرش کے سامنے ایک (نورانی) ستون میں رکھا۔ جہاں نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی توصیف وستائش کرتا رہا پھر اسی نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا اور حضرت آدم علیہ السلام کے نور سے تمام انبیاء کرام علیہم السلام کو پیدا فرمایا۔ (جواہر البحار فی فضائل النبی المختار)

سب سے پہلی تخلیق

اللہ رب العزت نے سب سے پہلے اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کو پیدا کیا۔ جو ذات باری تعالیٰ کے سامنے مسلسل سجدہ ریز رہا پھر اللہ تعالیٰ نے نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے چار حصے بنائے ایک حصہ سے فرش، دوسرے سے قلم، تیسرے سے لوح (تختی) کو بنایا اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے قلم کو حکم فرمایا کہ لوح پر رواں ہو اور لکھ، قلم نے عرض کیا کہ کیا لکھوں: فرمایا وہ لکھو جسے میں قیامت تک ہونے والی ہر شے پیدا کروں گا۔ پھر قلم نے لوح پر روانی سے وہ سب کچھ لکھا دیا جس کا اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا تھا اور یہ چوتھا حصہ مسلسل ذات باری تعالیٰ کے سامنے سجدہ ریز رہا پھر اس چوتھے حصے کے بھی چار حصے بنائے گئے پہلے حصہ سے عقل، دوسرے حصہ سے مومن بندوں کے دلوں کی معرفت اور تیسرے حصہ سے چاند، سورج اور آنکھوں کے نور کو پیدا فرمایا پھر اس چوتھے حصے کو عرش کے سامنے ایک نورانی ستون میں رکھا اور اس سے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرما کر وہ چوتھا حصہ نور آدم علیہ السلام میں بطور ودیعت رکھا۔ (شفا الصدور)

یا اللہ یہ کیا چیز ہے

اللہ تعالیٰ نے جب سیدنا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کو پیدا فرمانے کا ارادہ فرمایا تو جبریل امین علیہ السلام کو زمین میں اترنے کا حکم دیا اور زمین کی وہ مٹی لانے کا حکم فرمایا جو زمین کا دل ہو اور زمین کی تروتازگی اور

Marfat.com

زینت ہو، اللہ تعالیٰ کے حکم سے جبریل امین تمام مقربین اور جنت کے تمام فرشتوں کو ہمراہ لے کر زمین پر اترے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اطہر سے سفید چمکیلی مٹی کی ایک مشت حاصل کی اور پھر اسے تسنیم کے پانی سے گوندھا گیا اس کے بعد اسے جنت کی نہروں کے پانی سے تر کیا گیا جس سے وہ سفید موتی کی طرح ایسی چمکدار بن گئی کہ جس کی روشنی اور کرنیں ہر لحاظ سے بڑی تھیں پھر اس نورانی مادہ کو فرشتے عرش و کرسی، آسمانوں، زمینوں، پہاڑوں، دریاؤں میں گھماتے رہے۔ اس طرح تمام فرشتوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بلند مرتبہ کا علم ہو گیا اور آپ کے رفیع الشان مقام کو آدم علیہ السلام کے عرفان سے کہیں پہلے پہچان لیا۔

پھر جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس نورانی مادہ کو آدم علیہ السلام کی پشت اقدس میں رکھ دیا اس کے بعد حضرت آدم علیہ السلام نے اپنی پشت مبارک سے (اس نور کی) پرندوں کے چہچہانے جیسی آواز سنی اس پر آدم علیہ السلام نے پوچھا یا اللہ! یہ کیا چیز ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، اے آدم علیہ السلام یہ آواز خاتم الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کی تسبیح ہے جنہیں میں تیری پشت سے نکالوں گا۔ اے آدم (علیہ السلام)! میرے سامنے آج اس بات کا عہد کرو کہ میں اس نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو پاک پشتوں اور پاک رحموں کو ہی سپرد کروں گا۔ چنانچہ نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم آدم علیہ السلام کی پشت میں منتقل ہونے کے بعد آپ کی پشت اقدس میں چمکتا تھا اور فرشتے نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار کی خاطر آدم علیہ السلام کے پس پشت صف بستہ کھڑے رہتے تھے اور نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا نظارہ کروانے پر اللہ تعالیٰ کا سبحان اللہ کہہ کر شکریہ ادا کرتے تھے۔ جب حضرت آدم علیہ السلام نے یہ منظر ملاحظہ فرمایا تو بارگاہ الٰہی میں عرض کی یا اللہ! کیا وجہ ہے کہ یہ فرشتے میرے پس پشت تو صف بستہ کھڑے رہتے ہیں (لیکن میرے آگے نہیں آتے) اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے آدم (علیہ السلام) یہ خاتم الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کو دیکھتے ہیں جنہیں میں تیری پشت سے نکالوں گا۔

حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کیا، یا اللہ! وہ نور مجھے بھی دکھا دے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی عرض پر انہیں وہ نور دکھایا تو آپ نے اپنی انگشت شہادت سے اشارہ کرتے ہوئے اس نور پر درود پاک پڑھا۔ پھر حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کی یا اللہ! یہ نور میرے سامنے فرما دے تاکہ فرشتے میری پشت کی بجائے میرے آگے رہیں اس پر اللہ تعالیٰ نے نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت آدم علیہ السلام کی پیشانی میں رکھ دیا۔ جہاں وہ نور حضرت آدم علیہ السلام کی پیشانی میں اس طرح چمکتا تھا کہ جیسے آفتاب و ماہتاب آسمان میں چمکتے ہیں۔ اب فرشتے نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے نظارہ کی غرض سے حضرت آدم علیہ السلام کے سامنے صف بستہ کھڑے رہتے اور اس دیدار کے شکریہ میں سبحان اللہ ربنا پکارتے رہتے۔

(جواہر البحار فی فضائل النبی المختار)

Marfat.com

نور کا منتقل ہونا

وقت اسی طرح گزرتا رہا اور پھر ایک وقت آیا کہ حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا سلام اللہ علیہا کو جنت سے زمین پر اتارا گیا نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حوا سلام اللہ علیہا کے رحم پاک میں داخل ہوا اور حضرت حوا سلام اللہ علیہا کو حضرت شیث علیہ السلام کی بشارتیں ملنے لگیں۔ نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم جب حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت حوا سلام اللہ علیہا کو منتقل ہوا تو حضرت حوا سلام اللہ علیہا کے حسن و جمال میں بہت اضافہ ہو گیا۔ جب حضرت شیث علیہ السلام کی ولادت باسعادت ہوئی تو نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت شیث علیہ السلام کی پیشانی اطہر میں منتقل ہو گیا ان سے یہ نور پاک حضرت ادریس علیہ السلام تک پہنچا پھر ان سے حضرت نوح علیہ السلام تک پہنچا حضرت نوح علیہ السلام سے سام تک آیا ان سے حضرت ہود علیہ السلام تک پہنچا ان سے ہوتا ہوا حضرت ابراہیم علیہ السلام تک پہنچا اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خوشخبری سنائی کہ میں تمہاری اولاد میں ایک ایسا پیغمبر پیدا کروں گا جس کا نام مبارک محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہو گا وہ میرا حبیب ہو گا وہ میری تمام مخلوق سے بلند مرتبہ ہو گا۔ میں نے پیدائش سے قبل ہی اسے تمام ملائکہ کے سامنے جلوہ گر کر رکھا تھا۔

(شرف النبوۃ)

میں تم سے وعدہ لیتا ہوں

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب اس خوشخبری کے بارے میں حضرت بی بی سارہ رضی اللہ عنہا کو بتایا تو ان کی یہ خواہش ہوئی کہ نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم انہیں ملے مگر انہی دنوں حضرت حاجرہ رضی اللہ عنہا حمل سے پُر اُمید ہو گئیں اور یہ نور پاک ان کو منتقل ہو گیا اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی ولادت ہوئی۔ یہ دیکھ کر حضرت بی بی سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بڑا رشک آیا مگر طبیعت میں کچھ ملال سا بھی پیدا ہوا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کی تسلی کیلئے حضرت اسحاق علیہ السلام کی بشارت دی اور یہ بشارت بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زبان مبارک سے دی گئی۔ جب حضرت اسماعیل علیہ السلام کی پیدائش ہوئی تو نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ان کو منتقل ہوا آپ اس قدر حسین و جمیل تھے کہ جو کوئی آپ کو دیکھتا دیکھتا ہی رہ جاتا اور ان کی محبت اس دیکھنے والے کے دل میں جاگزیں ہو جاتی خود حضرت ابراہیم علیہ السلام کی محبت کا یہ عالم تھا کہ ذرا سی دیر کیلئے بھی اپنے سے جدا نہ کرتے تھے۔ اپنی گود یا کاندھوں پر لیے رہتے اس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو معلوم تھا کہ سیدنا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے ہوں گے چنانچہ ایک مرتبہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کو مبارکباد دیتے ہوئے فرمایا کہ۔

"تم سے میں یہ وعدہ لیتا ہوں اور یہی وعدہ حضرت آدم علیہ السلام نے اپنے تمام بیٹوں سے لیا تھا یہ کہ تم نے نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کی ذمہ داری لینی ہے اور اس کا عہد کرنا ہے۔" (شرف النبوۃ)

140911

Marfat.com

کیا ابھی وقت نہیں آیا

حضرت اسماعیل علیہ السلام نے جب ہالہ بنت حارث سے نکاح کرلیا تو نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ان کو منتقل ہو گیا۔ بعض کا کہنا ہے کہ حارث کی بیٹی سلمٰی سے نکاح کیا۔ بہر حال وہ نور پاک ان سے منتقل ہو کر صلب قیذار میں آیا۔ قیذار کی پیدائش حضرت اسماعیل علیہ السلام کی نیک طینت زوجہ مطہرہ بنت حارث کے بطن پاک سے ہوئی پیدائش کے وقت نور پاک جناب قیذار کی پیشانی اطہر میں چمک رہا تھا۔ جناب قیذار حسن و جمال میں اپنے جد اعلیٰ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا پیکر تھے۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں جب قیذار کو نور پاک منتقل ہوا تو ان کو معلوم ہو گیا کہ سیدنا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان ہی کی نسل پاک سے ہوں گے۔ قیذار کے والد بزرگوار حضرت اسماعیل علیہ السلام نے بیٹے سے یہ عہد لیا تھا کہ یہ نور صرف ارحام طیبہ کو تفویض کیا جائے لہٰذا قیذار نے یہ خیال کیا کہ حضرت اسحاق علیہ اسلام کی اولاد میں پاکیزہ عورتیں میسر آتی ہیں اور اولاد اسحاق علیہ السلام اس وقت تمام نسلوں میں بزرگ تر ہے چنانچہ جناب قیذار نے حضرت اسحاق علیہ السلام کی نسل سے اسی یا سو عورتوں سے یکے بعد دیگرے شادی کی اور بائیس سال کی مدت ان کے ساتھ گزری مگر کوئی بھی عورت حاملہ نہ ہو سکی۔

حضرت قیذار اپنے والد بزرگوار حضرت اسماعیل علیہ السلام کی طرح شکار کھیلنے کے بہت شوقین تھے جب وہ جنگل میں شکار کیلئے جاتے تو جنات کی عورتیں انسانی شکل میں ان کے پاس آتیں اور شاہانہ تحائف پیش کر کے کہتیں کہ ہم انسان بادشاہوں کی نسل سے ہیں ہمیں اپنی زوجیت میں لے لیں۔ جب آپ ان سے گفتگو کرنا چاہتے تو ہر جن آپ سے مخاطب ہو جاتا اور کہتا اے قیذار! آپ تو نور نبی آخر الزماں کے حامل ہو لہٰذا ان کو حلال ذریعہ کے علاوہ منتقل نہ ہونے دینا۔ اس پر آپ محتاط ہو جاتے اور ان سے اعراض فرماتے۔ ایک دن جناب قیذار شکار کے لئے جنگل میں گئے تو جنگل کے جانور اور پرندے آپ کے گرد اکٹھے ہو گئے۔ آپ کو ایک آواز سنائی دی۔

"اے قیذار! کیا آپ جانتے ہیں کہ آپ کس امانت کے امین ہیں اگر یہ آپ کو معلوم ہو جائے تو آپ میں خشیت وخوف الٰہی کی زیادتی ہو جائے۔ آپ کی عمر ختم ہونے والی ہے کیا ابھی وقت نہیں آیا کہ نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے کوئی قدم اٹھاؤ اب اس امانت کے منتقل ہونے کا وقت قریب آ گیا ہے۔"

(انوار محمدیہ۔ مسالک الافہام، شرف النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

اللہ نے تمہاری دعا قبول کرلی ہے

اس آواز کو سننے کے بعد جناب قیذار اپنے گھر واپس آئے اور سخت فکر مند تھے اپنے آپ سے عہد کیا کہ جب تک اس بھید کو جان نہ لوں گا اس وقت تک نہ کچھ کھاؤں گا اور نہ کچھ پیوں گا۔ اسی فکر میں مبتلا بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک فرشتہ انسانی شکل میں آپ کے سامنے آیا۔ فرشتے نے آتے ہی سلام کیا اور کہا۔

"اے قیذار! تم اس وقت خطہ زمین کے حاکم ہو اور وہ نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم جو تمہارے پاس اصلاب طیبہ

Marfat.com

اور ارحام طاہرہ کے ذریعہ آیا ہے یہ شرف وعزت اسی نور کی وجہ سے ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ایک فرزند عطا فرمائے گا مگر وہ حضرت اسحاق علیہ السلام کی اولاد سے نہ ہوگا لہٰذا اگر آپ نذر مانیں اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربانی پیش کریں تو میں آپ کو بتاؤں گا کہ آپ کس عورت سے نکاح کریں۔"

جناب قیذار اس کے بعد اپنے گھر آئے اور سات ریوڑ جانور قربانی کیلئے تیار کئے اور قربان گاہ میں جا کر اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربان کر دیئے اور دعا فرمائی کہ اے اللہ! اگر میری قسمت میں اولاد نرینہ ہے تو میری قربانی قبول فرما جناب قیذار قربانی پیش کرتے جاتے سرخ آگ کا ایک شعلہ آتا اور قربانی کے جانور کو آسمان کی طرف اٹھا لے جاتا حتیٰ کہ آسمان سے ایک ندا آئی۔

"اللہ تعالیٰ نے تمہاری دعا قبول کر لی ہے اور تمہاری قربانی قبول ہوگئی ہے اب یہاں سے اٹھو اور فلاں درخت کے سایہ میں جا کر سو جاؤ اور خواب میں جو کچھ نظر آئے اس پر عمل کرو۔"

خواب میں جناب قیذار نے دیکھا کہ ایک ندا کرنے والا کہہ رہا ہے کہ یہ نور پاک ہے جو تمہاری پیشانی میں چمک رہا ہے وہ نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہے جن کی وجہ سے ساری کائنات پیدا کی گئی ہے اور اس نور کی حامل کوئی غیر عورت نہ ہوگی اور عرب کی ایک عورت جس کا نام غافرہ ہے اس سے نکاح کرو تاکہ یہ امانت اس کو منتقل ہو جائے۔

(زرقانی، دلائل النبوۃ، سیرت حلبیہ، انوار محمدیہ)

تمہیں مبارک ہو

نیند سے بیدار ہونے کے بعد جناب قیذار خوشی خوشی اپنے گھر واپس آئے اور اطراف واکناف میں آدمی روانہ کئے تاکہ غافرہ نامی عورت کو تلاش کیا جائے چنانچہ ایک ایسی لڑکی ملی جو بنو زہیر عامر میں سے تھی یہ قبیلہ قحطان کی اولاد میں سے تھا لہٰذا آپ نے نکاح کا پیام دے کر اس سے شادی کر لی۔ زفاف کے نتیجہ میں وہ نور پاک ان کی صلب سے حضرت غافرہ کے رحم پاک میں منتقل ہو گیا۔ جب حضرت غافرہ حاملہ ہوئیں تو جناب قیذار بہت خوش ہوئے۔

حضرت آدم علیہ السلام کا وہ تابوت جو جناب قیذار کے قبضہ میں تھا اس کے بارے میں حضرت اسحاق علیہ السلام کی اولاد ان سے بار بار تقاضہ کرتی تھی اور یہ دلیل دیتی تھی کہ نبوت کا سلسلہ حضرت اسحاق علیہ السلام کی اولاد میں مقرر ہے اور آپ کی اولاد میں صرف ایک نبی مکرم تشریف لائیں گے اور نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو مل چکا ہے اس لئے اب تابوت پر ہمارا حق ہے لیکن جناب قیذار کا کہنا تھا کہ اس کی حفاظت میرے سپرد کی گئی ہے اور یہ میرے پاس میرے والد حضرت اسماعیل علیہ السلام کی طرف سے عطیہ ہے لہٰذا اس پر میرا حق ہے۔ ایک دن جناب قیذار نے تابوت کھولنا چاہا مگر کھول نہ سکے۔ غیب سے ایک آواز آئی کہ اس کا کھولنا صرف انبیاء کرام کے ساتھ مخصوص ہے اور پیغمبر کے بغیر اسے کوئی نہیں کھول سکے گا چونکہ آپ نبی نہیں ہیں اس لئے یہ آپ سے نہیں کھلے گا البتہ اس تابوت کو اگر حضرت یعقوب علیہ السلام کے حوالے کر دیں تو وہ اسے کھول لیں گے موجودہ دور میں ان کے علاوہ کوئی دوسرا نہیں

Marfat.com

کھول سکتا۔

اس کے بعد جناب قیذار نے اپنی زوجہ مطہرہ حضرت غافرہ کو نصیحت کی کہ آپ حمل سے ہیں اللہ تعالیٰ ہمیں نیک اور سعادت مند بیٹا عطا فرمائے گا بیٹے کا نام جمیل (یا حمل) رکھنا۔ نصیحت کرنے کے بعد جناب قیذار تابوت لے کر کنعان کی طرف چل پڑے کیونکہ حضرت یعقوب علیہ السلام وہاں پر تھے جب کنعان کے نزدیک پہنچے تو تابوت سے آواز آئی جسے حضرت یعقوب علیہ السلام نے سنا اور اپنے بیٹوں سے فرمایا کہ مجھے معلوم ہو رہا ہے کہ جناب قیذار حضرت اسماعیل علیہ السلام کا تابوت لے کر تشریف لا رہے ہیں اٹھو اور آگے بڑھ کر ان کا استقبال کرو۔ چنانچہ حضرت یعقوب علیہ السلام اور ان کے بیٹے استقبال کیلئے آگے بڑھے۔ جناب قیذار دور سے آتے ہوئے دکھائی دے رہے تھے جب نزدیک آئے تو حضرت یعقوب علیہ السلام نے ان کا استقبال کیا اور خیر و عافیت دریافت کی ان کے چہرے کی طرف دیکھا اور فرمایا کیا بات ہے کہ تمہارے چہرے پر رنج و غم کے آثار دکھائی دے رہے ہیں بہت کمزور دکھائی دے رہے ہو کیا تم بیمار ہو؟ جناب قیذار نے جواب دیا ایسی کوئی بات نہیں ہے اصل بات یہ ہے کہ جو نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تھا وہ مجھ سے منتقل ہو کر میری بیوی کو منتقل ہو گیا ہے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے دریافت فرمایا کیا یہ نور پاک حضرت اسحاق علیہ السلام کی آل پاک میں منتقل ہوا ہے؟ جناب قیذار نے کہا نہیں یہ نور غافرہ نامی عرب النسل لڑکی کے ہاں منتقل ہوا ہے۔ یہ سن کر حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا کہ تمہیں مبارک ہو کہ غافرہ کے ہاں آج رات ایک بیٹا پیدا ہو گا اور نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے ثمرات عرب میں جاری و ساری رہیں گے۔

(معارج النبوۃ جلد اول)

تم نے میرے باپ کو کیا کر دیا

حضرت یعقوب علیہ السلام نے جناب قیذار سے کہا کہ میں نے دیکھا کہ آسمان کے دروازے کھلے اور ان سے فرشتے انسانی لباس میں ملبوس زمین کی طرف اترے ہیں اور میں جانتا ہوں کہ یہ سب کچھ نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے ہے۔ جناب قیذار نے پوچھا آپ کو ان تمام حالات و واقعات کا کیسے علم ہو گیا۔ تو حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا۔ آج رات آسمانوں کے تمام دروازے کھول دیئے گئے تھے زمین و آسمان کی وسعتوں میں ہر طرف نور ہی نور دکھائی دے رہا تھا آسمان سے فرشتوں کی ٹولیاں اترتی نظر آئیں ان کے پروں پر رحمت اور برکات کی ہوائیں تھیں میں سمجھ گیا کہ آج نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد آمد ہے۔ اس کے بعد جناب قیذار نے تابوت حضرت یعقوب علیہ السلام کے حوالے کیا اور اپنے گھر کی طرف روانہ ہوئے۔

جب گھر آئے تو دیکھا کہ بیوی ولادت سے فارغ ہو چکی ہیں اور ان کی گود میں ایک خوبصورت بچہ ہے جس کی پیشانی میں نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم جگمگا رہا ہے۔ اس پیارے بچے کا نام جمیل یا حمل رکھا گیا جب یہ بچہ سن بلوغ کو پہنچا تو جناب قیذار اپنے بیٹے کے ہمراہ ایک پہاڑ پر گئے اس وقت ملک الموت انسانی شکل میں آئے اور جناب قیذار

Marfat.com

سے کہا کہ میں آپ سے رازداری کی ایک بات کرنا چاہتا ہوں۔ جناب قیذار نے کان فرشتے کے منہ کے ساتھ لگا دیا اور ملک الموت نے کان کے راستہ سے روح کو قبض کر لیا قیذار وہیں زمین پر آ گرے۔ یہ دیکھ کر جناب جمیل کو غصہ آ گیا اور کہنے لگے تم نے میرے باپ کو کیا کر دیا، تم نے میرے باپ کو مار دیا ہے۔ ملک الموت نے کہا ذرا آگے بڑھ کر دیکھو تو سہی کہ تمہارے والد زندہ ہیں یا مردہ۔ جناب جمیل آگے بڑھے اور دیکھا کہ والد بزرگوار فوت ہو چکے ہیں ان کی توجہ اپنے والد بزرگوار کی طرف ہوئی تو ملک الموت وہاں سے غائب ہو گئے جناب جمیل نے نظر اٹھا کر دیکھا تو وہاں پر کوئی نہیں تھا وہ سمجھ گئے کہ یہ ملک الموت تھے جو روح قبض کر کے چلے گئے۔ کچھ دیر کے بعد حضرت اسحاق علیہ السلام کی اولاد میں سے چند لوگ ادھر آئے اور جناب قیذار کی تجہیز و تکفین کر کے ان کو اسی جگہ پر دفن کر دیا۔

(معارج النبوۃ جلد اول)

یا اللہ! دشمنوں کے شر سے بچا

جناب جمیل نے سعیدہ نامی ایک خاتون سے شادی کی جن سے ایک بیٹے کی ولادت ہوئی جس کا نام نبت رکھا گیا جو نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے حامل تھے نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ان کی پیشانی اطہر میں چمک رہا تھا یہ نہایت اعلیٰ کردار اور نیک سیرت تھے اور اپنے آباؤ اجداد کے نقش قدم پر چلتے تھے ان سے یہ نور ہمیسع کو منتقل ہوا اور ان کی وجہ تسمیہ ان کی بلند ہمتی اور اعلیٰ کردار تھا۔ کہا جاتا ہے کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں یہ واحد شخصیت تھے جو یمن، حجاز و نجد کے حاکم تھے اور اولاد اسحاق علیہ السلام ان کی رعایا تھے۔ ان کی مملکت کی حدود مصر اور ایران کی سرحدوں سے ملتی تھیں ان کی ایک خصوصیت یہ بھی تھی کہ جو کوئی ان کو دیکھتا اس پر ان کا رعب و دبدبہ طاری ہو جاتا تھا۔ نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ان سے منتقل ہوتا ہوا بالآخر جناب عدنان کو تفویض ہوا ان کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ جن وانس ان کی تاک میں رہتے تھے تاکہ ان کو ختم کر دیں کیونکہ سب کو یہ علم تھا کہ اس صالح مرد کی نسل سے ایک ایسی مبارک ہستی کی ولادت ہو گی جو جن وانس ہی نہیں بلکہ تمام مخلوقات باری تعالیٰ کی سردار ہو گی مگر چونکہ اللہ تعالیٰ کو نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت مقصود تھی اسلئے اللہ تعالیٰ نے ان کو ہر قسم کے شر سے بچا کر رکھا اور کوئی بھی ان کو گزند نہ پہنچا سکا۔

ایک مرتبہ جناب عدنان تنہا گھوڑے پر تشریف لے جا رہے تھے۔ کہ اثنائے راہ میں اسی جوانوں نے آپ کو نقصان پہنچانے کی غرض سے آپ کا تعاقب کیا اور دو پہاڑوں کے درہ میں گھیر لیا۔ جناب عدنان نے تنہا ان سواروں کا مقابلہ کیا اور زخمی ہو گئے آپ کا گھوڑا بھی زخمی ہو گیا آپ نے ہمت نہ ہاری اور گھوڑے سے اتر کر پہاڑ کی طرف چل دیے دشمن آپ کے تعاقب میں تھے آخر کار آپ نے بارگاہ الٰہی میں دعا مانگی۔ یا اللہ! دشمنوں کے شر سے بچا اسی وقت پہاڑ سے ایک ہاتھ برآمد ہوا اور ان کو اٹھا کر پہاڑ کی چوٹی پر پہنچا دیا اس کے بعد ایک چیخ سنائی دی اور تمام دشمن ہلاک ہو گئے۔ جناب عدنان سے نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم جناب معد کو منتقل ہوا یہ بڑے بہادر اور دلیر تھے۔ نیک پارسا اور نیک سیرت تھے ان کی کنیت ابو قصاعہ تھی انہوں نے اپنے باپ کی اولاد میں بہت شہرت حاصل کی اپنے

Marfat.com

دشمنوں پر بہت جلد فتح حاصل کرتے تھے نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے اللہ تعالیٰ ان کو فتح ونصرت سے نوازتا تھا۔

(زرقانی جلد اول، معارج النبوۃ جلد اول)

لوگ آپ کی اولاد سے فیض حاصل کرینگے

نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم جناب معد سے جناب نزار کو تفویض ہوا۔ یہ نزار آل عرب کے اولین فرد کہلائے ان کا نام نزار اس لئے مشہور ہوا کہ ان کے والد محترم نے دیکھا کہ نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم اس بچے کے اندر موجود ہے تو انہوں نے قربانی نذر کی۔ نذر عربی میں تھوڑی سی کو کہتے ہیں۔ جناب معد نے ایک ہزار اونٹ بارگاہ الٰہی میں قربان کیے۔ قبیلہ والوں نے جناب معد کو ملامت کی کہ اس قدر زیادہ اونٹ قربان کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ اس پر انہوں نے کہا کہ تم ایک ہزار کو زیادہ کہتے ہو جبکہ میں تو اس کو بھی کم ہی سمجھتا ہوں۔ پھر جناب نزار جوان ہوئے اور ان کی شادی ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے ان کو ایک خوبصورت فرزند سے نوازا جس کا نام مضر رکھا گیا چنانچہ نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم جناب مضر کو تفویض ہوا یہ حسن و جمال میں اپنی مثال آپ تھے جو بھی ان کو دیکھتا فریفتہ ہو جاتا تھا آپ شریعت ابراہیمی پر مضبوطی سے کاربند رہتے اور اس کی ترویج میں انتہائی کوشش کرتے تھے اور اس کے بارے میں اپنے بیٹے حضرت الیاس کو بہت سی نصیحتیں فرمایا کرتے تھے۔ جناب مضر سے نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ان کے فرزند حضرت الیاس کو تفویض ہوا۔ حضرت الیاس سے نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم جناب مدرکہ کے حصہ میں آیا۔ یہ بڑے صاحب ادراک نوجوان تھے اپنے زمانہ میں بہت عزت و شرف حاصل کیا ان کے نام کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ انہوں نے اپنے اسلاف کے کارناموں کو پہچانا تھا نیک سیرت و نیک کردار تھے کہا جاتا ہے کہ ان کے عقب میں ایک خرگوش بھاگا جا رہا تھا۔ جسے انہوں نے پکڑ لیا اس دن سے یہ مدرکہ کہلائے جانے لگے ان کی والدہ ماجدہ کا نام جذعہ بنت عامر تھا۔ اللہ تعالیٰ نے جناب مدرکہ کو ایک خوبصورت بیٹا عطا فرمایا جس کا نام خزیمہ رکھا گیا۔

جناب خزیمہ کی شادی برۃ بنت اذبن طالجہ سے ہوئی جو اپنے خاندان کی نیک سیرت اور معزز ترین خاتون تھیں ان کے بطن پاک سے جناب کنانہ کی پیدائش ہوئی اور نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم جناب کنانہ کو تفویض ہوا۔ جناب کنانہ سے یہ نور ان کے بیٹے نضر کے حصہ میں آیا ان کو قریش کے لقب سے پکارا جاتا تھا اس کی وجہ یہ تھی کہ یہ تمام لوگوں پر غالب آجاتے تھے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے پوچھا گیا کہ قریش کو قریش کیوں کہا جاتا تھا۔ انہوں نے فرمایا کہ سمندر میں ایک ایسا حیوان تھا جو سمندر کے سب حیوانوں پر غالب تھا اسے قریش کہا جاتا تھا اس غلبہ کی صفت کی وجہ سے نضر کو قریش کہا جانے لگا۔ بعض کا کہنا ہے کہ چونکہ قریش سے مشتق ہے جس کے معنی کسب کرنے کے ہیں اور چونکہ جناب نضر تجارت میں بہت زیادہ مشغول رہتے تھے اس وجہ سے قریش کے لقب سے مشہور ہوئے۔ بعض یہ بھی کہتے ہیں کہ قریش کے معنی جمع ہونے کے ہیں اور قریش کے یہاں حج کے موقع پر تمام حاجی

Marfat.com

کھانے کی دعوت میں شریک ہوتے تھے اس لئے قریش کہلائے جانے لگے بہر حال وجہ کچھ بھی ہو جناب نضر کا لقب قریش شہرت اختیار کر گیا اور ان کی نسل سے جو بھی پیدا ہوا اسے قریشی کہا جانے لگا۔

جناب نضر نے خانہ کعبہ میں مقام حجر پر خواب میں دیکھا کہ ان کی کمر سے ایک ایسا درخت پیدا ہوا ہے جو سرسبز بھی ہے اور بلند قامت بھی اس کی شاخیں آسمان کو چھو رہی ہیں ان سے نور کی شعاعیں پھوٹ رہی ہیں لوگوں کے ہجوم اس درخت پر ٹوٹ پڑے ہیں جب بیدار ہوئے تو خواب کی تعبیر کیلئے ایک کاہن کے پاس تشریف لے گئے اور اس کو اپنا خواب سنایا۔ کاہن نے خواب سن کر کہا اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے فضل و کرم سے نوازا ہے اور یہ شرف و منزلت کسی اور کے حصہ میں نہیں آئی جو کہ آپ کے خاندان کو نصیب ہوئی ہے لوگ آپ کی اولاد سے فیض حاصل کریں گے۔

(زرقانی جلد اول۔ شرف النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

فرشتو! تم گواہ رہنا

اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا کہ خطہ زمین میں پھیل جاؤ اور دیکھو کہ زمین پر کوئی موحد ہے یعنی آج اولاد آدم علیہ السلام میں کون مشرف و محترم انسان ہے۔ فرشتوں نے عرض کیا یا اللہ! حاملین نور جو اولاد اسماعیل علیہ السلام میں ہیں ان کے علاوہ خطہ زمین پر کوئی موحد نہیں ہے عرب کی سرزمین میں اولاد اسماعیل علیہ السلام میں سے ایک ایسا فرد ہے جس سے نور کی شعاعیں پھوٹتی ہیں وہ تیری یاد میں منفرد ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے فرشتو! تم گواہ رہنا اس میں میرے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا نور ہے۔

جناب نضر سے نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم جناب مالک کو تفویض ہوا اور ان کی پیشانی اطہر میں چمکنے لگا یہ اس وقت کے عرب حاکم تھے ان کی شادی ایک معزز خاتون عاتکہ یا عکرشہ سے ہوئی جن کے بطن پاک سے جناب فہر کی پیدائش ہوئی اور یوں یہ نور جناب فہر کو منتقل ہوا ان سے یہ نور پاک جناب غالب کے حصہ میں آیا پھر ان کے بیٹے لوی کے پاس آیا لوی سے یہ نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم جناب کعب کو تفویض ہوا پھر ان کے بیٹے مرہ کے حصے میں آیا ان سے آگے ان کے بیٹے جناب کلاب کو منتقل ہوا۔ کلاب سے یہ نور پاک ان کے بیٹے قصی کو تفویض ہوا جناب قصی سے نور مبارک ان کے بیٹے عبد مناف کو منتقل ہوا جب عبد مناف کی شادی ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے ان کو دو جڑواں بیٹوں ہاشم اور عبد الشمس سے نوازا۔ جناب ہاشم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والد حضرت عبد اللہ کے جد امجد تھے۔ جناب عبد مناف سے نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم جناب ہاشم کے حصہ میں آیا۔ جناب ہاشم کا اصل نام عمر تھا لیکن ہاشم کے لقب سے مشہور تھے اور یہ لقب ان کی سخاوت کی وجہ سے تھا۔ بعض کا کہنا ہے کہ جناب ہاشم کو اس لئے ہاشم کہا جاتا تھا کہ انہوں نے عرب کے قحط کے زمانے میں عام لوگوں کو نان ثرید دیا کیونکہ یہ مہمان نوازی میں بہت مشہور تھے ایک مرتبہ مکہ مکرمہ میں قحط پڑ گیا لوگ بھوک کے ہاتھوں بہت پریشان ہوئے جناب ہاشم شام کے علاوہ سے بہت سا آٹا خرید کر لائے اور صبح و شام بہت سی روٹیاں پکوا کر ایک اونٹ ذبح کر کے ثرید تیار کرتے اور لوگوں کی دعوت عام کرتے۔

Marfat.com

اس واقعہ سے ان کی خوب شہرت ہوئی اور ہاشم کے لقب سے مشہور ہوئے نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم جناب ہاشم کی پیشانی میں جلوہ گر تھا۔ جہاں بھی جاتے لوگوں کی گردنیں ان کو دیکھ کر جھک جاتیں جو کوئی آپ کو دیکھتا تو دیکھتا ہی چلا جاتا انہوں نے کبھی کسی بت کو سجدہ نہیں کیا ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا کہ تم گواہ رہو کہ میں نے ان کو تمام بری باتوں سے محفوظ رکھا ہے کیونکہ نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ان کی صلب پاک میں امانت ہے جس کا اثر ان کے گوشت اور خون میں رواں ہے۔ عرب کے ہر قبیلے کی یہ خواہش تھی کہ ان کی لڑکی ان کے نکاح میں آ جائے۔ قیصر روم کے ہاں بھی جناب ہاشم کی یہ شہرت پہنچی اسے معلوم ہوا کہ جناب ہاشم کی پیشانی مبارک میں نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم چمک رہا ہے تو اس نے بھی اپنی بیٹی جناب ہاشم کے نکاح میں دینے کی پیشکش کی مگر آپ نے قبول نہ کیا آپ نے عہد کیا تھا کہ اس دور کی عفت مآب خاتون سے شادی کریں گے۔

(سیرت ابن ہشام، شرف النبی صلی اللہ علیہ وسلم، زرقانی جلد اول)

ان کے چہرے پر بزرگی ٹپکتی ہے

جناب ہاشم نے ایک رات خواب میں دیکھا کہ عمرو بن زید کی نیک سیرت بیٹی سلمیٰ سے نکاح ہوا ہے چنانچہ خواب سے بیدار ہونے کے بعد مکہ مکرمہ سے مدینہ طیبہ کی طرف روانہ ہوئے اور مدینہ منورہ میں بنی نجار کے عمرو بن زید بن عار بن بخار کی بیٹی سلمیٰ سے شادی کی چند دن مدینہ طیبہ میں قیام کیا ان سے سیدنا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا حضرت عبدالمطلب کی پیدائش ہوئی۔ حضرت عبدالمطلب کے نام کی وجہ یہ تھی کہ جب جناب عبد مناف کے انتقال کا وقت قریب آیا تو انہوں نے اپنے بیٹے ہاشم کو اپنا قائم مقام بنایا اور تمام عرب کی سروری ان کے سپرد کر دی اور پھر جب جناب ہاشم کا انتقال ہوا تو ان کی جانشینی کا شرف جناب مطلب بن عبد مناف کو حاصل ہوا اور وہ قریش کے سردار مقرر ہو گئے۔ ان دنوں جناب عبدالمطلب ابھی نو عمر تھے۔ بعض کا کہنا ہے کہ سات برس کے تھے۔ جناب مطلب بن عبد مناف وقتی طور پر خدمت سرانجام دیتے رہے۔ جناب عبدالمطلب کے ننھیال چونکہ مدینہ طیبہ میں تھے اس لئے آپ کی والدہ ان کو لے کر مدینہ طیبہ میں ان کے ننھیال میں لے گئیں۔

جناب مطلب جب عمر رسیدہ ہوئے تو ان دنوں ایک شخص نے جو مدینہ منورہ سے آیا تھا جناب مطلب کو حضرت عبدالمطلب کے بارے میں بتایا اور کہا کہ میں نے آپ کو بھتیجے کو تیر اندازی کرتے ہوئے دیکھا ہے اور ان کا تیر ہر مرتبہ ٹھیک نشانے پر لگتا ہے اور ان کے چہرے سے بزرگی ٹپکتی ہے پیشانی پر نور سا چمکتا ہے۔ جناب مطلب نے اس شخص کی باتیں سنیں تو اسی وقت عہد کیا کہ گھر میں بعد میں داخل ہوں گا پہلے اپنے بھتیجے کو مدینہ طیبہ سے مکہ مکرمہ لاؤں گا۔ چنانچہ اسی وقت مدینہ طیبہ کی طرف اونٹ پر بیٹھ کر روانہ ہو گئے۔

مدینہ منورہ پہنچ کر جناب مطلب نے حضرت عبدالمطلب کو بلایا اور مکہ مکرمہ جانے کیلئے آمادہ کیا اور اس بات پر ابھارا کہ وہ اپنے والد محترم کا منصب سنبھالیں حضرت عبدالمطلب نے ان کی بات پر آمادگی کا اظہار کیا اور ان کے

Marfat.com

ساتھ اونٹ پر سوار ہو کر مکہ مکرمہ کی طرف روانہ ہو گئے مکہ مکرمہ میں لوگوں نے آپ کا استقبال کیا جناب مطلب اور حضرت عبدالمطلب چونکہ دونوں اونٹ پر سوار تھے لوگوں نے مشہور کر دیا کہ یہ مطلب کے بیٹے یا غلام ہیں اس دن سے آپ کو عبدالمطلب کہا جانے لگا۔

(سیرت نبویہ للسید احمد زینی المشہور بدحلان شرف النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

یہ برکت اولاد اسماعیل علیہ السلام کی وجہ سے تھی

حضرت عبدالمطلب قریش میں بڑی عزت واحترام کی نظروں سے دیکھے جاتے تھے۔ ان کی عزت و مرتبت میں اس وقت اور بھی اضافہ ہو گیا کہ جب آپ نے کئی برسوں سے گمشدہ چاہ زمزم کو تلاش کر لیا اور اہل مکہ جو کہ پانی کو ترستے تھے ان کے ہاتھ آب زمزم کا نہ ختم ہونے والا ذخیرہ ہاتھ آ گیا۔ اس کا واقعہ کچھ یوں ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت بی بی ہاجرہ اور اپنے کمسن صاحبزادے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو وادی مکہ میں چھوڑ کر چلے گئے تو ان کو پیاس محسوس ہوئی وہاں پر دور دور تک پانی کا نام ونشان نہ تھا دونوں ماں اور بچہ پیاس کی شدت سے نڈھال ہو گئے ماں پانی کی تلاش میں ادھر ادھر دوڑیں مگر پانی کہیں نظر نہ آیا۔ آخر تھک کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی جب حضرت بی بی ہاجرہ واپس اپنے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کے پاس آئیں تو دیکھا کہ جہاں بچہ بے چینی سے ایڑیاں مار رہا تھا وہاں گڑھا پڑ گیا تھا اور اس گڑھے میں سے پانی رس رہا تھا اسے کھودا تو وافر مقدار میں پانی نکلنا شروع ہو گیا اسے چاہ زمزم کہتے ہیں اسی مقام پر خانہ کعبہ کی تعمیر ہوئی پھر ایک وقت آیا کہ جب خانہ کعبہ میں بتوں کی پرستش ہونا شروع ہو گئی لوگوں نے چاہ زمزم سے بے توجہی برتنا شروع کر دی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ یہ جگہ نظروں سے اوجھل ہو گئی۔

اس زمانے میں بنو جرہم کا قبیلہ خانہ کعبہ کا متولی تھا یہ قبیلہ ظلم وزیادتی میں حد سے بڑھ چکا تھا۔ جس بناء پر اہل مکہ نے اس قبیلے کو شہر سے باہر نکال دیا ان لوگوں نے جاتے جاتے چاہ زمزم کو پاٹ کر اس کے تمام نشانات بھی مٹا دیئے تاکہ مکہ مکرمہ والے اس سے پانی نہ حاصل کر سکیں۔ اس زمانے میں مکہ مکرمہ میں اور بھی کئی مقامات پر پانی کے کنوئیں موجود تھے اور ان میں اس وقت کافی مقدار میں پانی آتا تھا اس لئے لوگوں نے چاہ زمزم کی طرف کوئی توجہ نہ دی کیونکہ ان کی پانی کی ضرورت دیگر کنوؤں سے بخوبی پوری ہو جاتی تھی لیکن پھر ایک وقت ایسا بھی آیا کہ جب ان کنوؤں میں پانی کی کمی واقع ہو گئی اور اہل مکہ کو پانی کی سخت تنگی ہو گئی۔ اب ان کو چاہ زمزم کی اہمیت کا احساس ہوا مگر چاہ زمزم ان کی نظروں سے اوجھل ہو چکا تھا کچھ معلوم نہ تھا کہ کس مقام پر ہے جبکہ چاہ زمزم کی حالت یہ تھی کہ اس کی جگہ بتوں کی قربان گاہ بنائی گئی تھی اسی جگہ پر بتوں کے نام کی قربانیاں ہوتی تھیں۔ جب حضرت عبدالمطلب نے مکہ مکرمہ کی سرداری سنبھالی تو ایک مرتبہ مقام حجر میں سو رہے تھے کہ کسی نے خواب میں چاہ زمزم کھودنے کا حکم دیا جب خواب میں حضرت عبدالمطلب کو چاہ زمزم کے مقام کی نشاندہی ہو گئی تو حضرت عبدالمطلب بیدار ہوئے اور اپنے

Marfat.com

خواب پر عمل کرنے کیلئے تیاری کی آپ کو اپنے خواب کی سچائی پر یقین تھا لیکن قریش اس جگہ کو کھودنے کے مخالف تھے۔

قریش یہ سمجھتے تھے کہ بتوں کی قربان گاہ کھودنے سے بت ناراض ہو جائیں گے اور خانہ کعبہ کی بے حرمتی ہوگی پانی کا کچھ پتہ نہیں کہ نکلے یا نہ نکلے اس کی تلاش میں ایک مقدس مقام کو کھود ڈالنا مناسب نہیں ہے مگر حضرت عبدالمطلب چونکہ حیثیت والے آدمی تھے اس لئے انہوں نے مخالفت کے باوجود اس کھدائی کا پختہ ارادہ کر لیا کوئی شخص اس کام میں شریک ہونے کیلئے تیار نہ ہوا۔ چنانچہ حضرت عبدالمطلب اپنے بیٹے جناب حارث کو ساتھ لے کر کھدائی کرنا شروع ہو گئے۔ بعض کا کہنا ہے کہ قریش کی مخالفت اس لئے تھی کہ حضرت عبدالمطلب تنہا اپنے بیٹے حارث کو لے کر چاہ زمزم کی کھدائی کرنا شروع ہو گئے اور اس کام میں انہوں نے کسی کو شریک کرنا مناسب نہ سمجھا اور خیال کیا کہ یہ سعادت ان کے حصے میں آئی ہے چنانچہ اہل مکہ اس وجہ سے مخالف پر آمادہ ہوئے اور کہنے لگے کہ ہم اس امر کی ہرگز اجازت نہ دیں گے کہ آپ ہمارے بتوں کے قریب کھدائی کریں اور کنواں کھودیں۔

جس مقام پر حضرت عبدالمطلب کھدائی کرنا چاہتے تھے وہاں پر دو مشہور بت اساف اور نائیلہ نصب تھے اور قریش نہیں چاہتے تھے کہ بتوں کے بیچ میں کنواں کھودا جائے مکہ والوں کی ایک جماعت اس بناء پر بھی مخالفت کر رہی تھی کہ وہ حسد کر رہے تھے کہ یہ فخر حضرت عبدالمطلب کو ہی کیوں حاصل ہو۔ انہوں نے حضرت عبدالمطلب سے کہا کہ تمہارا یہ دعویٰ ہے کہ یہ برکت اولاد اسماعیل علیہ السلام کی وجہ سے تھی اور یہ کنواں حضرت اسماعیل علیہ السلام اور ان کی اولاد کی سیرابی کا باعث بنا تھا تو اس میں آپ ہی کیوں سبقت کریں تمام اولاد اسماعیل کو اس کام میں شریک کیا جائے۔
(سیرت ابن ہشام سیرت نبویہ مرتبہ للسید احمد زینی)

آپ جو کہیں گے ہم کریں گے

حضرت عبدالمطلب اپنے مؤقف پر قائم تھے ان کا کہنا تھا کہ چونکہ اس کام کی بشارت مجھے ملی ہے اس لئے میں ہی اس کام کو انجام دوں گا اس پر جھگڑا بڑھ گیا آخر فیصلہ یہ ہوا کہ کسی کو ثالث مقرر کر کے فیصلہ کرایا جائے پھر یہ طے پایا کہ شام میں ایک کاہن ہے جو اپنے علم وفضل میں یکتا ہے۔ اس کا فیصلہ سب کو منظور ہوگا اور کوئی اس سے انحراف نہ کرے گا۔ بعض کا کہنا ہے کہ قریش نے ثالث کیلئے بنی سعد ندیم کی کاہنہ کا نام پیش کیا جو کہ شام میں رہتی تھی۔ حضرت عبدالمطلب نے اسے منظور کر لیا چنانچہ اس فیصلے کے مطابق مکہ مکرمہ کے ہر قبیلہ کا ایک ایک نمائندہ حضرت عبدالمطلب کے ساتھ شام کی طرف روانہ ہوا۔ یہ گرمی کا موسم تھا راستے میں پانی کمیاب ہی نہیں بلکہ نایاب تھا اس راستے میں بے آب وگیاہ میدان تھے جب یہ سب لوگ حجاز وشام کے درمیانی میدانوں میں سے کسی میدان میں تھے۔ تو حضرت عبدالمطلب اور ان کے ساتھ چلنے والوں میں سے ہر ایک کے پاس پانی ختم ہو گیا۔ قریش کے بعض قبیلوں کے پاس پانی تھا مگر انہوں نے ان کو پانی دینے سے صاف انکار کر دیا کہ ہم خود بھی تو بے آب وگیاہ بیابان میں

Marfat.com

ہیں اور ہمیں بھی اسی طرح آفت کا خوف لگا ہوا ہے جو اس وقت تم پر پڑی ہے۔

حضرت عبدالمطلب نے جب قوم کا یہ برتاؤ اور اپنے ساتھیوں کی جانوں کیلئے خوف وخطرہ دیکھا تو کہا کہ اب تم لوگ اس بارے میں کیا رائے دیتے ہو؟ انہوں نے کہا آپ جو مناسب خیال کریں ہم اس کی پیروی کریں گے آپ جو بھی حکم دیں گے ہم ضرور اسے بجالائیں گے اس پر حضرت عبدالمطلب نے کہا کہ میری رائے تو یہ ہے کہ ہر شخص اپنے لئے اس قوت سے جو اس میں اس وقت ہے ایک ایک گڑھا کھودے کہ جب کوئی مرے تو ساتھی اسے اس کے کھودے ہوئے گڑھے میں ڈال کر چھپا دیں یہاں تک کہ آخر میں ایک شخص رہ جائے بہ نسبت سارے قافلے کی بربادی کے ایک شخص کا بے گوروکفن رہنا مضائقہ نہیں غرضیکہ ان میں سے ہر شخص اٹھا اور اپنے لئے ایک ایک گڑھا کھودلیا پھر یہ سب پیاس کی شدت سے نڈھال ہو کر موت کے انتظار میں بیٹھ گئے کیونکہ یہ راستہ بھی بھول چکے تھے تھوڑی دیر کے بعد جناب عبدالمطلب نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ اللہ کی قسم! اس طرح اپنے آپ کو موت کے منہ میں ڈالنا اور کچھ دوڑ دھوپ نہ کرنا اور کسی طرح کی جستجو وتلاش نہ کرنا بہت بڑی کمزوری اور پست ہمتی کی بات ہے ایسا کرتے ہیں کہ کسی سمت چل پڑتے ہیں شاید کہ اللہ تعالیٰ ہمیں کسی جگہ سے پانی دلادے۔

آخر کار وہ سب وہاں سے نکلے ان کے ساتھ قریش کے جو لوگ تھے وہ اس انتظار میں تھے کہ دیکھیں اب یہ کیا کرتے ہیں۔ حضرت عبدالمطلب اپنی سواری کی طرف بڑھے جب سوار ہوئے اور اونٹنی ان کو لے کر اٹھی تو اس کے پاؤں کے نیچے سے شیریں پانی کا چشمہ نکل پڑا۔ سب نے یہ منظر دیکھ کر اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا نعرہ بلند کیا اور اپنی سواریوں سے اترے خود بھی پانی پیا اور اپنی سواریوں کو بھی پلایا اور مشکیزے بھی پانی سے بھر کر چلنے کیلئے تیار ہو گئے۔

(معارج النبوۃ جلد اول)

رب کعبہ کی قسم! فیصلہ تمہارے حق میں ہو گیا ہے

قریش یہ سب کچھ دیکھ کر پکار اٹھے اور کہا رب کعبہ کی قسم! یہ ہمارے خلاف اور تمہارے حق میں فیصلہ ہو گیا ہے۔ اے عبدالمطلب! اب ہم آپ سے زمزم کے بارے میں کبھی جھگڑا نہ کریں گے جس ذات باری تعالیٰ نے آپ کو اس بے آب وگیاہ صحرا میں پانی سے سیراب کیا ہے بلاشبہ اسی نے آپ کو زمزم عنایت فرمایا ہے لہٰذا اب واپس چلو یہ شرف وعزت تمہارے لئے ہی ودیعت ہو چکا ہے اور اس بارے میں کسی کی مخالفت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کیونکہ صرف آپ کی ذات بابرکت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ہم پر کرم فرمایا ہے اور موت کے منہ سے نکال کر ایک نئی زندگی بخشی ہے۔ زمزم کا کنواں آپ کو مبارک ہو اب کسی کیلئے اس میں شرکت کی گنجائش نہیں۔

بعض کا کہنا ہے کہ حضرت عبدالمطلب نے قریش مکہ کی مخالفت کے باوجود چاہ زمزم کی کھدائی کا پکا ارادہ کر لیا اور کوئی شخص اس کام میں شریک ہونے کیلئے تیار نہ ہوا کہ کہیں بت ناراض نہ ہو جائیں اور اس وجہ سے ان پر کوئی عذاب نازل ہو جائے تو حضرت عبدالمطلب اپنے بیٹے حارث کو ساتھ لے کر کھدائی کرنے لگے اس وقت ان کے دل

Marfat.com

میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ کاش میرے حارث کے علاوہ بھی بہت سے بیٹے ہوتے اور اس کام میں میرے ساتھ شریک ہوتے چنانچہ حضرت عبدالمطلب نے منت مانی کہ اگر دس بیٹے ہوں گے تو ایک بیٹا اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربان کروں گا۔

پھر جب اللہ تعالیٰ نے ان کو دس بیٹوں سے نوازا تو آپ نے ان سب کو ایک جگہ پر جمع کیا اور اپنی نذر منت کے بارے میں ان کو بتایا اور اسے پورا کرنے کی دعوت دی۔ بیٹوں نے اپنے والد کی بات پر آمین کہی اور پوچھا کہ اس منت کو پورا کرنے کیلئے کون سا طریقہ اختیار کیا جائے۔ اس کیلئے خانہ کعبہ میں قرعہ اندازی کی گئی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد حضرت عبداللہ کا نام نکل آیا۔ حضرت عبداللہ اپنی والدہ کی اولاد نرینہ میں ابوطالب و حضرت زبیر سے عمر میں چھوٹے تھے اور اسی وجہ سے حضرت عبدالمطلب کو بہت عزیز تھے اور ان سے بڑی محبت کرتے تھے ان سے محبت کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ان کی پیشانی اقدس میں جلوہ گر تھا۔

(سیرت ابن ہشام، سیرت نبویہ مرتبہ للسید احمد زینی)

اے عبدالمطلب! اپنی منت کو پورا کرو

اللہ تعالیٰ نے حضرت عبدالمطلب کو دس فرزند عطا فرمائے اور وہ سب جوان ہو گئے تو ایک رات حضرت عبدالمطلب خانہ کعبہ کے پاس سو رہے تھے کہ ان کو ایک خواب دکھائی دیا خواب میں کسی غیبی آواز کو سنا کہ اے عبدالمطلب! اپنی اس منت کو جو اللہ تعالیٰ کیلئے مانی تھی پورا کرو۔ جب حضرت عبدالمطلب نیند سے بیدار ہوئے تو خوف سے کپکپی طاری تھی چنانچہ فوری طور پر ایک دنبہ ذبح کیا اور کھانا پکوا کر محتاجوں میں تقسیم کر دیا اس کے بعد جب پھر سوئے تو خواب میں کسی کہنے والے نے کہا اے عبدالمطلب! اس سے بڑی قربانی دو چنانچہ بیدار ہونے کے بعد ایک گائے کی قربانی دی۔ پھر جب سوئے تو خواب میں آواز آئی اس سے بڑھ کر قربانی دو بیدار ہونے کے بعد حضرت عبدالمطلب نے ایک اونٹ کی قربانی دی اور پھر جب سوئے تو خواب میں یاد دلایا گیا کہ اے عبدالمطلب! تم نے اپنے بیٹوں میں سے ایک بیٹے کو قربان کرنے کی نذر مانی ہے۔ بیدار ہونے کے بعد حضرت عبدالمطلب بڑے پریشان ہوئے اور اپنے تمام بیٹوں کو اپنے پاس جمع کر کے صورتحال سے آگاہ کیا پھر جب قرعہ اندازی ہوئی تو حضرت عبداللہ کا نام نکلا باوجود اس بات کے کہ حضرت عبدالمطلب حضرت عبداللہ سے بہت پیار کرتے تھے اپنے سب سے پیارے بیٹے حضرت عبداللہ کا ہاتھ پکڑا اور قربانی کے لیے تیار ہو گئے۔ یہ دیکھ کر لوگوں نے ان کو اس کام سے باز رکھنے کی کوشش کی اور کہا کہ اے عبدالمطلب یہ آپ کیا کرنا چاہتے ہیں۔

حضرت عبدالمطلب نے کہا کہ میں عبداللہ کو ذبح کرنا چاہتا ہوں۔ لوگوں نے کہا آپ ان کو ہرگز ذبح نہ کریں جب تک کہ آپ اس بارے میں مجبور نہ ہو جائیں اگر آپ ایسا کریں گے تو ہر شخص اپنا بیٹا لایا کرے گا کہ اسے ذبح کرے اسی طرح نسل انسانی باقی نہ رہے گی جو لوگ آپ کے قریبی عزیز رشتے دار تھے۔ انہوں نے مشورہ دیتے

Marfat.com

ہوئے کہا کہ حجاز میں ایک کاہنہ عورت رہتی ہے وہ عقل مند اور دانا ہے اس سے رجوع کریں وہ ضرور کوئی ترکیب بتائے گی جس سے جناب عبداللہ کی جان بچ جائے گی اگر اس نے بھی انہیں ذبح کرنے کا حکم دیا تو پھر آپ کو اختیار ہو گا اور اگر اس نے کوئی ایسا حکم دیا جس میں آپ کے اور آپ کے اس بیٹے کیلئے اس مشکل سے نکلنے کی کوئی صورت ہو تو آپ اسے قبول کر لیں۔ (اس وقت تک جنات کا آسمانوں پر آنا جانا منع نہ ہوا تھا اور وہ چوری چھپے آسمانوں کی خبریں سن کر کاہنوں کو بتا دیا کرتے تھے کہ انہیں کیا کرنا چاہئے) چنانچہ حضرت عبدالمطلب کچھ لوگوں کے ساتھ اس کاہنہ عورت کے پاس گئے۔

(زرقانی علی المواہب جلد اول، سیرت حلبیہ)

اب تم اپنے پروردگار کی رضامندی کو پہنچ گئے ہو

حضرت عبدالمطلب نے کاہنہ عورت کو تمام حالات وواقعات بتائے۔ تمام باتیں سننے کے بعد عورت نے کہا تم لوگ آج چلے جاؤ اور کل آنا تا کہ میں اپنے ہمزاد جن سے اس بارے میں کچھ معلوم کرسکوں کہ وہ کیا اشارہ دیتا ہے۔ اس پر تمام لوگ واپس چلے آئے حضرت عبدالمطلب معاملے کی نزاکت کے پیش نظر واپس جا کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ اقدس میں دعا کرتے رہے اگلے روز پھر کاہنہ کے پاس گئے اس نے عورت سے پوچھا کہ آج کل تمہارے یہاں ایک آدمی کی دیت کیا دی جاتی ہے؟ حضرت عبدالمطلب نے بتایا کہ آج کل دس اونٹوں کی شرح ہے چنانچہ کاہنہ نے کہا کہ پہلی مرتبہ حضرت عبداللہ کے نام سے دس اونٹوں کا قرعہ ڈالا جائے اگر قرعہ میں اونٹ آجائیں تو ٹھیک ہے ورنہ دس اونٹ مزید بڑھا جائیں اور جب تک قرعہ میں اونٹ نہ نکلیں ہر مرتبہ دس اونٹوں کا اضافہ کیا جاتا رہے تا کہ تمہارا پروردگار راضی ہو جائے جب قرعہ اونٹوں پر نکل آئے تو اتنی تعداد میں اونٹ ذبح کر دینا کہ تمہارا پروردگار بھی تم سے راضی ہو جائے گا اور تمہارا بیٹا بھی بچ جائے گا۔

اس کے بعد اسی طرح قرعہ اندازی کی گئی اور دس دس اونٹ بڑھائے جانے پر بالآخر سو اونٹوں پر نکل آیا مگر حضرت عبدالمطلب کے دل کو اطمینان پھر بھی نہ ہوا اپنے دل کی تسلی واطمینان کی خاطر حضرت عبدالمطلب نے دوسری مرتبہ قرعہ ڈالا تو وہ بھی اونٹوں کے نام پر نکلا۔ تب حضرت عبدالمطلب کو تسلی ہوئی اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ جو لوگ اس وقت وہاں پر موجود تھے انہوں نے کہا اے عبدالمطلب! اب تم اپنے پروردگار کی رضامندی کو پہنچ گئے ہو۔ حضرت عبدالمطلب نے سو اونٹوں کو ذبح کیا اس طرح سیدنا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد حضرت عبداللہ کی جان بچ گئی اور منت بھی پوری ہوگئی۔

(سیرت ابن ہشام، مدارج النبوۃ جلد دوم)

Marfat.com

آپ پر سلامتی ہو:

ایک مرتبہ حضرت عبداللہ نے اپنے والد ماجد حضرت عبدالمطلب سے کہا کہ میں جب کبھی مکہ مکرمہ کی وادی کوہ ثبیرہ کی جانب جاتا ہوں تو میری پشت سے ایک نور چمکتا ہوا ظاہر ہوتا ہے جو کہ دو حصوں میں تقسیم ہو کر مشرق و مغرب میں پھیل جاتا ہے اور پھر دوبارہ اکٹھا ہو کر ایک بادل کی شکل اختیار کر لیتا ہے یہ بادل میرے اوپر سایہ کر لیتا ہے میری نگاہیں یہ مشاہدہ بھی کرتی ہیں کہ آسمان کے دروازے کھل گئے ہیں اور یہ بادل کا ٹکڑا آسمان کی طرف چلا گیا ہے اور پھر جلد ہی واپس آجاتا ہے اور پھر میری پشت میں واپس چلا جاتا ہے (کبھی کبھار یہ بھی ہوتا ہے کہ) میں جب زمین پر بیٹھتا ہوں تو زمین سے ایک آواز سنائی دیتی ہے۔ اے وہ بابرکت انسان جس کی پشت میں نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم امانت ہے آپ پر سلامتی ہو۔

کبھی کبھی یہ بھی ہوتا ہے کہ میں ایک خشک درخت کے نیچے بیٹھا ہوں تو وہ میرے بیٹھتے ہی ہرا بھرا ہو گیا اور اس درخت نے مجھے سلام کیا۔ حضرت عبدالمطلب نے جب اپنے پیارے بیٹے حضرت عبداللہ کی باتیں سنیں تو فرمایا اے میرے پیارے بیٹے! مبارک ہو تمہیں کہ تمہاری صلب سے رحم مادر میں ایسا پاکیزہ نطفہ منتقل ہوگا جو اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں افضل ترین ہوگا۔

(زرقانی جلد اول، انوار محمدیہ، معارج النبوۃ جلد اول)

اللہ تعالیٰ نے دشمنوں کو ناکام کر دیا

چونکہ یہودی عالم میں یہ بات جانتے تھے کہ نبی آخر الزمان کی ولادت کا زمانہ قریب ہے اور ان کو یہ علم بھی تھا کہ یہ ولادت باسعادت عرب کے خطہ اقدس میں ہوگی تو انہوں نے حضرت عبداللہ کو قتل کرنے کا ایک خفیہ منصوبہ بنایا کہ کسی طرح اس سلسلہ کو ہی ختم کر دیں۔ یہودیوں نے اس مقصد کیلئے بہت سے نوجوانوں کو تیار کر کے مکہ مکرمہ کی طرف بھیجا مگر اللہ تعالیٰ نے حضرت عبداللہ کی حفاظت فرمائی اور دشمن آپ کو کوئی بھی نقصان نہ پہنچا سکے۔ اسی طرح کئی مرتبہ ہوا دشمن آپ کو ختم کرنے کی نیت سے آئے لیکن نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے ہر مرتبہ ناکام ہوئے۔

ایک مرتبہ یہودیوں کی ایک جماعت جس میں ستر کی تعداد میں ایسے یہودی شامل تھے جو تلوار کے دھنی اور لڑنے میں خاص مہارت رکھتے تھے اکٹھے ہو کر آپس میں اس بات کا مصمم ارادہ کرتے ہوئے عہد کیا کہ جب تک حضرت عبداللہ کو قتل نہ کر لیں گے ہرگز واپس نہ ہوں گے چنانچہ یہ بدبخت لوگ اپنے ناپاک ارادے کو عملی جامہ پہنانے کی غرض سے روانہ ہوئے۔ یہ بدبخت رات کے وقت سفر کرتے اور دن کو کسی محفوظ جگہ پر چھپ کر آرام کرتے اسی طرح سفر کی منازل طے کرتے ہوئے یہ لوگ مکہ مکرمہ پہنچ گئے۔ مکہ مکرمہ پہنچ کر یہ لوگ اب اس موقع کی تاک میں رہنے لگے کہ کسی طرح حضرت عبداللہ کو تنہا پائیں اور اپنا کام کر دکھائیں۔

اتفاق سے ایک دن حضرت عبداللہ شکار کیلئے تنہا مکہ مکرمہ سے باہر کی طرف تشریف لے گئے۔ ان بدبختوں کو یہ

Marfat.com

موقع ہاتھ آ گیا اور یہ سب اکٹھے ہو کر حضرت عبداللہ کے تعاقب میں اپنے ارادہ کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کیلئے نکل کھڑے ہوئے۔ یہ اتفاق تھا کہ اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نانا جناب وہب بن عبد مناف بھی جنگل میں موجود تھے اور یہ بھی شکار کے ارادے سے ہی نکلے ہوئے تھے اور ابھی حضرت عبداللہ سے دور ہی تھے کہ انہوں نے اس حملہ آور جماعت کو دیکھا جو ہتھیاروں سے لیس حضرت عبداللہ پر حملہ کیلئے پر تول رہی تھی۔ جناب وہب بن عبد مناف نے فوری طور پر اس صورتحال کو سمجھ لیا اور عربوں کی روائتی غیرت وحمیت کے تقاضے کے پیش نظر اس بات کو گوارا نہ کیا کہ ایک شخص اس طرح تنہائی کے عالم میں دشمنوں کے ہاتھوں مارا جائے۔

جناب وہب بن عبد مناف جب حضرت عبداللہ کی مدد کیلئے آگے بڑھنے لگے تو دل میں خیال کیا کہ دشمن تو کافی تعداد میں ہیں جبکہ میرے ساتھ صرف چند ساتھی ہیں ابھی وہ یہ سوچ ہی رہے تھے کہ اس معاملے میں کیا کریں اور حملہ آوروں کو کیسے روکیں کہ انہوں نے دیکھا کہ ایک آسمانی مخلوق سفید گھوڑوں پر سوار زمین پر اتری ان سواروں کی شکل دنیا کے لوگوں سے مشابہ نہ تھی اور یہ سوار حملہ آوروں کو حضرت عبداللہ کے آگے سے دور کرنے لگے۔ یہ دیکھ کر حملہ آوروں کے حوصلے پست ہو گئے اور وہ اپنے مقصد میں ناکام ہوئے۔ جناب وہب بن عبد مناف یہ عجیب وغریب منظر دیکھ کر نہ صرف بہت حیران ہوئے بلکہ متاثر بھی ہوئے۔

(زرقانی جلد اول، شرف النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

یہ ہمارے لئے سعادت کی بات ہوگی

جناب وہب بن عبد مناف جو کہ پہلے ہی حضرت عبداللہ کی نیک نامی اور حسن و جمال کے باعث ان کے گرویدہ تھے۔ اب جو انہوں نے یہ منظر دیکھا تو سمجھ گئے کہ حضرت عبداللہ کوئی معمولی شخصیت نہیں ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے غیب سے ان کی حفاظت فرمائی ہے ان کے دل میں حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قدر و منزلت مزید بڑھ گئی دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ اگر اپنی پیاری بیٹی آمنہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کو حضرت عبداللہ کے نکاح میں دے دوں اور واقعتا ایسا ہو جائے تو کیا ہی اچھی بات ہے۔ چنانچہ جناب وہب بن عبد مناف یہ بات سوچتے ہوئے اپنے گھر کو واپس ہوئے گھر آ کر گھر والوں کو کہا کہ میں یہ چاہتا ہوں کہ اپنی صاحبزادی آمنہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کا نکاح جناب عبدالمطلب کے بیٹے حضرت عبداللہ (رضی اللہ عنہ) سے کر دوں۔ گھر والوں نے ان کی تجویز سے اتفاق کیا چنانچہ جناب وہب بن عبد مناف نے یہ بات اپنے خاص دوستوں کے توسط سے حضرت عبدالمطلب تک پہنچائی۔ اس حوالے سے بعض کا کہنا ہے کہ جناب وہب بن عبد مناف نے اپنی بیوی میرہ بنت عبدالعزیٰ کو اس مقصد کیلئے حضرت عبدالمطلب کی خدمت میں بھیجا تاکہ وہ اس بات کو آگے بڑھائیں اور وہ جناب عبدالمطلب سے اس بارے میں بات کریں۔ کہ میری نیک سیرت خوبصورت وخوش اخلاق بیٹی سیدہ آمنہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کو اگر وہ اپنے بیٹے حضرت عبداللہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے ساتھ نکاح میں قبول فرما لیں تو یہ ہمارے لئے سعادت کی بات ہوگی۔

Marfat.com

حضرت عبدالمطلب بھی چونکہ اب یہ چاہتے تھے کہ حضرت عبداللہ کی شادی ہو کر دی جائے مگر وہ اس کیلئے کسی ایسی لڑکی کی تلاش میں تھے جو حسب ونسب کے لحاظ سے بلند مرتبہ ہو اور عفت و پاکدامنی میں بھی ممتاز ہو۔اس لئے جب جناب وہب بن عبدمناف کی طرف سے آپ کو سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا رشتہ جناب عبداللہ کیلئے آیا تو آپ نے محسوس کیا کہ جن صفات عالیہ کی لڑکی کو وہ تلاش کر رہے تھے وہ صفات یقیناً سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا میں موجود ہیں اور حضرت عبداللہ کا رشتہ ان کے ساتھ نہایت مناسب رہے گا۔چنانچہ جناب عبدالمطلب نے اس رشتہ کا ذکر اپنے گھر والوں سے کیا گھر والوں نے بھی اس تجویز سے اتفاق کیا اور یوں یہ رشتہ طے پا گیا۔

(سیرت ابن ہشام،سیرت حلبیہ)

یمن کے عالم کی بات پوری ہوگئی

ایک مرتبہ جب حضرت عبدالمطلب یمن کی طرف سفر پر گئے ہوئے تھے تو وہاں پر ایک بہت بڑا عالم رہتا تھا جو کتاب اللہ کے بارے میں جانتا تھا اس عالم کی ملاقات جناب عبدالمطلب سے ہوئی تو اس نے ملاقات کے دوران پوچھا کہ آپ کا تعلق کس قبیلہ سے ہے؟ جناب عبدالمطلب نے اسے بتایا کہ میں بنی ہاشم سے ہوں اور ان کا بیٹا ہوں۔اس عالم نے جب بنی ہاشم کا نام سنا تو کہنے لگا کہ اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میں آپ کے جسم کے کچھ حصوں کو دیکھ لوں۔جناب عبدالمطلب نے اس شرط پر اسے اجازت دی کہ جسم کے پوشیدہ حصوں کو نہ دیکھا جائے۔عالم نے رضامندی ظاہر کی اور اس نے جناب عبدالمطلب کی ناک کا ایک نتھنا اپنے ہاتھ میں پکڑ کر تھوڑا سا کھینچا پھر دوسرا نتھنا بھی اسی طرح کھینچا بعض کا کہنا ہے کہ اس عالم نے جناب عبدالمطلب کے دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیوں کو بڑے غور سے دیکھا اور کہا کہ ایک سے ملک وسلطنت اور دوسرے سے نبوت کا اظہار ہو رہا ہے اور یہ سعادت دومنافوں کے قران سے ظاہر ہو رہی ہے۔

اس کے بعد اس عالم نے آپ سے پوچھا کہ آپ کے بیٹے حضرت عبداللہ کی شادی ہوگئی ہے؟ آپ نے جواب دیا کہ نہیں تو اس عالم نے کہا کہ اب آپ واپس جا کر ان کی شادی بنی زہرہ میں کر دینا۔چنانچہ جب حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کا رشتہ آیا حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کیلئے حضرت عبدالمطلب کے پاس آیا تو آپ نے یہ رشتہ قبول کر لیا اس طرح اس عالم کی وہ بات پوری ہوگئی جو اس نے اپنے علم کے ذریعہ معلوم کر کے کی تھی یعنی دومنافوں جناب عبدمناف بن قصی اور عبدمناف بن زہرہ کے خاندانوں کے درمیان ایک رشتہ قائم ہو گیا۔

(سیرت ابن ہشام،معارج النبوۃ جلد اول)

اب مجھے آپ سے کوئی سروکار نہیں

ایک عورت جو بڑی خوبصورت اور خوب مالدار تھی علم بھی جانتی تھی اس نے نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کا حساب لگا کر معلوم کر لیا کہ جناب عبدالمطلب کی اولاد میں سے ایک ہستی کی صلب پاک سے نطفہ اقدس جسد خاکی

Marfat.com

میں منتقل ہوگا جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا دین حق پوری دنیا میں پھیل جائے گا چنانچہ وہ عورت اس خیال سے کہ شاید اللہ تعالیٰ اس پر اپنی رحمت نازل فرمادے اور یہ نعمت عظمیٰ اسے نصیب ہو جائے وہ اس انتظار میں تھی کہ کب وہ مبارک ہستی ملے اور وہ اس سے لینا مقصود حاصل کرے چنانچہ اس نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو سرراہ دیکھا نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی پیشانی اظہر میں چمک رہا تھا۔ اس عورت کو گویا اپنی منزل مل گئی حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے چہرے کا حسن آب وتاب سے ظاہر ہورہا تھا جیسے ہی اس عورت کی نظر آپ پر پڑی وہ دیوانہ وار بھاگتی ہوئی آپ کے سامنے آکھڑی ہوئی اور اس نے حضرت عبداللہ کو ورغلانے کی کوشش کی کہ کسی طرح اس کا مقصد پورا ہو جائے مگر حضرت عبداللہ نے اس کی باتیں سن کر اور اس کی خواہش کو دیکھتے ہوئے فرمایا کہ یہ ایک بہت ہی ضروری بات ہے کہ جس کا جواب میں اس قدر جلدی اور اپنے بزرگوں سے مشورے کے بغیر نہیں دے سکتا۔ لہٰذا مجھے کچھ مہلت دو کہ تم نے جو نکاح کی درخواست کی ہے اس پر غور کروں اور مشورے کے بعد کوئی جواب دوں۔

اس کے بعد حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھر تشریف لے آئے تو اسی شب حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے زفاف ہوا اور نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ان کی پشت مبارک سے منتقل ہو کر حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا میں منتقل ہو گیا اور وہ حمل سے ہو گئیں۔ اگلی صبح حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد محترم جناب عبدالمطلب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اس عورت سے جو گفتگو ہوئی تھی وہ بیان کی۔ والد ماجد نے نکاح کی اجازت دے دی چنانچہ آپ والد ماجد سے اجازت لے کر اس عورت کے پاس آئے۔ اس عورت نے حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیشانی کی طرف دیکھا تو نور مبارک نہ پایا وہ عورت افسردہ ہوگئی اور کہنے لگی اے عبداللہ! میرے پاس سے جانے کے بعد آپ نے کسی عورت سے صحبت کی؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں میں نے اپنی زوجہ مطہرہ آمنہ بنت وہب سے ہمبستری کی ہے یہ سن کر اس عورت نے کہا اب مجھے آپ سے کوئی سروکار نہیں میں تو اس نور پاک کی خواستگار تھی جو آپ کی پیشانی میں چمک رہا تھا اب وہ دوسرے کے نصیب میں چلا گیا۔ میری یہ خواہش تھی کہ آپ کی پیشانی میں چمکنے والا نور پاک میرے رحم میں منتقل ہو جائے مگر قدرت کو یہ منظور نہ تھا۔

(زرقانی علی المواہب جلد اول)

جناب عبداللہ وفات پاگئے

جب حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حمل سے ہو گئیں اور دو ماہ گزر گئے تو جناب عبدالمطلب نے حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ملک شام روانہ کیا تاکہ وہ کچھ کھانے پینے کا سامان خرید کرلائیں۔ چنانچہ اس سفر سے واپسی ہوئی تو قافلہ سے جدا ہو کر اپنے ننھیالی رشتہ داروں کے پاس مدینہ منورہ میں ٹھہر گئے۔ جب اہل قافلہ مکہ مکرمہ پہنچے تو جناب عبدالمطلب نے حضرت عبداللہ کے بارے میں ان سے پوچھا تو انہوں نے جواب دیا کہ وہ بیمار ہو گئے تھے اور اس وجہ سے مدینہ طیبہ میں رہ گئے ہیں یہ سن کر جناب عبدالمطلب نے اپنے بیٹے حارث کو فوری طور پر مدینہ طیبہ بھیجا کہ وہ

Marfat.com

ان کو لے آئیں۔ جب حارث مدینہ منورہ پہنچے تو اس وقت تک حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال ہو چکا تھا اور ان کو مدینہ منورہ کے قریب ابواء کے مقام پر دفن کر دیا گیا تھا۔ بعض کہنا ہے کہ دار نابغہ میں دفن کئے گئے۔ جناب حارث الٹے قدموں واپس مکہ مکرمہ آئے اور اپنے والد ماجد کو بھائی کے انتقال کی خبر سنائی حضرت عبدالمطلب کو سن کر بہت صدمہ ہوا۔

(سیرت ہادی عالم صلی اللہ علیہ وسلم)

وہ مبارک ساعت نزدیک آ پہنچی

حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حمل کے دوران مجھے عام عورتوں کی طرح کسی قسم کا بوجھ، درد اور طبیعت میں بدمزگی محسوس نہ ہوئی جیسا کہ عام طور پر عورتوں کو حمل کے دوران ہوا کرتی ہے شروع کے چھ ماہ تو مجھے یہ احساس بھی نہ ہوا کہ میں حمل سے ہوں صرف اتنا احساس تھا کہ اس دوران حیض کی بندش ہو گئی تھی جب چھ ماہ گزر گئے تو میں خواب و بیداری کے عالم میں تھی میں نے کسی کی آواز سنی کہ اے آمنہ! تم حمل سے ہو (یہ اس طرح کہا گیا کہ جیسے مجھے معلوم نہ تھا کہ میں حمل سے ہوں۔ اس کے بعد آواز آئی تم اس امت کے پیغمبر کے حمل سے ہو اور ساری مخلوق سے افضل حاملہ ہو۔ میں حمل کے دوران ہر مہینہ میں ایک غیبی آواز سنا کرتی تھی کہ تمہیں مبارک ہو وہ مبارک ساعت نزدیک آ پہنچی ہے۔ خاتم النبین صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں جلوہ افروز ہونے والے ہیں جو خیر و برکت والے ہیں۔

پھر جب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت مبارکہ کی ساعت نزدیک آئی تو میں اس وقت گھر میں تنہا تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا حضرت عبدالمطلب اس وقت طواف کعبہ میں مشغول تھے۔ اچانک میں نے ایک زور دار آواز سنی جس سے میں ڈر گئی اور پھر میں نے دیکھا کہ ایک سفید رنگت والا پرندہ میرے قریب آیا اس نے اپنا پر میرے سینے پر رگڑا اس سے میرا ڈر ختم ہو گیا پھر میں نے دیکھا کہ شربت سے بھرا ہوا ایک پیالہ میرے پاس پڑا ہوا ہے۔ میں نے اسے پی لیا اس سے مجھے کچھ سکون سا محسوس ہوا اب میں نے دیکھا کہ میرے پاس لمبے قد والی خوبصورت عورتیں آئیں ان عورتوں کا قد عبد مناف کے قبیلے کی عورتوں جیسا لمبا تھا ان کو دیکھ کر میں بڑی حیران ہوئی کہ ان کو میری حالت کا کیسے علم ہوا ہے۔ ان عورتوں میں سے ایک نے کہا میرا نام آسیہ ہے اور میں فرعون کی بیوی ہوں، دوسری عورت نے مجھ سے کہا کہ میں فاطمہ بنت عمران ہوں اور یہ عوتیں جنت کی حوریں ہیں۔

اس کے بعد مجھے معمولی سا تکلیف کا احساس ہونے لگا پھر مجھے ایک گرجدار آواز سنائی دی اور میں نے دیکھا کہ زمین و آسمان کے درمیان ایک سفید ریشمی چادر پھیلا دی گئی ہے اور بہت سے لوگ ایک جماعت کی شکل میں زمین و آسمان کے درمیان کھڑے ہیں ان کے ہاتھوں میں چاندی کے سفید آفتابے ہیں۔ مجھے کستوری سے زیادہ اچھی خوشبو آنے لگی پھر میں نے دیکھا کہ پرندوں کی ایک ڈار میرے سامنے آ گئی ہے اور ان پرندوں کے پر یاقوت اور چونچیں زمرد سبز سے بنی ہوئی تھیں اس کے بعد میری نگاہوں کے سامنے سے اللہ تعالیٰ نے پردہ ہٹا دیا اور مجھے

Marfat.com

مشرق ومغرب کے افق دکھائی دینے لگے مجھے تین جھنڈے نظر آئے جو لہرا رہے تھے ایک مشرق میں اور دوسرا مغرب میں جبکہ ایک جھنڈا مجھے خانہ کعبہ کے اوپر لہراتا ہوا دکھائی دیا۔ میں یہ سب کچھ مشاہدہ کر رہی تھی کہ اسی اثناء میں مجھے درد محسوس ہوا اب ان عورتوں نے اپنے ہاتھوں سے میری مدد کی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت ہوئی۔

میں نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سجدے کی حالت میں تھے اور اپنی انگشت شہادت آسمان کی طرف اٹھائی ہوئی ہے یوں محسوس ہوتا ہے کہ جیسے رو کر التجاء فرما رہے ہوں اسی دوران میں نے سفید رنگ کے بادل کا ایک ٹکڑا دیکھا جس نے حضور ﷺ کو لپیٹ کر اُٹھالیا اور آپ ﷺ کو میری نظروں سے چھپا دیا اس کے ساتھ ہی میں نے ایک آواز سنی کہ کوئی منادی کر رہا ہے۔ کہ انہیں مشرق ومغرب میں لے جاؤ۔ بحر و بر پر لے جاؤ اور سیر کراؤ تا کہ ہر کوئی پہچان لے اور اچھی طرح جان لے کہ آپ کی صفت ماحی ہے۔ دنیا سے شرک کے آثار ختم ہو جائیں۔ پلک جھپکتے ہی بادل کا یہ ٹکڑا اوجھل ہو گیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سفید ریشمی کپڑے میں لپٹے ہوئے میرے پاس موجود تھے۔

(زرقانی علی المواہب جلد اول، شرف النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

دنیا کی تمام مخلوق آپ کے تابع فرمان ہے۔

حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے ایک بہت بڑا نورانی بادل دیکھا جو پہلے والے بادل سے بڑا تھا مجھے اس بادل سے گھوڑوں کے ہنہنانے اور پیروں کے پھڑ پھڑانے اور لوگوں کے باتیں کرنے کی آواز سنائی دی۔ اس بادل کے ٹکڑے نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو میری نگاہوں کے سامنے سے اوجھل کر دیا۔ یہ وقفہ پہلے سے زیادہ طویل تھا اس وقت میں نے ایک منادی کی آواز سنی جو کہہ رہا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو زمین کے تمام گوشوں کی سیر کراؤ تمام پیغمبروں کے سامنے لے جاؤ تمام جن وانس کی روحوں کو زیارت سے مشرف ہونے دو فرشتوں پرندوں اور چرندوں کو زیارت کراؤ۔ اس بچے کو حضرت آدم علیہ السلام کے اخلاق وصفات، حضرت شیث علیہ السلام کی معرفت، حضرت نوح علیہ السلام کی رقت وشجاعت، حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خلت، حضرت اسماعیل علیہ السلام کی فصاحت وبلاغت، حضرت اسحاق علیہ السلام کی رضا، حضرت صالح علیہ السلام کی فصاحت، حضرت لوط علیہ السلام کی حکمت، حضرت یعقوب علیہ السلام کی بشارت، حضرت ایوب علیہ السلام کا صبر، حضرت یوسف علیہ السلام کا حسن وجمال، حضرت داؤد علیہ السلام کی خوش الحانی، حضرت یوشع علیہ السلام کا جہاد، حضرت دانیال علیہ السلام کی محبت، حضرت الیاس علیہ السلام کا وقار، حضرت یونس علیہ السلام کی اطاعت، حضرت یحییٰ علیہ السلام کی عصمت وزہد اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا کرم دو۔ تمام انبیاء کرام علیہم السلام کے اخلاق عالیہ کو یکجا کر کے فطرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں رکھ دو۔

اس کے بعد بادل کا یہ ٹکڑا میری نگاہوں سے اوجھل ہو گیا اور میں نے دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سبز ریشمی کپڑے میں اچھی طرح لپٹے ہوئے ہیں اور اس ریشم سے پانی کے قطرے ٹپک رہے ہیں مجھے ایک منادی کی آواز آئی

Marfat.com

مبارک ہو۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم کس شان سے دنیا میں تشریف لائے ہیں۔دنیا کی تمام مخلوق آج سے آپ کے تابع فرمان ہے۔سب ہی کو آپ کے قبضہ قدرت میں دیا گیا ہے تمام مخلوق آپ سے فرمان الٰہی حاصل کرے گی۔اس کے بعد میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھا تو ایسا لگ رہا تھا گویا آپ چودھویں رات کے چاند کی طرح چمک رہے ہیں اور آپ کے جسم اطہر سے مشک وعنبر کی خوشبوئیں آ رہی ہیں۔

اس دوران مجھے تین اشخاص کھڑے نظر آئے جن کے چہرے آفتاب سے زیادہ روشن تھے ایک کے ہاتھ میں چاندی کا آفتابہ ہے اس آفتابے سے کستوری کی خوشبو آ رہی تھی دوسرے کے ہاتھ میں سبز زمرد کا ایک طشت تھا اس کے چار پہلو تھے ہر پہلو پر مروارید رکھا ہوا تھا۔تیسرے کے ہاتھ میں سفید حریر ہے اس کے بعد انہوں نے ایک ایسی انگشتری نکالی کہ جس کے دیکھنے سے آنکھیں خیرہ ہو گئیں۔اس انگشتری کو آفتابے کے سفید پانی سے سات مرتبہ دھویا پھر اس انگشت سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں مبارک شانوں کے مابین مہر نبوت رکھی گئی اس پر حریر کا ٹکڑا باندھا گیا اور تھوڑی دیر تک اپنی آغوش میں لینے کے بعد میرے بچے کو میرے سپرد کر دیا گیا۔

(زرقانی علی المواہب جلد اول، معارج النبوۃ جلد اول، شرف النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

خوشی ومسرت کا سماں

اس حوالے سے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ جب زمانہ ولادت شریف کا قریب آیا تمام ملک وملکوت میں محفل میلاد تھی عرش پر محفل میلاد فرش پر محفل میلاد ملائکہ میں مجلس میلاد ہو رہی تھی خوشیاں مناتے حاضر آئے ہیں سر جھکائے کھڑے ہیں جبریل ومیکائیل حاضر ہیں علیہم الصلاۃ والسلام اس دولہا کا انتظار ہو رہا ہے جس کے صدقے میں یہ ساری برات بنائی گئی ہے۔سبع سماوات میں عرش وفرش پر دھوم ہے ذرا انصاف کرو تھوڑی سی مجازی قدرت والا اپنی مراد کے حاصل ہونے پر جس کا مدت سے انتظار ہو اب وقت آیا ہے کیا کچھ خوشی کا سامان نہ کرے گا وہ عظیم مقتدر جو چھ ہزار برس پیشتر بلکہ لاکھوں برس سے ولادت محبوب کے پیش خیمے تیار فرما رہا ہے اب وقت آیا ہے کہ وہ مراد المرادین ظہور فرمانے والے ہیں یہ قادر اعلیٰ کل شی کیا کچھ خوشی کے سامان مہیا نہ فرمائے گا شیاطین کو اس وقت جلن ہوئی تھی اور اب بھی جو شیطان ہیں جلتے ہیں اور ہمیشہ جلتے رہیں گے غلام تو خوش ہو رہے ہیں ان کے ہاتھ تو ایسا دامن آیا کہ یہ گر رہے تھے اس نے بچا لیا ایسا سنبھالنے والا ملا کہ اس کی نظیر نہیں۔صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک آدمی ایک کو بچا سکتا ہے دو کو بچا سکتا ہے کوئی توی ہوگا زیادہ سے زیادہ بیس کو بچا لے گا یہاں کروڑوں اربوں پھسلنے والے اور بچانے والے وہی ایک۔

انا اخذ کم بحجز کم عن النار ھلم الی۔

میں تمھارا بند کمر پکڑے کھینچ رہا ہوں ارے میری طرف آؤ۔صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

یہ فرمان صرف صحابہ کرام سے خاص نہیں قسم اس کی جس نے انھیں رحمتہ للعالمین بنایا آج وہ ایک ایک

Marfat.com

مسلمانوں کا بند کمر پکڑے اپنی طرف کھینچ رہے ہیں کہ دوزخ سے بچائیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
الحمدللہ! کیا حامی پایا اربوں سے بھی اربوں زائد مراتب گرنے والوں کو ان کا ایک اشارہ کفایت کر رہا ہے تو ایسے کے پیدا ہونے کا ابلیس اور اس کی ذریت کو جتنا غم ہو تھوڑا ہے پہاڑوں میں ابلیس اور تمام مردود سرکش قید کر دیے گئے تھے اسی کے پیرو اب بھی غم کرتے ہیں خوشی کے نام سے مرتے ہیں۔
ملائکہ سبع سماوات دھوم مچا رہے تھے عرش عظیم ذوق وشوق میں ہلتا تھا ایک علم مشرق اور دوسرا مغرب اور تیسرا بام کعبہ پر نصب کیا گیا اور بتایا گیا کہ ان کا دار السلطنت کعبہ ہے اور ان کی سلطنت مشرق سے مغرب تک تمام جہان ان ہی کی سلطنت ان ہی کی قلمرو میں داخل ہے اس مراد کے ظاہر ہونے کی گھڑی آ پہنچی کہ اول روز سے اس کی محفل میلاد اس کے خیر مقدم کی مبارک باد ہو رہی ہے **قادر علی کل شی** نے اس کی خوشی میں کیسے کچھ انتظام فرمائے ہوں گے۔

ولادت باسعادت:

جبریل امین ایک پیالہ شربت جنت کا سیدتنا آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لیے لے کر حاضر ہوئے اس کے نوش فرمانے سے وہ دہشت زائل ہو گئی جو ایک آواز سننے سے پیدا ہوئی تھی پھر ایک مرغ سپید کی شکل بن کر اپنا پر سیدتنا آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن مبارک سے مل کر عرض کرنے لگے۔

اظہر یا سیدالمرسلین اظہر یا خاتم النبیین اظہر یا اکرم الاولین والآخرین۔

جلوہ فرمایئے اے تمام رسولوں کے سردار جلوہ فرمایئے اے تمام انبیاء کے خاتم جلوہ فرمایئے اے سب اگلوں پچھلوں سے زیادہ کریم یا اور الفاظ ان کے ہم معنی ومطلب یہ کہ دونوں جہان کے دولھا برات سج چکی اب جلوہ افروزی سرکار کا وقت ہے۔

فظہر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کالبدر المنیر۔

پس حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جلوہ فرما ہوئے جیسے چودھویں رات کا چاند۔
(المیلاد النبویۃ فی الالفاظ الرضویہ)

خوشیوں بھرا کلام:

سیدنا رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت پر فرشتوں نے بھی خوشی ومسرت کا اظہار فرمایا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عشق ومحبت کا اظہار کرتے ہوئے ہر دور میں عاشقان رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے اپنے انداز میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کے حوالے سے اپنی دلی خوشیوں کو بیان کیا ہے

Marfat.com

اس ضمن میں اعلیٰ حضرت امام اہلسنت امام احمد رضا بریلوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی ان اشعار میں نذرانہ عقیدت پیش کیا ہے۔

بندھ گئی تیری ہوا سادہ میں خاک اڑنے لگی
بڑھ چلی تیری ضیاء آتش پہ پانی پھر گیا

تیری آمد تھی کہ بیت اللہ مجرے کو جھکا
تیری ہیبت تھی کہ ہر بت تھرتھرا کر گر گیا

شرم سے جھکتی ہے محراب کہ ساجد ہیں حضور
سجدہ کرواتی ہے کعبہ سے جبیں سائی دوست

دوشنبہ مصطفیٰ کا جمعۂ آدم سے بہتر ہے
سکھانا کیا لحاظ حیثیت خوئے تأمل کو

قرنوں بدلی رسولوں کی ہوتی رہی
چاند بدلی کا نکلا ہمارا نبی ﷺ

کیا خبر کتنے تارے کھلے چھپ گئے
پر نہ ڈوبے نہ ڈوبا ہمارا نبی ﷺ

سب چمک والے اجلوں میں چمکا کیے
اندھے شیشوں میں چمکا ہمارا نبی ﷺ

حشر تک ڈالیں گے ہم پیدائش مولیٰ کی دھوم
مثل فارس نجد کے قلعے گراتے جائیں گے

خاک ہو جائیں عدو جل کر گرم ہم تو رضا
دم میں جب تک ہے ذکر ان کا سناتے جائیں گے

مثل فارس زلزلے ہوں نجد میں
ذکر آیات ولادت کیجیے

کیجیے چرچا انھیں کا صبح و شام
جان کافر پر قیامت کیجیے

دلم قربانت اے دود چراغ محفل مولد
زتاب جعد مشکینت چہ خوں افتاد در دلہا

غریق بحر عشق احمدیم از فرحت مولد
کجا دانند حال ما سبکساران ساحلہا

صبح طیبہ میں ہوئی بٹتا ہے باڑا نور کا
صدقہ لینے نور کا آیا ہے تارا نور کا

باغ طیبہ میں سہانا پھول پھولا نور کا
مست بو ہیں بلبلیں پڑھتی ہیں کلمہ نور کا

بارہویں کے چاند کا مجرا ہے سجدہ نور کا
بارہ برجوں سے جھکا ایک اک ستارہ نور کا

وقت پیدائش نہ بھولے
کیف ینسیٰ کیوں قضا ہو

جس سہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند
اس دل افروز ساعت پہ لاکھوں سلام

پہلے سجدہ پہ روز ازل سے درود
یادگاری امت پہ لاکھوں سلام

زرع شاداب و ہر ضرع پر شیر سے
برکات رضاعت پہ لاکھوں سلام

بھائیوں کے لیے ترک پستاں کریں
دودھ پیتوں کی نصفت پہ لاکھوں سلام

مہد والا کی قسمت پہ صدہا درود
برج ماہ رسالت پہ لاکھوں سلام

اٹھتے بوٹوں کی نشو و نما پر درود
کھلتے غنچوں کی نکہت پہ لاکھوں سلام

فضل پیدائشی پر ہمیشہ درود
کھیلنے سے کراہت پہ لاکھوں سلام

Marfat.com

اعتلائے جبلت پہ عالی درود ‏ ‏ اعتدال طویت پہ لاکھوں سلام
بے بناوٹ ادا پر ہزاروں درود ‏ ‏ بے تکلف ملاحت پہ لاکھوں سلام
بھینی بھینی مہک پر مہکتے درود ‏ ‏ پیاری پیاری نفاست پہ لاکھوں سلام
میٹھی میٹھی عبارت پہ شیریں درود ‏ ‏ سادی سادی طبیعت پہ لاکھوں سلام
جب کہ پیدا شہ انس و جاں ہو گیا ‏ ‏ دور کعبہ سے لوث بتاں ہو گیا
دل مکاں شہ عرشیاں ہو گیا ‏ ‏ لا مکاں لا مکاں لا مکاں ہو گیا
ہر ستارہ شب مولد مصطفیٰ ‏ ‏ شمعداں شمعداں شمعداں ہو گیا
جتنے اللہ نے بھیجے ہیں نبی دنیا میں ‏ ‏ تیری آمد کی خبر سب ہیں سنانے والے

(حدائق بخشش)

نام مبارک

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا جناب عبدالمطلب نے آپ کا نام محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) رکھا جبکہ بعض کا کہنا ہے کہ والدہ ماجدہ نے نام رکھا۔

(زرقانی جلد سوم)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسماء مبارکہ کی تعداد ایک ہزار ہے بعض اس سے بھی زیادہ بیان کرتے ہیں اس حوالے سے تفصیل اس بندہ ناچیز کی کتاب ''بوسیلہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم مشکل کشا'' میں موجود ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسماء مبارکہ کے بارے میں حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

''میرے پانچ نام ہیں میں محمد ہوں، میں احمد ہوں، میں ماحی ہوں، میرے ذریعہ اللہ تعالیٰ کفر کو مٹائے گا میں حاشر ہوں کہ میرے قدموں پر سب لوگوں کا حشر ہوگا اور میں عاقب یعنی آخری نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) ہوں۔''

(بخاری شریف جلد اول)

......☆☆☆......

Marfat.com

دوسرا باب

بچپن سے جوانی تک

ثوبیہ نے دودھ پلایا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت با سعادت 12 ربیع الاول بمطابق 20 اپریل 571ء کو بروز پیر صبح صادق کے وقت ہوئی یہ موسم بہار کا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے سات دن تک اپنی والدہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا دودھ پیا اور پھر سات یوم تک ابولہب کی لونڈی ثوبیہ کا۔ بعض کا کہنا ہے کہ جب حضورت صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک دو یوم کی ہوگئی تو پھر ثوبیہ کو دودھ پلانے کا شرف حاصل ہوا اور انہوں نے اس وقت تک دودھ پلایا جب تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سپرد نہ کر دیا گیا۔

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت با سعادت ہوئی تو حضرت ثوبیہ نے یہ خوشخبری ابولہب کو پہنچائی کہ تمہارے بھائی حضرت عبداللہ کو اللہ تعالیٰ نے بیٹا عطا فرمایا ہے۔ ابولہب یہ خبر سن کر بہت خوش ہوا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی خوشی میں اپنی انگشت شہادت سے اشارہ کرتے ہوئے ثوبیہ کو آزاد کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس خوشی و مسرت پر جو ابولہب نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت با سعادت پر ظاہر کی اس کے عذاب میں تخفیف کر دی اور ہر دوشنبہ کے دن اس پر سے عذاب اٹھالیا جاتا ہے۔ ابولہب کی موت کے بعد اسکے گھر والوں نے اسے خواب میں دیکھا اور اس سے اس کا حال دریافت کیا تو اس نے اپنی انگلی اٹھا کر کہا کہ

"تم لوگوں سے جدا ہونے کے بعد مجھے (کھانے پینے) کیلئے کچھ نہیں ملا۔ سوائے اس کے کہ ثوبیہ کو آزاد کرنے کی وجہ سے اس انگلی کے ذریعے کچھ پانی پلا دیا جاتا ہے۔"

(صحیح بخاری شریف، زرقانی علی المواہب حصہ اول)

یہاں پر یہ نقطہ قابل غور اور توجہ طلب ہے کہ ابولہب جو کہ کافر تھا اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت پر خوشی کا اظہار کیا اور اپنی باندی کو اس خوشی میں آزاد کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے اسے اس کا یہ بدلہ عنایت فرمایا کہ اس کے عذاب میں کمی کر دی اور اگر ایک مسلمان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت با سعادت کی خوشی میں جشن مناتا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اس دن کثرت سے درود پاک بھیجتا اور درود و سلام کی محافل کا انعقاد کرتا ہے تو کل قیامت کے دن ضرور بالضرور اللہ تعالیٰ اسے اس کام کا اجر عطا فرمائے گا۔ عذاب قبر اور عذاب حشر سے اسے نجات عطا فرمائے گا۔

Marfat.com

اے حلیمہ! تم وادئ بطحاء مکہ مکرمہ چلی جاؤ

عرب میں عام رواج یہ تھا کہ جنگل کی کھلی فضا میں پرورش پانے کیلئے کمسن بچوں کو لوگ دیہات میں بھیج دیا کرتے تھے دیہات کی عورتیں سال میں دو چار مرتبہ آتیں اور شیر خوار بچوں کو پرورش کیلئے لے جاتیں اس کے صلے میں ان کو دولت مند گھرانوں سے کافی انعام واکرام ملا کرتے تھے۔ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جن دنوں مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پرورش کا شرف حاصل ہوا تو ہم لوگ سخت قحط زدہ تھے ہم صحرا اور کوہستانوں میں پھرتے کہ شاید کوئی سبز چیز مل جائے مگر مایوسی ہوتی میں اپنے بیٹوں اور بیٹیوں کے ساتھ سارا دن مشقت کرتی مگر پھر بھی روزی حاصل نہ ہوتی آخر کار میں نے مکہ مکرمہ کی طرف جانے کا ارادہ کیا کہ شاید کوئی بچہ مل جائے جسے دودھ پلا کر کوئی روزی حاصل کرسکوں اسی دوران مجھے وضع حمل کا واقعہ پیش آ گیا کھانے پینے کی کوئی چیز نہ تھی میں روتی تھی مگر یہ معلوم نہ ہوتا تھا کہ دردزہ سے روتی ہوں یا بھوک کی شدت سے۔

ایک رات مجھے نیند آئی تو خواب میں دیکھتی ہوں کہ کسی شخص نے مجھے اٹھا کر ایک ایسی نہر میں پھینک دیا جس کا پانی دودھ کی طرح سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا تھا اس شخص نے مجھے کہا کہ اس سے خوب پانی پی لے کیونکہ عزت سرمدی اور دولت ابدی تیری طرف مبذول ہوگی۔ میں خواب میں پانی پیتی گئی میں جس قدر پانی پیتی تھی وہ اور زیادہ مبالغہ کرتا تھا اور اس کے پینے پر برانگیختہ کرتا تھا۔ آخر کار اس شخص نے مجھ سے کہا کہ مجھے پہچانتی ہو؟ میں نے کہا نہیں تو اس نے کہا میں تمہارا صبر وشکر ہوں جو تو محنت و مشقت کی حالت میں کرتی تھی۔ اے حلیمہ! اب تم وادی بطحاء مکہ مکرمہ میں چلی جاؤ وہاں تمہاری روزی اور خوشحالی انتظار کر رہی ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ تم چودھویں کے چاند جیسا ایک بچہ پاؤ گی جہاں تک ہو سکے یہ بات راز ہی رہے۔ پھر اس شخص نے میرے سینے پر ہاتھ مارا اور کہا اللہ تعالیٰ تیرے دودھ کو زیادہ کرے اور تجھے فراخ روزی عطا فرمائے۔

(دلائل النبوۃ)

وہ ماں کتنی خوش قسمت ہوگی

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا خواب سے بیدار ہوئیں تو انہوں نے بنی سعد کی دوسری عورتوں سے اپنے آپ کو توانا محسوس کیا۔ بنی سعد کے لوگ بہت ہی زیادہ تنگی سے وقت گزار رہے تھے ان کے پیٹ بھوک کی شدت سے پشت سے لگ گئے تھے آنکھیں اندر کو دھنسی ہوئی تھیں۔ طبیعتوں میں اس قدر خشکی بھر گئی تھی کہ لوگ اگر روتے بھی تو آنکھوں سے آنسو نہ بہتے تھے۔ پہاڑ چٹیل اور ویران دکھائی دیتے تھے۔ صحراؤں میں درخت خشک ہو گئے تھے غرضیکہ پورے عرب میں قحط سا پڑ گیا تھا۔ مگر اس خواب کی برکت سے حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حالت بالکل تبدیل ہوگئی سارے قبیلے کی عورتیں جمع ہوگئیں اور ان کو دیکھ کر حیرت کا اظہار کرنے لگیں اور کہتیں اے حلیمہ! کیا بات ہے کل تو تو انتہائی کمزوری کی حالت میں تھی اور آج تم شہزادیوں کی طرح دکھائی دے رہی ہو تمہارا چہرہ

Marfat.com

بھی کھلا کھلا دکھائی دے رہا ہے اور تمہاری رنگت بھی نکھر آئی ہے۔

چونکہ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو خواب پوشیدہ رکھنے کا حکم تھا اس لئے وہ اپنی کیفیت کو ظاہر نہ کرتی تھیں۔ اسی اثناء میں ان کے قبیلہ کے لوگوں نے مکہ مکرمہ کی راہ لی تاکہ روزی کیلئے ہر کوئی قریش کی اولاد سے کوئی لڑکا دودھ پلانے کی غرض سے اختیار کرے۔ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی اپنے شوہر حارث بن عبدالعزیٰ کے ساتھ چلیں راستے میں قیام وکوچ کے وقت انہوں نے عجیب وغریب آواز سنی ہاتف غیب سے آواز آئی اس سال تمام عرب وعجم کی عورتوں پر لڑکی کی پیدائش حرام کردی گئی ہے ہر عورت لڑکا ہی پیدا کرے گی کیونکہ قریش میں ایک ایسا لڑکا آنے والا ہے جو فخر عرب اور رشک عجم ہوگا وہ ماں کتنی خوش قسمت ہوگی جو اس لڑکے کو دودھ پلائے گی۔ اے بنی سعد کی عورتو! تم خوش قسمت ہو۔ بھاگو تاکہ اس دولت سے مشرف ہوسکو۔ عورتوں نے جب اس غیبی آواز کو سنا تو اپنے خاوندوں کو اطلاع دی کہ انہوں نے کہا بشارت سنی ہے اس کے بعد تمام قافلہ مکہ مکرمہ کی طرف چل پڑا۔ (دلائل النبوۃ)

سعد اور حلم دونوں اچھی عادتیں ہیں

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جس گدھی پر میں سوار تھی وہ تھک گئی اس کے دبلے پن اور کمزوری کی وجہ سے ساتھیوں کو بھی زحمت ہوئی یہاں تک ہم مکہ مکرمہ پہنچ گئے۔ میں تمام لوگوں کے پیچھے پیچھے آرہی تھی جب ہمارے قبیلے کی عورتیں مکہ مکرمہ پہنچیں تو انہوں نے دودھ پلانے کیلئے تمام بچوں کو لے لیا سوائے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے۔ کوئی عورت ایسی نہ رہی جس نے کوئی بچہ نہ لیا ہو۔ میں دیکھتی رہ گئی میں نے اپنے خاوند سے کہا کہ تم مرد ہو میں عورت ہوں تم شہر میں جاؤ اور لوگوں سے پوچھو کہ یہاں سب سے زیادہ معزز اور محترم کون ہے؟ اس نے واپس آکر بتایا کہ بنی مخزوم میں نے کہا کہ ان میں کوئی رئیس ہے؟ اس نے کہا کہ عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف ہیں۔ یہ سن کر میں نے اپنے خاوند کو وہاں بٹھایا کہ وہ سامان کی حفاظت کرے اور خود حضرت عبدالمطلب کے پاس گئی میں نے شہر میں دیکھا کہ میرے قبیلے کی عورتیں بچے گود میں لئے خوش خوش چلی آرہی ہیں میں سخت مایوس اور پریشان تھی۔

اچانک مجھے ایک ایسا شخص دکھائی دیا جس کی پیشانی پر عظمت وعزت کے آثار صاف دکھائی دے رہے تھے اور ان کی شخصیت بڑی ہی بارعب تھی وہ بلند آواز سے کہہ رہے تھے۔ بنی سعد کی عورتوں میں سے کوئی ہے۔ جس نے ابھی تک بچہ نہ لیا ہو میں نے لوگوں سے پوچھا کہ یہ کون شخصیت ہے؟ لوگوں نے مجھے بتایا کہ یہ مکہ مکرمہ کی بزرگ شخصیت حضرت عبدالمطلب بن ہاشم ہیں۔ میں آگے بڑھی اور ان کے پاس گئی اور سلام عرض کیا اور کہا میں بنی سعد کی ایک عورت ہوں۔ عربوں کی عادت کے مطابق حضرت عبدالمطلب نے مجھ سے پوچھا کہ تم کون ہو؟ میں نے اپنا نام بتایا کہ میرا نام حلیمہ ہے اور قبیلہ بنی سعد سے ہوں۔ حضرت عبدالمطلب نے مسکراتے ہوئے فرمایا سعد اور حلم دونوں اچھی عادتیں ہیں اور تم میں یہ دو چیزیں خوبصورت اور اچھی یکجا پائی جاتی ہیں یہ دونوں عادات دنیا وآخرت میں پسندیدہ

Marfat.com

ہیں۔اے حلیمہ! ہمارا ایک یتیم بچہ ہے جس کا نام محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہے مجھے امید ہے کہ تم اس بچے کو لے کر فائدہ میں رہوگی۔

(شرف النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

آج ہم سے زیادہ خوش قسمت کوئی نہیں

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت عبدالمطلب کی بات سن کر میں نے کہا کہ آپ مجھے اجازت دیں تا کہ میں اپنے خاوند سے بات کرلوں حضرت عبدالمطلب نے مجھے اس کی اجازت دی چنانچہ میں اپنے خاوند کے پاس آئی اور ساری بات بتائی۔اللہ تعالیٰ نے میرے خاوند کے دل میں محبت کا جذبہ پیدا فرمادیا اس نے مجھ سے کہا کہ جاؤ اور اس بچے کو فوراً لے آؤ کہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی دوسری عورت لے جائے۔اس کے بعد میں حضرت عبدالمطلب کے پاس گئی ان سے کہا کہ وہ فرزند ارجمند کہاں ہے؟ لایئے تا کہ میں اسے دیکھوں یہ بات سن کر حضرت عبدالمطلب بہت خوش ہوئے اور مجھے حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر لے گئے۔حضرت عبدالمطلب نے حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے میرا حال احوال بیان کیا انہوں نے مجھے خوش آمدید کہا اور میرا ہاتھ پکڑ کر اس کمرہ میں لے گئیں جہاں پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم تھے میں نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دودھ سے زیادہ سفید اونی کپڑے میں لپٹے ہوئے ہیں اور آپ سے مشک وغیرہ کی خوشبوئیں آرہی ہیں آپ کے نیچے سبز ریشمی کپڑا بچھا ہوا تھا۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم سو رہے تھے میری نظر آپ کے چہرۂ انور پر پڑی تو میں آپ کے حسن وجمال پر فریفتہ ہوگئی۔میرا دل نہ چاہا کہ میں آپ کو نیند سے بیدار کروں میں ان کے نزدیک پہنچی سینہ اطہر پر ہاتھ رکھا آپ نے اپنی آنکھیں کھول دیں اور مسکرا کر میری طرف دیکھا آنکھوں سے نور کی ایک کرن میرے چہرے پر پڑی میں نے ان کو گود میں اٹھالیا اور دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا میں اپنی خوشی کی حالت کو حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے چھپا گئی تھی۔

اس کے بعد میں نے اپنا دایاں پستان ان کے منہ میں دیا انہوں نے دودھ پینا شروع کیا جب میں نے بایاں پستان ان کی طرف کیا تو وہ رک گئے اور اس طرف دہن مبارک نہ لگایا۔(حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اس ضمن میں فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت ہی انصاف فرمادیا کہ ایک پستان کو اپنے دودھ شریک بھائی کیلئے چھوڑ دیا اس دودھ میں آپ کا ایک اور بھائی بھی شریک تھا جو حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیٹا تھا۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ ہمیشہ دائیں طرف سے دودھ پیتے اور بائیں جانب اپنے رضاعی بھائی کیلئے چھوڑ دیتے۔

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں اپنا دایاں پستان ہمیشہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے محفوظ رکھتی اور بایاں اپنے بیٹے کو دیتی تھی میرا بیٹا دائیں پستان سے ہرگز دودھ نہیں پیتا تھا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کبھی بائیں پستان سے دودھ نہیں پیتے تھے۔دودھ پلانے کے بعد جب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا منہ صاف کرنا چاہتی تو

Marfat.com

غیب سے مجھ پر سبقت لے جاتے۔ فرماتی ہیں وہ میرا خاوند بھی ان کے دیدار کی سعادت حاصل کر لے چنانچہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کر روانہ ہونے لگی تو حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا اے حلیمہ! اس فرزند کے بارے میں مجھے تجھ سے کچھ وصیتیں کرنی ہیں پھر حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے مجھ سے کہا کہ تین دن پہلے مجھے خواب میں کہا گیا کہ اپنے فرزند کو قبیلہ بنی سعد سے اس کے سپرد کرنا جو ابی ذویب سے نسبت نکلتا ہو۔ میں نے کہا اے آمنہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا)! آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ میں بنی سعد سے ہوں اور میرے خاوند اور باپ کی کنیت ابی ذویب ہے اور یہ حسن اتفاق ہے کہ آپ کے خواب کے صدق پر دلالت کرتا ہے۔ اس کے بعد حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے مجھے بہت سی وصیتیں کیں پھر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کر اپنے خاوند کے پاس آئی۔ میرے خاوند نے آپ کو دیکھا تو وہ اپنے احوال پر ضبط نہ کر سکا اس نے اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ شکر ادا کیا اور مجھ سے کہا اے حلیمہ! میں نے آج تک اس سے زیادہ خوبصورت بچہ کسی کو نہیں دیکھا تمہیں مبارک ہو آج ہم سے زیادہ خوش قسمت اور مالدار کوئی دوسرا گھر نہیں ہے۔

(معارج النبوۃ جلد دوم، شرف النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

اے حلیمہ! تو آخر کار غنی ہوگئی

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ اس کے بعد چند راتیں ہم مکہ مکرمہ میں ہی رہے اور اس دوران حضور صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس ہی رہے ایک رات میں نیند سے بیدار ہوئی تو میں نے دیکھا کہ ایک نور آپ کے گرد پھیلا ہوا ہے اور سبز لباس میں ملبوس ایک شخص آپ کے سرہانے کھڑا ہے میں نے اپنے خاوند کو جگا کر کہا کہ اٹھیے اور دیکھیے میرے خاوند نے بھی دیکھا تو مجھ سے کہا اے حلیمہ! خاموش رہ اور اپنی اس حالت کو پوشیدہ ہی رہنے دو کیونکہ جب سے یہ فرزند پیدا ہوا ہے یہود و نصاریٰ کے علماء کو نہ دن کو چین ہے اور نہ رات کو قرار، حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جانے سے پہلے جب میں نے حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو الوداع کہا تو مجھے انہوں نے بہت سی عنایات سے نوازا اور میں انہیں قبول کر کے اپنے قبیلہ بنی سعد کی طرف متوجہ ہوئی میں آپ کو لے کر اپنی سواری کی طرف آئی اپنی گدھی پر سوار ہوئی میری سواری بہت چست و چالاک ہوگئی اور اپنی گردن کو اوپر اٹھا لیتی۔ جیسے وہ رقص کرتے ہوئے ہاتھ پاؤں زمین پر مارتی ہے اور فخر سے اپنا سر اونچا کرتی تھی۔ سفر کے دوران میں نے دیکھا کہ میری سواری بڑی خوشی سے خانہ کعبہ کی طرف متوجہ ہوئی اور تین مرتبہ اپنا سر زمین پر رکھا پھر قبیلے کے جانوروں کے آگے آگے دوڑنے لگی۔

لوگ اسکی تیز رفتاری پر حیران تھے عورتوں نے مجھ سے کہا اے حلیمہ! اپنی سواری کی باگ کھینچ کر رکھ تاکہ ہم تیرا ساتھ دے سکیں کیا یہ وہی سواری نہیں جو مکہ مکرمہ جاتے وقت کمزوری سے چل بھی نہیں سکتی تھی اور تمام جانوروں سے پیچھے رہ جاتی تھی۔ میں نے کہا ہاں یہ وہی جانور ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے اس فرزند کی برکت سے اسے قوی و طاقتور کر دیا

Marfat.com

ہے۔اسی پر انہوں نے کہا اس میں ضرور کوئی راز ہے اور اس کی بڑی شان ہے۔اس سفر کے دوران اطراف وصحرا سے آواز سنائی دیتی تھی۔کہنے والا کہتا تھا اے حلیمہ! تو آخر کار غنی ہوگئی اور بنی سعد کی عورتوں میں بزرگ ہوگئی۔میں نے جس جگہ اور مقام میں قیام کیا وہ جگہ سرسبز وشاداب ہوگئی اور وہاں پر بہت سی گھاس پیدا ہوگئی۔حالانکہ وہ قحط کا زمانہ تھا اسی طرح سفر کرتے ہوئے ہم بنی سعد کی بستی میں پہنچ گئے تو کوئی خطہ اس سے زیادہ خشک اور ویران نہ تھا لیکن ہم نے نقصان اور تنگی کا منہ نہیں دیکھا۔

ہمارے قبیلے کے لوگ قحط وگرانی میں زندگی گزارتے تھے میری بکریاں چراگاہ میں جاتیں تو شام کو خوب شکم سیر، تروتازہ اور دودھ سے بھری ہوئی واپس آتیں ہم ان کا دودھ دوہتے اور خوب سیر ہو کر پیتے اور دوسروں کو بھی پلاتے۔ ہماری قوم کے لوگ اپنے چرواہوں سے کہتے کہ تم اپنی بکریوں کو اس چراگاہ میں کیوں نہیں چراتے۔جہاں حلیمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی بکریاں چرتی ہیں حالانکہ وہ یہ نہیں جانتے تھے کہ ہمارے گھر میں یہ خیر و برکت کہاں سے آئی ہے۔ وہ اپنے مویشی بھی اسی جگہ چراتے جہاں میری بکریاں چرتی تھیں اس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کی بکریوں میں بھی خیر وبرکت پیدا فرمادی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے تمام قبیلہ میں خیر و برکت پھیل گئی۔

(زرقانی علی المواہب جلد اول، معارج النبوۃ جلد دوم)

چاند مجھے رونے سے روکتا تھا

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان اطہر سے پہلی مرتبہ باتیں کیں تو میں بڑی حیران ہوئی آپ نے اپنی زبان اطہر سے سب سے پہلے اللہ اکبر، الحمدللہ رب العالمین و سبحان اللہ کے الفاظ ادا فرمائے۔میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پنگھوڑے میں چاند سے باتیں کرتے ہوئے دیکھا۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی انگشت مبارک سے جس طرف بھی چاند کو اشارہ فرماتے چاند اسی طرف جھک جاتا اور فرشتے آپ کو جھولا جھلاتے۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی بھی کپڑوں یا بستر پر پیشاب نہیں کیا تھا آپ کے پیشاب وغیرہ کرنے کا وقت مقرر تھا آپ معمول پر اٹھتے میں پیشاب کراتی۔مقررہ وقت پر دودھ نوش فرماتے۔

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا۔یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی نبوت کی علامات میں سے جن باتوں نے مجھے اسلام قبول کرنے پر راغب کیا ان میں سے ایک یہ تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پنگھوڑے میں تھے چاند کو میں نے دیکھا کہ آپ سے کھیل رہا ہے آپ انگلی مبارک سے اس کی طرف اشارہ فرماتے جس طرف آپ چاہتے وہ اس طرف کو ہو جاتا تھا۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم آپس میں باتیں کرتے تھے وہ مجھے رونے سے روکتا تھا۔

(مدارج النبوۃ جلد دوم، شرف النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

Marfat.com

اس سے زیادہ بابرکت فرزند ہم نے نہیں دیکھا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب تھوڑے سے بڑے ہوئے تو گھر سے باہر آنے جانے لگے محلے کے بچوں کو کھیلتے ہوئے دیکھتے مگر خود الگ کھڑے رہتے اور ان کے ساتھ کھیل کود میں مشغول نہ ہوتے۔ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک دو سال کی ہوئی تو آپ قد وقامت اور جسامت کے اعتبار سے چار سال کے برابر معلوم ہوتے تھے۔ میں نے آپ کا دودھ چھڑا دیا پھر میں اپنے خاوند کے ہمراہ آپ کی والدہ ماجدہ کی خدمت اقدس میں لے گئی تا کہ آپ کو ان کے حوالے کروں مگر اس خیر وبرکت کی وجہ سے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے باعث ہمیں اور ہمارے قبیلہ کو حاصل ہوئی تھی ہمیں گوارا نہ تھا کہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑتے لیکن پھر بھی ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ کے پاس پہنچا دیا اور حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اس خیر وبرکت کا تذکرہ کیا جو ہمیں آپ کی بدولت میسر ہوئی تھی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ نے فرمایا میرے فرزند کی شان بلند ہے۔ ہم نے کہا اللہ کی قسم! اس سے زیادہ بابرکت فرزند ہم نے کوئی نہیں دیکھا۔ پھر ہم نے بہانے سے کام لیا اور حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہا کہ ہم مکہ مکرمہ کی گرمی کی شدت اور اس کی وباء سے بے خوف نہیں ہیں اللہ نہ کرے کہ اس فرزند کو کوئی گزند پہنچے اگر آپ اجازت دیں تو بہتری اسی میں ہے کہ ہم اس فرزند ارجمند کو پھر اپنے قبیلے میں لے جائیں تا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مزید کچھ وقت وہاں رہیں۔ ہمارے بہت زیادہ اصرار کرنے کے بعد حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمارے سپرد کر دیا۔

(سیرت سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم)

ہم پر احسان کرو اور یہ فرزند ہمیں دے دو

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کر واپس اپنے قبیلہ کی طرف آ رہی تھیں کہ راستے میں ان کا گزر حبش کے نصاریٰ کے ایک گروہ کے پاس سے ہوا انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو انتہائی تیز نظروں سے دیکھا اور اپنے کام کو چھوڑ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف متوجہ ہو گئے کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر نبوت کو دیکھتے تھے اور کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی چشم پاک کی سرخی مبارک کو دیکھتے تھے پھر انہوں نے حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا کہ کیا تمہارے فرزند کی آنکھیں درد کی وجہ سے سرخ ہیں؟ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جواب دیا کہ نہیں اس پر انہوں نے پوچھا کہ یہ بتاؤ کہ اس کی آنکھوں کی سرخی کبھی جاتی بھی رہتی ہے؟ جواب ملا کہ نہیں، یہ سن کر انہوں نے کہا کہ تمہیں جس قدر دولت چاہئے ہم تجھے دیتے ہیں ہم پر احسان کرو اور یہ فرزند ہمیں دے دو تا کہ اسے ہم حبشہ میں لے جائیں کیونکہ یہ بچہ اعلیٰ وارفع شان والا ہے ہم نے اپنی کتابوں میں یہ پڑھا ہے کہ ایک پیغمبر باقی ہے جو حرم میں پیدا ہوگا ہمارا خیال ہے کہ اس کی ولادت ہو چکی ہے یا ہونے والی ہے۔

Marfat.com

ان لوگوں کی اس طرح کی باتیں سن کر حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ڈر گئیں اور رات کا انتظار کیا پھر جلدی جلدی وہاں سے چل پڑیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے قبیلہ میں پہنچا دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے باعث ان پر دن بدن اللہ تعالیٰ کے انعامات ہوتے گئے اور ان کی قوم جو کہ تنگدست تھی کھیتی اور دودھ کی فراوانی میں سب سے بڑھ گئی۔

(زرقانی علی المواہب، معارج النبوۃ جلد دوم)

میں یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا

ایک روز حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا کہ میرے بھائی کہاں ہیں آج دکھائی نہیں دے رہے۔ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جواب دیا کہ وہ بکریاں لے کر چرانے کیلئے گئے ہیں شام کو آ جائیں گے۔ چشمان اطہر میں آنسو بھر کر فرمانے لگے میں بھی کل ان کے ساتھ جاؤں گا۔ انہوں نے کہا میرے بیٹے! جیسی تمہاری خوشی چنانچہ دوسرے دن خوشی خوشی اٹھے حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے منہ ہاتھ دھلایا۔ سر مبارک پر تیل لگا کر کنگھی کی آنکھوں میں سرمہ لگایا نیا لباس پہنایا اور ایک چھڑی دست مبارک میں پکڑا دی اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رضاعی بھائیوں کے ساتھ باہر تشریف لے گئے اور بکریاں چرانے میں مشغول ہو گئے باہر تشریف لے جاتے ہوئے بڑے خوش تھے۔

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب نصف دن گزر گیا تو میرا بیٹا ابا جان، امی جان پکارتا ہوا بھاگا بھاگا گھر آیا وہ ڈرا ہوا تھا اور خوف سے کانپ رہا تھا کہنے لگا امی جان! محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی خبر لو نہ معلوم یہ زندہ بھی ہیں یا نہیں میں نے پوچھا کیا ہوا؟ اس پر اس نے بتایا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہمارے ساتھ کھڑے تھے کہ اچانک ایک شخص نمودار ہوا اور ان کے قریب آ کر انہیں ہمارے درمیان سے پہاڑ کی چوٹی پر لے گیا اور لٹا کر ان کا شکم مبارک چاک کر دیا آگے ہم نہیں جانتے کہ ان کا کیا حال ہوا۔ یہ سنتے ہی میں اور میرا خاوند دیوانہ وار چراگاہ کی طرف دوڑے وہاں جا کر دیکھا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پہاڑ کی چوٹی پر زندہ سلامت تشریف فرما ہیں۔ میں آگے بڑھی، سر مبارک اور منہ چوما اٹھا کر گلے سے لگایا اور احوال پوچھا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اپنے رضاعی بھائیوں کے ساتھ کھڑا تھا کہ اچانک میری نظر تین اشخاص پر پڑی ان میں سے ایک کے ہاتھ میں چاندی کا آفتابہ تھا اور دوسرے کے ہاتھ میں سبز زمرد کا طشت تھا جو برف سے بھرا ہوا تھا انہوں نے مجھے پکڑا میرے تمام ساتھی یہ دیکھتے ہی بھاگ گئے اس کے بعد ان تینوں میں سے ایک نے مجھے بڑے آرام سے زمین پر لٹایا اور ایک نے میرے سینہ کو جوڑوں کے پاس سے ناف تک شق کیا اور مجھے کسی قسم کی تکلیف محسوس نہیں ہوئی اس کے بعد پیٹ کی رگوں کو نکالا اور برف کے ساتھ خوب اچھی طرح صاف کیا اور اپنی جگہ پر رکھ کر کھڑا ہو گیا اس کے بعد دوسرا شخص آگے بڑھا اور پہلے سے کہنے لگا اب تم ہٹ جاؤ۔ اس کے بعد اس نے میرے

Marfat.com

دل کو اپنے ہاتھ سے نکالا میں یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا پھر دل کو چاک کیا اور اس سے سیاہ لوتھڑا نکال دیا اور ایک طرف پھینک کر کہنے لگا یہ شیطان کا حصہ ہے۔ پھر دل میں کوئی چیز جوان کے پاس تھی رکھ دی پھر اس نے اپنے دائیں اور بائیں کچھ اشارہ کیا گویا وہ کسی چیز کو مانگ رہا ہے تو انہوں نے ایک نورانی انگوٹھی اسے دی اس انگوٹھی کی نورانیت سے آنکھیں خیرہ ہو جاتی تھیں۔ اس کے بعد میرے دل پر مہر لگائی اور میرا دل نور سے لبریز ہو گیا اور اس کی ٹھنڈک میری رگ و جان میں پھیلتی گئی۔ اس کے بعد تیسرا آگے بڑھا اس نے اپنا ہاتھ میرے سینے پر ملا اور وہ شگاف مل گیا۔ اس کے بعد مجھے انتہائی محبت سے اٹھایا اور مجھے اپنے سینے سے لگایا اور میری دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور کہنے لگے اے اللہ تعالیٰ کے حبیب! آپ کی آنکھیں ہمیشہ روشن رہیں گی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ خوش رہیں گے۔ اس کے بعد وہ مجھے چھوڑ کر آسمان کی جانب پرواز کر گئے اور میں ان کو دور تک دیکھتا رہا۔

(مدارج النبوۃ جلد دوم ص 21)

مجھے کسی کاہن کے پاس لے جانے کی ضرورت نہیں

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ میں یہ تمام باتیں سن کر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اٹھایا اور جلدی سے اپنے گھر لے آئی میرے خاوند اور دوسرے لوگوں نے مجھے مشورہ دیا کہ میں ان کو کسی کاہن کے پاس لے جاؤں تاکہ وہ یہ واقعہ سن کر کچھ بتائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے مجھے کسی کاہن کے پاس لے جانے کی ضرورت نہیں میں ٹھیک ہوں۔ لوگوں کے بے حد اصرار کرنے پر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک کاہن کے پاس لے گئی اور اسے تمام باتیں سنائیں۔ کاہن مجھ سے کہنے لگا کہ میں تمام واقعہ اس بچے کی زبانی سنوں گا اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام کیفیت بیان فرما دی سنتے ہی کاہن اچانک اپنی جگہ سے اچھلا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پکڑ کر کہنے لگا لوگو آؤ اس بچے کو قتل کر دو اگر یہ زندہ رہ گیا تو پھر جوان ہو کر تمہیں اپنے دین سے برگشتہ کر دے گا۔ توحید کا درس دے گا تم کو ایسے دین کی طرف بلائے گا جس سے تم بیگانہ ہو جاؤ گے۔

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب میں نے کاہن سے یہ بات سنی تو میں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کے ہاتھوں سے چھین لیا اور کہا تیرے جنون کا علاج کرنا زیادہ مناسب ہے کیونکہ تم فضول باتیں کرتے ہو اگر مجھے تیری یاوہ گوئی کا علم ہوتا تو میں ہرگز تیرے پاس نہ آتی تم کسی شخص کو بلاؤ جو تمہیں قتل کر دے ہم اپنے فرزند کو قتل ہونے کی اجازت نہیں دیتے ہم تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو زندہ دیکھنا چاہتے ہیں اور وہ زندہ رہیں گے۔ کاہن ابھی شور مچا ہی رہا تھا کہ میں جلدی سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کر چلی اور گھر لے آئی۔

(مدارج النبوۃ جلد دوم)

آج سے مکہ مکرمہ کی سرزمین قحط و آفات سے محفوظ ہو گئی

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ جب میں گھر آئی تو میرے خاوند اور دیگر لوگوں نے مجھے

Marfat.com

مشورہ دیا کہ اس سے پہلے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو کوئی گزند پہنچے۔ بہتر یہی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت عبدالمطلب کے حوالے کر دیا جائے اور اس رات سے دستبردار ہو جائے چنانچہ میں نے پکا ارادہ کر لیا کہ آپ کو واقعی ان کی والدہ ماجدہ اور جد امجد کے حوالے کر دینا چاہیے میں نے یہ ارادہ کیا اور اپنی سواری پر سوار ہوئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے آگے بٹھایا اور مکہ مکرمہ کی طرف چل پڑی راستے میں اچانک کسی منادی کی آواز سنائی دی جو یہ کہہ رہا تھا۔

''اے مکہ مکرمہ کی سرزمین! تمہیں مبارک ہو آج سے تمہارا نور، تمہارا کمال اور تمہارا چاند واپس آرہا ہے۔ آج سے مکہ مکرمہ کی سرزمین قحط و آفات سے محفوظ ہو گئی ہے اور اب قیامت تک خزانوں سے بھری رہے گی۔''

جب ہم مکہ مکرمہ کے نزدیک پہنچے تو میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک جگہ پر بٹھا دیا اور خود قضائے حاجت کیلئے چلی گئی جب واپس آئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو وہاں موجود نہ پایا میں نے بہت تلاش کیا مگر آپ نہ ملے جب میں مایوس ہو گئی تو میں نے اپنا ہاتھ اپنے سر پر رکھا اور آہ و زاری کرنے لگی میں نے لوگوں سے پوچھا کہ وہ بچہ کہاں ہے جو میں نے یہاں پر بٹھایا تھا۔ انہوں نے کہا کون سا بچہ؟ میں نے جواب دیا محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب (مگر کسی نے کوئی جواب نہ دیا) میں رو رہی تھی کہ اسی اثناء میں ایک بوڑھا شخص لاٹھی ٹیکتا ہوا میرے پاس آیا اس نے مجھ سے کہا کیا بات ہے کیوں رو رہی ہو؟ میں نے کہا کہ میں نے محمد بن عبداللہ کو ایک مدت تک دودھ پلایا ہے میرا ارادہ تھا کہ میں ان کو ان کی والدہ اور دادا کے پاس پہنچا دوں اور ان کی امانت ان کے سپرد کر دوں مگر وہ مجھ سے گم ہو گئے۔

بوڑھا کہنے لگا رو ؤ نہیں اور غم نہ کرو میں تجھے ایک ایسے عالم کا پتہ بتاتا ہوں جو تیرے فرزند کے حالات جانتا ہے اگر اس نے چاہا تو ممکن ہے کہ وہ تمہیں ان تک پہنچا دے۔ میں نے اس سے کہا میری جان تجھ پر قربان ہو مجھے بتا وہ کون ہے؟ اس نے کہا وہ سب سے بڑا بت ہبل ہے جو کہ بڑے مرتبہ والا ہے۔ میں نے کہا خرابی ہو تیری کیا تجھے علم نہیں کہ جب اس فرزند پاک کی ولادت باسعادت ہوئی تھی تو ان بتوں پر کیا گزری تھی وہ سب ٹوٹ کر گر پڑے تھے۔ بوڑھا مجھے زبردستی ہبل بت کے پاس لے گیا اور اس نے سات مرتبہ ہبل کا طواف کیا اس کے اس سر پر بوسہ دیا اور میرا مقصد ہبل کے سامنے بیان کیا جب اس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم مبارک اپنی زبان سے ادا کیا تو ہبل اور دوسرے تمام بت زمین پر اوندھے منہ گر پڑے۔ میں نے بوڑھے کو دیکھا کہ وہ رو رہا تھا اور لاٹھی اس کے ہاتھ سے گر پڑی وہ ہیبت سے کانپ رہا تھا پھر بوڑھے نے مجھ سے کہا اے حلیمہ! تیرے فرزند کا ایک پروردگار ہے جو اسے ضائع نہیں ہونے دے گا۔

(معارج النبوۃ جلد دوم، شرف النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا محافظ اللہ تعالیٰ ہے

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں اس بات سے ڈری کہ کہیں یہ خبر حضرت عبدالمطلب تک نہ پہنچ جائے۔ چنانچہ جب میں حضرت عبدالمطلب کے پاس آئی تو انہوں نے میری طرف دیکھا اور پوچھا کیا

Marfat.com

بات ہے تم فکرمند اور پریشان دکھائی دے رہی ہو اور تمہارے ساتھ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نظر نہیں آ رہے؟ میں نے ان سے کہا کہ میں آج رات محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو لے کر آئی اور جب مکہ مکرمہ کے بالائی حصے میں تھے تو مجھ سے الگ ہو کر کھو گئے۔ اللہ کی قسم! مجھے خبر نہیں ہے کہ وہ کہاں ہیں۔ میں نے آپ کی بڑی تلاش کی مگر آپ نہیں ملے۔ حضرت عبدالمطلب نے جب یہ سنا تو ان کو خیال ہوا کہ قریش میں سے کوئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اٹھا کر لے گیا ہوگا اور نعوذ باللہ ہلاک کر دیا ہوگا۔ چنانچہ حضرت عبدالمطلب کوہ صفا پر تشریف لے گئے اور قریش کو باآواز بلند پکارا اے آل غالب! میرے پاس آؤ، سب لبیک کہتے ہوئے ان کی خدمت میں دوڑے کیونکہ کوئی شخص ان کے غصہ کا مقابلہ نہیں کر سکتا تھا۔

جب تمام قریش اکٹھے ہو گئے تو حضرت عبدالمطلب سے قریش نے پوچھا اے سردار، کیا معاملہ درپیش ہو گیا ہے۔ آپ نے فرمایا میرا فرزند محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) گم ہو گیا ہے۔ قریش نے کہا، اے سردار! سوار ہو جائیے ہم بھی سوار ہوتے ہیں اور آپ کے ساتھ مل کر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو تلاش کرتے ہیں چنانچہ حضرت عبدالمطلب اور تمام قریش سوار ہو کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش میں نکلے اور مکہ مکرمہ کی ہر جگہوں پر تلاش کیا لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نہ ملے اس کے بعد حضرت عبدالمطلب مسجد حرام میں آئے اور خانہ کعبہ کا طواف کیا اور اللہ تعالیٰ کے حضور مناجات میں مصروف ہو گئے۔ اسی اثناء میں حضرت عبدالمطلب کو ایک غیبی آواز سنائی دی کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا محافظ اللہ تعالیٰ ہے وہ آپ کو اپنی حفاظت سے کبھی دور نہ فرمائے گا۔

(دلائل النبوۃ)

میری جان تم پر قربان ہو

حضرت عبدالمطلب نے اس آواز کے جواب میں پوچھا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کہاں ہیں؟ آواز آئی تہامہ کی وادی میں ایک درخت کے نزدیک تشریف فرما ہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ کیلے کے درخت کے پاس تشریف فرما ہیں۔ یہ سن کر حضرت عبدالمطلب وادی تہامہ کی طرف چل پڑے راستے میں جناب ورقہ بن نوفل ملے وہ بھی ان کے ہمراہ ہو لئے جہاں تک کہ جب وادی تہامہ میں پہنچے تو دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کھجور کے درخت کے نیچے تشریف فرما ہیں اور اس کے پتے چن رہے ہیں۔ ایک روایت کے مطابق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیلے کے درخت کے پاس کھڑے ہیں اور اپنے دست مبارک درخت کے پتوں پر پھیر رہے ہیں۔ ایک اور روایت میں آتا ہے کہ عمرو بن نوفل اور ابو مسعود ثقفی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کیلے کے درخت کے پاس تشریف فرما دیکھا تو پوچھا تم کون ہو؟ آپ نے فرمایا میں محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم ہوں۔ عمرو بن نوفل نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اٹھایا اور حضرت عبدالمطلب کے پاس پہنچا دیا۔

حضرت عبدالمطلب نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اٹھا کر پیار کرتے ہوئے کہا میری جان تم پر قربان ہو میں تمہارا

Marfat.com

دادا عبدالمطلب ہوں۔ اس کے بعد حضرت عبدالمطلب نے اپنی سواری پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے آگے بٹھایا اور خوش وخرم مکہ مکرمہ کی طرف چل دیے گھر پہنچ کر حضرت عبدالمطلب نے بہت سے اونٹ اور کافی مقدار میں سونا صدقہ میں دیا۔ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بھی کافی انعامات سے نوازا۔ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت عبدالمطلب اور حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے الگ الگ اس قدر مال و دولت سے نوازا کہ اس کی تعریف نہیں کی جاسکتی۔ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا یہ انعامات لے کر خوش وخرم اپنے قبیلہ کی طرف لوٹ گئیں۔

(زرقانی علی المواہب)

میں اپنی والدہ کی شفقتیں اور رحمتیں یاد کرتا ہوں

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک چھ سال کی ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے رشتہ داروں سے ملنے کی غرض سے مکہ مکرمہ سے مدینہ طیبہ کی طرف روانہ ہوئیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی ساتھ تھے جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد حضرت عبداللہ کی باندی ام ایمن بھی اس سفر میں ساتھ تھیں مدینہ طیبہ میں حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا آنا اس غرض سے بھی تھا کہ حضرت عبداللہ کی قبر وہیں پر تھی اور ان کی قبر پر جانے کی نیت تھی۔ ابن اسحاق کا کہنا ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم چھ سال کے ہوئے تو آپ کی والدہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ کو لے کر بنی عدی بن النجار کے قبیلہ میں آئیں غرض یہ تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات آپ کے ماموؤں سے کرائیں۔ مدینہ منورہ میں ایک ماہ کی مدت تک قیام کیا آپ کا قیام اس مکان میں تھا جسے دارالنابغہ کہا جاتا ہے۔

جب ایک ماہ قیام کے بعد واپسی کا سفر شروع ہوا تو ابواء کے مقام پر پہنچ کر حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھک گئیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کے سرہانے بیٹھ گئے اچانک وہ بے ہوش ہوگئیں۔ جب دوبارہ ہوش میں آئیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھا اور تھوڑی دیر بعد انتقال فرماگئیں اور اسی جگہ پر مدفون ہوئیں۔

ہجرت کے سفر کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب بنی عدن کے قلعوں کو دیکھا تو اس جگہ کو پہچان لیا اور فرمایا ہم بچوں کے ہمراہ ان قلعوں کے کھنڈرات پر چلتے تھے۔ بنونجار پر گزر ہوا تو اپنے مدینہ منورہ میں قیام کا نقشہ سامنے آگیا اور اپنی قیام گاہ کو دیکھ کر فرمایا اس گھر میں میری والدہ ماجدہ مجھے لے کر ٹھہری تھیں میں بنی عدی بن نجار کے تالاب میں تیرا کرتا تھا۔

عمرۃ القضایا کے سال جب مقام ابواء پر پہنچے تو اس جگہ کو دیکھا جہاں پر آپ کی والدہ ماجدہ کا انتقال ہوا تھا وہاں چند پتھر اکٹھے کئے پڑے تھے۔ فرمایا یہ میری والدہ ماجدہ کی قبر مبارک ہے یہ فرما کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی چشمان اطہر میں آنسو آگئے اور اس قدر حسرت وترحم کا اظہار فرمایا کہ آپ کے تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی رونے لگے۔ حضرت بریرہ رضی

Marfat.com

اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی بھی اتنا روتے ہوئے نہیں دیکھا جتنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی والدہ ماجدہ کی قبر مبارک کے پاس بیٹھ کر روئے بعض صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رونے کا سبب کیا ہے۔ فرمایا میں اپنے متعلق والدہ کی شفقتیں اور رحمتیں یاد کرتا ہوں۔

(سیرت ابن ہشام، مواہب لدنیہ، مدارج النبوۃ جلد دوم)

خدا کی قسم! اس کی تو بہت بڑی شان ہے

حضرت عبدالمطلب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت زیادہ محبت کرتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاص خیال رکھا کرتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دادا جناب عبدالمطلب کے ساتھ رہا کرتے تھے۔ جناب عبدالمطلب کیلئے بیت اللہ کے زیر سایہ فرش بچھایا جاتا تھا اور ان کے بیٹے اس فرش کے اطراف میں بیٹھے رہتے یہاں تک کہ وہ خود اس کی طرف آتے بیٹوں میں سے کوئی بھی والد کی عظمت کو مدنظر رکھ کر اس فرش پر نہ بیٹھتا تھا۔ مگر جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے تو فرش پر بیٹھ جاتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو وہاں سے ہٹا دینے کیلئے چچا پکڑ لیتے تو جناب عبدالمطلب کہتے میرے بچے کو چھوڑ دو خدا کی قسم! اس کی تو بہت بڑی شان ہے وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے ساتھ اس فرش پر بٹھا لیتے اور آپ کی پشت مبارک پر ہاتھ پھیرتے رہتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو کام بھی کرتے دیکھتے انہیں خوشی ہوتی۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک تقریباً آٹھ سال ہوئی تو جناب عبدالمطلب کے انتقال کا وقت قریب آ گیا ان کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی فکر دامن گیر ہوئی۔

ایک روز جناب ابو طالب نے اپنے بیٹے جناب ابو طالب کو اپنے پاس بلایا اور کہا اے میرے بیٹے! تم اچھی طرح جانتے ہو کہ مجھے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے بہت محبت ہے۔ میں نے ان کی پرورش بڑے پیار سے کی ہے اب میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ تم میرے حقوق کی حفاظت کس محبت سے کرتے ہو اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا کس طرح خیال رکھتے ہو۔ یہ سن کر جناب ابو طالب نے حضرت عبدالمطلب سے کہا اے میرے عزیز والد! یہ بات مجھے اچھی طرح معلوم ہے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میرے بیٹے ہیں میرے بھائی عبداللہ کے فرزند ہیں میں ان کا خیال اپنی ذات اور اہل و عیال سے بھی زیادہ رکھوں گا۔ چنانچہ حضرت عبدالمطلب وفات پا گئے تو جناب ابو طالب نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر طرح سے خیال رکھا اور واقعی حق ادا کر دیا ہر معاملے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ دیا اور محبت و شفقت روا رکھی۔

(سیرت ابن ہشام جلد اول، شرف النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

یہ بچہ اللہ کا آخری نبی ہے

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک بارہ برس کی ہوئی تو جناب ابو طالب نے سفر تجارت کا ارادہ کیا اور شام کی طرف روانہ ہونے لگے اور سامان سفر باندھا اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اشتیاق ظاہر فرمایا اور فرمایا اے عم

Marfat.com

محترم! آپ مجھے یہاں ہی چھوڑ جائیں گے؟ جناب ابو طالب کا دل بھر آیا اور کہا، خدا کی قسم! میں ضرور آپ کو ساتھ لے چلوں گا آپ ہر گز مجھ سے جدا نہ ہوں گے اور نہ میں کبھی آپ سے جدا ہوں گا چنانچہ جناب ابو طالب نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی سواری پر آگے بٹھالیا اور یہ قافلہ شام کی طرف چل پڑا۔ جب یہ قافلہ شام کے مقام بصریٰ میں اترا تو اس وادی میں ایک درخت کے نیچے پڑاؤ ڈالا اس مقام کے قریب ہی ایک کلیسا تھا جس میں بحیرہ نامی راہب رہتا تھا اس کے پاس ایک کتاب تھی جس کا علم اس راہب کو تھا وہ راہب ہر روز تین مرتبہ چھت پر چڑھتا اور دیکھا کرتا تھا کہ عرب کی طرف سے کون آرہا ہے۔ اس دن اس نے دیکھا کہ ایک قافلہ درخت کے نیچے آرام کر رہا ہے اور بادلوں کا ایک ٹکڑا قافلے والوں پر سایہ کئے ہوئے ہے۔ جب بحیرہ نے یہ دیکھا تو کلیسا کی چھت سے نیچے اترا اور کہنے لگا خدا کی قسم! یہ بادل اس وقت تک سایہ انداز نہیں ہوسکتا جب تک کہ ان میں پیغمبر نہ ہو۔ اس کے بعد اس نے بہت سا کھانا پکانے کا حکم دیا جب کھانا تیار ہو گیا تو اس نے اپنے غلام کو بلایا اور کہا کہ قافلہ میں چلے جاؤ اور انہیں کہو کہ بحیرہ نے تمہارے لئے کھانا تیار کیا ہے اس کی خواہش ہے کہ تم سب کے سب آؤ۔ خواہ تم میں کوئی چھوٹا ہو یا بڑا غلام ہو یا آزاد۔

قافلے میں سے ایک آدمی نے کہا ہم تو بحیرہ کے پاس سے کئی بار پہلے بھی گزرے ہیں مگر ایسا برتاؤ تو وہ ہمارے ساتھ کبھی نہیں کرتا تھا آج کون سی خاص بات ہے؟ اس پر بحیرہ نے کہلا بھیجا تم سچ کہتے ہو آج میرا دل چاہتا ہے کہ تم تمام لوگ میری دعوت قبول کرو اور مجھے شرف مہمانی بخشو اور یہ بھی یاد رکھو کہ تم میں سے کوئی شخص دعوت سے علیحدہ نہ رہے۔ بحیرہ راہب کے اس پیغام پر سب کے سب اس کے پاس جمع ہوئے مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی کم عمری کے سبب قافلہ والوں کے کجاووں کے پاس اسی درخت کے نیچے رہ گئے۔ بحیرہ پھر چھت پر چڑھ کر دیکھنے لگا کہ کوئی باقی تو نہیں رہ گیا اس کی حیرت کی انتہا نہ رہی کہ بادل کا ٹکڑا ابھی تک وہاں ہی ہے تو نیچے آکر کہنے لگا تم لوگ وہاں کسی کو چھوڑ آئے ہو؟ قریش نے کہا، اے بزرگ! ایک لڑکا وہاں چھوڑ آئے ہیں جو عمر میں سب سے چھوٹا ہے اس لئے وہ ہمارے کجاووں کے پاس رہ گیا ہے۔

بحیرہ نے کہا ایسا نہ کرو اسے بھی بلواؤ کہ وہ اس کھانے میں تم سب کے ساتھ شریک ہو۔ چنانچہ بحیرہ کے کہنے پر قریش کا ایک شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اور آپ کو ساتھ لے کر آیا۔ بحیرہ نے دیکھا کہ اب بادل کا ٹکڑا اس کی اپنی چھت پر آگیا ہے۔ بحیرہ نے کھانا پیش کیا جب قافلے والے کھانے سے فارغ ہوئے تو بحیرہ کہنے لگا اے لڑکے! لات وعزیٰ کی قسم دے کر میں تجھ سے کہتا ہوں کہ جو جو بات میں تجھ سے پوچھوں بتاتے جانا۔ بحیرہ نے ایسا اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ اس نے آپ کی قوم کو ان دونوں کی قسمیں کھاتے ہوئے سنا تھا۔ بحیرہ کے اس سوال پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لات وعزیٰ کی قسم دے کر مجھ سے کوئی بات نہ پوچھ اللہ کی قسم! مجھے ان دونوں سے جتنا بغض ہے اور کسی چیز سے کبھی نہیں رہا۔

Marfat.com

اس پر بحیرہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا خدا کی قسم! آپ مجھے وہ بتایئے جو میں آپ سے پوچھتا جاؤں۔ آپ نے فرمایا جو تمہیں مناسب معلوم ہو مجھ سے دریافت کرو چنانچہ بحیرہ نے آپ سے چند سوالات کئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا پھر بحیرہ نے آپ کی پشت مبارک دیکھی دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت موجود تھی۔ اس کے بعد بحیرہ نے قافلہ والوں سے پوچھا کہ یہ بچہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کس کا بیٹا ہے؟ قافلہ والوں میں سے جناب ابوطالب نے کہا کہ میرا بیٹا ہے۔ بحیرہ نے کہا کہ اس کے ماں باپ زندہ نہیں ہو سکتے تم سچ بات کرو۔ جناب ابو طالب نے بتایا کہ یہ بچہ میرے بھائی جناب عبداللہ کا بیٹا ہے یتیم ہے اور میں ہی اس کی پرورش کرتا ہوں بحیرہ نے یہ سن کر کہا کہ اب تم نے سچ بات کی ہے اب علیحدہ ہو کر میری بھی ایک بات غور سے سن لو۔ یاد رکھو یہ بچہ اللہ کا آخری نبی ہے ان کے کندھوں میں ایک مہر نبوت ہے یہ وہی فرزند ہے جس کی تعریف و توصیف توریت و زبور اور انجیل میں آئی ہے میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ ان کی خوب حفاظت کرو تم ان کا خیال رکھنا پھر کہنے لگا اے ابوطالب! تم اپنے بھتیجے کو لے کر اس شہر سے فوراً نکل جاؤ۔ خدا کی قسم! اگر یہود و نصاریٰ نے انہیں دیکھ لیا اور ان کے بارے میں جو کچھ میں نے جانا ہے انہوں نے بھی جان لیا تو ضرور ان کو نقصان پہنچانا چاہیں گے۔

جناب ابوطالب نے جب یہ تمام باتیں بحیرہ راہب سے سنیں تو وہاں سے جلد نکلے اور شہر بصریٰ سے آگے نہ بڑھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کر مکہ مکرمہ کی طرف واپس روانہ ہو گئے۔ بحیرہ راہب نے چلتے وقت عقیدت کا اظہار کرتے ہوئے آپ کو خشک روٹی اور روغن زیتون توشہ کے طور پر دیا۔

(ترمذی شریف جلد دوم، سیرت ابن ہشام جلد اول)

جب جنگ فجار ہوئی

اہل عرب اسلام سے قبل ذوالقعدہ، ذوالحجہ، محرم اور رجب کے چار مہینوں کا بہت زیادہ احترام کرتے تھے اور ان مہینوں میں لڑائی و قتل و غارت گری کرنا گناہ عظیم سمجھتے تھے اگر کبھی ان مہینوں کے دوران مجبوری کے عالم میں کوئی جنگ کرنا پڑ جاتی تو اسے حرب فجار یعنی گناہ کی لڑائی کا نام دیتے تھے سب سے آخری جنگ فجار قریش اور قیس کے قبیلوں کے مابین ہوئی جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی شرکت فرمائی۔ اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک بیس سال کی تھی۔ اس جنگ کی وجہ یہ تھی کہ حیرہ کا بادشاہ نعمان بن منذر ہر سال اپنا تجارتی مال عکاظ کے بازار میں فروخت کرنے کی غرض سے اشراف عرب میں سے کسی کی پناہ میں بھیجا کرتا تھا اس مرتبہ اس نے اونٹوں پر سامان تجارت لدوایا تو اتفاق سے عرب کی ایک جماعت وہاں پر موجود تھی جن میں بنی ہوازن کے عروہ رحال اور بنی کنانہ کے براض بھی تھے نعمان نے اس جماعت سے پوچھا کہ اس قافلے کو کون پناہ میں لے گا؟ براض نے فوراً کہا میں بنی کنانہ کی طرف سے پناہ دیتا ہوں۔ نعمان بن منذر نے کہا۔ مجھے ایسا شخص چاہئے جو اہل نجد تہامہ سے پناہ دے۔ اس پر عروہ نے کہا کیا راندۂ قوم کتا تیرے قافلہ کو پناہ دے گا اہل نجد و تہامہ سے میں پناہ دیتا ہوں۔

Marfat.com

یہ سن کر براض غصے میں آ گیا اور کہا اے عروہ! کیا تم بنی کنانہ سے پناہ دیتے ہو؟ عروہ نے کہا تمام مخلوق سے اس وقت تو معاملہ دب گیا مگر جب قافلہ روانہ ہوا تو براض نے اس بات کو دل میں رکھا اور موقع ملتے ہی عروہ کو ماہ حرام قتل کر دیا جس سے صورتحال بگڑ گئی چونکہ عروہ بنو ہوازن کا سردار تھا اس لئے ہوازن نے قصاص میں براض کو قتل کرنے سے انکار کر دیا اور کہا کہ وہ اس کے بدلے میں قریش کے کسی سردار کو قتل کریں گے۔ قریش نے ان کے اس مطالبہ کو تسلیم نہ کیا چنانچہ قریش، کنانہ اور ہوازن کے مابین جنگ چھڑ گئی۔ قریش کنانہ کا سپہ سالار اعظم ابوسفیان کا باپ حرب بن امیہ تھا جبکہ ہوازن کا سپہ سالار مسعود بن متعب ثقفی تھا، اس جنگ میں کئی لڑائیاں ہوئیں۔ ان میں سے ایک لڑائی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی شرکت کی۔ چچاؤں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ساتھ لے لیا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں اپنے چچاؤں کو وہ تیر اٹھا کر دیتا جاتا تھا جو دشمنوں کی طرف سے آتے تھے۔ (سیرت ابن ہشام)

جب حلف الفضول ہوا

فجار کی جنگوں کے باعث فریقین کا بہت زیادہ جانی و مالی نقصان ہوتا تھا اور پھر اس کا کوئی اچھا نتیجہ بھی نہیں نکلتا تھا صلح کے باوجود دشمنیوں کا سلسلہ چلتا رہتا تھا۔ قبائل جو لوگ عقل و فہم میں بڑھے ہوئے تھے وہ چاہتے تھے کہ عرب میں امن و سکون کا دور دورہ ہو اس کیلئے وہ کوششیں بھی کرتے رہتے تھے فجار کی لڑائیوں کے بعد جو صلح کی کاوشیں ہوتی تھیں وہ انہی افراد کی تحریک سے کامیاب ہوتی تھیں۔ کہا جاتا ہے کہ قریش جب حرب فجار سے واپس آئے تو چند دنوں کے بعد زبید شہر کا ایک شخص اپنے تجارتی مال کے ساتھ مکہ مکرمہ میں آیا اس کا مال عاص بن وائل سہمی نے خرید لیا مگر اسے قیمت ادا نہ کی تنگ آ کر اس شخص نے اپنے حلیفوں بنو عبدالدار، مخزوم، جمح، سہم اور عدی بن کعب سے مدد طلب کی لیکن کسی نے بھی اس کی مدد نہ کی۔ جب وہ ہر طرف سے مایوس ہو گیا تو وہ جبل ابوقیس پر آیا اور کھڑے ہو کر بلند آواز سے فریاد کی اس کی اس فریاد کو کعبہ میں موجود قریش کے بہت سے اشخاص نے بھی سنا۔

صورتحال کا ادراک کرتے ہوئے بنو ہاشم، بنو زہرہ اور بنو اسد وغیرہ کے بڑے بڑے سردار عبداللہ بن جدعان کے مکان پر جمع ہوئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زبیر بن عبدالمطلب بھی شامل تھے۔ انہوں نے تجویز پیش کی کہ کسی ناگہانی صورتحال سے بچنے کیلئے باہمی طور پر ایک معاہدہ کرنا چاہیے چنانچہ سب نے مل کر یہ عہد کیا کہ ہم ظالم کے خلاف مظلوم کی مدد کیا کریں گے اور مظلوم کو اس کا حق واپس دلایا کریں گے اس عہد کو پختہ کرنے کے بعد وہ سب عاص بن وائل سہمی کے پاس گئے اور اس سے زبیدہ کے اس شخص کا مال واپس کرایا۔ اس معاہدہ کو حلف الفضول اس لئے کہا جاتا ہے کہ قریش کے اس معاہدہ سے بہت پہلے مکہ مکرمہ میں قبیلہ بنو جرہم کے سرداروں کے مابین بھی بالکل اسی طرح کا ایک معاہدہ ہوا تھا جس میں کہا گیا تھا کہ ہم ملک میں امن و سکون قائم کرنے کی غرض سے مسافروں کی حفاظت اور مظلوم کی حمایت کریں گے اور کسی ظالم اور غاصب کو مکہ مکرمہ نہیں رہنے دیں گے۔

قبیلہ جرہم کے اس معاہدہ کے محرک جو لوگ تھے ان سب کا نام فضل تھا یعنی فضل بن حارث، فضل بن فضالہ اور

Marfat.com

فقل بن وداعہ یہی وجہ تھی اس معاہدے کو حلف الفضول کا نام دیا گیا۔

قریش کے اس معاہدے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی شریک ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس معاہدے کو بہت پسند فرمایا اور اس پر بہت خوش ہوئے چنانچہ اعلان نبوت کے بعد فرمایا کرتے تھے کہ مجھے اس معاہدہ سے اتنی خوشی ہوئی کہ اگر اس معاہدے کے بدلے میں مجھے کوئی سرخ رنگ کے اونٹ بھی دیتا تو مجھے اتنی خوشی نہ ہوتی اور آج اسلام میں بھی اگر کوئی مظلوم یا آل حلف الفضول کہہ کر مجھے پکارے تو میں اس کی مدد کیلئے آگے بڑھوں گا۔

(زرقانی علی المواہب)

جو شخص ان کی فرمانبرداری کرے گا نجات پائے گا

حضرت خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ تعالیٰ عنہا ایک شریف، نیک سیرت اور مالدار تاجر خاتون تھیں اپنا مال تجارت دے کر لوگوں کو تجارت کیلئے بھیجا کرتی تھیں۔ انہیں تجارت میں شریک بھی کر لیتیں اور شرکاء کیلئے ایک حصہ مقرر کر دیتیں خود قریش کے لوگ بھی تجارت کیا کرتے تھے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی، شرافت، اعلیٰ اخلاق اور دیانتداری کے بارے میں بخوبی طور پر معلوم تھا چنانچہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بلوا بھیجا اور درخواست کی کہ میرا مال تجارت لے کر میرے غلام میسرہ کے ساتھ تجارت کیلئے تشریف لے جائیں آپ کو دوسرے تاجروں سے زیادہ معاوضہ دوں گی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب ابوطالب کے مشورے اس بات کو قبول فرمایا۔ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک پچیس سال تھی۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنا غلام میسرہ اور ایک عزیز خزیمہ بن حکیم کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کیلئے ساتھ کر دیا۔ جناب خزیمہ کو اس سفر کے دوران حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت زیادہ محبت ہوگئی وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بہت خیال رکھتا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے جدا نہ ہوتا تھا شام کے اس تجارتی سفر میں اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت سی خلاف عادت چیزیں مشاہدہ کیں جسے دیکھ کر اس کی محبت مزید بڑھ گئی۔

راستے میں چلتے چلتے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دو اونٹ بہت زیادہ تھک گئے اور سفر کرنے سے عاجز آ گئے میسرہ نے اس بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک اونٹوں کے منہ پر رکھے اور ان کیلئے دعا فرمائی وہ اونٹ اسی وقت چلنا شروع ہو گئے اور ان کی یہ حالت ہوگئی کہ وہ قافلے سے آگے آگے رہتے تھے۔ جناب خزیمہ اور میسرہ یہ دیکھ کر بہت حیران ہوئے اور اس چیز کو انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سمجھا اور آپس میں ایک دوسرے سے کہتے تھے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی شان بہت بلند ہے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم شام کے شہر بصریٰ میں پہنچے تو بحیرہ راہب کے کلیسا کے پاس ہی قیام کیا۔ بحیرہ فوت ہو چکا تھا اور اس کی جگہ پر نسطورا راہب کلیسا کا قائم مقام راہب تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کلیسا کے نزدیک اس درخت کے نیچے تشریف فرما ہوئے جو سوکھ چکا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹھنے سے وہ درخت فوری طور پر سرسبز و

Marfat.com

شاداب ہوگیا اور اس پر پھل لگ گئے اور اس درخت کے گرد اگرد کی زمین پر بھی سبزہ اگ آیا۔

نسطورا راہب کلیسا کی چھت پر چڑھا یہ منظر دیکھ رہا تھا وہ بھاگتا ہوا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور کہنے لگا میں آپ کو لات وعزیٰ کی قسم دیتا ہوں بتایئے آپ کا نام کیا ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے پاس سے دور ہو جاؤ کیونکہ عربوں کی گفتگو میں بھی مجھ پر یہی بات سب سے زیادہ مکروہ اور ناگوار ہے۔ نسطورا کے ہاتھ میں ایک صحیفہ تھا وہ اسے دیکھتا اور پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روئے مبارک کی طرف دیکھتا تھا اور کہتا جاتا تھا کہ قسم ہے اس خدا کی جس نے عیسیٰ علیہ السلام پر انجیل نازل فرمائی یہ وہی ہیں یعنی یہ وہی آخری نبی ہیں جن کی بشارت کتب مقدسہ میں موجود ہے۔ جناب خزیمہ یہ سب باتیں بڑے غور سے سن رہے تھے۔ انہوں نے سمجھا کہ شاید یہ راہب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کوئی مکر کرنا چاہتا ہے۔ چنانچہ انہوں نے تلوار کھینچ لی اور قافلے میں موجود قریش جناب خزیمہ کی طرف متوجہ ہوئے اور ان سے پوچھا اے خزیمہ! کیا بات ہے؟ جناب خزیمہ نے راہب کی شکایت کی اس پر تمام ساتھی جناب خزیمہ کے ساتھ راہب کی طرف لپکے راہب ڈر گیا اور کلیسا میں آ گیا۔ اندر سے دروازہ بند کر لیا پھر کلیسا کی چھت پر چڑھا اور پکار کر کہنے لگا اے قافلے والو! کیوں مجھ سے ڈرتے ہو خدا کی قسم! میرے نزدیک کوئی قافلہ تم سے زیادہ پیارا اس جگہ پر نہیں اترا اور میں اس صحیفہ میں اسی طرح لکھا ہوا دیکھتا ہوں کہ جس شخص نے اس درخت کے نیچے قیام کیا ہے اللہ کا رسول اور خاتم الانبیاء ہے جو شخص ان کی فرمانبرداری کرے گا نجات پائے گا اور جو شخص ان سے دشمنی کرے گا وہ ہلاکت میں پڑے گا۔

(معارج النبوۃ جلد دوم)

میں قسم کھا کر کہتا ہوں یہ نبی آخر الزمان ہیں

اس کے بعد نسطورا راہب نیچے آیا اور آواز دے کر جناب خزیمہ کو اپنے پاس بلایا اور ان سے پوچھا کہ تجھے ان سے کس قسم کی نسبت ہے؟ جناب خزیمہ نے جواب دیا کہ میں ان کا خدمت گار ہوں۔ پھر جناب خزیمہ نے اونٹوں کا عاجز رہ جانا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک کے چھونے کی برکت سے قوت حاصل کرنا بتایا تو راہب نے کہا اے خزیمہ! میں ایک راز تیرے سپرد کرتا ہوں مجھے امید ہے کہ تم اسے پوشیدہ رکھو گے جناب خزیمہ نے کہا مجھے قبول ہے اس پر نسطورا راہب نے کہا اس صحیفہ میں یہ لکھا ہوا ہے کہ یہ تمام شہروں پر قبضہ حاصل کر لیں گے اور تمام لوگوں پر ان کو فتح حاصل ہو جائے گی اور کوئی بھی شخص ان کی بزرگی کی انتہا کو نہیں جانتا۔ اے خزیمہ! تمہیں علم ہونا چاہیے کہ ان کے بہت سے دشمن ہیں اور ان کے زیادہ تر دشمن یہودی ہیں۔

جناب خزیمہ یہ سب باتیں راہب سے سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا کہ میں آپ میں چند ایسی صفات دیکھتا ہوں جو دوسروں میں نہیں ہیں مجھے یقین ہے کہ جو پیغمبر تہامہ میں مبعوث ہوں گے وہ آپ ہی ہیں میں لوگوں کو آپ سے عجیب محبت کرتے ہوئے دیکھتا ہوں میں بھی آپ کے دوست کو دوست رکھتا ہوں اور آپ کے

Marfat.com

دشمن کو دشمن خیال کرتا ہوں۔ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کرتا ہوں اور آپ کا مددگار ہوں جب آپ کا معاملہ ظاہر ہوگا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں ضرور حاضری دوں گا روایات میں آتا ہے کہ فتح مکہ کے بعد حضرت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئے اور دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے۔

اس کے بعد نسطورا راہب نے میسرہ کو بھی بلایا اور ان سے بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض نشانیاں پوچھیں اور ایک ایک سوال کا ان سے جواب سنا میسرہ نے راہب کو بہت سی باتیں بتائیں جو اس سفر کے دوران انہوں نے ملاحظہ کی تھیں مثلاً پرندوں کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک پر سایہ کرنا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک کی برکت سے کھانے میں برکت پیدا ہو جانا۔ یہ سن کر نسطورا نے کہا میں بڑی مدت سے ان کے انتظار میں یہاں پر وقت گزار رہا ہوں اب اے میسرہ! تجھے وصیت کرتا ہوں کہ ان سے جدا نہ ہونا اور اس سفر میں ان کے ساتھ رہنا اور آگے شام مت جانا کیونکہ وہاں پر ان کے دشمن بہت زیادہ ہیں تمہیں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یہ نبی آخر الزمان ہیں کاش کہ میں ان کے زمانہ بعثت کے وقت زندہ رہوں اور ان کی اطاعت کروں۔

(معارج النبوۃ جلد دوم)

خدا کی قسم تمہارا یہ ساتھی آخری نبی ہے

شام کے اس تجارتی سفر کے دوران ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک یہودی سے معاملہ کرنے لگے۔ اس معاملہ میں یہودی نے بحث کرنا شروع کر دی یہودی کہنے لگا کہ میں تجھے لات وعزیٰ کی قسم دیتا ہوں تاکہ تیری سچائی کا علم ہو جائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں ہرگز لات وعزیٰ کی قسم نہیں کھاؤں گا کیونکہ میں ان سے زیادہ کسی اور کو دشمن نہیں سمجھتا جب بھی میں ان کے پاس سے گزرہوں تو اپنی آنکھیں بند کر لیتا ہوں۔ یہودی نے کہا تمہاری بات ٹھیک ہی ہے اس کے بعد یہودی نے میسرہ سے علیحدگی میں کہا۔ اے میسرہ! خدا کی قسم! تمہارا یہ ساتھی آخری نبی ہے۔

(مدارج النبوۃ جلد دوم)

دو فرشتے سر مبارک پر سایہ کیے ہوئے تھے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بصریٰ میں ہی اپنا مال تجارت فروخت کر دیا اور دوسروں سے دگنا منافع حاصل کیا۔ قافلے والوں کو بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے خاصا فائدہ ہوا۔ چنانچہ مکہ مکرمہ کی طرف واپسی کا سفر شروع ہو گیا۔ میسرہ نے اپنی ساری زندگی میں اس قدر نفع نہ دیکھا تھا راستے میں میسرہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا کہ مجھے چالیس سال ہو گئے ان تجارتی سفروں میں لیکن میں نے آج تک اتنا نفع اور اتنی آسانیاں حاصل نہیں کیں۔ جتنی اس سفر میں ملیں عام طور پر دھوکہ اور فریب سے بھی نفع حاصل کیا مگر اس مرتبہ نہایت ایمانداری سے اتنا زیادہ نفع ہوا اور یہ

Marfat.com

سب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے ہوا۔

راستے میں چلتے ہوئے جب دوپہر کا وقت ہوتا اور گرمی سخت ہو جاتی تو میسرہ دیکھا کرتا کہ دھوپ سے بچاؤ کیلئے دو فرشتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر سایہ کئے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اونٹ پر بیٹھے چلے جاتے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری مکہ مکرمہ میں داخل ہوئی تو دوپہر کا وقت تھا اس وقت حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنی سہیلیوں کے ساتھ اپنے گھر کے بالاخانہ میں بیٹھی ہوئی تھیں انہوں نے دور سے دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک پر دو فرشتے سایہ کئے ہوئے ہیں۔ میسرہ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بتایا کہ میں نے تمام سفر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسی طرح حال دیکھا ہے اور پھر شام میں راہب سے ہونے والی گفتگو اور دیگر واقعات کے بارے میں بتایا اور یہ بھی کہا کہ اس تجارتی سفر میں جس قدر فائدہ ہوا ہے پہلے کبھی نہ ہوا تھا حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سن کر بہت خوش ہوئیں۔

(سیرت ابن ہشام، جلد اول دلائل النبوۃ)

اور پھر نکاح کا پیغام ملا

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا انتہائی دانشمند اور فہم و فراست رکھنے والی خاتون تھیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے نکاح کا پیغام بھجوایا اور کہلا بھیجا کہ آپ سے رشتہ داری، قوم میں آپ کے شرف، امانت داری، حسن اخلاق اور سچائی کی وجہ سے آپ کی جانب میرا میلان خاطر ہے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قریش کی عورتوں میں نسب و شرف کے لحاظ سے افضل و اعلیٰ اور دولت کے اعتبار سے تمام عورتوں میں بڑی مالدار تھیں قوم میں سے بڑے بڑے مالداروں اور شہر مکہ کے سرداروں کے پیغامات نکاح کو رد کر چکی تھیں مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح کی خواستگار ہوگئیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جب نکاح کا یہ پیغام ملا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچاؤں سے اس کا ذکر کیا انہوں نے خوشی کے ساتھ اس رشتہ کو منظور کیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نکاح کی مقررہ تاریخ کے روز حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، جناب ابو طالب وغیرہ اپنے چچاؤں اور خاندان کے دیگر افراد شرفاء بنی ہاشم اور سرداران مضر کو ساتھ لے کر حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر تشریف لے گئے اور نکاح ہوگیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے نکاح کا خطبہ جناب ابو طالب نے پڑھا جس کا ترجمہ یہ ہے۔

''اس اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے ہمیں ورثہ ابراہیم عطا فرمایا اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے پیدا فرمایا اور ہم کو معد اور مضر خاندان میں پیدا فرمایا اور اپنے گھر (خانہ کعبہ) کا نگہبان بنایا ہماری جگہ حجاب میں رکھی تاکہ ہم دشمنوں سے محفوظ رہیں ہم اس حرم میں جس میں ہر شخص امن میں رہتا ہے ہمیں تمام انسانوں پر حاکم بنایا ہے۔ یہ میرے بھائی کا فرزند محمد بن عبداللہ ہے یہ ایک ایسا جوان ہے کہ قریش کے جس شخص کا بھی اس کے ساتھ موازنہ کیا جائے یہ اس سے ہر شان میں بڑھا ہوا ہی رہے گا اگر یہ مال دنیا سے تہی دست ہے تاہم میں یہ

Marfat.com

واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ مال دنیا تو ایک گردش کرنے والا رزق ہے اور ایک گم ہونے والا حصہ ہے۔ میرا بھتیجا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) وہ شخص ہے جس کے ساتھ میری قرابت اور قربت ومحبت کو تم لوگ اچھی طرح جانتے ہو یہ خدیجہ بنت خویلد سے نکاح کرتا ہے اور میرے مال میں سے بیس اونٹ مہر مقرر کرتا ہے اور اس کا مستقبل بہت ہی تابناک، عظیم الشان اور جلیل القدر ہے۔

جناب ابو طالب نے جب خطبہ مکمل کیا تو ورقہ بن نوفل جو کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے چچازاد بھائی تھے انہوں نے بھی خطبہ پڑھا اور کہا

''سب تعریفیں اللہ ہی کیلئے ہیں جس نے ہم کو ایسا ہی بنایا جیسا کہ اے ابو طالب! آپ نے بیان کیا اور وہ تمام فضیلتیں عطا فرمائی ہیں جن کو آپ نے شمار کیا بلاشبہ ہم لوگ عرب کے پیشوا اور سردار ہیں اور آپ لوگ بھی تمام فضائل کے اہل ہیں آپ لوگوں کے فضائل کا انکار کوئی قبیلہ نہیں کر سکتا اور آپ لوگوں کے فخر وشرف کو کوئی شخص رد نہیں کر سکتا اور بے شک ہم لوگوں نے نہایت ہی رغبت کے ساتھ آپ لوگوں کے ساتھ ملنے اور رشتہ میں شامل ہونے کو پسند کیا لہٰذا اے قریش! تم گواہ رہو کہ خدیجہ (رضی اللہ عنہا) بنت خویلد کو میں نے محمد بن عبداللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی زوجیت میں چار سو مثقال مہر کے بدلے میں دیا۔

نکاح کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک پچیس سال اور حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر مبارک چالیس سال تھی یہ پہلی بی بی تھیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عقد مبارک میں آئیں ان کی زندگی مبارکہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی دوسرا نکاح نہیں فرمایا یہاں تک کہ وہ انتقال فرما گئیں۔

(سیرت ابن ہشام جلد اول، زرقانی علی المواہب جلد اول)

یہ تو صادق اور امین ہیں

یہ اس وقت کا واقعہ ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک 35 برس کی تھی قریش مکہ نے خانہ کعبہ کی تعمیر نو کا فیصلہ کیا اور اس شگاف کو جو اس میں پڑ گیا تھا بند کرنے کے ساتھ ساتھ کعبہ پر چھت ڈالنے کا بھی ارادہ کیا اس مقصد کیلئے اس نیک کام میں سب لوگ بڑھ چڑھ کر شریک ہوئے اور ہر ایک قبیلے نے مل کر حصہ لیا تمام قریش پتھر اٹھا اٹھا کر لاتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی انہی میں شامل تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی پتھر اٹھا اٹھا کر لاتے تھے۔ جب خانہ کعبہ کی تعمیر حجر اسود کے مقام تک پہنچی تو حجر اسود کو اپنے مقام پر نصب کرنے کے معاملے میں تمام قبائل میں ٹھن گئی کیونکہ ہر قبیلے کی یہ خواہش تھی کہ وہ حجر اسود کو مقررہ مقام پر رکھنے میں سبقت لے جائے اور اس اعزاز کا دعویٰ دار ہر قبیلہ بنتا تھا حتیٰ کہ نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ سب قبیلے ایک دوسرے کے خلاف صف آراء ہو گئے۔ حجر اسود کو نصب کرنے کے معاملے میں یہ اختلاف شدید تر ہو گیا سب نے اس اعزاز کو حاصل کرنے کی خاطر لڑنے مرنے کی قسمیں کھا لیں اور غام کے تمام لڑائی کے لئے تیار ہو گئے۔

ایک قبیلے نے تو یہاں تک کیا کہ خون سے بھرا ہوا ایک پیالہ لا کر رکھ دیا اور دوسرے قبیلے کے ساتھ مل کر اس

Marfat.com

پیالے میں ہاتھ ڈال کر لڑ مرنے کی قسم کھائی چار پانچ دن تک تمام قبائل اپنی اسی حالت میں رہے مگر چونکہ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے اس لئے ان کے درمیان جنگ کی نوبت نہ آئی ان سب نے باہم جمع ہو کر مشورہ کیا کہ کوئی ایسی صورت نکالی جائے جو سب کو قابل قبول ہو اور لڑائی کی نوبت نہ آئے آخر کار ان کے بڑوں کے مابین یہ بات طے پا گئی کہ جو صبح کے وقت سب سے پہلے حرم کعبہ میں داخل ہو اسے ثالث تسلیم کیا جائے اور جو وہ فیصلہ کرے سب مان لیں پھر صبح کے وقت سب نے دیکھا کہ سب سے پہلے حرم کعبہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم داخل ہو رہے ہیں قریش مکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر بے انتہا خوش ہوئے اور تمام کے تمام پکار اٹھے کہ یہ تو وہ صادق اور امین ہیں جن کو سب جانتے ہیں یہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں ہمیں ان کا کیا ہوا ہر فیصلہ منظور ہے۔

جب تمام لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ثالثی پر راضی ہو گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاملے کی نزاکت کو مدنظر رکھتے ہوئے وہ عظیم الشان تاریخی فیصلہ کیا جو آج بھی ایک عظیم مثال کے طور پر تسلیم کیا جاتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ جس جس قبیلہ کے لوگ حجر اسود کو اپنے مقام پر رکھنے کے مدعی ہیں ان کا ایک ایک سردار چن لیا جائے چنانچہ ہر قبیلہ والوں نے اپنا اپنا سردار چن لیا پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی چادر مبارک کو بچھا کر اپنے دست مبارک سے حجر اسود کو اٹھا کر اس پر رکھا اور پھر فرمایا کہ ہر قبیلہ کا سردار آئے اور چادر کا کنارہ پکڑے سب سرداروں نے چادر مبارک کو کونوں سے پکڑ کر اٹھایا اور مل کر حجر اسود کو اس کے مقررہ مقام تک لے کر پہنچے پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے حجر اسود کو اٹھا کر اس کی جگہ پر نصب فرما دیا اور تعمیر مکمل ہونا شروع ہو گئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس تاریخی فیصلے سے تمام قبائل ایک بہت بڑی خونریزی سے بچ گئے۔

(سیرت ابن ہشام جلد اول، زرقانی علی المواہب)

☆☆☆

Marfat.com

تیسرا باب

آغاز وحی سے ہجرت مدینہ تک

پڑھیے اپنے رب کے نام سے

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک چالیس سال کی ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کا نزول ہوا۔ یہ رمضان المبارک کا بابرکت مہینہ تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ سے تقریباً پانچ کلومیٹر کی دوری پر واقع جبل نور کی غار حرا میں اکثر و بیشتر عبادت کیلئے تشریف لے جایا کرتے تھے اسی مقام پر خلوت نشینی اختیار فرماتے اپنے کاشانہ مبارک سے کچھ کھانے پینے کی اشیاء ہمراہ لے جاتے اور جب کھانا ختم ہو جاتا یا جب آپ واپسی کا ارادہ فرماتے تو غار سے باہر آ کر مکہ مکرمہ کی بستی میں تشریف لے آتے جب وحی کے نزول کے دن نزدیک آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت وخلوت میں اضافہ ہو گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم بکثرت غار حرا میں قیام فرماتے۔ انہی دنوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اچھے اچھے خواب دکھائی دینے لگے اور آپ کا ہر خواب سچا ہوتا تھا جو کچھ بھی آپ خواب میں دیکھتے اس کی تعبیر اسی طرح ظہور میں آتی تھی۔

وحی کے نزول کا ذکر کرتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں غار میں مراقب تھا کہ میرے پاس جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے اور ایک ریشمی کپڑا ان کے پاس تھا جس پر کچھ لکھا ہوا تھا مجھ سے کہنے لگے، اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ کو خوشخبری ہو کہ میں جبرائیل ہوں اور مجھے اللہ تعالیٰ نے آپ کے پاس بھیجا ہے آپ امت کی جانب اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ اس کے بعد جبرائیل علیہ السلام نے مجھ سے کہا، پڑھیے، میں نے کہا میں پڑھنے والا نہیں (مطلب یہ کہ میں امی ہوں کسی سے میں نے لکھنا پڑھنا نہیں سیکھا) اس کے بعد حضرت جبرائیل علیہ السلام نے مجھے اپنی آغوش میں لے کر بھینچا اور پوری قوت صرف کر دی یہاں تک کہ میں نے خیال کیا اب موت ہے۔ پھر انہوں نے مجھے چھوڑ دیا اور کہا پڑھیے۔ میں نے کہا میں پڑھنے والا نہیں ہوں انہوں نے پھر مجھے آغوش میں لے کر بھینچا یہاں تک کہ میں نے خیال کیا اب موت ہے اس کے بعد پھر چھوڑ دیا اور مجھ سے کہا، پڑھیے، میں نے کہا کیا پڑھوں؟ جبرائیل علیہ السلام نے کہا، پڑھیے اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا انسان کو خون کی پھٹک سے خلق کیا، پڑھیے آپ کا رب بڑی شان والا ہے جس نے قلم سے لکھنا سکھایا انسان کو وہ سکھایا جو نہ جانتا تھا۔ میں نے

Marfat.com

پڑھا اور قرأت ختم ہوگئی۔

(بخاری شریف، سیرت ابن ہشام جلد اول)

اللہ تعالیٰ آپ کو بھلائی اور خیر ہی عطا فرمائے گا

حضرت جبرائیل علیہ السلام کا اس طرح سامنے آ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو فرمانا اور وحی کا نزول پہلا اور عجیب واقعہ تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جب جبرائیل علیہ السلام میری نگاہوں کے سامنے سے اوجھل ہوگئے تو میں نے ان کی ہیبت اور دہشت کو محسوس کیا۔ میں ڈرا کہ لوگ مجھے شعر وجنون کی طرف منسوب نہ کریں جبکہ میں ان باتوں کو سب سے زیادہ برا سمجھتا تھا میں نے سوچا کہ ہوسکتا ہے قریش مجھے اس طرح کے طعنے دیں اور ان کی باتوں میں دوسرے لوگ بھی شریک ہوجائیں اس خیال کے آتے ہی مجھ پر غم واندوہ کا غلبہ ہوگیا اثنائے راہ میں مجھے آسمان کی طرف سے ایک آواز سنائی دی میں نے سر اٹھا کر دیکھا تو جبرائیل علیہ السلام ایک مرد کی شکل میں موجود دکھائی دیئے انہوں نے اپنے قدم آسمان کے کنارے پر رکھے ہوئے تھے وہ مجھ سے مخاطب ہوئے، اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور میں جبرائیل ہوں۔ فرماتے ہیں کہ میں آسمان کی طرف جدھر بھی نگاہ دوڑاتا مجھے وہی صورت دکھائی دیتی مغرب تک میں اسی حیرت کے عالم میں مبتلا رہا۔ خدیجہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) نے میری تلاش میں ہر طرف قاصد روانہ کر رکھے تھے جو کہ مجھے تلاش کر رہے تھے ان میں سے جب بعض قاصد مجھ تک پہنچے تو جبرائیل علیہ السلام نظروں سے اوجھل ہوگئے میں خدیجہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کی طرف مدہوشی کی حالت میں لوٹا اور مجھ پر کپکپی طاری تھی جب میں گھر پہنچا تو کہا مجھے کمبل اوڑھاؤ، مجھے کمبل اوڑھاؤ۔ خدیجہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) نے میرے جسم پر کمبل ڈال دیا یہاں تک کہ ڈر اور خوف ختم ہوگیا۔ ایک روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جب میں خدیجہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے گھر آیا تو ان کے زانو کے ساتھ تکیہ لگا کر بیٹھ گیا انہوں نے مجھ سے میرا حال دریافت کیا جس پر میں نے سارا واقعہ ان سے بیان کر دیا اور کہا کہ مجھے ڈر ہے کہ مجھے اچانک کاہن نہ قرار دے دیا جائے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے تسلی دیتے ہوئے کہا آپ غم نہ کھایئے اور خوش رہیے اللہ تعالیٰ اپنے نہ ختم ہونے والے فیض سے آپ کو بھلائی اور خیر ہی عطا فرمائے گا مجھے اس پروردگار کی قسم ہے جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے مجھے امید بلکہ یقین ہے کہ آپ اس امت کے پیغمبر ہیں اللہ تعالیٰ آپ کو کسی خطرے میں نہیں ڈالے گا کیونکہ آپ مہمان نواز، سچے، امین، عاجزوں کے مددگار ہیں۔ یتیموں کو پناہ دینے والے، مسافروں کے ساتھ بھلائی کرنے والے، برائی سے اجتناب کرنے والے، مجبوروں اور بیکسوں کی دستگیری کرنے والے ہیں۔

(سیرت ابن ہشام جلد اول، معارج النبوۃ جلد دوم)

Marfat.com

درخت آپ کی نبوت کی گواہی دیں گے

اس کے بعد حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے چچازاد بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس گئیں جو کہ موحد تھے توحید پر ایمان رکھتے تھے بت پرستی سے بیزار ہو کر نصرانیت اختیار کر لی تھی آسمانی کتابوں کے عالم تھے اور انجیل کا عربی میں ترجمہ کر رکھا تھا عبرانی زبان پر خاص دسترس حاصل تھی۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان سے کہا، اے میرے چچازاد بھائی! اپنے بھتیجے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بات تو سنیے وہ کیا فرماتے ہیں؟ پھر حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر گزرے ہوئے واقعہ کی بابت تفصیل سے بتایا۔ ورقہ بن نوفل نے سن کر کہا جبرائیل علیہ السلام کو اس سرزمین سے جہاں بتوں کی پوجا ہوتی ہے کیا کام۔ جبرائیل علیہ السلام تو اللہ تعالیٰ کے پیغمبروں کی طرف اللہ تعالیٰ کا پیغام لے کر نازل ہوتے ہیں۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) فرماتے ہیں کہ وہ مجھ پر نازل ہوئے ہیں۔

ورقہ بن نوفل نے کہا، اللہ کی قسم! اگر جبرائیل علیہ السلام اس زمین پر اترے ہیں تو اللہ تعالیٰ اس سرزمین پر بے شمار رحمتیں بھیجے گا۔ اے خدیجہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا)! اگر تیری یہ بات سچ ہے تو یہ وہی فرشتہ ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوا تھا۔ بے شک محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس امت کے نبی ہیں تم ان سے کہہ دو کہ ثابت قدمی اختیار کریں تورات وانجیل میں ان کی صفات درج ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام کی طرح مردے آپ سے کلام کریں گے۔ پتھر سلام کہیں گے اور درخت آپ کی نبوت کی گواہی دیں گے۔

(زرقانی علی المواہب جلد اول، معارج النبوۃ جلد دوم)

کیا مکہ والے مجھے مکہ سے نکال دیں گے

کچھ مدت کے بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ورقہ بن نوفل سے ملاقات ہوئی تو ورقہ بن نوفل نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا، بھتیجے! جو کچھ آپ نے دیکھا اور سنا وہ خود مجھ سے بیان فرمایئے۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے غار حرا کا پورا واقعہ بیان فرما دیا یہ سن کر ورقہ بن نوفل نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ یقیناً اللہ تعالیٰ کے وہ پیغمبر ہیں جن کے متعلق حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے خوشخبری دی ہے آپ وہی احمد اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جو فرشتہ موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوا تھا وہی آپ پر بھی نازل ہوا۔ عنقریب آپ کو جہاد اور کفار کے ساتھ جنگ کرنے کا حکم ہوگا اگر میں اس وقت تک زندہ رہتا تو یقیناً آپ کی مدد کرتا اور کاش کہ میں ان دنوں جوان اور زندہ ہوتا جب آپ کی قوم آپ کو اس شہر سے نکال دے گی تاکہ میں آپ کی مدد کرتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا مکہ والے مجھے نکال دیں گے۔ ورقہ بن نوفل نے کہا ہاں، کوئی نبی ایسا نہیں آیا کہ جس کی مخالفت نہ کی گئی ہو۔ اس کے بعد ورقہ نے سر جھکا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک کے درمیان میں بوسہ دیا۔

(دلائل النبوۃ، سیرت خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم)

Marfat.com

اپنے پروردگار کی بڑائی بیان کر اور اپنے کپڑے پاک رکھ

کچھ مدت تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کے نزول کا سلسلہ رکا رہا بعض کا کہنا ہے کہ تین سال تک وحی کا نزول نہ ہوا اس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم بہت بے چین اور غمزدہ رہنے لگے حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس زمانہ میں وحی رکی ہوئی تھی میں ایک راستہ پر جا رہا تھا کہ اچانک آسمان کی طرف سے ایک آواز سنائی دی نگاہ اٹھا کر دیکھا تو وہی فرشتہ دکھائی دیا (یعنی حضرت جبرائیل علیہ السلام) وہ آسمان وزمین کے درمیان (ایک کرسی پر) بیٹھا ہوا تھا۔ یہ دیکھ کر مجھ پر خوف ودہشت طاری ہوگئی اور میں گھر واپس آ گیا گھر والوں سے کہا مجھے کمبل اوڑھاؤ، مجھے کمبل اوڑھاؤ، پس مجھے (کمبل سے) ڈھانپ دیا گیا۔

اسی اثناء میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر سورہ مدثر کی یہ آیات مبارکہ نازل ہوئیں۔

يٰٓاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَاَنْذِرْ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ وَ ثِيَابَكَ فَطَهِّرْ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ ٥

ترجمہ: اے لحاف میں لپٹے اٹھ کھڑا ہو۔ پس ڈر سنا اور اپنے پروردگار کی بڑائی کر اور اپنے کپڑے پاک رکھ اور بتوں سے دور رہ

اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تبلیغ ودعوت کے آغاز کیلئے تیاری کی چونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان آیات مبارکہ کے ذریعہ دوسروں کو دعوت اسلام دینے کا حکم دے دیا تھا۔

(بخاری شریف جلد اول، مدارج النبوۃ جلد دوم)

اپنے گھر سے دعوت اسلام کا آغاز کیا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۂ مدثر کی ابتدائی آیات کے نزول کے بعد خفیہ طور پر دعوت اسلام کے کام کا آغاز کر دیا چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم علی الاعلان دعوت اسلام دینے کا حکم نہیں ملا تھا۔ اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبلیغ ودعوت کا آغاز پوشیدہ طور پر اپنے گھر سے کیا اور سب سے پہلے عورتوں میں حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت پر لبیک کہا اور ایمان لائیں ان کے آزاد مردوں میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، بچوں میں سب سے پہلے حضرت علی رضی اللہ عالیٰ عنہ، آزاد کردہ غلاموں میں حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایمان لائے۔

اس کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تبلیغ سے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دعوت اسلام پر لبیک کہا اور ایمان لائے۔ پھر تھوڑے ہی دنوں کے بعد حضرت ابوعبیداللہ بن الجراح، حضرت عبداللہ بن الاسد، حضرت ارقم بن ابی الارقم، حضرت عثمان بن مظعون بن

Marfat.com

حبیب، ان کے دونوں بھائی حضرت قدامہ اور حضرت عبداللہ، حضرت سعید بن زید، ان کی بیوی حضرت فاطمہ بنت خطاب، حضرت اسماء بنت حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عائشہ بنت حضرت ابوبکر صدیق (جو اس وقت کمسن تھیں) حضرت خباب بن الارت، حضرت عمیر بن ابی وقاص، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت مسعود بن القاری، حضرت مسعود بن ربیعہ، حضرت سلیط بن عمرو، ان کے بھائی حضرت حاطب بن عمرو ان کی بیوی حضرت اسماء بنت سلامہ، حضرت خدافہ بن قیس اور حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہم نے اسلام قبول کیا۔

ابن اسحاق کا کہنا ہے کہ خفیہ تبلیغ کے دوران حضرت عبداللہ بن جحش، ان کے بھائی ابواحمد بن جحش، حضرت جعفر بن ابو طالب، ان کی زوجہ حضرت اسماء بنت عمیس، حضرت حاطب بن الحارث، ان کی بیوی حضرت فاطمہ بن الجلل، ان کے بھائی خطاب بن الحارث، حضرت فلکیہ بنت یسار، حضرت معمر بن الحارث، حضرت سائب بن عثمان بن مظعون، حضرت مطب بن ازہر، ان کی بیوی حضرت رملہ بنت ابی عوف، حضرت نعیم بن عبداللہ، حضرت عامر بن فہیرہ جو کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے غلام تھے۔ حضرت خالد بن سعید بن العاص، ان کی بیوی امینہ بنت خلف، حضرت حاطب بن عمرو، حضرت ابوخلیفہ بن عقبہ بن ربیعہ، حضرت واقد بن عبداللہ، حضرت عمار بن یاسر، حضرت صہیب بن سنان رومی رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اسلام قبول کیا۔

(سیرت ابن ہشام جلد اول، زرقانی علی المواہب جلد اول)

جب اسلام کیلئے پہلی مرتبہ خون بہایا گیا

یہ واقعہ اس وقت پیش آیا جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نماز پڑھنے کی غرض سے گھاٹیوں کی طرف نکل جاتے اور قوم سے چھپ کر نماز پڑھتے چنانچہ ایک مرتبہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے کچھ ساتھیوں کے ساتھ مکہ مکرمہ کی گھاٹیوں میں سے کسی ایک گھاٹی میں نماز پڑھ رہے تھے کہ مشرکین کی ایک جماعت نے ان کو دیکھ لیا اور ان سے نفرت کا اظہار کرتے ہوئے اس فعل کو برا کہا یہاں تک کہ ان سے لڑنے لگے۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کو اونٹ کے جبڑے کی ہڈی سے مارا اور اس کا سر زخمی کر دیا یہ پہلا خون تھا جو اسلام کیلئے بہایا گیا اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کوہ صفا کے نشیب میں واقع دار ارقم میں نماز ادا کرنے لگے۔

(سیرت ابن ہشام جلد اول)

ہم نے آپ سے کبھی جھوٹ نہیں سنا

پھر جلد ہی وہ وقت آ گیا کہ جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اعلانیہ تبلیغ اسلام کرنے کا حکم ملا چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہوا۔

Marfat.com

فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُوَا اَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ ۝

(سورہ حجر)

ترجمہ: ''پس جو تجھے حکم دیا جاتا ہے اسے کھول کر (اعلانیہ) بیان کردو اور مشرکین سے توجہ پھیر لو۔''

نیز ارشاد ربانی ہوا

وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ ۝ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝

ترجمہ: اور اپنے خاندان کے قریبی لوگوں کو ڈراؤ اور ایمانداروں میں سے جن لوگوں نے آپ کی پیروی کی ہے ان کیلئے اپنا بازو نرم کرو۔ (یعنی ان کے ساتھ نرمی سے پیش آؤ)۔

اس آیت مبارکہ کے نزول کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلانیہ تبلیغ کی غرض سے کوہ صفا پر چڑھ کر آواز دی، اے آل قریش! جمع ہو جاؤ، یہاں تک کہ تمام قبیلے جمع ہو گئے جو خود نہ آ سکتا تھا اس نے اپنی طرف سے کسی کو بھیج دیا تاکہ دیکھے کہ یہ کیسی پکار ہے جب سب لوگ جمع ہو گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اے قوم! اگر میں تم سے کہوں کہ اس پہاڑ کے پیچھے ایک جماعت تم پر حملہ کرنے کیلئے گھات لگائے بیٹھی ہے نیزوں اور تلواروں کے ساتھ تمہیں ہلاک کرنے کیلئے آ رہی ہے تو کیا تم مان لو گے؟ سب نے کہا ہاں کیونکہ ہم نے آپ کو سچ ہی بولتے دیکھا ہے اور ہم نے آپ سے کبھی جھوٹ نہیں سنا۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم لوگ مجھ پر ایمان نہ لاؤ گے تو اللہ تعالیٰ کا عذاب تم پر اتر پڑے گا میں تمہیں آنے والے عذاب سے ڈراتا ہوں۔ یہ سن کر تمام قریش جن میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چچا ابولہب بھی شامل تھا بہت ناراض ہوئے۔ ابولہب نے غصے میں کہا تو ہلاک ہو گیا کیا تو نے ہمیں اسی لئے بلایا تھا؟ ابولہب نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں جو گستاخی کی اس کا جواب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت مبارکہ نازل فرما کر دیا۔

تَبَّتْ يَدَآ اَبِىْ لَهَبٍ وَّتَبَّ ۝ مَآ اَغْنٰى عَنْهُ مَالُهٗ وَمَا كَسَبَ ۝

''تباہ ہو جائیں ابولہب کے دونوں ہاتھ اور وہ تباہ ہو ہی گیا اسے کچھ کام نہ آیا اس کا مال اور نہ جو کمایا۔''

(صحیح بخاری شریف، زرقانی علی المواہب جلد اول)

اگر وہ میرے دائیں ہاتھ پر سورج اور بائیں پر چاند بھی رکھ دیں تو میں یہ کام نہیں چھوڑوں گا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق اسلام کا اعلانیہ اظہار فرمایا اور تبلیغ شروع کی تو قوم قریش نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دوری اختیار نہ کی اور نہ ہی اس معاملے کو کوئی خاص اہمیت دی مگر جب آیات قرآنی جن میں باطل خداؤں کی مذمت اور ان کے آباؤ اجداد جو ایمان کی دولت کے بغیر اس دنیا سے چلے گئے تھے کے بارے میں احکام نازل ہوئے کہ وہ دوزخ میں ہیں تو قریش مکہ ان کو سن کر مخالفت و دشمنی پر تیار ہو گئے۔ انہوں

Marfat.com

نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو تکلیف پہنچانے کے مشورے شروع کر دیے مگر جناب ابو طالب کی وجہ سے ان کی جرأت نہیں ہوتی تھی۔ قریش نے جب دیکھا کہ معاملہ دن بدن بڑھتا جا رہا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کے معبودوں کی عیب جوئی سے باز نہیں آتے تو ان کے سرداروں کی ایک جماعت جس میں عتبہ، شیبہ، ابوجہل، ابوسفیان، ابوالبختر ی، اسود بن المطلب، عاص بن وائل اور ولید بن مغیرہ جناب ابو طالب کے پاس آئے اور کہا اے ابوطالب! آپ کے بھتیجے نے ہمارے معبودوں کو گالیاں دیں، ہمارے دین میں عیب نکالے، ہم میں سے عقل مندوں کو بے وقوف بنایا اور ہمارے بزرگوں کو گمراہ بتایا۔ ہم پہلے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں تا کہ آپ اس کو نصیحت کریں کہ دوبارہ ہمیں کفر و گمراہی سے منسوب نہ کرے اور نہ ہی ہمارے خداؤں کو برا بھلا کہے اگر وہ آپ کے کہنے سے باز نہ آئے تو پھر آپ ہمارے اور اس کے درمیان دخل نہ دیجئے کیونکہ آپ بھی ان کے خلاف اسی دین پر ہیں جس پر ہم ہیں ہم آپ کی طرف سے بھی اس کا تدارک کر لیں گے۔

قریش کے اس وفد کے ساتھ جناب ابو طالب نے نرمی اور شفقت سے گفتگو کی اور انہیں اچھے طریقے سے رخصت کر دیا۔

دوسری طرف رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح تبلیغ اسلام کے کام میں مصروف رہے بتوں کی مذمت ان کی طرف کفر و گمراہی منسوب کر کے لوگوں کو آگاہ کرتے رہے اس پر کفار اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مابین کشیدگی میں بہت اضافہ ہو گیا جب کچھ مدت اسی طرح گزر گئی تو قریش کے اکابرین کی ایک جماعت پھر جناب ابوطالب کے پاس آئی اور کہا اے ابوطالب! آپ ہم میں عمر، نسب اور مرتبے کے لحاظ سے ایک خاص مقام رکھتے ہیں ہم نے ایک مرتبہ پہلے بھی آپ سے استدعا کی تھی کہ اپنے بھتیجے کو ہم سے روکے رکھیں مگر آپ نے ایسا نہیں کیا رب کعبہ کی قسم! ہم اپنے معبودوں اور آباؤ اجداد کی توہین برداشت نہیں کر سکتے آپ اس کو روک دیں ورنہ آپ بھی میدان میں آ جائیں کہ ہم دونوں میں سے ایک کا فیصلہ ہو جائے یہ کہہ کر وہ لوگ غصے سے اٹھ کر چلے گئے۔

جناب ابوطالب ان لوگوں کی گفتگو سن کر کچھ پریشان سے ہو گئے نہیں چاہتے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی تکلیف پہنچے اور اس بات کو بھی پسند نہیں کرتے تھے کہ قوم ان سے قطع تعلق اختیار کرے اور دشمنی پر اتر آئے چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بلوا بھیجا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا اے میرے بھتیجے! قوم میرے پاس آئی تھی اور اس نے مجھ سے اس طرح کی باتیں کی ہیں اور انہوں نے مجھے ملامت کیا ہے اس لئے تو مجھ پر رحم کر اور خود اپنی جان پر بھی رحم کر اور مجھ پر ایسا بوجھ نہ ڈال جسے میں برداشت نہ کر سکوں۔ یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خیال سے کہ اب میرے چچا نے مجھے چھوڑ دیا ہے اور میری امداد سے اپنا ہاتھ روک لیا ہے فرمایا۔

چچا جان! اللہ کی قسم! اگر وہ میرے دائیں ہاتھ پر سورج اور بائیں ہاتھ پر چاند بھی رکھ دیں اور شرط یہ ہو کہ میں اس کام کو چھوڑ دوں تو بھی میں اسے نہیں چھوڑوں گا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اسے غالب کر دیں یا میں خود اس میں

Marfat.com

ہلاک ہو جاؤں۔ اس کے ساتھ ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو نکل پڑے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے اٹھ کھڑے ہوئے جناب ابو طالب نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح واپس جاتے ہوئے دیکھا تو تڑپ اٹھے اور پکارا، بھتیجے! ادھر آؤ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس گئے تو انہوں نے کہا جاؤ اور جو چاہو کہو، رب کعبہ کی قسم! میں کسی بھی قیمت پر نہیں ہرگز ان کے حوالے نہیں کروں گا جب تک میں زندہ ہوں تمہاری حمایت اور حفاظت سے کبھی بھی دستبردار نہیں ہوں گا۔

(سیرت ابن ہشام جلد اول، مدارج النبوۃ جلد دوم)

رب کعبہ کی قسم! یہ ایسی بات ہے جو کبھی نہیں ہو سکتی

قریش نے جب یہ دیکھا کہ ابو طالب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حمایت سے کسی صورت بھی دستبردار نہیں ہو رہے تو رؤسائے قریش میں سے دس اشخاص، ابوجہل، امیہ بن خلف، عتبہ، شیبہ، ربیعہ، طعمہ بن عدی، مطعم بن عدی، اخنس بن شریک، منبہ بن حجاج اور عاص بن وائل عمارہ بن ولید کو لے کر جناب ابو طالب کے پاس آئے اور کہا اے ابو طالب! یہ عمار بن ولید بن منیرہ ہے جو قریش میں سب سے زیادہ طاقتور اور سب سے زیادہ خوبصورت ہے اسے لے لیجئے اس کے بدلے اپنے بھتیجے کو ہمارے حوالے کر دیجئے تاکہ ہم اسے قتل کر ڈالیں جس نے آپ کے اور ہمارے بزرگوں کے دین کی مخالفت کی ہے اور ہماری قوم کو گمراہ کر دیا ہے اور عقل مندوں کو بے وقوف بتایا ہے غرضیکہ آپ کو ایک شخص کے بدلے میں ایک شخص دیا جا رہا ہے۔

ان لوگوں کی اس بات کو سن کر ابو طالب بہت غضبناک ہوئے اور کہا یہ تم مجھ سے کتنا برا معاملہ کر رہے ہو کیا تم مجھے اپنا لڑکا اس لئے دے رہے ہو کہ میں اسے تمہاری خاطر کھلاؤ پلاؤں اور تمہیں اپنا لڑکا دے دوں کہ تم اسے قتل کر ڈالو، رب کعبہ کی قسم! یہ تو ایسی بات ہے جو کبھی نہیں ہو سکتی۔ (معارج النبوۃ، جلد دوم)

رب کعبہ کی قسم! نہ وہ جھوٹے ہیں نہ دیوانے

اسی اثناء میں حج کے دن قریب آ گئے قریش کے چند لوگ ولید بن مغیرہ کے پاس جمع ہوئے جو ان میں سب سے زیادہ فصیح و بلیغ تھا سب اس کو نہایت عقل مند اور سمجھدار خیال کرتے تھے اور اس کے مشوروں کو بڑی اہمیت دیتے تھے۔ ولید بن مغیرہ نے ان سے کہا اے گروہ قریش! حج کا زمانہ تو قریب آ چکا ہے عنقریب عرب کے قبائل تمہارے پاس آئیں گے انہوں نے تمہارے اس دوست (حضور صلی اللہ علیہ وسلم) کا حال تو سن ہی لیا ہے لہٰذا تمہیں چاہئے کہ اس کے متعلق ایک متفقہ رائے کر لو کہیں ایسا نہ ہو کہ تم اس معاملے میں باہم اختلاف کرتے ہوئے ایک دوسرے کو جھٹلانے اور ایک دوسرے کی بات کا رد کرنے لگو۔ انہوں نے کہا اے ابو عبد شمس! آپ ہی اس معاملے میں کوئی ایک رائے قائم کریں تاکہ ہم وہی کہیں۔

ولید بن مغیرہ نے کہا نہیں پہلے تم لوگ کوئی رائے دو تاکہ میں اسے سن کر کوئی بات کروں۔ اس پر انہوں نے کہا

Marfat.com

کہ ہم کہیں گے وہ کاہن ہیں۔ ولید نے کہا، رب کعبہ کی قسم وہ کاہن نہیں ہم نے کاہنوں کو دیکھا ہے ان کا کلام سنا ہے کاہنوں کے ساتھ اس کے کلام کی کوئی مشابہت نہیں اس کا کلام کاہنوں کے زمزمہ اور سجع کی طرح نہیں ہے۔ اگر تم لوگ یہ کہو گے تو لوگ اس بات کو تسلیم نہیں کریں گے اور تم جھوٹے پڑ جاؤ گے۔ انہوں نے کہا تو پھر ہم اسے دیوانہ کہیں گے اس نے کہا، رب کعبہ کی قسم! وہ دیوانہ بھی نہیں ہے ہم نے جنونیوں کو دیکھا ہے اور دیوانوں کی دیوانگی کو جانتے ہیں اس کی گفتگو کا انداز دیوانوں کے ساتھ کوئی نسبت نہیں رکھتا۔ قریش نے کہا کہ ہم کہیں گے وہ شاعر ہے۔ ولید بن مغیرہ نے کہا، وہ شاعر بھی نہیں رب کعبہ کی قسم! ہم شاعروں کو خوب جانتے ہیں ہم شعر کی تمام اقسام رجز، ہزج، قریض، مقبوض اور مبسوط کو جانتے ہیں اس کا کلام شعر جیسا نہیں ہے۔

قریش کہنے لگے کہ ہم کہیں گے وہ جادوگر ہے۔ ولید نے کہا وہ جادوگر بھی نہیں ہم نے بڑے بڑے جادوگر اور ان کے جادو دیکھے ہیں اس میں نہ ان کا سا پھونکنا ہے اور نہ ان کی سی گرہیں ہیں۔ قریش نے کہا، اے ابوعبد شمس! پھر آپ ہی کچھ بتاؤ ہم کیا کہیں ولید نے کہا رب کعبہ کی قسم! اس کے کلام میں ایک ایسی شیرینی ہے کہ ہمارے تمام کلام پر غالب آتا ہے اور ہماری تمام باتیں مغلوب ہو جاتی ہیں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس طرح کا آدمی بھی نہیں کہ غیر معروف ہوتا کہ ہم اسے بیوقوف کہہ کر لوگوں کی توجہ اس سے ہٹا دیں۔ اس کا اصل سب سے شریف اور اس کا نسب سب سے زیادہ معروف ہے فصاحت و بلاغت میں اس کا کوئی ثانی نہیں تم ان کے خلاف جو بات بھی کہو گے وہ جھوٹی ثابت ہو جائے گی کیونکہ جب لوگ اس سے ملیں گے اور اس سے کلام کریں گے تو ہمیں جھوٹا کہیں گے۔

قریش نے کہا، اے ابوعبد شمس! آپ اس بارے میں سوچیں اور کوئی بات کریں کیونکہ آپ کی رائے سب سے زیادہ درست ہے چنانچہ ولید نے کہا کہ اس کے متعلق یہ بات کہی جا سکتی ہے کہ وہ جادوگر ہے اور ایک جادو بھرا کلام لے کر آیا ہے اس کلام کے ذریعے وہ باپ بیٹے بھائی بھائی، میاں بیوی، فرد اور خاندان میں جدائی ڈال دیتا ہے۔ ولید کی اس بات سے سب لوگ متفق ہو گئے اور مجلس برخاست ہو گئی پھر جب حج کے ایام میں لوگوں کی آمد و رفت شروع ہو گئی تو قریش کے لوگ ان لوگوں کے راستوں میں بیٹھ جاتے جو کوئی ان کے قریب سے گزرتا وہ اس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ڈراتے اور اس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حال کہتے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے ولید بن مغیرہ کے بارے میں یہ آیات نازل فرمائیں۔

ذَرْنِي وَمَنْ خَلَقْتُ وَحِيدًا ۝ وَجَعَلْتُ لَهُ مَالًا مَّمْدُودًا ۝ وَبَنِينَ شُهُودًا ۝
وَمَهَّدتُّ لَهُ تَمْهِيدًا ۝ ثُمَّ يَطْمَعُ أَنْ أَزِيدَ ۝ كَلَّا ۖ إِنَّهُ كَانَ لِآيَاتِنَا عَنِيدًا ۝

"چھوڑ دے مجھے اور اسے جسے میں نے پیدا کیا اکیلا، پھر دیا اسے مال پھیلا کر اور بیٹے مجلس میں بیٹھنے والے اور اس کیلئے خوب تیاری کر دی پھر لالچ رکھتا ہے کہ اور بھی دوں ہرگز نہیں وہ ہے ہماری آیات کا مخالف۔

(سیرت ابن ہشام جلد اول)

Marfat.com

خدا کی قسم! آپ جاہل نہیں ہیں

ایک روز اشراف قریش مقام حجر میں بیٹھے ہوئے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں گفتگو کر رہے تھے آپس میں کہنے لگے کہ ہم نے آج تک کسی بھی معاملے میں اس قدر صبر اور برداشت نہیں کی جس قدر کہ محمد بن عبداللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے معاملے میں کی ہے۔اس نے ہمارے عقل مندوں کو بیوقوف بنایا۔ ہمارے بزرگوں کو گالیاں دیں ہمارے دین میں عیب نکالے، ہمارے معبودوں کو برا بھلا کہا ہم نے اس کی بڑی بڑی باتوں پر صبر کیا ہم یہ تمام تکلیفیں برداشت کرتے اور صبر کرتے ہیں اور کچھ نہیں کہتے۔ وہ لوگ یہ گفتگو کر ہی رہے تھے کہ اسی اثناء میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے اور حجر اسود کو بوسہ دیا پھر بیت اللہ کا طواف کرتے ہوئے جب ان کے پاس سے گزرے تو انہوں نے کچھ نامناسب باتیں کیں جنہیں سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور پر ناگواری کے تاثرات ابھرے دوسرے طواف میں بھی ایسا ہی ہوا اور انہوں نے اسی طرح طعنہ زنی کی۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے (قریش کی باتوں کا) اثر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور پر محسوس کیا پھر جب تیسری مرتبہ ادھر سے گزرے تو ان کی نامناسب گفتگو سن کر ٹھہر گئے اور فرمایا۔

''اے گروہ قریش! کیا تم سن رہے ہو، سن لو، اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے میں تمہارے پاس ایک پاک صاف چیز لایا ہوں اگر تم میرے دین کو قبول نہیں کرو گے تو بھیڑ بکری کی طرح تمہارے سر کاٹ دوں گا کیا تم گمان کرتے ہو کہ میرے ہاتھ سے یونہی نکل جاؤ گے۔''

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یہ بات ارشاد فرمائی تو ان کے ہوش اڑ گئے اور ان پر لرزہ طاری ہو گیا (وہ اس طرح ساکت ہو گئے کہ) گویا ان کے سروں پر کوئی پرندہ آ بیٹھا ہے ان میں سے جو شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سب سے زیادہ گستاخی کرنے والا تھا وہ سب سے زیادہ دلجوئی کی باتیں کرنے لگا دوسرے بھی خوشامد اور چاپلوسی کرنے لگے اور کہا اے ابوالقاسم! جایئے، خدا کی قسم! آپ نے کبھی نادانی کی باتیں نہیں کیں اور نہ ہی آپ جاہل ہیں اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے طواف مکمل کیا اور واپس تشریف لے گئے۔

(معارج النبوۃ جلد دوم)

تم ایسے شخص کو قتل کرتے ہو جو اللہ کو اپنا پروردگار کہتا ہے

دوسرے روز مشرکین مکہ پھر اسی مقام پر جمع ہوئے حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص فرماتے ہیں کہ میں بھی ان کے ساتھ ہی تھا ان میں سے بعض نے بعض سے کہا کل محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی یہ تمام برائی ہم نے کی لیکن جب وہ ہمارے پاس آیا اور ہمیں برا بھلا کہا تو ہم اس کا کوئی جواب نہ دے سکے گویا ہماری زبانیں بند ہو گئی ہوں ہم نے اسے چھوڑ دیا۔ یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے۔ سب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف لپکے اور کہنے لگے کیا تو ہی وہ شخص ہے جو ہمارے خداؤں کے متعلق باتیں بناتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ہاں

Marfat.com

میں ہی وہ شخص ہوں اور میں نے ہی وہ باتیں کہی ہیں۔

اسی اثناء میں عقبہ بن مغیط لعین آگے بڑھا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گلے میں چادر کا پھندا ڈال کر اس زور سے کھینچا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دم گھٹنے لگا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ دیکھا تو بے چین ہو کر دوڑے اور عقبہ بن مغیط کو دھکا دے کر پیچھے کیا اور کہا کیا تم ایسے شخص کو قتل کرتے ہو جو کہتا ہے کہ میرا پروردگار اللہ ہے۔ کفار نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تو چھوڑ دیا مگر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو زدوکوب کرنا شروع ہو گئے ان کی قوم بنو تمیم کو پتہ چلا تو وہ دوڑے ہوئے آئے اور ان کو مشرکین سے چھڑایا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حالت اس روز ایسی تھی کہ ان کے سر اور داڑھی کے بال مشرکین نے اتنے کھینچے کہ اس کی وجہ سے ان کے سر میں شدید درد شروع ہو گیا۔

(بخاری شریف جلد اول، زرقانی جلد اول)

اللہ کی قسم! میں نے ایسا کلام کبھی نہیں سنا

کفار مکہ نے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں کی تعداد میں دن بدن اضافہ ہوتا دیکھا تو ان کی تشویش بھی بڑھتی گئی انہوں نے سوچ بچار کے بعد یہ فیصلہ کیا کہ کسی ایسے شخص کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجیں جو جادو، کہانت، شاعری غرضیکہ ہر معاملے میں خوب مہارت رکھتا ہو وہ شخص جا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کرے اور کوئی ایسا حل نکالے کہ جس سے قوم میں پائی جانے والی تشویش ختم ہو سکے اس مقصد کیلئے انہوں نے عتبہ بن ربیعہ کا انتخاب کیا۔ عتبہ بن ربیعہ مسجد حرام میں آیا اور اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کی اور کہا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ بہتر ہیں یا عبداللہ؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا۔ اس نے پھر سوال کیا آپ بہتر ہیں یا عبدالمطلب؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر بھی خاموشی اختیار فرمائی تو اس نے کہا اگر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ وہ بہتر ہیں تو وہ بتوں کو پوجتے تھے اور اگر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ آپ ان سے بہتر ہیں تو میرے ساتھ بات کریں تا کہ مجھے بھی پتہ چل سکے۔

بعض کا کہنا ہے عتبہ نے سلسلہ کلام کو جاری رکھتے ہوئے کہا، اے میرے بھتیجے! یہ ٹھیک ہے کہ تو حسب ونسب میں بلند مرتبہ ہے لیکن تم نے ہمارے درمیان ایک نئی چیز پیدا کر دی ہے اور جماعت میں انتشار ڈال دیا ہے تم اپنی قوم کو بیوقوف کم عقل کہتے ہو اپنے آباؤ اجداد کو کافر کہتے ہو۔ عرب کے قبائل میں تم نے ہمیں بے عزت کر دیا ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ قریش میں ایک جادوگر اور کاہن پیدا ہوا ہے بھتیجے! اگر اس نئے مذہب سے آپ کا مقصود شہرت ہے تو قریش کی جس عورت کو آپ پسند کریں گے ہم اس کے ساتھ آپ کی شادی کرا دیتے ہیں اگر آپ کا مقصد مال و دولت کا حصول ہے تو ہم آپ کو اس قدر مالا مال کر دیں گے کہ آپ [illegible] سب میں سے زیادہ مالدار [illegible] کو حکومت کی خواہش ہے تو ہم سب متفقہ طور پر آپ کو اپنا بادشاہ اور سردار بنا لیتے ہیں اور اگر کوئی جن آپ کے پاس

Marfat.com

آتا ہے جسے آپ اپنے پاس سے دور کرنے کی قدرت نہیں رکھتے تو ہم آپ کا علاج کرادیتے ہیں اور اپنا مال خرچ کر کے اس سے آپ کو نجات دلادیں گے۔

عتبہ بن ربیعہ جب اپنی گفتگو مکمل کر چکا تو اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جواب سننے کیلئے توجہ کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا۔ اے ابوالولید! تم نے اپنی بات ختم کرلی۔ اس نے اثبات میں جواب دیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو اب مجھ سے سن۔ عتبہ نے کہا، سنائیے۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سورہ حم السجدہ کی آیات تا آیت سجدہ تلاوت فرمائیں جن کا ترجمہ یہ ہے۔

"اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ہے"

حمٓ۔ یہ اتارا ہے بڑے رحم والے مہربان کا۔ ایک کتاب ہے جس کی آیات مفصل بیان فرمائی گئیں عربی قرآن عقل والوں کیلئے خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا تو ان میں اکثر نے منہ پھیرا تو وہ سنتے ہی نہیں اور بولے ہمارے دل خلاف ہیں اس بات سے جس کی طرف تم ہمیں بلاتے ہو۔"

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سورۃ مبارکہ کو آگے تک پڑھتے گئے اس دوران عتبہ اپنے ہاتھوں کو پس پشت رکھے زانو پر تکیہ لگائے بڑی توجہ اور خاموشی سے سن رہا تھا۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ کی آیت پر پہنچے تو سجدہ کیا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوالولید! سنا تم نے جو کچھ سنا اب جاؤ اور جو چاہو کرو۔

عتبہ خاموشی سے اٹھا اور قریش مکہ کی طرف گیا اس کو آتا ہوا دیکھ کر انہوں نے آپس میں کہا رب کعبہ کی قسم! ابو الولید کا وہ چہرہ نہیں ہے جس کے ساتھ وہ گیا تھا۔ عتبہ بن ربیعہ نے کفار کے درمیان بیٹھ کر کہا، اللہ کی قسم! میں نے ایسا کلام کبھی نہیں سنا واللہ اس کلام کی شان بہت بلند ہوگی میری تو رائے یہ ہے کہ تم اسے تنگ کرنا چھوڑ دو اسے اپنے حال پر رہنے دو اگر تمام قبائل عرب اس پر غالب آگئے تو تمہارا مقصد بغیر کسی تکلیف اور زحمت کے حاصل ہو جائے گا اگر اس نے غلبہ حاصل کرلیا تو اس کا ملک تمہارا ملک ہے اور اس کی عزت تمہاری عزت ہے اور اس وقت تم لوگ سب سے زیادہ خوش قسمت ہوگے۔ قریش کہنے لگے رب کعبہ کی قسم! اس نے تم پر بھی زبان کا جادو کردیا ہے۔ عتبہ نے کہا۔ اس کے بارے میں میری رائے تو یہی ہے جو میں نے بیان کردی ہے اب تمہیں اختیار ہے تم جو چاہو کرو۔

(سیرت ابن ہشام جلد اول)

اے اللہ! تو ان کو اپنی گرفت میں پکڑ لے

ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خانہ کعبہ میں نماز ادا فرما رہے تھے اس وقت ابوجہل لعین قریش کی ایک جماعت کے ساتھ اپنی مجلس سجائے بیٹھا ہوا تھا اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز میں مشغول دیکھا تو کہنے لگا کوئی ہے کہ جو فلاں قبیلہ کے ذبح کئے ہوئے اونٹ کی اوجھڑی لا کر حالت سجدہ میں ان کے کندھوں کے اوپر رکھ دے یہ سن کر عقبہ بن معیط فوری طور پر گیا اور اوجھڑی اٹھا کر لے آیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب سجدہ ریز ہوئے تو اس بدبخت

Marfat.com

نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک شانوں پر وہ اوجھڑی رکھ دی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سجدے کی حالت میں ٹھہرے رہے کفار یہ دیکھ کر ہنستے تھے اور ہنسی سے لوٹ پوٹ ہوتے جاتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں دور سے یہ سارا واقعہ دیکھ رہا تھا وہ ہنستے تھے مگر میں روتا تھا لیکن کفار کے خوف کے باعث کچھ نہ کرسکا یہاں تک کہ کسی نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اطلاع دی انہوں نے آکر اس بوجھ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھوں سے اٹھایا اور کفار کو برا بھلا کہا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم انتہائی پر ملال تھے بارگاہ الٰہی میں دعا فرمائی، اے اللہ! تو ان قریش کو اپنی گرفت میں پکڑ لے۔ اے اللہ! تو ابوجہل بن ہشام، عتبہ بن ربیعہ، ولید بن عتبہ، عقبہ بن ابی مغیط، اُمیہ بن خلف، شیبہ بن ربیعہ اور عمارہ بن ولید کو پکڑ۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کی قسم! میں نے ان لوگوں کو اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ وہ بدر کے میدان میں مارے گئے عمارہ اور امیہ بن خلف کے سواء تمام کو بدر کے کنوئیں میں پھینک دیا گیا امیہ بن خلف اس قدر موٹا تھا کہ جب اسے کھینچ کر کنوئیں میں ڈالنے لگے تو اس کے اعضاء ٹکڑے ٹکڑے ہو کر بکھر گئے۔

(بخاری شریف جلد اول، مارج النبوۃ جلد اول)

ہاں میں بھی ان کے دین پر ہوں

ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کوہ صفا کے پاس موجود تھے کہ قریب سے ابوجہل گزرا اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو آپ سے نازیبا گفتگو کرنا شروع کردی گالیاں دیں اور شان اقدس میں بہت زیادہ گستاخی کی حتیٰ کہ اس لعین نے دین اسلام کے بارے میں بھی ایسی باتیں کیں جنہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پسند نہیں فرماتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بڑے تحمل اور صبر سے اس کی باتیں سنتے رہے اور اسے کوئی جواب نہ دیا۔ یہ واقعہ عبداللہ بن جدعان کی ایک لونڈی اپنے گھر سے دیکھ رہی تھی اس نے بھی ابوجہل کی تمام باتوں کو سنا اور یہ بھی دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوجہل کی باتوں کا کوئی جواب نہیں دیا اور خاموشی سے تشریف لے گئے ہیں جبکہ ابوجہل زیادتی کرنے کے بعد بیت اللہ کی طرف چلا گیا ہے۔

حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس وقت تک ایمان نہیں لائے تھے مگر اس کے باوجود حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بے انتہا محبت کرتے تھے قریش میں بڑے بہادر، دلیر، طاقتور اور غیرت مند مشہور تھے۔ شکار کے شوقین تھے اور اکثر شکار کی غرض سے دور نکل جایا کرتے تھے ان کا معمول تھا کہ جب شکار سے واپس آتے تو سب سے پہلے بیت اللہ کا طواف کرتے اس کے بعد تھوڑی دیر کیلئے قریش کی مجلس میں ٹھہرتے ان سے سلام دعا اور گفتگو کرنے کے بعد گھر جاتے تھے۔ ابوجہل لعین نے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادتی کی تو اس کے تھوڑی ہی دیر کے بعد حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے گلے میں کمان لٹکائے شکار سے واپس آکر بیت اللہ کی طرف جا رہے تھے جب عبداللہ بن

Marfat.com

جدعان کی لونڈی کے قریب سے گزرے تو اس لونڈی نے حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان کی کیفیت کے ساتھ پکارتے ہوئے کہا اے ابو عمارہ! کاش آپ وہ مصیبت دیکھ لیتے جو آپ کے بھتیجے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر ابو جہل کی طرف سے آئی تھی۔ ابو جہل نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت زیادتی کی مگر انہوں نے ابو جہل کی کسی بات کا بھی جواب نہیں دیا۔ اور خاموش رہے۔

لونڈی کی یہ بات سن کر حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت غضبناک ہوئے۔ لونڈی نے آپ کو بتا دیا تھا کہ ابو جہل اس وقت خانہ کعبہ میں موجود ہے چنانچہ آپ تیز قدموں کے ساتھ چلتے ہوئے بیت اللہ میں جا پہنچے دور سے ابو جہل کو مشرکین کے درمیان بیٹھے ہوئے دیکھا۔ حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ غصے میں بھرے ہوئے اس کی طرف بڑھے اور اپنے کندھے سے کمان اتار کر ابو جہل کے سر پر اس زور سے ماری کہ اس کا سر پھٹ گیا۔ حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے فرمایا تو نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو گالیاں دی ہیں اور انہیں تکلیف پہنچائی ہے جا پھر میں بھی ان کے دین پر ہوں میں بھی وہی کہتا ہوں جو وہ کہتے ہیں اگر تجھ میں جرأت ہے تو وہی سلوک میرے ساتھ بھی کر کے دیکھ۔

ابو جہل لعین کو زخمی دیکھ کر چند کفار حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف بڑھے تا کہ ابو جہل کی مدد کریں مگر ابو جہل نے ان کو روک دیا اس کے بعد حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ایمان لے آئے۔

(سیرت ابن ہشام جلد اول)

مجھے ان چیزوں میں سے کچھ نہیں چاہیئے

کفار مکہ نے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مال و دولت اور حکومت و بادشاہت کی پیشکش کی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا مجھے ان چیزوں میں سے کچھ نہیں چاہیے جو تم کہتے ہو جو کچھ بھی لایا ہوں اس لئے نہیں لایا کہ اس کے بدلے میں تم سے مال حاصل کروں نہ میں کسی منصب کا خواہاں ہوں اور نہ تم پر حکومت کرنے کی خواہش ہے مجھے تو اللہ تعالیٰ نے تمہاری طرف پیامبر بنا کر بھیجا ہے۔ اور مجھ پر ایک کتاب نازل فرمائی ہے مجھے حکم فرمایا ہے کہ تمہارے لئے خوشخبری سنانے والا اور (برائیوں کے انجام سے) ڈرانے والا ہو جاؤں میں نے تو اپنا پیام پہنچا دیا ہے اور تم سے بھلائی کی بات کہہ دی۔ اگر تم نے وہ باتیں مان لیں جو میں تمہارے پاس لایا ہوں تو دنیا و آخرت میں تمہارے لئے خوش قسمتی ہوگی اور اگر تم نے انہیں مجھ پر ہی لوٹا دیا تو میں اللہ تعالیٰ کے حکم تک صبر کروں گا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ میرے اور تمہارے درمیان فیصلہ فرما دے۔

(سیرت ابن ہشام جلد اول)

Marfat.com

اللہ نے مجھے تمہاری طرف خوشخبری دینے والا بنا کر بھیجا ہے

کفار مکہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جواب سن کر قبول اسلام کیلئے یہ شرط رکھی کہ اپنے پروردگار سے دعا کریں کہ وہ ہمارے شہروں کو کشادہ کر دے پہاڑوں کو پیچھے ہٹا دے ہمارے لئے ہمارے شہروں میں شام وعراق کی طرح ندیاں جاری کر دے ہمارے جو بزرگ فوت ہو چکے ہیں انہیں ہمارے لئے پھر سے زندہ کر دے ہمارے لئے جن بزرگوں کو زندہ کیا جائے ان میں قصی بن کلاب بھی ہوں کیونکہ وہ بڑے سچے بزرگ تھے اور پھر اگر انہوں نے آپ کی باتوں کی تصدیق کر دی اور آپ نے وہ چیزیں کر دیں جن کا ہم نے مطالبہ کیا ہے تو ہم آپ کو سچا تسلیم کر لیں گے اور اس بات کو بھی تسلیم کر لیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو رسول بنا کر بھیجا ہے۔

ان کے اس مطالبے پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میں ان چیزوں کے ساتھ تمہارے پاس مبعوث نہیں ہوا میں صرف دو چیزیں لے کر آیا ہوں جو اس نے دے کر بھیجا اور میں نے تمہیں وہ چیز پہنچا دی جس کے ساتھ مجھے تمہاری طرف مبعوث کیا گیا تھا اس لئے اگر تم نے اسے قبول کر لیا تو پھر دنیا وآخرت میں تمہاری خوش قسمتی ہے اور اگر تم نے اسے قبول نہ کیا تو میں اللہ تعالیٰ کے حکم تک صبر کروں گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ میرے اور تمہارے مابین فیصلہ فرما دے۔

مشرکین مکہ بڑے ڈھیٹ واقع ہوئے تھے کہنے لگے اچھا اگر آپ یہ نہیں کر سکتے تو پھر اپنے رب سے کہیں کہ وہ آپ کے ساتھ ایک فرشتے کو بھیجے کہ جو کچھ آپ کہتے ہیں وہ اس کی تصدیق کر دے۔ جیسا کہ آپ اپنے رسول ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں اپنے رب سے کہیں کہ وہ آپ کیلئے باغات محل اور سونے چاندی کے خزانے فراہم کر دے اور ان خزانوں کے ذریعے سے آپ کو اس کام کاج سے بے نیاز بنا دے جن کا محتاج ہم آپ کو دیکھتے ہیں یعنی جس طرح ہم بازاروں میں جاتے ہیں اسی طرح آپ بھی جاتے ہیں اسی طرح روزی کی تلاش آپ بھی کرتے ہیں جس طرح ہم کرتے ہیں ہمیں بھی تو پتہ چلے کہ آپ کی قدر ومنزلت آپ کے رب کے ہاں ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو اس طرح نہیں کروں گا اور نہ میں ایسا شخص ہوں کہ جو اپنے رب سے اس طرح کی باتوں کی درخواست کرے مجھے تو اللہ نے خوشخبری دینے والا اور (برائیوں کے انجام سے) ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔ کفار مکہ نے کہا اچھا تو پھر ہم پر آسمان کا کوئی ٹکڑا ہی گرا دیں جیسا کہ آپ نے دعویٰ کیا ہے کہ تمہارا پروردگار چاہے تو (یہ بھی) کر دے گا۔ ہم تو اس کے بغیر ایمان قبول کرنے والے نہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ (تو) اللہ کی مرضی ہے اگر تم نے یہی کرنا چاہا تو (پھر یقین رکھو کہ) وہ ضرور کر دے گا۔

کفار مکہ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت سی نامعقول باتیں کیں جن سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دل بہت آزردہ ہوا آخر میں کفار کہنے لگے۔ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! کیا تمہارے رب کو اس بات کا پتہ نہیں چلا تھا کہ ہم تمہارے ساتھ بیٹھیں گے اور تم سے اس طرح کے سوالات کریں گے اور اس طرح کے مطالبات کریں گے اگر

Marfat.com

اسے پتہ ہوتا تو وہ پہلے ہی تمہارے پاس آجاتا اور جو سوالات ہم نے تم سے کہے ہیں ان کے جوابات کے بارے میں تمہیں بتا دیتا اور خبردار کر دیتا کہ وہ اس معاملے میں ہمارے ساتھ کیا کرنے والا ہے۔ ہم تجھ پر ہرگز ایمان نہ لائیں گے جب تک کہ تو اللہ اور اس کے فرشتوں کو ہمارے پاس نہ لے آئے۔ ان لوگوں نے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات کہی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس سے اٹھ کھڑے ہوئے۔

(سیرت ابن ہشام جلد اول)

اللہ کی قسم! میں نے بہت ہی اچھا سودا کیا ہے

کفار مکہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ان صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر ظلم و ستم کرنا شروع کر دیا جن کو وہ اپنی نظر میں کمزور اور بے حس خیال کرتے تھے چنانچہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو کہ اُمیہ بن خلف کے غلام تھے اور امیہ کے بت خانے انچارج بھی تھے جب اسلام قبول کر لیا تو اُمیہ نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دین اسلام چھڑوانے کی غرض سے بھرپور تشدد کا نشانہ بنایا اور پھر اس نے یہ معمول بنالیا کہ وہ جب بھی چاہتا آپ پر ظلم و تشدد کرتا جب دوپہر کے وقت سورج پورے عروج پر ہوتا اور گرمی کی شدت سے زمین تنور کی طرح تپ رہی ہوتی تو ان کو مکہ مکرمہ کے کھلے میدان میں لے جاتا اور ننگا کر کے گرم ریت پر پاؤں باندھ کر ڈال دیتا اور ایسے گرم پتھر کہ جن پر گوشت بھن جائے ان کے سینہ اور پہلو پر رکھتا پھر گرم گرم ریت اوپر ڈالتے ہوئے تکلیف دیتا اور کہتا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے دین سے برگشتہ ہو کر لات و عزیٰ پر ایمان لا مگر حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہا احد احد پکارتے اور فرماتے میں لات و عزیٰ سے بیزار ہوں۔

حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے ساتھ کئے گئے ظلم و ستم کا ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ایک روز امیہ بن خلف نے مجھے گرمی کے موسم میں باندھ کر ساری رات اسی طرح رکھا پھر دوپہر کے وقت ننگا کر کے تپتی زمین پر ڈال دیا اور گرم پتھر لا کر میرے سینے پر رکھ دیا جس سے میں بے ہوش ہو گیا میں نہیں جانتا کہ وہ پتھر کس نے میرے سینے سے ہٹائے مجھے جب ہوش آیا تو شام ہو چکی تھی۔ اسی طرح ایک روز ظالم نے اونٹوں کے بالوں کی بنی ہوئی ایک لمبی رسی میری گردن میں ڈال کر مکہ مکرمہ کے لڑکوں کو پکڑا دی وہ مجھے ادھر ادھر کھینچتے اور بازاروں میں پھراتے جس سے میری گردن زخمی ہو گئی۔

ایک روز امیہ بن خلف حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ظلم و تشدد کر رہا تھا۔ گرم زمین پر لٹا کر ان کے اوپر پتھر رکھے ہوئے تھے اسی اثناء میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ادھر سے گزر ہوا ان کو اس حال میں دیکھ کر بہت بے چین ہوئے اور امیہ سے کہا اللہ سے ڈر ظلم نہ کر، اس غلام کو مارنے سے تجھے کیا ملتا ہے۔ امیہ نے تکبر سے جواب دیا یہ میرا غلام ہے میں نے اسے اپنا مال دے کر خریدا ہے اور میں حق رکھتا ہوں کہ اسے سزا دوں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ جو شخص یہ کہتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں تو اس کو تکلیف پہنچاتا ہے۔

Marfat.com

امیہ نے کہا اس تکلیف کے رستے پر اسے تو نے ہی ڈالا ہے اور بتوں کی پوجا سے روکا ہے۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے دین کی طرف راغب کیا ہے اگر تو اسے تکلیف سے چھڑانا چاہتا ہے تو پھر اسے مجھ سے خرید لے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک سفید نصرانی غلام اور دس اوقیہ سونے کے عوض حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس سے لے لیا۔ جب سودا طے ہو گیا تو امیہ بن خلف ہنسا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پوچھا تم ہنستے کیوں ہو اس نے کہا رب کعبہ کی قسم! تم بہت گھاٹے میں رہے ہو اگر تم اسے مجھ سے ایک درہم میں بھی خریدتے تو میں اسے بیچ دیتا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اللہ کی قسم! میں نے بہت ہی اچھا سودا کیا ہے۔

لات وعزیٰ نہ کسی کو نقصان پہنچا سکتے ہیں نہ نفع

حضرت زنیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھرانے کی لونڈی تھیں انہوں نے جب اسلام قبول کیا تو کفار نے ان پر اس قدر تشدد کیا کہ ان کی بینائی ختم ہو گئی پھر ان کو آزاد کر دیا گیا اور قریش مکہ نے کہا لات وعزیٰ نے اسے اندھا کر دیا۔ حضرت زنیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے سنا تو فرمایا اللہ کی قسم! قریش جھوٹے ہیں لات وعزیٰ نہ کسی کو نقصان پہنچا سکتے ہیں نہ نفع۔ اس کے بعد جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئیں تو آپ ﷺ کی دعا سے ان کی بینائی واپس آ گئی اس پر مشرکین کہنے لگے کہ یہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے جادو کا اثر ہے۔

(زرقانی علی المواہب جلد اول)

اللہ تم سے بھی ایسا ہی سلوک کرے

ایک مرتبہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ عدی بن کعب کے قبیلے کی شاخ بنی مؤمل کی لونڈی کے پاس سے گزرے۔ جس نے اسلام قبول کر لیا تھا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس پر تشدد کر رہے تھے کہ وہ اسلام چھوڑ دے (اس وقت تک عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسلمان نہیں ہوئے تھے) اس پر تشدد کرتے کرتے تھک گئے اور کہا کہ میں اس لئے رک گیا ہوں کہ تھک چکا ہوں۔ لونڈی نے کہا اللہ تم سے بھی ایسا ہی سلوک کرے۔ اس کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لونڈی خرید کر آزاد کر دی۔

(سیرت ابن ہشام جلد اول)

تم نے ہی انہیں بگاڑا ہے تم ہی انہیں آزاد کراؤ

حضرت بی بی نہدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور ان کی بیٹی بنو عبدالدار کی ایک عورت کی باندیاں تھیں انہوں نے اسلام قبول کر لیا تو کفار مکہ ان کو طرح طرح کی تکلیفیں دیتے ان کو تنگ کرتے کہ کسی طرح اسلام چھوڑ دیں مگر یہ ثابت قدم رہیں اور ہر تکلیف صبر اور حوصلے سے برداشت کرتی رہیں ایک دن ان کی مالکہ نے ان دونوں کو آٹا پیسنے کیلئے دیا

Marfat.com

اور ساتھ ہی کہا کہ بخدا میں تمہیں کبھی آزاد نہیں کروں گی۔اس وقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ادھر سے گزر رہے تھے۔انہوں نے اس سے فرمایا کہ اپنی قسم توڑ دے اور اس کا کفارہ ادا کردے۔اس نے کہا تم نے ہی انہیں بگاڑا ہے تم ہی انہیں آزاد کراؤ۔حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا تم ان دونوں کو کتنے میں دوگی؟اس نے رقم بتائی تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ان کو خرید لیا اور فرمایا آج سے تم دونوں آزاد ہو۔

(زرقانی علی المواہب جلد اول)

اے یاسر کے گھر والو!صبر کرو تمہارے لئے جنت کا وعدہ ہے

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے ماں باپ نے جب اسلام قبول کیا تو بنی مخدوم کے لوگوں نے ان کی بھرپور تشدد کا نشانہ بنایا جب دوپہر کے وقت گرمی میں زیادہ شدت تھی تو ان کو مکہ مکرمہ کی گرم تپتی ریت پر لٹا کر اوپر گرم گرم پتھر رکھ دیئے جاتے۔اسی طرح ایک روز ان پر تشدد ہو رہا تھا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ادھر سے گزرے ان کی تکلیف دیکھ کر فرمایا اے یاسر کے گھر والو!صبر کرو تمہارے لئے اللہ نے جنت کا وعدہ کیا ہے۔حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ حضرت سمیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو کفار نے دو اونٹوں کے درمیان باندھ دیا اور ابوجہل لعین نے ان کو نیزہ مار کر شہید کر دیا۔اس کے بعد حضرت یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی ان لوگوں نے شہید کر دیا۔اللہ کی راہ میں سب سے پہلے شہادت کا رتبہ پانے والے یہ دونوں شہید تھے۔

کفار جب عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر تشدد کرتے تو ان سے کہتے کہ کہولات وعزیٰ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پروردگار سے بہتر ہیں مگر وہ نہ کہتے ایک مرتبہ کفار نے ان پر اس قدر تشدد کیا کہ ان کو ہوش نہ رہا اور کفار جو کہتے تھے زبان سے کہہ دیا کسی نے اس بات کی خبر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کر دی اور کہا کہ عمار کافر ہو گیا۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں ہرگز نہیں وہ کافر نہیں ہو سکتا ایمان تو اس کے خون اور گوشت پوست میں رچا ہوا ہے۔جب حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مشرکین کے ظلم وستم سے نجات حاصل کی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور تکلیف کے باعث روتے تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دست مبارک سے ان کے آنسوؤں کو صاف کرتے تھے۔

(معارج النبوۃ جلد دوم)

میرا اور تیرا پروردگار اللہ ہے

حضرت ابوفکیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک کافر صفوان بن امیہ کے غلام تھے جب اسلام قبول کیا تو صفوان نے ان پر ظلم وستم کرنا شروع کر دیا وہ ظالم ان کی گردن میں رسی کا پھندا ڈال کر گھسیٹتا اور تپتی ہوئی ریت پر لٹا کر اوپر گرم گرم پتھر رکھ دیتا ایک مرتبہ ان کو مارتے ہوئے گھسیٹ کر لے جایا جا رہا تھا کہ راستے میں ایک گوبر کا کیڑا رینگتا ہوا نظر آیا امیہ نے طنز کرتے ہوئے کہا دیکھو تمہارا پروردگار یہی تو نہیں ہے۔حضرت ابوفکیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے فرمایا او

Marfat.com

کافر! چپ ہو جا میرا اور تیرا پروردگار اللہ ہے۔ امیہ نے حضرت ابوفکیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ جواب سنا تو آگ بگولا ہو کر اس زور سے ان کی گردن دبائی کہ وہ بے ہوش ہو گئے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک مرتبہ پوچھا گیا کہ کیا کفار حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو اذیت دینے میں اس حد تک پہنچ گئے تھے کہ تکلیف کی شدت کے باعث وہ دین ترک کرنے میں معذور سمجھے جاسکتے تھے؟ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہاں اللہ کی قسم! کفار ان میں سے کسی پر تشدد کرتے کسی کو بھوکا پیاسا رکھ کر تکلیف دیتے حتیٰ کہ اذیت کے باعث وہ سیدھا بیٹھ بھی نہ سکتا تھا۔ پھر ایسی حالت میں وہ جو چاہتے اس کی زبان سے کہلوا لیتے تھے اگر اس سے کہتے کہ تیرا معبود اللہ نہیں بلکہ لات وعزیٰ ہیں تو وہ ہاں کہہ دیتا حالت یہاں تک ہو گئی تھی کہ ان کے پاس سے گوبر کا کیڑا گزرتا تو وہ اس سے کہتے دیکھو تمہارا معبود تو یہ گوبر کا کیڑا ہے اور اللہ تمہارا معبود نہیں ہے تو وہ ان کے تشدد سے نجات حاصل کرنے کیلئے ہاں کہہ دیتا۔

(سیرت ابن ہشام جلد اول، زرقانی علی المواہب جلد اول)

فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی رو پڑے

حضرت خباب بن الارت رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان دنوں مسلمان ہوئے تھے جب صرف چند افراد ہی دائرہ اسلام میں داخل ہوئے تھے۔ حضرت خباب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کفار مکہ نے بہت اذیتیں دیں اور ان پر بہت تشدد کیا! ایک مرتبہ ان کو کوئلوں کے دہکتے انگاروں پر چت لٹا دیا گیا اور ایک مشرک ان کے سینے پر چڑھ کر کھڑا ہو گیا حرارت سے ان کی پشت جل گئی ان کی پشت کی چربی سے کوئلوں کی تپش کم ہوئی اور کوئلے بجھ گئے۔ ایک مدت کے بعد حضرت خباب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ واقعہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کیا اور پھر اپنی پشت سے کپڑا اٹھا کر دکھایا تو پشت پر سفید سفید داغ پڑے ہوئے تھے۔ اس قدر اذیت برداشت کرنے کا سن کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے قلب پر رقت طاری ہو گئی اور وہ ان کو دیکھ کر رو پڑے۔

(طبقات ابن سعد جلد سوم)

تم لوگ حبشہ کو چلے جاؤ وہ سچائی والی سرزمین ہے

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر جب کفار مکہ نے ظلم وستم کی انتہا کر دی اور کفار کی طرف سے تکالیف میں دن بدن اضافہ ہونا شروع ہو گیا تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ایک جماعت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئی اور اس بارے میں عرض کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم لوگ حبشہ کی طرف چلے جاؤ (تو بہتر ہے کیونکہ) وہاں کے بادشاہ کے ہاں کسی پر ظلم نہیں کیا جاتا اور وہ سچائی والی سرزمین ہے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ تمہارے لئے ان آفات سے جن میں تم مبتلا ہو کوئی فرحت پیدا کر دے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ایک جماعت نے اعلان نبوت کے پانچویں

Marfat.com

برس ماہ رجب میں حبشہ کی طرف ہجرت کی یہ پہلی ہجرت تھی جو اسلام میں ہوئی ان ہجرت کرنے والوں میں گیارہ مرد اور چار خواتین تھیں جن کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔

1۔ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کی زوجہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیاری صاحبزادی حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔

2۔ حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کی بیوی حضرت لیلیٰ بنت ابی حثمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔

3۔ حضرت ابوحذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عتبہ بن ربیعہ اور ان کی بیوی حضرت سہلہ رضی اللہ عنہا بنت سہیل بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ

4۔ حضرت ابوسلمہ بن عبدالاسد رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کی بیوی حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت ابی امیہ بن مغیرہ۔

5۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ

6۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف بن عبدالحارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ

7۔ حضرت مصعب بن عمیر بن ہاشم بن عبدمناف رضی اللہ تعالیٰ عنہ

8۔ حضرت عثمان بن مظعون بن حبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

9۔ حضرت سہیل بن بیضاء بن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

10۔ حضرت ابوسیرہ بن ابی رہم بن عبدالعزیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا حضرت حاطب بن عمرو بن عبدشمس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

11۔ حضرت زبیر بن العوام بن خویلد بن اسد رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ تمام حضرات جب سمندر کے ساحل کے قریب پہنچے تو ان کو نوفل بن معاویہ ملا جو کہ عمرہ کی غرض سے مکہ مکرمہ کی طرف آ رہا تھا اس نے جب اس جماعت کو آتے ہوئے دیکھا تو پوچھا کہ تم سب لوگ کہاں جا رہے ہو۔ انہوں نے کہا کہ تاجروں کی ایک کشتی آئی ہے ہم ان سے سامان خریدنے جا رہے ہیں۔ اس کے بعد نوفل بن معاویہ جب مکہ مکرمہ میں پہنچا تو اس نے قریش مکہ کو اس جماعت کے بارے میں بتایا اس پر قریش مکہ سمجھ گئے کہ یہ لوگ مکہ مکرمہ چھوڑ کر جا رہے ہیں انہوں نے ان کے تعاقب میں آدمی دوڑائے مگر اس وقت تک مہاجرین کا قافلہ کشتی میں سوار ہو کر حبشہ کی طرف روانہ ہو چکا تھا۔ اس کا سبب یہ ہوا کہ حسن اتفاق سے جب یہ لوگ ساحل سمندر پر پہنچے تو اس وقت ایک کشتی بالکل تیار تھی۔ سب اس میں سوار ہو گئے اور کشتی اسی وقت چل پڑی اسی طرح تمام مسلمان بخیر و عافیت حبشہ پہنچ گئے۔

(زرقانی علی المواہب جلد اول)

Marfat.com

میں ان مصیبتوں میں بھی خوش ہوں

مہاجرین حبشہ میں دو ماہ اور چند دن تک قیام پذیر رہے۔ ماہ شوال میں ان تک یہ خبر پہنچی کہ مشرکین نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کر لی ہے اور وہ مسلمان ہو گئے ہیں تو اس خبر کو سن کر انہوں نے آپس میں کہا کہ ہم نے اپنے گھر بار سے ہجرت ان کی دشمنی کے باعث کی تھی اب جبکہ وہ لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حلقہ اطاعت میں آ گئے ہیں تو اس صورت میں بہتر ہے کہ واپس اپنے گھروں کو چلے جائیں چنانچہ جب دو ماہ شوال میں مکہ مکرمہ کی طرف لوٹے ابھی وہ مکہ مکرمہ کے نواح میں ہی تھے کہ ان کو پتہ چلا کہ یہ خبر غلط تھی چنانچہ بعض لوگ تو پھر حبشہ واپس چلے گئے جبکہ زیادہ تر کسی نہ کسی قریشی کی حمایت میں مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے۔

حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ ولید بن مغیرہ کی پناہ اور حمایت میں مکہ مکرمہ میں آئے چند روز تو حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کی حمایت کے تحت رہے پھر کہا میں اس مشرک کی پناہ اور ذمہ داری میں نہیں رہوں گا۔ ولید بن مغیرہ نے کہا بھتیجے کیا تمہیں مجھ سے کوئی تکلیف پہنچی ہے جو مجھ سے الگ ہونا چاہتے ہو؟ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا نہیں (ایسی کوئی بات نہیں) میں اللہ تعالیٰ کی ذمہ داری میں رہنا چاہتا ہوں۔ اس پر ولید بن مغیرہ حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ساتھ لے کر مسجد حرام میں آیا اور مشرکین مکہ سے مخاطب ہو کر بولا اے گروہ قریش! عثمان میری حمایت میں تھا میں کسی طرح کی تکلیف اسے نہیں پہنچنے دیتا تھا اب یہ مجھ سے بیزار ہے اس لئے میں اس کی حمایت سے اب بری الذمہ ہوں یہ اپنی حفاظت کا خود ذمہ دار ہے تاوقتیکہ یہ مجھ سے دوبارہ میری حمایت مانگے۔

کہا جاتا ہے کہ ایک روز عثمان بن عبداللہ مغیرہ مخزومی نے حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو طمانچہ مارا جو ان کی آنکھ پر لگا جس سے ان کی آنکھ نیلی ہو گئی۔ ولید بن مغیرہ نے دیکھا تو ہنس کر کہا میری پناہ سے نکل کر ان مصیبتوں میں مبتلا ہو گیا۔ حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں ان مصیبتوں میں بھی خوش ہوں۔ ولید نے پوچھا وہ کیوں؟ فرمایا، اس لئے کہ یہ مصیبتیں اللہ تعالیٰ کے پاس میری طرف سے نیکیوں کا ذخیرہ بن جاتی ہیں۔

(زرقانی علی المواہب جلد اول، معارج النبوۃ جلد دوم)

مجھے ابھی ہجرت کا حکم نہیں دیا گیا

جو مسلمان حبشہ سے واپس مکہ مکرمہ میں آ گئے تو کفار مکہ نے پھر ان کی اذیتیں دینا شروع کر دیں اور جو مسلمان پہلے سے ہی مکہ مکرمہ میں رہ رہے تھے ان کو بھی تنگ کرنا شروع کر دیا اس پر مسلمان مجبور ہو گئے کہ مکہ مکرمہ سے ہجرت کر جائیں۔ حبشہ سے واپس آنے والے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حبشہ کے حالات کے بارے میں بتاتے ہوئے کہا کہ نجاشی نے ہمارے ساتھ بہت اچھا سلوک کیا اور ہم پر بہت احسان کیا۔ حضرت

Marfat.com

عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! حبشہ تجارت کا مرکز ہے وہاں پر ہم نے جتنا عرصہ قیام کیا تجارت کے ذریعے ہم نے بہت کچھ کمایا آج حبشہ سے زیادہ اور موزوں جگہ مسلمانوں کیلئے اور کوئی نہیں ہے تاوقتیکہ اللہ تعالیٰ ہجرت کیلئے جگہ متعین فرمادے یا قوم مسلمان ہو جائے۔ نجاشی نے ہماری حفاظت کا بہت خیال رکھا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی برکت و حفاظت کے ساتھ حبشہ کی سرزمین کی جانب واپس چلے جاو۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ بھی اسی جانب تشریف لے چلیں تا کہ وہ لوگ جو اہل علم ہیں اور آداب سے آگاہی رکھتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تبلیغ و دعوت سے اسلام قبول کرلیں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے ابھی ہجرت کا حکم نہیں دیا گیا۔

(معارج النبوہ جلد دوم)

ہم اللہ کے سوا کسی کو سجدہ نہیں کرتے

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے اب تراسی مسلمان مردوں اور اٹھارہ خواتین نے حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ بعض کا کہنا ہے ان کی تعداد ایک سو تین تھی جن میں بیاسی مرد اور اکیس خواتین تھیں۔ قریش مکہ کو جب معلوم ہوا کہ مسلمان حبشہ میں بڑے آرام وسکون سے رہ رہے ہیں۔ تو انہوں نے آپس میں مشورے شروع کر دیئے کہ کس طرح مسلمانوں کو حبشہ سے نکلوایا جائے بالآخر انہوں نے یہ طے کیا کہ عمرو بن العاص اور عمارہ بن ولید کو شاہ حبشہ کے پاس بھیجا جائے چنانچہ انہوں نے ان کو بطور سفیر حبشہ روانہ کیا نجاشی اور اس کے درباریوں کے لئے بہت سے تحائف بھی ان کے سپرد کئے ان دونوں نے بادشاہ کے دربار میں پہنچ کر تمام درباریوں کو تحائف دیئے اس طرح انہوں نے بہت سے درباریوں کو اپنا ہمنوا بنالیا اور ان سے کہا کہ ہمارے کچھ لوگوں نے اپنی قوم کے دین سے روگردانی کی ہے۔ انہوں نے تمہارا دین بھی اختیار نہیں کیا بلکہ ایک نیا دین ایجاد کرلیا ہے جسے نہ ہم جانتے ہیں اور نہ تم۔ ان لوگوں نے تمہارے ملک میں پناہ لی ہے ہماری قوم کے معززین نے ہمیں تمہارے بادشاہ کے پاس بھیجا ہے تاکہ وہ ان لوگوں کو ہمارے حوالے کردے اس لئے جب ہم ان کے بارے میں تمہارے بادشاہ سے گفتگو کریں تو تم بادشاہ کو مشورہ دینا کہ وہ انہیں ہمارے حوالے کردے۔ انہوں نے اس بات کو قبول کیا۔

اس کے بعد قریش کے دونوں اشخاص نجاشی کے پاس پہنچے اور بادشاہ کو سجدہ کر کے کہا اے بادشاہ! مکہ میں ہمارے بہت سے قبائل آباد ہیں ان قبائل میں سے قبیلہ بنی ہاشم میں ایک شخص پیدا ہوا ہے جس نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے وہ جادو کرتا ہے اس نے ایک نیا دین ایجاد کیا ہے بعض بے وقوف اس کے دین میں داخل ہوگئے ہیں جب ہم انہیں ایسا کرنے سے منع کرتے ہیں تو وہ ادھر اُدھر بھاگ جاتے ہیں ان میں سے ایک جماعت اس ملک میں بھی آئی ہے جو ہم سے اور ہمارے دین سے پھر چکی ہے انہوں نے اپنے آباؤ اجداد کے دین کو چھوڑ دیا ہے اور ایک نیا دین جو

Marfat.com

ہمارے اور بادشاہ کے دین کے بھی مخالف ہے گھڑ لیا ہے لہٰذا آپ ان لوگوں کو ہمارے حوالے کر دیں۔ بادشاہ کے درباری اور وزیر جو وہاں پر موجود تھے انہوں نے کہا، اے بادشاہ! ان دونوں نے سچ کہا ہے اس لئے ان لوگوں کو ان کے سپرد کر دینا مناسب ہے۔

نجاشی نے اس بات پر ناراضی کا اظہار کیا اور کہا۔ نہیں خدا کی قسم! میں اس طرح ان لوگوں کو حوالے نہیں کروں گا۔ کیونکہ ان لوگوں نے میری پناہ حاصل کی ہے اور میری سرزمین میں مہمان کے طور پر آئے ہیں چونکہ انہوں نے دوسروں کو چھوڑ کر میرا انتخاب کیا ہے اس لئے میں ان کو بلاؤں گا اور ان سے پوچھوں گا جو الزامات ان دونوں نے ان پر لگائے ہیں ان الزامات کے جوابات ان سے معلوم کروں گا اور پھر فیصلہ کروں گا۔ اس کے بعد نجاشی نے مسلمانوں کو بلانے کیلئے کسی کو بھیجا۔ مسلمان ایک جگہ اکٹھے ہوئے اور آپس میں کہا کہ ہم بادشاہ کے دربار میں اپنا کیا مؤقف بیان کریں گے اور کس طرح کی گفتگو کریں گے۔ حضرت جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا سچ سے بہتر کوئی چیز نہیں جو کچھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں تعلیم دی ہے اور جن باتوں کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم دیا ہے وہی بیان کر دیں گے۔

اس پر سب نے اپنی طرف سے حضرت جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نمائندہ بنایا اور طے ہوا کہ بادشاہ کے دربار میں مسلمانوں کی ترجمانی حضرت جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کرینگے۔ جب یہ نجاشی کے دربار میں پہنچے تو دیکھا کہ وہاں پر بادشاہ نے اپنے علماء کو بھی بلوایا ہوا ہے۔ جنہوں نے انجیل کی کتابیں اپنے سامنے رکھی ہوئی ہیں۔ اراکین سلطنت کی بھی ایک تعداد وہاں پر موجود ہے۔ حضرت جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب دربار میں داخل ہوئے تو آپ نے سلام کیا اور شاہی آداب کے مطابق سجدہ نہیں کیا۔ درباریوں نے اعتراض کیا اور سجدہ نہ کرنے کی وجہ پوچھی حضرت جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہم اللہ کے سوا کسی کو سجدہ نہیں کرتے ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے غیر خدا کو سجدہ کرنے سے منع فرمایا ہے اس لئے میں بادشاہ کو سجدہ نہیں کر سکتا۔

(زرقانی علی المواہب جلد اول)

بے شک یہ وہ چیز ہے جو عیسیٰ علیہ السلام لائے تھے

نجاشی نے سوال کیا کہ اس دین کی حقیقت کیا ہے جس میں تم داخل ہوئے ہو نہ تو تم میرے دین میں داخل ہوئے ہو اور نہ ہی موجودہ دینوں میں کسی ایک دین کو اختیار کیا ہے۔ حضرت جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیتے ہوئے بادشاہ سے فرمایا۔

"اے بادشاہ! ہماری قوم کی یہ حالت تھی کہ ہم سب جاہل تھے بتوں کی عبادت کرتے، مردار کھاتے، برائیوں میں مبتلا رہتے، ہمسایوں سے برا سلوک کرتے۔ ہم میں سے طاقتور کمزور کو کھا جاتا تھا، ہم چوری، ڈکیتی اور طرح طرح کے برے کاموں میں مبتلا تھے پھر اللہ تعالیٰ نے ہم میں سے ایک شخص کو ہماری طرف اپنا رسول بنا

Marfat.com

کر بھیجا جس کے نسب، سچائی، امانت اور پاکدامنی کو ہم سب جانتے ہیں اس نے ہمیں اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دی اور صرف ایک خدائے واحد کی عبادت کرنے کا حکم دیا۔ ہم اور ہمارے بزرگوں نے اسے چھوڑ کر پتھروں اور بتوں کی جو پوجا اختیار کر رکھی تھی اسے چھوڑ دیا۔ اس رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ہمیں سچ بولنے، امانت ادا کرنے، رشتہ داروں سے تعلقات قائم رکھنے، ہمسایوں سے اچھا سلوک کرنے، حرام باتوں اور قتل و خونریزی سے باز رہنے کا حکم دیا۔ ہمیں برائیاں کرنے، جھوٹ بولنے، یتیم کا مال کھانے اور پاکدامن عورتوں پر تہمت لگانے سے منع فرمایا۔ اس نے ہمیں شرک و بت پرستی سے روک دیا۔ پس ہم نے اس کی تصدیق کی اور اس پر ایمان لائے اور ان تمام چیزوں کو حرام جانا جو ہم پر حرام کی گئیں اور ان چیزوں کو حلال جانا جو ہم پر حلال کی گئیں۔ ہم نے اپنی قوم کے باطل دین کو چھوڑ دیا اس پر ہماری قوم ہماری دشمن ہوگئی اور ہمیں طرح طرح کی تکالیف پہنچانے لگے ہم میں ان سے مقابلہ کرنے کی طاقت نہیں تھی ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ہجرت کر جانے کا حکم دیا۔ ہم نے تمام بادشاہوں سے آپ کے پاس آنے کو پسند کیا تاکہ ہمیں ان کے ظلم و ستم سے محفوظ رکھیں۔ اب یہ لوگ ہمیں مجبور کر رہے ہیں کہ ہم پھر اسی پرانی گمراہی کی طرف واپس لوٹ جائیں۔ ہمیں امید ہے کہ آپ کے پاس سے ہم پر ظلم نہ ہوگا۔"

حضرت جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس تقریر سے دربار میں سناٹا چھا گیا۔ نجاشی نے کہا تمہارے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) پر جو کلام اللہ تعالیٰ کی طرف سے اترا ہے کیا اس میں سے تمہیں کچھ یاد ہے؟ حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اثبات میں جواب دیا اس پر نجاشی نے کہا مجھے وہ پڑھ کر سناؤ، چنانچہ حضرت جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سورۂ مریم کی تلاوت کرنا شروع کر دی جسے سن کر نجاشی رو پڑا اور کہا بے شک یہ وہ چیز ہے جو عیسیٰ علیہ السلام لائے تھے پھر عمرو بن عاص اور عمارہ بن ولید سے کہا میں اس جماعت کو تمہارے سپرد نہیں کروں گا۔

کفار کے دونوں نمائندے ناکام ہو کر دربار سے واپس ہوئے تو عمرو بن عاص نے کہا، رب کعبہ کی قسم! کل میں پھر نجاشی کے دربار میں جاؤں گا اور ان لوگوں کے متعلق ایسی چیز پیش کروں گا کہ جس سے اس قوم کو جڑ سے اکھاڑ پھینکوں گا۔ اس کے ساتھی نے اس سے منع کیا اور صلہ رحمی کرنے کی تلقین کی مگر وہ باز نہ آیا۔ پھر وہ اگلے روز نجاشی کے دربار میں گئے اور کہا، اے بادشاہ! یہ لوگ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے بارے میں ایک بری بات کہتے ہیں۔ آپ ان کو بلوایئے اور ان سے پوچھیے کہ وہ ان کے بارے میں کیا کہتے ہیں چنانچہ نجاشی نے پھر مسلمانوں کو بلایا۔ مسلمان اس کے دربار میں گئے تو نجاشی نے پوچھا تم لوگ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ حضرت جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہم وہی کہتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ وہ اللہ کے بندے اور رسول ہیں اس کی روح اور اس کا کلمہ ہیں یہ سن کر نجاشی نے زمین پر سے ایک تنکا اٹھایا اور کہا واللہ! جو کچھ تم نے کہا اس سے تنکے کے برابر بھی عیسیٰ بن مریم علیہ السلام زیادہ نہیں ہیں۔

(زرقانی علی المواہب جلد اول، سیرت ابن ہشام جلد اول)

Marfat.com

میں مسلمان ہونے کیلئے حاضر ہوا ہوں

یہ بعثت کے چھٹے سال کا واقعہ ہے کہ ایک روز حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی تلوار لئے کوہ صفا کی طرف حضرت ارقم بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر کی طرف جا رہے تھے جہاں پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ موجود تھے راستے میں ان کو حضرت نعیم بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ملے جو اسلام قبول کر چکے تھے مگر قوم کے ڈر سے اپنے اسلام کو چھپائے رکھتے تھے انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ کہاں جا رہے ہو؟ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو کہ اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے غصے میں بولے کہ آج میں اس تلوار سے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو قتل کرنے کیلئے جا رہا ہوں جو ہمارے معبودوں کو برا کہتے ہیں۔ حضرت نعیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اے عمر! کیا تم سمجھتے ہو کہ اگر تم نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو قتل کر دیا تو بنی عبد مناف تمہیں چھوڑ دیں گے کہ تم زمین پر چل بھی سکو تم پہلے اپنے گھر والوں کی تو خبر لو تمہارا بہنوئی اور تمہارا چچا زاد سعید بن زید اور تمہاری بہن فاطمہ بنت خطاب دونوں نے اسلام قبول کر لیا ہے۔

یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ غصے میں بھرے ہوئے اپنی بہن کے گھر کی طرف روانہ ہو گئے اس وقت گھر میں حضرت خباب بن الارت رضی اللہ تعالیٰ عنہ موجود تھے جن کے پاس اوراق پر لکھی ہوئی سورہ طٰہٰ تھی اور وہ ان کو پڑھا رہے تھے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دروازہ کھٹکھٹایا تو حضرت خباب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فوری طور پر ادھر ادھر چھپ گئے۔ حضرت فاطمہ بنت خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دروازہ کھولا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غضبناک ہو کر اپنی بہن سے کہا کیا تم نے بھی اسلام قبول کر لیا ہے؟ پھر اپنے بہنوئی حضرت سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پکڑ لیا اور ان کو مارنے لگے یہ دیکھ کر بہن آگے بڑھیں تا کہ خاوند کو بھائی سے چھڑائیں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو بھی مارا جس سے ان کا سر زخمی ہو گیا۔ اب بہن اور بہنوئی نے صاف صاف کہہ دیا ہاں ہم نے اسلام قبول کر لیا ہے تم سے جو ہو سکے کر لو۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ بات سنی تو اپنا ہاتھ روک لیا اور چند لمحے ان کی طرف دیکھتے رہے پھر کہا تم لوگ جو پڑھ رہے تھے مجھے بھی دکھاؤ۔

بہن نے کہا ہمیں اس کے بارے میں تم سے ڈر لگتا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا مجھ سے ڈرو مت نہیں پڑھ کر واپس کر دوں گا چنانچہ بہن نے قرآن حکیم کے اوراق سامنے رکھ دیے جب سورہ طٰہٰ کی آیات پر نگاہ پڑی تو پڑھتے ہی قلب پر رقت طاری ہو گئی اور بے اختیار بول اٹھے یہ کلام کس قدر اچھا اور کس قدر عظمت والا ہے۔ حضرت خباب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب یہ بات سنی تو نکل کر سامنے آ گئے اور کہا، اے عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) میں نے کل ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ دعا کرتے ہوئے سنا تھا کہ اے اللہ! ابوالحکم بن ہشام یا عمر بن خطاب سے اسلام کی تائید فرما۔ اس لئے مجھے امید ہو گئی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی دعا سے تمہیں منتخب کر لیا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دل میں اسلام کی رغبت پیدا ہو چکی تھی چنانچہ وہاں سے سیدھے حضرت ارقم

Marfat.com

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر کی طرف روانہ ہوئے جہاں پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ تشریف فرماتھے۔ دروازہ کھٹکھٹایا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی نے دروازے کی درزوں میں سے جھانک کر دیکھا تو پلٹ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ عمر بن خطاب تلوار لئے کھڑے ہیں۔ چند لمحوں کیلئے خاموشی چھا گئی حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بولے اسے آنے کی اجازت دیجئے اگر وہ بھلائی کی نیت سے آیا ہے تو ہم اس کے ساتھ بھلائی کا سلوک ہی کریں گے اور اگر وہ کسی برائی کی نیت سے آیا ہے تو اسے اسی کی تلوار سے قتل کر دیں گے۔ چنانچہ دروازہ کھول دیا گیا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اندر داخل ہوئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آگے بڑھ کر ان کا بازو پکڑا اور فرمایا اے خطاب کے بیٹے! تجھے کون سی چیز یہاں لائی ہے واللہ! میں نہیں سمجھتا کہ تو باز آئے گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ تجھ پر کوئی آفت نازل فرمائے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں مسلمان ہونے کیلئے حاضر ہوا ہوں۔ یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر خوش ہوئے کہ بلند آواز سے نعرہ تکبیر کہا۔ اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کلمہ اسلام پڑھ کر اسلام قبول کرلیا۔

(سیرت ابن ہشام جلد اول، زرقانی علی المواہب جلد اول)

ہم بھی اللہ تعالیٰ کی عبادت اعلانیہ کرینگے

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب اسلام قبول کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! جب ہمارا دین برحق ہے اور مشرک باطل پر ہیں تو پھر ہم اپنے دین کو پوشیدہ کیوں رکھیں؟ لات و عزیٰ کی تو کھل کر عبادت کی جاتی ہے اور ہم اپنے اللہ تعالیٰ کی عبادت چھپ کر کیوں کریں؟ خدا کی قسم! ہم بھی اپنے پروردگار کی عبادت اعلانیہ کرینگے۔ مجھے قسم ہے اس ذات اقدس کی جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دین حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے مجھ سے وہ مجلس کبھی باقی نہیں رہ سکتی جس میں کفر کی مدد کیلئے نہ بیٹھا تھا لیکن اب میں دین اسلام کے اظہار کیلئے ضرور بیٹھوں گا۔ اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس سے اٹھ کر باہر نکلے اور خانہ کعبہ کی طرف روانہ ہوئے۔

جب بیت اللہ میں پہنچے تو کفار کی طرف دیکھ کر بلند آواز سے فرمایا اے لوگو! جو شخص مجھے جانتا ہے وہ خوب جانتا ہے اور جو نہیں جانتا اسے معلوم ہونا چاہئے کہ میں عمر بن خطاب ہوں اے اہل قریش! دین اسلام قبول کرلو اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرنے میں تیزی دکھاؤ ورنہ میں اس تلوار کے ساتھ تمہاری گردنیں اڑا دوں گا اور ایک بھی کافر کو زندہ نہیں چھوڑوں گا۔ کفار نے جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آواز سنی تو انہوں نے خاموش رہنے میں ہی اپنی عافیت سمجھی۔ ان میں سے ایک نے جرأت کر کے پوچھا اے عمر! کیا تو نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا دین قبول کر لیا ہے؟ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا کہ ہاں میں نے اسلام قبول کرلیا ہے یہ سن کر کفار بہت مایوس ہوئے اور آپس میں مشورہ کرنے لگے کہ یہ کیا معاملہ درپیش ہوگیا۔

Marfat.com

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خانہ کعبہ کا طواف کیا طواف کے وقت بلند آواز سے کلمہ طیبہ بھی پڑھتے جاتے تھے۔ یہ دیکھ کر کفار بہت ہی آگ بگولا ہوئے اور پھر آخر ہمت کر کے انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر حملہ کر دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ان کی طرف متوجہ ہوئے اور ان کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ آپ نے ان میں سے ایک بڑے کافر کو اپنی گرفت میں لے کر اسے زمین پر گرا دیا اور اس کے سینے پر چڑھ کر بیٹھ گئے اپنی انگلیاں اس کی آنکھوں میں ڈال دیں اس نے اس قدر واویلا اور چیخ وپکار کی کہ کوئی کافر آگے بڑھنے کی جرأت ہی نہ کر سکا وہ فریاد کر رہا تھا لوگو! میری مدد کرو، عمر مجھے قتل کر دے گا چنانچہ بڑی مشکل سے اس شخص کو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چھوڑ دیا اور مشرکین وہاں سے بھاگ نکلے۔

ایک روایت میں آتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی مجلس ایسی نہیں رہی جس میں میں نے دین حق کا اعلان نہ کر دیا ہو۔ یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسرت کا اظہار فرمایا اور بیت اللہ کی طرف روانگی فرمائی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ دائیں جانب، حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بائیں جانب، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سامنے اور ان سے آگے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے سب کے ہاتھوں میں تلواریں تھیں باقی مسلمان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے صف باندھے چل رہے تھے جب بیت اللہ میں پہنچے تو دو رکعت نماز ادا فرمائی۔

(معارج النبوۃ جلد دوم)

اے بھتیجے! تیرا پروردگار برحق ہے

اعلان نبوت کے ساتویں سال کا واقعہ ہے کہ مسلمانوں کی تعداد میں دن بدن اضافہ ہوتا دیکھ کر کفار مکہ ایک جگہ پر اکٹھے ہوئے اور اس امر پر تشویش کا اظہار کرتے ہوئے باہمی مشورے کرنے لگے کہ کس طرح اس معاملے سے نمٹا جائے کفار یہ بھی دیکھ رہے تھے کہ جناب ابو طالب ہر طرح سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت وحمایت کراتے ہیں چنانچہ انہوں نے بنو ہاشم کی مخالفت کرتے ہوئے یہ منصوبہ بنایا کہ بنو ہاشم اور بنو عبدالمطلب کا مکمل طور پر بائیکاٹ کر دیا جائے اور ان لوگوں کو کسی ایک جگہ پر محصور کر دیا جائے ان کے ساتھ کوئی رابطہ نہ رکھا جائے حتیٰ کہ ان تک اشیائے خورد ونوش نہ پہنچنے دی جائیں اس مقصد کیلئے تمام سرداران قریش نے آپس میں ایک معاہدے پر دستخط کئے جس کے مطابق لکھا گیا کہ جب تک بنی ہاشم کے خاندان والے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کی غرض سے ہمارے حوالے نہ کر دیں گے اس وقت تک ان کے ساتھ شادی بیاہ یا خرید وفروخت اور کسی طرح کا میل ملاپ نہیں کیا جائے گا نہ ہی ان کی کسی کام میں مدد کی جائے گی انہیں مکہ کی سرزمین میں کسی چیز سے نفع حاصل نہیں کرنے دیا جائے گا کوئی ان کے ساتھ سلام، کلام اور ملاقات نہیں کرے گا اور نہ ہی کوئی ان کو کھانے پینے کی کوئی چیز پہنچائے گا ان کا ہر طرح سے بائیکاٹ کیا جائے گا۔ اس معاہدے کو منصور بن عکرمہ نے لکھا اور پھر تمام سرداران قریش نے اس پر دستخط کر دیے اس

Marfat.com

عہدنامے کو انہوں نے خانہ کعبہ کے اندر لٹکا دیا۔

جب تمام لوگوں نے بنو ہاشم کے خاندان کا بائیکاٹ کر دیا تو جناب ابو طالب نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور خاندان کے دیگر مرد و خواتین کو ساتھ لیا اور ایک گھاٹی جسے شعب ابو طالب کہا جاتا ہے اس میں جا کر محصور ہو گئے ان لوگوں نے بھی اس معاملے میں ساتھ دیا جنہوں نے اسلام قبول نہیں کیا تھا مگر چونکہ خاندان بنو ہاشم سے تعلق رکھتے تھے اس لئے خاندانی حمیت و پاسداری کی وجہ سے وہ بھی ساتھ ہی آ گئے البتہ ابولہب اس کام سے الگ رہا۔ کفار نے اس طرح کی سختی کی کہ اس گھاٹی سے کوئی بھی باہر نہ نکل سکتا تھا اور نہ ہی ان تک کوئی کھانے پینے کی چیز پہنچنے دیتے تھے اگر کوئی چھپ چھپا کر اپنے کسی عزیز کو کچھ کھانا وغیرہ بھیجتا تو مشرکین اس کے آڑے آتے۔ ایک مرتبہ حکیم بن حزام جو کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بھتیجا تھا اپنی پھوپھی کیلئے کھانا لے کر جا رہا تھا۔ کہ ابو جہل نے اسے دیکھ لیا اور اس سے لپٹ گیا اور کہا کہ تو عہد کے خلاف کر رہا ہے جو بنی ہاشم کیلئے کھانا لے کر جاتا ہے جب تک میں تجھے قریش کے سامنے ذلیل و رسوا نہیں کروں گا تجھے نہیں چھوڑوں گا۔ اتفاق سے ابوالبختری بن ہشام ادھر آ نکلا جو کہ خود بھی کافر تھا اس نے جب یہ دیکھا تو ابو جہل سے کہا اپنی پھوپھی کیلئے کھانا لے کر جا رہا ہے تو کیا اس کی پھوپھی کا کھانا روک رہا ہے اسے چھوڑ دے۔ ابو جہل نے انکار کیا اس پر دونوں میں جھگڑا ہو گیا۔ ابوالبختری نے زمین پر پڑی ہوئی اونٹ کے جبڑے کی ہڈی اٹھائی۔ اور ابو جہل کے سر پر مار کر اسے زخمی کر دیا اس واقعہ کو حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دیکھ رہے تھے۔ ابو جہل ان کو دیکھ کر بہت شرمسار ہوا کیونکہ اس کی بے عزتی ہو گئی تھی۔

تین سال تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور خاندان بنو ہاشم کے دیگر افراد اس گھاٹی میں مصائب برداشت کرتے رہے اور پھر قریش کے چند لوگوں کے دلوں میں صلہ رحمی کا جذبہ بیدار ہوا اور انہوں نے آپس میں جمع ہو کر اس معاہدے کی مخالفت کرنے کا عہد کیا ان میں مطعم بن عدی، زمعہ بن الاسود، ہشام بن عمرو عامری، ابوالبختری اور زہیر بن ابی امیہ شامل تھے۔ اس کے بعد یہ سب اکٹھے ہو کر حرم کعبہ میں آئے جہاں پر کفار مکہ بیٹھے ہوئے تھے۔ زہیر بن ابی امیہ نے سب سے پہلے جرأت کی اور کفار قریش کو مخاطب کر کے کہا اے مکہ والو! یہ کہاں کا انصاف ہے کہ ہم تو کھانا کھائیں اور کپڑے پہنیں اور بنی ہاشم مرتے رہیں نہ ان سے کچھ خریدا جائے اور نہ ان کے ہاتھ کچھ بیچا جائے۔ خاندان بنو ہاشم کے بچے بھوک پیاس سے بے قرار ہو کر بلبلا رہے ہیں خدا کی قسم! میں اس وقت تک چین سے نہیں بیٹھوں گا جب تک اس ظالمانہ معاہدہ کو پھاڑ نہ دوں۔ ابو جہل نے یہ سنا تو چیخ کر بولا خبردار تو جھوٹا ہے معاہدہ ہرگز نہیں پھاڑا جائے گا۔ زمعہ بن الاسود نے ابو جہل کو للکارا اور کہا سب سے بڑا جھوٹا تو ہے جب معاہدہ لکھا گیا ہم نے اس وقت کوئی رضامندی ظاہر نہیں کی تھی۔ ابوالبختری بھی بول اٹھا اور کہنے لگا زمعہ نے بالکل ٹھیک کہا ہے معاہدے میں جو کچھ لکھا گیا ہے نہ ہم اس پر راضی ہیں اور نہ ہم اس پر قائم رہیں گے۔ مطعم بن عدی نے کہا ہم اس کاغذ سے اور جو کچھ اس میں لکھا ہے اس سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔

Marfat.com

ادھر یہ باتیں ہو رہی تھیں تو دوسری طرف حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی کہ اللہ تعالیٰ نے دیمک کو اس ظالمانہ معاہدے پر متعین کر دیا ہے۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب ابو طالب سے کہا اے چچا! اللہ تعالیٰ نے دیمک کو معاہدے پر غالب کر دیا ہے اس نے معاہدے کی دستاویز کو کھالیا ہے اور جہاں جہاں اللہ کا نام لکھے ہوئے تھے ان کو چھوڑ دیا ہے۔ جناب ابو طالب نے پوچھا بھتیجے! تجھے کیسے معلوم ہوا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے جبرائیل علیہ السلام کو بھیجا جس نے مجھے اطلاع دی اس پر جناب ابو طالب نے کہا اے بھتیجے! تیرا پروردگار برحق ہے بے شک تم سچ کہتے ہو اس کے بعد جناب ابو طالب گھاٹی سے نکلے اور کفار قریش کی مجلس میں پہنچے اور ان سے کہا کہ میرے بھتیجے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے مجھے یہ بات بتائی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس عہد نامہ پر دیمک کو مسلط کر دیا ہے اور اس نے اللہ تعالیٰ کے نام کے سوا ظلم، قطع صلہ رحمی وغیرہ تمام تحریر کو مٹا دیا ہے۔ اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ خبر دینے میں جھوٹے ہوئے تو میں انہیں تمہارے سپرد کر دوں گا پھر جو تمہاری مرضی ہو اس کے ساتھ کرنا اور اگر اس کی سچائی ظاہر ہو جائے تو تم اس عہد نامہ کو ختم کر دینا۔ یہ سنتے ہی مطعم بن عدی کعبہ کے اندر گیا اور عہد نامہ اتار لیا جب اس کو کھول کر دیکھا گیا تو واقعی اللہ تعالیٰ کے نام کے سوا باقی تمام حروف کو دیمک نے کھالیا ہوا تھا۔

اس کے بعد کفار میں سے جو اس معاہدے کے مخالف تھے وہ سب مسلح ہو کر نکلے اور گھاٹی کی طرف روانہ ہوئے انہوں نے بنو ہاشم کے تمام محصورین کو وہاں سے نکال کر ان کے گھروں کو پہنچایا۔ منصور بن عکرمہ نے جس ہاتھ سے معاہدے کو لکھا تھا وہ اللہ تعالیٰ کے غضب کے باعث شل ہو کر سوکھ گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور خاندان بنو ہاشم کے افراد تین سال تک شعب ابی طالب میں محصور رہنے کے بعد اور نبوت کے دسویں سال وہاں سے باہر نکلے۔

(زرقانی علی المواہب جلد اول، مدارج النبوۃ جلد دوم، سیرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم)

میں اللہ کے دربار میں آپ کی مغفرت کیلئے اصرار کروں گا

جناب ابو طالب تین سال تک ایک گھاٹی میں اپنے خاندان والوں کے ساتھ محصور رہے تھے جب گھاٹی سے نکل کر واپس اپنے گھر آئے تو بیمار ہو گئے آٹھ ماہ اور اکیس دن تک بیمار رہے اور پھر وفات پا گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی وفات کا بہت دکھ ہوا۔ ارباب سیر لکھتے ہیں کہ جب ابو طالب مرض الموت میں مبتلا ہوئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لے گئے اور ان کے سرہانے بیٹھ کر فرمایا چچا جان! اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے کہ آپ نے بچپن میں میری کفالت کی اور میرے بڑا ہو جانے پر میری رعایت و شفقت ہی کبھی دریغ نہیں کیا اب وقت ہے کہ آپ ایک کلمہ کہہ کر میری امداد کریں تاکہ میں اس کلمہ کی وجہ سے روز محشر اللہ تعالیٰ سے آپ کی شفاعت کروں یہ وہ کلمہ ہے کہ اس کے باعث میں اللہ کے دربار میں آپ کی مغفرت کیلئے اصرار کروں گا۔

اس وقت ابو جہل، عبداللہ بن ابی امیہ بھی پاس ہی موجود تھے۔ انہوں نے منع کیا اور کہا اے ابو طالب! کیا

Marfat.com

عبدالمطلب کے دین وملت سے انحراف کرو گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اصرار فرماتے تھے کہ چچا جان! ایک بار اس کلمہ کو کہہ دیجئے تا کہ روز محشر اس کے وسیلہ سے آپ کی شفاعت کروں۔ ابو طالب نے کہا، خدا کی قسم! اگر قریش کی ملامت اور لوگوں کے اس گمان کا کہ میں موت کے ڈر سے ایمان لایا ہوں خوف نہ ہوتا تو میں ضرور تیری خاطر کلمہ پڑھ لیتا۔ اس طرح کی گفتگو ہوتی رہی حتیٰ کہ جناب ابو طالب نے کہا میں عبدالمطلب کے دین پر جاتا ہوں اس کے ساتھ ہی ان کا انتقال ہو گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کے سرہانے سے اٹھ کھڑے ہوئے شدت غم سے نڈھال تھے فرمایا میں اس وقت تک اللہ تعالیٰ سے آپ کیلئے بخشش طلب کروں گا جب تک کہ اللہ تعالیٰ مجھے منع نہ فرمائے گا۔ چنانچہ جب جناب ابو طالب کو دفن کر لیا گیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم جنازہ سے واپس آ کر کئی روز تک گھر سے باہر نہیں نکلے اور اللہ تعالیٰ سے چچا کیلئے مغفرت طلب کرتے رہے حتیٰ کہ یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی۔

مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ آمَنُوْا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ وَلَوْ كَانُوْا اُوْلِي قُرْبٰى مِنْۢ بَعْدِ مَاتَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُمْ اَصْحَابُ الْجَحِيْمِ٥

”نبی اور ایمان والوں کیلئے یہ روا نہیں ہے کہ وہ مشرکین کیلئے مغفرت کی دعا مانگیں خواہ وہ رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں جب معلوم ہو چکا کہ مشرکین جہنمی ہیں۔“

مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جناب ابو طالب کی وفات پر بہت غمزدہ تھے روتے ہوئے جنازہ کے ساتھ گئے اور فرماتے تھے چچا جان! آپ نے صلہ رحمی کا حق ادا کیا میرے حق میں کوئی کوتاہی نہیں کی اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

(بخاری شریف جلد اول، معارج النبوۃ جلد دوم)

جنت تمہارے دیدار کی مشتاق ہے

جناب ابو طالب کی وفات کے تین یا پانچ روز کے بعد حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا وصال فرما گئیں اس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے غم میں مزید اضافہ ہو گیا کیونکہ جس طرح جناب ابو طالب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمدرد اور حمائتی تھے اسی طرح حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مونس و غمگسار تھیں۔ غم کے غلبے کے باعث حضور صلی اللہ علیہ وسلم بہت اطہر سے بہت کم باہر نکلتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعثت کے دسویں سال کو عام الحزن یعنی غم کا سال قرار دے دیا۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نزع کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے موت کی سختی اور بے چینی کی شکایت فرماتی تھیں اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں اشکبار ہو گئیں اور ان کے حق میں دعا فرمائی پھر ارشاد فرمایا جنت تمہارے دیدار کی مشتاق ہے۔

(زرقانی جلد اول، مدارج النبوۃ جلد دوم)

Marfat.com

اگر تم میری دعوت کو قبول نہیں کرتے تو کم از کم اس بات کو پوشیدہ رکھو

جناب ابو طالب اور حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے انتقال کے بعد کفار مکہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تنگ کرنا شروع کر دیا وہ کسی بھی صورت دین اسلام کی طرف راغب نہیں ہوتے تھے ان حالات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارادہ فرمایا کہ مکہ مکرمہ سے باہر نکل کر لوگوں کو اسلام کی دعوت دی جائے چنانچہ اس مقصد کیلئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ساتھ لے کر طائف کی طرف روانہ ہوئے۔ سب سے پہلے قبیلہ بنو بکر وائل میں پہنچے اور ان کو دعوت اسلام دی ان لوگوں نے انکار کر دیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو وہاں پر ٹھہرنے نہ دیا اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم بنو قحطان کے قبائل میں سے ایک قبیلہ میں گئے ان لوگوں نے پہلے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آؤ بھگت کی مگر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بتوں کی پوجا کی بجائے خدائے واحد کی عبادت کرنے کی تلقین کی تو انہوں نے بے رخی برتی چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے قبیلہ ثقیف میں تشریف لے گئے۔

قبیلہ ثقیف میں عمیر کا خاندان کافی رئیس تھا عمیر کے تین بیٹے مسعود، حبیب اور عبد یا لیل تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان تینوں کے پاس تشریف لے گئے اور ان کو اسلام قبول کرنے کی دعوت دی۔ ان تینوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مذاق اڑایا۔ ایک نے کہا اگر تم پیغمبر ہو تو میں نے بیت اللہ کو چرایا ہوا ہے۔ دوسرا کہنے لگا خدا کو تجھ سے بہتر شخص کوئی نہیں ملا تھا جس کو پیغمبر بنا کر بھیجتا تیسرا بولا میں آپ سے بات نہیں کروں گا کیونکہ اگر آپ واقعی رسول ہیں تو پھر آپ سے گفتگو کرنا خلاف ادب ہے۔ اور اگر تم رسول نہیں ہو تو پھر تم سے بات ہی کیوں کی جائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کی باتوں سے بہت دل گرفتہ ہوئے اور ان سے فرمایا۔ اگر تم میری دعوت کو قبول نہیں کرتے تو کم از کم اس بات کو پوشیدہ رکھو۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ان کو یہ کہنے کا مقصد صرف یہ تھا کہ قریش کو اس واقعہ کا پتہ چل گیا تو وہ کہیں بے ادبی اور تکلیف دہی میں زیادہ دلیر نہ ہو جائیں۔ ان بدبختوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کی کوئی پرواہ نہ کی بلکہ علاقے کے کمینے اور لفنگے لوگوں کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے لگا دیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے نکلے تو وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتے ہوئے تعاقب کرنا شروع ہو گئے انہوں نے اسی پر ہی اکتفا نہ کیا بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پتھر بھی مارتے تھے جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نعلین مبارک خون سے بھر گئے۔ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ان ظالموں کے پتھروں سے بچاتے ہوئے خود ڈھال بنتے تھے اور اس کوشش میں وہ زخمی بھی ہو گئے یہاں تک کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انگور کے ایک باغ میں پناہ لی۔

(زرقانی علی المواہب جلد اول)

Marfat.com

تمام روئے زمین پر ان سے بہتر کوئی نہیں

حضور صلی اللہ علیہ وسلم جس باغ میں ٹھہرے وہ عتبہ اور شیبہ بن ربیعہ کا تھا انہوں نے دور سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حال میں دیکھا تو کافر ہونے کے باوجود صلہ رحمی کرتے ہوئے اپنے ایک نصرانی غلام عداس سے کہا کہ انگور کے چند خوشے ایک پلیٹ میں رکھ کر ان کے پاس لے جا اور ان سے کہہ کہ کھالیں۔ عداس انگور لے کر آیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بسم اللہ پڑھ کر کھایا۔ عداس بہت حیران ہوا اور کہا میں نے اس ملک میں تو کسی سے یہ کلمہ نہیں سنا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا تم کہاں کے رہنے والے ہو؟ اس نے کہا میں نصرانی ہوں اور نینوا کا رہنے والا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ نیک بندے یونس بن متی کا شہر ہے۔ عداس نے پوچھا آپ ان کو کیسے جانتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ میرا بھائی ہے اور وہ بھی میری طرح پیغمبر ہے۔ عداس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام پوچھا تو سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پاؤں چومنے لگا اور کلمہ پڑھ کر اسلام قبول کر لیا۔

عتبہ اور شیبہ دور سے اپنے غلام عداس کی حرکات کو دیکھ رہے تھے انہوں نے یہ بھی دیکھا کہ عداس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پاؤں کو بوسے دیے ہیں تو آپس میں کہنے لگے یہ غلام تو ہاتھ سے نکل گیا پھر جب عداس واپس ان کے پاس آیا تو اس سے پوچھا کہ تو نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ہاتھ پاؤں کو بوسے کیوں دیے۔ عداس نے کہا انہوں نے مجھے ایسی بات بتائی جو سوائے پیغمبر کے اور کوئی نہیں جانتا میں نے دین اسلام قبول کر لیا ہے۔ عتبہ اور شیبہ نے کہا اس نے تیرے ساتھ دھوکہ کیا ہے اور تجھے اپنے دین سے برگشتہ کر دیا ہے عداس نے کہا نہیں ایسی بات نہ کہو تمام روئے زمین پر ان سے بہتر کوئی نہیں ہے۔

(زرقانی علی المواہب جلد اول)

اپنی قوم کو دین کی دعوت دو اور میرا پیغام ان کو پہنچا دو

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب وہاں سے روانہ ہوئے تو راستے میں نخلہ کے مقام پر تشریف فرما ہوئے نماز تہجد کا وقت تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں قرآن حکیم کی تلاوت فرما رہے تھے کہ شہر نصیبین کے جنات کی ایک جماعت حاضر ہوئی انہوں نے قرآن مجید کی تلاوت سنی تو اپنے آپ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ظاہر کر دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اسلام قبول کرنے کی دعوت دی۔ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت پر لبیک کہا اور مسلمان ہو گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا۔ جب تم اپنے شہر پہنچو تو اپنی قوم کو دین کی دعوت دو اور میرا پیغام ان کو پہنچا دو۔ جنات نے سر اطاعت تسلیم خم کیا اور واپس جا کر اپنی قوم کو اس بارے میں بتایا تو پھر اس کے بعد جنات کی جماعتیں مکہ مکرمہ میں آ کر اسلام قبول کرتی رہیں اور لاتعداد جنات دولت ایمان کی سعادت سے بہرہ مند ہوئے۔

(زرقانی علی المواہب جلد اول)

Marfat.com

میں ایک دن سے زیادہ مشرک کی پناہ میں نہیں رہنا چاہتا

نخلہ کے مقام پر چند دن قیام کرنے کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر مکہ مکرمہ کی طرف سفر کا آغاز کر دیا اور فاصلہ طے کرتے ہوئے حرا میں تشریف لائے اور اس خدشے کے پیش نظر کہ کفار مکہ ان کے آنے پر کسی قسم کی بدمزگی نہ کریں ایک شخص کو اخنس بن شریق کے پاس بھیجا کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی حمایت میں لے لے تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں تشریف لے آئیں اس نے انکار کر دیا۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سہیل بن عمرو کو پیغام بھیجا اس طرف سے بھی انکار ہوا چنانچہ مطعم بن عدی کو پیغام بھیجا تو اس نے قبول کیا اور اونٹ پر سوار ہو کر حرم پاک کے ارد گرد ندا کرتے ہوئے کہا۔ اے قوم قریش! جان لو کہ محمد بن عبداللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میری پناہ میں ہے لہٰذا کوئی بھی ان کے ساتھ برائی سے پیش نہ آئے۔ اس کے بعد مطعم بن عدی نے اپنے بیٹوں کو مسلح کیا اور خود بھی ہتھیار لگائے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے ساتھ مکہ مکرمہ لے کر آیا پھر حرم پاک میں گیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ آپ طواف کیجئے۔ اس دوران مطعم اور اس کے بیٹے تلواریں لگائے ہوئے مطاف میں موجود رہے طواف کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حرم پاک میں نماز ادا کی فارغ ہونے کے بعد مطعم بن عدی نے اسی طرح اپنی حفاظت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کاشانہ اقدس میں پہنچایا۔

اگلے روز حضور صلی اللہ علیہ وسلم مطعم بن عدی کے پاس گئے اور اس سے فرمایا کہ میں تمہاری حمایت میں نہیں رہنا چاہتا اس لئے میری حمایت ترک کر دو۔ مطعم نے کہا اس کی کیا وجہ ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں ایک دن سے زیادہ مشرک کی پناہ میں نہیں رہنا چاہتا۔

(معارج النبوۃ جلد دوم)

اللہ تعالیٰ اپنے دین کا حامی و ناصر ہے

طائف سے واپسی کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ میں ہی قیام فرمایا جب حج کے ایام نزدیک آئے تو باہر سے آنے والے قبائل میں تبلیغ اسلام کی غرض سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان میں تشریف لے گئے اور انہیں حق و صداقت اور توحید کا پیغام دیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پہلے بھی یہی معمول تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حج کے زمانے میں دور دراز سے آنے والے قبائل کے لوگوں کو اسلام کی دعوت دیتے تھے۔ ایک روز آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ساتھ لے کر قبیلہ بنو ہذیل بن شیبان میں پہنچے اور قبیلہ کے سردار سے ملاقات فرمائی اس سردار کا نام مفروق تھا اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا آپ لوگوں کو کس دین کی دعوت دیتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ ایک ہے اور میں اس کا رسول ہوں پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۂ انعام کی چند آیات مبارکہ تلاوت فرمائیں۔

قبیلہ بنو ہذیل کے لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گفتگو اور قرآن مجید کی تلاوت سن کر بہت متاثر ہوئے مگر عذر

Marfat.com

پیش کرتے ہوئے کہنے لگے کہ ہم اپنے آبائی دین کو یکدم کس طرح چھوڑ سکتے ہیں ہم ایک مدت سے اس دین کے پیروکار ہیں اور پھر یہ کہ ہم ملک فارس کے بادشاہ کسریٰ کے اثر تلے اور اس کی رعایا ہیں ہمارا بادشاہ کے ساتھ یہ معاہدہ ہے کہ ہم کسریٰ کے سوا کسی اور کے اثر تلے نہیں رہیں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں کی صاف گوئی کی تعریف فرمائی اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنے دین کا حامی و ناصر ہے۔

(روض الانف بحوالہ سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

میں نے اس سے بہتر چیز کبھی سنی ہی نہیں

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ معمول بنالیا ہوا تھا کہ جو بھی باہر سے مکہ مکرمہ میں آتا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر اسلام پیش فرماتے تھے جبکہ قریش کی یہ کوشش ہوتی تھی کہ عرب کا جو شخص بھی ان کے پاس آتا وہ اسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ڈراتے تھے تاکہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات نہ کرے ایک مرتبہ حضرت طفیل بن عمرو دوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو کہ قبیلہ دوس کے نہایت دانشمند اور سمجھدار لوگوں میں سے تھے مکہ مکرمہ میں آئے قریش کی ایک جماعت نے ان کا استقبال کیا اور ان سے کہا ہمارے درمیان ایک شخص پیدا ہوا ہے جس کے ہاتھوں ہم تنگ ہیں اس کی باتیں جادو کی سی ہیں جو بھی اس کی باتیں سنتا ہے وہ اپنی قوم، اپنے رشتہ داروں اور اپنے گھر والوں کو چھوڑ دیتا ہے اس نے بیٹے سے بھائی کو بھائی سے اور خاوند کو بیوی سے جدا کر دیا ہے۔ ہم آپ کے پاس اس لئے حاضر ہوئے ہیں کہ آپ کو اس کے بارے میں پہلے سے خبردار کر دیں تاکہ آپ کسی بھی طرح اس کے قریب نہ چلے جائیں اور نہ ہی اس کی کوئی بات سن سکیں ورنہ دوسروں کی طرح آپ پر بھی اس کا اثر ہو جائے گا۔

حضرت طفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ قریش نے مجھے اسی قدر ڈرایا کہ میں نے مصمم ارادہ کر لیا کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی بات نہیں سنوں گا اور نہ ان سے بات کروں گا۔ جب صبح میں مسجد حرام کی طرف گیا تو میں نے اپنے کانوں میں روئی ٹھونس لی کہ کہیں ان کی باتوں میں سے کوئی بات میرے کانوں میں نہ پڑ جائے۔ جب میں مسجد میں داخل ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم خانہ کعبہ کے پاس کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک جا کر کھڑا ہو گیا مجھے اشتیاق پیدا ہوا کہ سنوں کیا پڑھ رہے ہیں قرآن مجید کی تلاوت کی آواز میرے کانوں میں آئی مجھے یہ کلام اچھا لگا کہ جس نے مجھ پر اثر کیا میں نے اپنے آپ سے کہا میری ماں مجھ پر روئے بخدا! میں عقل و سمجھ رکھتا ہوں شاعر ہوں کوئی بھی اچھائی برائی مجھ سے پوشیدہ نہیں پھر مجھے کون سی چیز اس سے روکتی ہے کہ یہ جو کچھ کہتے ہیں اسے نہ سنوں۔ جو بات بھی وہ پیش کرتے ہیں اگر اچھی ہوئی تو قبول کر لوں گا اور اگر بری ہوئی تو چھوڑ دوں گا۔ یہ سوچ کر میں وہیں بیٹھ گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہو کر اپنے کاشانہ اقدس کی طرف تشریف لے گئے میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے پیچھے چل پڑا۔

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بیت اطہر میں داخل ہو گئے تو میں نے اجازت طلب کی اور خدمت اقدس میں

Marfat.com

حاضر ہو گیا پھر کہا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کی قوم نے مجھ سے اس اس طرح کی باتیں کی ہیں اور مجھے آپ سے بہت ڈرایا چنانچہ میں آپ سے بچتا رہا اور اس ڈر کے باعث اپنے کانوں میں روئی ٹھونس لی تاکہ آپ کی باتیں میرے کان میں نہ پڑیں مگر اس کے باوجود میں نے آپ سے جو کلام آج سنا ہے اس سے میں بہت متاثر ہوا ہوں اس غرض سے حاضر خدمت ہوا ہوں کہ آپ کس بات کی دعوت دیتے ہیں اگر اس میں بہتری ہوئی تو آپ کی اتباع کروں گا۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ پر اسلام پیش فرمایا۔ قرآن حکیم کی تلاوت فرمائی اللہ کی قسم! میں نے اس سے بہتر چیز کبھی سنی ہی نہیں پھر میں نے اسلام قبول کر لیا۔

(سیرت ابن ہشام جلد اول)

مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیجا ہے

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم گھریلو امور کی طرف سے کافی فکرمند تھے کیونکہ گھر کے کام کاج اور دیگر گھریلو ذمہ داریوں سے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا احسن طریقے سے عہدہ برآ ہوتی تھیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی کمسن تھیں ان کی دیکھ بھال اور پرورش کی ذمہ داری بھی تھی۔ ایک روز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مغموم دیکھ کر حضرت خولہ بنت حکیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ نکاح فرما لیجئے۔ فرمایا کس سے؟ حضرت خولہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نام لئے کہ ان دونوں میں سے جس کے ساتھ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نکاح کرنا پسند فرمائیں تو میں آپ کی طرف سے پیغام لے کر جاؤں گی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دونوں سے بات کرو۔

اس کے بعد حضرت خولہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس گئیں اور ان سے اس سلسلہ میں بات چیت کی۔ حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا عامر قریش قبیلہ سے تعلق رکھتی تھیں والد کا نام زمعہ بن قیس بن عبدالشمس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حنبل بن عامر بن لوی بن غالب القرشی تھا جن کا شجرہ نسب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب مبارک کے ساتھ لوی بن غالب پر جا کر مل جاتا ہے۔ والدہ کا نام شموس بنت قیس بن عمرو تھا۔ بعثت مبارکہ کے ابتدائی دنوں میں ہی مکہ مکرمہ میں اسلام قبول کر لیا تھا پہلا نکاح سکران بن عمرو سے ہوا جو ان کے والد کے چچازاد بھائی تھے حضرت سکران بھی قدیم الاسلام تھے۔ سکران بن عمرو سے شادی کے بعد ایک بچہ عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوا جو 16 ہجری کے آخر میں جنگ جلولا (فارس) میں شہید ہو گیا۔ دونوں میاں بیوی نے حبشہ کی جانب ہجرت ثانیہ کی تھی۔ جب مکہ مکرمہ واپسی ہوئی تو حضرت سکران انتقال کر گئے اور پھر حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیوگی کی حالت میں زندگی گزار رہی تھیں۔ حضرت خولہ بنت حکیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بات سن کر انہوں نے کہا مجھے تو منظور ہے لیکن میرے والد محترم سے بھی پوچھ لو۔

Marfat.com

حضرت خولہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ان کے والد کے پاس گئیں ان کو سلام کیا اور کہا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیجا ہے کہ ان کے لئے حضرت سودہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کی غرض سے بات چیت کروں اور نکاح کا پیغام دوں۔ زمعہ بن قیس نے کہا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بہت ہی اچھے کفو ہیں لیکن سودہ سے بھی تو پوچھو۔ حضرت خولہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا انہوں نے رضامندی کا اظہار کر دیا ہے یہ سن کر زمعہ بن قیس نے بھی رضامندی کر دیا چنانچہ اس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نبوت کے دسویں برس نکاح ہو گیا۔
(زرقانی علی المواہب جلد سوم)

واللہ! ابوبکر نے کبھی وعدہ خلافی نہیں کی

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی پہلی نسبت جبیر بن مطعم کے بیٹے سے ہوئی تھی۔ حضرت خولہ بنت حکیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے نکاح کا پیغام لے کر ان کی والدہ حضرت ام رومان رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس گئیں تو ام رومان رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے رضامندی کا اظہار کیا اس کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھر آئے تو ان کو اس پیغام کے بارے میں بتایا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تردد ہوا کہ عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بھائی کی بیٹی ہے کیا بھائی کی بیٹی کی شادی بھائی سے کی جا سکتی ہے۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کہلا بھیجا کہ میرے اور آپ کے درمیان اسلامی اخوت ہے نسبی اور رضاعی نہیں اس لئے یہ نکاح جائز ہے۔

چونکہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا رشتہ مطعم بن عدی نے اپنے پوتے کیلئے مانگا ہوا تھا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس سے وعدہ بھی کر چکے تھے اس لئے اپنی بیوی حضرت ام رومان رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہا کہ اس سے پہلے مطعم بن عدی نے اپنے پوتے کیلئے پیغام دیا تھا جس پر میں نے اس سے وعدہ کر لیا تھا واللہ! ابوبکر نے کبھی وعدہ خلافی نہیں کی۔ چنانچہ اٹھے اور خود مطعم کے گھر گئے اور اس سے بات کی مطعم نے اپنی بیوی سے پوچھا کہ تمہاری کیا رائے ہے؟ مطعم کی بیوی نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا، اے ابوبکر! کیا تم اس بات کی توقع رکھتے ہو کہ تم ہمارے لڑکے کو ہمارے دین سے پھیر دو گے اور اسے مسلمان کر لو گے اپنی لڑکی دے کر، ایسا نہیں ہو سکتا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مطعم سے پوچھا کہ کیا تم بھی اسی طرح کہتے ہو؟ اس نے کہا ہاں یہ سن کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہاں سے اٹھ آئے اور حضرت خولہ کے ذریعے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کہلا بھیجا کہ نکاح کیلئے تشریف لے آئیں چنانچہ نبوت کے دسویں سال ماہ شوال میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح ہو گیا۔

(زرقانی علی المواہب جلد سوم)

Marfat.com

جبرائیل علیہ السلام نے آکر جگایا

ہجرت مدینہ سے پہلے کا واقعہ ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سو رہے تھے اچانک حضرت جبرائیل علیہ السلام چند فرشتوں کے ساتھ آئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جگایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ مجھے حرم کعبہ میں لے جایا گیا پھر میرا سینہ چاک کر کے قلب باہر نکالا ایک طشت جو ایمان وحکمت سے بھرا ہوا تھا میرا دل اس طشت کے پانی سے دھویا گیا اور پھر اپنے مقام پر لگا دیا گیا اس کے بعد ایک سفید رنگ کی سواری پیش کی گئی جو خچر سے قدرے چھوٹی تھی جہاں تک نگاہ کام کرتی تھی وہاں تک اس کے قدم اٹھتے تھے اس کا نام براق تھا مجھے اس پر سوار کرایا گیا میں بیٹھنے لگا تو براق سرکشی کرنے لگا۔ جبرائیل علیہ السلام نے کہا، اے براق! ادب! تمہیں یہ گستاخی کرتے ہوئے شرم نہیں آتی۔ بخدا! آج تک تجھ پر ان سے بلند مرتبہ انسان نہیں بیٹھا۔ براق نے یہ بات سنی تو کانپنے لگا اور جھک گیا میں اس پر بیٹھ گیا۔

اس سفر کے دوران میرا گزر فلسطین کی وادی ابوہ سے بھی ہوا وہاں پر میں نے ایک خوبصورت عورت کو دیکھا جو بہت خوش شکل اور دنیا کی تمام آرائشوں سے مزین تھی اس کے لباس اور زیورات کی جتنی تعریف کی جائے کم ہے وہ میرے راستے میں کھڑی تھی اس نے مجھے آواز دے کر پکارا کہ ذرا آہستہ۔ میں نے ایک بات پوچھنی ہے میں نے ایک نظر اسے دیکھا اور پھر اس سے نظر پھیر لی۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ کون عورت تھی؟ انہوں نے کہا کہ یہ دنیا ہے جس نے اپنے آپ کو آراستہ وپیراستہ بنا کر آپ کے سامنے لا کھڑا کیا ہے اگر آپ اس کے کہنے پر رک جاتے تو آپ کی امت دنیا کے حسن وجمال کی عاشق ہو جاتی اور آخرت کی پرواہ کئے بغیر دنیا کی غلام رہتی۔ ابھی جبرائیل علیہ السلام بات کر ہی رہے تھے کہ دائیں طرف سے آواز آئی اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! ذرا ٹھہریئے میں نہ رکا آگے بڑھے تو جبرائیل علیہ السلام نے بتایا کہ یہ یہودیوں کا ایک مبلغ ہے اگر آپ اس کی آواز پر رک جاتے تو آپ کی امت یہودیوں کے خیالات پر فریفتہ ہو جاتی۔ ہم مزید آگے بڑھے تو بائیں طرف سے بھی ایسی ہی آواز آئی کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! ذرا ٹھہریئے میں اسے بھی چھوڑ کر آگے بڑھا تو جبرائیل علیہ السلام نے بتایا کہ یہ عیسائیوں کا مبلغ ہے اگر آپ اس کی آواز پر رک جاتے تو عیسائی لوگ آپ کی امت پر چھا جاتے پھر ایک اور شخص ملا جس نے متوجہ کرنا چاہا مگر میں نہ رکا۔ جبرائیل علیہ السلام نے بتایا کہ یہ ابلیس تھا جو آپ کو راستے سے ہٹانا چاہتا تھا۔

(تفسیر روح البیان جلد پنجم، دلائل النبوۃ)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے پہلے شفاعت فرمائیں گے

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اس کے بعد ہم بیت المقدس پہنچے فرشتوں کی ایک جماعت دکھائی دی جس نے مجھے کہا السلام علیک یا اول یا آخر و یا حاشر (میں نے سلام کا جواب دیا) جبرائیل علیہ السلام نے مجھ سے کہا (اس طرح کے اسماء سے سلام کرنا اس لئے ہے کہ) آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے پہلے شفاعت فرمائیں گے

Marfat.com

اور آپ کی شفاعت قبول کی جائے گی کیونکہ آپ اول شافع اور شفیع ہیں اور سب سے آخری نبی ہیں قیامت کے دن حشر آپ ہی کے قدموں میں ہوگا۔

اس کے بعد جبرائیل علیہ السلام نے مجھے براق سے اتارا اور براق کی مسجد کے عقب میں ایک حلقہ میں اس جگہ جنتی ریشم کے رسے سے باندھ دیا۔ جہاں پر کہ گزشتہ انبیاء علیہم السلام کی سواریاں باندھی جاتی تھیں۔ پھر میں مسجد اقصیٰ میں داخل ہوا تمام پیغمبر وہاں پر میرے استقبال کیلئے موجود تھے۔ جبرائیل علیہ السلام نے مجھ سے کہا کہ آگے بڑھئے اور دو رکعت نفل نماز با جماعت ادا فرمائیں اس پر تمام انبیاء کرام علیہم السلام نے صفیں باندھ لیں میں آگے بڑھا اور تمام انبیاء کرام علیہم السلام نے میری اقتداء میں نماز ادا کی۔ اس کے بعد مجھے تین پیالے پیش کئے گئے ایک میں پانی، دوسرے میں شراب اور تیسرے میں دودھ تھا میں نے دودھ کو اختیار کیا اور اس میں سے پی لیا یہ دیکھ کر جبرائیل علیہ السلام نے مبارک باد دیتے ہوئے کہا کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فطرت کو پسند فرمایا اگر آپ شراب کا پیالہ اٹھا لیتے تو آپ کی امت گمراہ ہو جاتی۔

(شرف النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

کیا یہ بلائے گئے ہیں؟

اس کے بعد آسمان کا سفر شروع ہوا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، بیت المقدس سے فارغ ہونے کے بعد جبرائیل علیہ السلام مجھے لے کر آسمان کے دروازوں میں سے ایک دروازے پر پہنچے اس پر فرشتوں میں سے ایک فرشتہ تھا جس کا نام اسماعیل تھا اسکے تابع بارہ ہزار فرشتے تھے جبرائیل علیہ السلام جب مجھے لے کر (پہلے آسمان میں) داخل ہونے لگے تو فرشتے نے پوچھا یہ آپ کے ساتھ کون ہیں؟ جبرائیل علیہ السلام نے بتایا، یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، فرشتے نے پھر پوچھا، کیا یہ بلائے گئے ہیں۔ جبرائیل علیہ السلام نے کہا، ہاں، یہ سن کر فرشتے نے دروازہ کھول دیا اور کہا ایسی ہستی کا آنا مبارک ہو، خوش آمدید۔

فرماتے ہیں جب میں دنیا والے آسمان میں داخل ہوا تو وہاں پر حضرت آدم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ جبرائیل علیہ السلام نے مجھ سے کہا کہ یہ آپ کے والد آدم (علیہ السلام) ہیں ان کے پاس جا کر سلام کیجئے۔ میں ان کے پاس گیا اور ان کو سلام کیا انہوں نے خوش ہو کر میرے سلام کا جواب دیا۔ حضرت آدم علیہ السلام کے دائیں بائیں بہت سے لوگ تھے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے بتایا کہ آدم علیہ السلام پر ان کی اولاد کی روحیں پیش کی جاتی ہیں جب ان کے دائیں جانب سے ایماندار کی روح گزرتی ہے تو اس سے خوش ہوتے ہیں اور کہتے ہیں اچھی روح اپنے جسم سے نکلی ہے اور جب بائیں طرف سے برے لوگوں کی روح گزرتی ہے تو اسے دیکھ کر غمگین ہو جاتے ہیں اور نفرت سے کہتے ہیں گندے جسم سے گندی روح نکلی ہیں۔

(سیرت ابن ہشام جلد اول)

Marfat.com

یہ کون لوگ ہیں؟

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اس کے بعد میں نے دیکھا کہ کچھ لوگ کھیتی باڑی کر رہے ہیں وہ جتنی فصل کاٹتے ہیں اتنی ہی پھر ہو جاتی ہے، میں نے جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ یہ اللہ کی راہ میں صدقہ وخیرات کرنے والے ہیں۔

پھر میں نے کچھ لوگوں کو دیکھا کہ جن کے سر فرشتے پتھروں سے کچل رہے تھے اور وہ پھر اپنی اصلی حالت میں آ جاتے تھے تو وہ پتھر کچلتے تھے میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ کہا گیا یہ وہ لوگ ہیں جو نمازوں کو وقت پر ادا نہیں کرتے تھے۔

پھر میں نے دیکھا کہ کچھ لوگ ہیں جو بھوکے پیاسے اور ننگے ہیں فرشتے ان کو ہنکاتے ہوئے لے رہے تھے اور وہ جانوروں کی طرح گھاس چر رہے تھے میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ مجھے بتایا گیا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے مال میں سے زکوٰۃ وخیرات نہیں دیتے تھے۔

اس کے بعد مجھے کچھ اور لوگ نظر آئے جن کے سامنے ہر طرح کی نعمتیں پڑی ہوئی تھیں۔ دوسری طرف مردار گوشت رکھا ہوا تھا وہ لوگ مردار گوشت کھا رہے تھے اور نعمتوں کی طرف دیکھتے بھی نہیں تھے۔ میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ جبرائیل علیہ السلام نے کہا یہ وہ مرد اور عورتیں ہیں جو اپنے حلال ساتھی کو چھوڑ کر حرام کاری کرتے تھے۔

میں نے کچھ اور لوگوں کو بھی دیکھا جو آتشیں گزرگاہ پر بیٹھے ہوئے تھے اس گزرگاہ کے کانٹوں کی طرح پنجے تھے جس سے گزرنے والوں کے اعضاء اور کپڑے کٹتے تھے۔ میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ کہا گیا یہ وہ لوگ ہیں جو گزرگاہوں میں بیٹھ کر راہگیروں کو تکلیف پہنچاتے ان کے ساتھ ٹھٹھا کرتے اور گالیاں دیتے تھے۔

پھر میں نے کچھ اور لوگوں کو دیکھا جن کے منہ اور ہونٹ آگ کی قینچی سے کاٹے جا رہے تھے کٹنے کے بعد وہ دوبارہ اسی طرح ہو جاتے تو ان کو پھر کاٹ دیا جاتا۔ میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ کہا گیا یہ وہ لوگ ہیں جو حکمرانوں کے پاس جاتے اور ان کی جھوٹی باتوں کی تصدیق کرتے اور ان کو ظلم اور فسق وفجور سے منع کرتے تھے۔

میں نے وہاں پر ایک شخص کو دیکھا کہ جس کی پشت پر بہت زیادہ بوجھ تھا اور وہ حرکت بھی نہیں کر سکتا تھا اس کے باوجود وہ مزید بوجھ لادنے کیلئے کہتا تو اس پر بوجھ لاد دیا جاتا میں نے پوچھا کہ یہ کون ہے؟ کہا گیا کہ یہ وہ آدمی ہے جو امانت میں خیانت کرتا ہے اس کے باوجود کہ لوگوں کے حقوق کا بوجھ اس کی گردن پر ہے ظلم وزیادتی کرتا ہے۔

پھر میں نے کچھ لوگوں کو دیکھا کہ جو آگ کی ایک وادی میں قید ہیں آگ ان کو جلاتی ہے تو وہ پھر ٹھیک ہو جاتے ہیں اور آگ ان کو پھر جلا دیتی ہے۔ میں نے پوچھا کہ یہ کون ہیں۔ جبرائیل علیہ السلام نے کہا یہ ماں باپ کے نافرمان ہیں۔

پھر میں نے دیکھا کہ کچھ لوگ ہیں جن کے کانوں کا گوشت کاٹ کر انہیں دیا جاتا تھا جسے وہ کھاتے تھے۔ میں

Marfat.com

نے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں؟ کہا گیا یہ چغل خور ہیں جو دوسروں کی چغلی اور غیبت کیا کرتے تھے۔

میں نے وہاں پر ایسے لوگوں کو بھی دیکھا جن کے چہرے کی رنگت سیاہ، آنکھیں نیلی ان کے نچلے ہونٹ، ان کے پاؤں کے نیچے روندے جا رہے تھے اور اوپر کے ہونٹ سر پر ڈالے ہوئے تھے ان کے منہ سے پیپ، خون اور گندگی بہتی تھی آگ کے پیالوں میں ان کو جہنمیوں کا خون اور پیپ پینے کیلئے دیا جاتا وہ گدھوں کی طرح آواز نکالتے تھے۔ میں نے پوچھا، یہ کون لوگ ہیں؟ کہا گیا، یہ آپ کی امت کے شرابی ہیں۔

پھر میں نے کچھ اور لوگوں کو دیکھا جن کی زبانیں گدی سے کھینچی ہوئی تھیں ان کی شکلیں سؤر کی طرح مسخ ہو چکی تھیں ان کو اوپر اور نیچے سے عذاب دیا جا رہا تھا میں نے پوچھا، یہ کون لوگ ہیں؟ جبرائیل علیہ السلام نے کہا یہ جھوٹی گواہی دینے والے لوگ ہیں۔

میرا گزر عورتوں کی ایک ایسی جماعت سے بھی ہوا جن کو آگ کا لباس پہنایا گیا تھا فرشتے ان کو گرزوں سے مار رہے تھے اور وہ کتیوں کی طرح آواز نکالتی تھیں۔ میں نے پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ کہا گیا کہ یہ وہ عورتیں ہیں جنہوں نے اپنے خاوندوں کو ناراض کیا۔

میں نے کچھ ایسے لوگوں کو بھی دیکھا جن کے پیٹ پھولے ہوئے تھے رنگ زرد، ہاتھ پاؤں میں بیڑیاں اور ان کی گردن میں طوق پڑے ہوئے تھے وہ جب اٹھنا چاہتے تو ان کے پیٹ نیچے کھینچ جاتے اور وہ منہ کے بل گر پڑتے انہیں عذاب نے گھیر رکھا تھا۔ میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ کہا گیا کہ یہ سود خور ہیں۔

میں نے وہاں پر ایسے لوگوں کو بھی دیکھا جن کو آگ کی چھریوں سے ذبح کیا جا رہا تھا ان میں سے سیاہ اور گندا خون بہتا تھا وہ پھر زندہ ہو جاتے تو انہیں پھر قتل کر دیا جاتا۔ میں نے پوچھا، یہ کون لوگ ہیں جبرائیل علیہ السلام نے کہا یہ وہ لوگ ہیں جو ناحق خون بہاتے اور مومنوں کو قتل کرتے ہیں۔

پھر میں نے ایسے لوگوں کو دیکھا جن کے ہونٹ اونٹوں کے ہونٹوں جیسے تھے ان کے ہاتھوں میں آگ کے ٹکڑے گول پتھروں کی طرح تھے وہ انہیں اپنے منہ میں ڈالتے تو وہ ان کی پشت میں سے نکلتے میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ کہا گیا یہ ظلم سے یتیموں کا مال کھا جانے والے ہیں۔

پھر میں نے ایسی عورتوں کو دیکھا جو اپنی چھاتیوں سے لٹکی ہوئی تھیں، میں نے پوچھا یہ کون ہیں؟ جبرائیل علیہ السلام نے کہا یہ وہ عورتیں ہیں جنہوں نے اپنے خاوندوں کے ذمے وہ بچے لگا دیے جو ان کی اولاد میں سے نہیں تھے۔

(سیرت ابن ہشام جلد اول، زرقانی علی المواہب جلد سوم، مدارج النبوۃ جلد دوم)

یہ آپ کے ساتھ کون ہیں؟

سیدنا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اس کے بعد جبرائیل علیہ السلام مجھے دوسرے آسمان پر لے گئے۔ دربان نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کے دروازہ کھٹکھٹانے پر پوچھا کہ کون ہے؟ جبرائیل علیہ السلام نے اپنا

Marfat.com

نام بتایا، پوچھا گیا، یہ آپ کے ساتھ کون ہیں؟ کہا، محمد صلی اللہ علیہ وسلم پوچھا گیا کیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث کر دیئے گئے ہیں، کہا گیا ہاں، اس نے خوش ہو کر دروازہ کھول دیا۔ یہاں پر میری ملاقات حضرت یحییٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام سے ہوئی۔ جبرائیل علیہ السلام نے تعارف کراتے ہوئے کہا کہ ان کو سلام کیجئے۔ میں نے ان کو سلام کیا انہوں نے جواب دیا، خوش آمدید اے صالح بھائی اور صالح نبی، عیسیٰ علیہ السلام نے مجھ سے مصافحہ کیا۔

اس کے بعد مجھے تیسرے آسمان پر لے جایا گیا۔ جہاں میں نے یوسف علیہ السلام کو دیکھا۔ جبرائیل علیہ السلام نے مجھے کہا کہ انہیں سلام کیجئے۔ میں نے سلام کیا انہوں نے میرے سلام کا جواب دیا اور مجھ سے معانقہ فرمایا جب میں وہاں سے آگے بڑھا تو داؤد علیہ السلام اور سلیمان علیہ السلام سے ملاقات ہوئی میں نے سلام کیا انہوں نے سلام کا جواب دیا۔

پھر مجھے چوتھے آسمان پر لے جایا گیا تو میں نے ایک شخص کو دیکھا اور جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ انہوں نے کہا یہ ادریس علیہ السلام ہیں۔ ادریس علیہ السلام سے ملاقات اور سلام جواب کے بعد مجھے پانچویں آسمان پر لے جایا گیا جہاں ہارون علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ پھر مجھے چھٹے آسمان پر لے جایا گیا جہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی جو بیت المعمور کے دروازے کے پاس کرسی پر بیٹھے ہوئے تھے جس میں روزانہ ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں جو قیامت کے دن تک پھر اس میں سے واپس نہیں آتے۔ جبرائیل علیہ السلام نے مجھ سے کہا یہ آپ کے والد (یعنی جد امجد) ابراہیم علیہ السلام ہیں میں نے انہیں سلام کیا انہوں نے سلام کا جواب دیا۔

(سیرت ابن ہشام جلد اول)

میں اس سے آگے نہیں بڑھ سکتا

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سات آسمانوں سے گزر کر مزید آگے بڑھے حضرت جبرائیل علیہ السلام تمام حجابات سے گزرتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب رہے ہر مقام پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے یہاں تک کہ سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچ گئے علماء کرام کا کہنا ہے کہ یہ وہ مقام ہے کہ جو کچھ نیچے سے اوپر جاتا ہے سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچتا ہے اور جو کچھ اوپر سے نیچے آتا ہے وہ سدرۃ المنتہیٰ پر آتا ہے اور یہ اللہ تعالیٰ اور عالم خلق کے درمیان آخری حد کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس مقام پر پہنچ کر حضرت جبرائیل علیہ السلام کے قدم رک گئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے واپسی کی اجازت چاہی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے جبرائیل (علیہ السلام)! آپ مجھے تنہا چھوڑے جا رہے ہیں۔ جبرائیل علیہ السلام نے کہا میں اس سے آگے نہیں بڑھ سکتا۔

(شرف النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

Marfat.com

میں اس تعداد پر راضی ہوں

حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت جبرائیل علیہ السلام کو وہاں پر چھوڑ کر آگے بڑھے اور عرش الٰہی کے دائیں طرف جا پہنچے یہاں پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پروردگار عالم کی بڑی بڑی نشانیاں دیکھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں اس مقام پر تھا کہ عرش معلّٰی سے ایک قطرہ ٹپکا اور میری زبان پر گرا اس سے لذیذ ترین چیز کسی نے نہ چکھی ہوگی اس قطرے سے اللہ تعالیٰ نے مجھے اولین و آخرین کا علم عطا فرمایا۔

اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ سے ہمکلامی کا شرف عطا ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر وہ چیز عطا فرمائی جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے طلب کی بلکہ جس چیز کو نہیں طلب کیا وہ بھی عطا فرمائی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرشتوں کو مختلف انداز سے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے دیکھا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کیلئے ان عبادات کو ان کا حصہ بنا دیا۔ رکوع، قیام، سجود، التحیات، ان کی عبادت اور خصوصاً نماز تحت الثریٰ کے فرشتوں سے لے کر عرش معلّٰی تک کے فرشتوں کی طرز عبادت کا ایک نمونہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو بے شمار عطیات عطا ہوئے ان میں سے تین انعامات بہت ہی خاص ہیں یعنی سورۂ بقرہ کی آخری آیات، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات کی خوشخبری عطا ہونا کہ مشرک کے سوا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے ہر شخص کو بخش دیا جائے گا اور امت پر نماز پنجگانہ کی فرضیت۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے معراج کی شب پچاس نمازیں فرض کی گئیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب وہاں سے واپس تشریف لا رہے تھے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ تعالیٰ نے کتنی نمازیں فرض کی ہیں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک دن میں پچاس، موسیٰ علیہ السلام نے کہا نماز بڑی بوجھل چیز ہے۔ جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کمزور ہے اس لئے آپ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں واپس جایئے اور نمازیں کم کروایئے۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم واپس گئے تو دس نمازیں کم ہوگئیں دوسری مرتبہ گئے تو مزید کم ہوگئیں۔ اسی طرح جاتے رہے اور نمازیں کم ہوتی رہیں۔ حتیٰ کہ ایک دن میں پانچ نمازیں رہ گئیں۔

اس کے بعد جب پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس پہنچے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا، آپ پھر واپس جایئے اور مزید کمی کروایئے کیونکہ میں آپ سے پہلے لوگوں کو آزما چکا ہوں وہ ان پانچ نمازوں میں بھی سستی کریں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اتنی مرتبہ گیا ہوں اور اس قدر نمازیں کم کرائی ہیں کہ اب مجھے حیاء آتی ہے میں اس تعداد پر راضی ہوں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جب میں اس مقام سے آگے بڑھا تو ندا آئی میں نے بندوں پر اپنا فرض نافذ کر دیا۔ نماز پنجگانہ آپ کی امت پر فرض کر دی جو کوئی پابندی سے روزانہ نماز پنجگانہ ادا کرے گا انہیں پچاس

Marfat.com

نمازوں کا ہی اجر ملے گا۔

اس کے ساتھ ہی اللہ رب العزت نے یہ بھی فرمایا کہ اگر آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے کسی امتی نے نیکی کا ارادہ کیا اور اسے نہ کر سکا تو تب بھی اس کے نامہ اعمال میں ایک نیکی لکھ دی جائے گی اور اگر اسے کر لیا تو دس نیکیوں کا ثواب عطا کیا جائے گا اس کے برعکس جس نے برائی کا ارادہ کیا اور اسے نہ کر سکا تو اسے لکھا نہیں جائے گا اور اگر اس نے وہ برائی کر لی تو ایک ہی برائی لکھی جائے گی۔

(کتاب الشفا جلد اول)

میں تصدیق کرتا ہوں

اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لائے اور مکہ مکرمہ پہنچ گئے اس ضمن میں حضرت ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جس رات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج کرائی گئی اس رات آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر میں جلوہ افروز تھے۔ آخر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز عشاء پڑھی اور ہمارے درمیان محو خواب ہو گئے۔ فجر طلوع ہونے سے ذرا پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بیدار کر دیا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز پڑھ کر فارغ ہو گئے تو فرمایا اے ام ہانی (رضی اللہ عنہا)! میں نے آخر میں تمہارے ساتھ عشاء کی نماز ادا کی جیسا کہ تم نے مجھے اس وادی میں دیکھا اس کے بعد میں بیت المقدس گیا اور اس میں نماز پڑھی پھر صبح کی نماز اب تمہارے ساتھ پڑھی ہے جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو۔

حضرت ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں اس عجیب بات کو آپ دوسروں کے سامنے بیان نہ فرمائیں کیونکہ وہ یقین نہیں کرینگے اور آپ کو جھوٹا کہیں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، خدا کی قسم! میں اس واقعہ کو کسی سے نہیں چھپاؤں گا۔

اس حوالے سے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسجد حرام میں تشریف لائے اور بیٹھ گئے۔ اسی اثناء میں ابوجہل وہاں پر آیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مذاق کے طور پر بات کرتے ہوئے کہنے لگا، اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! کیا آج کوئی نئی بات ہوئی ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ہاں آج میں بیت المقدس گیا اور پھر وہاں سے تمام آسمانوں تک گیا۔ ابوجہل نے پوچھا آج رات کو گئے اور صبح کو واپس مکہ میں آ گئے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ہاں۔ اس پر بولا، کیا یہ بات آپ قوم کے سامنے بھی کرینگے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اثبات میں جواب دیا جس پر اس نے باآواز بلند چیختے ہوئے وہاں پر موجود تمام لوگوں کو بلایا سب لوگ وہاں پر جمع ہو گئے۔ ابوجہل بولا، اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! جو کچھ آپ نے ابھی مجھ سے کہا ہے ان لوگوں کے سامنے بھی کہہ دیجئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، آج شب مجھے بیت المقدس لے جایا گیا اور پھر وہاں سے آسمانوں پر لے جایا گیا۔ یہ سن کر سب لوگ حیرت زدہ ہو گئے۔

Marfat.com

ابو جہل بڑا خوش تھا کہ اب موقع ہاتھ آ گیا ہے کیونکہ یہ ایسی بات تھی جس پر اس کے خیال میں کوئی بھی یقین نہیں کر سکتا تھا چنانچہ اس نے منافقین کی ایک جماعت کو ساتھ لیا اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس پہنچا اور کہا آپ کو معلوم ہے کہ آپ کے ساتھی نے کیا بات کی ہے؟ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا کیا بات انہوں نے فرمائی ہے؟ ابو جہل بولا، وہ کہتے ہیں کہ رات کو مجھے بیت المقدس میں لے جایا گیا پھر آسمانوں پر گیا حالانکہ وہ رات کو مکہ میں ہی موجود تھے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، کیا یہ بات حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے۔ ابو جہل نے کہا ہاں انہوں نے اسی طرح ہی کہا ہے۔ اس پر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ اس میں حیران ہونے کی کیا بات ہے۔ میں آپ کی آسمانی خبروں کی تصدیق کرتا ہوں اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے تو میں (اس کی بھی) تصدیق کرتا ہوں۔

(کتاب الشفاء جلد اول، دلائل النبوۃ)

بے شک محمد صلی اللہ علیہ وسلم سچ فرماتے ہیں

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس بات کی خبر پورے مکہ مکرمہ میں پھیل گئی۔ مخالفین بڑھ چڑھ کر باتیں کر رہے تھے۔ قریش کی مجالس میں اسی بات کا تذکرہ اور موضوع چھڑا ہوا تھا۔ چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا تھا کہ میں بیت المقدس میں گیا اس بات کو سب جانتے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کے علم کے مطابق کبھی بھی بیت المقدس نہیں گئے تھے اور نہ ہی آپ نے بیت المقدس کو دیکھا تھا جبکہ روساء قریش میں بہت سے ایسے لوگ موجود تھے جنہوں نے بیت المقدس کو بہت اچھی طرح دیکھا ہوا تھا۔ اس لئے وہ سب اکٹھے ہو کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا، اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آسمانوں کے حالات کے بارے میں تو ہم نہیں جانتے لیکن ہم میں سے بہت سے لوگوں نے بیت المقدس کو دیکھا ہوا ہے اس لئے آسمان کی باتوں کو تو چھوڑیں ہمیں بیت المقدس کی نشانیاں بتا دیں تاکہ پتہ چل جائے کہ آپ سچ کہتے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ بیت المقدس کے ایک حصے میں تشریف لے گئے تھے اور اس سفر کے دوران پورے بیت المقدس کو دیکھنے کا موقع نہ ملا تھا اس لئے طبیعت عالیہ پر کچھ ملال سا طاری ہوا کہ ان لوگوں کو کیا نشانیاں بتائیں اسی اثناء میں حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے اسی وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہوں کے سامنے سے تمام پردے ہٹ گئے اور بیت المقدس جناب عقیل کے گھر کے پاس سامنے آ موجود ہوا قریش جو جو نشانیاں پوچھتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیان فرماتے جاتے۔ قریش بڑے حیران ہوئے اور کہنے لگے، نشانیاں تو آپ نے ٹھیک بتائی ہیں لیکن جس راہ سے آپ بیت المقدس گئے ہیں اس راستے میں ہمارے کچھ قافلے بھی آمد و رفت کر رہے ہیں ان کے بارے میں بھی کچھ بتائیے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے (اس راستے میں) تین قافلوں کو دیکھا ایک قافلہ اپنے گمشدہ اونٹ

Marfat.com

کی تلاش میں تھا میں نے ان کے برتن میں سے پانی پیا تھا وہ جب آئیں تو ان سے پوچھ لینا کہ جب وہ اونٹ کو ڈھونڈنے کے بعد واپس آئے تو برتن میں پانی تھا یا نہیں۔ ذی مروہ میں اس قافلہ میں سے دو شخص ایک اونٹ پر سوار تھے ان کی سواری میری سواری سے ڈر کر بھاگی ان میں سے ایک گر گیا اور اس کا ہاتھ ٹوٹ گیا۔ تیسرا تمہارا قافلہ میں نے مقام تنعیم میں (آخری بار) دیکھا تھا۔ فلاں فلاں دو اشخاص خاکستری رنگت والے اونٹوں پر سوار تھے ان اونٹوں پر سامان کے دو دھاری دار بورے لدے ہوئے تھے اور وہ قافلہ کے آگے آگے چل رہے تھے وہ طلوع آفتاب کے وقت یہاں پہنچ جائیں گے۔

قریش نے یہ سنا تو اس بات کی تصدیق کرنے کی غرض سے ایک پہاڑی کی طرف بھاگے وہ یہ سمجھ رہے تھے کہ یہ بات ضرور جھوٹی ہوگی اور ہمیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جھٹلانے کا موقع ہاتھ آجائے گا وہ سب بڑی امید لگائے سورج کے طلوع ہونے کا انتظار کر رہے تھے اور سوچ رہے تھے کہ ممکن ہے سورج طلوع ہو جائے اور قافلہ نہ آئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان غلط ہو جائے۔ یکا یک ان میں سے ایک پکار کر بولا وہ دیکھو سورج طلوع ہو رہا ہے۔ ابھی وہ اپنا جملہ مکمل بھی نہ کر پایا تھا کہ ان میں سے دوسرا شخص چیخا خدا کی قسم! اونٹوں کا قافلہ آ گیا اور وہ دو شخص خاکستری رنگ کے اونٹوں پر دھاری دار دو بوروں کے ساتھ قافلے کے آگے آگے آ رہے ہیں۔

قافلہ جب ان کے پاس پہنچ گیا تو انہوں نے تحقیق کی غرض سے قافلہ والوں سے ان باتوں کے بارے میں پوچھا جو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بتائی تھیں تو ان کو بتایا گیا کہ ان کا ایک اونٹ بھاگ اٹھا تھا اور سوار کا ہاتھ گرنے سے ٹوٹ گیا تھا۔ یہ سن کر انہوں نے کہا بے شک محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سچ فرماتے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود انہوں نے ایمان قبول نہ کیا۔

(تفسیر روح المعانی جلد پنجم، سیرت ابن ہشام جلد اول)

واللہ! ضرور یہ وہی نبی ہیں

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت مدینہ طیبہ میں عرب کے دو قبائل اوس اور خزرج آباد تھے جبکہ یہودیوں کی بھی کافی تعداد وہاں پر تھی۔ یہودی اہل کتاب تھے مگر اوس اور خزرج کے لوگوں کی اکثریت بت پرست تھی۔ اوس اور خزرج پہلے پہل آپس میں اتحاد و اتفاق سے رہتے تھے مگر پھر رفتہ رفتہ ان کے مابین جھگڑے شروع ہو گئے اور ان دونوں قبیلوں نے آپس میں کافی لڑائیاں لڑیں جس سے ان کی طاقت کمزور پڑ گئی اوس اور خزرج میں آخری لڑائی جنگ بعاث ہوئی جو بڑی خونریز جنگ تھی اس جنگ میں دونوں قبیلوں کے لاتعداد بہادر اور دلیر افراد مارے گئے۔ یہودی اگرچہ مدینہ منورہ میں ان قبائل کے مقابلے میں کم تعداد میں تھے مگر علمی اور مالی لحاظ سے کافی مستحکم تھے یہی وجہ تھی کہ یہودیوں نے ان دونوں قبائل پر اپنا رعب اور اثر رکھا ہوا تھا جب کبھی ان کا بت پرستوں سے جھگڑا ہوتا تو یہودی ان سے کہتے ابھی چند دنوں میں ایک نبی کی بعثت ہونے والی ہے جس کا زمانہ بہت قریب آچکا ہے ہم اس نبی

Marfat.com

کی پیروی کریں گے اور اس کے ساتھ مل کر تمہیں عاد و ارم کی طرح قتل کریں گے۔

یہ حج کے دنوں کا واقعہ ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے معمول کے مطابق تبلیغ اسلام کیلئے نکلے اور عرب کے قبائل کے پاس پہنچے 11 نبوی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم منیٰ کے میدان میں تشریف لے آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عقبیٰ کے مقام پر بنوخزرج کے چھ افراد نے ملاقات کی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا کہ تم کون ہو؟ انہوں نے بتایا کہ ہم قبیلہ خزرج سے تعلق رکھتے ہیں فرمایا، کیا تم یہودیوں کے دوست ہو۔ انہوں نے اثبات میں جواب دیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم بیٹھو گے نہیں کہ میں تم سے کچھ بات کروں۔ انہوں نے کہا کیوں نہیں ہم ضرور بیٹھ کر آپ سے گفتگو کرینگے۔ پھر وہ بیٹھ گئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کو اسلام کی دعوت دی اور قرآن حکیم کی چند آیات سنائیں۔ یہ لوگ بہت متاثر ہوئے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ان لوگوں کو دعوت اسلام دی تو وہ آپس میں کہنے لگے واللہ! ضرور یہ وہی نبی ہیں جس کا ذکر یہودی ہم سے کیا کرتے تھے جلدی کرو کہیں یہودی ان کی پیروی کرنے میں ہم پر سبقت نہ لے جائیں چنانچہ انہوں نے اسلام قبول کرلیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بات پر بیعت کی کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرینگے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی خلاف ورزی نہیں کرینگے اور یہ کہ اگر اس عہد کو پورا کرینگے تو جنت میں داخل ہوں گے اور اگر کفر و شرک کے علاوہ دیگر امور کی پابندی نہیں کرسکیں گے تو ان کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہوگا اللہ تعالیٰ چاہے تو ان کو بخش دے چاہے تو عذاب دے۔

قبول اسلام کے بعد انہوں نے عرض کی، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہماری قوم باہمی عداوت اور لڑائی جھگڑوں میں مبتلا ہے ہم ان کے پاس جائیں گے اور ان کو بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے بارے میں بتائیں گے اور ان کو بھی اسلام قبول کرنے کی دعوت دیں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی اس بات کو پسند فرمایا۔ قبیلہ خزرج کے یہ چھ لوگ جنہوں نے اسلام قبول کیا ان کے نام یہ ہیں۔ 1۔ حضرت جابر بن عبداللہ بن ریاب، 2۔ حضرت عوف بن حارث، 3۔ حضرت ابوالہیثم بن تیہان، 4۔ حضرت رافع بن مالک بن العجلان، 5۔ حضرت ابو امامہ اسد بن زرارہ، 6۔ حضرت قطبہ بن عامر بن حدید رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

یہ لوگ جب مدینہ طیبہ میں اپنی قوم کے پاس پہنچے تو ان سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں بیان کیا اور ان کو دعوت اسلام دی چنانچہ بہت سے لوگ مسلمان ہوگئے۔

(زرقانی جلد اول، مدارج النبوۃ جلد دوم)

تم مجھے اپنے درمیان کیسا سمجھتے ہو

اس سے اگلے برس 12 نبوی میں حج کے ایام میں مدینہ طیبہ کے بارہ افراد نے منیٰ کی اس گھاٹی میں چھپ کر اسلام قبول کیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بات پر بیعت کی کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں گے، چوری

Marfat.com

نہیں کرینگے، زنا کا ارتکاب نہیں کرینگے، اپنی اولاد کو قتل نہیں کرینگے۔ جان بوجھ کر کسی پر جھوٹی تہمت نہیں لگائیں گے اور نہ کسی اچھی بات میں آپ کے حکم کے خلاف جائیں گے۔ اس بیعت کو بیعت عقبہ اولیٰ کہا جاتا ہے۔

جب یہ لوگ واپس جانے لگے تو انہوں نے درخواست کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اسلامی احکامات کی تعلیم کیلئے کسی کو ہمارے ساتھ کر دیں جس کو ان باتوں کا علم ہو اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان لوگوں کے ساتھ روانہ فرمایا اور انہیں حکم دیا کہ ان لوگوں کو قرآن حکیم پڑھائیں دین اسلام کی تعلیم دیں اور ان میں دین کی سمجھ پیدا کریں۔ حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ طیبہ میں حضرت اسد بن زرارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان میں قیام پذیر ہوئے اور مدینہ طیبہ میں اسلام کی تبلیغ کا سلسلہ شروع کیا ہر ایک کے پاس جاتے اور ان کو اسلام کی دعوت دیتے جس سے چند دنوں میں بہت سے لوگ مسلمان ہو گئے۔

ان کی تبلیغ سے حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اسلام قبول کرلیا۔ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قبیلہ اوس کے سردار تھے اور کافی اثر ورسوخ رکھتے تھے ان کو جب یہ پتہ چلا کہ حضرت مصعب بن عمیر مدینہ منورہ میں اسلام پھیلا رہے ہیں تو بہت ناراض ہوئے حضرت مصعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے تاکہ سختی سے انہیں اس کام سے منع کریں۔ حضرت مصعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے کہا آپ تشریف رکھیں اور میری بات سن لیں اگر کوئی بات آپ کی مرضی کے مطابق ہوئی اور اس کی طرف آپ کا دل مائل ہو تو اس بات کو قبول کر لیجئے گا اگر ناپسند ہو تو آپ کے پاس سے اس ناپسندیدہ چیز کو دور کر دیں گے۔ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا یہ تو انصاف کی بات تم نے کی ہے اور پھر زمین پر ان کے پاس بیٹھ گئے۔

حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو دعوت اسلام دی اور قرآن مجید پڑھ کر سنایا۔ جسے سن کر حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت متاثر ہوئے اسلام کی رغبت ان کے دل میں پیدا ہو گئی اور کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گئے اس کے بعد اپنی قوم کی طرف گئے اور منادی کروا کر تمام مردوں اور عورتوں کو جمع کیا جب لوگ اکٹھے ہو گئے تو انہوں نے قوم سے مخاطب ہو کر کہا تم مجھے اپنے درمیان کیسا سمجھتے ہو؟ انہوں نے کہا ہم آپ کو اپنے میں سب سے بہترین سمجھتے ہیں آپ ہمارے سردار ہیں ہم سب میں بہترین رائے رکھتے ہیں اور بڑی عقل والے ہیں۔ آپ کیا چاہتے ہیں فرمایئے ہم آپ کے تابعدار ہیں۔

حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے فرمایا، تم میں سے کسی مرد اور عورت کا اس وقت تک میرے ساتھ بات کرنا حرام ہے جب تک تم اللہ تعالیٰ پر ایمان نہ لاؤ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کرو۔ آپ کی یہ بات سن کر ان کے قبیلہ بنو عبدالاشہل کے تمام مرد و خواتین نے اسلام قبول کر لیا۔

(سیرت ابن ہشام جلد اول)

Marfat.com

آپ ہم سے کس طرح کی بیعت لینا چاہتے ہیں

بعثت کے تیرہویں سال موسم حج میں ایام تشریق کی دوسری شب عقبہ میں مدینہ منورہ کے تقریباً ستر مردوں اور دو عورتوں نے اپنے بت پرست ساتھیوں سے پوشیدہ رہ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دست اقدس پر اسلام قبول کیا۔ اس موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی موجود تھے جو کہ اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے انہوں نے اہل مدینہ سے کہا کہ اے اہل مدینہ! تم جانتے ہو کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام و مرتبہ ہم میں کس قدر بلند ہے آپ ہماری قوم میں سب سے زیادہ عزیز اور سب سے زیادہ محترم ہیں ہم نے آپ کو دشمنوں کی ایذاء رسانی سے اب تک محفوظ رکھا ہوا ہے اور اب بھی ہم ان کی حفاظت کا عزم کئے ہوئے ہیں یہ اپنے شہر میں محفوظ ہیں مگر یہ اپنا وطن چھوڑ کر تمہاری طرف جانے اور تم سے مل کر رہنے کے سوا دوسری کسی بات کو نہیں مان رہے لہٰذا اگر تم سمجھتے ہو کہ تم ان کو مدینہ منورہ میں لے جا کر دشمنوں اور مخالفین کے شر سے محفوظ رکھو گے اگر ایسا کر سکو تو ٹھیک ہے اور اگر تمہیں اپنے آپ پر اعتماد نہیں ہے تو ابھی اس کام سے دستبردار ہو جاؤ کیونکہ یہ اپنی قوم میں اور اپنے شہر میں معزز و محفوظ ہیں۔

مدینہ والوں نے ان سے کہا، اے عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! آپ نے جو کہا وہ ہم نے سن لیا مگر یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ خود ارشاد فرمائیں کہ آپ ہم سے کس طرح کی بیعت لینا چاہتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے ساتھ اس بات کی بیعت کرو کہ تم ہر حالت میں راحت ہو یا تنگی میری اطاعت و فرمانبرداری کرو گے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرو گے کلمہ حق کہنے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈرو گے تم اسی طرح میری حفاظت کرو گے جس طرح تم اپنے بچوں اور عورتوں کی حفاظت کرتے ہو۔

(سیرت ابن ہشام جلد اول)

ہمیں یہ تمام شرطیں منظور ہیں

اس موقع پر حضرت براء بن معرور رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم ان تمام باتوں پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کرتے ہیں پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دست اقدس تھام کر کہا قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو سچائی سے نبی بنا کر بھیجا ہے ہمیں یہ تمام شرطیں منظور ہیں اور ہم ضرور ان تمام چیزوں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کریں گے جن سے ہم اپنی عورتوں (اور بچوں) کی حفاظت کرتے ہیں۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم سے بیعت لے لیجئے۔ واللہ! ہم سپاہی اور جنگجو لوگ ہیں جنگ تو ہمیں ہمارے بزرگوں کی طرف سے میراث میں ملی ہے۔

حضرت ابو الہیثم بن التیہان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بات ٹوکتے ہوئے کہا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہمارے اور یہودیوں کے درمیان پرانے تعلقات ہیں ہم ان تعلقات کو ختم کریں گے اور

Marfat.com

پھر جب اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو غلبہ ونصرت عطا فرمائے گا تو کہیں ایسا تو نہ ہوگا کہ آپ ہمیں چھوڑ کر اپنے قبیلہ اور قوم کے پاس واپس تشریف لے جائیں۔ یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے اور فرمایا (ایسا نہیں ہوگا) میرا خون تمہارا خون ہے اور میری قبر تمہاری قبر ہے یعنی میری قبر وہاں ہوگی۔ جہاں تمہاری قبریں ہوں گی (اسی شہر میں) تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں میں اس ہر شخص سے جنگ کروں گا جو تمہارے ساتھ جنگ کرے گا اور ہر اس شخص سے صلح کروں گا جس سے تم صلح کرو گے۔

(زرقانی علی المواہب جلد اول، سیرت ابن ہشام جلد اول)

تم لوگ کس بات پر بیعت کر رہے ہو

اہل مدینہ جب بیعت عقبہ ثانیہ کرنے لگے تو حضرت عباس بن عبادہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے کہا میرے بھائیو! تم جانتے ہو کہ تم لوگ کس بات پر بیعت کر رہے ہو۔ پھر کہا کہ خوب سمجھ لو تم لوگ اس بات پر بیعت کر رہے ہو کہ سب کے خلاف جنگ کرو گے اگر تم یہ سمجھتے ہو کہ تمہارا مال اس معاملے میں برباد ہو جائے گا اور تم میں سے بلند مرتبہ لوگ مارے جائیں گے تو ان سے روگردانی کرلو گے تو پھر انہیں ابھی چھوڑ دو کیونکہ واللہ! اگر تم نے ایسا کیا تو تم دنیا و آخرت میں ذلیل و رسوا ہو جاؤ گے اور اگر یہ سمجھتے ہو کہ تم اپنے مال کی بربادی اور بلند مرتبہ افراد کے مارے جانے کی کوئی پرواہ نہیں کرو گے تو پھر اس معاملے کو ہاتھ میں لو اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو قبول کرلو کیونکہ یہ دنیا و آخرت میں سب سے بہترین چیز ہے۔ انہوں نے جواب دیا ہم اسے اپنے مال کی بربادی اور سرکردہ لوگوں کے مارے جانے کے باوجود قبول کرتے ہیں۔ لیکن یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اگر ہم نے اس میں وفاداری کی تو ہمیں کیا ملے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جنت۔ انہوں نے عرض کیا، اپنا دست اطہر بڑھایئے تاکہ ہم بیعت کریں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دست مبارک دراز فرمایا تو سب نے بیعت کی۔

بیعت ہو جانے کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں سے بارہ اشخاص کو نقیب (یعنی سردار) مقرر فرمایا ان میں سے نو خزرج اور تین قبیلہ اوس سے تعلق رکھتے تھے۔ قبیلہ خزرج میں سے جن کو نقیب مقرر فرمایا ان کے اسمائے مبارکہ یہ ہیں۔ حضرت سعد بن عبادہ، حضرت عبداللہ بن رواحہ، حضرت عبادہ بن الصامت، حضرت براء بن معرور، حضرت منذر بن عمرو بن خنیس، حضرت عبداللہ بن عمرو، حضرت رافع بن مالک، حضرت سعد بن ربیع اور حضرت ابو امامہ اسعد بن زرارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

قبیلہ اوس میں سے جن کو نقیب مقرر فرمایا ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔ حضرت اسید بن حضیر، حضرت سعد بن خیثمہ اور حضرت ابوالہیثم بن تیہان رضی اللہ تعالیٰ عنہم بعض کا کہنا ہے کہ حضرت ابوالہیثم بن تیہان کی بجائے حضرت رفاعہ بن عبدالمنذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مقرر فرمایا۔ (واللہ اعلم بالصواب)

(زرقانی علی المواہب جلد اول، سیرت ابن ہشام جلد اول)

Marfat.com

ہمیں ابھی اس کا حکم نہیں دیا گیا:

اہل مدینہ کی اس جماعت نے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کر لی تو شیطان عقبہ کی چوٹی پر سے بلند آواز میں چیخا، اے منیٰ والو! کیا تمہیں معلوم ہے کہ مذمم (یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم) اور اس کے ساتھ جو بے چین لوگ ہیں یہ سب تم سے جنگ کیلئے جمع ہوئے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے شیطان لعین کی یہ آواز سنی تو فرمایا یہ اس گھاٹی کا ازب (نامی شیطان) ہے۔ پھر فرمایا، اے دشمن خدا! سن لے اب میں تیری خبر لوں گا۔ اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل مدینہ سے فرمایا کہ اپنی اپنی سواریوں کی طرف متفرق ہو کر چلے جاؤ۔ حضرت عباس بن عبادہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ کی قسم! اگر آپ حکم فرمائیں تو ہم کل صبح منیٰ میں جو لوگ ہیں ان کے ساتھ جنگ کریں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہمیں ابھی اس کا حکم نہیں دیا گیا۔ اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے یہ سب اپنی اپنی قیام گاہ پر چلے گئے۔

جب صبح ہوئی تو قریش میں سے کچھ لوگ ان کے پاس آئے اور کہا۔ اے گروہ خزرج! ہم نے سنا ہے کہ تم لوگ ہمارے آدمی (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس اس لئے آئے ہو کہ ان کو مدینہ لے جاؤ اور ان کے ساتھ مل کر ہمارے ساتھ جنگ کرو۔ واللہ! عرب کا کوئی قبیلہ ایسا نہیں کہ جس سے ہمارا جنگ میں الجھنا بہ نسبت تمہارے زیادہ ناپسند ہو۔ ان کی یہ بات سن کر مشرکین میں سے چند لوگ اٹھے جو اہل مدینہ کے ساتھ ہی آئے ہوئے مگر بیعت عقبہ ثانیہ کے واقعہ سے لاعلم تھے قسمیں کھا کر کہنے لگے ایسی تو کوئی بات نہیں ہوئی اور نہ ہی ہمیں ایسی کسی بات کا علم ہے۔ کفار مکہ اس بات سے مطمئن ہو گئے اور واپس چلے گئے۔

جب اہل مدینہ منیٰ سے واپس مدینہ منورہ جانے لگے تو اسی دوران قریش کو اس بات کی تصدیق ہوگئی کہ کچھ لوگوں نے بیعت کی ہے اس پر وہ غضبناک ہوئے اور اہل مدینہ کا تعاقب کیا۔ سب لوگ تو بخیریت نکل گئے مگر حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے قابو آ گئے جن کو پکڑ کر وہ مکہ مکرمہ میں لے آئے اور ان کو قید کر دیا۔ مشرکین مکہ میں سے جب جبیر بن مطعم اور حارث بن حرب بن امیہ کو اس بات کی خبر ہوئی تو وہ آئے اور کہا ہماری تجارتی گزرگاہ مدینہ طیبہ ہے بہتری اسی میں ہے کہ ہم ان کو رہا کر دیں قریش کی سمجھ میں یہ بات آ گئی اور انہوں نے حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو چھوڑ دیا۔

(زرقانی علی المواہب جلد اول، سیرت ابن ہشام جلد اول)

تم لوگ مدینہ طیبہ ہجرت کر جاؤ

کفار مکہ نے اس واقعہ کے بعد مکہ مکرمہ میں رہنے والے مسلمانوں کو تکلیفیں پہنچانے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی اور ان پر عرصہ حیات تنگ کر دیا تھا۔ مسلمان بڑی ثابت قدمی سے ان مصائب کو برداشت کرتے تھے جبکہ بعض ان سے بچنے کیلئے دوسرے شہروں میں چلے گئے تھے ان میں سے کچھ لوگ حبشہ کی سرزمین میں جا چکے تھے چند لوگ مدینہ طیبہ

Marfat.com

بھی پہنچ گئے تھے جب صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے لئے مکہ مکرمہ میں رہنے کی کوئی صورت باقی نہ رہ گئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ہجرت کرنے کی عام اجازت دے دی اور فرمایا کہ تم لوگ مدینہ طیبہ ہجرت کر جاؤ۔ چنانچہ سب سے پہلے حضرت ابو سلمہ بن عبداللہ مخزومی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہجرت کی جو کہ حبشہ کی ہجرت سے واپس آئے تھے۔ انہوں نے مدینہ طیبہ کی طرف سے ہجرت کرنے کی غرض سے اپنی بیوی حضرت ام مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور اپنی بیٹی کو ایک اونٹ پر سوار کیا اور خود اونٹ کی مہار پکڑے روانہ ہوئے۔

ان کی روانگی کی خبر ابوجہل اور بنی مغیرہ کو ہو گئی حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اسی قبیلے سے تعلق رکھتی تھیں چنانچہ وہ لوگ آئے اور انہوں نے حضرت ابوسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے زبردستی اونٹ کی مہار چھین لی اور کہا تجھے اپنے آپ پر تو اختیار ہے تو نے ہمارے دین کی مخالفت کی اور ہمارے دین کو چھوڑ دیا تو پھر تو جانے اور تیرا کام لیکن ام سلمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) تو ہمارے قبیلے کی ہے اسے اٹھا کر کیوں ادھر ادھر لئے پھرتا ہے کبھی حبشہ کی طرف لے جاتا ہے اور کبھی یثرب (مدینہ منورہ) کی طرف یہ باتیں کر کے انہوں نے حضرت ابوسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو زبردستی وہاں سے بھگا دیا اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور ان کی بیٹی کو اپنے ساتھ لے گئے۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ بنی مغیرہ مجھے اپنے ساتھ لے گئے جبکہ بنوعبدالاسد جو کہ میرے خاوند کے رشتے دار تھے وہ میری بیٹی کو لے گئے اس طرح میں اپنے خاوند اور بیٹی سے جدا کر دی گئی اور ہر وقت روتی رہتی تھی۔ (پھر کچھ عرصہ بعد) بنی مغیرہ کے ایک شخص کو مجھ پر ترس آ گیا اور اس نے سفارش کر کے میری بیٹی مجھے دلوا دی۔ بنی مغیرہ نے بھی مجھے اپنی مرضی کرنے کا اختیار دے دیا۔ چنانچہ میں اپنی بیٹی کو ساتھ لے کر ایک اونٹ پر سوار تنہا مدینہ طیبہ کی طرف روانہ ہو پڑی۔ جب (مکہ مکرمہ سے چند کلومیٹر کے فاصلے پر) مقام تنعیم میں پہنچی تو راستے میں عثمان بن طلحہ آتے ہوئے نظر آئے (جو کہ اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے) انہوں نے مجھ سے پوچھا اے ابو امیہ کی بیٹی! کس طرف کا ارادہ ہے؟ میں نے کہا اپنے خاوند کے پاس مدینہ منورہ جانا چاہتی ہوں۔ انہوں نے کہا کیا تمہارے ساتھ کوئی نہیں میں نے کہا اللہ اور اس بچی کے سوا میرے ساتھ کوئی نہیں۔

فرماتی ہیں کہ انہوں نے یہ کہہ کر میرے اونٹ کی مہار پکڑ لی کہ واللہ! تجھے (اکیلی) نہیں چھوڑا جا سکتا۔ پھر وہ چل پڑے اللہ جانتا ہے کہ میں نے کسی بھی شخص کی مصاحبت کو ان سے زیادہ پاکیزہ نہیں پایا۔ ان کی حالت یہ تھی کہ جب منزل پر پہنچتے تو اونٹ کو بٹھاتے اور میرے پاس سے ہٹ جاتے۔ اسی طرح منزل بہ منزل چلتے ہوئے ہم قبیلہ بنی عمرو بن عوف کی بستی میں پہنچے تو مجھ سے کہا تمہارا خاوند اسی بستی میں ہے اللہ کا نام لے کر چلی جاؤ اور وہ وہیں سے واپس چلے گئے۔

(مدارج النبوۃ جلد دوم)

Marfat.com

اگر میں اپنا سارا مال تمہیں دے دوں تو

حضرت ابوسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہجرت کر جانے کے بعد یکے بعد دیگرے بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کر گئے۔ حضرت صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب ہجرت کے ارادے سے نکلنے لگے تو کفار مکہ نے ان کو روک لیا اور کہا کہ جب تم ہمارے پاس آئے تھے تو تمہارے پاس پھوٹی کوڑی تک نہ تھی ہمارے پاس رہ کر تم دولت مند ہو گئے ہو اور اب تم اپنے مال و دولت کے ساتھ یہاں سے نکلنا چاہتے ہو بخدا! یہ تو ہم نہیں ہونے دیں گے۔ حضرت صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے کہا اگر میں اپنا سارا مال تمہیں دے دوں تو کیا تم مجھے جانے دو گے؟ انہوں نے کہا ہاں پھر جانے دیں گے۔ حضرت صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بولے تو پھر یہ لو میرا سارا مال تم لے لو۔ چنانچہ حضرت صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنا سب کچھ ان لوگوں کے حوالے کر کے مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کر گئے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر ملی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صہیب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) فائدے میں رہے۔ صیب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) فائدے میں رہے۔

(سیرت ابن ہشام جلد اول)

کسی کو جرأت نہ ہوئی

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب ہجرت کا ارادہ کیا تو اپنی تلوار حمائل کی کمان کندھے پر لٹکائی اور ترکش سے تیر نکال کر ہاتھ میں پکڑ لیا سیدھے بیت اللہ کی طرف گئے وہاں پر کچھ کفار مکہ بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سات مرتبہ بیت اللہ کا طواف کیا پھر مقام ابراہیم پر بڑے اطمینان سے دو رکعت نماز پڑھی اس کے بعد قریش کے سرداروں کے پاس آئے اور بلند آواز سے ان کو مخاطب کر کے فرمایا، تمہاری شکلیں خراب ہوں، تمہارا ناس ہو جائے کوئی ہے تم میں سے جو اپنی ماں کو بے اولاد، بیٹے کو یتیم اور بیوی کو بیوہ کرنے کا ارادہ رکھتا ہو آئے اور میرا پیچھا کرے یہ کہتے ہوئے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے سامنے سے نکلے قریش کے بڑے بڑے لوگ وہاں پر موجود تھے مگر کسی کو جرأت نہ ہوئی کہ وہ آپ کو روکتا۔

(تاریخ الخلفاء)

اور اللہ کی خفیہ تدبیر سب سے بہتر ہے

کفار مکہ نے جب دیکھا کہ رفتہ رفتہ تمام مسلمان مدینہ طیبہ ہجرت کر گئے ہیں اور مکہ مکرمہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سوا کوئی نہیں رہ گیا تو انہوں نے محسوس کیا کہ مسلمانوں نے ایک محفوظ مقام کو اپنی قیام گاہ بنالیا ہے اس بناء پر انہیں یہ خدشہ لاحق ہوا کہ ہوسکتا ہے مسلمان اکٹھے ہو کر ان کے ساتھ کسی جنگ کی تیاری نہ کر رہے ہوں چنانچہ وہ سب باہمی طور پر مشورہ کرنے کی غرض

Marfat.com

سے دارالندوہ میں اکٹھے ہوئے۔ یہ قصی بن کلاب کا گھر تھا جس میں مشورہ کئے بغیر قریش کسی معاملے کا فیصلہ نہیں کیا کرتے تھے۔

جب سب لوگ وہاں پر جمع ہو گئے اور آپس میں اس معاملے کے حوالے سے مشورے کرنے لگے تو اسی دوران شیطان لعین بھی ایک بوڑھے بزرگ کی صورت میں وہاں پر آ گیا اور کہا کہ میرا تعلق نجد کے ایک قبیلہ سے ہے مجھے تمہاری پریشانی کے بارے میں پتہ چلا تو میں یہاں چلا آیا تا کہ اپنے تجربے کی روشنی میں تمہیں کوئی مشورہ دے سکوں انہوں نے کہا اچھی بات ہے آ جاؤ۔ چنانچہ شیطان بھی ان میں شامل ہو کر بیٹھ گیا۔ قریش کے بڑے بڑے سردار وہاں پر موجود تھے آپس میں ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ یہ معاملہ جو ہمیں درپیش ہے بڑی سنگین نوعیت کا ہے کیونکہ بہت سے لوگ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پیروکار ہو چکے ہیں اس لئے اب ہم اس خطرے کو نظر انداز نہیں کر سکتے کہ وہ ہم پر حملہ آور ہو جائیں لٰہذا متفقہ طور پر کوئی لائحہ عمل طے کرو۔

ان میں سے ایک نے مشورہ دیتے ہوئے کہا ان کو (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو) لوہے کی ہتھکڑیوں اور بیڑیوں میں جکڑ کر کہیں قید کر دیتے ہیں اور ایک سوراخ سے کھانا پانی دیتے رہتے ہیں حتیٰ کہ وہ اسی قید خانے میں فوت ہو جائیں جس طرح کہ اس سے قبل کے شعراء، زہیر اور نابغہ فوت ہوئے تھے۔ شیطان نے اس مشورے کو رد کر دیا اور کہا کہ یہ مشورہ درست نہیں ہے کیونکہ اگر ہم انہیں قید کر دیں گے تو غالب امکان ہے کہ ان کے ساتھیوں کو جب پتہ چلے گا تو وہ حملہ آور ہو کر انہیں چھڑا لے جائیں گے لٰہذا کوئی اور تدبیر کرو۔ اس پر ایک اور شخص نے مشورہ دیتے ہوئے کہا کہ ہم انہیں مکہ مکرمہ سے نکال دیتے ہیں اور دوبارہ ادھر نہیں آنے دیں گے جب وہ ہمارے ہاں سے نکل جائیں گے تو پھر ہمیں کوئی پرواہ نہیں ہونی چاہیے کہ وہ کدھر جاتے ہیں یا کہاں جا کر قیام کرتے ہیں جب وہ ہماری آنکھوں سے دور ہو جائیں گے تو ہمیں ان سے کوئی غرض نہیں رہے گی اور ہم اپنے معاملات کو پہلے کی طرح خود ہی ٹھیک کر لیں گے۔

شیطان نے کہا کہ یہ مشورہ بھی درست نہیں ہے کیونکہ ان کی شیریں بیانی اور کلام کی خوبی لوگوں کے دلوں میں گھر کر لیتی ہے لٰہذا وہ عرب کے جس بھی قبیلے میں جائیں گے ان کو اپنی گفتگو سے اپنی طرف مائل کر لیں گے اور وہ لوگ ان کے مطیع ہو جائیں گے اس طرح وہ اپنی قوت اکٹھی کر کے تم پر حملہ آور ہو جائیں گے اور تم پر غلبہ حاصل کر لیں گے اس لئے کوئی اور تدبیر سوچو۔ ابوجہل کافی دیر سے خاموش بیٹھا ہوا تھا اس نے بھی اپنے ذہن میں ایک تدبیر سوچی اور اس نے کہا کہ میرا اس بارے میں مشورہ یہ ہے کہ ہر قبیلے میں سے ایک ایک طاقتور جوان کا انتخاب کر لیا جائے اور ان سب کو ایک ایک تلوار دے دی جائے وہ سب اکٹھے ہو کر جائیں اور اپنی اپنی تلوار سے ایک ہی وقت میں حملہ آور ہوں تا کہ ایک ہی وار سے کام تمام ہو جائے اور کسی ایک قبیلے کا نام بھی نہ آئے اسی طرح بنی عبد مناف اپنی قوم کے تمام لوگوں کے ساتھ جنگ نہیں کر سکیں گے وہ ہم سے خون بہا لینے پر آمادگی ظاہر کریں گے اور ہم سب مل کر ان کو خون

Marfat.com

بہادے دیں گے۔

شیطان نے اس مشورے کو بہت پسند کیا اور کہا کہ یہ درست مشورہ ہے چنانچہ تمام کفار کا اس پر اتفاق ہو گیا پھر مجلس برخاست کر دی گئی تا کہ اس تجویز کو عملی جامہ پہنایا جا سکے اس واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے اللہ رب العزت قرآن حکیم میں ارشاد فرماتا ہے۔

وَاِذْ یَمْکُرُ بِكَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لِیُثْبِتُوْكَ اَوْ یَقْتُلُوْكَ اَوْ یُخْرِجُوْكَ وَ یَمْکُرُوْنَ وَ یَمْکُرُ اللّٰهُ وَاللّٰهُ خَیْرُ الْمَاکِرِیْنَ

(انفال:30)

”اے محبوب! اس وقت کو یاد کیجئے جب کافر تمہارے ساتھ مکر کرتے تھے کہ تمہیں بند کر لیں یا شہید کر دیں یا نکال دیں اور وہ اپنا سا مکر کرتے تھے اور اللہ اپنی خفیہ تدبیر فرماتا تھا اور اللہ کی خفیہ تدبیر سب سے بہتر

(سیرت ابن ہشام جلد اول، مدارج النبوۃ جلد دوم)

اللہ تعالیٰ نے مجھے ہجرت کرنے کی اجازت دے دی ہے

کفار مکہ اپنے منصوبے کو عملی جامہ پہنانے کی غرض سے تیاریوں میں مصروف تھے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم سنایا کہ آج رات آپ اپنے بستر پر نہ سوئیں بلکہ سامان سفر تیار کریں اور مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت فرمائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کفار کے منصوبے کی بھی اطلاع ہو گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ہجرت کرنے کی اجازت دے دی ہے میرے پاس لوگوں کی جو امانتیں ہیں وہ میں تمہارے سپرد کرتا ہوں تم انہیں ان کے مالکوں تک پہنچا دینا مشرکین آج رات مجھے قتل کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں تم میری چادر اوڑھ کر میرے بستر پر لیٹ جانا مطمئن رہو تمہیں کوئی تکلیف نہیں پہنچے گی۔ قریش کی امانتیں ان کے مالکوں تک پہنچا کر تم بھی مدینہ منورہ چلے آنا۔ چنانچہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر مبارک اوڑھ کر اطمینان سے سو گئے۔

اس دوران کفار مکہ کی ایک جماعت نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیت اطہر کا محاصرہ کر لیا تھا ان میں ابو جہل، امیہ بن خلف اور ابولہب بھی شامل تھے اس انتظار میں تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سو جائیں تو سب مل کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ آور ہو جائیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے بستر پر سلا کر بڑے اطمینان کے ساتھ بیت اطہر سے باہر نکلے مٹھی بھر خاک دست اقدس میں پکڑی اور سورۃ یٰسین کی ابتدائی آیات مبارکہ تلاوت کرتے ہوئے ان کے درمیان سے گزرے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے سروں پر وہ خاک ڈالتے جاتے تھے اور پھر یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی بینائیاں چھین لیں وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ ہی نہ سکے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کے سامنے سے نکل کر تشریف لے گئے۔

Marfat.com

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چلے جانے کے بعد ایک شخص وہاں پر آیا اور اس نے پوچھا تم لوگ یہاں پر کس چیز کا انتظار کر رہے ہو۔ انہوں نے کہا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا اس نے کہا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہارے سامنے سے نکل گئے اور تمہیں پتہ بھی نہ چلا اور جاتے ہوئے تمہارے سروں پر خاک بھی ڈال دی یہ سن کر کفار میں سے ہر شخص نے اپنے سر پر ہاتھ پھیرا تو ہر ایک کے سر پر خاک پڑی ہوئی تھی۔ چنانچہ وہ لوگ بیت اطہر کے اندر جھانکنا شروع ہو گئے کہ دیکھیں واقعی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نکل گئے ہیں یا نہیں۔ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر مبارک پر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو چادر اوڑھے سوتے ہوئے دیکھا تو سمجھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم استراحت فرما رہے ہیں تو کہنے لگے بخدا! محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سو رہے ہیں۔ حملہ کرنے کی غرض سے آگے بڑھے تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اٹھ کھڑے ہوئے کہنے لگے، بخدا! کہنے والے نے سچ کہا تھا۔ انہوں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کہاں ہیں؟ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا مجھے ان کی نگرانی پر مقرر نہیں کیا گیا تھا۔ کفار کو ناکامی ہوئی اور شرمسار ہو کر واپس چلے گئے۔

(زرقانی علی المواہب جلد اول، مدارج النبوۃ جلد دوم)

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے سانپ نے کاٹ لیا ہے

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بیت اطہر سے نکل کر سیدھے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر کی طرف تشریف لے جا رہے تھے اثنائے راہ میں بازار ''حزورا'' کے نزدیک کھڑے ہو گئے۔ یہ جگہ بعد میں مسجد حرام میں شامل کر لی گئی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت اللہ شریف کی طرف دیکھا اور پھر فرمایا، اے شہر مکہ! تو مجھے ساری دنیا سے پیارا ہے اگر میری قوم مجھے نہ نکالتی تو میں تیرے سوا کسی اور جگہ سکونت اختیار نہ کرتا۔ اسکے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر تشریف لے گئے جہاں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتظار فرما رہے تھے جن کو پہلے ہی ہجرت کی خبر دی جا چکی تھی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے بیٹے حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ ڈیوٹی لگا دی تھی کہ دن بھر قریش کے لوگ ان کے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں جو گفتگو کریں وہ شام کو آ کر غار ثور میں بتا جایا کریں اسکے علاوہ اپنے آزاد کردہ غلام عامر بن فہیرہ کو حکم دیا کہ وہ دن بھر ان کی بکریاں چراتا رہے اور شام کے وقت ان بکریوں کو غار کے پاس لے آیا کرے تا کہ بکریوں کا دودھ ان تک پہنچ سکے۔ یہ اہتمام کرنے کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم گھر کی عقبی کھڑکی سے باہر نکلے اور غار ثور کی طرف روانہ ہو گئے راستے میں چلتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پائے اقدس زخمی ہو گئے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے کندھوں پر اٹھا لیا اور اس طرح راستہ طے کرتے ہوئے غار ثور تک پہنچے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہلے خود غار میں گئے تا کہ اگر کوئی سانپ بچھو یا کوئی اور نقصان پہنچانے والی چیز ہو تو اس سے غار کو صاف کریں غار

Marfat.com

میں جو سوراخ موجود تھے وہ اپنی چادر پھاڑ کر بند کر دیئے اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اندر بلایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم غار میں تشریف لائے چونکہ کافی تھکاوٹ ہو چکی تھی اس لئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گود میں سر مبارک رکھ کر سو گئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیکھا کہ ایک سوراخ کھلا رہ گیا ہے انہوں نے اس سوراخ کے ساتھ اپنی ایڑی لگا کر اسے بند کر دیا۔

اس سوراخ میں ایک سانپ تھا سانپ نے جب باہر نکلنے کا راستہ بند دیکھا تو اس نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاؤں کی ایڑی پر ڈس لیا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی جگہ سے حرکت نہ کی مگر تکلیف کی شدت کے باعث آنکھوں سے آنسو نکل آئے آنسوؤں کے چند قطرے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور پر گرے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہو گئے اور فرمایا ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! کیا ہوا؟ عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے سانپ نے کاٹ لیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی ایڑی کے زخم پر اپنا لعاب دہن مبارک لگایا جس سے فوری طور پر تکلیف ختم ہو گئی۔

(مشکوٰۃ شریف، معجم البلدان، سیرت سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم)

غم نہ کرو اللہ ہمارے ساتھ ہے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ غار ثور میں تین روز تک قیام پذیر رہے اس دوران حضرت عبداللہ بن ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سارا دن قریش کے ساتھ رہتے اور وہ جو کچھ اس بارے میں مشورے کرتے وہ سنتے رہتے اور شام کے وقت غار ثور کے پاس آ کر تمام حالات سے آگاہ کر جاتے اسی طرح حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سارا دن اہل مکہ کے چرواہوں کے ساتھ بکریاں چراتے رہتے اور شام کے وقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بکریاں غار کے نزدیک لے آتے اور دودھ دوھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں پیش کر دیتے پھر جب صبح سویرے حضرت عبداللہ بن ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ واپس مکہ مکرمہ کی طرف روانہ ہوتے تو عامر بن فہیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بکریاں لے کر اسی راستے سے ان کے پیچھے چل پڑتے تاکہ ان کے قدموں کے نشانات مٹ جائیں اسی طرح تین دن گزر گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تین راتیں دودھ پر ہی گزارا کیا۔

کفار مکہ کو جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کہیں نہ ملے اور وہ تلاش کرتے کرتے عاجز آ گئے تو انہوں نے اعلان کیا کہ جو کوئی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو گرفتار کر کے لائے گا اسے ایک سو اونٹ انعام میں دیئے جائیں گے چنانچہ اس لالچ میں بہت سے لوگوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش شروع کر دی اسی دوران اللہ تعالیٰ کے حکم سے غار کے دہانے پر مکڑی نے جالا تن دیا پاس ہی جھاڑیاں اگ آئیں ان جھاڑیوں میں جنگلی کبوتروں کے ایک جوڑے نے گھونسلہ بنا لیا اور کبوتری نے انڈے بھی دے دیئے۔ تلاش کرنے والے بعض مشرکین غار ثور تک پہنچ گئے ان کے

Marfat.com

ساتھ ایک کھوجی بھی تھا کھوجی نے کہا کہ پاؤں کے نشانات اس غار تک آتے ہیں اور وہ غار کے اندر ہیں مشرکین اس کی بات پر یقین نہیں کر رہے تھے جبکہ کھوجی اپنی بات پر بضد تھا۔ مشرکین نے جب غار کے دہانے کی طرف آگے ہو کر دیکھا تو گھونسلے سے کبوتر اڑا کفار نے دیکھا کہ کبوتری کا انڈا اور مکڑی کا جالا لگا ہوا ہے تو کہنے لگے اگر کوئی شخص اس غار میں داخل ہوتا تو کبوتری کا انڈا ٹوٹ جاتا اور یہ جالا بھی پھٹ جاتا۔

مشرکین کی باتوں کی آواز غار کے اندر صاف آ رہی تھی اس سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پریشان ہو گئے اور بہت فکرمند ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا تو عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں اس بات سے ڈر رہا ہوں کہ کہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی نقصان نہ پہنچے کیونکہ دشمن ہمارے اس قدر نزدیک آ گئے ہیں کہ اگر وہ جھک کر اپنے قدموں کی طرف دیکھیں تو ضرور ہمیں دیکھ لیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا غم نہ کرو اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

(زرقانی علی المواہب جلد اول)

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ آپ کی نذر ہے

غار ثور میں تین راتیں قیام کرنے کے بعد یکم ربیع الاول پیر کے روز پروگرام کے مطابق حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضورت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ غار ثور سے باہر تشریف لائے تو عامر بن فہیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی مکہ مکرمہ سے پہنچ گئے۔ عبداللہ بن اریقط جن کو راستہ میں رہنمائی کی غرض سے اجرت پر رکھا گیا تھا وہ بھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ کی دو اونٹنیاں لے کر آ گئے جبکہ حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی توشہ دان لے کر آ گئیں لیکن اس کو باندھنے والی رسی لانا بھول گئیں چنانچہ اپنا کمر بند کھول کر اس کے ساتھ توشہ دان باندھ دیا۔ بعض کا کہنا ہے کہ انہوں نے اپنا دوپٹہ پھاڑ کر دو ٹکڑے کیا ایک ٹکڑے سے توشہ دان باندھا اور دوسرے ٹکڑے کو اپنی کمر سے باندھ لیا اسی لئے حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ذات النطاقین کہا جاتا تھا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دونوں اونٹنیاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کرتے ہوئے ان میں سے جو بہتر تھی اسے آگے رکھا اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے ماں باپ آپ پر قربان، تشریف فرما ہو جائیے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں ایسے اونٹ پر نہیں بیٹھتا جو میرا نہ ہو۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ آپ کی نذر ہے۔ ارشاد فرمایا تم نے اسے کتنے میں خریدا ہے؟ انہوں نے عرض کی، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ آپ کی ہی ہے۔ اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم سوار ہو گئے دوسری سواری پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سوار ہو گئے جبکہ عبداللہ بن اریقط آگے آگے راستہ بتاتے جاتے تھے۔

(سیرت ابن ہشام جلد اول)

Marfat.com

کیا میں اس بکری کا دودھ دوہ لوں

راستے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم مقام قدید میں حضرت ام معبد عاتکہ بنت خالد خزاعی کے گھر کے پاس سے گزرے جو کہ ایک عمر رسیدہ خاتون تھیں اور اپنے گھر کے صحن میں بیٹھی رہا کرتی تھیں ان کا معمول تھا کہ وہ آنے جانے والے مسافروں کو اشیائے خورد ونوش دیا کرتی تھیں چونکہ اس سال بارش نہ ہونے کی وجہ سے قحط کی سی صورتحال تھی اور فصل بہت کم ہوئی تھی اس لئے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس رکے تو دیکھا کہ کوئی چیز کھانے پینے کی موجود نہیں ہے۔ البتہ ایک کونے میں کمزور اور لاغر سی بکری موجود تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کیا یہ دودھ دیتی ہے؟ ام معبد نے کہا یہ اپنی کمزوری اور لاغری کے باعث چراگاہ میں جانے سے رہ گئی ہے اور اس قدر کمزور ہے کہ دودھ نہیں دے سکتی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کیا میں اس بکری کا دودھ دوہ لوں؟ ام معبد نے اجازت دے دی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بسم اللہ پڑھ کر اس کے تھن پر اپنا دست مبارک پھیرا اور اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی تو بکری کے دونوں تھن دودھ سے بھر گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے برتن طلب کر کے اس میں دودھ دوہا حتیٰ کہ تمام برتن بھر گئے اور سب لوگ سیراب بھی ہو گئے۔

ایک روایت میں آتا ہے کہ ام معبد کی یہ بکری حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دست اقدس چھونے کی برکت سے اٹھارہ برس تک زندہ رہی اور پھر جب عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں ''عام الرماد'' کا شدید قحط پڑا اور اس میں بہت سی مخلوق ماری گئی جانوروں کے تھنوں میں دودھ خشک ہو گیا لیکن اس بکری سے صبح وشام ان دنوں میں بھی دودھ دوہتے تھے اسی زمانہ میں یہ بکری مر گئی۔

(زرقانی علی المواہب جلد اول، مدارج النبوۃ جلد دوم)

میں وعدہ کرتا ہوں کہ واپس چلا جاؤں گا

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بعد مدینہ طیبہ کے راستے کی جانب آگے روانہ ہوئے تو دور سے سراقہ بن مالک بن جعشم آتا ہوا دکھائی دیا جو اپنے گھوڑے کو سرپٹ دوڑاتا ہوا اسی طرف آرہا تھا جب نزدیک آیا تو اچانک اس کا گھوڑا ٹھوکر کھا کر گرا اور وہ زمین پر آرہا۔ وہ پھر اٹھا اور سو اونٹوں کے انعام کے لالچ نے اسے پھر ہمت دی اور وہ دوبارہ اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بڑھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی! یا اللہ! اس دشمن کے شر کو جس طرح تو چاہتا ہے دور فرما۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے اس کے گھوڑے کے چاروں پاؤں گھٹنوں تک زمین میں دھنس گئے۔ سراقہ امان امان پکارنے لگا اور بولا، اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! بخدا! یہ آپ کی دعا سے ہوا ہے آپ دعا فرمائیں تاکہ زمین میرے گھوڑے کو چھوڑ دے میں وعدہ کرتا ہوں کہ واپس چلا جاؤں گا اور جو کوئی بھی آپ کے تعاقب میں آرہا ہوگا اسے بھی واپس لے جاؤں گا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی تو زمین نے اسی وقت اس کے گھوڑے کو چھوڑ دیا۔ اس کے بعد سراقہ نے

Marfat.com

کہا مجھے امن کا پروانہ لکھ دیجئے تا کہ یہ میرے پاس نشانی کے طور پر رہے۔ چنانچہ حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے ایک تحریر لکھ کر دے دی۔ سراقہ نے اسے لے کر اپنے ترکش میں رکھ لی اور مکہ مکرمہ کی طرف واپس چلا گیا۔ واپس لوٹنے سے پہلے سراقہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں کچھ سامان نذرانے کے طور پر پیش کیا۔ جسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول نہ فرمایا۔ مکہ مکرمہ کی طرف واپس جاتے ہوئے سراقہ کو جو بھی شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش میں جاتا ہوا ملتا تو اس سے کہتے کہ میں نے ان کو بہت تلاش کیا ہے وہ اس رستے پر نہیں ہیں اور مجھے ان کا کوئی نشان نہیں ملا اس پر وہ لوگ وہیں سے واپس ہو جاتے۔

جناب سراقہ نے کافی عرصہ تک اسلام قبول نہیں کیا لیکن جب مکہ فتح ہوا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ حنین سے واپس لوٹے تو مقام جعرانہ میں قیام ہوا۔ اس مقام پر جناب سراقہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور امان نامہ پیش کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف دیکھ کر فرمایا آج نیکی کرنے اور وعدوں کے پورا کرنے کا دن ہے چنانچہ حضرت سراقہ بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی جگہ کلمہ اسلام پڑھ کر مسلمان ہو گئے۔

(بخاری شریف جلد اول، زرقانی علی المواہب جلد اول، مدارج النبوۃ جلد دوم)

آپ کے ساتھ ایک جھنڈا ہونا چاہئے

راستے کی مسافت طے کرتے ہوئے بالآخر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ کے نزدیک پہنچ گئے تو اسی اثناء میں حضرت بریدہ اسلمی قبیلہ بنی سہم کے ستر سواروں کے ہمراہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تلاش کرتے ہوئے پہنچ گئے اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے اس لئے سو اونٹوں کے انعام کیے لالچ میں ڈھونڈتے ڈھونڈتے ادھر آ نکلے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا کہ تم کون ہو؟ کہا کہ میں بریدہ ہوں۔ یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا ہمارا کام خوش وخنک اور ٹھیک ہو گیا۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ کس قبیلے سے تعلق رکھتے ہو؟ کہا، بنو اسلم سے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا ہمارے لئے خیر و سلامتی ہے۔ پھر پوچھا بنو اسلم کی کس شاخ سے ہو؟ عرض کی، بنی سہم سے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو نے اپنا حصہ (اسلام سے) پا لیا۔

جناب بریدہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ باتیں سن کر بڑے حیران ہوئے اور پوچھا کہ آپ کون ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں محمد بن عبد اللہ، خدا کا رسول ہوں یہ سن کر جناب بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قلب پر ایسا اثر ہوا کہ جس کام کے لئے آئے تھے اسے بالکل ہی بھول گئے اور کلمہ اسلام پڑھ کر مسلمان ہو گئے اور پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا اظہار کرتے ہوئے عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ میں داخلے کے وقت آپ کے ساتھ ایک جھنڈا ہونا چاہئے۔ چنانچہ سر سے اپنا عمامہ یا پگڑی اتاری اور اسے کھول کر نیزہ کے اوپر باندھ دیا پھر فرط عقیدت سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے آگے چلنے لگے۔ پھر پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مدینہ طیبہ میں

Marfat.com

آپ کس کے ہاں قیام فرمائیں گے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری اونٹنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے مامور ہے جس جگہ پر بیٹھ جائے گی اسی جگہ پر میرا قیام ہوگا۔

(الاستیاب، وفاء الوفاء، مدارج النبوۃ جلد دوم)

وہ ذی شان ہستی آگئی جس کا تم انتظار کرتے تھے

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مکہ مکرمہ سے ہجرت مدینہ کی خبر مدینہ منورہ میں پہلے سے ہی پہنچ چکی تھی یہی وجہ تھی کہ مدینہ طیبہ کے مسلمان صبح سویرے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار کی غرض سے شہر کے باہر نکل جایا کرتے تھے اور انتظار کرتے رہتے۔ یہاں تک کہ دھوپ تیز ہو جاتی اور سایہ دار مقامات پر پھیل جاتی اور کہیں سایہ نہ ملتا تو پھر واپس اپنے گھروں کو لوٹ آتے ایک روز اہل مدینہ اپنے معمول کے مطابق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی راہ دیکھ دیکھ کر واپس اپنے گھروں کو چلے گئے تو اتفاق سے ایک یہودی جو اپنے قلعے کی چھت پر کسی کام کی غرض سے چڑھا ہوا تھا اس نے دور سے دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لا رہے ہیں تو نے باآواز بلند پکار کر کہا، اے مدینہ والو! وہ ذی شان ہستی آگئی ہے جس کا تم انتظار کرتے تھے۔ مسلمانوں نے جب یہ آواز سنی تو فوری طور پر اپنے ہتھیار ساتھ لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے استقبال کیلئے دوڑے نعرہ تکبیر کی آوازیں بلند کر رہے تھے۔ حرہ قبا کے عقب میں انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا استقبال کیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ طیبہ شہر سے جنوب کی طرف تقریباً تین کلومیٹر کے فاصلے پر واقع قبیلہ بنی عمرو بن عوف کے سردار حضرت کلثوم بن ہدم انصاری اوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان میں قیام فرمایا بہت سے دیگر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی مکہ مکرمہ سے آکر اسی جگہ پر قیام پذیر ہوئے۔ (مدارج النبوۃ جلد دوم)

☆☆☆

Marfat.com

چوتھا باب

ہجرت کے پہلے سال کے واقعات

مسجد قبا کی تعمیر

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبا میں حضرت کلثوم بن ہدم انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان میں چودہ دن تک قیام فرمایا بعض کا کہنا ہے کہ بیس دن تک قیام فرمایا اس دوران ایک مسجد تعمیر کروانے کا ارادہ کیا۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بنی عمرو بن عوف کے سردار حضرت کلثوم بن ہدم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان میں قیام پذیر ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم انہی کے مکان میں نماز ادا فرماتے رہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت کلثوم بن ہدم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک زمین جہاں کھجوریں خشک کی جاتی تھیں اس جگہ پر اپنے دست مبارک سے مسجد قباء کی بنیاد رکھی جسے بارگاہ الٰہی میں قبولیت کا ایسا شرف حاصل ہوا کہ اس مسجد کی رفعت و عظمت شان کا تذکرہ اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں اس طرح فرمایا۔

لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَی التَّقْوٰی مِنْ اَوَّلِ یَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِیْهِ فِیْهِ رِجَالٌ یُحِبُّوْنَ اَنْ یَتَطَهَّرُوْا وَاللّٰهُ یُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِیْنَ (سورہ توبہ)

”یقیناً وہ مسجد جس کی بنیاد پہلے دن سے پرہیزگاری پر رکھی گئی ہے زیادہ لائق ہے کہ تو اس میں کھڑا ہو۔ اس (مسجد) میں وہ مرد ہیں جو پاک رہنے کو دوست رکھتے ہیں اور اللہ پاک رہنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔“

مسجد قبا کی تعمیر میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ بڑے بڑے وزنی پتھر اپنے دست مبارک سے اٹھا کر لاتے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم بڑی محبت سے عرض کرتے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہمارے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ چھوڑ دیجئے ایسے وزنی پتھر ہم اٹھائیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی دلداری کے لئے وہ پتھر تو چھوڑ دیتے مگر اسی کے برابر کا دوسرا پتھر اٹھا لیتے۔

حضرت عبداللہ بن روحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی مسجد کی تعمیر کے کام میں شریک تھے اور کام کے دوران شعر بھی پڑھتے جاتے تھے۔

اَفْلَحَ مَنْ یُعَالِجُ الْمَسَاجِدَ وَ یَقْرَءُ الْقُرآنَ قَائِماً وَ قَاعِدًا وَلَا یَبِیْتُ اللَّیْلَ عَنْهُ رَاقِدًا

Marfat.com

"وہ کامیاب ہے جو مسجدیں تعمیر کرتا ہے اور اٹھتے بیٹھتے قرآن پڑھتا ہے اور رات کو جاگتا ہے۔"

اس خوش کن ردیف کے ہر ہر قافیہ کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی اپنی آواز ملاتے جاتے تھے۔

(صحیح بخاری شریف جلد اول، صحیح مسلم شریف جلد اول، وفاء الوفاء جلد اول)

ہم پر وداع کی گھاٹیوں سے چاند طلوع ہو گیا

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم قباء میں چودہ یا بیس دن قیام کے بعد مدینہ طیبہ کی طرف روانہ ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی روانگی جمعہ کے دن سورج کافی بلند ہو جانے پر ہوئی تھی۔ اس لئے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم قبیلہ بنو سالم کے محلّہ میں پہنچے تو نماز جمعہ کا وقت ہو چکا تھا چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہمسفر ایک سو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ وہیں پر جمعہ کی نماز ادا فرمائی اور خطبہ بھی ارشاد فرمایا یہ اس مقام پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پہلا خطبہ اور پہلا جمعہ تھا۔ اس جگہ پر تعمیر شدہ مسجد کا نام بعد میں مسجد الجمعہ مشہور ہو گیا۔

چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم شہر مدینہ کے بالکل قریب آ گئے تھے چنانچہ شہر کے تمام مسلمان اپنی خوشی و مسرت کا اظہار کرتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے استقبال کیلئے دوڑے چلے آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اونٹنی پر سوار بنی بیاضہ، بنی ساعدہ اور بنی حارث بن خزرج کے درمیان سے گزرتے ہوئے بنی عدی بن نجار کے قبیلے میں پہنچے جو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا جناب عبدالمطلب کے ننہیالی رشتہ دار تھے انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نہایت پر جوش استقبال کیا حضرت سلیط بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ننہیالی رشتے کا حوالہ دیتے ہوئے اپنے ہاں قیام کرنے کیلئے عرض کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری اونٹنی مامور ہے اس کا راستہ چھوڑ دو۔

شہر مدینہ میں داخلے کے وقت مردوں، پردہ دار خواتین بچوں اور بچیوں کا جوش و خروش قابل دیدنی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد مبارک پر ہر کوئی اپنے اپنے انداز میں خوشی کا اظہار کر رہا تھا۔ پردہ نشین خواتین مکانوں کی چھتوں پر چڑھے یوں اشعار پڑھ رہی تھیں۔

طلع البدر علینا
من ثنیات الوداع
وجب الشکر علینا
ما دعا للہ داع

"ہم پر ودرع کی گھاٹیوں سے چاند طلوع ہو گیا ہم پر اللہ کا شکر واجب ہے جب تک اللہ سے دعا مانگنے والا مانگے۔"

ایھا المبعوث فینا
جئت بالامر المطاع
انت شرفت المدینہ
مرحبا یا خیر داع

Marfat.com

''اے وہ ذات اقدس! جو ہمارے اندر مبعوث کئے گئے آپ وہ دین لائے ہیں جو قابل اطاعت ہے آپ نے مدینہ کو شرف عطا فرمایا تو آپ کیلئے مرحبا یعنی خوش آمدید ہے۔اے بہترین دعوت دینے والے۔

قبیلہ بنی نجار کی بچیاں بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ منورہ آمد کی خوشی میں دف بجاتی ہوئی اور یہ گاتی ہوئی نکل آئیں۔

نحن جوار من بنی النجار
یا حبذا محمد من جار

''ہم بنونجار کی لڑکیاں ہیں واہ کیا ہی اچھا ہوا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہمارے ہمسائے ہوگئے۔''

رسول کریم ﷺ نے جب یہ سنا تو بہت خوش ہوئے اور ان بچیوں سے مخاطب ہو کر فرمایا کیا تم مجھ سے محبت کرتی ہو؟ بچیوں نے کہا جی ہاں حضور ﷺ مسکرائے اور فرمایا میں بھی تم سے محبت کرتا ہوں۔

(زرقانی علی المواهب جلد اوّل)

میری اونٹنی کو کھلا چھوڑ دو

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب وہاں سے مزید آگے بڑھے تو ہر ایک کی یہی خواہش تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے غریب خانے پر قیام فرمائیں مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے میری اونٹنی کو کھلا چھوڑ دو یہ مامور ہے اسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم دیا گیا ہے کہ کہاں بیٹھے اور کہاں رکے چنانچہ وہ اونٹنی حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر کے پاس جا کر بیٹھ گئی۔ حضرت جبار بن صخر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو کہ ساتھ ساتھ چل رہے تھے اور خواہش رکھتے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم میرے ہاں قیام فرمائیں اونٹنی کے بیٹھتے ہی پاس آئے اور اونٹنی کے پاؤں پر مارنے لگے اور اونٹنی کے پہلو پر ٹھوکریں مارتے جاتے تا کہ وہ اٹھ جائے۔ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیکھا تو کہا میرے گھر کے دروازے سے اونٹنی کو اٹھا رہے ہو۔ واللہ! اگر مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب ملحوظ نہ ہوتا تو میں مجھے تلوار کی نوک سے ٹوکتا۔

اس کے بعد حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ ﷺ کی اجازت سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سامان اٹھا کر اپنے گھر لے گئے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرما کر کہ انسان تو اپنے سامان کے ساتھ ہی جاتا ہے۔ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر میں قیام فرما ہو گئے۔ اس گھر کے دو حصے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ملنے کیلئے آنے والوں کی آسانی کی غرض سے نچلے حصے میں ٹھہرے۔ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ وقت پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے کھانا لاتے اور جو بچ جاتا اسے دونوں میاں بیوی بڑی عقیدت کے ساتھ کھالیتے اور جس جگہ پر کھانے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک انگلیوں کے نشانات پڑے ہوتے وہاں سے لقمہ اٹھاتے اور بڑی عقیدت کا اظہار کرتے۔

Marfat.com

ایک مرتبہ اوپری منزل پر پانی کا گھڑا ٹوٹ گیا۔ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت فکرمند ہوئے کہ کہیں پانی نیچے کی طرف نہ چلا جائے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں یہ بے ادبی نہ ہو جائے فوری طور پر اپنا لحاف اٹھایا اور اس لحاف سے سارا پانی خشک کر لیا گھر میں اس کے علاوہ اور کوئی لحاف موجود نہ تھا اس لئے سردی کے موسم میں ساری رات ٹھٹھرتے رہے صرف اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس پانی کی وجہ سے کوئی تکلیف نہ پہنچے اور بے ادبی نہ ہو جائے۔ صبح ہوئی تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں ساری رات سوچتا رہا کہ میں نے اپنی جان پر ظلم کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نچلے حصے میں آرام فرما ہوں اور میں بالائی حصہ میں۔ کل سے میں نچلے حصہ میں رہوں گا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم بالائی حصہ میں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ نہیں یہ حصہ میرے لئے بھی آرام دہ ہے اور مجھے ملنے کیلئے آنے والوں کے لئے بھی آسانی ہے۔

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اصرار کرتے رہے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کا ارشاد بجا ہے مگر یہ ادب کے خلاف ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نچلی منزل میں قیام فرما ہوں اور ہم اوپر کی منزل میں۔ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب زیادہ اصرار کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بالائی منزل میں قیام فرما ہونا قبول کر لیا تقریباً سات ماہ تک حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر میں قیام فرما رہے۔ پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حاضر ہو کر اللہ تعالیٰ کا حکم سنایا کہ اپنے لئے حجرۂ اقدس اور مسجد کی تعمیر فرمائیں۔

(زرقانی المواہب جلد اول، شرف النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

اہل بیت اطہار بھی مدینہ طیبہ آ گئے

مدینہ طیبہ میں قیام کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اپنے غلام حضرت ابورافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پانچ سو درہم اور دو اونٹ دے کر بھیجا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل و عیال کو مدینہ طیبہ لے آئیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ان کے خاوند حضرت ابو العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آنے نہ دیا۔ جبکہ دوسری صاحبزادی حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حبشہ میں تھیں اس لئے حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ابورافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیوں حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور زوجہ مطہرہ حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ساتھ لیا۔ ان کے ساتھ ہی حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے صاحبزادے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اپنی اہلیہ حضرت ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بھی لے لیا۔

اسی دوران مدینہ طیبہ سے جناب عبداللہ بن اریقط جو مکہ مکرمہ میں واپس آنے کیلئے تیاری کر رہے تھے تو

Marfat.com

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو اپنے صاحبزادے حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام ایک خط لکھ دیا کہ میرے اہل وعیال کو مدینہ طیبہ لے آؤ۔ چنانچہ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ہی حضرت عبداللہ بن ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اوران کی والدہ حضرت ام رومان رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی آگئیں۔ مدینہ منورہ میں پہنچ کر یہ سب لوگ حضرت حارثہ بن نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں قیام پذیر ہوئے۔

(وفاالوفا جلداول)

مجھے ان لوگوں سے اسی بات کا ڈر تھا

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا چرچا سنا تو چونکہ یہودیوں کے بہت بڑے عالم تھے اور جانتے تھے کہ خاتم النبین صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور ہونے والا ہے اس لئے غائبانہ طور پر ایمان لا چکے تھے مگر اپنے ایمان کو یہودیوں سے مخفی رکھا ہوا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے مدینہ طیبہ میں آئے تو یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ بیان کرتے ہیں کہ جیسے ہی میری نظر چہرۂ انور پر پڑی تو میرے دل نے کہا کہ یہ چہرہ کسی جھوٹے شخص کا نہیں ہوسکتا۔

اس کے بعد حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے تین سوال کرنا چاہتا ہوں مجھے معلوم ہے کہ ان باتوں کا جواب سوائے نبی کے کسی کو معلوم نہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو سوال کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی تو انہوں نے پہلا سوال یہ کیا کہ یہ بتائیں قیامت کی پہلی علامت کیا ہے؟ دوسرا سوال یہ ہے کہ وہ پہلا کھانا جو جنتیوں کو ملے گا وہ کیا ہے؟ تیسرا سوال یہ ہے کہ کیا وجہ ہے کہ بچہ کی شکل کبھی باپ کے مشابہ ہوتی ہے اور کبھی ماں کے مشابہ ہوتی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے ابھی ابھی جبرائیل علیہ السلام نے خبر دی ہے کہ قیامت کی پہلی علامت آگ ہے جو لوگوں کو مشرق سے مغرب کی طرف لے جائے گی۔ پہلا کھانا جو اہل جنت کھائیں گے وہ مچھلی کے جگر کا ٹکڑا ہوگا تیسرے سوال کا جواب یہ ہے کہ جب مرد کا نطفہ عورت کے نطفہ پر غالب آجائے تو بچہ باپ کے مشابہ ہوگا اور اگر عورت کا نطفہ مرد کے نطفہ پر غالب آجائے تو بچہ ماں کے مشابہ ہوگا۔

یہ سن کر حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کلمہ اسلام پڑھ کر اپنے قبول اسلام کا اظہار کر دیا اور کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ اللہ کے رسول برحق ہیں پھر عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں قوم یہود کا سردار ہوں اور ان کے سردار کا بیٹا ہوں میری قوم مجھے عالم دین تسلیم کرتی ہے اور میرا بہت احترام کرتی ہے لیکن میں جانتا ہوں کہ یہودی بہتان باز ہیں اس لئے آپ ان کے سرکردہ لوگوں کو بلایئے میں چھپ جاؤں گا ان سے آپ میرے قبول اسلام کا ذکر کئے بغیر میرے بارے میں پوچھئے۔ چنانچہ اسی وقت یہودیوں کے سرکردہ

Marfat.com

افراد کو بلایا گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا کہ تم لوگوں میں عبداللہ بن سلام کیسا آدمی ہے؟ یہودی کہنے لگے کہ وہ ہم میں سب سے بہتر ہے اور سب سے بہتر کا بیٹا ہے ان کے برابر کوئی عالم ہیں اور ان سے زیادہ کوئی محترم نہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا، اگر عبداللہ بن سلام (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) مسلمان ہو جائیں تو کیا تم ان کی تقلید کرو گے؟

انہوں نے کہا اللہ نہ کرے کہ وہ مسلمان ہوں ایسا کبھی نہیں ہو سکتا۔

اس کے بعد حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو کہ چھپ کر ساری باتیں سن رہے تھے اسی وقت نکل کر سامنے آ گئے اور کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے رسول ہیں۔

یہ سن کر یہودی کہنے لگے تم جھوٹے ہو، ہم میں سے شریر ہو اور شریر کے بیٹے ہو، اس پر حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے ان لوگوں سے اسی بات کا ڈر تھا۔

(صحیح بخاری شریف، مدارج النبوۃ جلد دوم)

بھلائی تو صرف آخرت کی بھلائی ہے

مدینہ طیبہ میں تشریف آوری کے بعد جس جگہ پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی بیٹھی تھی وہ جگہ رافع بن عمر کے دو یتیم بیٹوں سہل اور سہیل کی تھی ان کے کفیل حضرت اسعد بن زرارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے اس جگہ پر کھجوریں سوکھائی جاتی تھیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے قبل اس جگہ پر مسلمان حضرت اسعد بن زرارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی امامت میں نماز پڑھتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جگہ پر مسجد بنانے کا ارادہ فرمایا تو سہل و سہیل کو بلایا اور اس جگہ پر مسجد بنانے کیلئے اس جگہ کی قیمت دریافت فرمائی ان بچوں نے قیمت لینے سے انکار کیا اور بلا معاوضہ ہبہ کرنے کی پیشکش کی مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بغیر قیمت قبول فرمانے سے انکار کیا چنانچہ وہ قطعہ زمین دس دینار میں خریدا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ نے اپنے پاس سے قیمت ادا کر دی۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اس جگہ پر کھجور کے درخت، بعض مشرکین کی قبریں اور کچھ ناہموار جگہ تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے کھجوریں کاٹ دی گئیں۔ قبریں اکھاڑ کر ہڈیاں کسی دوسری جگہ دفن کر دی گئیں غرضیکہ تمام زمین ہموار کر کے کھجور کے تنے شمال کی طرف ایک صف میں کھڑے کر کے دیوار بنا دی گئی اور دروازے کی چوکھٹ کھڑی کر کے دونوں طرف پتھروں کی دیواریں بنا دی گئیں اس جگہ کے نزدیک ایک برساتی نالہ بھی تھا جسے پاٹ دیا گیا۔ مسجد کی تعمیر کیلئے بئیر ایوب کے قریب کچی اینٹیں بنانے کا انتظام کیا گیا تھا جو کہ جنت البقیع کے مشرق میں تھا۔ مسجد کی تعمیر کے دوران حضور صلی اللہ علیہ وسلم بذات خود صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ اینٹیں اٹھا اٹھا کر لاتے تھے اور یہ رجز یہ شعر پڑھتے تھے۔

Marfat.com

اللھم لا خیر الاخیر الاخرۃ
فاغفر الانصار والمھاجرۃ

''یااللہ! بھلائی تو صرف آخرت کی بھلائی ہے، پس اے اللہ! تو انصار ومہاجرین کو بخش دے۔''

ھذا الحمال لا حمال خیبر
ھذا ابدر بنا و اطھر

''باربرداری اور محنت مشقت جو بارآور اور نتیجہ خیز ہو وہ تو یہی ہے نہ کہ خیبر سے کھجوروں کا بوجھ اٹھانا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ اینٹیں اٹھانے میں مشغول تھے میں نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اتنی زیادہ اینٹیں اٹھا رکھی تھیں کہ سینہء اقدس تک پہنچی ہوئی تھیں میں نے محسوس کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت زیادہ بوجھ اٹھایا ہوا ہے اس لئے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ اینٹیں مجھے دے دیں۔ میں پہنچا دیتا ہوں مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اینٹیں تو اور بھی بہت زیادہ ہیں تم وہاں سے اٹھا لاؤ یہ میرے لئے رہنے دو۔

اسی طرح حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی عرض کیا کہ آپ یہ اینٹیں مجھے دے دیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

تم دوسری جا کر لے آؤ اللہ تعالیٰ کی طرف نیکیاں حاصل کرنے میں تم مجھ سے زیادہ محتاج نہیں ہو۔

مسجد نبوی ﷺ کی تعمیر کے ضمن میں حضرت طلق بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ مسجد کی تعمیر میں مصروف تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو گارا پسند نہ آیا۔ تو میں نے پھاوڑہ لے کر گارا بنانا شروع کر دیا اور اسے خوب اچھی طرح گوندھ کر تیار کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت پسند فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ یمامی گارا بنانے میں خوب مہارت رکھتا ہے اس لئے اس سے یہی خدمت لی جائے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد نبوی کی بنیادیں پتھروں سے اٹھائیں جبکہ دیواریں کچی اینٹوں سے بنوائیں اور مسجد کے تین دروازے رکھے ایک جنوب میں دوسرا مغرب کی طرف جسے باب رحمت کہا جاتا ہے اور تیسرا مشرق کی طرف باب عثمان۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسی دروازے سے مسجد میں تشریف لاتے تھے۔ پھر جب بیت المقدس کی بجائے بیت اللہ (خانہ کعبہ) قبلہ مقرر ہو گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنوب والا دروازہ بند کر کے اس کے برابر میں شمال کی طرف دروازہ بنا دیا اور دوسرے دونوں دروازے اپنی جگہ پر قائم رہے۔

(صحیح بخاری شریف جلد اول، طبقات ابن اسعد، وفاء الوفا جلد اول، شرح صحیح مسلم شریف جلد اول، جمع الفوائد جلد اول)

Marfat.com

جن کا کوئی ٹھکانہ نہ تھا

مہاجرین میں بہت سے فقراء و مساکین صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی تھے جن کا کوئی ٹھکانہ نہ تھا یہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے آخر میں مسجد سے علیحدہ ایک سایہ دار چبوترے پر رہتے اور سوتے تھے چونکہ صفہ، سائبان اور سایہ دار جگہ کو کہتے ہیں اس لئے ان صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو اصحاب صفہ کہا جائے گا۔ اصحاب صفہ میں حضرت ابو ہریرہ، حضرت خباب بن الارت، حضرت بلال، حضرت عمار بن یاسر، حضرت صہیب رومی، حضرت ابو سعید خدری، حضرت ابوذر غفاری، حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی شامل تھے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے ستر اصحاب صفہ کو دیکھا کہ ان کے پاس چادر تک نہ تھی صرف تہبند تھا یا کمبل جسے اپنی گردن میں باندھ کر لٹکا لیتے تھے اور وہ بھی اس قدر چھوٹا ہوتا کہ کسی کی آدھی پنڈلیوں تک پہنچتا اور کسی کے ٹخنوں تک اور وہ اسے ہاتھ سے تھامے رکھتے کہ کہیں ستر نہ کھل جائے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب کہیں سے کوئی ہدیہ وغیرہ آتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے اصحاب صفہ کے پاس بھی بھیج دیتے اور ان کو اس میں شریک کرتے۔ محمد بن سیرین فرماتے ہیں کہ جب شام ہوتی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اصحاب صفہ کو لوگوں پر تقسیم فرما دیتے کوئی دو آدمی لے جاتا اور کوئی تین اور کوئی دس آدمی لے جاتا اسی طرح حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روزانہ اسی افراد کو اپنے ہمراہ لے جاتے اور انہیں کھانا کھلاتے۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جن صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے باغات تھے۔ ان کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ اپنے ہر دس خوشوں میں سے ایک خوشہ مساکین کیلئے مسجد میں لایا کریں۔ چنانچہ بہت سے انصار اپنے باغات سے اصحاب صفہ کیلئے کھجوروں کے خوشے لا کر حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیتے جو ان کے نگران اور منتظم تھے صفہ کے پاس ہی دو ستونوں سے بندھی ہوئی ایک رسی سے لٹکا دیتے جنہیں اصحاب صفہ ضرورت کے وقت چھڑی سے جھاڑ کر کھا لیتے تھے۔

اصحاب صفہ کی تعداد میں کمی بیشی ہوتی رہتی تھی ان میں سے کسی کی شادی ہو جائے، سفر پر چلے جائے یا موت کی صورت میں کمی واقع ہو جاتی تھی جبکہ ان میں نئے لوگ بھی شامل ہوتے رہتے تھے۔ مدینہ منورہ میں اگر کوئی باہر سے آتا اور اس شہر میں اس کی جان پہچان والا کوئی نہ ہوتا تو وہ بھی اسی صفہ میں ٹھہرتا تھا۔

(بخاری شریف جلد اول، حلیۃ الاولیا جلد اول، طحاوی شریف جلد دوم، اخبار مدینہ)

ازواج مطہرات کے حجرے بھی بنا لئے گئے

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ میں تشریف آوری کے بعد سب سے پہلے مسجد یعنی اللہ کا گھر تعمیر کروایا۔ اس کے بعد امہات المومنین حضرت سیدہ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجروں کی تعمیر کروائی پھر جب کوئی خاتون حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آتی تو اس کیلئے علیحدہ

Marfat.com

حجرہ بنوالیا جاتا اس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کے حجرے تعمیر ہوئے۔

حضرت عمران بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ چار حجرے کچی اینٹوں کے تھے جن کی چھت کھجور کی شاخوں سے بنائی گئی تھی جبکہ پانچ حجرے صرف مٹی اور کھجور کی ٹہنیوں کے تھے ان کے دروازوں پر کمبل یا ٹاٹ کے پردے لٹکے ہوئے تھے جو کہ ساڑھے چار فٹ لمبے اور ڈیڑھ فٹ چوڑے تھے۔

تمام حجروں کے دروازے مسجد کی طرف کھلتے تھے جبکہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دو دروازے تھے ایک مغرب کی طرف مسجد میں اور دوسرا شمال کی طرف تھا۔

امہات المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہن کے حجروں کی ترتیب اسی طرح تھی مسجد کے جنوب مشرق میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا حجرہ تھا اس جگہ پر اب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا روضہء انور ہے۔ اس کے متصل جنوب کی جانب قبلہ والی دیوار کے ساتھ حضرت سیدہ سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت سیدہ صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرے تھے۔ جبکہ حضرت ام سلمٰی، حضرت ام حبیبہ، حضرت زینب بنت جحش، حضرت میمونہ، حضرت زینب اور حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہن کے حجرے شمال کی جانب واقع تھے ان میں سے ہر حجرہ تقریباً پندرہ فٹ لمبائی اور نو فٹ چوڑائی میں تھا اور چھت اتنی اونچی تھی کہ بڑی آسانی سے چھت کو چھوا جا سکتا تھا۔

حضرت حارثہ بن نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کچھ اراضی مسجد نبوی ﷺ کے ساتھ بھی تھی چنانچہ وہ ضرورت کے مطابق نذر کرتے رہے۔ حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا سمیت تمام حجرے انہی کی زمین پر بنائے گئے تھے۔

(طبقات ابن سعد، البدایہ والنہایہ جلد سوم، اخبار مدینہ)

مہاجرین کے مکانات بھی بن گئے

چونکہ مہاجرین اپنا سب کچھ گھر بار وغیرہ مکہ مکرمہ میں چھوڑ کر مدینہ طیبہ میں ہجرت کر آئے تھے اس لئے ضروری تھا کہ مدینہ منورہ میں رہائش کیلئے کوئی انتظام مستقل بنیادوں پر کیا جاتا کیونکہ عارضی طور پر تو سب کیلئے کوئی نہ کوئی ٹھکانہ ہو گیا تھا مگر ضرورت محسوس کی گئی کہ ان کیلئے الگ سے مکانات تعمیر کروائے جائیں اگرچہ انصار مدینہ نے ان کے ساتھ بھرپور تعاون کیا۔ ان کی خدمت اور دلجوئی میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی جب کچھ ماہ گزر گئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین کی سکونت کیلئے مسجد نبوی ﷺ کے قریب کی جگہ کا انتخاب کیا۔

جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ حضرت حارثہ بن نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اراضی مسجد نبوی ﷺ کے قریب بھی تھی لہٰذا اس سلسلے میں انہوں نے سب سے پہلے اپنا مکان اور زمین خدمت اقدس میں پیش کی دیگر انصار نے بھی اس حوالے سے بھرپور تعاون کیا اور مہاجرین کیلئے الگ مکانات کی تعمیر کا معاملہ طے پا گیا۔

(بخاری شریف، سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

Marfat.com

تم دنیا و آخرت میں میرے بھائی ہو

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی سال مہاجرین اور انصار کے مابین رشتہ اخوت اور بھائی چارہ قائم فرمایا تا کہ مہاجرین انصار کے تعاون سے اپنے معاشی اور دیگر معاملات کو خوش اسلوبی سے طے کر سکیں چنانچہ کہا جاتا ہے کہ مہاجرین میں سے پینتالیس یا پچاس اشخاص کو اپنے پاس بٹھایا دوسری طرف سے انصار کو بھی بلا لیا گیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم دونوں جماعتوں میں سے ایک ایک کو بلاتے اور فرماتے یہ اور تم بھائی بھائی ہو اس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار و مہاجرین کے مابین رشتہ اخوت قائم فرمایا۔ یہ عقدہ مؤاخاۃ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان میں باندھا گیا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت خارجہ بن زید انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مابین رشتہ اخوت قائم کیا گیا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت حسان بن مالک انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درمیان، حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حضرت اوس بن ثابت انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حضرت مسلمہ بن سلامہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ حضرت طلحہ بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حضرت کعب بن مالک انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ، حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عرنہ کا حضرت ابو الدداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ، حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ، حضرت ابو حذیفہ بن عتبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حضرت عبادہ بن بشیر انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ، حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حضرت ثابت بن قیس خزرجی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ، حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عاصم بن ثابت انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ، حضرت سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حضرت سعد بن ربیع انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ باہمی رشتہ اخوت قائم کیا گیا۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت سعد کے مابین جب رشتہ اخوت قائم ہوا تو حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ میری دو بیویاں ہیں ان میں سے جو آپ پسند فرمائیں میں اسے طلاق دے دیتا ہوں تا کہ عدت کے بعد آپ اس سے نکاح کر لیں۔ پھر کہا میرے پاس کافی مال ہے میں اپنا مال آپ کو تقسیم کر کے دے دیتا ہوں۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا، اللہ تعالیٰ آپ کے اہل اور آپ کا مال آپ کو مبارک فرمائے مجھے صرف بازار کا رستہ بتا دیجئے۔ انہوں نے مدینہ منورہ کے مشہور بنوقینقاع کے بازار کا پتہ بتا دیا تو وہ بازار گئے اور وہاں سے کچھ گھی اور پنیر خرید کر بیچنا شروع کر دیا اسی طرح روزانہ بازار جاتے اور تجارت کے ذریعہ تھوڑے عرصہ میں ہی مالدار ہو گئے اور پھر شادی بھی کر لی حضور صلی

Marfat.com

اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور اپنی شادی کے بارے میں بتایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا بیوی کو حق مہر کتنا دیا؟ عرض کی پانچ درہم برابر سونا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ولیمہ کرو خواہ وہ ایک بکری ہی ہو۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرح اور بھی کئی مہاجرین نے تجارت کا آغاز کیا اللہ تعالیٰ نے ان کے کاروبار میں برکت عطا فرمائی اور وہ مالی طور پر مستحکم ہو گئے۔

علامہ ابن حجر رحمتہ اللہ علیہ نے شرح بخاری شریف میں ایک روایت علامہ ابن عبدالبر اور حاتم ابو عبداللہ نیشاپوری کے حوالے سے نقل کی ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار و مہاجرین کے مابین رشتہ اخوت قائم فرمایا تو اس کے علاوہ ایک خاص عقد مؤاخات مہاجرین کے درمیان بھی قائم فرمایا جس کے تحت ایک مہاجر کو دوسرے مہاجر کا بھائی بنا دیا۔ چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ، حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ، حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مابین رشتہ اخوت قائم فرمایا۔ اس موقع پر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ نے سب کے مابین رشتہ اخوت قائم فرمایا ہے لیکن میرا کوئی بھائی متعین نہیں فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم دنیا و آخرت میں میرے بھائی ہو۔

(بخاری شریف جلد دوم، زرقانی علی المواہب، فتوح البلدان)

بلال (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو اذان کے کلمات سکھا دو

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ جب مسلمان مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے مدینہ طیبہ میں آئے تو نماز کیلئے خود بخود جمع ہو جایا کرتے تھے پھر بعد میں ایک مجلس میں اس بات پر غور کیا گیا کہ نماز کیلئے مسلمانوں کو جمع کرنے کیلئے کیا طریقہ کار اختیار کیا جائے کسی نے کہا کہ ناقوس بجایا جائے کسی نے کہا کہ آگ روشن کی جائے اور کسی نے کہا بگل بجایا جائے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مشورہ دیا کہ ایک شخص بازار میں نماز کے وقت جائے اور الصلوٰۃ جامعۃ (نماز کا وقت ہے جلدی آؤ) کی صدا لگایا کرے اس تجویز کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پسند فرمایا۔ چنانچہ اسی وقت حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا کہ وہ نماز کے وقت لوگوں میں جا کر نماز کا اعلان کیا کریں۔

یہ سلسلہ کچھ عرصہ تک چلتا رہا ایک روز حضرت عبداللہ بن زید انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خواب دیکھا کہ ایک شخص دو سبز چادریں زیب تن کئے کھڑا ہے جس کے ہاتھ میں ناقوس ہے۔ انہوں نے پوچھا، ناقوس فروخت کرو گے؟ اس شخص نے پوچھا کہ کس مقصد کیلئے چاہئے انہوں نے جواب دیا کہ نمازیوں کو بلاؤں گا۔ وہ شخص کہنے لگا اگر تم کہو تو میں اس سے بہتر کوئی طریقہ بتا دوں۔ انہوں نے کہا بتا دو۔ اس پر اس شخص نے اذان اور اقامت کے کلمات

Marfat.com

ترتیب سے بتا دیئے۔ حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب نیند سے بیدار ہوئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور سارا واقعہ بیان کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ خواب سچا اور حق ہے نماز کیلئے اور کسی چیز سے پکارنا مناسب نہیں۔

اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ تم بلال (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو اذان کے کلمات سکھا دو کیونکہ وہ تم سے زیادہ بلند آواز ہیں۔ چنانچہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز کیلئے اذان دی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب یہ آواز سنی تو اپنی چادر کھینچتے ہوئے آئے اور عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو حق دے کر بھیجا میں نے بھی وہی دیکھا جو انہیں دکھلایا گیا ہے مگر آپ کو اطلاع دینے میں انصاری سبقت لے گئے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے بہت سے اصحاب نے یہ خواب دیکھا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب اپنے خواب کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے آنے سے قبل جبرائیل علیہ السلام نے آکر ان کلمات کے بارے میں سکھا دیا۔

اذان کا یہ طریقہ اس وقت سے آج تک رائج ہے اور تا قیامت اسی طرح جاری رہے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

(بخاری شریف، زرقانی علی المواہب جلد اول، جامع ترمذی جلد اول، ابوداؤد شریف جلد اول، سنن دارمی جلد اول)

یا اللہ! تو مدینہ طیبہ کی محبت سے ہمارے دلوں کو بھر دے

شروع سے ہی مدینہ طیبہ کی آب و ہوا کی خرابی کے باعث مشہور تھا اس شہر میں وبائی اور دیگر بیماریاں اکثر پھیلتی رہتی تھیں مسلمان جب ہجرت کر کے مدینہ طیبہ میں آئے تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو یہاں کی آب و ہوا راس نہ آئی اور بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم بیمار ہو گئے اس ضمن میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ۔

"جب ہم مدینہ طیبہ میں آئے تو وہ اللہ تعالیٰ کی زمین میں سب سے زیادہ وباؤں والا شہر تھا اس میں بطحان نامی ایک نالہ میں ہر وقت بدبودار پانی بہتا رہتا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار کو بددعا دیتے ہوئے فرمایا، اللہ تعالیٰ شیبہ بن ربیعہ، عتبہ بن ربیعہ اور امیہ بن خلف پر لعنت کرے جنہوں نے ہمارے وطن سے ہمیں وباؤں والی سرزمین کی طرف دھکیل دیا ہے۔

پھر فرمایا، اے اللہ! تو مدینہ طیبہ کی محبت سے ہمارے دلوں کو بھر دے۔

اس حوالے سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ میں تشریف فرما ہوئے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ (شدید) بخار

Marfat.com

میں مبتلا ہو گئے میرے والد ماجد جب (تیز) بخار آتا تو یہ شعر پڑھتے (جس کا ترجمہ ہے کہ)

''ہر شخص اپنے اہل وعیال میں صبح کرتا ہے حالانکہ موت اس کے جوتے کے تسمہ سے بھی قریب ہے۔''

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے اس بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح سے دعا فرمائی۔

''اے اللہ! تو مکہ مکرمہ کی محبت سے کہیں زیادہ مدینہ طیبہ کی محبت سے ہمارے دلوں کو بھر دے اور اس کی آب و ہوا کو صحت افزاء بنا دے اور اس کے مد اور صاع (ناپ تول کے پیمانے) میں ہمارے لئے برکت عطا فرما اور اس کے بخار کو یہاں سے منتقل کر کے جحفہ میں بھیج دے۔''

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ خواب میں بکھرے ہوئے بالوں والی ایک سیاہ فام عورت کو دیکھا جو مدینہ طیبہ سے نکل کر بھاگی جا رہی ہے اور پھر جحفہ جا کر ٹھہر گئی (جحفہ یہودیوں کی ایک بستی تھی) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خواب کی تعبیر یہ ارشاد فرمائی کہ مدینہ منورہ کی وباؤں کو جحفہ میں پہنچا دیا گیا۔

(بخاری شریف جلد اول، الترغیب والترہیب جلد سوم)

نبی صدقہ قبول نہیں کیا کرتا

ہجرت کے پہلے سال ہی حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قبول اسلام کا واقعہ پیش آیا۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایران کے رہنے والے تھے اپنے آبائی دین سے بیزار تھے۔ اس لئے حق کی تلاش میں اپنے وطن سے نکلے پہلے موصل گئے پھر نصیبین اور عموریہ کے گرجا گھروں کی خاک چھانی۔ عموریہ کے جس پادری کے پاس رہے اس نے مرنے سے قبل وصیت کی کہ نبی آخر الزمان کے ظہور کا زمانہ قریب آ چکا ہے وہ صحرائے عرب سے اٹھ کر اللہ کے دین کی دعوت دیں گے اور کھجوروں والی سرزمین کی طرف ہجرت کریں گے ان کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ ان کے دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت ہوگی وہ ہدیہ تو قبول کریں گے لیکن صدقہ نہیں کھائیں گے تم ان سے ضرور مل لینا۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے بعد وہاں سے بھی نکلے اور تلاش حق کی جستجو میں روانہ ہوئے قبیلہ بنو کلب کے چند لوگوں کے ہتھے چڑھ گئے۔ جنہوں نے ان کو دھوکے سے غلام بنا لیا اور وادی القریٰ کے نزدیک رہائش پذیر ایک یہودی کے ہاتھ فروخت کر دیا اس یہودی نے ان کو اپنے چچازاد بھائی کے پاس بیچ دیا جو ان کو مدینہ طیبہ لے گیا اور ان کو اپنے کام پر لگا لیا۔ پھر تھوڑی مدت کے بعد ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ سے مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت فرمائی ابھی مقام قباء میں ہی تھے کہ ہر طرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کا چرچا ہو گیا اور لوگ جوق در جوق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضری دینے لگے۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے آقا

Marfat.com

کے حکم پر کام کر رہے تھے کہ اسی اثناء میں ان کے آقا نے اپنے چچا زاد بھائی سے کہا کہ لوگ قباء میں ایک شخص کے پاس جمع ہو رہے ہیں جو مکہ مکرمہ سے آیا ہے اور نبوت کا دعویدار ہے۔

یہ سن کر حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کان کھڑے ہوئے دل میں جستجو بیدار ہوئی اور اشتیاق ہوا کہ اس بارے میں معلومات حاصل کریں۔ چنانچہ اپنے آقا سے پوچھا کہ یہ آپ نے ابھی کیا بات کی ہے، ظالم آقا نے غصے سے ان کو ایک مکا لگایا اور کہا تمہیں اس سے کیا جاؤ اپنا کام کرو۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خاموش ہو گئے۔ مگر یہ خاموشی عارضی تھی اس لئے موقع ملتے ہی مدینہ طیبہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور کچھ کھجوریں خدمت اقدس میں پیش کرتے ہوئے کہا کہ میرے پاس یہ صدقہ کی کھجوریں ہیں آپ کے لیے لے کر آیا ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے لے کر دوسروں میں تقسیم کر دیں اور اپنے پاس کچھ نہ رکھا اس سے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سمجھ گئے کہ واقعی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سچے نبی ہیں۔ اگلے روز پھر خدمت نبوی میں حاضر ہوئے اور اس مرتبہ ہدیہ پیش کیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہدیہ قبول کرتے ہوئے خود بھی استعمال کیا اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بھی دیا اس نے بعد حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مہر نبوت دیکھی تو بہت خوش ہوئے اور کلمہ اسلام پڑھ کر دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے۔

(اسد الغابہ جلد دوم، طبقات ابن سعد)

ایک پیالہ دودھ سے دعوت ولیمہ

اسی سال ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی رخصتی ہوئی چونکہ نکاح تو مکہ کرمہ میں پہلے ہی ہو چکا تھا اس لئے مدینہ طیبہ میں رخصتی کا اہتمام کیا گیا دعوت ولیمہ میں کھانے کا کوئی اہتمام نہیں تھا البتہ ایک پیالہ دودھ سے دعوت ولیمہ کی گئی۔ وہ دودھ کا پیالہ بھی حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر سے آیا ہوا تھا۔ (مدارج النبوۃ جلد دوم)

فرض کی چار رکعتیں پڑھنے کا حکم آ گیا

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ منورہ تشریف آوری کے بعد 1ھ میں تین نمازوں ظہر، عصر اور عشا میں دو کی بجائے چار چار رکعتیں فرض ہو گئیں۔ جبکہ فجر اور مغرب کی فرض نماز میں بالترتیب دو اور تین رکعتیں ہی رہیں۔ (معارج النبوۃ جلد دوم)

تمام مسلمانوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی

1ھ میں مدینہ طیبہ میں حضرت عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت ہوئی۔ ہجرت کے بعد آپ ہی وہ

Marfat.com

پہلے نومولود ہیں کہ جن کی ولادت پر تمام مسلمانوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی کیونکہ یہودیوں نے یہ مشہور کر رکھا تھا کہ ہم نے مسلمانوں پر جادو کر دیا ہے اور اب مدینہ طیبہ میں ان کے یہاں اولاد نہیں ہوگی۔ ان کی ولادت کے بعد حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کو لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کھجور چبا کر ان کو چٹائی اور عبداللہ نام رکھا۔ (تاریخ الخلفاء)

ہماری مسجد کو کس نے روشن کیا ہے؟

جب مسجد نبوی ﷺ کو تعمیر کیا گیا تو ابتداء میں مسجد میں روشنی کی فرض سے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کھجور کی شاخوں کی مشعل بنا کر لایا کرتے تھے ایک روز حضرت تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک غلام جن کا نام فتح تھا وہ بیت المقدس سے زیتون کا تیل اور قندیل لے کر آئے جسے مسجد نبوی ﷺ میں روشن کیا گیا جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قندیل کی روشنی دیکھی تو خوشی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا ہماری مسجد کو کس نے روشن کیا ہے؟ عرض کیا کہ فتح نامی غلام یہ چیزیں بیت المقدس سے لے کر آیا ہے اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کا نام تو سراج ہے۔ اس کے بعد سے ان کا نام سراج رکھ دیا گیا۔ (اسد الغابہ جلد دوم)

یہودیوں کے ساتھ معاہدہ ہو گیا

مکہ مکرمہ سے ہجرت کے بعد مسلمانوں نے مدینہ طیبہ میں اپنے قدم مضبوطی سے جمانا شروع کر دیے تھے اوس اور خزرج قبائل کی اکثریت مسلمان ہو چکی تھی اس لئے طاقت وقوت کے اعتبار سے بھی مسلمانوں کو تقویت حاصل ہوئی۔ مشرکین مکہ نے جب مسلمانوں کا مدینہ طیبہ میں قیام دیکھا تو انہوں نے اپنا ایک وفد مدینہ طیبہ بھیجا اور کہا کہ یا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ طیبہ سے نکال دیا جائے یا ان کے حوالے کر دیا جائے اگر ایسا نہ کیا گیا تو مدینہ طیبہ پر چڑھائی کر دی جائے گی۔ اس کے ساتھ ہی مشرکین مکہ نے مدینہ منورہ کے یہودیوں کو بھی اسی طرح کے خطوط لکھ کر بھیجے۔

چونکہ مدینہ طیبہ کے اطراف میں یہودیوں کے تین قبائل بنو قریظہ، بنو نضیر اور بنو قینقاع آباد تھے جن کے قبیلہ اوس اور خزرج سے اختلافات رہتے تھے انصار مدینہ کا تعلق اوس اور خزرج کے قبائل سے تھا اور یہ دونوں قبائل از ہجرت آپس میں لڑتے رہتے ان کے درمیان لڑائی کا میدان گرم کرنے میں یہودی پیش پیش رہتے تھے اور ایسی چالیں چلتے تھے کہ جس سے اوس اور خزرج کے لوگ ایک دوسرے سے برسر پیکار ہو جاتے۔ یہودی کسی بھی صورت میں یہودی اپنے مقصد کامیاب نہ ہو جائیں اور مسلمانوں کو کوئی نقصان نہ پہنچے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ طیبہ کے اردگرد کے قبائل اور یہودیوں کے ساتھ باہمی امن وامان کا معاہدہ کیا تاکہ مدینہ طیبہ کے اردگرد کا علاقہ خطرہ سے محفوظ ہو جائے اور کم از کم مدینہ منورہ میں امن وسکون رہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں اور مدینہ منورہ کے یہودیوں کے درمیان ایک امن معاہدہ کیا جس کے چیدہ چیدہ نکات ذیل میں درج ہیں یہ دنیا کا پہلا تحریری دستور تھا

Marfat.com

جو تاریخ میں نہایت اہمیت کا حامل تھا جس کے تحت تحریر کیا گیا کہ

1۔ خون بہا اور فدیہ حسب دستور سابق قائم رہے گا۔

2۔ کوئی شخص اپنے حلیف کی بدعملی کا ذمہ دار نہیں ٹھہرایا جائے گا البتہ مظلوم کو بہر حال مدد دی جائے گی۔

3۔ اگر کوئی مدینہ منورہ پر حملہ آور ہوگا تو یہودیوں اور مسلمانوں پر ایک دوسرے کی امداد کرنا لازم ہوگا اور دونوں فریق مل کر حملہ آور کا مقابلہ کرینگے۔

4۔ ہر فریق کو مذہبی آزادی حاصل ہوگی ایک دوسرنے کے دینی معاملات میں مداخلت نہیں کرینگے۔

5۔ یہودی اور مسلمان دونوں ایک دوسرے کے خیر خواہ رہیں گے۔

6۔ ہر طرح کے اختلافات اور تنازعات کا فیصلہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں پیش کیا جائے گا۔

7۔ اگر فریقین میں سے ایک فریق کسی سے صلح کرے گا تو دوسرا فریق بھی اس مصالحت میں شریک ہوگا البتہ مذہبی لڑائی اس سے مستثنٰی ہوگی۔

8۔ کوئی فریق قریش اور ان کے مددگاروں کو امان نہیں دے گا۔

9۔ جو شخص کسی مسلمان کو ناحق قتل کرے گا اور گواہوں سے اس کا ثبوت بھی مل جائے گا تو اس سے قصاص لیا جائے گا بجز اس صورت کے کہ مقتول کا ولی خون بہا پر راضی ہو جائے۔

10۔ یہودیوں کے قبائل کی تمام شاخوں کو بھی وہی حقوق حاصل ہوں گے جو اصل کو حاصل ہوں گے اور ان میں سے کوئی بھی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اجازت کے بغیر جنگ کیلئے نہیں نکلے گا۔

اس معاہدے کی دستاویز پر دونوں فریقین نے دستخط کئے یہ ایک تاریخی دستاویز اور دنیا کا پہلا تحریری دستور ہے جس میں فریقین کے تمام جائز حقوق کو مدنظر رکھتے ہوئے ضبط تحریر میں لایا گیا۔ (سیرت ابن ہشام جلد اول)

پھر ولید بن مغیرہ اور عاص بن وائل مر گئے

1 ہجری میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے حضرت کلثوم بن ہدم انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ وصال فرما گئے انہی دنوں حضرت براء بن معرور انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی وفات پا گئے۔ حضرت اسعد بن زرارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیمار تھے ان کا بھی انتقال ہو گیا۔ تو یہودی اور منافقین بہت خوش ہوئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو طعنہ دیتے ہوئے کہنے لگے کہ اگر یہ نبی ہوتے تو ان کے دوست نہ مرتے اللہ تعالیٰ ان کو یہ صدمات نہ پہنچاتا۔

یہودیوں اور منافقوں کے طعنوں کی بازگشت ابھی گونج ہی رہی تھی کہ مشرکین کے نامی گرامی سردار ولید بن مغیرہ اور عاص بن وائل کو موت نے آ گھیرا اور وہ جہنم واصل ہو گئے۔ مروی ہے کہ عاص بن وائل اس قدر گستاخ تھا کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مذاق اڑایا کرتا تھا ایک روز وہ اپنے گدھے پر سوار ہو کر طوائف جانے کی غرض سے روانہ ہوا تو

Marfat.com

اس کا گدھا اسے لے کر ایک خاردار جھاڑی پر بیٹھ گیا اس کے پاؤں کے تلوے میں کانٹا چبھ گیا اس کانٹے سے اس قدر تکلیف ہوئی کہ یہ کانٹا موت کا سبب بن گیا۔

اسی طرح ولید بن مغیرہ جان کنی کے وقت بہت آہ و بکاء کرتا تھا ابوجہل نے اس سے پوچھا، چچا جان! اس قدر گریہ وزاری کیوں کر رہے ہو؟ کہنے لگا، رب کعبہ کی قسم! میں موت کے خوف سے گریہ وزاری نہیں کرتا بلکہ اس ڈر سے رو رہا ہوں کہ میرے بعد مکہ میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا دین غالب اور عام ہو جائے گا۔ ابوسفیان بھی اس وقت پاس ہی موجود تھے اور اس وقت تک اسلام قبول نہیں کیا تھا کہنے لگے غم نہ کرو میں ضمانت دیتا ہوں کہ میں ان کا دین مکہ میں غالب نہیں ہونے دوں گا۔

پھر وہ وقت آیا کہ جب مکہ مکرمہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح کر لیا اللہ کا دین مکہ مکرمہ میں غالب ہو گیا تو کوئی مخالف کچھ بھی نہ کر سکا فتح مکہ کے روز حضرت ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے اور پھر ساری زندگی اسلام کے دشمنوں سے لڑتے رہے۔

(سیرت ابن ہشام جلد اول، مدارج النبوۃ جلد دوم)

☆☆☆

Marfat.com

پانچواں باب

ہجرت کے دوسرے سال کے واقعات

آپ پھیر دیجئے اپنا چہرہ مسجد حرام کی طرف

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جتنا عرصہ مکہ مکرمہ میں رہے تو خانہ کعبہ کی طرف چہرۂ انور کر کے نماز پڑھا کرتے تھے مگر جب مدینہ منورہ ہجرت فرمائی تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیت المقدس کی طرف چہرہ مبارک کر کے نماز پڑھنے کا حکم دیا گیا۔ اس ضمن میں حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سولہ یا سترہ ماہ تک بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے رہے لیکن اس بات کی خواہش رکھتے تھے کہ بیت اللہ کو قبلہ مقرر کر دیا جائے (چنانچہ اکثر آسمان کی طرف چہرۂ انور کر کے اس کیلئے وحی الٰہی کا انتظار فرماتے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ نماز ظہر پڑھ رہے تھے کہ تحویل کعبہ کا حکم آ گیا اور ارشاد باری تعالیٰ ہوا۔

قَدْ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِی السَّمَآءِ فَلَنُوَلِّیَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰىهَا فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ (البقرہ۔ ع 17)

''بے شک ہم دیکھتے ہیں بار بار آپ کا آسمان کی طرف منہ کرنا تو ہم ضرور آپ کو پھیر دیں گے اس قبلہ کی طرف جس میں آپ کی خوشی ہے پس پھیر دیجئے اپنا چہرہ مسجد حرام کی طرف۔''

امام ابن سعد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم قبیلہ بنو سلمہ کی ایک عورت حضرت ام بشر بن براء بن معرور رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بیمار پرسی کیلئے تشریف لے گئے تو انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے کھانا تیار کیا۔ اسی اثناء میں نماز ظہر کا وقت ہو گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ نماز با جماعت ادا فرما رہے تھے پہلی دو رکعت بیت المقدس کی طرح رخ کر کے نماز پڑھ چکے تھے کہ چہرۂ انور کعبۃ اللہ کی طرف کر لینے کا حکم آ گیا اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فوراً خانہ کعبہ کی طرف اپنا چہرۂ انور پھیر لیا اور باقی دو رکعتیں بیت اللہ کی طرف رخ کر کے پوری فرمائیں تمام مقتدیوں نے بھی دیکھا کہ تحویل قبلہ کا یہ واقعہ پندرہ رجب بروز پیر کو پیش آیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی جس مسجد میں دوران نماز تحویل قبلہ کا حکم ہوا اسے مسجد قبلتین کہتے ہیں جو کہ مدینہ منورہ سے تقریباً دو کلومیٹر کے فاصلے پر شمال کی طرف وادی عقیق الکبریٰ والصغریٰ کے درمیان

Marfat.com

ایک ٹیلے پر واقع ہے اس کے نزدیک ہی بیر رومہ یعنی وہ کنواں ہے جسے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک یہودی سے خرید کر مسلمانوں کیلئے وقف کر دیا گیا۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اللہ تعالیٰ کے حکم پر خانہ کعبہ کو قبلہ بنالیا تو یہودی بڑے بے چین ہوئے اور ناراضی و برہمی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگے کہ چونکہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہر بات میں ہماری مخالفت کرتے ہیں اس لئے انہوں نے صرف ہماری مخالفت کرنے کی غرض سے قبلہ تبدیل کیا ہے۔اس حوالے سے یہودیوں کے چند سردار جن میں کعب بن اشرف، کنانہ بن ربیع اور حجاج بن عمرو شامل تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور کہا۔

اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) جس قبلہ پر آپ تھے کس چیز نے اس سے آپ کو پھیر دیا آپ تو یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ آپ دین ابراہیمی پر ہیں آپ جس قبلے پر تھے اس پر واپس آجائیں ہم آپ کی پیروی کریں گے اور آپ کو سچا مان لیں گے۔منافقین کو بھی اعتراض کرنے کا موقع مل گیا اور وہ دین اسلام سے پھر گئے البتہ جو ایمان والے تھے وہ ثابت قدم رہے اسی حوالے سے اللہ رب العزت نے قرآن حکیم میں ارشاد فرمایا۔

سَيَقُوْلُ السُّفَهَآءُ مِنَ النَّاسِ مَاوَلّٰهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ الَّتِىْ كَانُوْا عَلَيْهَا قُلْ لِّلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ يَهْدِىْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ٥ وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِىْ كُنْتَ عَلَيْهَا اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ مِمَّنْ يَّنْقَلِبُ عَلٰى عَقِبَيْهِ وَاِنْ كَانَتْ لَكَبِيْرَةً اِلَّا عَلَى الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ (البقرہ ع 17)

''عنقریب لوگوں میں سے بے وقوف کہیں گے کہ کس چیز نے انہیں ان کے قبلے سے پھیر دیا جس پر وہ تھے آپ کہہ دیجئے کہ مشرق و مغرب اللہ ہی کے ہیں وہ جسے چاہتا ہے سیدھی راہ پر چلا دیتا ہے۔''

''اور آپ جس قبلہ پر پہلے تھے وہ ہم نے اسی لئے مقرر کیا تھا کہ دیکھیں کون رسول کی پیروی کرتا ہے اور کون الٹے پاؤں پھر جاتا ہے اور اگرچہ یہ بڑی (بھاری) بات تھی مگر ان لوگوں پر کوئی بھاری بات نہ تھی جنہیں اللہ نے سیدھی راہ دکھادی ہے۔

(صحیح بخاری شریف، صحیح مسلم شریف، طبقات ابن سعد، وفاء الوفا جلد دوم)

لڑنے کی اجازت دی جاتی ہے

کفار کی طرف سے مسلمانوں کے خلاف سازشوں کا سلسلہ کبھی رکا نہیں اور وہ مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کی تاک میں رہتے تھے کفار کی مخالفتوں اور دیدہ دلیریوں کو بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم بہت زیادہ ناگواری سے برداشت کرتے تھے چنانچہ ایک مرتبہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ایک جماعت جس میں حضرت عبدالرحمٰن بن

Marfat.com

عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی شامل تھے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئی اور عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کفار ہم کو ذلیل و رسوا کر رہے ہیں آپ ہمیں ان سے لڑنے کا حکم دیں۔ حضور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ان سے ہاتھ روکو کیونکہ مجھے ابھی تک قتال کا حکم نہیں دیا گیا۔

اسی طرح وقت گزرتا گیا حتیٰ کہ مشرکین اپنی ظالمانہ روش میں شدید تر ہو گئے انہوں نے مسلمانوں کو مکمل طور پر ختم کرنے کے منصوبے بنانے شروع کر دیئے۔ مدینہ طیبہ میں مسلمانوں کا قیام پذیر ہونا بھی ان کو کھٹکتا تھا۔ آخر کار 12 صفر 2 ہجری کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے کفار کے ساتھ لڑنے کا حکم آ گیا چنانچہ ارشار باری تعالیٰ ہوا۔

ترجمہ: "جن سے لڑائی کی جاتی ہے (مسلمان) ان کو بھی اب لڑنے کی اجازت دی جاتی ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں صرف اتنی سی بات کہنے پر کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے، ناحق اپنے اپنے گھروں سے نکال دیے گئے۔"

کفار کے ساتھ لڑائی کا حکم آنے کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے وصال مبارک تک تقریباً دس برس مسلسل حالت جنگ میں رہے اس دوران غزوات بھی ہوئے اور سرایا بھی۔ ہر وہ مہم جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود شرکت فرمائی۔ ان کو غزوات کہا جاتا ہے اور جس لشکر کے ساتھ خود روانگی نہ فرمائی اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو دشمنوں کی سرکوبی کیلئے روانہ فرمایا انہیں سرایا کہا جاتا ہے غزوات کی تعداد میں مورخین کا اختلاف ہے روضۃ الاحباب میں تحریر ہے کہ غزوات کی تعداد بعض کے نزدیک اکیس بعض کے نزدیک چوبیس، بعض کے نزدیک پچیس اور بعض کے نزدیک چھبیس ہے جبکہ مواہب لدنیہ کے مطابق غزوات کی تعداد ستائیس ہے۔

(زرقانی علی المواہب جلد اول)

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ غزوات کی کل تعداد انیس ہے اور ان میں سے جن غزوات میں قتال واقع ہوا ان کی تعداد نو ہے یعنی غزوہ بدر، غزوہ احد، غزوہ خندق، غزوہ بنی قریظہ، غزوہ بنی مصطلق، غزوہ خیبر، غزوہ فتح مکہ، غزوہ حنین اور غزوہ طائف ہیں۔

(بخاری شریف)

سرایا کی تعداد میں بھی مؤرخین کا اختلاف ہے بعض نے ان کی تعداد سینتالیس بیان کی ہے بعض چھپن بیان کرتے ہیں جبکہ بعض اس سے بھی کم یا زیادہ بیان کرتے ہیں۔ تفسیر ابن جریر میں ہے کہ جہاد فی سبیل اللہ کے بارے میں جو پہلی آیت مبارکہ نازل ہوئی وہ یہ ہے۔

وَقَاتِلُوْا فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ۔ (البقرہ 190)

"اور اللہ کی راہ میں ان سے جنگ کرو جو تمہارے ساتھ جنگ کرتے ہیں۔"

اگرچہ غزوات و سرایا کے متعلق واقعات بہت زیادہ تفصیل کے متقاضی ہیں مگر چونکہ اس باب کو بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کے حوالے سے خاص اہمیت حاصل ہے اس لئے مختصر پر اکتفاء کرتے ہوئے چند مشہور

Marfat.com

غزوات وسرایا کا بیان ذیل میں کیا جاتا ہے۔

سریہ حمزہ رضی اللہ عنہ:

2 ہجری میں سب سے پہلے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (آیت جہاد کے نزول کے بعد) حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قیادت میں تیس مہاجرین پر مشتمل لشکر قریش کے اس لشکر کفار کے مقابلے کیلئے روانہ فرمایا جو شام سے لوٹتے ہوئے مکہ مکرمہ کی طرف آ رہا تھا کفار کی تعداد تین سو تھی روانگی سے قبل حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک سفید جھنڈا بھی مرحمت فرمایا۔ حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا دریا کے کنارے سیف البحر تک پہنچے تھے کہ دونوں لشکروں کا آمنا سامنا ہوا ابوجہل بھی مشرکین میں موجود تھا فریقین نے جنگ کا ارادہ کیا لیکن مجد بن عمرو جہنی نے جو فریقین کا حلیف تھا دونوں کو جنگ سے باز رکھا چنانچہ ابوجہل اپنے لشکر کے ساتھ مکہ مکرمہ چلا گیا اور حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ مدینہ طیبہ لوٹ آئے۔

(زرقانی جلد اول، مدارج النبوۃ جلد دوم)

غزوہ ابواء

یہ سب سے پہلا غزوہ ہے اس غزوہ کو غزوہ ودان بھی کہتے ہیں۔ مدینہ طیبہ کے جنوب مغرب میں فرع ایک مشہور ضلع ہے ودان اور ابواء اسی ضلع کے مقامات ہیں۔ مکہ مکرمہ اور جدہ سے جو راستہ ساحل کے ساتھ شام کی طرف جاتا ہے اس پر مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے تقریباً درمیان میں رابغ واقع ہے۔ رابغ سے شمال کی جانب جائیں تو اسی جگہ پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مدینہ طیبہ سے واپسی پر انتقال ہوا تھا اور وہیں ان کو دفن کیا گیا ابواء کے نزدیک ہی ودان بھی واقع ہے۔

یہ غزوہ ہجرت کے دوسرے سال ماہ صفر میں پیش آیا۔ اس موقع پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مدینہ طیبہ میں اپنا خلیفہ بنایا اور حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جھنڈا عطا فرمایا اور ساٹھ مہاجرین کے ہمراہ قریش کے ایک قبیلہ بنی ضمیرہ سے مقابلے کیلئے روانہ ہوئے اور مقام ودان تک آئے مقام ابواء پر پہنچے تو قبیلہ بنی ضمیرہ کا سردار مخشی بن عمر ضمیری نرمی کے ساتھ پیش آیا اور صلح کا ارادہ ظاہر کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی صلح پر آمادگی کا اظہار کیا۔ چنانچہ صلح نامہ تحریر میں لایا گیا تقریباً پندرہ روز مدینہ منورہ سے باہر رہنے کے بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم 20 صفر 2 ہجری کو واپس مدینہ طیبہ تشریف لے آئے۔

مروی ہے کہ اسی مقام ابواء پر اور ایک قول کے مطابق اس سے پہلے حضرت ابوعبیدہ بن الحارث بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی تھے مسلمان ہوئے ان کی عمر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دس سال زیادہ تھی۔

(زرقانی علی المواہب جلد اول، مدارج النبوۃ جلد دوم)

Marfat.com

سریہ دارارقم

اسی سال رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبیدہ بن الحارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قیادت میں ساٹھ یا اسی مہاجرین کو دارارقم کی طرف قریش کی اس جماعت کی سرکوبی کیلئے روانہ فرمایا جو کسی مہم کیلئے مکہ مکرمہ سے نکلی تھی اسلامی لشکر کے علمبردار حضرت مسطح بن اثاثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے جبکہ ابوسفیان اور ابوجہل کا بیٹا عکرمہ لشکر کفار کی قیادت کر رہے تھے جن کی تعداد دوسو تھی۔ لشکر اسلام میں سے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کفار پر تیر پھینکے دونوں اطراف سے تیر اندازی ہوئی کفار ڈر کر بھاگ اٹھے اور مسلمان واپس مدینہ منورہ لوٹ آئے۔

(زرقانی علی المواہب جلد اول، مدارج النبوۃ جلد دوم)

سریہ سعد بن ابی وقاص

2 ہجری کے ساتویں ماہ کے شروع میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قیادت میں بیس مجاہدین پر مشتمل لشکر جحفہ کے قریب واقع وادی خرار کی طرف روانہ فرمایا جس کا مقصد قریش کے ایک قافلے کی سرکوبی کرنا تھا۔ اسلامی لشکر کے علمبردار حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ اسلامی لشکر جب وہاں پر پہنچا تو قریش کا قافلہ ایک دن پہلے ہی وہاں سے جا چکا تھا چنانچہ مسلمان واپس مدینہ منورہ لوٹ آئے۔

(زرقانی علی المواہب جلد اول)

غزوہ بواط

بواط ایک وادی کا نام ہے جو ضلع رضوی کا ایک مقام ہے اس وادی کے اطراف میں رضوی پہاڑ بھی واقع ہے ہجرت کے دوسرے سال حضور صلی اللہ علیہ وسلم قریش کے ایک تجارتی قافلے کو خائف کرنے کی غرض سے دوسو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم جبکہ ایک روایت کے مطابق ایک سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو لے کر روانہ ہوئے قریش کے اس قافلہ میں امیہ بن خلف بھی شامل تھا۔ اس کے ساتھ قریش کے سو افراد بھی تھے اور اس کے پاس اڑھائی ہزار اونٹ تھے۔ غزوہ بواط میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سفید پرچم دیا اور حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مدینہ منورہ میں نائب مقرر کیا۔

اس ضمن میں ابن ہشام نے لکھا ہے کہ مدینہ منورہ میں حضرت سائب بن عثمان بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نائب مقرر کیا بعض کا کہنا ہے کہ ان کو علمبردار بنایا۔ بہر طور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ مقام بواط تک پہنچے مگر لڑائی کی نوبت نہیں آئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم واپس مدینہ طیبہ لوٹ آئے۔

(زرقانی علی المواہب جلد اول، سیرت ابن ہشام جلد اول)

Marfat.com

غزوہ ذی العشیرہ

اسی سال رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ملی کہ قریش نے خلاف معمول موسم سرما میں ایک بڑا تجارتی قافلہ ابوسفیان کی قیادت میں شام کی طرف روانہ کیا ہے جس کا مقصد یہ ہے کہ مسلمانوں کے خلاف جنگ کیلئے ہتھیار خریدنے کی غرض سے سرمایہ فراہم کیا جائے۔ چنانچہ اس اطلاع پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ڈیڑھ یا سو دو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ الآخر کے مہینہ میں اس قافلے کو روکنے کیلئے روانہ ہوئے حضرت ابوسلمہ بن عبدالاسد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مدینہ منورہ میں نائب مقرر فرمایا اور حضرت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سفید جھنڈا مرحمت فرمایا۔

قریش کا قافلہ اس دوران مقام ذی عشیرہ تک پہنچ چکا تھا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ سے نکلے اور بنی دینار کے پہاڑوں کے درمیانی حصے کی راہ اور اس کے بعد الخبار کے میدانوں سے ہوتے ہوئے تشریف لے گئے اور پھر ابن ازہر کے پتھریلے مقام میں ایک درخت کے نیچے قیام فرما ہوئے اس کو ذات الساق کہا جاتا ہے۔

اس جگہ پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ادا فرمائی اس جگہ پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک مسجد بھی واقع ہے وہاں پر کھانا تیار کیا گیا جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ تناول فرمایا۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں سے آگے کی طرف روانگی فرمائی اور ایک پہاڑی ندی کے راستے سے گزرے حتیٰ کہ تیزی سے سفر کرتے ہوئے مدینہ منورہ سے تقریباً چھیالیس کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ایک سبزہ زار ملل تک پہنچے اس کے بعد عام راستے سے ہوتے ہوئے وادی ینبوع میں مقام عشیرہ پر پہنچے اور اس مقام پر خیمہ زن ہو گئے لیکن قریش کا قافلہ اس سے پہلے ہی وہاں سے گزر کر جا چکا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں پر چند دن تک قیام فرمایا اسی مقام پر بنی مدلج اور ان کے حلیف بنی ضمرہ کے ساتھ جو کہ عشیرہ کے نواح میں پڑاؤ ڈالے پڑے تھے صلح کا معاہدہ کیا اور مدینہ طیبہ واپس تشریف لے آئے۔

(زرقانی علی المواہب جلد اول)

غزوہ سفوان

یہ غزوہ بھی دو ہجری کو پیش آیا اسے غزوہ بدر اولیٰ بھی کہا جاتا ہے اس کا سبب یہ ہوا کہ مدینہ منورہ کی چراگاہ سے کرز بن جابر فہری رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اونٹوں کو ہنکا کر لے گیا جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ملی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفید جھنڈا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مرحمت فرمایا اور مدینہ طیبہ میں حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلیفہ مقرر فرما کر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ایک جماعت کے ساتھ نکل پڑے حتیٰ کہ بدر کے نواح میں وادی سفوان تک جا پہنچے کرز بن جابر فہری بچ کر نکل چکا تھا چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم واپس مدینہ منورہ تشریف لے آئے۔

(مدارج النبوۃ جلد دوم)

Marfat.com

سریہ عبداللہ بن جحش

2 ہجری کو رجب کے مہینے میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قیادت میں آٹھ یا بارہ مجاہدین کو بطن نخلہ کی طرف کفار قریش کی سرگرمیوں کی جاسوسی کی غرض سے روانہ فرمایا صورتحال ایسی ہوئی کہ کفار قریش کے ایک قافلے سے مسلمانوں کی مڈبھیڑ ہوگئی مسلمانوں نے ان پر تیر برسائے حضرت واقد بن عبداللہ تمیمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک تیر سے عمرو بن الحضرمی مارا گیا کچھ کافر گرفتار کر لئے گئے جبکہ باقی بھاگ گئے مسلمان مال غنیمت کے ساتھ کامیاب واپس مدینہ منورہ آگئے۔

(زرقانی علی المواہب جلد اول)

غزوۂ بدر

ہجرت کے دوسرے برس رمضان المبارک کے مہینے میں غزوہ بدر ہوا بدر کا مقام بدر بن حارث سے منسوب ہے جس نے یہاں پر کنواں کھودا تھا۔ بعض کا کہنا ہے کہ بدر ایک ایسی جگہ کا نام ہے کہ جہاں پر ایک شخص بدر بن مخلد بن نفر بن کنانہ نے پڑاؤ کیا تھا۔ اس غزوہ کا سبب یہ تھا کہ جب قریش کے اس قافلے کی جو کہ شام کی طرف گیا ہوا تھا اور اس کے تعاقب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم مقام ذی العشیرہ تک گئے تھے اور قافلہ وہاں سے جا چکا تھا واپسی کی خبر ملی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا راستہ روکنے کی غرض سے فوری طور پر تیاری کی دوسری طرف مکہ مکرمہ میں عمرو بن الحضرمی کی ہلاکت کی وجہ سے کفار کافی مشتعل تھے انہی دنوں کرز بن جابر فہری حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اونٹوں کو چوری کر کے لے گیا ہوا تھا کفار قریش کی بڑھتی ہوئی چیرہ دستیوں کا جواب دینے کیلئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے قافلے کو روکنے کا فیصلہ کیا اس طرح غزوہ بدر کے بہت سے اسباب بن گئے۔

تم مجھ سے زیادہ طاقتور نہیں ہو

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس غزوہ کے موقع پر حضرت ابولبابہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مدینہ طیبہ میں اپنا نائب مقرر فرمایا۔ حضرت عبداللہ ابن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مسجد نبوی ﷺ کا امام مقرر فرمایا۔ مسلمانوں کی کل تعداد 313 تھی جن میں سے 77 مہاجرین اور 236 انصار تھے لیکن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمرکابی میں صرف 305 صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تھے آٹھ وہ اشخاص جو کسی عذر کی وجہ سے پیچھے رہ گئے تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کی غنیمت میں سے ان کا حصہ نکالا تھا اور ان کو اہل بدر میں ہی شمار کیا جاتا ہے۔ تین اصحاب مہاجرین میں سے تھے اور انصار میں سے پانچ اصحاب تھے۔ غزوہ بدر میں کسی عذر کی وجہ سے شامل نہ ہونے والوں میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی زوجہ محترمہ سیدہ رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی علالت کے باعث حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق تیمارداری کیلئے رکے تھے اور حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ

Marfat.com

مشرکین کے قافلے کی جاسوسی کرنے کیلئے شام گئے ہوئے تھے۔

انصار میں سے حضرت ابولبابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو کہ غلام تھے ان کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آزاد فرما کر مدینہ طیبہ میں نائب بنایا تھا دوسرے حضرت عاصم بن عدی العجلان رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے جن کو مدینہ منورہ کے چڑھائی والے گاؤں پر نگرانی رکھنے کا حکم صادر فرمایا تھا۔ایک حضرت حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے جن کو روحاء کی منزل سے ایک اہم کام کے سلسلہ میں بنی عمرو عوف کے پاس بھیجا گیا تھا۔ایک حضرت حارث بن القیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت حوائب بن خبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے جو کہ اونٹ سے گر پڑے تھے اور ان کی ہڈیاں ٹوٹ گئی تھیں چنانچہ ان کو راستے میں سے ہی لوٹا دیا گیا تھا۔

یہ پہلا غزوہ تھا جس میں انصار نے بھی شرکت کی۔12 رمضان المبارک کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ طیبہ سے روانگی فرمائی لشکر اسلام میں مسلمانوں کے پاس ستر اونٹ، تین گھوڑے، آٹھ تلواریں اور چھ زرہیں تھیں جبکہ ایک ایک اونٹ پر کئی کئی مسلمان سواری کرتے تھے۔رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ شریک تھے۔جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیدل چلنے کی باری آتی تو دونوں عرض کرتے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ سوار ہی رہیے ہم آپ کے رکاب کی سعادت میں پیدل چلیں گے۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے، تم مجھ سے زیادہ طاقتور نہیں ہو اور میں اجر میں تم سے زیادہ بے نیاز نہیں ہوں۔

(سیرت ابن ہشام جلد اول، مدارج النبوۃ جلد دوم، طبقات ابن سعد)

ہم آپ کے ساتھ ہیں آپ جہاں چاہیں ہمیں لے جائیں

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کی جماعت میں موجود تھے کہ اس موقع پر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے کسی نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ نے جنگ کرنے کا ہم سے ذکر کیوں نہ کیا تاکہ ہم اس کیلئے تیاری کرتے اور ساز و سامان فراہم کرتے چنانچہ اب قریش کے قافلے کا پیچھا کیجئے اور قتال سے بچیئے۔اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم جلال میں آ گئے۔اس صورتحال کو دیکھتے ہوئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہوئے اور اچھی اچھی باتیں کہیں ان کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ نے بھی بڑی خوبصورت باتیں کیں۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی باتوں پر خوشی و مسرت کا اظہار کیا اور ان کیلئے دعائے خیر فرمائی اس کے بعد حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اپنے کام میں غور و فکر فرمایئے ان باتوں کو چھوڑیئے، اللہ کی قسم! اگر آپ ہمیں عدن تک بھی لے جائیں گے تو ہم انصار میں سے کوئی ایک بھی خلاف ورزی نہیں کرے گا۔یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہوئے اور ان کے لئے بھی دعائے خیر فرمائی۔

ان کے بعد حضرت مقداد بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کھڑے ہو کر عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم

Marfat.com

آپ کے ساتھ ہیں آپ جہاں چاہیں ہمیں لے جائیں ہم کبھی بھی وہ بات منہ سے نہ نکالیں گے جو بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہی تھی کہ آپ اور آپ کا رب دونوں جا کر لڑیں؟ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم بھی آپ کے ساتھ مل کر لڑنے والوں میں سے ہیں قسم ہے اس ذات پاک کی جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے ہم آپ کے ساتھ جائیں گے اور جہاں آپ جائیں گے آپ کے ساتھ مل کر مردانہ وار لڑیں گے اگرچہ آپ برگ عماد تک جائیں۔ (برگ عماد حبشہ کے شہروں میں سے ایک شہر ہے) یہ باتیں سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہوئے اور ان کیلئے دعائے خیر فرمائی۔

اس کے بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ تم مجھے مشورہ دو اس پر حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا یہ خطاب ہماری طرف ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ہاں، حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے ہیں آپ کی تصدیق کی ہے اور ہم نے ہر اس چیز کی گواہی دی ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی طرف سے لائے ہیں اور اپنے عہد و پیمان کے ذریعہ سے ہم نے آپ کو تصدیق فراہم کی ہے۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! چلئے جہاں آپ کی مرضی ہو قسم ہے اس ذات اقدس کی جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے اگر آپ چلیں اور ہمیں دریا میں ڈال دیں تو ہم دریا میں بھی کود جائیں گے اور ہم میں سے ایک شخص بھی آپ سے پیچھے نہیں رہے گا ہمیں اپنے دشمنوں کے ساتھ جنگ کرنے میں کوئی عذر نہیں ہے ہم دشمن سے جنگ ہو جانے پر صبر کرنے والوں اور صادقوں میں سے ہیں امید ہے کہ اللہ تعالیٰ دشمنوں سے مقابلہ کے وقت ہماری طرف سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا دکھائے گا جس سے آپ کے قلب اطہر اور نگاہ پاک کو روشنی اور ٹھنڈک حاصل ہو لہٰذا آپ جہاں چاہیں ہمیں لے جائیں۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس گفتگو کو سن کر بہت خوش ہوئے اور ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ اپنی برکت کے ساتھ تمہیں خوش رکھے تمہیں خوشخبری ہو کہ فتح و نصرت تمہاری ہی ہے بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ ان دونوں گروہوں میں سے کسی ایک پر غالب فرماؤں گا خواہ قریش کا قافلہ ہو یا قریش کا لشکر۔ اللہ کی قسم! میں گویا ان کے ہلاک ہونے کی جگہ اور ان کا مقتل دیکھ رہا ہوں۔

(صحیح بخاری شریف، سیرت ابن ہشام، جلد اول، زرقانی علی المواہب جلد اول)

بچے بھی شوقِ شہادت میں ساتھ چل پڑے

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ طیبہ سے تقریباً ایک کلومیٹر کے فاصلے پر پہنچے تو اپنے لشکر کا جائزہ لیا تو دیکھا کہ بہت سے کمسن صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی ساتھ چل پڑے ہیں ان میں حضرت انس بن مالک، حضرت رافع بن خدیج، حضرت زید بن ثابت، حضرت براء بن عازب، حضرت ابن عمر اور حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہم

Marfat.com

شامل تھے۔ان کے ساتھ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چھوٹے بھائی حضرت عمیر بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن کی عمر تقریباً سولہ سال تھی وہ بھی تھے تمام کمسن صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے واپس جانے کا حکم دیا تو سب واپس چلے گئے مگر حضرت عمیر بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ رونے لگے اور ساتھ چلنے پر اصرار کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ان کی بے قراری دیکھی تو ان کو ساتھ چلنے کی اجازت مرحمت فرمادی۔

(طبقات ابن سعد، الاستیاب، اصابہ)

لشکر کفار بھی لڑنے کیلئے چل پڑا

قریش کا قافلہ ابھی شام میں ہی تھا کہ ایک شخص نے ابوسفیان کو خبر دی کہ تمہارے یہاں آنے کے بعد محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے دوستوں کے ہمراہ تمہارے قافلے کے تعاقب میں مدینہ منورہ سے چل پڑے تھے مگر جب راستے میں تمہیں نہ پایا تو وہاں سے واپس لوٹ گئے مگر اب تمہاری واپسی کے انتظار میں ہیں لہٰذا تمہیں چاہئے کہ محتاط ہو کر واپسی کرو اور لاپرواہی نہ کرو یہ بات سن کر کفار کے دلوں پر ہیبت طاری ہوگئی ابوسفیان نے واپسی پر حجاز کے نزدیک پہنچ کر ایک شخص ضمضم بن عمرو غفاری کو بیس مثقال سونا اجرت کے طور پر دے کر تیزی سے مکہ مکرمہ روانہ کیا تاکہ وہ یہ خبر قریش کو پہنچائے۔

ضمضم غفاری تیزی سے راستہ طے کرتا ہوا مکہ مکرمہ کی طرف بڑھا اس نے اس وقت کے رواج کے مطابق کہ جب کوئی خوفناک اور خطرناک خبر سنانی ہوتی تھی تو خبر سنانے والا اپنے کپڑوں کو پھاڑ لیا کرتا تھا اور عجیب حلیے میں چیخ چیخ کر خبر سناتا تھا اپنے کپڑے جگہ جگہ سے پھاڑ لئے اور اونٹ کی پیٹھ پر کھڑے ہو کر چیخ و پکار کرنے لگا کہ اے گروہ قریش! محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے تمہارے قافلے کو لوٹنے کا ارادہ کر لیا ہے لہٰذا جلدی کرو اور اپنے قافلے کو بچاؤ۔
کفار مکہ نے جب اس کی یہ پکار سنی تو گھمنڈ سے کہنے لگے کیا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ان کے اصحاب یہ خیال کرتے ہیں کہ یہ قافلہ عمرو بن الحضرمی کی طرح ہوگا رب کعبہ کی قسم! انہیں خوب اچھی طرح پتہ چل جائے گا کہ ایسا نہیں ہے۔

اس کے ساتھ ہی قریش مکہ نے بھی فوری طور پر جنگ کی تیاری کی اور ایک لشکر ترتیب دیا اس لشکر کی تعداد ایک ہزار سے کم اور نو سو سے زیادہ تھی جبکہ ان کے سات سو سے زیادہ اونٹ اور گھوڑے تھے۔ ابولہب نے قریش کے اس اقدام کی مخالفت کی اس پر قریش نے کہا تمہارا شمار قوم کے سرداروں میں ہوتا ہے اگر تم ہی ہمارا ساتھ نہیں دو گے تو پھر دوسرے بھی سستی دکھائیں گے اس لئے مصلحت کا تقاضہ یہ ہے کہ یا تو تم خود ہمارے ساتھ چلو یا اپنی جگہ پر کسی دوسرے شخص کو بھیج دو۔ ابولہب نے قسم کھا کر کہا کہ نہ تو میں خود جاؤں گا اور نہ ہی اپنی جگہ کسی اور کو بھیجوں گا۔ ایک روایت ہے کہ اس نے اپنی جگہ ابوجہل کے بھائی عاص بن ہشام بن مغیرہ کو بھیجا اور اس سے جو چار ہزار درہم سود کے لینے تھے اسے معاف کر دیے۔

Marfat.com

امیہ بن خلف بھی لشکر کفار کے ساتھ جانے پر آمادہ نہیں تھا اس کی وجہ یہ تھی کہ غزوہ بدر سے قبل حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہجرت مدینہ کے بعد عمرہ کی ادائیگی کی غرض سے مکہ مکرمہ آئے تھے اور امیہ بن خلف کے ہاں مہمان بن کر رہے۔ ابوجہل کو جب اس بارے میں پتہ چلا تو اس نے امیہ بن خلف سے کہا کہ جس شخص نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اطاعت کر لی ہے اور ان کی حفاظت میں ہمارا ساتھ چھوڑ دیا ہے اور ان کے ساتھ مل کر ہم سے جنگ کرنے کا عہد و پیمان کر رکھا ہے اور تم اسے کچھ نہیں کہتے مگر کیا تم اس کو یہ موقع دو گے کہ وہ ہمارے ہاتھوں سے بچ کر صحیح سلامت مدینہ طیبہ پہنچ جائے۔

ابوجہل کی بات سن کر حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی طیش میں آ گئے اور فرمایا تمہارا جو دل چاہے وہ کرو (مگر یاد رکھو کہ) تمہارے قافلے مدینہ منورہ سے ہو کر گزرتے ہیں۔ امیہ بن خلف نے مداخلت کرتے ہوئے کہا یہ ابوالحکم (ابوجہل) ہمارا سردار ہے اس کے ساتھ سختی سے بات نہ کر۔ سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امیہ بن خلف کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا۔ تم یہ بات کر رہے ہو، اللہ کی قسم! میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ یقیناً امیہ بن خلف کو میرے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم قتل کریں گے۔

امیہ بن خلف نے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کیا یہ بات تم نے براہِ راست حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے۔ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا، ہاں۔ چنانچہ یہ بات امیہ نے اپنے دل میں بٹھا لی یہی وجہ تھی کہ جب کفار مکہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کرنے کیلئے جنگی تیاریاں کرنا شروع کر دیں اور بدر کی طرف جانے کا ارادہ کیا تو اس نے بہانہ کرنا چاہا تاکہ ہلاکت سے بچ جائے اس نے کہا کہ میں بہت ضعیف اور فربہ ہوں اس لئے مجھے ساتھ نہ لے جایا جائے۔

ابوجہل اور عتبہ بن ابی مغیط نے اس کے جذبہ حمیت کو بھڑکایا اور اسے خوب لعن طعن کی اس سے مجبور ہو کر وہ ساتھ چلنے پر تیار ہو گیا۔ کفار قریش زرہ پوش انتہائی غرور و مستی کی حالت میں چلے جا رہے تھے اور مقام بدر کی طرف رواں دواں تھے ان کے ساتھ گانے والی عورتیں بھی تھیں جو ان کے دلوں کو جنگ کیلئے ابھارتی تھیں لشکر کفار کیلئے ہر روز دس اونٹ ذبح کیے جاتے اور قریش کے سرداروں میں سے روزانہ کوئی نہ کوئی سب کو کھانا دیتا تھا۔

(صحیح بخاری شریف، سیرت ابن ہشام جلد اول، زرقانی علی المواہب جلد اول)

بنی زہرہ اور بنو عدی نے لشکر قریش کا ساتھ چھوڑ دیا

لشکر قریش عتبہ بن ربیعہ کی کمان میں مسلمانوں سے جنگ کیلئے چلا جا رہا تھا اور دوسری طرف ابوسفیان جب اپنے قافلے کو لے کر شام سے مدینہ منورہ کے نزدیک پہنچا تو اسے لشکر کفار کی پیش قدمی کے بارے میں کوئی اطلاع نہ ملی اس پر وہ خوفزدہ ہوا کہ کہیں مسلمان گھات لگا کر نہ چھپے ہوئے ہوں قافلے کے ساتھ بدر کی طرف جا نکلا وہاں پر اس کی ملاقات مجدی بن عمرو سے ہوئی تو اس سے پوچھا کہ تم نے اس طرف محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے جاسوسوں میں

Marfat.com

سے کسی کو دیکھا ہے؟اس نے کہا رب کعبہ کی قسم! میں نے ادھر کسی بھی آدمی کو نہیں دیکھا البتہ دو سوار اس طرف ضرور آئے تھے یہ کہہ کر اس نے ایک طرف اشارہ کیا (جس کا مطلب تھا کہ اس جگہ پر انہوں نے اپنے اونٹ بٹھائے تھے)۔

مجدی بن عمرو کی بات سن کر ابوسفیان نے اس جگہ سے اونٹوں کی مینگنیاں اٹھائیں اور ان کو توڑ کر دیکھا ان مینگنیوں میں کھجور کی گٹھلیاں موجود تھیں۔ یہ دیکھ کر ابوسفیان ٹھٹکا اور کہا ان اونٹوں نے مدینہ منورہ کی کھجوریں کھائی ہوئی ہیں بے شک وہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے جاسوس تھے جو اس طرف کو آئے تھے اس کے ساتھ ہی اس نے قافلے کے اونٹوں کا رخ دوسری طرف پھیر دیا اور ساحل سمندر کے ساتھ والے راستے سے ہوتا ہوا اپنے قافلے کو صحیح سلامت نکال کر لے گیا۔اس کے بعد ابوسفیان نے قیس بن امراء القیس کے ہاتھ قریش مکہ کو پیغام بھیجا کہ میں نے قافلے کو بحفاظت نکال لیا ہے لہٰذا اب محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے جنگ کرنے کی ضرورت نہیں ہے تم لوگ واپس پلٹ جاؤ۔

قیس بن امراء القیس نے جب مقام جحفہ میں ابوسفیان کا پیغام قریش کو سنایا تو ابوجہل نے طاقت کے گھمنڈ میں کہا، رب کعبہ کی قسم! جب تک ہم بدر نہیں جائیں گے تین دن رات وہاں پر قیام نہیں کرینگے۔ وہاں کھانے نہیں کھائیں گے شراب نہیں پئیں گے گانے نہیں سنیں گے ہم واپس نہیں جائیں گے۔اس طرح دیگر قبائل میں ہماری شہرت ہو جائے گی اور ان کے دلوں پر ہمارا رعب داب بیٹھ جائے گا اور پھر کسی کی مجال نہیں ہوگی کہ وہ ہماری طرف غلط نگاہ سے دیکھے۔

کفار مکہ نے ابوجہل کی بات سے اتفاق کیا مگر جب اخنس بن شریق نے جو بنوزہرہ کا حلیف تھا اس نے بنو زہرہ سے کہا کہ جب قافلہ صحیح سلامت پہنچنے کی خبر مل گئی ہے تو پھر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے جنگ کرنے سے باز آؤ کہ وہ تمہارا بھتیجا ہے۔بنوزہرہ نے اس کی بات مان لی۔بنوعدی بن کعب نے بھی قریش کا ساتھ چھوڑ دیا اور دونوں قبائل واپس مکہ مکرمہ لوٹ گئے۔

(سیرت ابن ہشام جلد اول، طبقات ابن سعد)

میں آپ پر اور ساری دنیا کے پروردگار پر ایمان لاتا ہوں

لشکر اسلام مدینہ طیبہ سے روانہ ہو کر مقام بدر کی طرف پیش قدمی کر رہا تھا کہ اثنائے راہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ مسلمانوں کے ہمراہ دو مشرک خبیب بن یساف اور قیس بن محرث بھی چلے آ رہے ہیں۔خبیب بن یساف نے اپنے چہرے پر نقاب پہنا ہوا تھا۔دونوں اشخاص مقام عقیق پر اسلامی لشکر میں آ ملے تھے۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خبیب کو خود کے نیچے سے دیکھ کر پہچانا جو کہ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں چلا جا رہا تھا۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف دیکھ کر پوچھا کیا یہ خبیب بن

Marfat.com

یساف نہیں ہے؟ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بولے جی ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ خبیب ہی ہے۔ اس کے بعد خبیب بن یساف سامنے آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے اور قیس بن محرث سے پوچھا کہ تمہیں کون سی بات یہاں لے آئی؟ انہوں نے کہا کہ آپ ہمارے ہمسائے کے بھانجے ہیں ہم اس لئے آئے ہیں کہ اپنی قوم کا مال غنیمت حاصل کریں۔

خبیب بن یساف نے کہا میری جرأت و دلیری کے بارے میں میری قوم جانتی ہے اور میں آپ کے ساتھ رہ کر دشمنوں سے مال غنیمت کیلئے جنگ کروں گا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پہلے اسلام قبول کر اس کے بعد (ہماری طرف سے) جنگ کر۔ خبیب خاموش ہو گیا مگر جب لشکر اسلام مقام روحا میں پہنچا تو جناب حبیب بن یساف رضی اللہ تعالیٰ عنہ جلدی سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کی، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ کے اور ساری دنیا کے پروردگار پر ایمان لاتا ہوں اور گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قبول اسلام سے بہت خوش ہوئے۔ حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ غزوہ احد میں شہید ہو گئے تھے۔ حضرت قیس بن محرث رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس وقت اسلام قبول کیا جب لشکر اسلام واپس مدینہ طیبہ پہنچا۔

(مدارج النبوۃ جلد سوم)

مکہ نے اپنے جگر گوشوں کو تمہارے سامنے ڈال دیا ہے

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مقام صفراء کے قریب وادی ذفران میں قیام فرمایا تو اس مقام پر اسلامی لشکر کیلئے جھنڈے تیار کئے گئے مہاجرین کا جھنڈا حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عنایت فرمایا قبیلہ اوس کا جھنڈا حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیا اور قبیلہ خزرج کا جھنڈا حضرت حباب بن منذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد فرمایا۔ رمضان المبارک کی سترہ تاریخ کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اسلامی لشکر کے ساتھ بدر میں اترے۔ جبکہ قریش کا لشکر دوسری جانب فروکش ہوا۔ کفار کے لشکر میں بھی تین علمبردار تھے جو کہ طلحہ بن ابی طلحہ، ابوعزیز بن عمیر اور نضر بن حارث تھے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لشکر قریش کی جاسوسی کرنے کی غرض سے حضرت علی، حضرت سعد بن ابی وقاص اور حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بھیجا وہ گئے تو قریش کے دو غلام ان کے ہتھے چڑھ گئے ایک غلام اسلم تھا جس کا تعلق بنی الحجاج کے قبیلے سے تھا جبکہ دوسرے کا نام عریض تھا جس کا تعلق بنی العاص سعید سے تھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم جب ان دونوں کو پکڑ کر واپس آئے تو اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے غلاموں سے پوچھا کہ تم کون ہو؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہم قریش کے سقے ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے خیال کیا کہ یہ جھوٹ بول رہے ہیں چنانچہ انہوں نے ان کو مارنا شروع کر دیا۔

Marfat.com

غلاموں سے مار برداشت نہ ہو سکی تو وہ بولے کہ ہم ابو سفیان کے ساتھی ہیں۔ اسی اثناء میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہو گئے تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ پہلے انہوں نے سچ کہا تھا تو تم نے انہیں مارا مگر جب انہوں نے جھوٹ کہا تو تم نے ان کو چھوڑ دیا۔ اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عریض سے پوچھا کہ قریش کہاں ہیں؟ اس نے اشارہ کرتے ہوئے جواب دیا کہ اس سامنے والے ٹیلے کے پیچھے موجود ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب قریش کی تعداد کے بارے میں پوچھا تو اس نے کہا کہ میں نہیں جانتا کہ ان کی تعداد کتنی ہے۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ وہ روزانہ کتنے اونٹ ذبح کرتے ہیں۔ اس نے کہا کسی روز دس اور کسی روز نو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کی تعداد ہزار سے کم اور نو سو سے زیادہ ہے۔

اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ قریش کے سرداروں میں سے کون کون ان میں موجود ہے؟ کہا کہ امیہ بن خلف، ابی الحکم بن ہشام (ابوجہل) اطعمہ بن عدی، زمعتہ بن الاسود، حکیم بن حزام، عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، حارث بن عامر، ابوالبختری بن ہشام، عمرو بن عبدود، سہیل بن عمرو، نوفل بن خویلد اور حجاج کے بیٹے بنیہ ومنبہ، یہ سن کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے فرمایا مکہ نے اپنے جگر گوشوں کو تمہارے سامنے ڈال دیا ہے۔

(مسلم شریف جلد دوم، زرقانی علی المواہب، سیرت ابن ہشام جلد اول)

ہمیں یہاں سے کوچ کر جانا چاہئے

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اول بدر کے اس مقام پر قیام فرمایا جو بدر کے کنوئیں کے سب سے نزدیک تھا یہ دیکھ کر حضرت حباب بن منذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اگر اس منزل پر ہمارا قیام وحی کے مطابق ہے تو پھر ہم نہ ایک قدم آگے بڑھا سکتے ہیں اور نہ ایک قدم پیچھے ہٹا سکتے ہیں اور اگر یہ فوجی تدبیر ہے تو یہ مناسب منزل نہیں ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس بارے میں کوئی وحی نہیں آئی۔ اس پر حضرت حباب بن منذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا۔ میرا مشورہ یہ ہے کہ ہمیں یہاں سے کوچ کر جانا چاہئے اور ہمیں اس آخری کنوئیں پر قیام کرنا چاہئے جو قریش کے سب سے نزدیک ہو میں بدر کے کنوؤں سے واقف ہوں وہاں ایک میٹھے پانی کا کنواں ہے جس کا پانی ختم نہیں ہوتا جب ہم وہاں پہنچیں تو ایک حوض بنالیں اور کنوئیں کو پاٹ دیں تاکہ ہمارے لئے پانی ہو اور ہمارے دشمنوں کیلئے نہ ہو۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ اسی اثناء میں حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے اور کہا کہ حباب کا مشورہ ٹھیک ہے۔ مسلمان جس جگہ ٹھہرے ہوئے تھے اس جگہ ریت پر پاؤں جمانا مشکل تھا اور چوپاؤں کے زمین میں دھنس دھنس جاتے تھے علاوہ ازیں پیاس کا بھی خوب غلبہ تھا بعض کو غسل کی حاجت لاحق ہو گئی اور بعض وضو کیلئے پانی کی تلاش میں تھے مگر وہاں پر پانی نہ تھا اسلامی لشکر اور پانی کے درمیان کافی فاصلہ تھا دوسری طرف جہاں

Marfat.com

کفار ٹھہرے ہوئے تھے وہاں انہوں نے کنوؤں پر قبضہ کر کے اپنے لئے کافی پانی ذخیرہ کر رکھا تھا۔ اس صورتحال میں شیطان نے مسلمانوں کے دلوں میں وسوسہ ڈالا کہ تم یہ سمجھتے ہو کہ ہم حق پر ہیں پیغمبر کے ساتھی ہیں اور فتح و نصرت کا ہمارے ساتھ وعدہ کیا گیا ہے جبکہ بات یہ ہے کہ تم جنبی ہونے کی وجہ سے نماز بھی نہیں پڑھ سکتے تو اس حالت میں تم کس طرح توقع کر سکتے ہو کہ تم ان پر غلبہ حاصل کر لو گے۔

اس وسوسے کی بناء پر مسلمان بہت رنجیدہ خاطر ہوئے مگر اللہ تعالیٰ نے فضل و کرم فرمایا اور بارش ہو گئی مسلمانوں نے وضو اور غسل کیا بارش کا پانی جگہ جگہ حوض بنا کر اکٹھا کر لیا اور اپنے استعمال میں لائے بارش کے باعث ریت دب گئی اور زمین سخت ہو گئی جس سے چلنے پھرنے میں آسانی ہو گئی جبکہ جس جگہ کفار کا قیام تھا اس جگہ بارش کی وجہ سے کیچڑ ہی کیچڑ ہو گیا اور ان کیلئے چلنا پھرنا مشکل ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اسی حوالے سے قرآن حکیم کی یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی۔

وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُمْ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً لِيُطَهِّرَكُمْ بِهِ (الانفال)

''اور (اللہ تعالیٰ نے) آسمان سے پانی برسا دیا تا کہ وہ تم لوگوں کو پاک کرے۔''

(معارج النبوۃ جلد سوم)

سرداران کفار کے مرنے کی خبر دے دی

حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم آپ کیلئے (اونچی جگہ پر کھجور کی شاخوں کا سائبان) عریش تیار کر دیتے ہیں تا کہ آپ اس میں تشریف رکھیں اور آپ کے پاس سواریاں تیار رہیں اس کے بعد ہم دشمن سے جنگ کریں اگر اللہ تعالیٰ نے ہمیں غلبہ عطا فرمایا اور دشمن پر فتح حاصل ہوئی تو ہمارا مقصد حاصل ہو جائے گا اگر کوئی دوسری صورت پیش آئے گی تو آپ سوار ہو کر قوم کے ان لوگوں کے پاس چلے جایئے گا جو ہمارے پیچھے ہیں بہت سے ایسے لوگ آپ کے ہمراہ آنے سے رہ گئے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں ہم ان سے زیادہ نہیں ہیں اگر انہیں یہ خیال ہوتا کہ آپ کو جنگ کرنی ہو گی تو وہ پیچھے نہ رہ جاتے، اللہ تعالیٰ ان کے ذریعے سے آپ کی حفاظت فرمائے گا وہ آپ کے خیر خواہ رہیں گے اور آپ کے ساتھ ہو کر جہاد کریں گے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی بات سن کر ان کے حق میں دعائے خیر کی۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے ایک اونچی جگہ پر سائبان بنا دیا گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسی میں تشریف فرما رہے۔ یہ 17 رمضان المبارک کی شب تھی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ایک جماعت کے ساتھ میدان بدر میں تشریف لائے اور زمین پر اپنا دست مبارک رکھ کر فرمایا یہ فلاں کے مرنے کی جگہ ہے یہ فلاں کے مرنے کی جگہ ہے۔ یہ فلاں کا مقتل ہے اور یہ فلاں کا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایک مارے جانے والے مشرک کا نام اور اس کے مقتل کا نشان

Marfat.com

بتایا اوران میں سے کوئی ایک کافر بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے مقام کے خلاف نہیں مارا گیا۔
(مسلم شریف، ابوداؤد شریف، سیرت ابن ہشام، جلداول)

یااللہ! میں تیری مدد کا طالب ہوں

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ساری رات عبادت الٰہی میں مصروف رہے اللہ تعالیٰ کے حضور مناجات کرتے رہے صبح کے وقت جب دور سے قریش کو ٹیلے کے پیچھے سے نکل کر وادی میں آتے ہوئے دیکھا تو بارگاہ الٰہی میں دعا کی۔

''اے اللہ! یہ قریش ہیں، یہ اپنے فخر وغرور کی وجہ سے آگئے ہیں تیری مخالفت کرتے ہیں اور تیرے رسول کو جھٹلاتے ہیں، اے اللہ! میں تیری اس مدد کا طلبگار ہوں جس کا تو نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے۔ اے اللہ! آج ان کو ہلاک کردے۔''

دونوں طرف کے لوگوں میں جنگ کا جوش وخروش تھا مگر قریش میں سے بعض افراد نہیں چاہتے تھے کہ فریقین میں خونریزی ہو ان میں حکیم بن حزام بھی تھے۔ جنہوں نے بعد میں اسلام قبول کرلیا تھا نہایت نرم دل اور سنجیدہ سوچ کے مالک تھے۔ اپنے لشکر کے کمانڈر عتبہ بن ربیعہ کے پاس گئے اور اس سے کہا کہ تم قریش کے رئیس اور سردار ہو سب لوگ تمہاری بات سنتے ہیں کیا تم اس بات کو پسند کرتے ہو کہ لوگ ہمیشہ تمہارا ذکر بھلائی کے ساتھ کرتے رہیں۔ اس نے کہا، بات کیا ہے؟ حکیم بن حزام نے کہا، میرا ایک مشورہ ہے کہ تم ان سب لوگوں کو لے کر واپس چل پڑو اور عمرو بن الحضرمی جو کہ تمہارا حلیف تھا اس کا خون بہا اپنی طرف سے ادا کردو کیونکہ قریش کا مطالبہ تو عمرو بن الحضرمی کے خون کا ہی ہے جب تم ادا کردو گے تو خونریزی کی نوبت نہیں آئے گی۔

عتبہ بن ربیعہ بھی سمجھ بوجھ رکھنے والا شخص تھا اس نے کہا مجھے منظور ہے میں عمرو بن الحضرمی کا خون بہا ادا کردیتا ہوں بلکہ اس کا جو مالی نقصان ہوا تھا اس کی تلافی کی ذمہ داری بھی مجھ پر ہوگی۔ لیکن اس معاملے میں ابوالحکم (ابوجہل) کی رضامندی حاصل کرنا ضروری ہے۔ چنانچہ حکیم بن حزام نے عتبہ بن ربیعہ کا پیغام ابوجہل کو دیا تو ابوجہل نے کہا بخدا! جب سے عتبہ نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور اس کے ساتھیوں کو دیکھا ہے اس پر خوف طاری ہو گیا ہے اس کی ہمت جواب دے گئی ہے اور پھر اس کا بیٹا بھی ان میں شامل ہے۔ اسی لئے وہ چاہتا ہے کہ جنگ نہ ہو اور اس کے بیٹے کو کوئی نقصان نہ پہنچے۔

اس کے بعد ابوجہل نے عمرو بن الحضرمی کے بھائی عامر بن الحضرمی کو بلایا اور اس کو بھڑکاتے ہوئے کہنے لگا، تیرا حلیف (عتبہ) لوگوں کو واپس لے کر جانا چاہتا ہے جب خون کا بدلہ سامنے نظر آرہا ہے تو پھر قریش کو اپنے بھائی کا خون یاد دلا اور ان سے وعدہ وفا کرنے کا مطالبہ کر۔ عامر بن حضرمی نے یہ سنا تو وہ عرب کے رواج کے مطابق چلا چلا کر کہنے لگا ہائے عمرو، ہائے عمرو، پھر اپنے کپڑے پھاڑ کر اپنے سر پر مٹی ڈال لی۔ چنانچہ معاملہ بگڑ گیا کفار کے لوگ

Marfat.com

جوش میں آگئے اور جنگ کرنے کے سوا کوئی چارہ نہ رہ گیا۔ عتبہ نے جب ابوجہل کی یہ کارستانی اور طعنہ سنا تو وہ بھی غضبناک ہوا اور کہا کہ اس کو بہت جلد معلوم ہو جائے گا کہ بزدل کون ہے۔ پھر عتبہ نے سر پر پہننے کیلئے لوہے کی خود طلب کی مگر چونکہ اس کا سر بہت بڑا تھا پورے لشکر میں اس کے سر کے سائز کی کوئی خود نہ مل سکی اس پر اس نے اپنے سر پر ایک چادر لپیٹ لی اور جنگ کیلئے تیاری مکمل کر لی۔

(سیرت ابن ہشام جلد اول، طبقات ابن سعد)

آپ نے مجھے ضرب لگائی ہے اس کا بدلہ دیں

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ بدر کے روز جنگ کیلئے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی صفیں سیدھی فرما رہے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست اطہر میں ایک چھڑی تھی۔ صفیں سیدھی کرتے کرتے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سواد بن غزیہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قریب پہنچے جو کہ بڑے خوش طبع صحابی تھے تو وہ تھوڑا سا آگے نکل کر کھڑے ہو گئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے پیٹ میں وہ چھڑی چبھوتے ہوئے فرمایا، اے سواد! صف کو برابر کرو۔ حضرت سواد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کی چھڑی کی ضرب سے مجھے بڑی تکلیف پہنچی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حق اور راستی کے ساتھ بھیجا ہے آپ نے مجھے ضرب لگائی ہے اس کا بدلہ دیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے شکم مبارک سے کپڑا اٹھاتے ہوئے فرمایا، اے سواد! اپنا بدلہ لے لو، یہ سنتے ہی حضرت سواد رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے لپٹ گئے اور شکم مبارک کو بوسہ دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے سواد! کس بات نے تمہیں اس پر ابھارا ہے؟ حضرت سواد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں اس جنگ میں قتل ہونے سے محفوظ نہیں میں نے چاہا کہ اپنی زندگی کے آخری وقت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن اطہر سے مساس کر لوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے حق میں دعائے خیر فرمائی۔

(سیرت ابن ہشام، جلد اول)

ان کو منع نہ کرو انہیں پانی لے جانے دو

مسلمانوں نے اپنی ضرورت کیلئے حوض میں پانی جمع کر رکھا تھا یہ وہی حوض تھا جسے حضرت حباب بن المنذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مشورے سے بنایا گیا تھا کفار کے چند افراد اس حوض کی طرف آئے تا کہ وہاں سے پانی لیں ان میں حکیم بن حزام بھی تھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے کچھ نے ان کو روکنا چاہا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ان کو منع نہ کرو انہیں پانی لے جانے دو۔

مروی ہے کہ جس بھی مشرک نے اس حوض سے پانی پیا وہ غزوہ بدر میں مسلمانوں کے ہاتھوں مارا گیا۔ سوائے حکیم بن حزام کے وہ قتل نہیں ہوئے گھوڑے پر سوار ہو کر فرار ہو گئے تھے بعد میں انہوں نے اسلام قبول کر لیا اور اسلام

Marfat.com

پر ثابت قدم رہے پھر جب کبھی قسم کھانے کی بات ہوتی تو فرماتے ، مجھے اس ذات کی قسم! جس نے مجھے بدر کے روز ہلاک ہونے سے بچالیا۔

(سیرت ابن ہشام جلد اول)

ہم ہر صورت میں عہد کی پاسداری کریں گے

غزوہ بدر کے واقعات کے ضمن میں یہ واقعہ نہایت اہمیت رکھتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جنگی صورتحال میں بھی وعدہ کی پاسداری فرمائی چنانچہ مروی ہے کہ حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ابو حیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہیں سے چلے آرہے تھے کہ راستے میں کفار نے ان کو دیکھ لیا اور ان کا راستہ روک لیا۔ کفار نے ان سے کہا کہ تم دونوں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی مدد کیلئے بدر کی طرف جا رہے ہو (اس لئے ہم تمہیں جانے نہیں دیں گے) دونوں اصحاب نے انکار کیا اور وعدہ کیا کہ جنگ میں شریک نہیں ہوں گے۔ پھر جب دونوں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو سارا واقعہ عرض کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا تو دونوں کو لڑائی کی صفوں سے علیحدہ کر دیا اور ارشاد فرمایا کہ ہم ہر صورت میں عہد کی پاسداری کرینگے۔ ہمیں صرف اللہ کی مدد کی ضرورت ہے۔

(مسلم شریف جلد دوم)

غزوۂ بدر کے پہلے شہید

غزوۂ بدر کے پہلے شہید حضرت مجمع رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے جو کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آزاد کردہ غلام تھے یہ مسلمانوں کی طرف سے سب سے پہلے میدان میں لڑائی کی غرض سے نکلے ان کو عمرو بن الحضرمی کے بھائی عامر بن حضرمی نے تیر مار کر شہید کر دیا۔ ان کے بعد حضرت حارثہ بن سراقہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کفار کا تیر لگنے سے شہید ہو گئے جو کہ اس وقت حوض سے پانی پی رہے تھے۔

(سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

کافر کی قسم پوری نہ ہو سکی

لشکر کفار میں اسود بن عبد الاسد مخزومی نہایت بد بخت اور گستاخ شخص تھا وہ نکلا اور قسم کھا کر کہنے لگا کہ میں اللہ سے عہد کرتا ہوں کہ مسلمانوں کے حوض سے پانی پیوں گا یا اسے توڑ دوں گا یا اس کیلئے مر جاؤں گا جب وہ حوض کی طرف بڑھا تو حضرت حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کی طرف دوڑے دونوں میں مقابلہ ہوا۔ حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس پر ایک زبردست وار کیا جس سے اس کی ٹانگ پنڈلی کے درمیان سے کٹ گئی وہ حوض تک پہنچنے نہ پایا تھا کہ پیٹھ کے بل گر پڑا وہ رینگتا ہوا حوض کی طرف بڑھا اور اس میں گر گیا تا کہ اپنی قسم پوری کرے مگر

Marfat.com

حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اس تک پہنچ گئے اور حوض میں ہی اسے موت کے گھاٹ اتار دیا۔

(سیرت ابن ہشام جلد اول)

تم شہید ہی نہیں بلکہ سعادت مند بھی ہو

کفار کی طرف سے سب سے پہلے لڑائی کی غرض سے میدان بدر میں جس نے قدم آگے بڑھایا وہ عتبہ بن ربیعہ تھا جو اپنے بھائی شیبہ اور بیٹے ولید کے ساتھ میدان میں آیا۔ اس کے سب سے پہلے میدان میں آنے کی وجہ یہ تھی کہ عتبہ کو ابو جہل نے غداری اور بزدلی کا طعنہ دیا تھا اور اس نے اس بات سے غیرت کھائی تھی۔ یہ واقعہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے۔ میدان میں آنے سے پہلے اس نے مشرکین کی صفوں کی طرف نظر دوڑائی جب اس کی نظر ابو جہل پر پڑی جو ایک گھوڑے پر سوار مشرکین کی ایک صف میں کھڑا تھا تو اس کو دیکھتے ہی عتبہ نے تلوار سونتتے ہوئے کہا کہ آج سواری کا دن نہیں ہے۔ یہ سن کر ابو جہل اپنی سواری سے نیچے اتر آیا۔

اس کے بعد عتبہ، ولید اور شیبہ میدان میں آئے اور للکارا کہ اگر کوئی ہم سے مقابلہ کرنے والا ہے تو سامنے آئے۔ ان کی للکار سن کر تین انصاری نوجوان حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عوف بن عفراء رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت معاذ بن عفراء رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے مقابل آئے۔ عتبہ نے پوچھا کہ تم کون لوگ ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہم انصاری ہیں۔ عتبہ نے کہا ہمیں تم سے کوئی مطلب نہیں۔ پھر عتبہ نے بلند آواز سے پکار کر کہا، اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! ہمارے خاندان میں سے کسی کو لڑنے کیلئے بھیجیں اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عبیدہ بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان کے مقابلے کیلئے بھیجا۔

ان میں سے حضرت عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر ساٹھ سال سے زیادہ تھی۔ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی تھے یہ عتبہ کی طرف بڑھے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ولید کے مقابلے پر آئے جبکہ حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ شیبہ کے مقابلے پر آئے۔ ایک روایت میں آتا ہے کہ عتبہ کے مقابلے پر حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے اور حضرت عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ شیبہ کے مقابلے پر آئے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پہلے ہی وار میں ولید کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اپنے مدمقابل کو ہلاک کر دیا مگر حضرت عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے مدمقابل کے ہاتھوں زخمی ہو گئے یہ دیکھ کر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فوراً آگے بڑھے اور ان کے مدمقابل کو قتل کر دیا۔

حضرت عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اٹھا کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں لایا گیا تو حضرت عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور کی طرف دیکھتے ہوئے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا میں شہید ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم شہید ہی نہیں بلکہ سعادت مند بھی ہو۔ اس پر حضرت عبیدہ

Marfat.com

رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آج اگر میرے اور آپ کے چچا ابو طالب مجھے اس حال میں دیکھتے تو ضرور تسلیم کرتے کہ ان کا یہ شعر مجھ پر زیادہ صادق آتا ہے۔

وَنُسْلِمُهٗ حَتّٰی نُصَرَّعَ حَوْلَهٗ
وَنُذْهَلُ عَنْ اَبْنَاءِ نَا وَالْحَلَائِلِ

''ہم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو دشمنوں کے حوالے نہیں کریں گے حتیٰ کہ ان کے گرد لڑ کر مر جائیں اور اپنے بیٹوں اور بیویوں کو بھول جائیں۔''

حضرت عبیدہ بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ غزوۂ بدر سے واپسی کے وقت وادی روحاء یا مقام صفراء میں انتقال کر گئے اور ان کو اسی مقام پر دفن کیا گیا۔

(زرقانی علی المواہب جلد اول، سیرت ابن ہشام جلد اول)

اے اللہ! تو اپنے اس وعدہ کو پورا فرما جو تو نے مجھ سے کیا ہے

جب عام جنگ شروع ہوگئی تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کفار کی کثرت تعداد کو ملاحظہ فرما رہے تھے اور مسلمانوں کی قلت تعداد کا بھی مشاہدہ فرما رہے تھے قلب اطہر پر رقت طاری ہوگئی اپنے عریش مبارک میں تشریف لائے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کیلئے دست مبارک دراز فرمائے اس وقت عریش میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سوا آپ کے پاس اور کوئی نہیں تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح دست مبارک دراز فرمائے ہوئے تھے کہ بغل اطہر کی سپیدی ظاہر ہوگئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دوش مبارک سے چادر اطہر گر گئی، فرمایا

یا اللہ! اپنے اس وعدہ کو پورا فرما جو تو نے مجھ سے کیا ہے، اے اللہ! اگر تو نے آج مسلمانوں کی اس جماعت کو ہلاک کرا دیا تو روئے زمین پر تیری عبادت کرنے والا کوئی نہیں رہے گا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا میں اس قدر آہ وزاری کی کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! بس کیجئے بے شک اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ جو وعدہ کیا ہے وہ پورا ہوگا پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر اطہر جو کہ دوش مبارک سے گر چکی تھی اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک کندھوں پر ڈال دیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سینہ سے لگایا۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ابھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ عریش میں ہی تھے کہ یکایک آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر غنودگی طاری ہوگئی پھر بیدار ہوئے تو خوش ہو کر ارشاد فرمایا اے ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! اللہ تعالیٰ کی مدد آ گئی اور جبرائیل علیہ السلام اپنے گھوڑے کی لگام پکڑے آ گئے ہیں۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت جبرائیل علیہ السلام اور ان کے ساتھی جنگجوؤں کے استقبال کیلئے اپنی جگہ سے باہر میدان میں تشریف لائے اور ارشاد فرمایا جو شخص جس کافر کو قتل کرے گا اس کا سامان اسی کیلئے ہے اور جان لو کہ قسم ہے اس ذات پاک کی

Marfat.com

جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے جو اللہ تعالیٰ کی رضا اور طلب تو اب میں ان کافروں سے جنگ کرے گا پھر وہ اللہ کی راہ میں مارا جائے تو اس کیلئے ابدی جنت ہے جس کی چوڑائی زمین و آسمان کے برابر ہے۔

حضرت عمیر بن الحمام انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ چند کھجوریں ہاتھ میں لئے ہوئے کھا رہے تھے۔ انہوں نے جب یہ سنا تو کہا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا جنت کی چوڑائی زمین و آسمان کے برابر ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ہاں، حضرت عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بولے واہ واہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عمیر! یہ واہ واہ تم نے کیوں کی ہے؟ عرض کی، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! صرف اس امید پر کہ میں بھی اہل جنت میں سے ہو جاؤں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک تم اہل جنت میں سے ہو۔ حضرت عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اب میرے اور جنت میں داخل ہونے کے درمیان کوئی فاصلہ نہیں۔ سوائے اس کے کہ میں ان کافروں کے ہاتھ سے مارا جاؤں۔ یہ کہہ کر خوشی کے مارے اپنے ہاتھوں سے کھجوریں پھینک دیں اور تلوار لے کر کفار کے ساتھ جنگ میں مشغول ہو گئے حتیٰ کہ لڑتے لڑتے شہید ہو گئے۔

(صحیح مسلم شریف جلد دوم، معارج النبوۃ جلد سوم)

مٹھی بھر ریت مشرکین کی طرف پھینکی

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مدد کی خوشخبری سنا رہے تھے تو ایک مٹھی بھر ریت اٹھا کر مشرکین قریش کی طرف پھینکی اور فرمایا "شَاهَتِ الْوُجُوْهُ" ان کے چہرے مسخ ہوں، اس کے بعد مسلمانوں نے کفار پر بھرپور حملہ کر دیا، حکیم بن حزام کا کہنا ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مٹھی بھر ریت ہماری طرف پھینکی تو ہم نے ایک آواز سنی جو آسمان سے آ رہی تھی کنکریوں کی آواز کی طرح جو طشت میں گرتے وقت پیدا ہوتی ہے اور ہم اس آواز کو سن کر دوڑ پڑے۔

مروی ہے کہ جب وہ ریت مشرکین کے چہروں پر پڑی تو کوئی کافی ایسا نہ تھا کہ جس کی آنکھوں میں اور ناک میں ریت کے ذرے نہ پہنچے ہوں ان کے چہرے پھر گئے اور وہ شکست کھا کر بھاگ کھڑے ہوئے اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے کفار مکہ کے لشکر میں سے کسی کو ہلاک کرایا اور کسی کو قید کر لیا اور جو قید ہوئے وہ بھی ان کے سرداروں اور اشراف میں سے تھے۔

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی مدد کیلئے آسمان سے فرشتوں کو بھیجا جو دکھائی نہ دیتے تھے۔ مگر جب اچانک کسی کافر کے منہ اور ناک پر کوڑے کی ضرب لگتی تو اس کے چہرے پر اس ضرب کا نشان ضرور نظر آتا اور بغیر تلوار کے کسی مشرک کا سر کٹتا ہوا بھی دکھائی دیتا۔ اللہ رب العزت نے پہلے ایک ہزار فرشتوں کو بھیجا جن کا ذکر قرآن حکیم میں اس طرح آیا ہے۔

ترجمہ: "جب تم اپنے پروردگار سے فریاد کرنے لگے تو پہنچا تمہاری پکار کو کہ میں تمہاری مدد کیلئے بھیجوں گا ہزار

Marfat.com

فرشتے لگاتار آنے والے۔''

(سورۃ الانفال ع)

پھر ارشاد باری تعالیٰ ہوا

ترجمہ: ''جب تو کہنے لگا، مسلمانوں کو کیا تم کو کفایت نہیں کہ تمہاری مدد بھیجے پروردگار تمہارا تین ہزار فرشتے آسمان سے اترے البتہ اگر تم ٹھہرے رہو اور پرہیز گاری کرو تم اور وہ آئیں تم پر اسی دم تو مدد بھیجے پروردگار تمہارا پانچ ہزار فرشتے پلے ہوئے گھوڑوں پر۔ (القرآن)

(سیرت ابن ہشام جلد اول، معارج النبوۃ جلد دوم)

عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے قتل کی ممانعت

جنگ کا آغاز ہونے سے قبل رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا کہ مجھے معلوم ہے کہ بنی ہاشم اور ان کے علاوہ بعض افراد کو زبردستی (جنگ کی غرض سے) باہر نکالا گیا ہے جبکہ انہیں ہمارے ساتھ جنگ کرنے سے کوئی سروکار نہیں لہٰذا تم میں سے کوئی شخص بنی ہاشم کے کسی شخص سے ملے تو اسے قتل نہ کرے اور اگر ابوالبختری بن ہشام بن حارث سے مقابلہ ہو تو اسے قتل نہ کرے اور جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا عباس بن عبدالمطلب کے سامنے آئے تو انہیں قتل نہ کرے کیونکہ ان کو زبردستی نکالا گیا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حکم سن کر عتبہ کے بیٹے حضرت ابوحذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے منہ سے یہ بات نکل گئی کہ ہم تو اپنے باپ دادا، بیٹوں، پوتوں، بھائیوں اور اپنے خاندان کے لوگوں کو قتل کریں اور عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو چھوڑ دیں۔ بخدا! اگر میرا اس سے سامنا ہوا تو اسے ضرور تلوار کا نوالہ بنا دوں گا۔ اس بات کی خبر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ کیا رسول اللہ کے چچا کے چہرے پر تلوار ماری جائے گی؟ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے اجازت فرمایئے کہ میں اس کی گردن تلوار سے اڑا دوں کیونکہ واللہ وہ منافق ہو گیا ہے۔

حضرت ابوحذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے منہ سے جو بات نکل گئی تھی اس پر ان کو بہت پشیمانی ہوئی کہ میں نے ایسی بات کیوں کہہ دی چنانچہ اکثر کہا کرتے تھے وہ بات جو میں نے اس روز کہہ دی تھی بے خوف نہیں ہوں مجھے ہمیشہ اس چیز کا دھڑکا لگا رہے گا سوائے اس کے کہ اس کا کفارہ میری شہادت کرے حتیٰ کہ جنگ یمامہ میں شہید ہو گئے۔

غزوۂ بدر کے اختتام پر جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکین کی لاشوں کو گڑھے میں ڈالنے کا حکم فرمایا تو حضرت ابوحذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد عتبہ بن ربیعہ کی لاش کو بھی گھسیٹ کر گڑھے کی طرف لایا گیا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوحذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چہرے کی طرف دیکھا کہ وہ رنجیدہ ہیں اور ان کے چہرے کی رنگت بدل گئی ہے ارشاد فرمایا، اے ابوحذیفہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! شاید اپنے باپ کی یہ حالت دیکھنے سے

Marfat.com

تمہارے دل میں کوئی بات پیدا ہوگئی ہے انہوں نے عرض کیا نہیں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! (ایسی بات نہیں ہے) واللہ! مجھے اپنے والد کے کفر یا اس کے مارے جانے کے بارے میں کبھی شک نہیں ہوا مگر مجھے اپنے والد کے بارے میں یہ علم تھا کہ وہ عقل مند، حلیم اور اچھی صفات رکھنے والا ہے اس لئے مجھے امید تھی کہ اس کی یہ صفات اس کی اسلام کی طرف رہنمائی کریں گی لیکن جب میں نے دیکھا کہ ایسا نہیں ہوا اور اس کی موت کفر کی حالت میں ہوئی تو میرے دل میں جو امید تھی اس کے پورا نہ ہونے پر رنج ہوا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تعریف کرتے ہوئے ان کیلئے دعائے خیر فرمائی۔

(سیرت ابن ہشام جلد اول)

میں نے بہت کوشش کی کہ اسے قید کرلوں مگر

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوالبختری بن ہشام کو قتل کرنے سے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو اس لئے منع کیا تھا کہ وہ مکہ مکرمہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی قسم کی تکلیف نہیں دیا کرتا تھا اور نہ ہی اس نے کبھی کوئی ایسی بات کی تھی جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ناگوار معلوم ہو اور پھر یہ ان لوگوں میں شامل تھا جنہوں نے کفار کے اس عہد نامے کی مخالفت کی تھی جس کے تحت قریش نے بنی ہاشم اور بنی مطلب کو شعب ابی طالب میں محصور کر دیا تھا۔ غزوہ بدر میں ابوالبختری کا سامنا حضرت مجذر بن زیاد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوا ابوالبختری کے ساتھ اس کا ایک ہمرکاب جنادہ بن ملیحہ بھی تھا۔ جناب مجذر نے ابوالبختری سے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں تمہارے قتل سے منع فرمایا ہے اس لئے تجھے چھوڑتا ہوں۔

ابوالبختری نے کہا میرے ساتھی کو بھی قتل نہیں کرو گے؟ مجذر نے کہا اللہ کی قسم! تیرے ساتھی کو ہم نہیں چھوڑیں گے کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف تجھے اکیلے کیلئے حکم فرمایا ہے۔ ابوالبختری نے کہا بخدا! ایسا نہیں ہوسکتا کہ ابوالبختری نے اپنی جان بچانے کیلئے اپنے ساتھی کو چھوڑ دیا۔

اس کے بعد جب حضرت مجذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حملہ کیا تو ابوالبختری بھی مقابلے پر آگیا اور یہ رجز پڑھتے ہوئے مارا گیا۔

لَنْ یُسْلِمَ ابْنَ حُرَّۃٍ زَمِیْلَہٗ
حَتّٰی یَمُوْتَ اَوْ یَرٰی سَبِیْلَہٗ

"ایک شریف عورت کا بیٹا اپنے ساتھی کو ہرگز نہیں چھوڑے گا یہاں تک کہ وہ خود مر جائے یا اپنے ساتھی کیلئے کوئی راستہ (بچاؤ کا) نکالے۔"

اس کے بعد حضرت مجذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا

Marfat.com

ہے میں نے اس (ابوالبختری) کیلئے بہت کوشش کی کہ وہ قید ہو جائے تو میں اسے لے کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں آؤں مگر اس نے جنگ کرنے کے سوا کوئی اور بات نہیں مانی تو (پھر) میں نے (بھی) اس کے ساتھ جنگ کی اور اسے قتل کر دیا۔

(بخاری شریف، سیرت ابن ہشام جلد اول)

کیا آپ ابوجہل کو پہچانتے ہیں

اسلامی لشکر میں دو سگے بھائی حضرت معاذ بن عمرو اور حضرت معوذ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی شامل تھے جو کہ مدینہ منورہ کے رہنے والے تھے اور انصار تھے ان نوجوانوں نے اس سے قبل ابوجہل کو نہیں دیکھا ہوا تھا مگر جانتے تھے کہ ابوجہل رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سخت دشمن ہے میدان جنگ میں لڑتے ہوئے ابوجہل کی تلاش میں تھے کہ اس کو ہلاک کریں یہ دونوں انصاری بھائی حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مخاطب ہوئے اور کہا چچا جان! کیا آپ ابوجہل کو پہچانتے ہیں؟ حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اثبات میں جواب دیا اور پوچھا کہ تم ابوجہل کی جستجو میں کیوں ہو؟ ان میں سے ایک بھائی نے کہا ہم نے سنا ہے کہ ابوجہل نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت دکھ اور تکلیف پہنچائی ہے اس لئے میں نے عہد کیا ہے کہ جب میرا ابوجہل سے آمنا سامنا ہوگا تو میں اس سے جنگ کروں گا یہاں تک کہ ہم دونوں میں سے ایک مارا جائے۔ دوسرے بھائی نے بھی ایسی ہی گفتگو کی۔

اسی اثناء میں ابوجہل ایک اونٹ پر سوار کفار کے درمیان کھڑا ہوا نظر آیا۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اشارے سے دونوں بھائیوں کو اس کے بارے میں بتایا تو دونوں بھائی بھاگتے ہوئے اس کی طرف بڑھے اور دیکھتے ہی دیکھتے اپنی تلواروں سے اس پر حملہ کر دیا ایک بھائی کی تلوار لگنے سے ابوجہل کا پاؤں کٹ گیا اور وہ زمین پر گر گیا۔ ابوجہل کا بیٹا عکرمہ (جو کہ اس وقت تک مسلمان نہیں ہوا تھا) وہ حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر حملہ آور ہوا اور ان کا ہاتھ تلوار کی ضرب سے کاٹ دیا۔ حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہاتھ ان کے پہلو کے ساتھ لٹکنے لگا لیکن اس کے باوجود وہ دوسرے ہاتھ سے لڑائی میں مصروف رہے اس لٹکتے ہوئے ہاتھ کی وجہ سے بہت تنگی ہو رہی تھی چنانچہ انہوں نے لٹکا ہوا ہاتھ اپنے پاؤں تلے دبا کر الگ کر دیا۔

ابوجہل زمین پر گر پڑا تھا خون زیادہ بہہ جانے کی وجہ سے نڈھال تھا مگر اس کے جسم میں ابھی کچھ جان باقی تھی دونوں بھائیوں نے اپنی دانست میں اسے قتل کر دیا تھا۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور ابوجہل کی ہلاکت کے بارے میں بتایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا کہ تم میں سے کس نے اسے قتل کیا۔ دونوں بھائیوں سے ہر ایک کہنے لگا کہ میں نے کیا ہے۔ اس پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم دونوں اپنی اپنی تلوار مجھے دکھاؤ۔ تلواریں دیکھنے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم دونوں نے ہی اسے قتل کیا ہے۔ اس کے بعد حضرت معوذ و حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہم دوبارہ جنگ میں مشغول ہو گئے حضرت معوذ

Marfat.com

رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو شہید ہو گئے مگر حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ زخمی ہوئے۔

(مدارج النبوۃ جلد دوم)

آج اس امت کا فرعون مر گیا

غزوۂ بدر میں جبکہ کفار شکست کھا کر بھاگ رہے تھے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ابو جہل کے بارے میں خبر لے کر آؤ کہ وہ کس حال میں ہے؟ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب یہ سنا تو اس کی تلاش میں نکلے اور اسے جانکنی کے عالم میں دیکھا تو اس کی گردن پر اپنا پاؤں رکھا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اس (ابو جہل) نے بھی ایک مرتبہ مکہ مکرمہ میں مجھے سختی سے گرفتار کیا تھا اور گھونسے مار کر بہت تکلیف پہنچائی تھی چنانچہ میں نے اس سے کہا اے دشمن خدا! کیا اللہ تعالیٰ نے تجھے رسوا نہیں کیا؟ اس نے کہا مجھے کس بات نے رسوا کیا؟ کیا تم نے مجھ سے بڑے مرتبے والے کو بھی قتل کیا ہے؟ اور یہ تو بتاؤ کہ آج زمانے کی ہوا کا رخ کس کے موافق ہے؟ میں نے کہا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے موافق ہے۔

ابو جہل نے کہا اے بکریوں کے ذلیل چرواہے، تو بڑی اونچی جگہ پر چڑھ گیا ہے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا، تیرا قاتل میں ہوں۔ ابو جہل بولا نہیں تم سے پہلے غلاموں نے اپنے آقا کو قتل کیا ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ ابو جہل نے کہا کیا ہی اچھا ہوتا کہ کوئی غیر کاشتکار مجھے قتل کرتا (جو انصار کاشتکار کہلاتے تھے اور حضرت معوذ اور حضرت معاذ رضی اللہ عنہم دونوں انصاری تھے اس لئے ابو جہل کا اشارہ اسی طرف تھا) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابو جہل کا سر تن سے جدا کرنا چاہا تو ابو جہل بولا میری گردن کا ایک مہرہ میرے سر کی طرف کر دینا تاکہ دشمنوں کی نظروں میں میرا سر بڑا معلوم ہو۔

ایک روایت میں آتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا جب میں نے ابو جہل کے سر کو تن سے جدا کیا تو مجھ میں طاقت نہیں تھی کہ میں اس کے سر کو اٹھائے رکھتا لہٰذا جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو اس کے سر کو زمین پر پٹخ دیا اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ ہے ابو جہل کا سر۔ اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم اٹھے اور ابو جہل کے سر کے پاس کھڑے ہو کر خوب غور سے دیکھا اور فرمایا تمام تعریفوں کا حقدار اللہ تعالیٰ ہے جس نے تجھے ذلیل و رسوا کیا۔

ایک روایت میں آتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک اللہ ہی وہ ذات ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں اور جس نے اپنے بندہ کی مدد فرمائی اور اپنے دین کو عزت عطا فرمائی پھر فرمایا (آج) اس امت کا فرعون مر گیا۔

(سیرت ابن ہشام جلد اول، معارج النبوۃ جلد سوم)

حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ امیہ بن خلف کی طرف دوڑے

لشکر کفار میں امیہ بن خلف اور اس کا بیٹا بھی شامل تھے امیہ بن خلف نے مکہ مکرمہ میں حضرت بلال رضی اللہ

Marfat.com

تعالیٰ عنہ پر بہت ظلم کیا تھا اور وہ اسلام کا شدید دشمن تھا۔ بدر کے روز جب مشرکین شکست کھا کر بھاگے جا رہے تھے تو حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ مشرکین کی چند زرہیں لگ گئیں جن کو انہوں نے اپنے قابو میں کر لیا اچانک امیہ بن خلف کی نظر ان پر پڑ گئی اور ان کو مدد کیلئے پکارا کہا کہ مجھے قتل ہونے سے بچالو میں ان زرہوں سے زیادہ تجھے فائدہ پہنچاؤں گا حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہ زرہیں پھینک دیں اور دونوں باپ بیٹے کو اپنے ساتھ لے کر چل پڑے۔

امیہ بن خلف نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف سے اس لئے مدد طلب کی تھی کہ حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کسی زمانہ میں مکہ مکرمہ میں امیہ بن خلف سے معاہدہ کیا تھا کہ جب وہ مدینہ طیبہ آئے گا تو وہ اس کی جان کے ضامن ہوں گے چنانچہ اس عہد کی پاسداری کرتے ہوئے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کوشش کی کہ امیہ بن خلف کی جان بچ جائے۔ ان کو جاتے ہوئے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیکھ لیا۔ چنانچہ امیہ بن خلف پر نظر پڑتے ہی چیخ و پکار شروع کر دی کہ اے انصار دوڑو آؤ امیہ بن خلف بچ کر نکل نہ جائے۔

انصار نے جب حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آواز سنی تو وہ امیہ بن خلف کی طرف دوڑے۔ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بہتیرا کہا کہ یہ دونوں میرے قیدی ہیں مگر کسی نے ان کی بات پر توجہ نہ کی آخر کار انہوں نے امیہ بن خلف کو پشت کے بل زمین پر گرا لیا حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے آپ کو اس کے اوپر لٹا لیا تاکہ بچ جائے لیکن حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت حباب بن منذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت خبیب بن یساف رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر انصار نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ٹانگوں کے اندر ہاتھ ڈال کر اسے کھینچ لیا اور قتل کر دیا۔

امیہ بن خلف کا بیٹا بھی مارا گیا۔ اس واقعہ کے بارے میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کبھی کبھار کہا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ بلال (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) پر رحم فرمائے کہ انہوں نے میری زرہوں کو ضائع کر دیا اور میرے قیدیوں کو قتل کروا دیا۔

(بخاری شریف جلد اول، مدارج النبوۃ جلد دوم)

کفار میدان جنگ سے بھاگ اٹھے

غزوہ بدر میں کفار شکست کھا کر میدان جنگ سے بھاگ اٹھے اللہ رب العزت نے مسلمانوں کو فتح و نصرت عطا فرمائی مشرکین کے ستر افراد مارے گئے جن میں ان کے نامی گرامی سردار بھی تھے اتنی ہی تعداد میں قیدی بنا لئے گئے جبکہ مسلمانوں میں سے چودہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم شہادت کے مرتبہ پر فائز ہوئے جن میں سے آٹھ انصار میں سے تھے جبکہ چھ مہاجرین میں سے تھے انصار کے شہید ہونے والوں میں سے چھ کا تعلق قبیلہ خزرج اور دو کا قبیلہ اوس سے تھا۔

Marfat.com

انصار میں سے شہداء کے نام یہ ہیں۔

1۔حضرت حارثہ بن سراقہ ،2۔حضرت عوف بن حارث ،3۔حضرت معوذ بن حارث ،4۔حضرت رافع بن معلیٰ ،5۔حضرت سعد بن خیثمہ ،6۔حضرت زید بن حارث ،7۔حضرت عمیر بن الحمام ،8۔حضرت مبشر بن عبدالمنذر رضی اللہ تعالیٰ عنہم

مہاجرین میں سے شہداء کے نام یہ ہیں

1۔حضرت عمیر بن ابی وقاص ،2۔حضرت عبیدہ بن حارث بن عبدالمطلب ،3۔حضرت مجمع مولیٰ عمر بن خطاب ،4۔حضرت عاقل بن ابی بکیر ،5۔حضرت صفوان بن بیضا ،6۔حضرت ذوالشمالین عمیر بن عبد عمرو بن نضلہ رضی اللہ عنہم

(زرقانی علی المواہب جلداول)

کفار کی لاشوں کو ٹھکانے لگادیا گیا

جنگ بند ہونے کے بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ مشرکین کی لاشوں کو ایک گڑھے کو ڈال دیا جائے ۔چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر کفار کی لاشوں کو گھسیٹ گھسیٹ کر ایک گڑھے میں ڈال دیا گیا یہ گڑھا اصل میں بدر کے کنوؤں میں سے ایک کنواں تھا جو خشک ہو چکا تھا ناپاک اور خراب تھا اس میں لوگ گندگی اور مردار پھینکا کرتے تھے ۔امیہ بن خلف کی لاش بہت پھول گئی تھی اس لئے جب اسے گھسیٹنے لگے تو اس کا جوڑ جوڑ الگ ہو گیا اس پر اسے اسی حالت میں چھوڑ دیا گیا اور اوپر سے مٹی پتھر ڈال کر لاش کو چھپا دیا گیا۔

(بخاری شریف جلددوم ،سیرت بن ہشام جلداول)

بے شک پروردگار کا وعدہ سچا ہو گیا

غزوۂ بدر میں فتح حاصل کرنے کے بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین دن تک اسی میدان میں قیام فرمایا پھر تیسرے دن حکم فرمایا کہ میری سواری لائی جائے چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سوار ہوئے اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ایک جماعت بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ہو گئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس گڑھے کے پاس تشریف لائے جس میں کفار کی لاشیں ڈالی گئی تھیں ۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایک کفار کا نام لے کر ،اے عتبہ بن ربیعہ ، اے شیبہ بن ربیعہ ،اے ابوجہل بن ہشام ،اے امیہ بن خلف (غرضیکہ سب کے نام پکارے) فرمایا۔

''کیا تمہیں یہ اچھا معلوم نہیں ہوتا کہ تم اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرتے اب جبکہ پردہ اٹھ گیا ہے اور تم نے اللہ کے عذاب کو دیکھ لیا ہے تو تم مسلمان ہونے کی آرزو کرتے ہو۔تمہارے پروردگار نے تم سے جو وعدہ کیا تھا کیا تم نے اسے سچا پایا مجھ سے تو میرے پروردگار نے جو وعدہ فرمایا تھا میں نے اسے سچا پایا۔''

اے گڑھے والو! تم اپنے نبی کیلئے اس کی قوم کے بدترین لوگ تھے تم نے مجھے جھٹلایا (جبکہ) دوسرے لوگوں

Marfat.com

نے میری تصدیق کی، تم نے مجھے گھر سے نکالا اور دوسرے لوگوں نے مجھے پناہ دی تم نے مجھ سے جنگ کی دوسرے لوگوں نے میری مدد کی۔

اس موقع پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ ان جسموں کو خطاب فرمارہے ہیں جن میں روحیں نہیں ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے تم ان سے زیادہ سننے والے نہیں جو کچھ میں کہہ رہا ہوں وہ بخوبی سن رہے ہیں مگر مجھے جواب دینے کی قدرت نہیں رکھتے۔

(بخاری شریف جلد دوم، سیرت ابن ہشام جلد اول، مدارج النبوۃ جلد دوم)

مال غنیمت کی تقسیم کردی گئی

اس کے بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو روانگی کا حکم دیا مقام صفراء میں پہنچ کر مال غنیمت کی تقسیم فرمائی اس مقام پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے قیدیوں کو پیش کیا گیا قیدیوں میں نضر بن حارث بھی تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بڑی خاص نظروں سے دیکھا تو نضر نے اپنے ساتھی سے کہا کہ بخدا! محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اس طرح دیکھنے سے مجھے لگتا ہے کہ وہ مجھے قتل کریں گے۔ اس کے ساتھی نے کہا ایسا اس لئے ہے کہ تجھ پر خوف سوار ہے۔

اس کے بعد نضر نے حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ آپ میرے قریبی عزیز ہیں میرے بارے میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے بات کریں کہ میرے ساتھ بھی وہی سلوک کریں جو دوسروں کے ساتھ کیا جائے گا اگر ان کو قتل کیا جائے گا تو پھر مجھے بھی قتل کیا جائے گا لیکن اگر ان کو چھوڑ دیا جائے گا تو پھر مجھے بھی چھوڑ دیا جائے۔ حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے کہا تیرا دوسروں کے ساتھ کیا موازنہ اس لئے کہ تم نے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں کو بہت تکلیفیں دی ہیں تو نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت دکھ پہنچائے ہیں اور پھر قرآن مجید میں بھی بہت طعن کئے ہیں۔

نضر بن حارث بولا، رب کعبہ کی قسم! اگر تم قریش کی قید میں ہوتے اور میں زندہ ہوتا تو میں کسی شخص کو تمہیں قتل نہ کرنے دیتا۔ حضرت مصعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا تم نے ٹھیک کہا ہے مگر میں اس طرح نہیں کروں گا کیونکہ اسلام نے تمام سابقہ معاہدوں کو ختم کردیا ہے۔ اسی دوران حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ نضر بن حارث کو قتل کردیا جائے۔ یہ سن کر حضرت مقداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ میرا قیدی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے حق میں دعا فرمائی، اے اللہ! اپنے فضل سے مقداد (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو بے نیاز فرمادے۔ پھر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا کہ نضر کو قتل کردو۔ چنانچہ نضر کو قتل کردیا گیا۔

(معارج النبوۃ جلد سوم)

Marfat.com

عتبہ بن ابی معیط کو قتل کر دیا جائے

مقام عرق الظبیہ میں پہنچ کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ عتبہ بن ابی معیط کو قتل کر دیا جائے۔ عتبہ بن معیط نے مکہ مکرمہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت تکلیفیں پہنچائی تھیں اور دین اسلام کا شدید دشمن تھا۔ حضرت عاصم بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے اس کو قتل کرنے کیلئے تیار ہوئے تو عتبہ نے (حیران ہو کر) اپنے ساتھی قیدیوں سے پوچھا، اس کی کیا وجہ ہے کہ قیدیوں میں سے صرف مجھے قتل کیا جاتا ہے۔

عتبہ کی بات کا جواب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دیتے ہوئے فرمایا، اس دشمنی کی وجہ سے جو تم اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رکھتے ہو۔ عتبہ نے کہا مجھ پر مہربانی کیجئے اور میرے ساتھ بھی وہ معاملہ کریں جو قوم کے ساتھ کریں اگر ان کو قتل کریں تو پھر مجھے بھی قتل کریں اور اگر احسان کرتے ہوئے ان کو معاف کر دیں تو میرے اوپر بھی احسان کریں اور اگر ان سے فدیہ لینے کا فیصلہ ہو تو میرے متعلق بھی یہی فیصلہ کریں۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا اور حکم دیا کہ اسے قتل کر دیا جائے عتبہ پھر بولا، کہنے لگا، اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! اگر آپ نے مجھے قتل کر دیا تو میرے چھوٹوں کا کفیل کون ہوگا؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تم برے انسان تھے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عتبہ سے مخاطب ہو کر کہا اللہ کی قسم! تیرے جیسا کافر میں نے نہیں دیکھا۔ اللہ تعالیٰ اس کے رسول اور اس کی کتاب کی قسم! تجھے یہ تکلیف پہنچ کر رہے گی اور پروردگار کا شکر ہے کہ جس نے تجھے قتل تک پہنچایا اور میری آنکھوں کو تیرے قتل سے ٹھنڈا کیا۔ اس کے بعد عتبہ بن ابی معیط کو قتل کر دیا گیا۔

(معارج النبوۃ جلد سوم)

مدینہ طیبہ میں فتح کی خبر پہنچ گئی

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مدینہ طیبہ پہنچنے سے قبل ہی حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مدینہ منورہ کے نشیبی حصے کی طرف اور حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مدینہ منورہ کے بلند حصے کی طرف فتح کی خوشخبری سنانے کیلئے روانہ فرما دیا۔ مدینہ طیبہ میں جب فتح کی خوشخبری پہنچی تو اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی سیدہ رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو کہ بیمار تھیں اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی زوجہ کی تیمارداری کرنے کی وجہ سے مدینہ طیبہ میں رہ گئے تھے وصال کر گئی تھیں اور ان کو دفن کیا جا رہا تھا جبکہ اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی مدینہ طیبہ میں رہ گئے تھے۔

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب مسجد میں کھڑے ہو کر یہ اعلان کیا کہ عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، امیہ بن خلف، عاص بن ہشام، ابوالبختری، زمعہ بن الاسود، ابوجہل بن ہشام، بنیہ بن حجاج اور منبہ بن حجاج مارے گئے ہیں تو حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا ابا جان! کیا یہ درست ہے انہوں نے کہا ہاں بیٹا!

Marfat.com

بالکل درست ہے۔

(سیرت ابن ہشام جلد اول)

مسلمانوں میں خوشی و مسرت پھیل گئی

مدینہ منورہ میں جب مسلمانوں کو فتح کی خوشخبری پہنچ گئی تو تمام مسلمان مرد و خواتین اور بچے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بڑی بیتابی سے انتظار کرنے لگے۔ چنانچہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری پر آگے بڑھ کر نہایت جوش کے ساتھ استقبال کیا اور فتح کی مبارکباد دی قبیلہ اوس اور خزرج سے تعلق رکھنے والے بعض صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم جو کسی وجہ سے اس غزوہ میں شرکت نہیں کر سکے تھے وہ بھی مقام روحاء میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے استقبال کیلئے موجود تھے۔ حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم فتح و کامیابی عطا فرمائی۔ اللہ کی قسم! میرا خیال تھا کہ جنگ کی نوبت پیش نہیں آئے گی ورنہ میں کسی صورت میں بھی پیچھے نہ رہتا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی بات کی تصدیق کرتے ہوئے ان کے عذر کو قبول فرمایا۔

حضرت عبداللہ انیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا عذر پیش کرتے ہوئے عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! روانگی کے وقت میں بیمار تھا کل تک مجھے بخار تھا رات سے بخار اترا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا عذر بھی قبول فرمایا۔ اور ان کو دعائے خیر دیتے ہوئے فرمایا اللہ تعالیٰ تجھے اجر عطا فرمائے۔

(معارج النبوۃ جلد سوم)

تم لوگ بہادروں کی طرح لڑ کر مر کیوں نہ گئے

تمام قیدی اس وقت مدینہ طیبہ پہنچے جب سب کو یہ بھی پتہ چل چکا تھا کہ مسلمانوں میں سے کون کون شہید ہوا ہے چنانچہ ام المومنین حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت عوف اور حضرت معوذ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی تعزیت کیلئے ان کی والدہ اور دیگر رشتہ داروں کے پاس موجود تھیں اس وقت تک عورتوں پر پردہ فرض نہیں ہوا تھا۔ ان کو جب قیدیوں کے لائے جانے کی خبر ملی تو اپنے گھر واپس آئیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم حجرۂ انور میں ہی تھے۔ انہوں نے دیکھا کہ حجرے کے ایک کونے میں سہیل بن عمرو دونوں ہاتھ رسی سے گردن میں بندھے ہوئے پڑے ہیں تو ان کو اس حالت میں دیکھ کر چپ نہ رہ سکیں اور کہا اے سہیل! تم لوگوں نے قیدی بننا قبول کر لیا بہادروں کی طرح لڑ کر مر کیوں نہ گئے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المومنین حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی یہ بات سن لی اور فرمایا اے سودہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا)! عزت و جلال والے اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت پر ابھار رہی ہو؟ حضرت سودہ رضی اللہ

Marfat.com

تعالیٰ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اس ذات کی قسم! جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے جب میں نے سہیل بن عمرو کے ہاتھ اس کی گردن میں بندھے ہوئے دیکھے تو میں چپ نہ رہ سکی اور یہ بات کہہ دی۔

(سیرت ابن ہشام جلد اول)

قیدیوں سے اچھا برتاؤ کرو

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام قیدیوں کو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں تقسیم فرما دیا اور حکم فرمایا کہ قیدیوں سے اچھا برتاؤ کرو چنانچہ حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سگے بھائی ابو عزیز بن عمیر بھی جنگی قیدیوں میں شامل تھے کہتے ہیں کہ میں انصار کی ایک جماعت کے پاس تھا ان کی حالت یہ تھی کہ جب وہ اپنا ناشتہ اور شام کا کھانا لاتے تو قیدیوں کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو نصیحت ان کو فرمائی تھی اس کے باعث وہ لوگ مجھے خاص طور پر روٹی دیتے اور خود کھجور کھاتے تھے ان کے پاس روٹی کا ایک ٹکڑا تک نہ ہوتا تھا مجھے شرم آ جاتی اور میں ان کو روٹی واپس کر دیتا تو وہ مجھے پھر واپس کر دیتے تھے۔

مروی ہے کہ جن قیدیوں کے پاس کپڑے نہ تھے ان کو کپڑے پہنائے گئے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو کہ اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے جنگی قیدی کی حیثیت سے گرفتار تھے ان کیلئے ایک کرتے کی ضرورت پڑی مگر چونکہ لمبے قد کے تھے اس لئے کوئی بھی کرتا ان کے بدن پر پورا نہ آتا تھا عبداللہ بن ابی جو کہ منافقین کا سردار تھا اور دراز قد تھا اس نے اپنا کرتہ منگوا کر حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیا کہا جاتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے اس احسان کا بدلہ یہ دیا کہ اس کے کفن کیلئے اپنا کرتہ عنایت فرمایا تھا۔

(بخاری شریف، سیرت ابن ہشام جلد اول)

قیدیوں کے بارے میں مشورے

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جب جنگی قیدیوں کے بارے میں مشورہ کیا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مشورہ دیتے ہوئے عرض کیا کہ ان سب کو قتل کر دیا جائے۔ مگر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مشورہ دیتے ہوئے کہا کہ یہ سب قیدی ہمارے اپنے ہی عزیزوں میں سے ہیں اس لئے ان کے ساتھ رحمدلی کا برتاؤ کرنا چاہیے اور ان سے فدیہ لے کر ان کو چھوڑ دینا چاہئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مشورہ سے اتفاق فرمایا۔ قیدیوں کو جب فدیے کے بارے میں پتہ چلا تو ان میں ایک شاعر ابو عزہ بھی تھا اس نے التجاء کرتے ہوئے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ میری پانچ بچیاں ہیں اگر آپ مجھے رہا کر دیں تو میں آئندہ کبھی بھی مسلمانوں سے جنگ کیلئے نہیں آؤں گا اور کسی بھی شخص کو مسلمانوں کے ساتھ جنگ کیلئے نہیں اکساؤں گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر احسان فرمایا اور اسے آزاد کر دیا۔

Marfat.com

جو کفار لکھنا پڑھنا جانتے تھے ان کے ذمہ یہ کیا گیا کہ وہ انصار کے دس دس بچوں کو لکھنا سکھا دیں جب وہ سیکھ جائیں تو وہ آزاد ہو جائیں پھر ہر ایک قیدی کا فدیہ اس کی حیثیت کے مطابق مقرر کیا گیا ان میں سے کسی کا فدیہ چار ہزار درہم سے زیادہ اور ایک ہزار سے کم نہیں تھا۔

(مدارج النبوۃ جلد دوم)

آپ کو یہ بات کہاں سے معلوم ہوئی

قیدیوں میں حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے جب ان کے فدیہ ادا کرنے کی باری آئی تو انہوں نے کہا کہ میری قوم مجھے زبردستی اپنے ساتھ لائی تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بظاہر تو تم نے ہمارے ساتھ جنگ کی لہٰذا تمہیں اپنا بھی فدیہ دینا پڑے گا اور اپنے دو بھتیجوں عقیل بن ابی طالب اور نوفل بن حارث اور اپنے حلیف عتبہ بن مجدم کے فدیے بھی دینا ہوں گے۔ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں یہ تمام فدیہ کہاں سے ادا کروں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس سونے سے ادا کرو جو مکہ مکرمہ سے نکلتے وقت اپنی بیوی ام الفضل کے سپرد کیا تھا اور اسے کہا تھا کہ اگر اس سفر میں میرے ساتھ کوئی حادثہ ہو جائے تو اس میں سے اس قدر خرچ کر لینا اور اس قدر بیٹوں میں سے ہر ایک کو دے دینا۔

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ آپ کو یہ بات کہاں سے معلوم ہوئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے۔ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا سچ ہے کیونکہ اس وقت جب میں نے ام الفضل کے سپرد سونا کیا تھا اور یہ وصیت کی تھی تو سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی اس راز کو نہیں جانتا تھا چنانچہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسی وقت اسلام قبول کر لیا۔ مگر اس سے قبل اپنا اپنے دونوں بھتیجوں اور اپنے حلیف کا فدیہ ادا کر کے رہائی حاصل کی۔

(زرقانی علی المواہب جلد اول، مدارج النبوۃ جلد دوم)

ہم ایسا ہی کریں گے جس میں آپ کی رضا ہو گی

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیاری صاحبزادی سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے خاوند ابو العاص بن الربیع بھی قیدیوں میں شامل تھے۔ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شادی قبل نبوت ابو العاص سے ہوئی جو کہ ان کی خالہ ہالہ بنت خویلد کے بیٹے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مکہ مکرمہ سے ہجرت فرمائی تو حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا مکہ مکرمہ میں ہی تھیں ان کے شوہر ابو العاص ابھی تک مسلمان نہیں ہوئے تھے اور مشرکین مکہ کے ساتھ جنگ بدر میں شریک ہوئے اور گرفتار کر لئے گئے۔ ان قیدیوں کی خبر جب مکہ مکرمہ میں پہنچی تو اہل مکہ نے اپنے قیدیوں کی رہائی کیلئے فدیہ بھیجا تو حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ابو العاص کے فدیہ میں وہ ہار بھیجا جو ان کے گلے میں لٹکا رہتا تھا جسے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے نکاح کے وقت حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو تحفہ کے طور پر دیا

Marfat.com

تھا۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اس ہار کو دیکھا تو دل پر سخت رقت طاری ہوگئی۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے فرمایا اگر تم مناسب خیال کرو تو زینب (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کا قیدی ہار سمیت واپس لوٹا دو۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم ایسا ہی کریں گے جس میں آپ کی رضا ہوگی۔ اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو العاص سے یہ عہد لیا کہ وہ سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو مدینہ منورہ بھیج دیں گے چنانچہ ابو العاص کا یہ فدیہ قرار پایا اور اس شرط پر ان کو رہا کر دیا گیا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ایک انصاری صحابی کو مکہ مکرمہ بھیجا تا کہ وہ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو لے آئیں اور ان سے فرمایا کہ مکہ مکرمہ کے اندر داخل نہ ہونا بلکہ مکہ مکرمہ سے باہر وادی ناج کے بطن میں ٹھہرنا اور جناب سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو تمہارے حوالے کر دیں تو تم ان کو ساتھ لے کر مدینہ منورہ آجانا۔

ابو العاص جب رہا ہو کر مکہ مکرمہ پہنچے تو وعدہ کے مطابق اپنے بھائی کنانہ بن ربیع کے ہاتھ سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو مدینہ طیبہ روانہ کیا۔ چونکہ کفار مکہ کی طرف سے رکاوٹ ڈالنے کا خطرہ تھا اس لئے کنانہ نے ہتھیار بھی ساتھ لے لئے جب مقام ذی طویٰ میں پہنچے تو قریش کے چند افراد نے تعاقب کیا۔ ہبار بن اسود نے حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو نیزے سے زمین پر گرا دیا جس سے ان کا حمل ساقط ہوگیا۔ کنانہ نے ترکش سے تیر نکالے اور کہا کہ اگر اب کوئی قریب آیا تو ان تیروں کا نشانہ ہوگا یہ لوگ پیچھے ہٹ گئے۔

اسی اثناء میں ابوسفیان چند دیگر سرداران قریش کے ہمراہ آیا اور کہا، اے کنانہ! تیر روک لو ہم نے کچھ گفتگو کرنی ہے انہوں نے تیر ترکش میں ڈال لئے۔ ابوسفیان نے کہا۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ہاتھوں ہمیں جو مصیبتیں پہنچی ہیں تم کو معلوم ہیں اب اگر تم ان کی بیٹی کو اعلانیہ ہمارے قبضہ سے نکال کر لے گئے تو لوگ کہیں گے کہ ہماری کمزوری ہے ہمیں زینب (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کو روکنے کی ضرورت نہیں جب یہ معاملہ ذرا دب جائے اور شور وغیرہ کم ہو جائے تو اس وقت تم چھپ چھپا کر لے جانا۔

ابوسفیان کے اس مشورے کو کنانہ نے قبول کیا اور پھر حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو رات کے وقت لے کر روانہ ہوا۔ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق پہلے ہی پہنچ چکے تھے کنانہ نے حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ان کے حوالے کیا اور وہ ان کو لے کر روانہ ہوئے اور مدینہ طیبہ میں پہنچ گئے۔

اس واقعہ کے بعد ابو العاص تجارت کی غرض سے مکہ مکرمہ سے باہر آئے ان کے ساتھ مکہ والوں کا سامان تجارت تھا۔ اس تجارتی قافلہ کی واپسی کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے قافلہ پر حملہ کیا اور ارادہ کیا کہ ابو العاص کے سامان تجارت پر قبضہ کر لیں اور ان کو قتل کر دیں اس وقت تو ان کو گرفتار کر لیا گیا

Marfat.com

اوران کے بارے میں کوئی فیصلہ نہ ہوسکا۔اس بات کی خبر جب سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ہوئی تو انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ کیا کسی مسلمان کوکسی کوعہدوامان میں لینے کا حق نہیں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایاہاں ہے۔اس پر سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی ،یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ گواہ رہئے کہ میں نے ابوالعاص کوامان دے دی ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو جب اس بارے میں معلوم ہواتو انہوں نے اپنا ارادہ بدل دیااور ابوالعاص کو دعوت اسلام دیتے ہوئے کہا کہ اس طرح مشرکین کا یہ سارامال تمہارے لئے غنیمت ہو جائے گا۔حضرت ابوالعاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہامیں شرم کرتا ہوں کہ اپنے دین کواس ناپاک مال سے پلید کروں اس کے بعد وہ مکہ مکرمہ چلے گئے اوراس مال کوان کے مالکوں کے سپرد کردیااور فرمایااے مکہ والو!میں نے تمہارامال تمہیں پہنچادیااب میرے ذمہ تمہارا کچھ نہیں ہے مکہ والوں نے کہا،ہاں ٹھیک ہے۔

اس کے بعد حضرت ابوالعاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہاتم گواہ رہوکہ میں گواہی دیتا ہوں اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں ۔پھر حضرت ابوالعاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہجرت کر کے مدینہ طیبہ آ گئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو سابقہ نکاح پر ہی ان کے ساتھ رخصت فرمادیا۔ بعض کا کہنا ہے کہ نکاح کی تجدید فرمائی۔

(تاریخ طبری،مدارج النبوۃ،جلددوم)

کفاراپنے مرنے والوں پرکھل کررو بھی نہ سکے

کفار کی شکست کی خبر جب مکہ مکرمہ پہنچی تو تقریباً ہر گھر میں صف ماتم بچھ گئی پہلے تو کفار روئے اورگریہ وزاری کی مگر پھر ابوسفیان نے مکہ میں اعلان کرادیا کہ خبردار کوئی نہ روئے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اوران کے ساتھیوں کو جب ہماری حالت کی خبر پہنچے گی تو وہ ہماری اس حالت پر خوش ہوں گے اورہم پر ہنسیں گے رونے والیوں کو بھی منع کردو شاعروں سے بھی کہہ دوکہ وہ مرثیے نہ کہیں پھر ابوسفیان نے قسم کھائی کہ وہ عورت کے پاس نہیں جائے گا اپنے جسم کی سجاوٹ نہیں کرے گا جب تک کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ جنگ نہیں کرے گا۔اس کی بیوی ہندہ نے بھی اسی طرح کی قسم کھائی کیونکہ اس کا باپ اور بیٹا حنظلہ بھی مارے گئے تھے۔

ابوسفیان کے اعلان پر کفار میں رونے کی ممانعت ہوگئی۔اس جنگ میں اسود بن مطلب کے دو بیٹے عقیل بن اسود، زمعہ بن اسوداور پوتا حارث بن زمعہ بھی مارے گئے یہ صدمہ اسود سے برداشت نہیں ہوتا تھاوہ کھل کررونا چاہتا تھامگر قوم کی غیرت کے باعث ایسانہیں کرسکتا تھا اندر ہی اندر روتے روتے وہ اندھا ہوگیااس کی بینائی چلی گئی۔ایک روزاسے محلے سے کسی عورت کے رونے کی آواز آئی تواس نے اپنے غلام سے کہادیکھوکون رورہا ہے کیابدر کے مرنے والوں پررونے کی اجازت مل گئی ہے؟میں بھی کھل کررونا چاہتا ہوں میرے سینے میں آگ لگی ہوئی ہے۔

Marfat.com

غلام نے واپس آ کر بتایا کہ ایک عورت اپنے ایک اونٹ کے گم ہو جانے پر رو رہی ہے۔ اسود شاعر بھی تھا اس نے ایک آہ بھری اور یہ اشعار کہے۔

ابتکی ان یضل لها بعیر
وینعها من النوم الشهودُ

کیا وہ اپنے ایک اونٹ کے گمشدہ ہو جانے پر روتی ہے اور بے خوابی نے اسے سونے سے روک رکھا ہے۔

فلا تبکی علی بکر و لکن
علی بدر تقا صرت الجدود

تو ایک اونٹ کے کھو جانے پر نہ رو بلکہ بدر پر رو کہ جس دن مقدر نے ساتھ نہ دیا۔

علی بدر سراۃ بنی هصیص
ومخزوم ورهط ابی الولید

تو بدر پر رو، بنی ھصیص کے بہترین بیٹوں پہ رو، بنی مخزوم پہ رو اور ابوالولید کے ساتھیوں پر رو۔

وبکی ان بکیت علی عقیل
وبکی حارثا اسد الاسود

اور تمہیں اگر رونا ہی ہے تو پھر عقیل پر رو اور حارث پر رو جو شیروں کا شیر تھا۔

وبکیهم ولا تسبی جمیعا
وما لابی حکیمة من ندید

اور ان سب پر رو اور رونے سے تنگ نہ ہو اور ابو حکیمہ (زمعہ بن اسود) کا تو کوئی جوڑ ہی نہیں تھا۔

(سیرت ابن ہشام جلد اول)

ابولہب ذلت کی موت مر گیا

اس جنگ میں کفار مکہ میں سے جو شخص لشکر میں شامل نہ ہوا اس نے اپنی جگہ پر کسی اور کو بھیج دیا تھا اسی طرح ابولہب بھی بدر میں شریک نہیں ہوا اس نے اپنی جگہ عاص بن ہشام بن مغیرہ کو بھیج دیا تھا چنانچہ جب کفار مکہ شکست کھا کر واپس آئے اور ابولہب نے ان سے جنگ بدر کے حالات سنے۔ بڑے بڑے سرداروں کے مارے جانے اور مسلمانوں کی غیبی امداد کے بارے میں باتیں سنیں تو اس کے تن بدن میں آگ لگ گئی وہ اس قدر رنجیدہ اور غضبناک ہوا کہ ہر ایک سے الجھتا تھا جب اپنے گھر گیا تو چیچک کی موذی بیماری میں مبتلا ہو گیا اس کی اولاد اس کے رشتہ داروں میں سے کوئی بھی اس کے قریب نہیں جاتا تھا سات روز کے بعد وہ ذلت کی موت مر گیا۔

عرب کے لوگ چیچک سے بہت خوف کھاتے تھے اور جو کوئی اس مرض میں مر جائے اسے بہت ہی منحوس خیال کرتے تھے چنانچہ ابولہب کے مرنے پر اس کے بیٹوں میں سے کوئی بھی اس کے پاس نہیں جاتا تھا تین دن تک اس

Marfat.com

کی لاش پڑی رہی آخر قریش کے ایک شخص نے ان کو ملامت کی اور انہوں نے کسی مزدور کو اجرت پر لیا اور اس کے ساتھ مل کر گڑھا کھودا اور لکڑیوں سے دھکیلتے ہوئے اسے گڑھے میں پھینک کر اوپر مٹی اور پتھر ڈال دیے۔

(زرقانی علی المواہب جلد اول، معارج النبوۃ جلد دوم)

تم نے میرے قتل کی سازش کی

غزوۂ بدر کے دوران کفار کے لشکر میں عمیر بن وہب بھی شامل تھا جب جنگ ہوئی تو عمیر بن وہب بڑی مشکل سے اپنی جان بچا کر بھاگا لیکن اس کا بیٹا گرفتار کر لیا گیا۔ واقعہ بدر کے چند روز بعد عمیر اور صفوان حطیم کعبہ میں بیٹھے ہوئے تھے اور دونوں اس واقعہ کے بارے میں گفتگو کرنے لگے۔ صفوان نے مشرکین مکہ کے سرداروں کے مارے جانے کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ بخدا! ان کے بعد زندگی کا مزہ ختم ہو گیا ہے۔ عمیر نے کہا، بخدا! میرا بھی یہی حال ہے اگر مجھ پر قرضہ اور اپنے اہل وعیال کیلئے کمانے کا بوجھ نہ ہوتا تو میں اپنے بیٹے کا بہانہ کر کے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس جاتا اور ان کو قتل کر دیتا۔ صفوان کافی مالدار شخص تھا اس نے کہا کہ میں تمہارے اہل وعیال کی کفالت کا ذمہ لیتا ہوں اور تمہارا قرضہ بھی ادا کر دوں گا تم اس کام کیلئے تیاری کرو۔

دونوں نے آپس میں عہد کیا کہ جب تک یہ کام مکمل نہیں ہو جاتا کسی پر اس راز کو ظاہر نہیں کیا جائے گا۔ اس کے بعد صفوان نے عمیر کو مدینہ منورہ تک جانے کیلئے ایک اونٹ اور کچھ سامان دیا عمیر نے اپنی تلوار کو زہر میں بجھایا اور خوب تیز کر کے مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوا۔ مسجد نبوی ﷺ کے پاس پہنچ کر ارادہ کر رہا تھا کہ اندر داخل ہو لیکن حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے دیکھ لیا اس کی تلوار چھین کر اسے پکڑا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں پیش کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے چھوڑ دو۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمیر سے پوچھا کہ تم کس ارادے سے یہاں پر آئے ہو؟ عمیر نے کہا میں اپنے بیٹے کی خبر لینے آیا ہوں جو یہاں آپ کی قید میں ہے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر یہ تلوار کیوں گردن میں لٹکائی ہے؟ عمیر نے جواب دیا میں آتے وقت اسے نکالنا بھول گیا تھا۔ یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عمیر! سنو! تم نے اپنے دوست صفوان بن امیہ کے ساتھ مل کر میرے قتل کی سازش کی ہے اس کے بدلے میں صفوان نے تجھ سے یہ وعدہ کیا ہے کہ وہ تمہارا سارا قرضہ ادا کر دے گا۔ عمیر یہ سن کر ہکا بکا رہ گیا اس پر سکتہ طاری ہو گیا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ جب دونوں دوست یہ سازش تیار کر رہے تھے تو کوئی تیسرا شخص وہاں پر موجود نہ تھا اور نہ ہی ان دونوں میں سے کسی نے اس بات کی خبر کسی اور کو دی تھی۔ عمیر نے سوچا کہ پھر اس خفیہ راز کی خبر ان کو کیسے ہو گئی اس کے دل کی دنیا میں ایک انقلاب سا آ گیا اور اقرار کیا کہ ہاں واقعی یہ سازش ہوئی تھی۔

عمیر نے سازش کا اعتراف کرتے ہی کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ ایک ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ آپ جو کچھ ہمیں اللہ تعالیٰ کی باتیں

Marfat.com

بتاتے تھے ہم اپنی نادانی سے انہیں جھٹلاتے تھے اب مجھے یقین ہو گیا ہے کہ وہ سب باتیں درست تھیں۔ حضرت عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قبول اسلام سے مسلمان بہت خوش ہوئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے فرمایا کہ اپنے بھائی کو قرآن کی تعلیم دو اور اس کے قیدی کو بھی آزاد کر دو۔

(مدارج النبوۃ، جلد دوم، تاریخ طبری)

غزوۂ قینقاع:

غزدہ بدر سے واپسی کے صرف بیس دن بعد یعنی 15 شوال 2ھ میں غزوۂ قینقاع پیش آیا اس کا سبب یہ تھا کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تھے بنی قینقاع سے معاہدہ کیا تھا کہ وہ ان سے کوئی تعرض نہیں کریں گے بشرطیکہ وہ بھی مسلمانوں سے اپنا دست تعرض روکے رکھیں اور اگر کوئی دشمن مسلمانوں پر حملہ آور ہو تو یہ مسلمانوں کا ساتھ دیں اسی طرح یہ معاہدہ اس شرط کے ساتھ ہمیشہ رہا یہاں تک کہ غزوۂ بدر سے واپسی کے بعد جب بنی قینقاع نے دیکھا کہ فتح ونصرت مسلمانوں کے حصہ میں آئی ہے اور اسلام کا جھنڈا دن بدن بلند سے بلند تر ہوتا جا رہا ہے تو یہودیوں کے دل میں حسد اور کینے کی آگ بھڑک اٹھی اور حسد سے کہنے لگے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ایسی جماعت کے ساتھ مقابلہ وجنگ کی ہے جن کو جنگ لڑنے کے فن میں کوئی تجربہ ومہارت نہ تھی اگر یہ ہمارے ساتھ جنگ کریں گے تو معلوم ہو گا کہ جنگ کیسے کی جاتی ہے چنانچہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیے گئے معاہدے کو توڑنے کا ارادہ کر لیا اور موقع کی تلاش میں رہے اور پھر تھوڑے ہی دنوں میں معاہدہ توڑنے کا سبب بھی پیدا ہو گیا۔

بنی قینقاع نے اس معاہدہ کو اس طرح توڑا کہ مسلمانوں کی ایک خاتون اپنا کچھ سامان بیچنے کیلئے لائی اور بنی قینقاع کے بازار میں اسے بیچ کر وہاں کے ایک سنار کے پاس بیٹھ گئی۔ یہودیوں نے خاتون کا چہرہ بے نقاب کرنا چاہا مگر خاتون نے مزاحمت کی سنار جو کہ یہودی تھا اس نے خاتون کا کپڑا کسی چیز کے ساتھ باندھ دیا جب وہ خاتون اٹھی تو اس کا کپڑا اتر گیا اور وہ برہنہ ہو گئی۔ وہاں پر موجود تمام یہودیوں نے اس کا مذاق اڑایا اس خاتون نے شرمندہ ہو کر مسلمانوں سے مدد طلب کی۔ مسلمانوں میں سے ایک شخص نے اس سنار پر حملہ کر کے اسے قتل کر ڈالا۔ یہودیوں نے اس مسلمان کو اس قدر مارا کہ وہ شہید ہو گیا اس مسلمان کے ورثاء نے یہودیوں کے مقابلے کیلئے دوسرے مسلمانوں سے امداد طلب کی۔ آخر مسلمانوں کو بھی غصہ آ گیا اس طرح ان میں اور بنی قینقاع میں جھگڑے اور لڑائی کی صورتحال پیدا ہو گئی۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اس واقعہ کی خبر ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں کو سوق بنی قینقاع میں جمع کر کے ارشاد فرمایا کہ اے گروہ یہود! اللہ تعالیٰ سے ڈرو کہیں قریش کی سی سزا کا نشانہ نہ بن جاؤ۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اسلام قبول کرنے کی دعوت دی یہودیوں نے اس دعوت اسلام کے جواب میں کہا

Marfat.com

اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تم یہ سمجھتے ہو کہ ہم بھی تمہاری قوم کی طرح ہیں تم اس دھوکے میں نہ رہنا تم نے پہلے ایسے لوگوں کے ساتھ لڑائی کی تھی جن کو جنگ کے بارے میں کچھ علم نہ تھا وہ فنون حرب سے بھی نا آشنا تھے اس لئے تم نے ان پر غلبہ پالیا اگر تم ہم سے جنگ کرو گے تو تمہیں پتہ چل جائے گا کہ ہم خاص قسم کے لوگ ہیں دوسروں کی طرح نہیں ہیں۔ یہودیوں کے سردار کی یہ گفتگو بڑی ہی گستاخانہ تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لے آئے۔

(زرقانی جلد اول، معارج النبوہ جلد سوم)

یہودیوں کی امان طلبی اور صلح کی درخواست

اس کے بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر تیار کر کے مدینہ منورہ میں حضرت ابولبابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلیفہ بنایا لشکر اسلام کا جھنڈا حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد کیا اور یہودیوں کی سرکوبی کیلئے مدینہ طیبہ سے باہر نکلے یہودیوں نے جب یہ دیکھا تو خوفزدہ ہوئے اور اپنے قلعوں میں گھس گئے۔ مسلمانوں نے پندرہ روز تک ان کا محاصرہ کئے رکھا اس کے بعد یہودی تنگ آ گئے اور انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے امان طلب کرتے ہوئے صلح کی درخواست کی اور یہ بھی کہا کہ وہ قلعوں سے اتر کر یہاں سے چلے جاتے ہیں اور اپنا تمام مال واسباب بھی چھوڑ دیتے ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق ان کے ساتھ سلوک فرمایا۔ چنانچہ یہودی قلعوں سے باہر آئے ان کی تعداد سات سو تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ے منذر بن قدامہ اسلمی کو حکم فرمایا کہ وہ ان تمام کے ہاتھ پشت پر باندھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے قتل کا ارادہ رکھتے تھے۔ اسی دوران وہاں پر رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی آ گیا اس نے ان لوگوں کے ہاتھوں کو کھولنے کی کوشش کی تو حضرت منذر بن قدامہ اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے آڑے آئے اور سختی سے اسے منع کیا۔

اس کے بعد عبداللہ بن ابی نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر کہا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ان لوگوں کے ساتھ اچھا سلوک کیجئے جو میرے دوست ہیں اور جن کے ساتھ میرا معاہدہ ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی بات پر کوئی توجہ نہ فرمائی تو اس منافق نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کرتا مبارک کھینچتے ہوئے کہا۔ میرے دوستوں کے بارے میں احسان فرمائیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی گستاخی پر غصہ آ گیا اور فرمایا تیرے لئے خرابی ہو مجھے چھوڑ۔ عبداللہ بن ابی نے کہا بخدا! میں آپ کو نہیں چھوڑوں گا جب تک آپ میرے دوستوں سے اچھا سلوک کرنے کا حکم نہیں فرمائیں گے کیونکہ جن چار سو بے زرہ اور تین سو زرہ پوشوں نے مکہ مکرمہ میں ہر شخص سے میری حفاظت کی ہو میں ان کو کیسے قتل ہونے دوں۔ جب عبداللہ بن ابی کا اصرار حد سے زیادہ ہو گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں کے بارے میں حکم فرمایا کہ ان کو ان کے وطن سے باہر نکال دیا جائے۔

اس کے ساتھ ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن الصامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذمے یہودی کو جلاوطن کرنے کی ڈیوٹی لگائی۔ اور حکم فرمایا کہ یہودیوں کو تین دن سے زیادہ یہاں پر رہنے کی اجازت نہیں ہے۔

Marfat.com

جلاوطنی کے حکم سے یہودیوں کو بہت پریشانی ہوئی اور وہ غمگین ہو گئے کیونکہ جلاوطنی کو وہ گوارا نہیں کرتے تھے۔ اس صورتحال میں عبداللہ بن ابی یہود کے روساء کو ساتھ لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بات چیت کرنے کی غرض سے آیا۔ دروازہ پر حضرت عویم بن ساعدہ ضمری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ساتھ کھڑے تھے انہوں نے عبداللہ بن ابی کا راستہ روک لیا اور جانے نہ دیا۔ عبداللہ بن ابی نے زبردستی اندر داخل ہونا چاہا تو حضرت عویم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے ایسا زبردست دھکا دیا کہ اس کا منہ دیوار سے جا ٹکرایا اور وہ زخمی ہو گیا۔ یہودیوں نے جب عبداللہ بن ابی کو زخمی حالت میں دیکھا تو کہنے لگے ہم ایسی جگہ پر نہیں ٹھہر سکتے جہاں پر آپ کی اس قدر بے عزتی ہو اور ہم اسے دور کرنے کی طاقت نہ رکھتے ہوں۔

یہودی جب اس طرف سے مایوس ہوئے تو وہ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے اور مہلت مانگی اس پر انہیں تین دن تک کی مہلت دی گئی تین روز گزرنے کے بعد ان کو زبردستی ان کے گھروں سے نکالا گیا حضرت عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ شام کے راستے میں آنے والے ایک پہاڑی مقام ندباب تک ان کے ساتھ گئے وہاں سے یہودی شام کے مقامات اذرعات میں جا کر ٹھہر گئے اور وہاں پر بسیرا کیا۔ یہودیوں کے چلے جانے کے بعد ان کا اسلحہ مسلمانوں کے لئے مال غنیمت ہو گیا حضور ﷺ نے غنائم کی تقسیم فرمائی ذی القعدہ کی چاند رات غزوہ بنو قینقاع سے فراغت کے بعد مدینہ طیبہ لوٹے۔

(زرقانی علی المواہب جلد اول، مدارج النبوۃ جلد سوم)

غزوہ سویق

یہ غزوہ بھی دوسری صدی ہجری میں پیش آیا اس کی وجہ یہ ہوئی کہ کمزور غزوہ میں جب کفار کو عبرتناک شکست ہوئی تو ابوسفیان نے مکہ مکرمہ میں قسم کھائی کہ وہ اپنی بیوی کے پاس نہیں جائے گا اور نہ ہی اپنے آپ کو سنوارے گا جب تک کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ان کے ساتھیوں سے اس شکست کا بدلہ نہ لے لے۔ چنانچہ اس مقصد کیلئے ذوالحجہ 2ھ میں ابوسفیان نے 40 اونٹ سواروں یا دوسو سواروں کے ہمراہ مدینہ طیبہ کی طرف پیش قدمی کی اس کا ارادہ تھا کہ جب وہ وہاں پہنچے گا تو یہودی بھی اس کا ساتھ دیں گے چنانچہ وہ راستے میں سب سے پہلے قبیلہ بنی نضیر میں پہنچا رات کے وقت حیی بن اخطب کے پاس گیا اس سے اس بارے میں گفتگو کرنے کی کوشش کی مگر اس نے ابوسفیان کے ارادے کو دیکھتے ہوئے اپنے گھر کا دروازہ بھی نہ کھولا یہاں سے مایوس ہو کر وہ سلام بن مشکم کے پاس پہنچا جو قبیلہ بنی نضیر کا سردار اور خزانچی تھا اس نے ابوسفیان کی کافی آؤ بھگت کی اور بڑے اچھے طریقے سے پیش آیا۔

سلام بن مشکم نے ابوسفیان کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جنگی رازوں کی خبر دی رات کافی بیت چکی تھی ابوسفیان وہاں سے نکلا اور مدینہ منورہ سے ایک فرلانگ یا پانچ کلومیٹر کی مسافت پر مقام عریض پر آیا یہاں پر اس نے ایک نخلستان میں آگ لگا دی حضرت معد بن عروس انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو اپنے ایک مزدور کے ساتھ وہاں پر کھیتی

Marfat.com

باڑی کررہے تھے حملہ کرکے دونوں کو شہید کردیا۔ یہ کارروائی کرنے کے بعد ابوسفیان نے گمان کیا۔ کہ اس نے اپنی قسم پوری کرلی ہے اور انتظام لے لیا ہے وہاں سے راہ فرار اختیار کی۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اس واقعہ کی اطلاع ملی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فوری طور پر مسلمانوں کو اکٹھا کیا مدینہ منورہ میں حضرت ابولبابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن کا اصل نام حضرت بشیر بن منذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھا خلیفہ مقرر کیا اور دوسو مہاجرین وانصار کے ساتھ ابوسفیان کے تعاقب میں روانہ ہوئے کفار نے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تعاقب کی خبر سنی تو وہ گھبرا گئے اور اسی گھبراہٹ میں انہوں نے اپنا بوجھ کم کرنے کیلئے اپنے پاس موجود ستونوں کے تھیلے پھینک دیے جوراستے میں جابجا گرتے گئے۔ مسلمان جو کہ ان کے تعاقب میں آرہے تھے وہ ان تھیلوں کو مال غنیمت کے طور پر اٹھاتے رہے۔

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ اس جنگ کا نام غزوہ سویق اس لئے رکھا گیا کہ قریش نے جو سامان راستے میں پھینک دیا تھا اس میں زیادہ تر سویق یعنی ستو تھے اور مسلمان ستوؤں پر ٹوٹ پڑے اس لئے اس کا نام غزوہ سویق رکھا گیا۔ اس کے بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم واپس مدینہ منورہ تشریف لے آئے۔

(سیرت ابن ہشام، مدارج النبوۃ جلد دوم)

اے اللہ! اس قوم پر برکت نازل فرما جس کے بہترین برتن مٹی کے ہیں

دو ہجری میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی پیاری صاحبزادی سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ کردیا اس وقت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عمر مبارک پندرہ سال ساڑھے پانچ ماہ تھی جبکہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر مبارک اکیس سال پانچ ماہ تھی۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک زرہ تھی انہوں نے اس زرہ کو فروخت کرنا چاہا تو اسے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چارسواسی درہم میں خرید لیا اور پھر قیمت ادا کرنے کے بعد زرہ بھی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہبہ کردی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات کی خبر ہوئی تو بہت خوش ہوئے۔ اس رقم میں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ درہم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیے کہ گھر کی ضروری چیزیں خرید کرلے آئیں ان کے ساتھ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو بھیجا گیا تا کہ وہ سامان اٹھا کر لانے میں مدد کریں۔

اس رقم سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کیلئے ایک چمڑے کا گدا جس میں کھجور کے پتے تھے خریدا جبکہ اون سے بھرا ہوا ایک گدا، ایک عبا، ایک پردہ اور چند مٹی کے برتن خریدے۔ ایک روایت کے مطابق ایک چادر، ایک مشک اور دو چکیاں خریدیں۔ بعض کا کہنا ہے کہ بستر کے ساتھ چارپائی بھی تھی۔ جب یہ سامان لا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں پیش کیا گیا تو اسے دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

کی چشمان اطہر میں آنسو آ گئے اور دعا فرمائی، اے اللہ! اس قوم پر برکت نازل فرما جس کے بہترین برتن مٹی کے ہیں۔

حضرت حارثہ بن نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن کی مدینہ طیبہ میں کافی جائیداد تھی اپنا ایک مکان حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی سکونت کیلئے نذر کیا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دعوت ولیمہ کیلئے جو کھانا تیار کیا اس میں چند صاع کھجوریں، جو اور روغن شامل تھا۔ ایک روایت کے مطابق روغن، کھجوریں اور پنیر تھا۔

(زرقانی علی المواھب جلد اول)

روزے فرض کر دیے گئے

دو ہجری میں مسلمانوں پر روزے فرض کر دیے گئے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس بارے میں حکم آ گیا۔ قرآن حکیم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

> ترجمہ: ''اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں جیسے تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تاکہ تم پرہیزگار بن سکو۔ وہ روزے گنتی کے دن ہیں تو تم میں سے جو کوئی بیمار ہو یا سفر میں ہو۔ وہ اتنے روزے اور دنوں میں رکھ کر اور پورے کرے اور جنہیں روزہ رکھنے کی بالکل طاقت ہی نہ ہو تو وہ روزہ کے بدلہ میں ایک مسکین کو کھانا کھلائیں اور جو اپنی طرف سے زیادہ نیکی کرے تو یہ اس کیلئے بہت بہتر ہے اور روزہ رکھنا تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم جانتے ہو۔ (البقرہ آیت 184)

صدقہ فطر کی ادائیگی کا حکم

2 ہجری میں ہی صدقہ فطر کی ادائیگی کا حکم ہوا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو بھیجا کہ وہ اعلان کر دے کہ صدقہ فطر ہر مسلمان پر واجب ہے خواہ وہ مرد ہو یا عورت آزاد ہو یا غلام نابالغ ہو یا بالغ۔ (ترمذی شریف)

عید الفطر کی نماز باجماعت

دو ہجری میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عید الفطر کی نماز باجماعت عیدگاہ میں پہلی مرتبہ ادا فرمائی چونکہ اسی سال روزے فرض ہوئے تھے اس لئے یہ پہلی نماز عید الفطر تھی۔

عید الاضحیٰ کی نماز

10 ذی الحجہ دو ہجری کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عید الاضحیٰ کی نماز ادا فرمائی اور نماز پڑھنے کے بعد دو مینڈھوں کی قربانی فرمائی۔

☆☆☆

Marfat.com

چھٹا باب

ہجرت کے تیسرے سال کے واقعات

غزوہ قرقرۃ الکدر

غزوہ قرقرہ الکدر کے وقوع پذیر ہونے کا سبب یہ تھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں یہ خبر موصول ہوئی کہ عراق اور مکہ مکرمہ کے راستے میں بنوسلیم اور غطفان شرارت پر آمادہ ہیں اور اس مقصد کیلئے ایک جگہ پر جمع ہیں اس اطلاع کے ملنے پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین وانصار میں سے دوسو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو ساتھ لیا حضرت عبداللہ ابن مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مدینہ منورہ میں نائب مقرر کیا اور محرم 3 ھ کے پندرہ یوم گزرنے کے بعد دشمنوں کی سرکوبی کیلئے روانہ ہوئے جب قرقرہ الکدر پہنچے تو دشمن اپنے مویشی چھوڑ کر بھاگ چکا تھا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ایک جماعت کو احتیاط کے طور پر اس وادی کے اونچے حصے کی طرف بھیجا اور خود وادی میں اپنی پیش قدمی جاری رکھی۔ اچانک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ مبارکہ چند شتر بانوں پر پڑی جو اونٹ چرا رہے تھے ان کے ساتھ ایک یسار نامی غلام تھا۔

اس غلام سے بنی سلیم اور غطفان کے بارے میں پوچھا گیا تو اس نے جواب دیا کہ وہ پانی کے نزدیک ٹھکانا بنا رہے تھے نہ جانے اب کس جگہ پر چلے گئے ہیں یہ سن کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اونٹوں کو شتر بانوں سمیت اپنی نگرانی میں لے لیا اور ان کو ہانک کر مدینہ منورہ کی طرف لائے۔ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی نماز ادا فرما رہے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ملاحظہ فرمایا کہ یسار بھی ان کی پیروی کرتا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو غلام کی یہ ادا اچھی تھی۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹوں کو تقسیم کرنے کا حکم فرمایا تو بعض صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں سے کچھ لوگ اونٹوں کی نگرانی نہیں کرسکتے اگر ان اونٹوں کو مدینہ منورہ پہنچ کر تقسیم کیا جائے تو آسانی رہے گی۔ اس کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ غلام یسار نماز کی وجہ سے اچھا لگا ہے اور یقیناً آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اطمینان بھی ہوگیا ہے کہ وہ مسلمان ہے ہم خوشی کے ساتھ اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں پیش کرتے ہیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی خوشی کو مدنظر رکھتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول فرمالیا اور پھر آزاد فرما

Marfat.com

دیا اس کے بعد جب مدینہ منورہ سے ایک فرلانگ کے فاصلے پر واقع ضرار کی جگہ پر آئے تو اونٹوں کو خمس نکالنے کے بعد تقسیم فرمادیا اس تقسیم سے ہر ایک کے حصے میں دو دو اونٹ آئے۔ اس ضمن میں کہا جاتا ہے کہ ایک سے زیادہ اونٹ ملے کیونکہ پانچ سو اونٹوں کا خمس نکالا گیا اور چار سو اونٹ دو سو افراد پر تقسیم کیے گئے اس طرح ہر ایک کے حصے میں دو اونٹ آئے۔ اس غزوہ میں دشمنوں کے ساتھ جنگ نہیں ہوئی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم محرم کے آخر میں واپس تشریف لے آئے۔

(مدارج النبوۃ، جلد دوم)

غزوہ بنی غطفان

اس کو غزوہ انمار بھی کہتے ہیں یہ ماہ ربیع الاول 3ھ کو پیش آیا اس غزوہ کا سبب یہ تھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں یہ خبر پہنچائی گئی کہ ذوامر جو کہ نجد کے علاقہ کا ایک مقام ہے اس جگہ پر بنی ثعلبہ اور محارب کے مشرکین جمع ہیں اور ان کا ارادہ ہے کہ مدینہ منورہ کے نواح سے کوئی چیز لے جائیں اور مسلمانوں کو نقصان پہنچائیں اور ان مشرکین کو محارب کے ایک شرارتی اور جنگجو شخص دعثور بن حارث نے اکٹھا کیا ہے۔ یہ شخص مسلمانوں کا دشمن تھا اس خبر کو سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فوری طور پر اسلامی لشکر تیار کرنے کا حکم دیا اور مدینہ منورہ میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلیفہ مقرر کر کے چار سو پچاس گھڑ سوار مجاہدین کے ہمراہ 12 ربیع الاول 3ھ کو روانہ ہوئے۔

سفر کے دوران راستے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک شخص جبار نامی ملا۔ اس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دشمن کے بارے میں پوچھا تو اس نے کہا کہ وہ آپ کے ساتھ جنگ نہیں کریں گے بلکہ ان کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کی اطلاع ہوگی تو وہ پہاڑوں پر چڑھ جائیں گے۔ جبار کا تعلق بنی ثعلبہ سے تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اسلام قبول کرنے کی دعوت دی تو اس نے اسلام قبول کر لیا (بعض کا کہنا ہے کہ اس شخص کا نام حبان تھا) اس شخص کو حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ساتھی بنا دیا گیا، چونکہ اس سفر میں دشمن سے مقابلے کی نوبت نہیں آئی تھی لیکن پھر بھی مسلمانوں نے اس مقام پر اپنا پڑاؤ ڈالے رکھا اور دور سے دیکھتے تھے کہ دشمن پہاڑوں میں روپوش ہونے کی کوشش کر رہے ہیں۔

اس روز اتفاق سے بارش شروع ہوگئی جس سے تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے کپڑے بھیگ گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قمیض مبارک اتار کر ایک درخت کی شاخ پر پھیلا دی تاکہ خشک ہو جائے اور خود اسی درخت کے نیچے آرام فرمانے لگے دشمنوں کے افراد پہاڑ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ رہے تھے انہوں نے دعثور سے کہا کہ اس وقت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تنہا درخت کے نیچے آرام فرما رہے ہیں اور آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی اس وقت ان سے ذرا فاصلے پر ہیں موقع غنیمت ہے امید ہے کہ تو ان پر قابو حاصل کر لے گا یہ سن کر دعثور نے تلوار اٹھائی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف چھپتا چھپاتا تیزی سے روانہ ہوا پھر آ کر حضور صلی اللہ

Marfat.com

علیہ وسلم کے سرہانے کھڑا ہوا اور کہا آج کون ہے جو آپ کو مجھ سے بچا سکتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ یہ سن کر دعثور پر ہیبت طاری ہوگئی اسی دوران حضرت جبرائیل علیہ السلام حاضر ہوئے اور ایک ہاتھ دعثور کے سینے پر مارا دعثور کے ہاتھ سے تلوار زمین پر جاپڑی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تلوار اٹھا کر اپنے دست اقدس میں پکڑ لی اور فرمایا اب کون ہے جو تجھے مجھ سے بچائے گا۔ اس نے کہا اللہ تعالیٰ کے سوا مجھے آپ سے کوئی نہیں بچا سکتا۔ پھر دعثور نے کلمہ پڑھا اور اسلام قبول کرتے ہوئے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ اللہ کے رسول ہیں۔ اس کے ساتھ ہی دعثور نے قسم کھائی کہ وہ پھر کبھی دشمنوں کو جمع نہیں کرے گا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تلوار اسے واپس دے دی۔

اس کے بعد دعثور جب اپنے لوگوں کے پاس واپس آیا تو اس کے ساتھیوں نے کہا، تجھے کیا ہوگیا تھا کہ تلوار کھینچ کر ان کے سرہانے بھی پہنچ گیا اور کام کئے بغیر واپس آ گیا۔ دعثور نے کہا کہ میں نے ایک اونچے لمبے سفید پوش شخص کو دیکھا اس نے میرے سینہ پر اس طرح ہاتھ مارا کہ میں پشت کے بل گر پڑا اور تلوار میرے ہاتھ سے چھوٹ گئی میں نے جان لیا کہ یقیناً وہ فرشتہ ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم سچے نبی ہیں چنانچہ میں نے اسلام قبول کر لیا ہے۔ اور تمہیں بھی اسلام قبول کرنے کی دعوت دیتا ہوں۔

اس موقع پر قرآن حکیم کی یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی جس کا ترجمہ ہے۔

"اے ایمان والو! یاد کرو اللہ کی نعمت کو جو تم پر ہوئی جب ایک قوم نے ارادہ کیا کہ تمہاری جانب دست درازی کرے تو اللہ نے ان کے ہاتھ تم سے روک دیے۔"

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے 23 ربیع الاول 3ھ کو مدینہ منورہ میں واپسی فرمائی۔

(بخاری شریف جلد دوم، زرقانی علی المواہب جلد دوم، مدارج النبوۃ جلد دوم)

سریہ قروہ

3ھ میں ہی سریہ قروہ پیش آیا اس کا سبب یہ تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ملی کہ قریش کا قافلہ عراق کے راستے شام جا رہا ہے چونکہ غزوہ بدر کے بعد مسلمانوں کے خوف سے مکہ مکرمہ کا قافلہ حجاز کے راستے سے شام نہیں جاتا تھا۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک سو سواروں کے ساتھ روانہ فرمایا، حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ قافلے کے تعاقب میں روانہ ہوئے اور ان پر حملہ کیا قافلے کے سردار فرار ہو گئے مسلمان قافلے کو مدینہ منورہ لے آئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مال غنیمت میں سے خمس نکال کر باقی مال غنیمت اہل سریہ میں تقسیم فرما دیا۔

(مدارج النبوۃ جلد دوم)

Marfat.com

کعب بن اشرف کی سرکوبی کیلئے کون حامی بھرتا ہے

کعب بن اشرف اہل یہود میں سے رئیس آدمی تھا مسلمانوں کا شدید دشمن تھا۔ یہی وجہ تھی کہ جب غزوہ بدر میں مشرکین کو مسلمانوں کے ہاتھوں عبرتناک شکست ہوئی اور مشرکین کے بڑے بڑے سردار مارے گئے تو اسے بہت دکھ ہوا اس نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف مشرکین کو ابھارنے کیلئے مرثیے لکھے چونکہ خود شاعر تھا اس لئے اس نے اپنے مرثیوں میں مسلمانوں کے خلاف اس طرح زہر گھولا کہ جہاں بھی مشرکین میں اپنا کلام سناتا تو لوگ رونے لگ جاتے اس طرح اس نے مسلمان عورتوں کے بارے میں بھی عاشقانہ اشعار کہے اور مسلمانوں کو تکلیف پہنچائی پھر اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرانے کیلئے بھی سازش کی اس کی گستاخیاں جب حد سے بڑھ گئیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے فرمایا کہ کعب بن اشرف کی سرکوبی کیلئے کون حامی بھرتا ہے۔

حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں اس کیلئے تیار ہوں میں اسے قتل کرڈالتا ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اگر تمہیں اس پر قدرت حاصل ہو جائے تو ایسا ہی کرو۔ چنانچہ محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ساتھ مزید چار صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم حضرت عباد بن بشر، حضرت حارث بن اوس، حضرت ابوعبس بن جبیر اور حضرت ابونائلہ مسلکان بن سلامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو تیار کیا اور روانہ ہوئے۔ حضرت ابونائلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کعب بن اشرف کے رضاعی بھائی تھے یہ کعب بن اشرف کے گھر میں گئے اور اس کو آدھی رات کے وقت بہانے سے باہر لے آئے اسے باتوں میں لگا کر سب نے اس پر یکدم حملہ کر دیا اور اسے موت کے گھاٹ اتار دیا۔

کعب بن اشرف پر تلواروں کا حملہ کرنے سے قبل حضرت ابونائلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے سر کے بالوں کو مضبوطی سے پکڑ لیا۔ تو باقی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اس پر ضربیں لگائیں مگر ان کی تلواریں ایک دوسرے پر پڑنے لگیں اور کچھ کارگر نہ ہوئیں اس پر محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فوری طور پر اپنی چھری نکال کر اس پر وار کیا اسی جدوجہد میں حضرت حارث بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ تلوار کی نوک لگنے سے زخمی ہو گئے ان کے سر یا پاؤں میں زخم آئے ان کو اٹھا کر واپس لایا گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کعب بن اشرف کے مارے جانے کی خبر سنائی گئی۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حارث بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زخم پر اپنا لعاب مبارک لگایا تو زخم ٹھیک ہو گیا۔ یہ واقعہ ربیع الاول 3 ہجری کو پیش آیا۔

(بخاری شریف جلد دوم، مسلم شریف، زرقانی علی المواہب جلد دوم)

غزوہ بنی سلیم

اس غزوہ کو غزوہ نجران بھی کہا جاتا ہے اور یہ جمادی الاول 3 ھ کو وقوع پذیر ہوا اس کا سبب یہ تھا کہ رسول کریم

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ملی کہ بنوسلیم نجران کے مقام پر جمع ہو رہے ہیں اس خبر کے ملتے ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ ابن مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مدینہ منورہ میں اس خبر کے ملتے ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ ابن مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مدینہ منورہ میں خلیفہ مقرر فرمایا اور خود تین سو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ایک جماعت کے ساتھ چھ جمادی اولال 3 ھ کو اس خطرے کے سدباب کیلئے روانہ ہوئے۔ دشمنوں کو جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کی خبر ہوئی تو وہ اپنے کنوں اور تالابوں کو چھوڑ کر منتشر ہو گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں پہنچ کر گشت فرمائی لیکن کوئی مقابلے کیلئے سامنے نہ آیا اس طرح دشمن سے مقابلے کی نوبت نہ آئی چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس سفیر میں دس دن گزار کر سولہ جمادی الاول 3 ھ کو مدینہ منورہ واپس تشریف لے آئے۔

(مدارج النبوۃ جلد دوم)

حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح

3 ھ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی پیاری صاحبزادی سیدہ ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ کر دیا مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ جبرائیل علیہ السلام کھڑے مجھے خبر دے رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ حکم فرماتا ہے کہ میں ان کو عثمان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے عقد میں دے دوں۔

(مدارج النبوۃ جلد دوم)

حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے شادی

3 ھ میں ہی حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صاحبزادی حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوا۔ نکاح کے وقت حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عمر مبارک اٹھارہ سال تھی۔

(مدارج النبوۃ جلد سوم)

امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت

ہجرت کے تیسرے سال نصف رمضان المبارک کو حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت باسعادت مدینہ طیبہ میں ہوئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ولادت باسعادت کے ساتویں دن ان کا عقیقہ کیا اور ایک مینڈھا ذبح فرمایا اور اسی دن ان کے سر کے بال مبارک اتارے گئے۔

(زرقانی علی المواہب جلد دوم)

غزوہ احد

غزوہ احد ماہ شوال 3 ھ میں پیش آیا اس کے وقوع پذیر ہونے کا سبب یہ تھا کہ جب جنگ بدر میں کفار شکست

Marfat.com

سے دوچار ہوئے اور مکہ مکرمہ پہنچے تو مسلمانوں سے انتقام لینے کیلئے منصوبے بنانے لگے ابوسفیان بھی مکہ مکرمہ واپس آ چکا تھا چنانچہ عکرمہ بن ابوجہل، صفوان بن امیہ اور عبداللہ بن ربیع اکٹھے ہو کر قریش کے ان لوگوں کے پاس گئے جن کے بیٹے، بھائی یا باپ جنگ بدر میں مارے گئے تھے انہوں نے ابوسفیان اور قریش کے تجارتی قافلے کے دیگر افراد سے کہا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ہمارے بڑے بڑے سرداروں کو قتل کر دیا ہے ہمارے لئے لازم ہے کہ اس کا بدلہ لیا جائے لہٰذا تم لوگ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے جنگ کیلئے اپنے مال و دولت سے معاونت کرو تا کہ اس سلسلے میں ہم تیاری کر سکیں۔ ابوسفیان نے ان کی اس بات سے اتفاق کیا جبکہ دیگر مشرکین بھی اس کام کیلئے تیار ہو گئے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں انہی لوگوں کے بارے میں آیات مبارکہ نازل فرمائی۔

اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ لِیَصُدُّوْا عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فَسَیُنْفِقُوْنَهَا ثُمَّ تَكُوْنُ عَلَیْهِمْ حَسْرَةً ثُمَّ یُغْلَبُوْنَ ۵ وَالَّذِیْنَ كَفَرُوْۤا اِلٰى جَهَنَّمَ یُحْشَرُوْنَ [سورۃ الانفال ۳۶]

''بے شک جو لوگ کافر ہیں خرچ کرتے ہیں اپنے مال تا کہ روکیں اللہ کی راہ سے سو ابھی اور خرچ کریں گے پھر آخر حسرت و یاس کے علاوہ کچھ نہ پائیں گے اور جن لوگوں نے کفر اختیار کر رکھا ہے جہنم میں اکٹھے کئے جائیں گے۔

(سیرت ابن ہشام جلد دوم)

کفار کی جنگی تیاریوں کی اطلاع مل گئی

کفار کی جنگی تیاریوں کی اطلاع حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مل گئی کہ قریش مکہ بدر کی شکست کا بدلہ لینے کیلئے تین ہزار کا لشکر لے کر آ رہے ہیں اس لشکر میں سات سو زرہ پوش، دو سو گھوڑے، تین ہزار اونٹ اور پندرہ سو عورتوں کے ہودج تھے۔ قریش نے عورتوں کو اس لئے ساتھ لیا تھا کہ وہ ہر منزل پر نوحے اور گانے گاتے ہوئے بدر کے ہلاک شدگان کا تذکرہ کریں دلوں میں جذبہ انتقام پیدا کر کے مسلمانوں کے ساتھ جنگ کرنے کیلئے مشرکین کو ابھاریں۔ اس بات کی خبر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پہنچائی جو کہ اس وقت مکہ مکرمہ میں قیام پذیر تھے۔

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کو معاوضہ دے کر مدینہ منورہ بھیجا اور اسے کہا کہ وہ تین دن میں مدینہ طیبہ پہنچے اسے ایک خط دیا کہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں پہنچا دینا اس خط میں کفار کے لشکر کی تعداد اور دیگر تمام حالات درج تھے۔ جب یہ قاصد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں پہنچا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خط کھول کر حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پڑھنے کیلئے دیا خط میں لشکر کفار کے بارے میں اطلاع کا سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ اس بھید کو ابھی پوشیدہ

Marfat.com

رکھنا۔

(معارج النبوۃ جلد سوم)

لشکر کفار مدینہ منورہ سے چند کلومیٹر کے فاصلے پر

5 شوال 3ھ کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم دشمن کے لشکر کی آمد کے بارے میں اطلاع ملی کہ اس لشکر کی قیادت ابوسفیان کر رہا ہے جب یہ لشکر مقام ذوالحلیفہ پہنچا جو کہ مدینہ منورہ سے تقریباً دس کلومیٹر کے فاصلے پر ہے تو اس نے وہاں پر تین روز تک قیام کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے حضرت عدی بن فضالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹوں حضرت انس اور حضرت مونس رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو جاسوسی کیلئے بھیجا وہ یہ خبر لائے کہ کفار نے اپنے گھوڑوں اور اونٹوں کو سبز چراگاہ میں چھوڑ رکھا ہے ہوسکتا ہے کہ کوئی سبز پتہ وہاں پر باقی نہ رہے۔اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خباب بن المنذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھیجا کہ وہ لشکر کفار کی صحیح تعداد معلوم کر کے آئیں حضرت خباب رضی اللہ تعالیٰ عنہ لشکر کفار کے نزدیک پہنچ گئے انہوں نے لشکر کے گرد چکر لگا کر اس کے حالات،تعداد،سواریوں،ہودجوں اور عورتوں کی تعداد ایک ایک کر کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کی ان باتوں کی تصدیق حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تحریر کردہ خط کے مطابق درست تھی۔

(زرقانی علی المواہب جلد دوم)

ہمیں مدینہ منورہ سے باہر نکل کر دشمنوں سے لڑنے کا موقع دیجئے

اگلے روز جمعہ تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے موجودہ صورتحال کے بارے میں مسلمانوں سے مشورہ طلب فرمایا کہ شہر کے اندر رہ کر دفاع کیا جائے یا مدینہ منورہ سے باہر نکل کر جنگ کی جائے۔اس ضمن میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رائے یہ تھی کہ مدینہ منورہ میں رہ کر ہی دفاعی حکمت عملی کی پالیسی اپنائی جائے اور باہر نکل کر حملہ نہ کیا جائے۔انصار ومہاجرین کی اکثریت نے بھی یہی مشورہ دیا۔عبداللہ بن ابی رئیس المنافقین بھی اس موقع پر موجود تھا چنانچہ جب بعض وہ مسلمان جو غزوہ بدر میں حصہ نہ لے سکے تھے انہوں نے اصرار کرتے ہوئے کہا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں مدینہ منورہ سے باہر نکل کر دشمنوں سے جنگ کرنے کا موقع دیجئے تاکہ وہ یہ خیال نہ کریں کہ ہم میں کسی طرح کی کوئی کمزوری یا بزدلی آ گئی ہے۔عبداللہ بن ابی نے فوراً مداخلت کی اور کہا کہ میرے خیال میں مدینہ منورہ میں ٹھہرنے کا فیصلہ ہی درست ہے باہر نکل کر حملہ نہ کیا جائے۔

جو مسلمان مدینہ طیبہ سے باہر نکل کر کفار سے جنگ کے خواہاں تھے انہوں نے اپنا اصرار جاری رکھا۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم سب کچھ ملاحظہ فرما رہے تھے اور سب کی گفتگو سماعت فرما رہے تھے اس روز جمعہ کی نماز کی ادائیگی کے بعد مسلمانوں میں خاصا جوش وخروش پایا جا رہا تھا نماز جمعہ کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو نصیحت فرمائی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو دشمنوں کے خلاف جنگ پر ابھارا ارشاد فرمایا اگر تم ثابت قدم رہے اور صبر کیا تو تم فتح مند

Marfat.com

ہو گئے پھر فرمایا لشکر کی تیاری کرو۔ پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کی نماز ادا فرمائی تو حجرہ مبارک میں تشریف لے گئے حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی ساتھ تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جسم اطہر پر زرہ پہنی سر مبارک پر دستار باندھی اور بیت اطہر سے باہر تشریف لائے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم ایک کثیر باہر جمع تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حالت میں دیکھ کر وہ نوجوان جو اصرار کر کے مدینہ طیبہ سے باہر نکل کر جنگ کرنے کا مشورہ دے رہے تھے کہنے لگے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ بات ہمارے لئے مناسب نہ تھی (کہ اپنے مشورے پر اصرار کرتے) آپ چاہیں تو یہیں تشریف فرما ہوں اور باہر جانے کی تکلیف نہ فرمائیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پیغمبر کیلئے یہ روا نہیں ہے کہ ایک مرتبہ زرہ پہن لینے کے بعد جنگ کئے بغیر اتار دے۔

(مدارج النبوۃ جلد دوم)

لشکر اسلام روانہ ہو گیا

اس کے بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین نیزے طلب فرمائے اور ان پر تین جھنڈے باندھے۔ مہاجرین کے جھنڈے کو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد فرمایا ایک روایت میں ہے کہ حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد فرمایا۔ قبیلہ اوس کا جھنڈا حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیا اور قبیلہ خزرج کا جھنڈا حضرت خباب بن المنذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد فرمایا اور ایک ہزار کے لشکر کے ساتھ مدینہ طیبہ سے روانگی فرمائی۔ مدینہ طیبہ میں حضرت عبداللہ بن مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نائب مقرر فرمایا۔

ابھی مدینہ منورہ سے باہر نکلے ہی تھے کہ دور سے ایک لشکر آتا ہوا دکھائی دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لشکر کے بارے میں دریافت فرمایا تو بتایا گیا کہ یہ عبداللہ بن ابی کے حلیف یہودی کی فوج ہے جو ہماری مدد کیلئے آ رہی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

''ان لوگوں کو واپس لوٹا دو ہم مشرکوں کے مقابلہ کیلئے مشرکین کی مدد نہیں لیں گے۔''

اس پر یہودیوں کے لشکر کو واپس کر دیا گیا پھر جب مدینہ منورہ سے تقریباً پانچ کلومیٹر کے فاصلے پر مقام شوط پر پہنچے تو رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی اپنے تین سو ساتھیوں کو ساتھ لے کر واپس چلا گیا۔ کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے دوسروں کا مشورہ مان لیا اور میرا نہ مانا۔

منافقین کے واپس جانے کے بعد قبیلہ اوس میں سے بنو حارثہ اور قبیلہ خزرج میں سے بنو سلمہ کے لوگوں نے بھی ارادہ کیا کہ واپس لوٹ جائیں لیکن ان پر اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہوا اور ان کا ارادہ تبدیل ہو گیا اور وہ ثابت قدم ہو گئے اسی حوالے سے قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

اِذْ هَمَّتْ طَّآئِفَتٰنِ مِنْكُمْ اَنْ تَفْشَلَا وَاللّٰهُ وَلِيُّهُمَا وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ

Marfat.com

الْمُؤْمِنُوْنَ [سورۃ آل عمران:۱۲۲]

"جب ارادہ کیا دو گروہوں نے تم میں سے کہ نامردی کریں اور اللہ ان کا سنبھالنے والا ہے اور مسلمانوں کو اللہ پر ہی بھروسہ کرنا چاہئے۔"

(مدارج النبوۃ جلد دوم)

کمسن مجاہدین کو واپس لوٹا دیا:

موضع شیخان میں پہنچ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لشکر اسلام کا معائنہ فرمایا تین سو منافقین کے نکل جانے کے بعد لشکر اسلام کی تعداد سات سو رہ گئی تھی بہت سے کمسن صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے واپس بھجوا دیا ان میں حضرت زید بن ثابت، حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت اسید بن زہیر، حضرت عمرو بن حزم، حضرت براء بن عازب اور حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہم شامل تھے ان کی عمریں پندرہ پندرہ سال سے کم تھیں۔

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی کمسن تھے اس لئے ان کو بھی روک لیا گیا مگر جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی گئی کہ رافع (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بڑا زبردست تیر انداز ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت مرحمت فرما دی یہ دیکھ کر حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ میں کشتی میں رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو پچھاڑ لیتا ہوں اس پر دونوں کی کشتی کرائی گئی تو حضرت سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پچھاڑ دیا اس طرح حضرت سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی لشکر اسلام کے ساتھ جانے کی اجازت مل گئی۔

(سیرت ابن ہشام جلد دوم، مدارج النبوۃ جلد دوم)

جنگ کیلئے صف بندی

مدینہ منورہ سے تقریباً چھ کلومیٹر کے فاصلے پر کوہ احد کے دامن میں لشکر اسلام پہنچ گیا۔ لشکر کفار پہلے ہی وہاں پر پہنچ چکا تھا احد کے مقام پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صفوں کو سیدھا کیا جب اسلامی لشکر کی صفیں کھڑی ہو گئیں تو مدینہ منورہ پہاڑ کے برابر پشت پر تھا جبکہ حنین بائیں طرف تھا پہاڑ کے ایک طرف ایسا شگاف تھا جس سے خطرہ تھا کہ کفار گھات لگا کر وہاں سے مسلمانوں پر حملہ آور ہوں گے چنانچہ اس خطرے کو مدنظر رکھتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پچاس تیر اندازوں کے ساتھ اس جگہ پر متعین فرمایا تا کہ اس مقام سے مسلمانوں کی حفاظت کریں اور ان کو تاکید فرمائی کہ کسی بھی صورت میں وہ اس مقام کو نہ چھوڑیں خواہ جنگ کا نتیجہ موافق ہو یا مخالف۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سختی سے فرمایا کہ جب تک میری طرف سے کوئی اطلاع نہ تمہیں پہنچے اپنی جگہ کو نہ چھوڑنا۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلامی لشکر کا میمنہ حضرت عکاشہ بن محصن اسدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد

Marfat.com

فرمایا اور میسرہ کو حضرت ابوسلمہ بن عبدالاسد مخزومی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے فرمایا جبکہ حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مقدمہ لشکر میں رکھا اور حضرت مقداد بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ساقہ لشکر میں رکھا۔

دوسری طرف قریش کے لشکر کی پوزیشن اس طرح سے تھی کہ انہوں نے اپنی صفوں کو درست کر کے میمنہ خالد بن ولید کے سپرد کیا اور عکرمہ بن ابوجہل کے حوالے میسرہ کیا۔ ابوسفیان کو لشکر کفار کے درمیان میں رکھا اور صفوان بن امیہ کو اور ایک اور روایت کے مطابق عمرو بن العاص کو پہاڑ کے شگاف کے پاس کھڑا کیا جبکہ عبداللہ بن ابی ربیعہ کو تیر اندازوں کا سردار بنایا اور جھنڈے کو طلحہ بن ابی طلحہ کے حوالے کیا ان کی عورتیں صفوں کے آگے تھیں جو رجزیہ اشعار پڑھ کر مشرکین کو جنگ پر ابھارتی تھیں۔

لشکر کفار کے علمبردار طلحہ بن ابی طلحہ کا تعلق قبیلہ بنوعبدالدار سے تھا۔ ابوسفیان نے قبیلہ بنوعبدالدار سے مخاطب ہو کر کہا کہ جنگ بدر میں بھی جھنڈا تم لوگوں کے ہاتھ میں تھا اور اس وقت جن مصائب کا سامنا کرنا پڑا وہ تمہارے سامنے ہے، دیکھو! لوگ جھنڈوں کو دیکھ کر ہی ثابت قدمی دکھاتے ہیں اور اگر جھنڈے اپنی جگہ سے ہٹ جاتے ہیں تو پھر لوگوں کے پاؤں اکھڑ جاتے ہیں اور وہ منتشر ہو جاتے ہیں اس لئے ابھی وقت ہے یا تو تم ہمیں اس بات کی گارنٹی دو کہ اس جھنڈے کو جھکنے نہ دو گے یا پھر جھنڈے کو چھوڑ دو تا کہ ہم خود سنبھال لیں۔ بنوعبدالدار نے اپنی ثابت قدمی اور بلند ہمتی کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ یہ کیسے ممکن ہے ہم جھنڈا تمہارے سپرد کر دیں جب جنگ کا میدان لگے گا تو تمہیں خود ہی پتہ چل جائے گا کہ ہم کیا کرتے ہیں۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب دیکھا کہ کفار کا جھنڈا بنوعبدالدار کے پاس ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنوعبدالدار سے تعلق رکھنے والے حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اسلامی پرچم عطا فرما دیا جبکہ میمنہ پر حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور میسرہ پر حضرت منذر بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تقرری فرمائی۔

(سیرت ابن ہشام جلد دوم، مدارج النبوۃ جلد دوم)

ابوعامر فاسق کا میدان میں نکلنا

لشکر کفار میں سے سب سے پہلے جس شخص نے لشکر اسلام پر تیر چلایا وہ ابوعامر فاسق تھا یہ بہت عبادت گذار اور نیک مشہور تھا اس لئے اسے لوگ راہب کہتے تھے یہ قبیلہ اوس سے تعلق رکھتا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نام فاسق رکھا زمانہ جاہلیت میں قبیلہ اوس کا سردار تھا۔ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے مدینہ طیبہ میں آ گئے تو اس شخص کے دل میں حسد کی آگ بھڑک اٹھی اور مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ چلا گیا اس کو اس بات کا بڑا گھمنڈ تھا کہ اس کی قوم اس کی بڑی عزت کرتی ہے اور اس کی بات مانتی ہے اس نے قریش مکہ کو یہ باور کرایا تھا کہ تم لوگ جنگ کی تیاری کرو میری قوم جب مجھے تمہارے ساتھ دیکھے گی تو وہ میرے ساتھ ہو جائے گی چنانچہ اس گمان کی

Marfat.com

بناء پر وہ لشکر قریش میں سے نکل کر میدان میں آیا اسکے ساتھ پچاس مشرکین بھی تھے اس نے پکار کر قبیلہ اوس کو مخاطب کیا اور کہا اے گروہ اوس! میں بنو عامر راہب ہوں۔

قبیلہ اوس کے لوگوں نے اسے جواب دیا، اے فاسق! نہ تجھے سلامتی ہے اور نہ تیری آمد مبارک ہے اللہ تجھے ذلیل کرے تیری مراد پوری نہ ہو۔ یہ جواب سن کر ابو عامر فاسق نے کہا میرے بعد میری قوم بگڑ گئی ہے اس کے ساتھ آئے ہوئے قریش کے لوگوں نے مسلمانوں پر تیر چلانے شروع کر دیے مسلمانوں نے اس پر پتھر پھینکنے شروع کر دیے اس پر وہ اپنے ساتھیوں سمیت بھاگ کھڑا ہوا۔

(مدارج النبوۃ جلد دوم)

کفار کے علمبرداروں کی ہلاکت

اس کے جانے کے بعد لشکر کفار کا علمبردار طلحہ بن ابی طلحہ نکلا اور اس نے پکار کر کہا اے مسلمانو! تم میں سے جس کی موت ہمارے ہاتھوں ہو جاتی ہے وہ جلد جنت میں پہنچ جاتا ہے اور تم سمجھتے ہو کہ ہم میں سے جس کی موت تمہارے ہاتھوں سے ہو جاتی وہ جلد جہنم میں پہنچ جاتا تو پھر آؤ کوئی ہے تم میں ایسا کہ جس کو میں جلدی سے جنت میں پہنچا دوں یا وہ مجھے جلدی جہنم میں پہنچا دے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تیزی کے ساتھ اس کی طرف بڑھے اور اس کے سر پر تلوار کا ایک ایسا ہاتھ مارا کہ وہ زمین پر گر پڑا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ واپس صف میں آ گئے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے پوچھا کہ آپ نے طلحہ کا کام تمام کیوں نہیں کیا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا کہ جب وہ گرا تو اس کی شرم گاہ کھل گئی اس نے مجھے قسم دی کہ میں اسے چھوڑ دوں مجھے شرم آئی کہ میں اس کے دوبارہ درپے ہوں اور پھر مجھے یقین ہو گیا تھا کہ اللہ تعالیٰ جلد ہی اسے ہلاک کر دے گا۔ بعض روایات میں آتا ہے کہ اسے حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قتل کیا۔

اس کے بعد عام جنگ شروع ہو گئی کفار کا پرچم اب طلحہ کے بھائی عثمان بن ابی طلحہ نے اٹھا رکھا تھا حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس پر حملہ آور ہوئے اور اس کے دونوں کندھوں کے درمیان تلوار کا ایک ایسا ہاتھ مارا کہ اس کا بازو کٹ کر گر گیا حضرت حمزہ پلٹے اور نعرہ لگایا۔

اَنَا ابْنُ سَاقِی الْحَجِیْجِ

میں حاجیوں کو پانی پلانے والے (عبد المطلب) کا فرزند ہوں۔

اس کے بعد قریش کا جھنڈا ابو سعید بن ابی طلحہ نے اٹھا لیا۔ اس کو حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جہنم واصل کیا اس کے بعد کفار کا جھنڈا مشافع بن طلحہ بن ابی طلحہ نے اٹھا لیا اس کو حضرت عاصم بن ثابت بن ابی افلح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تیر مار کر ہلاک کر دیا اس کے قتل کے بعد کفار کا جھنڈا اس کے بھائی حارث بن طلحہ بن ابی طلحہ نے اٹھایا اسے بھی حضرت عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جہنم واصل کیا اس کے بعد کفار کا جھنڈا کلاب بن ابی طلحہ

Marfat.com

نے اٹھایا۔اسے حضرت طلحہ بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہلاک کیا اس کے بعد ارطاس بن شرجیل نے مشرکین کا جھنڈا اٹھایا اسے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جہنم میں پہنچا دیا بعض کا کہنا ہے کہ اسے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قتل کیا۔

(مدارج النبوۃ جلد دوم)

کون اس تلوار کا حق ادا کرے گا

غزوۂ احد کے دوران رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک تلوار اپنے دست مبارک میں لے کر فرمایا کہ اس تلوار کو کون لے گا؟ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بڑے اشتیاق سے دیکھا کہ جیسے ہر کوئی یہ تلوار لینا چاہتا ہو لیکن جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ کون اس تلوار کا حق ادا کرے گا تو حضرت ابو دجانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں اس تلوار کا حق ادا کروں گا۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو تلوار عنایت فرما دی۔

اس حوالے سے حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے بھی یہ تلوار لینے کی خواہش کی مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے اعراض فرمایا مگر جب حضرت ابو دجانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ میں اس کو اس کے حق کے ساتھ لینا چاہتا ہوں آپ فرمائیں اس کا حق کیا ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

”اس تلوار سے کسی مسلمان کو نہ مارنا اور اسے لے کر کسی کافر سے نہ بھاگنا“

کہا جاتا ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو دجانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تلوار عطا فرمائی تو انہوں نے اپنے معمول کے مطابق اپنے سر پر سرخ رومال باندھا اور اکڑتے ہوئے میدان جنگ کی طرف چلے یہ دیکھ کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

”اگرچہ یہ (متکبرانہ) چال اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں مگر ایسے موقع پر کوئی حرج نہیں۔“

حضرت ابو دجانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب سرخ رومال اپنے سر پر باندھا تو انصار نے کہا ابو دجانہ نے موت کی پٹی باندھ لی ہے۔ اس سے پہلے بھی جب وہ سر پر سرخ پٹی باندھا کرتے تھے تو انصار یہ بات کہا کرتے تھے۔ حضرت ابو دجانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رجز پڑھتے ہوئے آگے بڑھے۔

انا الذی عاهدنی خلیلی
ونحن بالسفح لدی النخیل
ان لا اقوم الدهر فی الکیول
اضرب بسیف الله والرسول

میں وہ ہوں کہ جس سے میرے خلیل نے عہد لیا ہے اس حال میں کہ ہم لوگ پہاڑ کے دامن میں نخلستان کے

Marfat.com

پاس ہیں۔

یہ کہ میں ساری زندگی آخری صف میں کھڑا نہیں ہوں گا اللہ اور اس کے رسول کی تلوار سے وار کرتا ہی رہوں گا۔

یہ رجز پڑھتے ہوئے حضرت ابودجانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ لشکر کفار پر ٹوٹ پڑے۔ حضرت کعب بن مالک انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں نے غزوہ احد کے روز دیکھا کہ کفار کا ایک زبردست جنگجو جو کہ سر سے پاؤں تک زرہ میں لیس تھا۔ مسلمانوں پر تابڑ توڑ حملے کر رہا ہے اور اپنے ساتھیوں کو کہہ رہا ہے کہ ان مسلمانوں کو گھیر کر بکریوں کے ریوڑ کی طرح ایک جگہ جمع کرو اسی اثناء میں اسلامی لشکر سے ایک زرہ پوش تیر کی طرح اس کی طرف بڑھا اور اس پر ایسی کاری ضرب لگائی کہ تلوار اس کے کندھے کو چیرتی ہوئی اس کو دو ٹکڑے کو گئی اور وہ زمین پر ڈھیر ہو گیا۔

میں اس وقت اس مجاہد کے پیچھے ہی تھا مشرک کو ہلاک کرنے کے بعد اس نے اپنے چہرے سے آہنی خود اٹھایا اور مجھ سے کہا، کعب! تم دیکھ رہے ہو میں ہوں ابودجانہ۔

حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت ابودجانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ لڑائی کرتے کرتے مشرکین کی ان عورتوں تک جا پہنچے جو ہند بنت عتبہ کی قیادت میں یہ اشعار پڑھ کر اپنے مردوں کو جنگ پر ابھار رہی تھیں۔

نحن بنات طارق
نمشی علی النمارق
والمسک فی المفارق
ان تقبلو العانق
او تدبر و انفارق
فراق غیر وامق

''ہم ستاروں کی بیٹیاں ہیں، ہم قالینوں پر چلنے والیاں ہیں۔ ہمارے سر کی مانگیں مشک آلود ہیں اگر تم دشمن سے مقابلہ کرو گے تو ہم تم سے معانقہ کریں گی اور اگر تم نے دشمن کو پیٹھ دکھا دی تو ہم تمہیں اس طرح چھوڑ دیں گی جیسے اجنبی کو۔''

حضرت ابودجانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آگے بڑھ کر ہند کی گردن پر تلوار رکھ دی جس پر ہند نے چیخ و پکار شروع کر دی اور اپنے مددگاروں کو بلانا شروع کیا لیکن کسی نے بھی اس کی پکار کا کوئی جواب نہ دیا اس پر حضرت ابودجانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس پر سے تلوار اٹھالی اور واپس آگئے۔

حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ بعد میں جب میری ملاقات حضرت ابودجانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوئی تو میں نے ان سے پوچھا کہ تم نے اس عورت کو کیوں قتل نہیں کیا؟ انہوں نے کہا کہ مجھے اس بات

Marfat.com

سے شرم آئی کہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار سے ایک عورت کو قتل کروں اور عورت بھی وہ کہ جس کی پکار پر کوئی اس کی مدد کیلئے بھی نہ آیا۔

بعض روایات میں آتا ہے کہ حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میری بجائے اپنی تلوار ابودجانہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو عطا فرمائی تو میرے دل میں آیا کہ میں قریشی ہوں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی (صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کا بیٹا ہوں اور پھر تلوار لینے کیلئے سب سے پہلے میں کھڑا ہوا تھا لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے نظر انداز کر دیا۔ اللہ کی قسم! اب میں دیکھوں گا کہ ابودجانہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اس تلوار سے کیا کریں گے۔ پھر جب میں نے ابودجانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جنگ کرتے ہوئے دیکھا تو بے اختیار میرے منہ سے یہ نکلا کہ بے شک اللہ اور اس کا رسول ہر بات کو بہتر جانتے ہیں۔

(مسلم شریف، مسند احمد بن حنبلؒ، مستدرک حاکم، البدایہ والنہایہ، اسد الغابہ)

حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید کر دیے گئے

حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ غزوہ احد میں بڑی بہادری اور دلیری کے ساتھ لڑائی میں مصروف تھے۔ ایک حبشی جس کا نام وحشی تھا وہ حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تاک میں رہا کہ کسی طرح ان کو شہید کر ڈالے بالآخر وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہوا اور اس نے حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کر دیا۔ اس ضمن میں جناب وحشی (جو بعد میں مسلمان ہو گئے) بیان کرتے ہیں کہ میں جبیر بن مطعم کا غلام تھا جبیر کا چچا طعیمہ بن عدی جنگ بدر میں مسلمانوں کے ہاتھوں مارا گیا پھر جب قریش جنگ احد کی تیاری کر رہے تھے تو جبیر نے مجھ سے کہا کہ اگر تم میرے چچا کے بدلے میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے چچا حمزہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو قتل کر دو گے تو میں تمہیں آزاد کر دوں گا۔ چنانچہ میں قریش کے ساتھ جنگ میں شریک ہونے کیلئے نکلا۔ میں حبشی تھا اور حبشیوں کے طریقہ پر حربہ پھینک کر مخالف کو قتل کرنے کا ایسا ماہر تھا کہ میرا پھینکا ہوا حربہ بہت کم خطا کرتا تھا۔

جب فریقین میں زبردست جنگ شروع ہو گئی تو میں نے اس وقت حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خوب اچھی طرح تاک لیا وہ غبار میں اٹے ہوئے بھورے اونٹ کی مانند دکھائی دے رہے تھے اور اپنی تلوار کے جوہر دکھا رہے تھے کوئی ان کی تلوار کے سامنے نہیں ٹھہر سکتا تھا میں نے ان پر حملہ کرنے کی تیاری کی اور تیزی سے ان کے قریب پہنچنے کیلئے کسی درخت یا پتھر کے پیچھے چھپتا ہوا ان کو اپنی زد میں لینے کی کوشش کرنے لگا اسی دوران سباع بن عبدالعزی میرے سامنے سے نکل کر حضرت حمزہؓ کی طرف بڑھا اسے دیکھ کر حضرت حمزہؓ نے پکار کر کہا اے سباع! اے عورتوں کے ختنہ کرنے والی ام نمار کے بیٹے! کیا تو اللہ اور رسول کے ساتھ جنگ کرتا ہے؟ یہ کہہ کر حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس پر تلوار کا وار کیا اسی دوران میں نے اپنا حربہ سیدھا کر کے پھینکا جو حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ناف کے اوپر والے حصہ میں لگا اور پیٹ میں گھس گیا اور ان کی دونوں ٹانگوں کے درمیان سے نکل گیا۔ حمزہ رضی اللہ تعالیٰ

Marfat.com

عنہ نے اسی حالت میں میری طرف بڑھنے کی کوشش کی مگر وہ بے بس ہو چکے تھے اور وہیں گر کر جاں بحق ہو گئے۔

(بخاری شریف جلد دوم، سیرت ابن ہشام جلد دوم)

حضرت حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہو گئے

حضرت حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابو عامر فاسق کے بیٹے تھے اور اسلام کے زبردست شیدائی تھے۔ غزوہ احد میں مسلمانوں کی طرف سے بڑی بے جگری اور دلیری سے لڑے اور لڑتے لڑتے ابوسفیان تک جا پہنچے دونوں میں لڑائی شروع ہو گئی ابوسفیان ان کی تلوار سے قتل ہونے ہی والے تھے کہ اچانک شداد بن الاسود ابوسفیان کی مدد کو آ پہنچا اور اس نے بڑھ کر حضرت حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر تلوار کا وار کیا جس سے وہ شہید ہو گئے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شہید ہونے کے بعد فرمایا کہ فرشتے ان کو غسل دے رہے ہیں۔ جب بعد میں ان کی بیوی سے پوچھا گیا کہ حضرت حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کس حالت میں تھے تو ان کی بیوی نے بتایا کہ غزوہ احد کی شب (جبکہ ان کی نئی نئی شادی ہوئی تھی) ان کو غسل جنابت کی حاجت تھی صبح اٹھ کر انہوں نے غسل کرنا چاہا تو جنگ کیلئے اعلان دعوت کی آواز سن کر اسی طرح باہر نکلے اور اسی حالت میں جنگ میں شریک ہو گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیوی کا یہ جواب سن کر فرمایا۔ اسی لئے تو فرشتوں نے ان کو غسل دیا۔ حضرت حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غسیل الملائکہ بھی کہا جاتا ہے۔

(سیرت ابن ہشام جلد دوم)

اسلامی لشکر میں افراتفری پھیل گئی

جنگ بڑے زور و شور سے جاری تھی مسلمان دشمنوں پر یکدم ٹوٹ پڑے اور مشرکین کے قدم اکھڑ گئے مشرکین میدان جنگ چھوڑ کر بھاگ نکلے کفار کی عورتیں اب رجز گانے کی بجائے نوحہ کرنے میں مصروف تھیں اور بھاگ رہی تھیں مسلمان مجاہدین کفار کا تعاقب کرنے کی بجائے مال غنیمت اکٹھا کرنے میں مصروف ہو گئے۔ خالد بن ولید جو کہ اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے مشرکین کی ایک ٹولی کے ساتھ پہاڑ کے ایک شگاف سے حملہ آور ہوئے مگر حضرت عبداللہ بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے تیر انداز ساتھیوں نے اس حملہ کو ناکام بنا دیا۔ خالد بن ولید نے مسلمانوں پر کئی حملے کئے لیکن کامیاب نہ ہو سکے اور مایوس بھی نہ ہوئے گھات لگا کر چھپے رہے آخر کار مسلمان کفار کے لشکر پر غالب آ گئے اور مال غنیمت اکٹھا کرنے میں مصروف ہو گئے۔ حضرت عبداللہ بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھیوں نے جب دیکھا کہ کفار راہ فرار اختیار کر گئے ہیں اور مسلمان مال غنیمت جمع کر رہے ہیں تو یہ بھی اپنے فرض سے غافل ہو گئے اور اپنی ڈیوٹی کو چھوڑ کر مال غنیمت کو اکٹھا کرنے کیلئے چل پڑے۔

حضرت عبداللہ بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو سمجھایا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تاکید یاد دلائی مگر کوئی فائدہ نہ ہوا۔ حضرت عبداللہ بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تاکید فرمائی تھی کہ کسی

Marfat.com

بھی صورت میں اس جگہ کو نہ چھوڑیں میں اسی جگہ پر ٹھہروں گا۔ دس صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم یا اس سے بھی کم نے ان کی بات کو مانا اور ان کے ساتھ ٹھہرے باقی چلے گئے۔

خالد بن ولید جو کہ مسلمانوں کی اسی غفلت کے منتظر تھے عکرمہ بن ابو جہل اور مشرکین کی ایک جماعت کے ساتھ حضرت عبداللہ بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے ساتھیوں پر حملہ آور ہوئے اور ان کو ساتھیوں سمیت شہید کر کے پہاڑ کے شگاف سے نکل کر مسلمانوں پر حملہ کر دیا جس سے کافی مسلمان شہید وزخمی ہو گئے اسلامی لشکر میں افراتفری پھیل گئی۔ مسلمان پریشانی اور بے خیالی میں ایک دوسرے پر بھی چڑھ دوڑے اور اپنے ساتھیوں کی شناخت نہ کر سکے چنانچہ اس افراتفری میں حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مسلمانوں ہی سے دو زخم لگے جبکہ مسلمانوں ہی کی تلوار سے حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد محترم حضرت یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہو گئے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بہت آوازیں دیں کہ یہ میرے والد ہیں مگر دیکھتے ہی دیکھتے شہید کر دیئے گئے۔

(معارج النبوۃ جلد سوم)

چند صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ثابت قدمی

مسلمانوں میں عجب افراتفری پھیلی ہوئی تھی سوائے چند صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے کوئی بھی ثابت قدم نہ رہا تھا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی جگہ پر ہمت، دلیری اور ثابت قدمی سے کھڑے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے صرف چودہ اصحاب رضی اللہ عنہم رہ گئے تھے جن میں سات مہاجرین اور سات انصار میں سے تھے مہاجرین میں سے حضرت ابوبکر صدیق، حضرت علی، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، حضرت ابو عبیدہ بن الجراح، حضرت زبیر بن العوام، حضرت سعد بن ابی وقاص اور حضرت طلحہ بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم تھے۔ انصار میں سے حضرت ابو دجانہ، حضرت سعد بن معاذ، حضرت اسید بن حضیر، حضرت خباب بن المنذر، حضرت سہل بن حنیف، حضرت عاصم بن ثابت اور حضرت حارث بن صمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم تھے بعض کا کہنا ہے کہ حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بجائے حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ تھے۔

مسلمانوں کو منتشر دیکھ کر بھاگنے والے مشرکین واپس پلٹ آئے اور انہوں نے اس طرف حملہ کر دیا جس طرف رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے جانثاروں کے درمیان موجود تھے۔ حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بڑی بہادری سے کفار کا مقابلہ کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، طلحہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ان لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے اپنا حق پورا پورا ادا کیا۔ مروی ہے کہ حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ہاتھ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ڈھال بنا رکھا تھا۔ ایک مشرک کا تیر لگنے سے حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی چھوٹی انگلی شدید زخمی ہو گئی۔

کفار کے حملے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی زخمی ہو گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی مبارک سے خون

Marfat.com

نکلنے لگا۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی چادر اطہر سے اسے صاف فرماتے جاتے اور ارشاد فرماتے وہ قوم کیسے نجات پائے گی جو اپنے نبی کے ساتھ ایسا سلوک کرتی ہے۔ حالانکہ وہ ان کو حق کی دعوت دیتے ہیں۔ پھر فرمایا، اے اللہ! میری قوم کو معاف فرمادے کیونکہ وہ مجھے نہیں جانتی اور میری حقیقت کو نہیں پہچانتی۔ اسی دوران عتبہ بن ابی وقاص نے ایک پتھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف پھینکا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نچلے لب مبارک پر لگا اور خون نکلنے لگا۔ عبداللہ بن شہاب نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کہنی مبارک زخمی کر دی۔ اسی اثناء میں ابن قمیہ لعین جو کہ بالکل قریب پہنچ چکا تھا اس نے تلوار کا وار کیا جو خود پر لگا اس کی ضرب اور اپنے جسم اطہر کے ہتھیاروں کے بوجھ سے جو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو زرہ پہن رکھی تھیں ایک قریبی گڑھے میں گر پڑے اور لوگوں کی نظروں سے اوجھل ہو گئے۔

(زرقانی علی المواہب جلد دوم)

حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کر دیا گیا

ابن قمیہ لعین جو کفار کی طرف سے بڑھ بڑھ کر حملہ کر رہا تھا اس کی نظر اسلامی لشکر کے علمبردار حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر پڑی تو وہ ان کی طرف بڑھا حضرت عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی کفار سے جنگ میں مصروف تھے۔ ابن قمیہ نے ان پر تلوار کا وار کیا اور دایاں بازو کاٹ دیا۔ حضرت مصعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فوری طور پر جھنڈا بائیں ہاتھ میں تھام لیا۔ اس لعین نے دوسرا بازو بھی کاٹ دیا حضرت مصعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دونوں بازوؤں کو سینے کے ساتھ لگا کر جھنڈے کو سنبھال لیا اور باآواز بلند یہ آیت مبارکہ پڑھتے جاتے تھے۔

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ج قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ

ابن قمیہ نے ایک اور وار کیا جس سے حضرت مصعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ زمین پر گرے اور شہید ہو گئے ان کے گرتے ہی اس بدبخت لعین نے بلند آواز سے پکار کر کہا کہ میں نے (معاذ اللہ) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو قتل کر دیا ہے۔ حضرت مصعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ چونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ تھے اس لئے ان کو شہید دیکھ کر کفار نے بھی شور مچا دیا۔ شیطان لعین نے بھی معاونت کی اور میدان میں آواز لگائی کہ بے شک محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) شہید ہو گئے۔ ابوسفیان کو اس بات کا یقین آ گیا چنانچہ ابوسفیان نے باآواز بلند کہا، اے گروہ قریش! تم میں سے کس شخص نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو قتل کیا ہے۔ ابن قمیہ لعین نے کہا کہ میں نے ان کو قتل کیا ہے۔ ابوسفیان نے خوش ہو کر کہا جس طرح عجم والے اپنے بہادروں کو کنگن پہناتے ہیں ہم بھی تمہیں کنگن پہنائیں گے۔

اس کے بعد ابوسفیان میدان میں آیا اور ابن قمیہ کی بات کی تحقیق خود کرنے لگا وہ مسلمانوں کے تمام شہداء کے اجساد مبارکہ کے قریب گیا ایک ایک کو دیکھا مگر اسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کہیں دکھائی نہ دیے اس پر وہ سمجھ گیا کہ ابن قمیہ کی بات جھوٹی ہے۔

(مدارج النبوۃ جلد دوم)

Marfat.com

اب ہم زندہ رہ کر کیا کریں گے

جب صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے کانوں میں یہ خبر پڑی کہ (معاذ اللہ) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہو گئے ہیں تو حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چچا حضرت انس بن النضیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو کہ غزوۂ بدر میں کسی وجہ سے حاضر نہیں ہو سکے تھے غزوۂ احد کے دن اس غیر حاضری کا مداوا کرنا چاہتے تھے۔ انہوں نے راستے میں مہاجرین وانصار کی ایک جماعت کو دیکھا جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے شہید ہونے کی افواہ سن کر مایوس بیٹھے تھے ان سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں پوچھا انہوں نے جواب دیا کہ ہم نے سنا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہو گئے ہیں۔ یہ سن کر حضرت انس بن النضیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا تو پھر تم کیوں زندہ ہو اب ہم زندہ رہ کر کیا کریں گے۔ تلوار کھینچتے ہوئے لشکر کفار کے پیچھے بھاگے۔

راستے میں حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ملے تو ان سے کہا، اے سعد! میں جنت چاہتا ہوں اور پروردگار کی قسم! مجھے احد کی طرف سے بہشت کی خوشبو آتی ہے اس کے بعد دشمن پر ٹوٹ پڑے اور لڑتے لڑتے شہید ہو گئے ان کے جسم اور چہرہ مبارک پر اسی سے کچھ اوپر تلوار، تیر اور نیزہ کے زخم آئے۔ چنانچہ شہیدوں کے مبارک جسموں کے درمیان وہ پہچانے نہیں جاتے تھے ان کی بہن نے ان کو اس تل کی وجہ سے شناخت کیا جو ان کی انگلی پر تھا۔

راوی کا کہنا ہے کہ یہ آیت مبارکہ جو ذیل میں درج ہے اس کے متعلق ہمارا گمان تھا کہ یہ حضرت انس بن النضیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان جیسے دیگر افراد کے حق میں نازل ہوئی ہے۔

مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ ۖ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا (احزاب رکوع 3)

"مسلمانوں میں سے وہ مرد ہیں کہ سچ کر دکھایا انہوں نے اس چیز کو کہ عہد باندھا تھا۔ اللہ تعالیٰ سے اس پر۔ پس بعض ان میں سے وہ ہیں کہ پورا کر چکا کام اپنا اور ان میں سے بعض وہ ہیں کہ انتظار کرتا ہے اور انہیں بدل ڈالا انہوں نے کچھ بدل ڈالنا۔"

(بخاری شریف جلد دوم، مسلم شریف جلد دوم، سیرت ابن ہشام جلد دوم)

کون میرے لئے اپنی جان قربان کرے گا

جنگ کے دوران جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کفار نے اپنے گھیرے میں لے لیا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کون ہے جو میرے لئے اپنی جان قربان کرے گا۔ یہ سن کر حضرت زیاد بن سکن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پانچ انصاریوں کے ساتھ کفار پر چڑھائی کی یہ جانثار حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت ومدافعت میں یکے بعد دیگرے مقابلہ کرتے ہوئے شہید ہو گئے اور پھر کفار نے وہاں سے پسپائی اختیار کی۔ حضرت زیاد بن سکن رضی اللہ تعالیٰ عنہ شدید زخمی حالت میں زمین پر پڑے تھے ابھی تھوڑی سی جان جسم میں باقی تھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

Marfat.com

اسے مجھ سے قریب کرو۔ حضرت زیاد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کھسکتے ہوئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک قدموں پر اپنا رخسار رکھ دیا اور اسی حالت میں جاں بحق ہو گئے عشق رسول اور جانثاری کی ایک عظیم مثال قائم کر گئے۔

(سیرت ابن ہشام، جانثاران رسول صلی اللہ علیہ وسلم)

اللہ کی قسم! میں جنت کا مشتاق ہوں

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی حضرت عمرو بن جموع رضی اللہ تعالیٰ عنہ لنگڑے تھے ان کے چار بیٹے تھے جو بڑے دلیر اور بہادر تھے غزوۂ احد میں شرکت کے موقع پر جب بیٹے جنگ کے لئے جانے لگے تو حضرت عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی ساتھ جانا چاہا مگر بیٹوں نے ان کی معذوری کی وجہ سے ان کو روکنا چاہا اور کہا کہ آپ معذور ہیں اور آپ کا جنگ میں شریک ہونا ضروری نہیں ہے۔ بیٹوں کی یہ بات سن کر حضرت عمرو بن جموع رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں پہنچے اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے بیٹے میرے لنگڑے پن کی وجہ سے مجھے جنگ میں شرکت سے روکتے ہیں اللہ کی قسم! میری خواہش ہے کہ میں جنت میں لنگڑاتا ہوا پھروں مجھے جنگ میں حصہ لینے کی اجازت مرحمت فرمایئے۔

ان کا جذبہ اور شوق دیکھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی متاثر ہوئے مگر ان سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں معذور رکھا ہے اس لئے جہاد تم پر فرض نہیں ہے پھر ان کے بیٹوں سے فرمایا تمہارے لئے بھی لازمی نہیں ہے کہ اپنے والد کو منع ہی کرو ممکن ہے اللہ تعالیٰ انہیں شہادت کی توفیق عطا فرمائے۔ اسی طرح ان کو جنگ کی اجازت مل گئی۔

حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے عمرو بن جموع (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو دیکھا کہ وہ خوشی خوشی میدان جنگ کی طرف یہ کہتے ہوئے جا رہے تھے کہ اللہ کی قسم! میں جنت کا مشتاق ہوں ان کے بیٹے بھی ان کے پیچھے پیچھے تھے ان کا ایک بیٹا ان کو سہارا دیئے ہوئے لے کر چلتا تھا دونوں باپ بیٹا لڑتے لڑتے شہید ہو گئے۔ جنگ کے اختتام پر حضرت عمرو بن جموع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیوی حضرت ہندہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا میدان جنگ میں آئیں اور ایک اونٹ پر اپنے خاوند عمرو، اپنے بھائی عبداللہ اور بیٹے خلد و رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی لاشیں رکھ کر مدینہ منورہ کی طرف لے کر جانے لگیں تاکہ انہیں دفن کیا جا سکے۔

اچانک اونٹ زمین پر بیٹھ گیا حضرت ہندہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے زبردستی اونٹ کو اٹھایا تو وہ مدینہ منورہ کی طرف چند قدم بھی نہ چلا جب اس کا رخ احد کی طرف کیا گیا تو وہ چلنا شروع ہو گیا۔ حضرت ہندہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر صورتحال عرض کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اونٹ مامور ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ عمرو (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے گھر سے نکلتے وقت کوئی بات کی تھی؟ عرض کیا کہ گھر سے نکلتے وقت یہ دعا مانگی کہ یا اللہ! مجھے میدان جنگ سے اہل و عیال کی طرف آنا نصیب نہ کرنا۔

Marfat.com

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسی لئے اونٹ مدینہ منورہ کی طرف نہیں جا رہا۔

(سیرت ابن ہشام جلد دوم، مدارج النبوۃ جلد دوم)

اے اللہ! اس کی آنکھ کو اچھا اور بینائی کو تیز کر دے

حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں کسی نے ہدیہ کے طور پر ایک کمان پیش کی۔ احد کے روز حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کمان مجھے مرحمت فرمائی میں نے اس کمان سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھڑا ہو کر اس قدر تیر چلائے کہ اس کا ایک کنارہ ٹوٹ گیا۔ (اور وہ ناکارہ ہو گئی) تاہم میں اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اسی جگہ کھڑا رہا جب مشرکین کا کوئی تیر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور کی طرف آتا تو میں اپنا آپ سامنے کر دیتا ان میں سے ایک تیر میری آنکھ میں لگا اور ڈھیلا میری آنکھ کے حلقے سے باہر نکل کر میری ہتھیلی پر آ پڑا میں اسے ہتھیلی پر رکھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف متوجہ ہوا تو میری حالت دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اشکبار ہو گئے اور فرمایا اے اللہ! قتادہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے تیرے نبی کا دفاع اپنے چہرے سے کیا تو اس کی آنکھ کو اچھا اور اس کی بینائی کو تیز کر دے چنانچہ یہ آنکھ نہایت اچھی اور تیز ہو گئی۔

(طبرانی)

رب کعبہ کی قسم! محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے مجھے قتل کر دیا ہے

غزوۂ بدر کے معرکے میں مشرکین کے بہت سے قیدی مسلمانوں کے ہاتھ آئے۔ ان میں ایک ابی بن خلف بھی تھا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فدیہ لے کر چھوڑ دیا۔ فدیہ ادا کر کے جب وہ جانے لگا تو اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ میں نے ایک گھوڑا پال رکھا ہے جس کو روزانہ چار سیر دانہ کھلاتا ہوں اسی پر سوار ہو کر ایک دن آپ کو قتل کروں گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان شاء اللہ ایک دن میرے ہاتھوں سے تمہارا قصہ پاک ہوگا چنانچہ جب احد کا معرکہ ہوا تو میدان جنگ میں ابی بن خلف اسی گھوڑے پر سوار ہو کر آیا اس نے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو نام لے کر للکارنے لگا اور کہا اگر آج محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) زندہ رہ گئے تو میری خیر نہیں۔ اس کے ساتھ ہی وہ حملہ آور ہونے کیلئے آگے بڑھا بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اس کے مقابلے کیلئے دوڑے مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کو ہٹنے کا حکم فرمایا۔

اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حارث بن صمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نیزہ لے کر ہوا میں لہرایا اور ابی بن خلف کے مقابلے پر آئے نیزے نے اس کی گردن کو چھید دیا جس کے باعث وہ لڑکھڑا کر گھوڑے سے گر پڑا۔ ابی بن خلف واپس لشکر کفار کی طرف دوڑا اور وہاں پہنچ کر کہنے لگا کہ رب کعبہ کی قسم! محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے مجھے قتل کر دیا ہے۔ کفار اسے تسلی دیتے ہوئے کہتے تھے کہ تمہارا زخم تو بالکل معمولی ہے اور صرف خراش ہی آئی ہے۔ ابی بن

Marfat.com

خلف کہنے لگا جتنی تکلیف مجھے اس وقت ہو رہی ہے اگر یہ سب کے ساتھ ہو تو یقیناً سارے مر جائیں کیا تم جانتے نہیں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے مجھے کہا تھا کہ میں تجھے قتل کروں گا۔ رب کعبہ کی قسم! اگر وہ کسی پر تھوک بھی دیں تو اس کے ہلاک ہونے کیلئے یہی کافی ہے۔ چنانچہ مکہ مکرمہ کی طرف لوٹتے وقت وہ مکہ مکرمہ سے دس کلومیٹر کے فاصلے پر مقام سرف پر جہنم رسید ہو گیا۔

(زرقانی علی المواہب جلد دوم)

لکڑی تیر بن گئی

حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے آپ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ڈھال بنا رکھا تھا تاکہ دشمن کی طرف سے آنے والا وار آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ لگے فن تیر اندازی میں مکمل مہارت رکھتے تھے انہوں نے اپنے تیروں کو ترکش سے باہر نکالا تو کل پچاس تیر تھے ان کی عادت تھی کہ جب دشمن کی طرف تیر پھینکتے تو بہت زوردار نعرہ بھی بلند کرتے اور کہتے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرا جسم و جان آپ پر قربان ہو۔ وہ جب اپنا تیر دشمنوں کی طرف پھینکتے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اٹھ کر ملاحظہ فرماتے تھے کہ ان کا تیر کہاں پر گرتا ہے۔ حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عرض کرتے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ گردن نہ اٹھائیں کہیں دشمنوں کا کوئی تیر آپ کو نہ لگ جائے میرا سینہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے ڈھال بنا ہوا ہے۔

پھر جب حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تیر ختم ہو گئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم زمین سے تر و تازہ لکڑی اٹھاتے اور حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پکڑاتے جاتے جب لکڑی کمان میں آتی تو بہت عمدہ تیر بن جاتی اور وہ اسے دشمنوں کی طرف پھینکتے جاتے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، طلحہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) چالیس مردوں سے میدان جنگ میں اچھا ہے۔

(زرقانی علی المواہب جلد دوم)

حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی لاش کی بے حرمتی

جو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم غزوۂ احد میں شہادت کے مرتبے پر فائز ہوئے کفار کی خواتین ان کا مثلہ کرتی تھیں ہند بنت عتبہ ان خواتین کو ساتھ لے کر میدان جنگ میں پھرتی تھی وہ عورتیں ان کے ناک، کان کاٹ کر ان کے ہار وغیرہ بناتی تھیں اور اپنے گلے میں ڈالتی تھیں ہند بنت عتبہ جب حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی لاش مبارک کے پاس آئی تو اس نے اس کی لاش کی بھی بے حرمتی کی اس نے اپنے ہار اور کانٹے وغیرہ اتار کر وحشی غلام کو دے دیے اور خود مقتولین کے اعضاء سے تیار کیے ہوئے ہار پہن لئے۔ اس نے حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جگر چیر پھاڑ کر چبانا چاہا نگلنے کی کوشش کی لیکن ایسا نہ کر سکی تو اگل دیا۔ چونکہ جنگ بدر میں اس کا باپ عتبہ حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھوں مارا گیا تھا۔ اس لئے حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جگر کو چبانے کی ناکام کوشش کرنے

Marfat.com

کے بعد وہ ایک اونچی چٹان پر چڑھی اور یہ اشعار پڑھے۔

نحن جزینا کم لیوم بدر
والحرب بعد الحرب ذات سعر
ما کان عن عتبة لی من صبر
ولا اخی و عمه و بکری

''ہم نے جنگ بدر کا بدلہ (آج) اتار دیا ہے پہلی لڑائی کے بعد دوسری لڑائی ہوتی ہے تو وہ زیادہ جوشیلی اور شعلہ بار ہوتی ہے عتبہ کے غم کی برداشت نہ مجھے تھی نہ میرے بھائی کو نہ عتبہ کے چچا کو اور نہ ہی میری اولاد کو تھی۔''

(سیرت ابن ہشام جلد دوم)

اے مسلمانو! تمہیں خوشخبری ہو

جب جنگ کے دوران بھگدڑ مچی تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک گڑھے میں مقتولین کے درمیان خود کو اس طرح رکھے ہوئے تھے کہ کسی کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں علم نہ ہوا سب سے پہلے جس صحابی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو گڑھے میں دیکھ کر پہچانا وہ حضرت کعب بن مالک انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے جب انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور پر نگاہ ڈالی تو ایک دم خوشی کے جذبات سے لبریز ہو کر نعرہ بلند کیا اے مسلمانو! تمہیں خوشخبری ہو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو خاموش رہنے کا اشارہ فرمایا تا کہ کفار کو علم نہ ہو سکے اس کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم ایک ایک کر کے جمع ہو گئے چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زانوئے مبارک شدید زخمی ہو چکے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اطہر کے دیگر حصوں پر بھی بہت زخم آئے تھے اس کے علاوہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو زرہیں پہنی ہوئی تھیں اس لئے گڑھے سے باہر نکلنا اور کھڑے ہونا دشوار دکھائی دے رہا تھا۔

حضرت طلحہ بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو کہ خود بھی شدید زخمی تھے فوراً اٹھے اور آگے بڑھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک بازوؤں کے نیچے داخل ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اٹھا کر پاؤں پر کھڑے کیا پھر بیٹھ گئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا پاؤں مبارک ان کے دوش مبارک پر رکھا۔ حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ذرا سا اونچا ہوئے اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دست مبارک پکڑ لیا یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم گڑھے سے باہر نکل آئے۔

اس کے بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارادہ فرمایا کہ احد کی گھاٹی کی طرف اپنے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی طرف متوجہ ہوں اور پہاڑ کی بلندی پر تشریف لے جائیں۔ لیکن زخموں کی شدت اور ضعف کی وجہ سے ایسا کرنا دشوار ہو رہا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انتہائی کمزوری اور ضعف کے باعث ظہر کی نماز بیٹھ کر ادا فرمائی اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم پہاڑ کی بلندی پر تشریف لے جانے کیلئے چلے ایک بڑا سا پتھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی راہ میں آیا

Marfat.com

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر چڑھ نہ سکے اس موقع پر بھی حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ باوجود اپنے شدید زخموں کے بیٹھ گئے تاکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنا پائے اطہر ان کے کندھوں پر رکھ کر تشریف لے جائیں اس وقت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا طلحہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے اپنے لئے جنت واجب کرلی۔

(مدارج النبوۃ جلد دوم، معارج النبوۃ جلد سوم)

ہمارے تمہارے درمیان کوئی برابری نہیں

جنگ بند ہونے کے بعد جب ابوسفیان نے میدان احد سے واپس جانے کا ارادہ کیا تو وہ ایک اونچی جگہ پر چڑھا اور پکار کر بولا (اپنے آپ سے مخاطب ہو کر تکبر سے کہا) اے ابوسفیان! تم نے بہت اچھا کام کیا جنگ میں الٹ پلٹ تو ہوتا ہی ہے ایک جنگ دوسری جنگ کا بدلہ ہو جاتی ہے، اے ہبل! تو سر بلند ہو۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ کھڑے ہو کر اس کا جواب دو کہ بلند و بالا بزرگ و برتر اللہ تعالیٰ ہے ہمارے تمہارے درمیان کوئی برابری نہیں ہمارے مرنے والے جنت میں اور تمہارے مرنے والے دوزخ میں جائیں گے۔ابوسفیان نے اس جواب پر پکار کر کہا کہ اے عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! میں تم کو اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ سچ سچ بتاؤ ہم لوگوں نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو قتل کر دیا ہے؟ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا نہیں وہ تو اس وقت بھی تمہاری بات سن رہے ہیں۔

ابوسفیان نے کہا اگر یہ بات ہے تو پھر میرے نزدیک تم ابن قمیہ سے زیادہ سچے اور دیانتدار ہو۔ وہ کہتا تھا کہ میں نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو قتل کر دیا ہے۔ اس کے بعد ابوسفیان نے کہا، اے مسلمانو! ہمارے لوگوں نے تمہارے مرنے والوں میں سے کچھ کا مثلہ کیا ہے لیکن خدا کی قسم! میرا اس سے کوئی تعلق نہیں نہ میں اس پر راضی تھا اور نہ ناراض اور نہ ہی میں نے اس کا حکم دیا تھا اور نہ ہی منع کیا۔

پھر ابوسفیان نے جاتے جاتے یہ کہا آئندہ برس بدر کے میدان میں ہماری تمہاری جنگ ہوگی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے کسی کو حکم دیا کہ وہ اسے جواب دے کہ ہاں ہم اسکے لئے تیار ہیں آئندہ جنگ بدر کے میدان میں ہی ہوگی۔

(سیرت ابن ہشام جلد دوم، زرقانی علی المواہب جلد دوم)

کفار کا تعاقب کرو کہ وہ کدھر جاتے ہیں

اب جنگ بند ہو چکی تھی اور کفار واپس جا رہے تھے بعض صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے دلوں میں یہ گمان ہوا کہ کہیں وہ لوٹ کر مدینہ منورہ پر حملہ نہ کر دیں اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ وہ کفار کا تعاقب کریں اور معلوم کریں کہ وہ کدھر جاتے ہیں اگر مشرکین اپنے گھوڑوں کو جنوب کی طرف لے جا رہے ہیں اور اونٹوں پر سوار ہو گئے ہیں تو سمجھ لینا کہ وہ مکہ مکرمہ واپس جانا چاہتے ہیں اور اگر وہ اپنے گھوڑوں پر سوار ہو

Marfat.com

کراونٹوں کو ہانک رہے ہیں تو پھران کا ارادہ مدینہ طیبہ پر حملے کا ہے۔ مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگران کا ارادہ مدینہ منورہ پر حملے کا ہوا تو میں خود آگے بڑھ کر ان سے جنگ کروں گا۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ دشمنوں کے تعاقب میں گئے اور یہ خبر لے کر واپس لوٹے کہ کفار مکہ مکرمہ کی طرف چلے گئے ہیں۔ یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آج کے بعد کفار قریش ہم پر کبھی کامیاب نہیں ہوں گے اور ان شاء اللہ تعالیٰ مکہ مکرمہ فتح ہوگا۔

(مدارج النبوۃ جلد دوم)

حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تلاش

حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ غزوۂ احد میں بڑی بے جگری سے لڑتے اور زخموں سے نڈھال ہو کر گر پڑے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بہت پیار کرتے تھے جنگ بندی کے بعد جب حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ دکھائی نہ دیئے تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مخاطب ہو کر فرمایا، کوئی ہے جو سعد بن ربیع (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا پتہ کرے۔ حضرت ابی بن کعب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں جاتا ہوں چنانچہ وہ میدان جنگ میں گئے اور لاشوں کے درمیان پھرتے ہوئے حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تلاش کرنے لگے بار بار ان کا نام لے کر پکارتے تھے مگر کوئی جواب نہیں آتا تھا۔ بالآخر انہوں نے یہ کہا، سعد! اگر زندہ ہو تو جواب دو مجھے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہارے پاس بھیجا ہے۔

حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس وقت آخریں سانسیں لے رہے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک سنا تو اپنی ساری توانائی اکٹھی کرتے ہوئے نحیف آواز میں جواب دیا، پھر کہا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں میرا اسلام عرض کرنا اور میرے انصاری بھائیوں سے کہنا کہ اگر آج خدانخواستہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہو گئے اور تم میں سے کوئی ایک بھی زندہ بچا تو اللہ تعالیٰ کو ہرگز منہ نہ دکھا سکو گے اور اس کے سامنے تمہارا کوئی عذر قبول نہیں ہوگا۔ ہم نے لیلۃ العقبہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر فدا ہونے کا حلف اٹھایا تھا۔ یہ کہتے ہوئے ہچکی لی اور جاں بحق ہو گئے۔

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے واپس آکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جب حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گفتگو کے بارے میں بتایا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اللہ تعالیٰ سعد (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو اپنی رحمت کے دامن میں جگہ عطا فرمائے زندگی اور موت دونوں میں اللہ اور اللہ کے رسول کے خیر خواہ رہے۔

(سیرت سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم)

Marfat.com

اے ام عمارہ! تم نے اپنا بدلہ لے لیا

غزوہ احد میں حضرت ام عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جن کا نام نسیبہ بنت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھا۔ اپنے خاوند حضرت عزیہ اور بیٹوں حضرت عمارہ اور حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ شریک تھیں۔ فرماتی ہیں کہ غزوۂ احد میں میرے پاس ایک مشکیزہ تھا جس سے میں مجاہدین کو پانی پلاتی تھی جب کفار نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نرغے میں لیا تو میں نے پانی پلانا بند کیا اور مشرکین کے ساتھ لڑنے میں مشغول ہوگئی لڑائی میں مجھے تیرہ زخم آئے ان میں سے ایک زخم ایسا تھا جس کا میں نے پورا سال علاج کرایا۔ پوچھا گیا کہ یہ زخم کس نے لگایا تھا؟ حضرت ام عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا ابن قمیہ نے مگر میں نے بھی اس پر تلوار کا وار کیا اس نے دوہری زرہ پہن رکھی تھی اس لئے اسے کچھ نہ ہوا مجھے زخمی دیکھتے ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے بیٹے حضرت عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آواز دی کہ اپنی والدہ کی مدد کو پہنچو۔

حضرت ام عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں اور میرے بیٹے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے مشرکین سے لڑنے میں مصروف تھے میں مشرکین کے حملوں کو روکتی تھی ایک کافر نے مجھ پر تلوار کا وار کیا لیکن وہ کارگر نہ ہوا میں نے اس کے گھوڑے کو تلوار سے زخمی کر دیا جس سے وہ گر پڑا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ ملاحظہ فرما رہے تھے میرے بیٹے کو آواز دی کہ جلدی سے اپنی والدہ کے پاس پہنچو۔ عبداللہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) دوڑے ہوئے آئے اور ہم نے مل کر اس کافر کو قتل کر دیا۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اس روز ایک کافر کے وار سے مجھے ایسا زخم لگا کہ خون رکنا ہی نہیں تھا میری والدہ نے فوراً اپنا کپڑا پھاڑ کر زخم کو باندھ دیا اور کہا، بیٹا! اٹھو اور دشمنوں سے لڑو۔

اسی اثناء میں وہ کافر جس نے حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو زخمی کیا تھا دوبارہ پاس سے گزرا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ام عمارہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا)! یہ وہ شخص ہے جس نے تیرے بیٹے کو زخمی کیا ہے۔ حضرت ام عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس کافر کی ٹانگ پر ایسا زبردست وار کیا کہ وہ گر پڑا۔ یہ دیکھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے اور فرمایا، ام عمارہ! تم نے اپنا بدلہ لے لیا۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کر کہ اس نے تجھے دشمن پر فتح عطا کی۔ حضرت ام عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! دعا فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے روز مجھے اور میرے اہل وعیال کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اٹھائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی، اے اللہ! ان سب کو جنت میں میرا رفیق بنا دے۔

حضرت ام عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس کے بعد اکثر کہتی تھیں کہ اس کے بعد دنیا میں مجھے جو بھی مصیبت آئے مجھے اس کا کوئی خوف نہیں ہے۔

(مدارج النبوۃ جلد دوم)

Marfat.com

سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا میدان احد میں

جب جنگ بند ہوگئی تو سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا دیگر مسلمان خواتین کے ساتھ احد کے میدان کی طرف آئیں جب اپنے والد ماجد سیدنا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو زخمی دیکھا تو رونے لگیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے لپٹ گئیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب اطہر پر بھی رقت طاری ہوگئی۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جلدی سے گئے اور پانی لے آئے۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا زخم دھوتی تھیں مگر (ایک زخم سے) خون نہیں رکتا تھا چنانچہ بوریئے کا ایک ٹکڑا جلایا گیا اور اس کا خاکستر زخم پر لگانے سے خون بند ہوگیا۔

(الاستیاب، مواہب لدنیہ)

میں جانتی ہوں یہ سب کچھ اللہ کی راہ میں ہوا ہے

میدان احد میں حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بہن اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی چلی آرہی تھیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تو ان کے بیٹے حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا۔ کہ ان کو واپس بھیج دو تا کہ وہ اپنے بھائی کی لاش کا حال نہ دیکھ سکیں ممکن ہے کہ برداشت نہ کر سکیں۔ حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آگے بڑھ کر پوچھا امی جان! آپ کہاں جارہی ہیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے کہ آپ واپس چلی جائیں کہا، بیٹا! میں نے سنا ہے کہ میرے بھائی حمزہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو شہید کر دیا گیا ہے اور اسکے ناک کان کاٹ دیئے گئے ہیں مجھے اپنے بھائی کے بارے میں سب کچھ معلوم ہو چکا ہے میں جانتی ہوں کہ یہ سب کچھ اللہ کی راہ میں ہوا ہے اللہ نے ہمیں اس پر رضا کی توفیق عطا فرمائی اللہ نے چاہا تو میں ضبط سے کام لوں گی اور صبر کروں گی۔

اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے لاش کے قریب گئیں بھائی کی لاش کو دیکھا تو انا للّٰہ وانا الیہ راجعون پڑھا لیکن خود پر ضبط نہ کر سکیں اور رو پڑیں۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی رونے لگیں اور پھر حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا وہاں سے واپس آ گئیں۔

(سیرت ابن ہشام جلد دوم، طبری)

یہ بتاؤ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کس حال میں ہیں؟

غزوۂ احد کے روز قبیلہ بنو دینار کی ایک عورت کا خاوند اس کا بھائی اور والد مشرکین سے جنگ کرتے ہوئے یکے بعد دیگرے شہید ہوگئے اس عورت کو جب ان تینوں کی شہادت کی خبر سنائی گئی تو اس نے پوچھا یہ بتاؤ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کس حال میں ہیں؟ لوگوں نے کہا وہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیریت ہیں۔ کہا، جب تک میں اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھ لوں گی چین نہیں آئے گا۔ چنانچہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم شہداء کی تدفین سے فارغ ہو کر مدینہ

Marfat.com

طیبہ میں تشریف لائے تو لوگوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اشارہ کر کے اس عورت کو بتایا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لا رہے ہیں۔ اس نے دیکھا تو کہا۔

كُلُّ مُصِيبَةٍ بَعْدَكَ جَلَلٌ

''آپ کے ہوتے ہوئے تمام مصیبتیں ہیچ ہیں''

(سیرت ابن ہشام جلد دوم)

جنگ کا نتیجہ

غزوۂ احد میں ستر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم شہید ہوئے چار مہاجرین میں سے اور چھیاسٹھ انصار میں سے تھے۔ جبکہ تیس افراد کفار کے مارے گئے۔ اس غزوہ میں بڑے جید صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے شہادت کا جام نوش کیا جن میں حضرت حمزہ، حضرت مصعب بن عمیر، حضرت حنظلہ، حضرت عمرو بن جموع، حضرت عبداللہ بن جحش، حضرت شماس بن عثمان، حضرت زکوان بن عبدقیس، حضرت سعد بن ربیع اور حضرت انس بن نضر رضی اللہ تعالیٰ عنہم شامل ہیں۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر سال شہدائے احد کی قبور کی زیارت کیلئے احد کے مقام پر تشریف لے جاتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی یہی طریقہ اختیار فرمایا۔

(سیرت ابن ہشام جلد دوم، مدارج النبوۃ جلد دوم)

غزوہ حمرۃ الاسد

اس غزوہ کا سبب یہ تھا کہ جب کفار غزوہ احد کے بعد واپس مکہ مکرمہ لوٹے تو ان کو اپنے واپس آئے پر سخت پشیمانی ہوئی انہوں نے آپس میں کہا کہ ہم نے اس قدر تکلیف اٹھائی اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بڑے سرکردہ ساتھیوں کو قتل کیا اور ہم اس کام کو مکمل ختم کیے بغیر ہی واپس آگئے۔ چنانچہ انہوں نے آپس میں فیصلہ کیا کہ فوری طور پر مدینہ منورہ جائیں اور مسلمانوں پر بھرپور حملہ کریں۔ اس بات کی پرزور تائید عکرمہ بن ابوجہل نے کی اور کہا کہ ہمیں جلد سے جلد مسلمانوں پر دوبارہ حملہ کر دینا چاہیے تاکہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ان کے ساتھی قوت حاصل نہ کر سکیں۔ صفوان بن امیہ نے اس بات کی مخالفت کرتے ہوئے کہا کہ ہوسکتا ہے یہ فیصلہ درست ہو لیکن یہ بھی ہوسکتا ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ان کے ساتھی اس مصیبت کے باعث جو انہیں پہنچی ہے اب وہ تمہارے ساتھ غضب و انتقام سے مقابلے پر آجائیں اور پھر اوس و خزرج کے وہ لوگ جو احد میں موجود نہ تھے مسلمان ان سب کو جمع کر کے تمہارے مقابلے پر لے آئیں اور اگر انہوں نے زبردست مقابلہ کیا اور وہ غالب آگئے تو معاملہ الٹ بھی ہوسکتا ہے۔

(مدارج النبوۃ جلد دوم)

Marfat.com

کفار کے ساتھ جہاد کیلئے جلدی نکلو

یہ اتوار کا دن تھا اور ابھی کل ہفتہ کے دن ہی مسلمان غزوۂ احد سے فارغ ہوئے تھے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کفار کے ارادے کی خبر ہوئی تو دشمنوں پر رعب و دبدبہ ڈالنے کی غرض سے چاہا کہ ان کو خوفزدہ کریں تا کہ کفار کو معلوم ہو جائے کہ مسلمان ان کے ساتھ جنگ کرنے کی طاقت رکھتے ہیں چنانچہ اس مقصد کیلئے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا کہ وہ منادی کریں کہ اللہ تعالیٰ کے فرمان کے مطابق کفار کے ساتھ جہاد کیلئے جلدی نکلو اور سوائے ان مسلمانوں کے کوئی دوسرا ہمارے ساتھ جہاد کیلئے باہر نہ نکلے وہ مسلمان کہ جو غزوۂ احد میں حاضر تھے۔ غزوۂ احد کے شرکاء نے جب یہ اعلان سنا تو دل و جان سے اس حکم پر عمل کرنے کیلئے نکل پڑے اگرچہ یہ زخمی تھے لیکن ان مسلمانوں نے اپنے زخموں کی بالکل پرواہ نہ کی اور ایمان کے جذبے سے سرشار ہو کر چل پڑے اگرچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی غزوہ احد میں زخمی ہو چکے تھے اس کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجاہدین کے ساتھ دشمن کے مقابلے کیلئے چل پڑے۔

(مدارج النبوۃ جلد دوم)

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے شرکت کی اجازت فرمائیں

اس اعلان کو سننے کے بعد حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو اپنے چھوٹے بہن بھائیوں اور گھر بار کی نگرانی کے عذر کے سبب غزوۂ احد میں شریک نہیں ہو سکے تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے اس غزوۂ میں شرکت کی اجازت مرحمت فرمائیں تا کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوں (غزوۂ احد کے موقع پر) میرے والد نے مجھے میری سات بہنوں کی نگرانی کیلئے پیچھے چھوڑ دیا تھا اور کہا تھا کہ بیٹا! یہ بات نہ میرے لئے مناسب ہے اور نہ تمہارے لئے مناسب ہے کہ ہم ان عورتوں کو ایسی حالت میں چھوڑ دیں کہ جب ان پر کوئی نگرانی کرنے والا نہ ہو اور تم ایسے ہو نہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہو کر جہاد کرنے کی غرض سے میں تمہیں آپ پر ترجیح دوں لہٰذا تم بہنوں کی نگرانی کیلئے یہیں رہ جاؤ۔ اس لئے میں پیچھے رہ گیا تھا۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا عذر قبول فرماتے ہوئے ان کو ساتھ چلنے کی اجازت مرحمت فرما دی ان کے سوا کسی بھی ایسے شخص کو جو غزوۂ احد میں حاضر نہیں تھا اجازت نہ مل سکی اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ ابن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مدینہ منورہ میں نائب مقرر فرمایا اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد اسلامی پرچم کیا پھر مدینہ منورہ سے باہر نکل کر حمرۃ الاسد کے مقام پر پہنچے یہ مقام مدینہ منورہ سے پانچ کلومیٹر کے فاصلہ پر بائیں طرف واقع اور یہاں سے ایک راستہ ذوالحلیفہ کو جاتا ہے ابن اسحاق کا کہنا ہے کہ حمرۃ الاسد مدینہ منورہ سے تقریباً چودہ کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔

(سیرت ابن ہشام جلد دوم، مدارج النبوۃ جلد دوم)

Marfat.com

ہمیں اللہ کافی ہے

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رات کے وقت حمرۃ الاسد کے مقام پر جنگی حکمت عملی سے کام لیتے ہوئے پانچ سو جگہوں پر آگ روشن کرنے کا حکم فرمایا تا کہ دشمن پر اسلامی لشکر کی ہیبت طاری ہو۔ عین اسی دوران معبد بن ابی معبد خزاعی جو کہ اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھتے تھے ان کے قبیلہ بنی خزاعہ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا آپس میں معاہدہ تھا اور بنی خزاعہ کے لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حلیف تھے۔ اتفاق سے اس وقت معبد بن ابی معبد مکہ مکرمہ جا رہے تھے۔ حمرۃ الاسد میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مل کر غزوۂ احد میں شہید ہونے والے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی تعزیت کی اس کے بعد اپنے سفر پر آگے کو روانہ ہو گئے۔

جب وہ ابوسفیان اور مشرکین کے لشکر کے پاس سے گزرنے لگے تو ابوسفیان نے ان سے پوچھا کہ تمہارے پاس محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بارے میں کیا خبر ہے؟ معبد نے اس کو بتایا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ایک بہت بڑے لشکر جرار کے ساتھ مدینہ منورہ سے باہر آئے ہوئے ہیں اور میں نے ان کو حمرۃ الاسد میں دیکھا ہے۔ مشرکین نے جب یہ سنا تو ابوسفیان نے کہا تیرا بُرا ہو کیا بات کرتے ہو۔ معبد نے کہا، خدا کی قسم! میں سچ کہتا ہوں اور میرا خیال ہے کہ اس سے پہلے کہ اس منزل سے کوچ کرو ان کے سواروں کی پیشانیاں تم دیکھ لو گے۔ صفوان بن امیہ نے اپنے ساتھیوں سے کہا، جس چیز کا مجھے ڈر تھا وہی ہوا میرا تو مشورہ یہی ہے کہ ہم اس جگہ سے کوچ کر جائیں کہیں ایسا نہ ہو کہ مسلمان ہم پر غلبہ حاصل کر لیں۔ ان باتوں سے کفار کے دلوں میں مسلمانوں کی ہیبت پیدا ہو گئی اور انہوں نے مکہ مکرمہ واپسی کا ارادہ کر لیا۔

معبد نے جب کفار کو واپس مکہ مکرمہ لوٹنے کی تیاریوں میں دیکھا تو فوری طور پر ایک قاصد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں بھیجا اور تمام صورتحال کی خبر دی ادھر ابوسفیان کو راستے میں قبیلہ عبدالقیس کی ایک جماعت مدینہ منورہ کی طرف جاتے ہوئے ملی تو ابوسفیان نے ان سے کہا کہ کیا تم لوگ میرا پیغام محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو پہنچا دو گے؟ انہوں نے کہا، اس پر ابوسفیان نے پیغام دیا کہ ہم تمہارے ساتھ جنگ کرنے اور تمہیں تباہ و برباد کرنے کی غرض سے پھر تمہاری طرف متوجہ ہوں گے۔ اس جماعت نے حمرۃ الاسد میں پہنچ کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب ابوسفیان کا پیغام پہنچایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

حَسْبُنَا اللّٰہُ وَ نِعْمَ الْوَكِیْلُ

ہمیں اللہ کافی ہے اور وہ کیا ہی اچھا کارساز ہے۔

(سیرت ابن ہشام جلد دوم، مدارج النبوۃ جلد دوم)

مومن ایک سوراخ سے دوبارہ نہیں ڈسا جاتا

حمرۃ الاسد میں قیام کے دوران مسلمانوں نے دو مشرکین کو گرفتار کر کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس

Marfat.com

میں پیش کیا ان میں سے ایک ابوعزہ شاعر تھا جو کہ جنگ بدر کے قیدیوں میں سے تھا مگر اسے بغیر فدیہ لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی درخواست پر چھوڑ دیا تھا اور اس نے وعدہ کیا تھا کہ وہ دوبارہ کبھی مسلمانوں کے مقابلے پر نہیں آئے گا اور نہ ہی مسلمانوں سے مقابلے کیلئے کسی کو ابھارے گا چونکہ اس نے وعدہ خلافی کی تھی اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو قتل کرنے کا حکم فرمایا اس شاعر نے بہت آہ وزاری کی کہ مجھ پر دوبارہ احسان کیا جائے اور رہا کر دیا جائے لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مومن ایک سوراخ سے دوبارہ نہیں ڈسا جاتا۔ پھر فرمایا تم مکہ مکرمہ جا کر فخریہ انداز میں اپنی داڑھی پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہو گے کہ میں نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو دو مرتبہ دھوکا دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عاصم بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا کہ اس کی گردن تلوار سے اڑا دو چنانچہ حکم کی تعمیل کی گئی۔

دوسرا مشرک جسے مسلمانوں نے گرفتار کیا تھا وہ بھی واجب القتل تھا اس کا نام معاویہ بن مغیرہ بن ابی العاص تھا یہ شخص مسلمانوں کو بہت تکالیف پہنچایا کرتا تھا اس کو امان دینے کی سفارش حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کی تھی۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اس شرط پر امان دی کہ وہ تین یوم سے زیادہ مدینہ منورہ میں قیام نہ کرے تین دن کے بعد جس مسلمان کو بھی یہ مدینہ منورہ میں مل جائے وہ اس کو قتل کر دے۔ چونکہ اس کی موت مسلمانوں کے ہاتھ سے لکھی جا چکی تھی چنانچہ تین روز گزر گئے اور معاویہ بن مغیرہ مدینہ منورہ میں ہی موجود رہا جب چوتھا دن ہوا تو اسے مسلمانوں کی طرف سے جان کا خوف لاحق ہوا اور اپنی جان بچانے کیلئے ایک مقام پر چھپ گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید بن حارثہ اور حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بلوایا اور حکم دیا کہ معاویہ بن مغیرہ تمہیں فلاں جگہ پر چھپا ہوا ملے گا اسے قتل کر دو اس پر وہ گئے اور اسے پکڑ کر قتل کر دیا۔

چونکہ حمرۃ الاسد کے غزوہ میں جنگ کی نوبت نہیں آئی تھی اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تین دن حمرۃ الاسد میں قیام کے بعد 19 شوال 3ھ کو مدینہ منورہ واپسی فرمائی۔

(سیرت ابن ہشام جلد دوم، مدارج النبوۃ جلد دوم)

☆☆☆

Marfat.com

ساتواں باب

ہجرت کے چوتھے سال کے واقعات

چونکہ مشرکین مسلمانوں کے جانی دشمن تھے اس لئے وہ مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کا کوئی بھی موقع خالی نہیں جانے دیتے تھے یہی وجہ تھی کفار اور مسلمانوں کے مابین لڑائیوں کا ایک سلسلہ شروع ہو چکا تھا ہجرت کے چوتھے سال بھی بہت سے معرکے ہوئے اور بہت سے ایسے اہم واقعات بھی رونما ہوئے جن کا تذکرہ کرنا سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے نہایت ضروری ہے۔

سریہ ابوسلمہ مخزومی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ مہم ہجرت کے چوتھے سال کے شروع میں پیش آئی۔ یکم محرم 4ھ کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ملی کہ خویلد کے بیٹے طلحہ اور سلمہ اپنی قوم کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ کے لئے ابھار رہے ہیں اور ممکن ہے کہ وہ مدینہ منورہ پر چڑھائی کر دیں اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ڈیڑھ سو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو حضرت ابوسلمہ بن عبدالاسد مخزومی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قیادت میں بنی اسد کی طرف بھیجا اور یہ فرمایا کہ اس سے قبل ان لوگوں کو پتہ چلے اور وہ لشکر لے کر ہم حملہ کریں تم وہاں پہنچ کر انہیں تباہ کر دو۔ اس لشکر میں حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت ابوعبیدہ بن الجراح اور حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی شامل تھے۔

مسلمان انتہائی تیزی سے پیش قدمی کرتے ہوئے آگے بڑھے اور بنی اسد کے ایک کنوئیں پر پہنچ کر جس قدر غلہ اور مویشی تھے ان پر قبضہ کر لیا جو لوگ وہاں پر موجود تھے ان میں سے بعض کو گرفتار کر لیا اور بعض بھاگ گئے۔ مسلمان کامیاب واپس مدینہ منورہ آگئے۔

(زرقانی علی المواہب جلد دوم)

واقعہ رجیع

یہ واقعہ بھی 4ھ میں پیش آیا اس کا سبب یہ تھا کہ مشرکین میں سے سلافہ بنت سعد بن طلحہ کا خاوند اور اس کے دو بیٹے جنگ احد میں مارے گئے تھے اس عورت نے نذر مانی کہ جو کوئی اس کے دونوں بیٹوں کے قاتل حضرت عاصم بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سر کاٹ کر لائے گا اسے ایک سو اونٹ انعام میں دیئے جائیں گے۔ یہ سن کر قبیلہ ہذیل کے

Marfat.com

ایک شخص سفیان بن خالد نے جو کہ مسلمانوں کا بدترین دشمن تھا ایک سازش کے تحت قبیلہ عضل اور قبیلہ قارہ کے چند افراد کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں بھیجا۔ جنہوں نے کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہمارے قبیلے والے مسلمان ہو گئے ہیں آپ اپنے کچھ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو ہمارے ساتھ روانہ کر دیجئے تا کہ وہ ہم لوگوں میں دین کی سمجھ پیدا کریں قرآن حکیم اور شریعت اسلامیہ کی تعلیم دیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دس صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو حضرت عاصم بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قیادت میں ان کے ساتھ بھیج دیا۔ ان صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں حضرت خبیب بن عدی، حضرت عبداللہ بن طارق، حضرت زید بن دشنہ، حضرت مرثد بن ابومرثد غنویٰ، حضرت معقب بن عبید اور حضرت خالد بن بکیر لیثی رضی اللہ تعالیٰ عنہم شامل تھے۔

(زرقانی علی المواہب جلد دوم)

دھوکہ ہو گیا

جب یہ لوگ قبیلہ ہذیل کے ایک چشمہ رجیع پر پہنچے تو منافقین میں سے ایک شخص اپنے قبیلے میں اطلاع دینے کیلئے چلا گیا جب واپس پلٹا تو اس کے ساتھ تقریباً دوسو کفار تھے جن میں سفیان بن خالد بھی تھا مسلمانوں نے دور سے دیکھا تو سمجھ گئے کہ ان کے ساتھ دھوکہ ہو گیا ہے کفار کے حملے سے بچنے کیلئے مسلمان ایک بلند ٹیلے پر چڑھ گئے کفار نے ان پر تیر برسانے شروع کئے تو انہوں نے پتھر پھینکنے شروع کر دیے۔ سفیان بن خالد نے دھوکے سے کام لیتے ہوئے کہا کہ اے مسلمانو! خود کو ہلاکت میں نہ ڈالو ہم تم لوگوں کو امان دیتے ہیں۔ حضرت عاصم بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا میں نے اللہ تعالیٰ سے عہد کیا ہے کہ کسی کافر کی امان قبول نہیں کروں گا اور کسی کافر کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ نہیں دوں گا۔ پھر دعا مانگی اے اللہ! تو ہمارے حال سے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو آگاہ فرمادے۔

(زرقانی علی المواہب جلد دوم)

شہد کی مکھیوں نے لاش کو گھیرا ڈال لیا

حضرت عاصم بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کفار سے مقابلے کیلئے اپنے ساتھیوں کے ساتھ ٹیلے سے نیچے اترے اور لڑتے لڑتے چھ ساتھیوں سمیت شہید ہو گئے اس کے بعد کافر آگے بڑھے تا کہ حضرت عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سر کاٹ کر سلافہ بنت سعد کے پاس لے جا کر اس سے سو اونٹ انعام حاصل کریں۔ سلافہ نے یہ قسم بھی کھائی تھی کہ اگر میں عاصم (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا سر حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئی تو ان کی کھوپڑی میں شراب ڈال کر پیوں گی۔ قبیلہ ہذیل کے لوگ ابھی ارادہ کر ہی رہے تھے کہ یکا یک لاکھوں کی تعداد میں شہد کی مکھیاں وہاں پر آ گئیں جنہوں نے حضرت عاصم بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی لاش کے گرد گھیرا ڈال لیا اور کسی کو بھی ان کے قریب نہ آنے دیا جو بھی پاس جانے کی کوشش کرتا مکھیاں اس پر حملہ آور ہو جاتیں۔ آخر تنگ آ کر انہوں نے کہا کہ اس وقت رہنے دیتے ہیں شام تک مکھیاں چلی جائیں گی تو ہم سر اتار لیں گے مگر جب رات ہوئی تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس وادی میں پانی کا

Marfat.com

ایک زبردست ریلا آیا جو حضرت عاصم بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی میت کو بہا کر لے گیا۔
(سیرت ابن ہشام جلد دوم، زرقانی علی المواہب جلد دوم)

تم لوگوں نے بدعہدی کی ہے

ان صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے حضرت عبداللہ بن طارق، حضرت خبیب بن عدی اور حضرت زید بن دثنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم رہ گئے کفار نے ان کو گرفتار کرنے کی غرض سے دھوکہ دیتے ہوئے کہا کہ ہم تمہیں امان دیتے ہیں چنانچہ یہ تینوں ان کی بات کا اعتبار کرتے ہوئے لڑائی سے باز آگئے تو کفار نے ان پر قابو پالیا اور بدعہدی کرتے ہوئے کمان کی رسی سے ان کو باندھنا شروع کر دیا۔ یہ دیکھ کر حضرت عبداللہ بن طارق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے فرمایا کہ یہ تم لوگوں نے بدعہدی کی ہے اور میرے لئے اپنے ساتھیوں کی طرح شہید ہو جانا بہتر ہے۔

جب ہذیل کے لوگ ان تینوں کو گرفتار کر کے مکہ مکرمہ کی طرف روانہ ہوئے کہ وہاں جا کر ان کو مشرکین مکہ کے پاس فروخت کر دیں تو مقام ظہران میں پہنچ کر حضرت عبداللہ بن طارق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کسی طرح رسیوں سے اپنے ہاتھ آزاد کر لئے اور تلوار چھین کر دشمنوں پر حملہ آور ہوئے یہ دیکھ کر کفار پیچھے ہٹ گئے اور انہوں نے دور سے ہی ان پر پتھر برسانے شروع کر دیئے۔ جس سے وہ شدید زخمی ہو گئے اور بالآخر شہادت کے مرتبہ پر فائز ہو گئے۔
(بخاری شریف جلد دوم، زرقانی علی المواہب جلد دوم)

حضرت زید بن دثنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی شہید کر دیئے گئے

حضرت عبداللہ بن طارق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شہید ہو جانے کے بعد مشرکین نے حضرت خبیب اور حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو کڑی نگرانی میں لے لیا اور باندھ کر مکہ مکرمہ لائے حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھوں جنگ احد میں حارث بن عامر مارا گیا تھا اس لئے اس کے بیٹوں نے حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خرید لیا تا کہ وہ اپنے باپ کے بدلے میں ان کو قتل کریں۔ جبکہ حضرت زید بن دثنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امیہ بن خلف کے بیٹے صفوان بن امیہ نے اپنے باپ کے قتل کے بدلے میں قتل کرنے کی غرض سے خرید لیا۔

اس کے بعد کفار نے تنعیم کے مقام پر دو پھانسیاں کھڑی کیں۔ حضرت زید بن دثنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حدود حرم سے باہر قائم کی گئیں پھانسیوں کے پاس لایا گیا اس موقع پر قریش کے بہت سے لوگ جمع تھے جن میں ابوسفیان بھی تھا۔ صفوان بن امیہ اپنے غلام فسطاس کے ساتھ موجود تھا جب حضرت زید بن دثنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قتل کرنے کیلئے کھڑا کیا گیا اور قاتل نے تلوار ہاتھ میں پکڑ لی تو ابوسفیان نے ان سے پوچھا۔

"اے زید (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! سچ کہنا، میں تمہیں خدا کی قسم دلاتا ہوں مجھے بتاؤ کیا تم یہ پسند کرتے ہو کہ اس وقت تمہاری جگہ ہمارے قبضے میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہوں! اور ہم ان کو قتل کر دیں اور تم اپنے اہل و عیال میں رہو۔"

Marfat.com

حضرت زید بن دشنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ سن کر تڑپ اٹھے اور فرمایا
''اے ابوسفیان! اللہ کی قسم! میں یہ کبھی گوارا نہیں کرسکتا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت یہاں ہوں اور انہیں ایک کانٹا بھی چبھے اور میں اپنے اہل وعیال میں بیٹھا رہوں۔''
ابوسفیان نے کہا۔
''میں نے لوگوں میں کبھی کوئی ایسا شخص نہیں دیکھا جس سے کوئی اتنی محبت کرتا ہو۔ جتنی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اصحاب ان سے کرتے ہیں۔''
اس کے بعد صفوان بن امیہ کے غلام فسطاس نے حضرت زید بن دشنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قتل کر دیا۔
(سیرت ابن ہشام جلد دوم، زرقانی علی المواہب جلد دوم)

مجھے دو رکعت نماز پڑھ لینے دو

حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قتل کرنے سے قبل کفار نے ان کو چند روز تک اپنی قید میں رکھا۔ اس ضمن میں حجیر بن ابوالوہاب کی باندی ماویہ بیان کرتی ہیں کہ حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو میرے ہی گھر کے ایک کمرے میں قید کیا ہوا تھا ایک روز میں نے جھانک کر دیکھا تو ان کے ہاتھوں میں ایسے انگوروں کا گچھا تھا جو اس سے قبل میں نے کبھی نہیں دیکھے تھے وہ انگور توڑ توڑ کر کھا رہے تھے۔ پھر جب ان کے قتل کا وقت قریب آیا تو انہوں نے مجھ سے پاک ہونے کی غرض سے استرا طلب کیا چنانچہ میں نے لڑکے کو استرا دے کر ان کے پاس بھیجا۔ پھر اچانک مجھے خیال آیا کہ یہ میں نے کیا کیا۔ خدا کی قسم! رب خبیب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اپنا بدلہ لیں گے اور اس طرح جان کے بدلے جان کا حساب ہو جائے گا۔ لڑکے نے جب ان کو استرا پکڑایا تو انہوں نے کہا، تیری جان کی قسم! جب تیری ماں نے تجھے استرا دے کر میرے پاس بھیجا تھا تو کیا اسے میری طرف سے کوئی خطرہ نہیں تھا۔ پھر انہوں نے لڑکے کو جانے دیا۔

اس کے بعد حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تنعیم کے مقام پر لایا گیا اس وقت انہوں نے مشرکین سے کہا کہ مجھے دو رکعت نماز پڑھ لینے دو۔ مشرکین نے نماز پڑھنے کی اجازت دے دی چنانچہ انہوں نے بہت اچھی طرح دو رکعتیں پڑھیں پھر مشرکین سے مخاطب ہو کر فرمایا، اللہ کی قسم! اگر یہ خیال نہ ہوتا کہ تم یہ گمان کرو گے کہ میں نے موت کے ڈر سے نماز لمبی کر دی ہے تو میں اور بھی نماز پڑھتا۔ اس کے بعد ان کو سولی پر باندھ دیا گیا تو انہوں نے بارگاہ الٰہی میں دعا مانگی۔

''یا اللہ! میں نے تیرے رسول کا پیغام پہنچا دیا تو بھی اپنے رسول کو اس بات کی خبر صبح ہی پہنچا دے کہ میرے ساتھ کیا سلوک ہوا۔''
پھر کہا،

Marfat.com

"یا اللہ! ان دشمنوں کو ایک جگہ اکٹھا کر اور ان کو الگ الگ کر کے قتل کرا اور ان میں سے ایک کو بھی نہ چھوڑ۔"

اس کے بعد حارث بن عامر کے بیٹے ابوسروعہ نے حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قتل کر دیا۔ ابوسروعہ کے بھائی عقبہ اور حجیر بھی قتل کرنے میں شامل تھے ان تینوں نے بعد میں اسلام قبول کر لیا تھا۔

(بخاری شریف جلد دوم، سیرت ابن ہشام جلد دوم، زرقانی علی المواہب جلد دوم)

لاش مبارک کو زمین نگل گئی

حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کرنے کے بعد کفار نے ان کو اسی طرح پھانسی کے تختہ پر ہی رہنے دیا۔ ان کا مقصد تھا کہ ان کے قتل کی خبر اچھی طرح عرب میں پھیل جائے اور مسلمانوں پر خوف طاری ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بذریعہ وحی اس واقعہ کی خبر کر دی اس پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے فرمایا کہ کون خبیب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی لاش پھانسی کے تختہ سے اتار کر لائے گا۔ تاکہ اسے جنت مل جائے۔ یہ سن کر حضرت مقداد بن اسود اور حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ تعالیٰ عنہم تیار ہو گئے اور فوری طور پر روانگی فرمائی۔ یہ دن کے وقت چھپے رہتے اور راتوں کو سفر کرتے ہوئے رات کے وقت تنعیم میں جا پہنچے دیکھا کہ چالیس مشرکین پھانسی کے اردگرد سوئے ہوئے ہیں یہ دونوں چپکے سے آگے بڑھے اور بغیر کھٹکا کئے حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پھانسی سے اتار لیا ان کو شہید ہوئے حالانکہ کافی دن گزر گئے تھے مگر ابھی تک اسی طرح تروتازہ تھے، اور زخموں سے خون ٹپکتا تھا۔ حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لاش کو اپنے گھوڑے پر رکھ لیا اور واپس مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہو گئے۔

تھوڑی دیر بعد صبح ہو گئی تو مشرکین کو پتہ چل گیا چنانچہ قریش کے ستر تیز رفتار سوار تعاقب میں دوڑے اور ان کے قریب پہنچ گئے۔ حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیکھا کہ کفار نے گھیر لیا ہے تو انہوں نے لاش کو گھوڑے سے اتار کر زمین پر رکھ دیا۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت سے یکدم زمین پھٹ گئی اور اس نے حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی لاش مبارک کو نگل لیا اور پھر زمین اس طرح برابر ہو گئی کہ پھٹنے کا کوئی نشان بھی نہ رہا اس عجیب بات کے ظہور ہونے کی وجہ سے حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لقب بلیع الارض ہو گیا۔

اس کے بعد مشرکین حضرت زبیر اور حضرت مقداد رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر حملہ آور ہونے کی غرض سے آگے بڑھنے لگے تو حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو للکارتے ہوئے فرمایا اے قریش! تم کس وجہ سے مجھ پر دلیری دکھا رہے ہو۔ میں زبیر بن العوام (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) ہوں میری ماں صفیہ بنت عبدالمطلب (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) ہے اور یہ مقداد بن الاسود (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہے ہم دو شیر ہیں جو اپنے جنگل میں جا رہے ہیں اگر ہمارا راستہ روک سکتے ہو تو روک کر دیکھ لو۔ کفار نے جب ان کو اس طرح دلیری سے گفتگو کرتے ہوئے دیکھا تو وہ واپس پلٹ گئے اور یہ دونوں مدینہ منورہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور سارا واقعہ بیان کیا۔ عین

Marfat.com

اس وقت حضرت جرائیل علیہ السلام بھی تشریف لائے تھے حضرت جرائیل علیہ السلام نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم فرشتے بھی آپ کے ان دو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر فخر کرتے ہیں۔

(مدارج النبوۃ جلد دوم)

اسے جنت میں اپنا عصا بنانا

سفیان بن خالد مسلمانوں کا بدترین دشمن تھا اس نے مسلمانوں کو جانی نقصان پہنچانے کی ہر کوشش میں حصہ لیا اس نے کئی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو شہید کیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت دکھ پہنچائے۔ اس کے جرائم اس قدر زیادہ تھے کہ اسے واجب القتل قرار دے دیا گیا۔ 4ھ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ملی کہ یہ شخص مدینہ منورہ پر حملے کیلئے لشکر تیار کر رہا ہے اس پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے خاتمے کیلئے حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ڈیوٹی لگائی چونکہ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کو پہچانتے نہ تھے اس لئے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اس کا حلیہ بتا دیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی شکل وصورت اور حلیے سے آگاہ کرتے ہوئے فرمایا کہ اسے دیکھ کر تجھے خوف محسوس ہوگا اور وہ اس سے بات کرتے وقت تیرے دل میں شیطان آئے گا۔

اس کے بعد حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لے کر روانہ ہو گئے بطن عرنہ میں پہنچ کر انہوں نے ایک شخص کو چند لوگوں کے ساتھ جاتے ہوئے دیکھا تو ان کے دل میں اس شخص کو دیکھ کر کچھ خوف سا پیدا ہوا چنانچہ سمجھ گئے کہ یہی سفیان بن خالد ہے اس کے قریب گئے اور کہا کہ میرا تعلق قبیلہ خزاعہ سے ہے مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے جنگ کی غرض سے جمع کر رہے ہو میں بھی اسی سلسلہ میں حاضر ہوا ہوں حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے بڑے خوشامدانہ انداز میں باتیں کیں اور اسے یقین دلایا کہ اس کے مؤقف کے حامی ہیں پھر اس کے ساتھ ساتھ رہنے لگے وہ ان کو اپنا ساتھی سمجھا جبکہ یہ موقع کی تلاش میں تھے جب رات کو اس کے قریبی ساتھی ادھر ادھر ہو گئے اور سفیان بن خالد خیمے میں سونے کیلئے داخل ہوا تو آدھی رات کے قریب حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے خیمے میں گھسے اور اس کا سر کاٹ کر مدینہ منورہ کی راہ لی۔

مدینہ منورہ پہنچ کر اس لعین کا سر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں ڈال دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کی دلیری سے بہت خوش ہوئے اور ان کو اپنا ایک عصا مبارک عنایت فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا اسے جنت میں اپنا عصا بنانا۔ حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ عصا مبارک روز محشر میرے پاس نشانی کے طور پر رہے گا وفات کے بعد ان کی وصیت کے مطابق عصا مبارک کفن میں لپیٹ کر ان کی قبر میں رکھ دیا گیا۔

(زرقانی علی المواہب جلد دوم، مدارج النبوۃ جلد دوم)

Marfat.com

بیر معونہ کے شہداء

یہ ماہ صفر 4ھ کا واقعہ ہے کہ قبیلہ نجد سے ابو ہراء بن عامر بن مالک جسے اس کی بہادری کے باعث ملاعب اسند یعنی برچھیوں سے کھیلنے والا کہتے تھے۔ مدینہ منورہ آیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اسلام کی دعوت دی تو اس نے قبول نہ کی اور کہا کہ میرے قبیلے کے لوگ اسلام قبول کرنے کیلئے تیار ہیں تو آپ اپنے صحابہ کرام کی ایک جماعت کو بھیج دیں جو میری قوم کو دعوت اسلام دے اگر وہ مسلمان ہو جائیں تو مجھے کوئی حرج نہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے نجدیوں کی طرف سے اطمینان نہیں ہے اس نے کہا کہ آپ فکر نہ کریں۔ آپ کی قوم میری پناہ میں ہو گی اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت منذر بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قیادت میں ستر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بھیج دیا۔

بیر معونہ کے مقام پر کفار نے دھوکہ سے کام لے کر مسلمانوں پر حملہ کر دیا مسلمانوں نے کفار سے جنگ کی اور تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم شہید ہو گئے جن میں حضرت مالک بن ثابت، حضرت سہیل بن عامر؟ حضرت انس بن معاویہ، حضرت طفیل بن سعد، حضرت عروہ بن الصلت، حضرت رافع بن نافع، حضرت کعب بن زید، حضرت حکم بن کیسان، حضرت عطیہ بن عبد عمرو، حضرت منذر بن ساعدی، حضرت حزام بن ملحان اور حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی شامل تھے۔ صرف حضرت عمرو بن امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت حارث بن الصمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو اونٹوں کو چراگاہ میں لے کر گئے ہوئے تھے بچ گئے۔

کہا جاتا ہے کہ ان شہداء میں سے حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید ہونے کے بعد دیکھا گیا کہ آسمان کی طرف اٹھا لئے گئے ہیں جہاں تک کہ زمین و آسمان کے درمیان بالکل معلق دکھائی دیے اور پھر زمین پر رکھ دیئے گئے۔ اس کے بعد ان کی لاش تلاش کرنے پر بھی نہ ملی انہیں فرشتوں نے دفن کر دیا۔ جس وقت جبار بن سلمہ نے حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سینے پر نیزہ مارا اور نیزہ ان کے سینے سے پار ہوا تو ان کی زبان سے نکلا، اللہ کی قسم! میں کامیاب ہو گیا پھر ان کی لاش تڑپ کر آسمان کی طرف بلند ہوئی۔ جبار بن سلمہ نے یہ دیکھا بہت حیران ہوئے اور اس قدر متاثر ہوئے کہ اسلام قبول کر لیا۔

حضرت عمرو بن امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت حارث بن الصمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب اپنے ساتھیوں کے حالات کی اطلاع ہوئی تو حضرت عمرو بن اُمیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ بہتر یہ ہے کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں جائیں اور اس واقعہ سے آگاہ کریں حضرت حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انکار کر دیا اور کفار کے ساتھ لڑتے ہوئے شہید ہو گئے۔ ابو براء کے بھتیجے عامر بن طفیل نے حضرت عمرو بن اُمیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گرفتار کر لیا گیا۔ مگر پھر قید سے رہا کر کے مدینہ منورہ جانے کی اجازت دے دی۔ ابو براء کو جب اپنے بھتیجے کے دھوکے کا علم ہوا جو اس نے مسلمانوں کے ساتھ کیا تھا تو اس پر اس قدر غم طاری ہوا کہ وہ بیمار ہو گیا اور اسی بیماری کی حالت میں مر گیا۔

Marfat.com

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جب صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی شہادت کی خبر ملی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چالیس دن تک فجر کی نماز میں عامر بن طفیل اور ان لوگوں پر لعنت فرمائی جنہوں نے عامر بن طفیل کی اس کام میں مدد کی تھی۔

حضرت عمر بن امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب کفار کی قید سے آزاد ہو کر مقام قرقرہ میں پہنچے تو ان کی ملاقات بنی عامر کے دو مشرکین سے ہوئی جن کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے امان دی ہوئی تھی لیکن حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس امان کے بارے میں معلوم نہیں تھا۔ وہ مشرکین جب سو گئے تو انہوں نے ان دونوں کو قتل کر دیا اور یہ خیال کیا کہ میں نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے خون کا بدلہ لے لیا ہے مگر جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں پہنچے اور تمام واقعات عرض کیے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے ایسے دو آدمیوں کو قتل کیا ہے جن کی دیت ضرور ادا کرنی پڑے گی اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو عامر کے ان دو مقتولوں کا خون بہا ان کے ورثاء تک پہنچانے کیلئے حکمت عملی مرتب فرمائی۔

(بخاری شریف جلد اول، دوم، زرقانی علی المواہب جلد دوم، طبقات ابن سعد)

غزوہ بنی نضیر

جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا ہے کہ حضرت عمرو بن امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بنو عامر کے دو مشرکین کو بیر معونہ سے واپس آتے ہوئے راستے میں قتل کر دیا تھا کیونکہ انہیں معلوم نہ تھا کہ اس قبیلے کے ساتھ یہودیوں کے قبیلہ بنی نضیر کے واسطے سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا عہد و پیمان تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان دو افراد کی دیت ادا کرنے کی غرض سے حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت علی حضرت سعد بن عبادہ، حضرت زبیر بن العوام، حضرت طلحہ، حضرت سعد بن معاذ اور حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ہمراہ قبیلہ بنی نضیر میں تشریف لے گئے اور ان میں سے اس سلسلے میں تعاون کرنے کیلئے فرمایا۔ بنی نضیر نے جواب دیا کہ جو آپ چاہتے ہیں اس میں آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی معاونت کی جائے گی۔ لیکن آپ تھوڑی دیر انتظار فرمائیں تا کہ ہم آپ کی ضیافت کا اہتمام کریں۔

(مدارج النبوۃ جلد دوم)

سازش کی اطلاع ہوگئی

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت بنو نضیر کے مکانوں کی ایک دیوار کے ساتھ پہلو میں تشریف فرما تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی پاس ہی بیٹھے ہوئے تھے اسی دوران حیی بن اخطب یہودی نے ایک سازش کی اس نے یہودیوں سے کہا اس سے بہتر موقع تمہیں کبھی نہیں ملے گا اس مکان کی چھت پر چڑھ کر کون ان پر پتھر پھینکے گا تا کہ ہمیں ان سے نجات مل جائے ان میں سے ایک شخص عمرو بن حجاش بن کعب نے کہا کہ اس کام کیلئے میں تیار ہوں۔ سلام بن مشکم نے مخالفت کرتے ہوئے اس فعل سے منع کیا اور کہا کہ حضرت جبرائیل علیہ

Marfat.com

السلام اسی وقت آسمان سے آ کر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو تمہارے ارادے کی اطلاع دے دیں گے اور پھر ہمارے حق میں کوئی اچھی بات نہیں ہوگی۔

چنانچہ وہی ہوا جس کا خدشہ سلام بن مشکم نے ظاہر کیا تھا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اسی وقت حاضر ہو کر یہودیوں کی سازش کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دے دی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اچانک وہاں سے اٹھے اور بغیر کسی کو بتائے مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ یہودیوں نے جب اس طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جاتے ہوئے دیکھا تو ان میں سے ایک یہودی کنانہ نے اپنی قوم سے کہا کہ کیا تمہیں علم ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) یہاں سے اٹھ کر کیوں چلے گئے ہیں؟ یہودیوں نے کہا ہم تو نہیں جانتے لیکن تمہیں بھی نہیں معلوم کہ وہ کیوں گئے ہیں۔ کنانہ بولا تو ریت کی قسم! مجھے معلوم ہے اور خدا کی قسم میں یہ بھی جانتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو تمہارے دھوکے سے خبردار کر دیا ہے اپنے آپ کو کسی خوش فہمی میں مبتلا نہ کرو کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے رسول اور آخری نبی ہیں تمہارا گمان تھا کہ آخری نبی حضرت ہارون علیہ السلام کی نسل سے ہوں گے لیکن اللہ تعالیٰ نے جسے چاہا اس نعمت سے سرفراز فرما دیا۔

اس کے بعد کنانہ نے ان سے کہا ہم نے توریت میں آخری نبی کی جو نشانیاں پڑھی ہیں وہ تمام کی تمام آپ صلی اللہ علیہ وسلم میں موجود ہیں اور ان میں کوئی بھی کمی نہیں ہے اب جہاں تک میرا خیال ہے وہ یقیناً تمہیں جلاوطنی کا حکم فرمائیں گے لہٰذا بہتر یہی ہے کہ تم دو کاموں میں سے ایک کام کرو۔ سب سے بہتر اور ٹھیک کام تو یہ ہے کہ تم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر ایمان لے آؤ دین اسلام قبول کر لو تاکہ تم جلاوطنی کی سزا سے بچ سکو۔ اس طرح تمہاری اولاد اور مال بھی محفوظ رہے گا۔ یہودیوں نے جواب دیا یہ ہم نہیں کر سکتے۔ ہم حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دین کو نہیں چھوڑ سکتے۔ کنانہ نے کہا دوسری بات یہ ہے کہ جب وہ تمہیں جلاوطنی کا حکم فرمائیں تو فوراً قبول کر لو تم امان میں رہ جاؤ یہودیوں نے کہا کہ ہم جلاوطنی کا حکم قبول کر لیں گے۔

(مدارج النبوۃ جلد دوم)

دس یوم کی مہلت دے دی گئی

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بتائے بغیر مدینہ منورہ واپس تشریف لے آئے تو کافی دیر انتظار کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش میں نکلے راستے میں مدینہ منورہ کی طرف سے ایک شخص آتا ہوا ملا اس سے پوچھا تو اس نے بتایا کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ طیبہ میں داخل ہوتے ہوئے دیکھا ہے۔ چنانچہ صحابہ کرامؓ اللہ تعالیٰ بھی مدینہ منورہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں پہنچ گئے۔ اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو حقیقت حال سے مطلع فرمایا کہ یہودیوں نے کیا سازش تیار کی تھی۔

Marfat.com

اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قبیلہ بنی نضیر میں بھیجا اور پیغام دیا کہ اس وطن سے باہر چلے جاؤ کیونکہ تم نے میرے ساتھ دھوکہ کیا ہے تمہیں دس دن کی مہلت ہے دس یوم کے بعد جو شخص اس جگہ پر موجود پایا گیا میں اسے قتل کرنے کا حکم دوں گا۔ یہودیوں کو پہلے ہی اس بات کا خدشہ تھا چنانچہ وہی ہوا اور انہوں نے جلاوطنی قبول کر کے جانے کی تیاریاں شروع کر دیں صحرا سے اپنے اونٹ واپس بلوا لیے اور گھروں کا سامان باندھنا شروع کر دیا۔

(مدارج النبوۃ جلد دوم)

یہودیوں کی دھمکی

یہودی جلاوطن ہونے کی تیاریوں میں مصروف تھے کہ اسی اثناء میں مشہور منافق عبداللہ بن ابی سلول کا قاصد ان کے پاس آیا اور اس نے پیغام دیا کہ تم جلاوطنی اختیار نہ کرو بلکہ اپنے قلعوں میں قلعہ بند ہو جاؤ اور میرا انتظار کرو میں دو ہزار بہادر اور جنگجو فوج کو ہمراہ لے کر تمہاری مدد کیلئے پہنچ رہا ہوں اور میرے ساتھ بنی قریظہ اپنے حلیفوں کے ساتھ جو کہ بنی غطفان ہیں تمہاری مدد کرنے کیلئے موجود ہوں گے۔ اس خوش فہمی سے مغرور ہو کر حیی بن اخطب نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں ایک دھمکی آمیز پیغام بھیجا کہ ہم اپنا وطن چھوڑ کر کہیں نہیں جائیں گے آپ جو چاہیں کر لیں۔

حیی بن اخطب کی اس دھمکی کے بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بلند آواز سے تکبیر کہی اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی موافقت کی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو یہودیوں سے جنگ کیلئے تیاری کرنے اور ان کی طرف چلنے کا حکم دیا مدینہ منورہ میں حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نائب مقرر فرمایا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اسلام پرچم عنایت فرمایا اور مدینہ منورہ سے باہر تشریف لے آئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کی نماز بنو نضیر کے میدان میں ادا فرمائی یہودیوں نے جب مسلمانوں کو دیکھا تو وہ اپنے قلعوں میں بند ہو گئے اس طرح انہوں نے اپنے آپ کو محفوظ کر لیا اور اندر سے پتھر اور تیر پھینکنے لگے۔ عشاء تک یہی صورتحال رہی۔ عشاء کی ادائیگی کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ اپنے پڑاؤ کے مقام پر تشریف لے آئے۔

(مدارج النبوۃ جلد دوم)

گستاخ یہودی قتل کر دیا گیا

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خیمہ بنی خطمہ کے میدان میں تھا یہودیوں کے ایک ماہر تیر انداز جس کا نام غرورا تھا اس نے ایک تیر ایسا نشانہ باندھ کر پھینکا کہ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خیمہ مبارک میں گرا چنانچہ اس جگہ سے خیمہ مبارک کو اٹھا کر دوسری جگہ پر نصب کر دیا گیا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غرورا کی اس گستاخی اور جرأت کو دیکھتے

Marfat.com

ہوئے اس پر گھات لگائی جب رات ہوئی تو اچانک غرورا اپنے ساتھیوں کے ہمراہ ننگی تلوار لئے قلعہ سے باہر نکلا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس پر حملہ کر دیا اور اس کے سر کو جسم سے الگ کر کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوتے ہوئے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ اس ملعون کا سر ہے جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خیمہ مبارک کی جانب تیر پھینکا تھا۔

اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی کہ اس ملعون کے ساتھی اس قدر نزدیک ہیں کہ اگر آپ میرے ساتھ کچھ لوگ بھیجیں تو ہم ان پر قابو پالیں گے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو دجانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت سہیل بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ بھیجا۔ سات دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ساتھ ہو لئے یہ سب غرورا کے ساتھیوں کے تعاقب میں گئے اور قلعہ کے باہر ان پر حملہ آور ہوئے پھر سب کو قتل کر کے ان کے سر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں لائے۔

(مدارج النبوۃ جلد دوم)

یہودی جلاوطنی کیلئے تیار ہو گئے

یہودیوں کے قلعہ کے اردگرد بہت سے کھجوروں کے درخت تھے اور خدشہ تھا کہ یہودی ان درختوں کی آڑ میں چھپ کر مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کی کوشش کریں گے چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو سیفی مازنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ یہودیوں کے درختوں کو کاٹ دیا جائے۔ ابن اسحاق نے لکھا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے درختوں کو کاٹنے اور ان میں آگ لگانے کا حکم فرمایا۔ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کم درجہ کی کھجوروں کے درختوں کو کاٹتے تھے اور فرماتے تھے کہ مجھے معلوم ہے کہ عنقریب یہودیوں کی ملکیت کی ہر چیز مسلمانوں کے قبضہ میں آجائے گی۔ اس لئے عمدہ کھجوروں کے درختوں کو رہنے دیتا ہوں۔

چونکہ عبداللہ بن ابی سلول منافق تھا اس نے یہودیوں کو بھی دھوکہ دیا، اپنا وعدہ پورا نہ کیا اور ان کی مدد کو نہ آیا۔ ابن ہشام نے لکھا ہے کہ یہودیوں نے جب درختوں کو کٹتے ہوئے دیکھا تو پریشان ہو کر پکارنا شروع کر دیا۔ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ تو فساد سے منع کرتے تھے اور جو فساد کرے اس کی مذمت کرتے تھے اب یہ درختوں کا کاٹنا اور ان میں آگ لگانا کیا ہے؟ پھر یہودیوں نے کسی کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں بھیجا اور درخواست کی کہ انہیں جلاوطن کر دیا جائے اور خون نہ بہایا جائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ آج تمہاری درخواست اس شرط پر منظور کی جاتی ہے کہ تم اپنا تمام اسلحہ چھوڑ دو اور جو مال و متاع تم اپنے اونٹوں پر لاد کر لے جاسکتے ہو لے جاؤ۔ یہودیوں نے اس بات کو قبول کیا اس وقت ان کی حالت یہ تھی کہ کچھ لوگ مکان گرا کر دروازوں کی چوکھٹیں تک اونٹوں پر رکھ کر لے جا رہے تھے۔ کہا جاتا ہے کہ چھ سو اونٹ لاد کر بعض خیبر کی طرف چلے گئے بعض نے شام کا راستہ لیا اور کچھ دوسرے اطراف میں چلے گئے۔ اور ان کے تمام مال و جائیداد پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے

Marfat.com

قبضۂ تصرف فرمایا۔ روایات میں آیا ہے کہ بنی نضیر کا اسلحہ پچاس زرہیں، تین سو چالیس تلواریں اور پچاس لوہے کے خود تھے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جس کو جو چاہتے عطا فرماتے اور ان کے سوال و اسباب میں سے کچھ مسلمانوں کو بخشا اور ان کی زمینوں اور اموال سے ایک سال کا نان ونفقہ اپنے لئے مقرر فرمایا جو کچھ بچ گیا وہ مسلمانوں کی ضروریات میں خرچ ہوتا رہا۔

بنونضیر کے یہودیوں کی جلاوطنی کے بارے میں قرآن حکیم میں بھی ذکر کیا گیا ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ترجمہ: وہی (اللہ) ہے جس نے ان اہل کتاب کفار کو ان کے گھروں سے نکالا۔ ان کے پہلے حشر کیلئے تمہیں گمان نہ تھا۔ کہ وہ نکلیں گے اور وہ سمجھتے تھے کہ ان کے قلعے انہیں اللہ سے بچالیں گے تو اللہ کا حکم ان کے پاس آیا جہاں سے ان کا گمان بھی نہ تھا اور اس نے ان کے دلوں میں رعب ڈالا کہ اپنے گھر ویران کرتے ہیں اپنے ہاتھوں اور مسلمانوں کے ہاتھوں، تو عبرت لواے نگاہ والو! اور اگر نہ ہوتا کہ اللہ نے ان پر گھر سے اجڑنا لکھ دیا تھا تو دنیا ہی میں ان پر عذاب فرماتا اور ان کیلئے آخرت میں آگ کا عذاب ہے یہ اس لئے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول سے پھٹے رہے اور جو اللہ اور اس کے رسول سے پھٹا رہے تو بیشک اللہ کا عذاب سخت ہے جو درخت تم نے کاٹے یا ان کی جڑوں پر قائم چھوڑ دیے یہ سب اللہ کی اجازت سے تھا اور اس لئے کہ فاسقوں کو رسوا کرے اور جو غنیمت دلائی اللہ نے اپنے رسول کو ان سے تو تم نے ان پر نہ اپنے گھوڑے دوڑائے تھے اور نہ اونٹ۔ ہاں اللہ اپنے رسولوں کے قابو میں دے دیتا ہے جسے چاہے اور اللہ سب کچھ کر سکتا ہے۔''

(سورہ حشر آیات 1 تا 5)

(سیرت ابن ہشام جلد دوم، زرقانی علی المواہب جلد دوم)

آپ اس مال کو فقراء و مہاجرین میں تقسیم فرمادیں

مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ ہجرت کے وقت سے غزوۂ بنی نضیر تک مہاجرین نے انصار کے گھروں میں قیام کیا ہوا تھا اور ان کے مابین باہمی اخوت کا رشتہ قائم تھا جب یہودیوں کی جلاوطنی کے بعد بنی نضیر کے مال کی تقسیم فرمائی گئی تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کے جذبہ اخوت کی تعریف فرماتے ہوئے مہاجرین کے ساتھ ان کی شفقت کا شکریہ ادا فرمایا اور ارشاد فرمایا اے انصار! تم چاہتے ہو کہ بنی نضیر کے اموال کو تمہارے درمیان تقسیم کردوں اور مہاجرین کے الگ گھر متعین کردوں تاکہ ہر شخص اپنے گھر کا خود کفیل ہو۔

اس موقع پر حضرت سعد بن معاذ اور حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ اس مال کو فقراء و مہاجرین میں تقسیم فرمادیں کیونکہ انہوں نے دین اسلام کے ساتھ محبت کے باعث اپنا سب کچھ چھوڑ کر ہجرت کی ہے اور یہ پہلے کی طرح ہمارے گھروں میں رہیں گے کیونکہ ہمارے گھروں میں ان کے قدموں کی وجہ سے ہی خیر و برکت ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی یہ بات بہت پسند آئی اور خوش ہو کر ان کیلئے دعائے خیر کی فرمایا۔

Marfat.com

اَللّٰھُمَّ ارْحَمِ الْاَنْصَارَ وَاَبْنَاءَ الْاَنْصَارِ وَاَبْنَاءَ اَبْنَاءِ الْاَنْصَارِ۔

"یا اللہ! انصار پر اور انصار کے بیٹوں پر اور انصار کے بیٹوں کے بیٹوں پر رحم فرما۔"

اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی نضیر کے مال کو مہاجرین میں تقسیم فرما دیا۔ انصار اس تقسیم میں شامل نہ تھے البتہ حضرت ابو دجانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت سہیل بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے افلاس وفقر کے باعث ان کو بھی کچھ دیا اور بنی نضیر کے اسلحہ میں سے ایک بہترین تلوار جو کہ ابن ابی الحقیق کی تھی حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عطا فرمائی۔

اس غزوہ میں پندرہ روز کے محاصرے کے بعد یہودیوں نے ہتھیار ڈال دیے تھے اور مسلمانوں کا کوئی جانی نقصان نہیں ہوا۔

(مدارج النبوۃ جلد دوم)

ام المومنین سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا وصال

اسی سال ام المومنین حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا 3 ربیع الاول 4 ھ کو وفات پا گئیں اور ان کو جنت البقیع میں دفن کیا گیا۔

(زرقانی علی المواہب جلد دوم)

بے شک ہم نے آپ پر کتاب نازل فرمائی

اسی سال ایک مسلمان طعمہ بن البیرق جو کہ قبیلہ بنی ظفر سے تعلق رکھتا تھا اس نے حضرت قتادہ بن نعمان انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر میں چوری کی اور ایک زرہ چرا لی طعمہ حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہمسایہ تھا اس نے زرہ چوری کر لینے کے بعد چمڑے کی اس تھیلی میں ڈالی جس میں آٹا تھا چنانچہ جب جانے لگا تو آٹا تھیلی کے سوراخوں سے گرنے لگا یہ دیکھ کر طعمہ ڈرا کہ صورتحال واضح ہو جائے گی۔ اور اس کی چوری کا پتہ چل جائے گا چنانچہ اس نے تھیلی زرہ سمیت ایک یہودی زید بن سمین کے گھر میں پھینک دی۔ ایک روایت میں ہے کہ یہودی کے سپرد کر دی۔

اگلے دن جب زرہ کی تلاش ہوئی تو ابن سمین یہودی کے گھر سے اس کا سراغ مل گیا زرہ اور آٹے کی تھیلی یہودی کے گھر سے برآمد کر لی گئی اس سے جب پوچھ گچھ ہوئی تو یہودی نے کہا کہ یہ کام طعمہ کا ہے وہی اسے میرے گھر ڈال گیا ہے یا یہ کہا کہ میرے پاس بطور امانت رکھوا گیا ہے یہودیوں کے چند لوگوں نے اس کی گواہی دی اور کہا کہ زید بن سمین بالکل ٹھیک کہہ رہا ہے۔ اس کے بعد حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور زید بن سمین دونوں طعمہ کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ کیا یہ کام تم نے کیا ہے؟ اس نے صاف انکار کر دیا باوجود اس بات کے کہ طعمہ کے قبیلے والے یہ جانتے تھے کہ اس کی زمانہ جاہلیت میں یہ عادت تھی یعنی اس طرح کے کام کرتا رہتا تھا جب اسے پکڑ کر حضور

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں پیش کیا گیا اس کے قبیلے والوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! طعمہ نے چوری نہیں کی یہ جرم یہودی کا ہے۔

ان لوگوں کا یہ خیال تھا کہ طعمہ چونکہ مسلمان ہے اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کی حمائت فرمائیں گے چونکہ زرہ یہودی کے گھر سے برآمد ہوئی تھی اور اس کے خلاف گواہ بھی موجود تھے اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارادہ فرمایا کہ اس یہودی کو سزا دی جائے تو عین اسی وقت قرآن حکیم کی یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی۔

ترجمہ: ''بے شک ہم نے آپ پر کتاب نازل فرمائی تا کہ لوگوں کے مابین جو اللہ آپ کو دکھائے فیصلہ فرمائیں اور خائنین کے دشمن نہ ہو۔ (القرآن)

اس کے بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن سمین کے بارے میں خاموشی اختیار فرمائی اور طعمہ کا ہاتھ کاٹنے کا حکم فرمایا یہ حکم سن کر طعمہ وہاں سے فرار ہوا اور مکہ مکرمہ چلا گیا اس نے وہاں پر بھی چوری کی جب لوگوں کو پتہ چلا تو انہوں نے اسے قتل کر دیا ایک روایت میں آتا ہے کہ وہ مرتد ہو گیا اور چوری کرتے ہوئے مارا گیا۔ ایک روایت میں آتا ہے کہ اس نے ایک دیوار میں نقب لگائی تو دیوار اس کے اوپر آ گری جس سے وہ مر گیا ایک اور روایت میں آتا ہے کہ وہ وہاں سے بھاگا اور ایک کشتی میں سوار ہو گیا کشتی میں بھی اس نے تھیلی چرائی پتہ چلنے پر لوگوں نے اسے دریا میں پھینک دیا اور وہ ڈوب کر مر گیا غرضیکہ اس کا انجام بہت ہی بھیانک ہوا۔

(مدارج النبوۃ جلد دوم)

امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت

چار شعبان بروز جمعرات 4ھ کو حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت باسعادت ہوئی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) رکھا اور عقیقہ کیا۔

(مدارج النبوۃ جلد دوم)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح

ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی پہلی شادی حضرت ابو سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوئی تھی۔ حضرت ابو سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ غزوہ احد میں زخمی ہو گئے اگرچہ صحت یاب ہو گئے تھے مگر ایک لشکر کے ساتھ جاتے ہوئے ان کے زخم کھل گئے اور وہ وفات پا گئے۔ جب حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عدت کی مدت گزر گئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو نکاح کا پیغام بھیجا چنانچہ 4ھ میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح فرمایا۔

(زرقانی علی المواہب جلد دوم)

Marfat.com

نواسہء رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات

4ھ میں ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بیٹے تھے چھ سال کی عمر میں کھیلتے ہوئے ان کی آنکھ میں ایک مرغ نے چونچ ماری جس سے زخم ہو گیا جو بڑھتا گیا اس کے صدمے سے وہ وفات پا گئے۔ (مدارج النبوۃ جلد دوم)

یہودی مرد و عورت کو سنگسار کرنے کا حکم

4ھ میں ایک یہودی مرد نے ایک عورت کے ساتھ زنا کیا جس پر چند یہودی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے کہ ہم میں سے ایک مرد اور عورت نے زنا کیا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا کہ تورات میں اس جرم کے متعلق کیا حکم ہے؟ انہوں نے کہا کہ ہم ان کو رسوا کرتے ہیں اور ان کو درے مارتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو کہ یہود کے بہت بڑے عالم تھے اور اسلام قبول کر چکے تھے اتفاق سے وہاں پر موجود تھے فرمانے لگے تم لوگ جھوٹ بولتے ہو کیونکہ تورات میں سنگسار کی آیت مبارکہ موجود ہے۔ چنانچہ تورات لائی گئی اور وہ لوگ اس کی ورق گردانی کرنے لگے ان میں سے ایک شخص نے سنگسار کی آیت پر اپنا ہاتھ رکھ لیا تا کہ نظر نہ آئے اور اس سے اگلی پچھلی آیات پڑھ کر سنا دیں۔

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس شخص سے کہا کہ اپنا ہاتھ تورات پر اٹھاؤ۔ چنانچہ جب اس نے صفحے پر سے ہاتھ اٹھایا تو رجم کی آیت صاف دکھائی دینے لگی اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ فرمایا کہ ان دونوں مرد و عورت کو سنگسار کر دیا جائے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر دونوں کو سنگسار کر دیا گیا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس مرد کو دیکھا کہ وہ عورت پر جھکتا تھا تا کہ عورت پتھروں کی ضرب سے بچ سکے۔

(مدارج النبوۃ جلد دوم)

غزوہ بدر الموعد

یہ شوال 3ھ کا ذکر ہے کہ احد کے میدان سے واپس جاتے وقت ابوسفیان نے للکارا کہ آئندہ سال بدر میں مقابلہ ہوگا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اشارہ سے جواب دیا کہ ہمیں منظور ہے۔ ابوسفیان جنگ کی تیاریاں نہ کر سکا اس نے یہ سوچ کر کہ شرمندگی نہ اٹھانی پڑے ایک چال چلی اتفاق سے ان دنوں مدینہ منورہ سے نعیم بن مسعود اشجعی مکہ مکرمہ آیا ہوا تھا اس نے قریش کو اسلامی لشکر کی تیاری اور سامان جنگ کے بارے میں تمام حالات بتائے ابوسفیان نے نعیم سے کہا کہ غزوہ احد میں ہمارا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو چیلنج تھا کہ اگلے سال مقابلہ کریں گے مگر اس سال سخت قحط ہے لہٰذا ہم نہیں چاہتے کہ مسلمانوں پر لشکر کشی کریں اگر تم مدینہ

Marfat.com

منورہ جا کر یہ پراپیگنڈہ کرو کہ اس سال تو قریش کی بہت زبردست تیاری ہے اگر مسلمان مقابلے پر نکلے تو نقصان اٹھائیں گے اس طرح ہم شرمندگی سے بچ سکتے ہیں اس کے بدلے میں قریش تمہیں چند تین سالہ اونٹ انعام کے طور پر دیں گے اس موقع پر سہیل بن عمرو نے گارنٹی دی کہ اگر تم یہ کام کرلو گے تو انعام میں اونٹ ضرور دیئے جائیں گے۔

اس کے بعد نعیم مدینہ منورہ گیا اور اپنے سر کو اس طرح منڈایا کہ جیسے وہ عمرہ ادا کرکے آیا ہے اس نے مسلمانوں کو مشرکین کے لشکر کی تیاری اور اس کی شان وشوکت کی خبر دی اور ان سے جنگ کرنے سے بہت ڈرایا اور کہا کہ مصلحت اسی میں ہے کہ مدینہ منورہ سے باہر ہی نہ نکلا جائے میرے خیال کے مطابق اگر تم نے ان سے مقابلہ کیا تو ایک بھی واپس نہیں آئے گا سوائے اس کے کہ جو فرار ہو کر اپنی جان بچالے لہٰذا خیریت اسی میں ہے کہ مدینہ منورہ ہی میں رہا جائے مسلمانوں نے نعیم کی باتوں پر اعتبار کرلیا اور بظاہر یوں لگنے لگا کہ مسلمان جنگ کیلئے مدینہ منورہ سے باہر نہیں نکلیں گے۔

(مدارج النبوۃ جلد دوم)

اللہ کی قسم! میں جنگ کیلئے جاؤں گا

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک جب یہ باتیں پہنچیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیال فرمایا کہ کوئی شخص بھی اس غزوہ کو اختیار نہیں کرے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر خدمت ہوئے اور کفار کی طرف سے جو مقابلے کا چیلنج دیا گیا تھا اس کے تحت جنگ کیلئے جانے پر اصرار کیا اور بہت اچھی اچھی باتیں کیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کی باتیں سن کر بہت خوش ہوئے اور فرمایا اس اللہ کی قسم! جس کے قبضہء قدرت میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے میں جنگ کیلئے جاؤں گا خواہ اس غزوہ میں میرے ساتھ کوئی بھی نہ نکلے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارادے کی خبر جب صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو ہوئی تو وہ بھی جنگ کیلئے تیار ہو گئے۔

اس کے بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مدینہ منورہ میں نائب مقرر فرمایا اور 26 شوال 4ھ کو پندرہ سو مجاہدین کے ہمراہ بدر کی طرف روانہ ہوئے۔ اسلامی لشکر کا پرچم حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس تھا۔ یکم ذی قعدہ کی چاندرات کو مسلمان میدان بدر میں پہنچے آٹھ روز تک وہاں پر قیام کیا دوسری طرف ابوسفیان دو ہزار کا لشکر لے کر مکہ مکرمہ سے چلا لیکن ہمت ہار کر مکہ مکرمہ سے تقریباً بارہ کلومیٹر کے فاصلے پر واقع مرالظہر ان پر پہنچا۔ بعض کا کہنا ہے کہ مرالظہران کے ایک جانب مقام مجنہ جو کہ مکہ مکرمہ کے قریب ایک وادی ہے میں پہنچا ایک اور روایت کے مطابق مکہ مکرمہ سے دو منزل کے فاصلہ پر مقام عسفان میں پہنچا اور قریش سے خطاب کرتے ہوئے کہا۔

تمہارے لئے وہی سال جنگ کیلئے بہتر ہو سکتا ہے جس سال ہریالی اور شادابی ہو کیونکہ اس میں تم اونٹوں کو درختوں کے پتے بھی کھلا سکو گے اور ان کا دودھ بھی پی سکو گے یہ سال تو قحط کا سال ہے اس لئے مناسب یہی ہے کہ جنگ نہ کی جائے لہٰذا میں تو واپس جا رہا ہوں تم بھی واپسی کی راہ لو۔

Marfat.com

اس کے بعد ابوسفیان اور اس کا لشکر واپس لوٹ گئے جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آٹھ دن انتظار کرنے کے بعد 12 یا 13 ذی القعدہ 4ھ کو مدینہ منورہ واپس آ گئے۔ (سیرت ابن ہشام جلد دوم، مدارج النبوۃ جلد دوم)

غزوہ ذات الرقاع

اس غزوہ کو ذات الرقاع کا نام اس لئے دیا گیا تھا کہ اس غزوہ کے موقع پر جھنڈوں میں پیوند لگائے گئے تھے چونکہ رقعہ پیوند کو کہتے ہیں اس کی جمع رقاع ہے۔ چنانچہ ذات الرقاع کے معنی ہیں پیوندوں والا بعض کا کہنا ہے کہ جس مقام پر یہ غزوہ ہوا۔ وہاں پر ایک درخت تھا جسے ذات الرقاع کہا جاتا تھا اسی مناسبت سے اس غزوہ کو بھی ذات الرقاع کہا گیا اکثر نے یہ کہا کہ جس پہاڑ پر ڈیرے ڈالے گئے تھے اسے ذات الرقاع کہا جاتا ہے۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ اس غزوہ میں مسلمانوں کے پاؤں پتھروں پر چلنے کے باعث زخمی ہو گئے تھے اور اس بناء پر انہوں نے رقاع یعنی کپڑے کے ٹکڑے اپنے پاؤں کے ساتھ باندھ لئے تھے۔

ابن ہشام نے غزوہ ذات الرقاع کے وقوع پذیر کے سال کو 4ھ بیان کیا ہے جبکہ بعض نے اس کا وقوع پذیر ہونا محرم 5ھ بیان کیا ہے شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب مدارج النبوۃ میں اس غزوہ کا ذکر ہجرت کے چھٹے سال میں کرتے ہیں۔

(زرقانی علی المواہب جلد دوم، سیرت ابن ہشام جلد دوم، مدارج النبوۃ جلد دوم)

جنگ کی نوبت نہیں آئی

اس غزوہ کا سبب یہ تھا کہ ایک شخص چند بھیڑیں فروخت کرنے کی غرض سے مدینہ منورہ میں آیا اور اس نے مسلمانوں کو اطلاع دی کہ انمار اور ثعلبہ نامی قبیلے مسلمانوں کے خلاف جنگی تیاریاں کر رہے ہیں اور اس اطلاع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ پر حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قائم مقام مقرر فرمایا بعض کا کہنا ہے کہ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلیفہ بنایا اور چار سو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم ایک روایت کے مطابق سات سو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ مدینہ منورہ سے نکلے اور غطفان میں واقع ایک گاؤں نخل کے مقام پر ڈیرے ڈالنے یہاں پر قبیلہ غطفان کی ایک بہت بڑی جمعیت سے واسطہ پڑا اور دونوں فریقین ایک دوسرے کے نزدیک پہنچ گئے مگر جنگ کی نوبت اس لئے پیش نہ آئی کہ اس قبیلہ کے مردوں کی جمعیت پہاڑوں اور ٹیلوں میں قلعہ بند ہوگئی۔

مسلمانوں نے اس خوف سے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ مشرکین اپنی کمین گاہوں سے نکل کر فرصت کو غنیمت جانتے ہوئے اچانک حملہ کر دیں کفار کے اموال کو نہ لوٹا اور اس جگہ پر جب نماز کا وقت ہوا تو نماز خوف ادا کی یہ سب سے پہلی نماز خوف تھی جو ادا کی گئی۔ اس کے بعد بغیر لڑے وہاں پر چند روز قیام کرنے کے بعد مسلمان واپس مدینہ منورہ لوٹ آئے۔

(سیرت ابن ہشام جلد دوم، زرقانی علی المواہب جلد دوم)

Marfat.com

آٹھواں باب

ہجرت کے پانچویں سال کے واقعات

مسلمانوں کی بڑھتی ہوئی قوت کو دیکھ کر کفار پیچ وتاب کھاتے تھے مسلمانوں کے خلاف ان کے تمام منصوبے ناکام ہو جاتے تھے اس کے باوجود وہ شرارتوں سے باز نہیں آتے تھے۔ چنانچہ 5ھ میں جہاں بہت سے دیگر واقعات رونما ہوئے وہاں جنگی معرکے بھی پیش آئے چنانچہ ہجرت کے پانچویں سال کے اہم واقعات اس باب کی زینت بنائے جاتے ہیں۔

غزوۂ دومتہ الجندل

دومتہ الجندل ایک پہاڑ ہے جہاں سے کوفہ دس منزل کے فاصلے پر ہے جبکہ دمشق بھی تقریباً اتنے ہی فاصلے پر واقع ہے۔ بعض کا کہنا ہے کہ دومتہ الجندل ایک قلعہ ہے جس کی بنیاد پتھر پر رکھی گئی ہے اور اس جگہ کی پیداوار کھجور اور جو ہیں۔ بعض یہ کہتے ہیں کہ دومتہ الجندل ایک شہر ہے اس کے اور دمشق کے مابین پانچ راتوں کی مسافت جتنا فاصلہ ہے اور مدینہ طیبہ سے پندرہ یا سولہ راتوں کی مسافت پر ہے۔

اس غزوہ کا سبب یہ تھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اطلاع دی گئی کہ دومتہ الجندل کا نصرانی حاکم اکیدر مسلمانوں کے تجارتی قافلوں کو بہت پریشان کرتا ہے اور تکلیف پہنچاتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بھی بتایا گیا کہ اکیدر بن مالک جو کہ قیصر کے زیر فرمان ہے اس نے بہت سی فوج جمع کر لی ہے۔ تاکہ مسلمانوں سے جنگ کرے۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی سرکوبی کیلئے ایک ہزار صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا لشکر تیار کر کے مدینہ منورہ میں حضرت سباع بن عرفطہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا نائب مقرر فرمایا اور 25 ربیع الاول 5ھ کو مدینہ طیبہ سے روانگی فرمائی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے راستہ بتانے کیلئے ایک راہبر کا تعین بھی فرمایا تاکہ مسافت جلد طے ہو اور سرکشوں کے قلع قمع کیلئے جلد پہنچا جائے۔ مسلمان رات کو سفر کرتے اور دن کو راستہ سے ایک طرف ہو جاتے اور قیام کرتے جب ایک دن کا سفر رہ گیا تو راہبر نے کہا یہاں قریب ہی دشمنوں کے مویشی موجود ہیں۔ اس پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے مویشی اور سامان پر قبضہ کرنے کا حکم فرمایا۔ چنانچہ مسلمانوں نے ان کے جانور اور سامان اپنے قبضہ میں کر لیا۔ مویشی چرانے والے اور سامان کے محافظوں نے جب مسلمانوں کو دیکھا تو وہ سب کچھ

Marfat.com

چھوڑ چھاڑ کر اپنی جان بچانے کیلئے راہ فرار اختیار کر گئے اور انہوں نے جا کر قلعہ دومتہ الجندل کے باشندوں کو اس بات کی خبر پہنچائی لیکن ان میں سے کوئی بھی مسلمانوں کے مقابلہ پر نہ آیا۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں پر کئی دن قیام فرمایا۔ دشمنوں کی طرف سے کسی قسم کی حرکت نہ ہوئی۔ اسی دوران حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اطراف و جوانب میں چھوٹے چھوٹے لشکر روانہ فرمائے تا کہ وہ ادھر ادھر پھیل کر دشمن کا پتہ لگائیں مگر دشمن کا کچھ پتہ نہ تھا۔ البتہ محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دشمنوں کے ایک شخص کو پکڑ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں پیش کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے معلومات لینا چاہیں تو اس نے کہا کہ ان لوگوں نے جب مسلمانوں کی آمد کی خبر سنی تو وہ اپنے گھروں کو چھوڑ کر بھاگ گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اسلام قبول کرنے کی دعوت دی تو اس نے قبول کر لی اور مسلمان ہو گیا۔ چند روز قیام کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ہمراہ ماہ ربیع الثانی کے آخر میں مدینہ منورہ واپس تشریف لے آئے۔

(زرقانی علی المواہب جلد دوم، مدارج النبوۃ جلد دوم)

غزوۂ بنی المصطلق

اس غزوہ کو غزوہ مریسیع بھی کہتے ہیں مریسیع ایک کنویں کا نام ہے جہاں بنی المصطلق ٹھہرتے تھے یہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان بنی خزاعہ کا کنواں تھا۔ اس غزوہ کا سبب یہ تھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ملی کہ قبیلہ خزاعہ کی ایک شاخ بنو مصطلق نے مدینہ منورہ پر حملہ کی تیاری کی ہے اس حملہ کی تیاری میں اس قبیلہ کا سردار حارث بن ابی ضرار پیش پیش تھا اور اس نے بعض عرب قبائل کو اپنے ساتھ ملا کر جنگ کیلئے لشکر فراہم کرنے کے وعدہ پر مسلمانوں کے خلاف جنگ کی تیاری شروع کر دی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خبر کی تحقیق کیلئے حضرت بریدہ بن الحصیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مشرکین کی طرف بھیجا۔ حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مخالفین کے پاس گئے اور جنگی حکمت عملی سے کام لیتے ہوئے کفار کو اپنا راز دان بنا کر کہا کہ میں نے سنا ہے تم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ جنگ کا ارادہ رکھتے ہو اگر واقعی یہ بات درست ہے تو میں اس معاملہ میں تمہاری مدد کروں گا۔

بنی مصطلق نے حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ بہت اچھا سلوک کیا اور بڑی عزت سے پیش آئے۔ انہوں نے مسلمانوں کے ساتھ جنگ کا مصمم ارادہ ظاہر کیا تو حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے کہا اگر تیاری مکمل ہے تو پھر مجھے بھی اجازت دو تا کہ میں بھی جا کر اپنے ساتھیوں کو تیار کر کے واپس آ سکوں۔ چنانچہ حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس بہانے سے ان کے درمیان سے نکلے اور مدینہ منورہ پہنچ کر کفار کے تمام حالات کی خبر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دی۔ اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لشکر اسلام کو جمع فرمایا اور لشکر کو ترتیب دیتے ہوئے انصار کا جھنڈا حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور مہاجرین کا جھنڈا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد فرمایا ایک روایت کے مطابق حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد فرمایا اور مدینہ منورہ میں حضرت زید بن حارثہ رضی

Marfat.com

اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا نائب مقرر کر کے 2 شعبان کو روانگی فرمائی۔ اسلامی لشکر میں بیس گھوڑے انصار کے اور تیس گھوڑے مہاجرین کے تھے جبکہ بعض منافقین بھی مال غنیمت کی لالچ میں مسلمانوں کے ساتھ ہو لئے تھے۔

(زرقانی علی المواہب جلد دوم، مدارج النبوۃ جلد دوم)

کفار پر دہشت طاری ہوگئی

اس غزوہ کے دوران دشمنوں کا ایک جاسوس گرفتار کرلیا گیا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے ڈرایا دھمکایا تو وہ ڈر گیا اور کہا کہ اسے بنی مصطلق کے سردار نے بھیجا ہے تاکہ اسلامی لشکر کی جاسوسی کرے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس جاسوس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں پیش کیا اور اس کے جرم کے متعلق بتایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اسلام قبول کرنے کی دعوت دی اس بدقسمت نے قبول نہ کی چنانچہ اسے موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔ دشمنوں کو جب اپنے جاسوس کی ہلاکت کی خبر پہنچی تو ان کے دلوں پر مسلمانوں کا رعب و دبدبہ طاری ہو گیا اور بہت سے وہ لوگ جو ادھر ادھر سے آکر حارث بن ابی ضرار کے پاس اکٹھے ہو گئے تھے رفتہ رفتہ وہاں سے بھاگنا شروع ہو گئے اور ان میں سے ہر کوئی فرار ہو کر اپنے اپنے مقام پر واپس چلا گیا۔ حارث بن ضرار کے ساتھ صرف بنی مصطلق کے لوگ رہ گئے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مریسیع کے نزدیک پہنچ کر قیام فرمایا امہات المومنین میں سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ساتھ تھیں۔ دشمنوں نے اپنا لشکر ترتیب دے کر اپنا جھنڈا ایک شخص صفوان کے سپرد کیا اور پھر یہ لشکر مسلمانوں کے مقابلے کیلئے سامنے آیا اسلامی لشکر تیار تھا دونوں جانب سے صفیں درست ہو گئیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا کہ کفار کو دین اسلام کی دعوت دو اگر وہ قبول کرلیں تو ان کا خون اور اموال محفوظ رہیں گے۔ کفار نے اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیا اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اشارے پر مسلمانوں نے یکدم بھرپور حملہ کر دیا۔

حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مشرکین کے علمبردار کو قتل کر دیا اس جنگ میں اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کے ساتھ مسلمانوں کی مدد فرمائی اور کفار کے دلوں میں خوف و دہشت پیدا کر دی۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار پر ان کی غفلت کی حالت میں حملہ کرنے کا حکم فرمایا جبکہ وہ جانوروں کو پانی پلا رہے تھے۔

(زرقانی علی المواہب جلد دوم، مدارج النبوۃ جلد دوم)

جنگ کا فیصلہ جلد ہو گیا

جنگ کے دوران اگرچہ کفار نے ڈٹ کر مسلمانوں کا مقابلہ کیا لیکن وہ مجاہدین اسلام کے حملے کی تاب نہ لا سکے اور جلد شکست کھا گئے دس مشرکین ہلاک ہوئے تقریباً 700 سے زائد گرفتار ہوئے ان میں قبیلہ کے سردار کی

Marfat.com

صاحبزادی جویریہ بھی تھیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی خواہش پر ان کو آزاد کر کے ان سے نکاح کر لیا۔ مسلمانوں کے ہاتھ مالِ غنیمت میں پانچ ہزار بکریاں اور دو ہزار اونٹ آئے صرف ایک صحابی شہید ہوئے۔

جب جنگ ختم ہوئی تو بنی مصطلق کا ایک شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور اسلام قبول کیا پھر اس نے کہا کہ اس جنگ میں ہم نے ابلق گھوڑوں پر سوار سفید پوشوں کو دیکھا جو اسلامی فوج کے شانہ بشانہ لڑ رہے تھے اور ہم نے ان جیسے پہلے کبھی نہ دیکھے تھے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس غزوہ کیلئے 2 شعبان 5 ھ کو مریسیع کی جانب روانہ ہوئے تھے اور 30 شعبان المعظم کو مدینہ منورہ واپسی فرمائی۔

(زرقانی جلد دوم، مدارج النبوۃ جلد دوم)

اللہ تعالیٰ نے تصدیق فرما دی

بنو مصطلق کی شکست کے بعد اسلامی فوج نے مریسیع کے پاس ہی ایک بستی میں چند یوم تک قیام کیا اسی دوران ایک مہاجر حضرت جہجاہ بن مسعود غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ایک انصاری حضرت سنان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پانی کے ڈول پر آپس میں جھگڑا ہو گیا اور دونوں دست و گریبان ہو گئے۔ جہجاہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سنان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک لات مار دی۔ انصار کے نزدیک کسی سے لات کھا لینا بڑے عار کی بات تھی چنانچہ سنان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی مدد کیلئے انصار کو آوازیں دینا شروع کر دیں۔ جہجاہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب معاملہ نازک دیکھا تو انہوں نے مہاجرین کو پکارنا شروع کر دیا چنانچہ دونوں طرف کے لوگ بھاگے ہوئے آئے۔ اس موقع پر عبداللہ بن ابی بھی موجود تھا اس نے موقع غنیمت جانا اور انصار کو اشتعال دلا کر لڑائی پر ابھارا اس طرح تلواریں نکل آئیں۔ اسی اثناء میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی شور سن کر اپنے خیمہ مبارک سے باہر تشریف لائے اور فرمایا۔

"یہ کیسی جاہلیت کی دہائی ہے کہاں تم لوگ اور کہاں جاہلیت کی دہائی؟ اسے چھوڑو یہ بہت بری چیز ہے۔"

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد سن کر دونوں طرف کے کچھ لوگ آگے بڑھے اور لڑنے والوں میں صلح صفائی کرا دی۔ عبداللہ بن ابی کو یہ بات بہت ناگوار گزری کہ اچھا بھلا لڑائی کا موقع ہاتھ سے نکل گیا یہ اور دیگر منافقین ایک جگہ پر بیٹھ کر باتیں کرنے لگے۔ عبداللہ بن ابی نے بات کرتے ہوئے کہا۔

"یہ سب کچھ تم لوگوں کا اپنا ہی کیا دھرا ہے اگر تم مہاجرین کی امداد بند کر دو تو وہ تنگ آ کر خود ہی مدینہ چھوڑ دیں گے۔ خدا کی قسم! مدینہ واپس جا کر ہم میں سے جو عزت والا ہے وہ ذلیل کو مدینہ سے نکال باہر کرے گا۔"

اتفاق سے ان منافقین کی گفتگو حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سن رہے تھے جو کہ کم عمر تھے مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق کی حد تک محبت کرتے تھے عبداللہ بن ابی کی باتیں سن کر ان کا خون کھول اٹھا اور اسی وقت اپنے چچا حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گئے اور ان کو ساری بات بتائی جسے سن کر ان کو بھی غصہ آیا اور حضور

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر واقعہ عرض کیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلا کر دریافت فرمایا تو انہوں نے عبداللہ بن ابی کی کہی ہوئی باتیں دہرا دیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شاید تم عبداللہ بن ابی سے خفا ہو یا پھر ہو سکتا ہے کہ تمہیں سننے میں غلطی لگی ہو۔ انہوں نے قسم کھا کر کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے یہ باتیں عبداللہ بن ابی کے منہ سے خود سنی ہیں۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن ابی کو بلا کر پوچھا تو وہ صاف مکر گیا اور قسمیں کھانے لگا کہ میں نے یہ باتیں نہیں کہیں یہ لڑکا جھوٹ بولتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر انصار کو بھی عبداللہ بن ابی کی قسموں پر یقین آ گیا اور حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر خفا ہوئے کہ کیوں اس طرح کی شکایت کر کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ناراض کر دیا۔ حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دل پر اس واقعہ کا بہت اثر ہوا اور سخت رنجیدہ ہو کر اپنی قیام گاہ پر چلے گئے اور سو گئے ابھی بیدار بھی نہیں ہوئے تھے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر سورۂ منافقون کا نزول ہوا جس میں منافقین کی ساری حقیقت کھول کر بیان کر دی گئی تھی۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی وقت حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلوایا اور ان کے سامنے سورۂ منافقون کی آیات مبارکہ پڑھیں اور پھر ہنستے ہوئے ان کا کان پکڑ کر فرمایا لڑکے کا کان سچا تھا اللہ تعالیٰ نے خود اس کی تصدیق فرما دی۔ اس ضمن میں حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ جس وقت عبداللہ بن ابی نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنی باتوں سے صاف مکرتے ہوئے قسم قسم کر اپنی صفائی پیش کی اور سب کو یقین دلایا تو انصار کے بزرگوں اور خود میرے چچا نے مجھے بہت برا بھلا کہا یہاں تک کہ مجھے محسوس ہوا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی مجھے جھوٹا سمجھا ہے اس سے مجھے اس قدر شدید صدمہ ہوا کبھی عمر بھر نہیں ہوا تھا میں رنج و غم کی حالت میں اپنی جگہ پر جا کر بیٹھ گیا اور پھر جب سورۂ منافقون کی دوسری آیات کے ساتھ یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی۔

يَقُولُونَ لَئِنْ رَّجَعْنَآ اِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ (المنافقون:8)

"یہ کہتے ہیں کہ ہم مدینہ واپس پہنچ جائیں تو جو عزت والا ہے وہ ذلیل کو وہاں سے نکال دے گا۔ حالانکہ عزت تو اللہ اور اس کے رسول اور مومنین کیلئے ہے۔ مگر یہ منافقین نہیں جانتے۔"

تو اللہ تعالیٰ نے میری بات کی حرف بحرف تصدیق فرما دی۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور پر مسکراہٹ کے آثار نمایاں ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا، اے زید (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! اللہ تعالیٰ نے تمہاری تصدیق فرمائی۔

(طبقات ابن سعد، طبری، معارج النبوۃ جلد سوم)

Marfat.com

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے اجازت دیجئے

اس واقعہ کے حوالے سے روایات میں آتا ہے کہ جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عبداللہ بن ابی کی حرکت کا پتہ چلا تو وہ سخت غصے میں آگئے اور ننگی تلوار لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ اجازت دیجئے کہ میں اس منافق کی گردن اڑا دوں اور اگر آپ یہ مناسب نہ سمجھیں تو انصار میں سے سعد، معاذ بن جبل، عباد بن بشر یا محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو حکم دیں کہ وہ یہ کام کر دیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں ایسا مت کرو، لوگ کہیں گے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے ساتھیوں کو قتل کراتے ہیں۔

عبداللہ بن ابی کے بیٹے حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہایت سچے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جانثار صحابی تھے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے باپ نے آپ کو ذلیل کہا اللہ کی قسم! وہ خود ذلیل ہے اگرچہ میں اپنے باپ کا اطاعت گزار ہوں لیکن آپ حکم فرمائیں تو میں ابھی اس کی گردن اڑا دیتا ہوں۔ کوئی دوسرا اسے قتل کرے گا تو ہو سکتا ہے کہ میرے دل میں انتقام کا جذبہ بیدار ہو جائے اور میری آخرت برباد ہو جائے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بھی وہی جواب دیا جو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیا تھا۔ اس کے بعد جب لشکر اسلام مدینہ طیبہ کو واپس ہوا تو حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تلوار نکال کر باپ کا راستہ روک کر کھڑے ہو گئے اور کہا۔

"تم اقرار کرو کہ میں ذلیل ہوں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم عزت والے ہیں۔ ورنہ اللہ کی قسم! میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت کے بغیر تمہیں مدینہ منورہ میں ہرگز داخل نہیں ہونے دوں گا۔"

یہ سن کر عبداللہ بن ابی چیخ و پکار کرنے لگا کہ لوگو! دیکھو میرا بیٹا ہی مجھے مدینہ میں داخل ہونے سے روک رہا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے دیکھا کہ بیٹے نے باپ کا راستہ روک رکھا ہے اور عبداللہ بن ابی پکار کر کہہ رہا ہے کہ "میں سب سے زیادہ ذلیل ہوں اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سب سے زیادہ عزت والے ہیں۔"

یہ دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا کہ اپنے باپ کا راستہ چھوڑ دو جب تک یہ ہم میں موجود ہیں ہم ان کے ساتھ اچھا سلوک ہی کریں گے۔

(طبقات ابن سعد، طبری، مدارج النبوۃ، جلد دوم)

میں نے اسلام قبول کر لیا ہے

غزوہ بنی مصطلق میں دیگر قیدیوں کے ساتھ حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی شامل تھیں جو قبیلہ بنی مصطلق

Marfat.com

کے سردار کی بیٹی تھیں ان کا پہلا نکاح مسافع بن صفوان سے ہوا تھا جو اس غزوہ میں مارا گیا۔ جب مال غنیمت کی تقسیم ہوئی تو حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت ثابت بن قیس انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حصہ میں آئیں تو انہوں نے حضرت ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ آپ جس قدر رقم کہتے ہیں میں ادا کر دیتی ہوں مگر آپ مجھے آزاد کر دیں۔ حضرت ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس بات کو قبول کر لیا۔ اسکے بعد حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئیں اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے اسلام قبول کر لیا ہے میرے والد قبیلہ بنی مصطلق کے سردار حارث بن ابی ضرار ہیں میں اپنے آپ کو آزاد کرانے کی خواہاں ہوں اس سلسلے میں میری مدد فرمائیں کیونکہ میں حضرت ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حصے میں آگئی ہوں اور انہوں نے میری آزادی کے بدلے میں اس قدر رقم کا تقاضہ کیا ہے میں اتنی رقم ادا نہیں کر سکتی لہٰذا آپ میری آزادی کیلئے مدد فرمائیں۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم یہ بات منظور کرتی ہو کہ میں یہ رقم خود ادا کر کے تم سے نکاح کر لوں کہ تمہارا خاندانی وقار برقرار رہ جائے۔ حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے خوشی کے ساتھ اس بات کو قبول کر لیا۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پاس سے ساری رقم ادا کر کے ان کو آزادی دلوائی اور ان سے نکاح فرما لیا۔

اس نکاح کی خبر جلد ہی تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں پھیل گئی اور انہوں نے آپس میں مشورہ کرتے ہوئے کہا کہ ہمارے لئے مناسب نہیں ہے کہ ام المومنین حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے قبیلہ کے جو لوگ قید میں ہیں ان کو ہم اپنی غلامی میں رکھیں۔ چنانچہ مسلمانوں نے بنی مصطلق کے تمام قیدیوں کو قید سے آزاد کر دیا۔

(ابوداؤد شریف، زرقانی علی المواہب جلد دوم)

واقعہ افک

غزوۂ بنی مصطلق سے واپسی کے وقت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ طیبہ کی طرف راستے میں ایک منزل پر لشکر اسلام کے ہمراہ پڑاؤ کیا پھر جب وہاں سے روانگی کا اعلان کیا گیا تو اس وقت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا رفع حاجت کیلئے گئی ہوئی تھیں۔ وہاں پر ان کا ہار گلے سے ٹوٹ کر گر گیا جب واپس لشکر گاہ میں پہنچیں تو ہار غائب تھا کجاوے میں تلاش کیا مگر نہ ملا ابھی لوگ روانہ ہونے والے تھے یہ اپنے ہار کی تلاش کیلئے دوبارہ اسی جگہ پر تشریف لے گئیں ان کا خیال تھا کہ جلد واپس آجائیں گی مگر ہار تلاش کرتے کرتے دیر ہوگئی ہار تو مل گیا لیکن اس دوران جو لوگ کجاوہ اونٹ پر رکھنے اور باندھنے کیلئے متعین تھے انہوں نے خیال کیا کہ ام المومنین کجاوے میں موجود ہیں چنانچہ انہوں نے ان کے پہنچنے سے قبل ہی کجاوہ اونٹ پر رکھ کر باندھ دیا سارا لشکر روانہ ہو گیا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا منزل پر واپس آکر دیکھا تو وہاں پر کوئی موجود نہ تھا آپ اپنی چادر مبارک لپیٹ کر وہیں پر لیٹ گئیں یہ خیال کیا کہ جب وہ لوگ اگلی منزل پر مجھے نہ دیکھیں گے تو ضرور میری تلاش میں

Marfat.com

واپس اسی جگہ پر آئیں گے۔ اسی دوران حضرت صفوان بن معطل رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو اس غرض سے سب سے آخر میں روانہ ہوا کرتے تھے تاکہ اگر لشکر میں سے کوئی سامان وغیرہ اتفاق سے وہاں پڑا رہ جائے تو وہ اسے اٹھا کر اگلی منزل پر لے جائیں۔ انہوں نے جب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دیکھا تو انا للّٰہ وانا الیہ راجعون پڑھ کر کہا۔ اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے آپ کس وجہ سے پیچھے رہ گئیں۔ پھر انہوں نے ان کو اپنے اونٹ پر سوار کر لیا اور اونٹ کی مہار تھام کر چل پڑے۔ اور راگلی منزل پر لشکر سے جا ملے۔

(سیرت ابن ہشام جلد دوم)

منافقین کی تہمت

منافقین نے اس موقع کو بھی ضائع نہ جانے دیا اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی غیر موجودگی میں رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی نے ان پر تہمت لگادی اور اس بات کو خوب مشہور کیا مدینہ منورہ میں آنے کے بعد تو منافقین نے باقاعدہ طور پر اس تہمت کا چرچا کیا بہت سے مسلمان بھی منافقین کے بہکاوے میں آ گئے جن میں حضرت مسطح بن اثاثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قریبی رشتہ دار تھے۔ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت حمنہ بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی شامل تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس تہمت سے بہت رنجیدہ ہوئے جبکہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بھی دکھ ہوا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تو مدینہ طیبہ پہنچتے ہی سخت علیل ہو گئیں اور ان کو اس تہمت کے بارے میں پتہ نہ چلا اور نہ ہی ان کو کسی نے بتایا اگرچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یقین تھا کہ ام المومنین پاکدامن ہیں لوگوں کی چہ میگوئیوں سے بچنے کیلئے اپنی طرف سے اس معاملے میں کچھ نہ فرمایا اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی کا انتظار فرمایا۔

(بخاری شریف جلد دوم، سیرت ابن ہشام جلد دوم)

منافقین جھوٹ کہتے ہیں

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منافقین کی اس تہمت کے بارے میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ان کے خیالات معلوم کیے تو انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں یقین سے کہتا ہوں کہ منافقین جھوٹ کہتے ہیں کیونکہ جب اللہ تعالیٰ کو یہ بھی پسند نہیں کہ آپ کے جسم اطہر پر ایک مکھی بیٹھے کیونکہ مکھی بعض اوقات گندگی پر بیٹھ جاتی ہے اور اس سے اس کے پاؤں آلودہ ہو جاتے ہیں تو وہ جو زیادہ پلیدی سے آلودہ ہو اس سے آپ کو کیوں نہیں محفوظ رکھے گا۔

اس بارے میں جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا تو انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! منافقین جھوٹ کہتے ہیں اس لئے کہ جب اللہ تعالیٰ آپ کا سایہ زمین پر پڑنا گوارا نہیں کرتا کہ کہیں زمین ناپاک ہو یا کوئی شخص اپنا قدم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سایہ پر رکھ دے جب اللہ تعالیٰ آپ کے سایہ کی اس طرح

Marfat.com

حفاظت فرماتا ہے تو کیسے یہ گوارا کرے گا کہ کوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حرم پاک کے دامن عصمت پر داغ لگائے۔

اس ضمن میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ بات بھی منافقین کے جھوٹوں میں سے ایک جھوٹ ہے اس لئے کہ ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نعلین پاک میں نجاست لگ گئی تھی تو جبرائیل علیہ السلام نے آ کر آپ کو اس کی اطلاع کر دی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نعلین پاک اتار دیں اس لئے اگر کوئی ایسی بات ہوتی تو اللہ تعالیٰ ضرور آپ کو اس کی اطلاع کر دیتا اطمینان رکھئے اللہ تعالیٰ ضرور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی برأت ظاہر فرما دے گا۔

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جب پوچھا گیا تو انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! وہ آپ کی زوجہ مطہرہ ہیں اور ہم انہیں اچھی طرح جانتے ہیں۔

حضرت بریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے جب پوچھا گیا تو انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے اس پروردگار کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا، میں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا میں کوئی عیب نہیں دیکھا البتہ اتنی سی بات ہے کہ وہ ابھی بچی ہیں اور کبھی کبھار ایسا ہوتا ہے کہ وہ گوندھا ہوا آٹا چھوڑ کر سو جاتی ہیں اور آٹا بکری کھا جاتی ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی لونڈی حضرت بریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا، اللہ کی قسم! عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) خالص سونے سے بھی زیادہ پاکیزہ ہیں۔

اس حوالے سے حضرت ابوایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ان کی اہلیہ حضرت ام ایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پوچھا اے ابوایوب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! کیا آپ نے سنا ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں لوگ کیا کہتے ہیں؟ انہوں نے کہا وہ سب جھوٹ کہتے ہیں اے ام ایوب (رضی اللہ تعالیٰ عنہا)! کیا تم ایسا کر سکتی ہو؟ ام ایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا، اللہ کی قسم! میں ایسا کبھی نہیں کر سکتی۔ اس پر حضرت ابوایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا، اللہ کی قسم! عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) تو تم سے زیادہ بہتر عورت ہیں۔

اس بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المومنین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا تو انہوں نے کہا اللہ کی قسم! یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں اپنے کانوں اور آنکھوں کی حفاظت کرتی ہوں خدا کی قسم! میں تو عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کو اچھی ہی جانتی ہوں۔

(بخاری شریف جلد دوم، سیرت ابن ہشام جلد دوم، مدارج النبوۃ جلد دوم)

ان لوگوں کو کیا ہو گیا ہے

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ابھی تک اس بارے میں علم نہ ہوا تھا کہ ان پر بہتان تراشا گیا ہے ایک روز رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پر کھڑے ہو کر اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کے بعد فرمایا۔

''ان لوگوں کو کیا ہو گیا ہے جو مجھے میرے اہل خانہ کے متعلق تکلیف پہنچا رہے ہیں۔ ان کی طرف غلط باتیں

Marfat.com

منسوب کر رہے ہیں۔ اللہ کی قسم! میں نے ان میں نیکی کے علاوہ کچھ نہیں دیکھا اور جس شخص (صفوان بن معطل رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے بارے میں یہ الزام لگاتے ہیں اس میں بھی اللہ کی قسم! میں نے ہمیشہ بھلائی ہی دیکھی ہے وہ جب کبھی میرے گھر میں آتا ہے تو میرے ساتھ ہی آتا ہے۔"

(بخاری شریف جلد دوم، سیرت ابن ہشام جلد دوم)

اس پر اللہ ہی سے مدد مانگی جاسکتی ہے

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو جب اس بارے میں علم ہوا تو انہیں بھی بہت دکھ ہوا انہوں نے محسوس کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا رخ انور بھی کچھ بدلا ہوا ہے لیکن چونکہ بیماری کے باعث نقاہت بڑھ گئی تھی۔ اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے اس بات کا علم ہونے سے قبل ہی اپنے والد محترم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر منتقل ہو گئی تھیں تا کہ ان کی والدہ کو تیمارداری میں آسانی رہے والدین نے بھی ان کو کچھ نہیں بتایا تھا۔

ایک روز حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لائے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی موجود تھے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس تہمت کی وجہ سے رو رہی تھیں ان کی والدہ ماجدہ بھی پاس ہی تھیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا۔

"لوگوں کی باتوں کا تمہیں علم ہو چکا ہے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ سے ڈرو اگر کوئی ایسی بات ہے تو تم اللہ تعالیٰ سے توبہ کرو اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے۔"

یہ سن کر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی آنکھوں سے مزید آنسو نکل آئے خیال کر رہی تھیں کہ میرے ماں باپ میری طرف سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جواب دیں گے لیکن جب انہوں نے کوئی بات نہ کی تو فرمایا، آپ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جواب کیوں نہیں دیتے۔ والدین نے کہا ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ ہم کیا جواب دیں۔ یہ سن کر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پھوٹ پھوٹ کر رو پڑیں پھر فرمایا۔

"اللہ کی قسم! جس چیز کا آپ نے ذکر کیا ہے اس کے بارے میں تو میں کبھی اللہ تعالیٰ سے توبہ نہیں کروں گی۔ میں اچھی طرح جانتی ہوں کہ اگر میں لوگوں کی کہی ہوئی بات کا اقرار کرلوں اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ میرا دامن اس سے پاک ہے تو میں ایسی بات کا اقرار کروں گی جس کی حقیقت ہی نہیں ہے اور اگر میں ان کی بات کا انکار کرتی ہوں تو آپ لوگ نہیں مانیں گے اس لئے میں تو وہی کہوں گی جو حضرت یوسف علیہ السلام کے والد (حضرت یعقوب علیہ السلام) نے کہا تھا یعنی

فَصَبْرٌ جَمِيلٌ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ

"صبر جمیل کے سوا کیا ہو سکتا ہے اور جو کچھ تم لوگ کہہ رہے ہو اس پر اللہ تعالیٰ سے ہی مدد مانگی جاسکتی ہے۔"

اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ میں اس تہمت سے پاک ہوں اللہ تعالیٰ ضرور میری برأت کو کسی ذریعے سے ظاہر فرما

Marfat.com

دے گا۔ (سیرت ابن ہشام جلد دوم)

اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی نازل ہوگئی

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ابھی وہیں تشریف فرماتھے کہ اسی وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کا نزول ہوا۔اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا)! تجھے خوشخبری ہو کہ اللہ تعالیٰ نے تیری برأت کا اعلان فرمادیا ہے اور تیری پاکیزگی کی گواہی دی ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نازل ہونے والی سورۂ نور کی دس آیات مبارکہ کی تلاوت فرمائی جن کا ترجمہ ہے۔

"واقعی بات یہ ہے کہ جن لوگوں نے بہتان باندھا تھا وہ تم میں سے ایک جماعت ہے اس بہتان کو اپنے لئے شر مت سمجھو بلکہ وہ تمہارے لئے خیر ہے ان میں سے ہر شخص کیلئے وہ گناہ ہے جو اس نے کمایا ہے اور ان میں وہ جس نے سب سے بڑا حصہ لیا اس کیلئے بڑا عذاب ہے۔ کیوں نہ ہوا جب تم نے اسے سنا تھا کہ مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں نے اپنوں پر نیک گمان کیا ہوتا اور کہتے یہ کھلا بہتان ہے اس پر چار گواہ کیوں نہ لائے تو جب گواہ نہ لائے تو وہی اللہ کے نزدیک جھوٹے ہیں اور اگر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت تم پر دنیا و آخرت میں نہ ہوتی تو جس چرچے میں تم پڑے اس پر تمہیں بڑا عذاب پہنچتا جب تم ایسی بات اپنی زبانوں پر ایک دوسرے سے سن کر لاتے تھے اور اپنے منہ سے وہ نکالتے تھے جس کا تمہیں علم نہیں اور اسے آسان سمجھتے تھے اور وہ اللہ کے نزدیک بڑی بات ہے اور کیوں نہ ہوا جب تم نے سنا تھا کہا ہوتا کہ ہمیں نہیں پہنچتا کہ ایسی بات کہیں۔ الٰہی پاکی ہے تجھے یہ بڑا بہتان ہے اللہ تمہیں نصیحت فرماتا ہے کہ اب کبھی ایسا نہ کہنا اگر ایمان رکھتے ہو اور اللہ تمہارے لئے آیتیں صاف بیان فرماتا ہے اور اللہ علم و حکمت والا ہے۔ وہ لوگ جو چاہتے ہیں کہ مسلمانوں میں براچرچا پھیلے ان کیلئے دردناک عذاب ہے۔ دنیا و آخرت میں اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے اور اگر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت تم پر نہ ہوتی اور یہ کہ اللہ تم پر نہایت مہربان مہر والا ہے تو تم اس کا مزہ چکھتے۔"

(سورۂ نور آیات 11 تا 20) (زرقانی علی المواہب جلد دوم)

اللہ بڑا معاف کرنے والا ہے

جب سورۂ نور کی یہ آیات مبارکہ نازل ہوئیں تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے خالہ زاد بھائی حضرت مسطح بن اثاثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر بہت غصہ آیا۔ کیونکہ انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر لگنے والے بہتان کو سچ سمجھتے ہوئے اس بات کو اچھالنے میں معاونت کی تھی حالانکہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان سے قریبی رشتہ داری اور ان کی مفلسی کے باعث ان کو خرچ دیا کرتے تھے اور ان کی مالی امداد کرتے رہتے تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قسم کھاتے ہوئے کہا واللہ! میں اب مسطح کو کبھی مالی امداد نہیں دوں گا

Marfat.com

اور اسے کوئی نفع نہیں پہنچاؤں گا کیونکہ اس نے عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے بارے میں ایسی باتیں کیا۔

اس موقع پر سورۂ نور کی یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی۔

وَلَا يَاْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ اَنْ يُّؤْتُوْٓا اُولِي الْقُرْبٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَالْمُهٰجِرِيْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ص وَلْيَعْفُوْا وَلْيَصْفَحُوْا اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ o (سورہ نور آیت 22)

"تم میں سے فضیلت اور وسعت رکھنے والے لوگوں کو قرابت داروں، مسکینوں اور اللہ کے راستے میں ہجرت کرنے والوں کو دینے میں کوتاہی نہیں کرنی چاہیے اور انہیں چاہیے کہ وہ معاف کر دیں اور درگزر کر دیں کیا تم اسے پسند نہیں کرتے کہ اللہ تمہیں معاف کر دے اور اللہ بڑا معاف کرنے والا اور بڑا مہربان ہے۔"

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب یہ آیت مبارکہ سنی تو فرمایا، اللہ کی قسم! میں پسند کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھے معاف فرما دے۔ اس کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو خرچ وغیرہ حضرت مسطح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیا کرتے تھے وہ پہلے کی طرح بدستور دینے لگے اور فرمایا، واللہ! میں اسے کبھی نہیں روکوں گا۔

(سیرت ابن ہشام جلد دوم)

تہمت لگانے والوں کو سزا دی گئی

اس کے بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبوی ﷺ میں تشریف لائے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ایک کثیر تعداد وہاں پر موجود تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کے سامنے سورۂ نور کی آیات مبارکہ تلاوت فرمائیں پھر تہمت لگانے والے چار افراد کو حد کی سزا میں اسی اسی کوڑے لگائے گئے سزا پانے والوں میں حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت مسطح بن اثاثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت حمنہ بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور مشہور منافق عبداللہ ابن ابی تھے۔

(معارج النبوۃ جلد سوم)

تیمم کا حکم آ گیا

اس غزوہ بنی مصطلق سے واپسی پر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ہار مدینہ منورہ کے نزدیک مقام صلصل یا مقام ذات الجیش یا مقام بیداء پر دوسری مرتبہ گم ہو گیا۔ ہار کے گم ہونے کی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس منزل پر توقف فرمایا اور ہار کی تلاش کی گئی مگر ہار نہ ملا اس مقام پر پانی نہیں تھا جبکہ لوگوں کے پاس سے بھی پانی ختم ہو گیا تھا وضو کیلئے پانی موجود نہ تھا اس پر کچھ لوگوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آ کر شکایت کی کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہار کی گمشدگی کے باعث حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہاں پر ٹھہر گئے ہیں جبکہ یہاں پر پانی بھی نہیں ہے۔

Marfat.com

یہ سن کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس آئے اور ان پر بہت خفا ہوئے اور اپنے ہاتھ سے ان کے پہلو مبارک میں کونچا لگایا اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنا سر مبارک حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ران مبارک پر رکھے استراحت فرما رہے تھے۔ اس لئے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے مار کھانے کے باوجود حرکت تک نہ کی کہ کہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم بیدار نہ ہو جائیں۔ فجر کے وقت جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے تو پانی موجود نہ تھا۔ اچانک اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر تیمم کی آیت نازل ہوئی۔

اس کے بعد سب نے تیمم کر کے فجر کی نماز ادا کی۔ اس موقع پر حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اے آل ابوبکر! یہ تمہاری پہلی ہی برکت نہیں ہے یعنی اس سے پہلے بھی اس طرح کی بہت سی برکات تمہاری طرف سے مسلمانوں کو پہنچ چکی ہیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ پھر جب اونٹ کو اٹھایا گیا تو اس کے نیچے سے میرا ہار مل گیا۔

(بخاری شریف جلد اول، مدارج النبوۃ جلد دوم)

غزوۂ خندق

غزوۂ خندق کا واقعہ شوال 5ھ میں پیش آیا اس غزوہ کو غزوہ احزاب بھی کہا جاتا ہے اس کا سبب یہ تھا کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی نضیر کے یہودیوں کو مدینہ منورہ سے نکال دیا تو ان میں سے زیادہ تر خیبر میں جا کر آباد ہو گئے ان میں حیی بن اخطب، سلام بن مشکم، کنانہ بن الربیع، سلام بن الحقیق اور حوزہ بن قیس وائلی وغیرہ یہودیوں کے سرکردہ افراد شامل تھے۔ خیبر میں قیام کے دوران انہوں نے مسلمانوں سے انتقام لینے کیلئے بہت سے منصوبے بنائے اور بالآخر ایک منصوبے پر متفق ہو گئے کہ قریش مکہ کو ساتھ ملا کر مدینہ منورہ پر بھرپور حملہ کر دیا جائے اور سب مل کر مسلمانوں کو ختم کر دیں۔ یہودیوں کے سرکردہ افراد ایک وفد کی صورت میں مکہ مکرمہ گئے اور ابوسفیان سے ملاقات کی اپنے آنے کا مقصد بیان کیا اس موقع پر کفار قریش کے بھی سرکردہ لوگ موجود تھے سب نے یہودیوں کی بات کی تائید کی اور مل کر مدینہ منورہ پر حملہ کرنے کیلئے حامی بھری۔

اس کے بعد یہودیوں کا وفد قبیلہ بنو غطفان میں گیا اور ان سے اس سلسلے میں بات چیت کی ان کو خیبر کی نصف آمدنی دینے کا لالچ دیا اور یہ بھی کہا کہ اس کام میں قریش ہمارا ساتھ دینے کیلئے تیار ہو گئے ہیں اس پر قبیلہ غطفان کے لوگ بھی جنگ کیلئے تیار ہو گئے اور بنو غطفان نے اپنے حلیف بنو اسد کو بھی جنگ کیلئے اپنے ساتھ ملا لیا۔ کفار مکہ نے قبیلہ بنو سلیم کو بھی اپنا حمایتی بنا لیا جبکہ یہودیوں نے اپنے حلیف قبیلہ بنو اسعد سے بات کر کے ان کو بھی جنگ میں ساتھ دینے کا کہا اور اس قبیلے کو بھی تیار کر لیا اس طرح کفار نے ایک اچھی خاصی جمعیت جنگ کیلئے تیار کر لی۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مخالفین کے اس منصوبے کی خبر ملی کہ قریش اور یہود نے مل کر مدینہ منورہ پر حملہ

Marfat.com

کرنے کا منصوبہ بنایا ہے اور اس مقصد کیلئے ابوسفیان اور کفار کے دوسرے سرداروں نے مشرکین کا لشکر بڑی تیزی سے جمع کیا ہے کفار کی تعداد دس ہزار ہے ان کے ساتھ پندرہ سو اونٹ اور تین سو گھوڑے ہیں اور یہ لشکر بڑی تیزی سے مسلمانوں پر حملہ آور ہونے کے ارادے سے بالکل تیار ہے۔

(زرقانی علی المواہب جلد دوم، مدارج النبوۃ جلد دوم)

خندق کی کھدائی کا حکم دے دیا گیا

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس اطلاع پر مہاجرین و انصار کے جید اصحاب رضی اللہ عنہم کو مشورہ کیلئے طلب فرمایا۔ مدینہ منورہ کی پوزیشن ایسی تھی کہ اس کے تین اطراف میں مکانات اور کھجوروں کے جھنڈ تھے اس لئے ان اطراف سے حملے کا امکان نہیں تھا مگر اس کی ایک سائیڈ کھلی تھی حملہ آور اس طرف سے ہی حملہ کر سکتے تھے ان حالات میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! عجم کے شہروں میں جب کوئی بہت بڑا لشکر کسی شہر پر حملہ کرنے کیلئے آتا ہے تو وہ اپنے دفاع کیلئے خندق کھودتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ تجویز پسند آئی چنانچہ خندق کھودنے کا حکم فرمایا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی مدد پر بھروسہ کرتے ہوئے مدینہ منورہ کے دفاع کا فیصلہ کیا۔ چنانچہ 8 شوال 5ھ کو تین ہزار صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ باہر نکل کر کوہ کے دامن میں پڑاؤ ڈالا مدینہ منورہ کے بعض اطراف جو عمارات سے مضبوط تھے ان کو چھوڑ کر بعض جگہوں میں جہاں راستے تھے اور خندق کھودنے کی ضرورت تھی خندق کھودنے کا حکم فرمایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر دس آدمیوں کو چالیس گز جگہ تقسیم فرمادی اور ایک روایت کے مطابق ہر شخص کے حصہ میں دس گز جگہ آئی۔

مسلمان بڑی ہمت سے خندق کھودنے میں مصروف ہوئے چونکہ اس وقت مسلمانوں اور بنوقریظہ کے یہودیوں کے مابین صلح تھی۔ اس لئے مسلمان خندق کھودنے کیلئے ان سے کچھ اوزار وغیرہ عاریتاً لے لیتے تھے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی خندق کھودنے میں حصہ لے رہے تھے ان دنوں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ دس آدمیوں کے برابر کام کرتے تھے۔ چونکہ مہاجرین اور انصار کا حصہ ہر ایک کیلئے الگ مقرر ہوا تھا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خندق کھودنے کیلئے مسلمانوں کی چھوٹی چھوٹی ٹولیاں بنادی تھیں اس لئے انصار کہتے تھے کہ سلمان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہمارے ساتھ شامل ہو کر کام کریں جبکہ مہاجرین کہتے تھے کہ انہیں ہم اپنے ساتھ رکھیں گے اس پر اختلاف پیدا ہو گیا جب یہ بات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سلمان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہمارے اہل بیت میں سے ہے۔

(سیدا بن ہشام جلد دوم، طبقات ابن سعد)

Marfat.com

آئندہ کی فتوحات کی خوشخبری سنادی

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب خندق کھودی جا رہی تھی تو اس دوران ایک انتہائی سخت پتھر سامنے آیا جو کسی بھی طرح نہیں ٹوٹ رہا تھا چنانچہ اس صورتحال کی اطلاع حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دی گئی۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم خود تشریف لائے اس وقت بھوک کے باعث آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے شکم مبارک پر پتھر بندھا ہوا تھا اور تین دن سے کچھ نہیں کھایا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ سے کدال لی اور اس پتھر پر ماری پہلی ضرب لگنے سے وہ پتھر پھٹا اور اس سے بجلی چمکی جس سے روشنی پھیلی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نعرہ تکبیر بلند فرمایا تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بھی نعرہ کا جواب دیا۔ دوسری مرتبہ ضرب لگائی تو پہلے ہی کی طرح بجلی چمکی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر تکبیر فرمائی۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے پھر اسی طرح جواب دیا۔ تیسری ضرب پر بھی اسی طرح ہی ہوا۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ کیا تھا جو ہم نے دیکھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب میں نے پتھر پر پہلی ضرب لگائی تو بجلی چمکی اور اس کی روشنی میں میں نے کسریٰ کی مملکت سے حیرہ کے محلات کو بڑے بڑے مکانات کی شکل میں دیکھا۔ اور حضرت جبرائیل علیہ السلام نے مجھے خبر دی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت اس طرف غالب ہوگی اس کے بعد دوسری ضرب لگائی روشنی چمکی تو میں نے روم کے سرخ محلات کو دیکھا اور مجھے بتایا گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت ان ممالک پر قبضہ کرے گی تیسری ضرب کی روشنی میں مجھے یمن کی کنجیاں مرحمت فرمائی گئیں اور مجھے صنعاء کے محلات کو دکھایا گیا اور مجھے بتایا گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت ان شہروں پر قبضہ کرے گی۔

(زرقانی علی المواہب جلد دوم، مدارج النبوۃ جلد دوم)

ایک ہزار افراد نے کھانا کھایا

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ خندق کھودنے کے دوران جو بہت بڑا پتھر نکل آیا تھا۔ اس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم توڑنے میں مصروف تھے کہ کدال اٹھاتے وقت میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے شکم مبارک پر پتھر بندھے ہوئے دیکھا یہ اس بات کی نشانی تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ تناول نہیں فرمایا۔ میں اٹھا تاکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے کھانا تیار کروں اور خاموشی سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے گھر لے جاؤں۔ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم مناسب سمجھیں تو چند آدمیوں کو بھی ساتھ لے آئیں۔ میرے گھر میں بکری کا ایک بچہ موجود تھا میں نے اسے ذبح کیا اور اپنی بیوی سے کہا کہ اسے پکا کر تیار کرو پھر میری بیوی نے ایک صاع جو کہ اس وقت موجود تھے ان کو پیس کر آٹا گوندھ دیا۔

Marfat.com

اس کے بعد میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے تھوڑا سا کھانا تیار کرایا ہے آپ میرے گھر تشریف لائیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا، کھانا کتنا ہے؟ میں نے جو کچھ تھا عرض کر دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جاؤ اور اپنی بیوی سے کہہ دو کہ ہانڈی کو چولہے سے نہ اتارے اور نہ ہی ابھی روٹیاں پکائے جب تک کہ میں نہ آ جاؤں اور وہاں پر موجود نہ ہوں۔ اس کے ساتھ ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام اہل خندق کو آواز دی کہ جابر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے تمہارے لئے کھانا تیار کیا ہے لہٰذا آؤ سب چل کر کھانا کھائیں۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے گھر آ کر اپنی بیوی سے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمام لوگوں کے ہمراہ ہمارے گھر کھانے کیلئے تشریف لا رہے ہیں۔ ان کی بیوی نے پوچھا کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو علم ہے کہ کھانا کتنا ہے؟ انہوں نے کہا، ہاں۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے گھر تشریف لائے تو ہنڈیا اور آٹے کے پاس گئے اپنا لعاب دہن مبارک ہنڈیا اور آٹے میں ملایا اس کے بعد بارگاہ الٰہی میں برکت کی دعا کر کے فرمایا کہ روٹیاں تنور میں لگاؤ۔ جب روٹیاں پک کر باہر نکالی جاتیں تو ان کو پیالے میں توڑ کر ڈالتے اس کے ساتھ شوربہ ملا کر دس دس آدمیوں کو بٹھاتے یہاں تک کہ وہ پیٹ بھر کر کھا لیتے پھر وہ اٹھ جاتے اسی طرح ایک ہزار افراد نے کھانا کھایا مگر گوندھا ہوا آٹا اور ہنڈیا میں سالن پہلے جتنا ہی موجود تھا۔

(بخاری شریف جلد دوم، مدارج النبوۃ جلد دوم)

خندق کی کھدائی مکمل ہوگئی

جب خندق کی کھدائی مکمل ہوگئی تو اس کی گہرائی پانچ گز اور لمبائی تقریباً چھ کلومیٹر تھی۔ تین ہفتوں میں یہ کام مکمل ہوا۔ ایک روایت کے مطابق چھ روز میں خندق کی کھدائی مکمل ہوئی اس کے بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مدینہ منورہ میں اپنا نائب مقرر فرمایا حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مہاجرین کا جھنڈا اور حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو انصار کا جھنڈا عنایت فرمایا اور تین ہزار کے لشکر کے ہمراہ کوہ سلع کے دامن میں اس طرح قیام فرما ہوا کہ پہاڑ پشت پر تھا اور خندق سامنے تھی۔

(زرقانی علی المواہب جلد دوم)

بنو قریظہ نے معاہدہ توڑ دیا

مسلمان جب خندق کی کھدائی سے فارغ ہو گئے تو کفار کا لشکر نمودار ہوا۔ اسلامی لشکر اور مشرکین کی فوج کے درمیان خندق حائل تھی۔ ابوسفیان کفار کی فوج کا سپہ سالار تھا اسے جب معلوم ہوا کہ بنو قریظہ کے یہودیوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عہد کیا ہوا ہے کہ وہ ان کے دشمنوں کی مدد نہیں کریں گے اس شرط کے ساتھ کہ مسلمان ان سے تعرض نہ کریں چنانچہ اس صورتحال کو دیکھتے ہوئے ابوسفیان نے حیی بن اخطب سے کہا کہ وہ کسی طرح دھوکے اور

Marfat.com

فریب سے کام لے کر بنو قریظہ کے کعب بن اسد کو وعدہ خلافی پر ابھارے تا کہ بنو قریظہ ہماری مدد کریں۔ اس پر حیی بن اخطب اس کام کیلئے کعب بن اسد کی طرف گیا جب کعب کو معلوم ہوا کہ حیی آرہا ہے تو اس نے اپنے قلعہ کا دروازہ بند کرلیا حیی بن اخطب نے دروازہ کھلوانا چاہا مگر اس نے انکار کردیا حیی چیخ چیخ کر کہنے لگا کعب! تیرا برا ہو دروازہ کھول۔

کعب بن اسد نے اندر سے جواب دیا تیرا برا ہو حیی! تو بڑا بد بخت ہے اور منحوس آدمی ہے تیری وجہ سے بنی نفیر مصیبت میں پڑے ہیں اب تو نے ہماری طرف رخ کیا ہے واپس چلے جاؤ اور ہمیں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ جنگ کی دعوت مت دو کیونکہ ہم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے عہد کر چکے ہیں اور ہم عہد و پیمان توڑنے کیلئے تیار نہیں۔ حیی بن اخطب نے کہا دروازہ تو کھول میں تجھ سے کچھ بات کہنا چاہتا ہوں۔ کعب نے انکار کیا بڑی مشکل سے جتن کر کے حیی نے دروازہ کھلوایا اور کعب بن اسد سے کہا، اے کعب! تجھے کیا ہو گیا؟ میں تیرے پاس زمانہ بھر کی عزت اور انسانوں کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر لایا ہوں۔ میں قریش کو لایا ہوں ان کے سردار اور لیڈر بھی موجود ہیں میں نے انہیں رومہ کی طرف سے آنے والی وادیوں کے سنگم پر ٹھہرایا ہے قبیلہ غطفان کو لایا ہوں ان کے بھی سردار اور لیڈر ساتھ ہیں انہیں میں نے احد کے ایک طرف اتارا ہے اور میرا سب سے عہد و پیمان ہو چکا ہے کہ ہم اس وقت تک نہیں ہٹیں گے جب تک محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ان کے ساتھیوں کو جڑ سے نہ اکھاڑ پھینکیں۔

کعب بن اسد بڑے غور سے اس کی باتیں سنتا رہا جب حیی نے اپنی بات ختم کی تو کعب نے کہا، خدا کی قسم! تو زمانے بھر کی ذلت اور ایسا بادل لایا ہے جس کا پانی ختم ہو چکا ہے وہ گرجتا اور چمکتا تو ہے مگر اس میں ہے تو کچھ نہیں لہٰذا مجھے میری حالت پر چھوڑ دو کیونکہ میں نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میں سوائے وفائے عہد اور سچائی کے کچھ نہیں پایا حیی نے پھر بھی ہمت نہ ہاری اور وہ برابر کعب کو بہلاتا اور پھسلاتا رہا اس نے یہ بھی کہہ دیا کہ میں عہد کرتا ہوں کہ اگر قریش اور غطفان محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا خاتمہ نہ کر سکے تو میں تمہارے قلعے میں ساتھ چلوں گا پھر جو کچھ تم پر گزرے گا وہ مجھ پر بھی گزرے گا اس پر کعب نے عہد توڑ دیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کیے ہوئے عہد و پیمان سے اپنے آپ کو الگ کرلیا۔

(زرقانی علی المواہب جلد دوم، مدارج النبوۃ جلد دوم)

مسلمانو! اس سے نہ گھبراؤ

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب بنی قریظہ کے عہد توڑنے کی خبر پہنچی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ اوس کے سردار حضرت سعد بن معاذ، حضرت سعد بن عبادہ، حضرت عبداللہ بن رواحہ اور حضرت خوات بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بنو قریظہ کی طرف بھیجا تا کہ صحیح صورتحال معلوم کر کے آئیں۔ ان صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بنو قریظہ کو کافی سمجھایا اور ان کو عہد شکنی سے باز رکھنے کیلئے بہت زور لگایا۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے سخت جملوں کا بھی استعمال

Marfat.com

کیا لیکن کعب بن اسد بڑی نرمی سے بات کرتا رہا مگر پہلے موقف سے نہ ہٹا اس لئے اس سے بات چیت بے فائدہ رہی۔

ابن ہشام نے لکھا ہے کہ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کعب کو برا بھلا کہنا شروع کیا۔ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تیز مزاج آدمی تھے۔ اس لئے حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو ٹھنڈا کیا اور سمجھایا اس کی وجہ یہ تھی کہ جب انہوں نے بنو قریظہ سے اس بارے میں بات کی تو انہوں نے بڑی ڈھٹائی سے کہا کہ کون رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہمارے اور ان کے درمیان کوئی معاہدہ نہیں ہوا۔

اس کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم مدینہ منورہ واپس لوٹ آئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حالات کی خبر دی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سن کر فرمایا۔ مسلمانو! اس سے نہ گھبراؤ نہ اس کا غم کرو۔ اس میں تمہارے لئے خوشخبری ہے (پھر فرمایا) حسبنا اللہ ونعم وکیل۔

(سیرت ابن ہشام جلد دوم، زرقانی علی المواہب جلد دوم)

ہماری طرف سے انہیں صرف تلوار کا تحفہ ملے گا

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مسلمانوں کو آزمائش میں پڑے ہوئے دیکھا تو کوشش کی کہ کسی طرح قبیلہ بنو غطفان سے صلح کا معاملہ ہو جائے تاکہ وہ کفار کا ساتھ چھوڑ دیں اور اس طرح ان میں انتشار پیدا ہو جائے چنانچہ اس مقصد کیلئے قبیلہ غطفان کے سردار عینیہ بن حصین سے یہ معاہدہ کرنا چاہا کہ بنو غطفان کو مدینہ منورہ کی کھجوروں کا ایک تہائی دیا جائے گا اس کے بدلے میں وہ اپنے قبیلے والوں کو لے کر واپس چلے جائیں دونوں طرف سے صلح کی بات چیت جاری تھی۔ بنو غطفان نے اس پر رضامندی ظاہر کر دی تھی مگر ابھی آخری اور قطعی فیصلہ نہیں ہوا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری فیصلہ کرنے سے قبل حضرت سعد بن معاذ اور حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے اس سلسلے میں ان کی رائے دریافت فرمائی۔

دونوں نے عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا یہ ایسا معاملہ ہے جسے آپ پسند فرماتے ہیں اور کرنا چاہتے ہیں یا پھر اس بارے میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی نازل ہوئی ہے اگر تو اس کا حکم اللہ تعالیٰ نے دیا ہے تو پھر اس پر عمل کئے بغیر چارہ نہیں اور اگر یہ آپ اپنی طرف سے کرنا چاہتے ہیں تو پھر یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اس میں بھی سرتابی کی گنجائش نہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اس بارے میں وحی تو نازل نہیں ہوئی البتہ میں نے تمہاری خاطر دشمنوں میں انتشار پیدا کرنے کیلئے کہ ان کی طاقت کم ہو جائے اس بات کا ارادہ کیا ہے۔

اس پر حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! جب ہم حالت کفر میں تھے اس وقت تو یہ لوگ سوائے مہمانداری اور خریداری کے ہماری ایک کھجور بھی نہیں لے جا سکتے تھے مگر اب جبکہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اسلام کی دولت سے سرفراز فرمایا ہے اور ہمیں صراط مستقیم پر لگا دیا ہے تو پھر بھلا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ہم اپنا مال ان کو دے دیں گے، اللہ کی قسم! ان لوگوں کو کھجور کا نہیں ہماری طرف سے تلوار کا تحفہ ملے گا یہاں تک کہ

Marfat.com

اللہ تعالیٰ ہمارے اور ان کے مابین فیصلہ فرمادے۔ یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم بنو غطفان کے لوگوں کو واپس لوٹا دیا۔

(سیرت ابن ہشام جلد دوم، معارج النبوۃ جلد سوم)

خندق عبور کرنے کی کوشش

اسی دوران بنو قریظہ نے قریش سے مدد طلب کی تاکہ مدینہ منورہ پر شب خون ماریں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی اطلاع مل گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بھیجا تاکہ وہ مدینہ منورہ کے قلعوں اور مکانات کی حفاظت کریں۔ اس کے بعد مشرکین جب مسلمانوں پر حملہ آور ہونے کیلئے آگے بڑھے تو خندق کے پاس آکر رک گئے چونکہ یہ دستور عربوں میں نہیں تھا اس لئے حیران رہ گئے اور مسلمانوں کے محاصرہ میں مشغول ہوئے بعض اوقات جانبین میں تیراندازی ہوئی مگر خندق کو عبور کرنے میں کامیاب نہ ہوسکے تھے۔

دشمنوں کی طرف سے محاصرہ جاری تھا کہ کفار کے چند سوار جن میں عمرو بن عبدود، عکرمہ بن ابو جہل، ضرور بن الخطاب، نوفل بن عبداللہ اور ہبیرہ بن ابی وہب نے دلیری کی اور گھوڑے دوڑاتے ہوئے خندق کے پاس آگئے اور جس جگہ خندق ذرا تنگ تھی گھوڑوں کو ایڑ لگا کر پار کرلی۔

(سیرت ابن ہشام جلد دوم)

میں تمہارا خون بہانا پسند کرتا ہوں

خندق پار کرکے آنے والوں میں عمرو بن عبدود اگرچہ کافی بوڑھا تھا مگر بہت تجربہ کار اور جنگ لڑنے کا ماہر اور انتہائی طاقتور تھا یہ جنگ بدر میں بھی لڑا تھا اور زخمی ہوگیا تھا شدید زخمی ہونے کی وجہ سے وہ جنگ احد میں لڑنے کیلئے نہیں آیا تھا مگر اس غزوہ خندق میں وہ اپنی پوری آب وتاب کے ساتھ میدان میں آیا تھا اس نے آتے ہی سب سے پہلے مسلمانوں کو للکارا۔ اس نے تین مرتبہ للکارا اور تینوں مرتبہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے مقابلے کیلئے تیار ہوئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دو مرتبہ تو منع فرمایا کہ اے علی! یہ عمرو بن عبدود ہے۔ مگر جب تیسری مرتبہ اس نے کہا کہ تم میں کوئی مرد نہیں ہے جو میرے مقابلے میں آئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس سے لڑنے کی اجازت عطا فرمائی اور اپنی تلوار ''ذوالفقار'' ان کو دی اپنے دست مبارک سے ان کے سر پر عمامہ باندھا اور زرہ پہنائی پھر دعا مانگی، اے اللہ! تو علی کی مدد فرما۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب عمرو بن عبدود کے سامنے مقابلے کیلئے نکلے تو فرمایا، اے عمرو! تم کہا کرتے ہو کہ جو کوئی مجھے دو باتوں کی دعوت دے تو میں ان میں سے ایک قبول کرلیتا ہوں۔ عمرو نے کہا، ہاں اسی طرح ہی ہے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تو پھر میں تجھے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی طرف دعوت دیتا ہوں۔ اس نے کہا مجھے اس کی ضرورت نہیں۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تو پھر دوسری بات یہ ہے کہ مسلمانوں سے

Marfat.com

لڑائی نہ کر اور واپس چلا جا۔ عمرو نے کہا یہ بھی نہیں ہو سکتا قریش کی عورتیں تو باتیں کریں گی (یعنی طعنہ دیں گی) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، پھر مجھ سے مقابلہ کر۔

یہ بات سن کر عمرو ہنسنے لگا اور کہا تم ابھی بچے ہو اس لئے واپس چلے جاؤ ابھی تمہارا میدان میں نکل کر مقابلے کرنے کا وقت نہیں آیا۔ میرے اور تمہارے والد کے درمیان دوستی تھی میں تمہارا خون بہانا پسند نہیں کرتا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا لیکن میں تمہارا خون بہانا پسند کرتا ہوں۔ عمرو اس بات سے بہت غضبناک ہوا اور اپنے گھوڑے سے نیچے اتر پڑا اترتے ہی اس نے پہلے تو اپنے گھوڑے کے پاؤں پر تلوار ماری جس سے کونچیں کٹ گئیں پھر اس نے اس کے منہ پر مکا مارا تاکہ وہ پیچھے ہٹ جائے۔ پھر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف بڑھا دونوں میں کافی دیر لڑائی ہوتی رہی۔ آخر کار حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تلوار کا ایسا زبردست وار کیا کہ تلوار اس کے شانے کو کاٹتی ہوئی کمر سے نکل گئی وہ زمین پر گرا اور جہنم واصل ہو گیا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہاں سے واپس پلٹے۔

(سیرت ابن ہشام جلد دوم، زرقانی علی المواہب جلد دوم)

ایک اور مشرک مارا گیا

عمرو بن عبدود کو قتل کرنے کے بعد جب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ واپس پلٹے تو ہبیرہ بن ابی وہب اور ضرار بن الخطاب نے ان پر حملہ کر دیا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ چوکنا تھے اس لئے دونوں کے مقابلے کیلئے بڑھے یہ دیکھ کر ضرار بن خطاب تو بھاگا لیکن ہبیرہ بن ابی وہب نے تھوڑی دیر مقابلہ کیا مگر جب اسے زخم لگا تو وہ بھی بھاگا۔ نوفل بن عبداللہ مخزومی بھی میدان سے بھاگا مگر خندق پار کرتے ہوئے زمین پر گر پڑا اس پر مسلمانوں نے اس پر پتھر برسانے شروع کر دیے اس نے چیخ و پکار شروع کر دی کہ اس طریقے سے میری جان نہ لو چنانچہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آگے بڑھ کر تلوار کے ایک ہی وار سے اسے ہلاک کر دیا۔ عکرمہ بن ابو جہل کا بھاگتے ہوئے نیزہ زمین پر گر گیا جبکہ ہبیرہ کی زرہ گر گئی جن کو حضرت زبیر بن العوام نے اٹھالیا۔

ایک روایت میں آتا ہے نوفل بن عبداللہ کو حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قتل کیا۔ نوفل بن عبداللہ کی ہلاکت کے بارے میں ایک اور روایت میں آتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ کرنے کی غرض سے اپنے گھوڑے کو خندق کے پار لے جانا چاہتا تھا کہ خندق میں جا گرا جس سے اس کی گردن ٹوٹ گئی اور وہ ہلاک ہو گیا۔ ان مشرکین کی لاشوں کو خریدنے کیلئے کفار نے کسی کو بھیجا تاکہ وہ اپنے ان بہادروں کو اعزاز سے دفن کریں مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمیں ان کے ناپاک جسموں اور ان کی خبیث قیمت کی ضرورت نہیں ان کو لے جاؤ اور دفن کر دو چنانچہ ان کی لاشیں مشرکین کو دے دی گئیں۔

(زرقانی علی المواہب جلد دوم، مدارج النبوۃ جلد دوم)

Marfat.com

مشرکین بھاگ کھڑے ہوئے

خندق کی وجہ سے مشرکین دست بدست مسلمانوں سے جنگ نہیں کر سکتے تھے۔ اس لئے سخت پریشان تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے مدد کی دعا مانگی جو قبول ہوئی اللہ تعالیٰ نے زبردست آندھی کو کفار کے لشکر میں بھیجا اور انہیں منتشر کر دیا ہوا انتہائی سرد ہوگئی سخت تیز آندھی چلنا شروع ہوگئی اس تیز آندھی کی وجہ سے کفار کے لشکر کے خیمے اکھڑ گئے انہوں نے جو آگ جلا رکھی تھی وہ بجھ گئی ان کی دیگیں الٹ گئیں اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو بھیجا جو ان کے خیموں کی رسیوں کو کاٹتے تھے محاصرہ اس قدر طویل ہو گیا تھا کہ کفار دل برداشتہ ہو چکے تھے ان کا سامان رسد بھی ختم ہوتا جا رہا تھا اور پھر اس زبردست آندھی کی وجہ سے ان کے دلوں میں خوف اور دہشت پیدا ہوگئی اس وجہ سے دشمن کی صفوں میں پھوٹ پڑ گئی اور وہ نامراد ہو کر راتوں رات بھاگ کھڑے ہوئے۔

اس موقع پر جو زبردست آندھی آئی اللہ تعالیٰ نے کفار پر بھیجی اس کا ذکر قرآن حکیم میں بھی آیا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَآءَتْكُمْ جُنُوْدٌ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا وَّجُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرًا ۝ (سورۃ احزاب:9)

”اے ایمان والو! یاد کرو اللہ کی اس نعمت کو جب تم پر فوجیں آپڑیں تو ہم نے ان پر آندھی بھیج دی اور ایسی فوجیں بھیجیں جو تمہیں نظر نہیں آتی تھیں اور اللہ تمہارے کاموں کو دیکھنے والا ہے۔“

اس غزوہ میں حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ شدید زخمی ہو گئے جو ایک ماہ بعد شہید ہو گئے 21 یا 22 ذی قعدہ کو کفار شکست کھا کر بھاگ گئے تھے جب صبح ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی تمام مسلمانوں کو ساتھ لے کر خندق سے واپس مدینہ منورہ تشریف لے آئے اور سب نے ہتھیار اتار دیے۔

(زرقانی علی المواہب، مدارج النبوۃ جلد دوم)

غزوۂ بنی قریظہ

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بیت اطہر میں غسل کرنے کے بعد تازہ دم ہو کر ابھی آرام کیلئے تشریف فرما بھی نہ ہوئے تھے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ نے ہتھیار اتار دیے ہیں لیکن فرشتوں نے تو ابھی ہتھیار اتار کر نہیں رکھے اور نہ ہی ابھی وہ واپس ہوئے ہیں کیونکہ ابھی ان کی ضرورت ہے اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے کہ بنو قریظہ کی طرف بڑھیں میں بھی ان کی طرف جا رہا ہوں۔

چونکہ بنو قریظہ کے یہودیوں نے جنگ خندق میں مسلمانوں سے بدعہدی کی تھی جو اللہ تعالیٰ کو بھی پسند نہ آئی تھی

Marfat.com

وجہ تھی حضرت جبرائیل علیہ السلام اللہ تعالیٰ کا حکم لے کر آئے چنانچہ اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اعلان کرنے کا حکم دیا کہ لوگ ابھی اپنے ہتھیار باندھ کر بنو قریظہ کی طرف پیش قدمی کریں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ ابن مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مدینہ منورہ میں نائب مقرر فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے زرہ زیب تن کر کے ڈھال دوش مبارک پر رکھی اور نیزہ دست مبارک میں پکڑلیا اور اس گھوڑے پر سوار ہوئے جس کا نام لحیف تھا۔ ایک روایت میں آیا ہے گھوڑے کا نام صیقا تھا اور ایک اور گھوڑا بھی ساتھ لے لیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی تیار ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے اثنائے راہ میں جب قبیلہ بنی نجار کے پاس پہنچے تو دیکھا کہ وہ تمام مسلح ہو کر کھڑے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا کہ تم لوگوں نے کس کے حکم پر ہتھیار پہنے ہیں انہوں نے کہا کہ حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ تو جبرائیل علیہ السلام تھے جو تیار کر گئے ہیں۔

(مسلم شریف، زرقانی علی المواہب جلد دوم، مدارج النبوۃ جلد دوم)

یہودیوں پر خوف طاری ہو گیا

اسلامی لشکر نے 23 ذی قعدہ کو بنی قریظہ کا محاصرہ کرلیا یہ محاصرہ پندرہ روز تک جاری رہا۔ ابن اسحاق کا کہنا ہے کہ محاصرہ پچیس راتوں تک جاری رہا پندرہ روز تک مسلمان ان پر تیر برساتے رہے۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم اس غزوہ میں کھجوروں پر گزارہ کرتے تھے جو کہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اونٹوں پر لاد کر ہمارے پاس بھیجتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے کھجوریں اچھا کھانا ہے۔

اس طویل محاصرے نے بنو قریظہ کو تھکا دیا اور اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں دہشت ڈال دی قریش اور غطفان کی واپسی کے وقت حیی بن اخطب وہ عہد پورا کرنے کیلئے جو اس نے کعب بن اسد سے کیا تھا بنو قریظہ کے ساتھ ان کے قلعے میں داخل ہو گیا تھا جب ان سب کو یقین ہو گیا کہ اب ہماری خیریت نہیں ہے تو کعب بن اسد نے یہودیوں سے کہا، اے گروہ یہود! معاملہ کی جو صورت آن پڑی ہے اسے تم دیکھ رہے ہو۔ اب میں تمہارے سامنے تین تجویزیں پیش کرتا ہوں پہلی تجویز تو یہ ہے کہ ہم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اطاعت کرلیں اور ان کی تصدیق کر دیں۔ خدا کی قسم! تم پر یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ وہ آخری نبی ہیں اور یہ بھی ظاہر ہے کہ یہ وہی نبی ہیں جن کے بارے میں تم توریت میں پڑھتے ہو۔ اگر اس تجویز کو مان لو گے تو پھر اپنی جان و مال اور اپنی اولاد اور اپنی عورتوں کی طرف سے مامون ہو جاؤ گے۔ یہودیوں نے اس تجویز کو قبول کرنے سے انکار کر دیا اور کہا کہ ہم اپنا دین کبھی نہیں چھوڑیں گے۔

کعب نے دوسری تجویز یہ پیش کی کہ آؤ ہم اپنے بچوں اور عورتوں کو قتل کر دیں پھر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ان کے ساتھیوں سے اس وقت تک مقابلہ کریں جب تک کہ کوئی فیصلہ نہ ہوا گر ہم مارے گئے تو مارے گئے اور اپنے بعد

Marfat.com

اپنی نسل ہی نہ چھوڑیں گے جس کا ہمیں خوف وخیال رہے اور اگر ہم غالب آ گئے اور عورتیں اور بچے تو اور بھی مل جائیں گے۔ یہودیوں نے اس تجویز کو بھی رد کر دیا اور کہا کہ عورتوں اور بچوں کے بعد زندگی کا کیا خوف رہ جائے گا۔

کعب نے کہا تو پھر تیسری اور آخری تجویز یہ ہے کہ یہ شنبہ کی رات ہے اور مجھے پکا یقین ہے کہ اگر ان سے کہا جائے تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ان کے ساتھی اس رات میں ہمیں امان دے دیں گے یا پھر یہ کہ قلعے سے اترو اور رات میں اچانک حملہ کر دو شب خون مارو اور دیکھو کہ کیا ہوتا ہے یہود نے اس تجویز کو اس بناء پر قبول کرنے سے انکار کر دیا کہ اس رات کی تعظیم وحرمت ہمارے دین میں ہے اس لئے ہم یہ نہیں کریں گے۔

بنو قریظہ قلعہ سے باہر آ گئے

بنو قریظہ آخر کار محاصرے سے تنگ آ کر قلعہ سے باہر آنے پر مجبور ہو گئے صبح کے وقت بنو قریظہ قلعے سے اتر کر نیچے آ گئے اس پر قبیلہ اوس کے لوگ دوڑتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ بنو قریظہ نہ تو ہمارے حلیف ہیں اور نہ ہی خزرج کے حلیف ہیں لیکن یہ ابھی تھوڑے دنوں ہی کی بات ہے کہ آپ نے ہمارے بھائیوں کے حلیف کے ساتھ جو معاملہ کیا ہے وہ آپ کے سامنے ہے۔ (بنو قریظہ سے قبل حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی قینقاع کا محاصرہ کیا تھا جو قبیلہ خزرج کے حلیف تھے بنی قینقاع بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے قلعے چھوڑ کر نیچے آ گئے تھے پھر ان کے بارے میں عبداللہ بن ابی سلول نے سفارش کی تھی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی سفارش پر بنی قینقاع کو معاف فرما دیا تھا)۔

جب قبیلہ اوس کے لوگوں نے اس قسم کی گفتگو کی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے گروہ اوس! کیا تم اس بات سے خوش ہو گے کہ تمہارے ہی قبیلہ کا کوئی شخص اس (بنی قریظہ) کا فیصلہ کر دے؟ انہوں نے اس بات کو قبول کیا چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ثالث مقرر کر دیا اور یہ طے پایا کہ وہ جو بھی فیصلہ کریں گے انہیں قبول ہوگا اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا کہ وہ یہود کے مردوں کے ہاتھ مضبوطی سے باندھ دیں اور حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان کی عورتوں اور بچوں اور اموال واسلحہ کے ضبط کرنے پر متعین فرمایا۔

(مدارج النبوۃ جلد دوم)

سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلا لیا گیا

جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا ہے کہ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ غزوۂ خندق میں زخمی ہو گئے تھے ان کو رگ اکحل پر تیر لگا تھا اس زخم کی وجہ سے انہوں نے جان لیا تھا کہ اب صحت یابی نہیں ہو گی تو بارگاہ الٰہی میں دعا مانگی تھی کہ ''اے اللہ! اگر تیرے رسول کو قریش کے ساتھ اور بھی جنگ لڑنی ہے تو تو مجھے نہ مارنا کہ میں ان کے ساتھ مقابلہ کروں ورنہ اس تیر کو جو مجھے لگا ہے میری شہادت کا ذریعہ بنا لیکن اتنی مہلت دے کہ میں بنو قریظہ کی عہد شکنی کا انجام اپنی

Marfat.com

آنکھوں سے دیکھوں۔ چنانچہ اسی وقت حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زخم سے خون بہنا بند ہو گیا۔
رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جو زخمی ہونے کی وجہ سے اس غزوہ میں شرکت سے پیچھے رہ گئے تھے بلانے کیلئے بھیجا یہ سوار ہو کر تشریف لا رہے تھے کہ بنو قریظہ کے نواح میں اوس کے لوگوں نے راستے میں ہی ان کے پاس پہنچ کر کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو قریظہ کا فیصلہ آپ پر چھوڑا ہے اور بنو قریظہ آپ کے حلیفوں میں سے ہیں اب ان کی امیدیں آپ سے وابستہ ہیں آپ نے عبداللہ بن ابی کو دیکھا ہے کہ اس نے کس طرح اپنے حلیفوں کو جو بنی قینقاع تھے کوشش کر کے چھڑایا آپ بھی بنو قریظہ کے حق میں شفقت و مہربانی فرمائیں تا کہ وہ قتل سے بچ جائیں۔
قبیلہ اوس کے لوگوں نے طرح طرح کی منت سماجت کی مگر حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خاموش رہے اور ان کو کوئی جواب نہ دیا جب ان کی منت سماجت حد سے بڑھ گئی تو حضرت سعد نے فرمایا یہ وقت ایسا نہیں ہے کہ اللہ کی راہ میں مجرموں کی سفارش کی جائے اس پر وہ لوگ نا امید ہو گئے اور سمجھ لیا کہ ان کے قتل کا ہی حکم دیا جائے گا۔

(مدارج النبوۃ جلد دوم)

فیصلہ سنا دیا گیا

اس کے بعد حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں پہنچ گئے تو قبیلہ اوس کے لوگوں نے پھر حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بنو قریظہ کے یہودیوں کے ساتھ نرم معاملہ کرنے کی بات شروع کی۔ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا یہ بات طے ہو چکی ہے کہ جو میں فیصلہ کروں تم سب اس پر راضی ہو گے انہوں نے کہا ہاں ہم راضی ہوں گے۔
حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر اور ادب و احترام کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے خاص طور پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب کرنے اور آپ کی طرف رخ کو متوجہ کرنے سے اجتناب کیا اور فرمایا جو کوئی بھی یہاں پر موجود ہے میرے حکم پر راضی ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا حکم وہی ہے جو تم حکم کرو گے چنانچہ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حکم دیا کہ بنو عریظہ کے مردوں کو قتل کیا جائے اور ان کی عورتیں اور بچے غلام و باندی بنائے جائیں اور ان کے اموال و سامان کو مسلمانوں میں تقسیم کیا جائے۔
یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اے سعد (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تم نے بنو قریظہ کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق صادر ہے جو آسمانوں سے آیا ہے۔ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ چونکہ دشمنوں کی رضا مندی سے ثالث مقرر ہوئے تھے اس لئے ان کے فیصلے پر عمل درآمد کیا گیا بنو قریظہ کے تمام مرد جن کی تعداد چھ سو اور سات سو کے درمیان تھی قتل کر دیئے گئے ان میں بنو قریظہ کا سردار کعب بن اسد اور حیی بن اخطب بھی تھا۔

Marfat.com

کہا جاتا ہے کہ یہودیوں کو قتل کرنے کیلئے باری باری لے جایا جارہا تھا تو جب کعب بن اسد کو لے جایا جانے لگا تو اس کے ساتھی یہودیوں نے اس سے پوچھا تمہارا کیا خیال ہے کہ ہمارے ساتھ کیا سلوک کیا جائے گا؟ یہ سن کر کعب نے کہا تم لوگ کیسی نا سمجھی کی بات کرتے ہو کیا تمہیں نظر نہیں آرہا کہ جو بلا کر لے جاتا ہے وہ ٹھہرتا ہی نہیں اور جس کو تم میں سے لے کر جایا جاتا ہے وہ واپس نہیں آتا۔ اللہ کی قسم! قتل ہی قتل ہے۔

حیی بن اخطب یہودی سردار کو جب قتل کرنے کیلئے لے جایا جارہا تھا اس کے دونوں ہاتھ بندھے ہوئے تھے اس نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو کہا۔

''اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! خدا کی قسم! مجھے اس بات کا افسوس نہیں کہ میں نے کیوں تجھ سے عداوت کی لیکن حقیقت یہ ہے کہ جو شخص اللہ کو چھوڑ دیتا ہے اللہ بھی اسے چھوڑ دیتا ہے۔''

پھر اس نے لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر کہا۔

''اے لوگو! اللہ کے حکم کی تعمیل میں کوئی مضائقہ نہیں یہ خدا تعالیٰ کا (بنو قریظہ کے متعلق) ایک حکم تھا یہ مقدر تھا ایک سزا تھی جو اللہ نے بنی اسرائیل کیلئے (تورات میں) لکھ رکھی تھی۔''

اس کے بعد حیی بن اخطب بیٹھ گیا اور اس کی گردن اتار دی گئی۔

مسلمانوں کے ہاتھ مال غنیمت میں ایک ہزار پانچ سو تلواریں، تین سو زرہیں، ایک ہزار پانچ سو ڈھالیں بے شمار مال و دولت، برتن، اونٹ، چوپائے اور بھیڑ بکریاں آئیں۔ یہ غزوہ سات ذی الحجہ کو ختم ہوا۔

(سیرت ابن ہشام جلد دوم، زرقانی علی المواہب جلد دوم)

سریہ ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ماہ ذی الحجہ 5ھ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک جماعت کے ساتھ سیف البحر کی جانب بھیجا اس سفر میں ان کی خوراک صرف کھجوریں تھیں اسلامی لشکر کا دشمنوں سے آمنا سامنا نہ ہوا اور مسلمان بغیر لڑے مدینہ منورہ لوٹ آئے۔

(مدارج النبوۃ جلد دوم)

☆☆☆

Marfat.com

نواں باب

ہجرت کے چھٹے سال کے واقعات

ہجرت کا چھٹا سال اس حوالے سے نہایت اہم ہے کہ اس سال صلح حدیبیہ ہوئی مسلمانوں کو ایک باقاعدہ قوت کے طور پر بھی تسلیم کیا گیا اسلام کی تبلیغ واشاعت کیلئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سلاطین عرب وعجم کے نام خطوط ارسال فرمائے اس سال جنگی معرکے بھی ہوئے ان تمام واقعات کو مختصر اور جامع انداز میں اس باب میں تحریر کیا گیا ہے۔

غزوۂ بنی لحیان

اس غزوہ کے وقوع پذیر ہونے کی تاریخ کے بارے میں مختلف روایات بیان کی گئی ہیں۔ بعض کا کہنا ہے کہ یہ 29 صفر 6ھ کو ہوا۔ ابن اسحاق کا کہنا ہے کہ جمادی الاول 6ھ میں ہوا، بعض کہتے ہیں کہ ربیع الاول 6ھ میں ہوا۔ اس غزوہ کا سبب یہ تھا کہ 4ھ میں رجیع کے قبیلہ بنولحیان نے اسلام کی تعلیم دینے کی غرض سے دس صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بلوایا اور دھوکے سے ان کو شہید کر دیا تھا جن میں حضرت عاصم بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی شامل تھے۔ پے در پے غزوات کے باعث حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اتنی فرصت ہی نہ مل سکی تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بنولحیان کی سرکوبی فرماتے۔ اس واقعہ کے بعد سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ملول اور رنجیدہ رہتے تھے کیونکہ ان لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے غداری کی تھی چنانچہ اس غداری کی سزا دینے کیلئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ایک جماعت تیار کی حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مدینہ منورہ میں اپنا نائب مقرر فرمایا اور 29 صفر 6ھ کو روانہ ہوئے۔

بنی لحیان کی سرکوبی کیلئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی حکمت عملی اختیار فرمائی تھی کہ جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ملک شام کی طرف تشریف لے جا رہے ہیں اس طریقہ کار کا مقصد یہ تھا کہ اچانک بنی لحیان پہنچ جائیں اور انہیں سزا دیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سفر کی منازل طے کرتے ہوئے اس مقام پر پہنچے جہاں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو شہید کیا گیا تھا وہاں پر حضرت عاصم بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کیلئے استغفار کر کے دعائے خیر فرمائی بنی لحیان کو جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کی خبر ہوئی تو وہ ڈر کر پہاڑوں کی

Marfat.com

چوٹیوں پر چڑھ کر چھپ گئے اس طرح انہوں نے اپنے آپ کو ہلاکت سے بچالیا۔

اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عسفان پہنچ کر اس مقام سے تقریباً تیرہ کلومیٹر کے فاصلے پر واقع وادی کراع الغمیم میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دس سواروں کے ساتھ بھیجا ایک قول کے مطابق حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھیجا صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے دشمنوں کی تلاش کی مگر کوئی سامنے نہ آیا چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم چودہ روز اس سفر میں گزار کر مدینہ منورہ واپسی فرمائی۔

(سیرت ابن ہشام جلد دوم، مدارج النبوۃ جلد دوم)

غزوۂ ذی قرد:

ربیع الاول 6 ھ کو غزوہ ذی قرد وقوع پذیر ہوا اسے غزوہ تمابہ بھی کہا جاتا ہے اس غزوہ کا سبب یہ تھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو غزوہ بنی لحیان سے مدینہ منورہ تشریف لائے ہوئے ابھی چند روز ہی ہوئے تھے کہ عبدالرحمٰن عینیہ بن حصین فزاری نے بنوغطفان کے چند لوگوں کے ساتھ مل کر مدینہ منورہ کے شمال میں واقع مقام غابہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی چراگاہ پر چھاپہ مارا اور غلہ بان حضرت ذر بن ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کر کے بیس شیر خوار اونٹنیاں ہانک کر لے گیا اتفاق سے حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت رباح رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام تھے اس طرف آ نکلے۔ حضرت سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت رباح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گھوڑے پر سوار کر کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع کرنے کیلئے بھیج دیا اور خود اکیلے ہی مشرکین کے تعاقب میں چل پڑے۔

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ پہلے تو میں نے ایک ٹیلے پر چڑھ کر بلند آواز تین مرتبہ "یا صباحاہ" کا نعرہ لگایا (یہ نعرہ امداد طلبی کی غرض سے لگایا جاتا ہے اس کا مطلب ہے "اے صبح کی مصیبت") اس کے بعد تلوار اور تیروں کے ترکش جو میرے پاس تھا لے کر ان کے پیچھے بھاگا جب میں ان کے قریب پہنچتا تو ان کی طرف تیر پھینکتا اور ہر تیر کے ساتھ ان میں سے کسی نہ کسی کو زخمی کر دیتا اس صحرا میں بہت سے درخت تھے جب کوئی سوار میری طرف آتا تو میں درخت کے پیچھے چھپ جاتا اور اس کو تیر مارتا کبھی پہاڑ پر چڑھ جاتا اور ران کو پتھر مارتا میں نے ان کو اس قدر تنگ کیا کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنیوں کو چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے میں نے ان اونٹنیوں کو مدینہ منورہ کی طرف ہانک دیا۔

فرماتے ہیں کہ میں پھر ان لٹیروں کے تعاقب میں چل پڑا تیروں کے زخموں سے ان تمام کو عاجز اور خوفزدہ کر دیا یہاں تک کہ وہ نیزے اور چادریں پھینکتے جاتے تھے تاکہ میری توجہ ان اشیاء کی طرف ہو جائے اور تیر اندازی کا سلسلہ رک جائے میں جب ان چیزوں کے نزدیک پہنچتا تو ان پر پتھر رکھ دیتا اور پھر ان کے تعاقب میں رہتا ان کے تیس نیزے اور تیس چادریں میرے قبضہ میں تھیں۔ جب چاشت سے کچھ زیادہ وقت ہوا تو ان بھاگنے والے لٹیروں

Marfat.com

کی مدد کیلئے کچھ اور مسلح سوار آ گئے ان میں سے چند افراد میرے ساتھ مقابلہ کرنے کیلئے دوڑے میں ایک قریبی پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ گیا۔ عینیہ نے غطفانی ڈاکوؤں سے پوچھا یہ کون شخص ہے؟ انہوں نے کہا اس شخص نے ہمیں بہت تنگ کیا ہے اس نے صبح سے اس وقت تک ہمارا پیچھا نہیں چھوڑا اور ہم سے سب کچھ چھین لیا ہے۔

عینیہ نے ان لوگوں کو جواب دیا کہ یقیناً اس کے پیچھے کوئی جماعت ہے ورنہ یہ اکیلا تمہارا تعاقب کرنے کی جرأت نہ کرتا لہٰذا اب تم اس کو پکڑنے کی کوشش کرو۔ ان میں سے چار آدمی چوٹی کی طرف بڑھے تو حضرت سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے پکار کر کہا کیا تم جانتے ہو کہ میں کون ہوں؟ انہوں نے کہا تم کون ہو؟ حضرت سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا، میں اکوع کا بیٹا ہوں اس ذات پاک کی قسم جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے روئے انور کو بزرگ بنایا تم میں سے کسی کی مجال نہیں کہ مجھ کو پکڑ سکے اور تم میں سے ایک بھی ایسا نہیں کہ اگر میں اسے ہلاک کرنا چاہوں تو وہ مجھ سے بچ جائے۔

(سیرت ابن ہشام، طبقات ابن سعد)

وہ خوف کے باعث پانی بھی نہ پی سکے

ادھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اطلاع ملی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چند سوار تو پہلے ہی آگے روانہ فرما دیے اس کے ساتھ ہی مدینہ منورہ میں حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلیفہ مقرر فرمایا اور حضرت مقداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نیزے پر جھنڈا لہرایا پھر سات سو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ ایک روایت کے مطابق پانچ سو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ 16 ربیع الاول 6ھ کو لٹیروں کے تعاقب میں خود بھی روانہ ہو گئے۔

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اچانک میں نے دیکھا کہ درختوں کے جھنڈ سے تین شہسوار نمودار ہوئے سب سے آگے حضرت محرز بن نضلہ المعروف اخرم اسدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے ان کے پیچھے حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے پیچھے حضرت مقداد بن عمرو الاسود کندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ مشرکین نے جب ان کو دیکھا تو وہ بھاگ اٹھے حضرت اخرم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے پیچھے روانہ ہونے لگے تو میں نے پہاڑ سے اتر کر ان کے گھوڑے کی باگ پکڑ کر کہا اخرم! آگے نہ بڑھو مجھے خطرہ ہے کہ لٹیرے تمہیں گھیر نہ لیں تھوڑی دیر صبر کرو تا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم آ جائیں۔

حضرت اخرم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا، اے سلمہ اگر تم اللہ اور روز قیامت پر ایمان رکھتے ہو تم سمجھتے ہو کہ جنت اور جہنم حق ہے تو پھر میری شہادت کے راستے میں حائل نہ ہو۔ اس پر میں نے ان کے گھوڑے کی لگام چھوڑ دی چنانچہ وہ گھوڑا اڑاتے ہوئے عبدالرحمٰن فزاری کی طرف لپکے اور اس کے گھوڑے کے پاؤں پہلے ہی وار میں کاٹ دیئے لیکن اس کے ساتھ ہی عبدالرحمٰن فزاری کا نیزہ بھی ان کے سینے کے پار ہو گیا اور وہ شہید ہو گئے۔ عبدالرحمٰن نے اپنے گھوڑے کو چھوڑا اور حضرت اخرم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھوڑے پر سوار ہو گیا اتنے میں حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ

Marfat.com

عنہ پہنچ گئے اور انہوں نے نیزے کے ایک ہی وار سے اسے ہلاک کر دیا۔

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ عبدالرحمٰن عینیہ کے ہو جانے کے بعد ہم مشرکین کے تعاقب میں روانہ ہوئے مشرکین ایک گھاٹی میں داخل ہو گئے جس میں پانی کا چشمہ تھا جسے ذی قرد کہتے تھے یہ غزوہ اسی مقام سے منسوب ہے مشرکین کا ارادہ تھا کہ وہ اس چشمہ تک پہنچیں تا کہ اس سے پانی پئیں لیکن ہم چونکہ ان کے انتہائی قریب پہنچ گئے اب سورج غروب ہو گیا اسی اثناء میں ایک فزاری کی نظر پڑی اس کو (میں نے) تیر مارا اور یہ رجز پڑھا۔

خذھا وانا ابن الاکوع

والیوم یوم الرضع

"یہ لو، میں ابن الاکوع ہوں آج کا دن کمینے آدمیوں کی ہلاکت کا دن ہے۔"

اس نے جواب دیا، ابن اکوع کی ماں صبح نہ پائے۔

اس کے بعد (میں نے) اس پر دوسرا تیر چلایا تو مشرکین تیزی سے بھاگ نکلے میں نے اکیلے ہی ان کا تعاقب جاری رکھا اور پھر ان کے دو اونٹ ایک روایت کے مطابق دو گھوڑے پکڑ کر واپس آیا۔

حضرت سلمہ بن الاکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان اونٹوں یا گھوڑوں کو لے کر واپس ذی قرد کے چشمے پر پہنچے جہاں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مصلح جانثاروں کے ساتھ رونق افروز تھے اور حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک اونٹ ذبح کر کے اس کا جگر اور کوہان بھون رہے تھے۔ حضرت سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اونٹ (یا گھوڑے) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں پیش کرتے ہوئے عرض کی۔

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اگر آپ مجھے اجازت دیں تا کہ میں سو آدمی لے کر جاؤں اور ان فزاری غارت گروں میں سے ایک بھی زندہ نہ چھوڑوں۔"

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسکرا کر فرمایا کیا تم واقعی ایسا کر گزرو گے؟ حضرت سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بڑے جوش سے کہا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو معزز و مکرم بنایا ہے میں ایسا ہی کروں گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے اور اس قدر ہنسے کہ دندان مبارک سے نور کی شعاعیں پھوٹنے لگیں پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابن الاکوع! جانے دو اور قابو پانے کے بعد درگزر و نرمی کرو۔ اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک شب و روز ذی قرد کے چشمے پر قیام فرما کر 21 ربیع الاول 6ھ کو واپس مدینہ منورہ تشریف لے آئے۔

(سیرت ابن ہشام جلد دوم، زرقانی علی المواہب جلد دوم)

واقعہ حدیبیہ

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ذی قعدہ 6ھ میں چودہ سو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ عمرہ کرنے کے

Marfat.com

ارادہ سے روانہ ہوئے مکہ مکرمہ سے روانگی کے بعد جب مقام عسفان پر پہنچے تو ایک شخص بشر بن سفیان نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کی اور کہا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قریش کو آپ کی آمد کی اطلاع ہو چکی ہے اور وہ مقام ذی طویٰ میں مسلح ہو کر موجود ہے انہوں نے عہد کیا ہے کہ وہ آپ کو ہرگز مکہ مکرمہ میں داخل نہیں ہونے دیں گے اور انہوں نے خالد بن ولید کی قیادت میں فوج کا ایک دستہ پہلے ہی مقام کراع الغمیم تک بھیج دیا ہوا ہے۔

اس کے بعد جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دور سے خالد بن ولید کے سواروں کی گرد اڑتی ہوئی دکھائی دی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عام رستہ چھوڑ کر ایک سخت پتھریلے اور گھاٹیوں کے راستے ہوتے ہوئے چلنا شروع کیا۔ حدیبیہ کے قصبے ثنیۃ المرار کے پاس پہنچ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی بیٹھ گئی اس پر لوگوں نے کہا اب اونٹنی انی جگہ نہیں چھوڑے گی یعنی جم گئی ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں یہ اس کی عادت نہیں لیکن اسے پاک ہستی نے روک دیا ہے جس نے مکہ مکرمہ سے ہاتھیوں کو روک دیا تھا۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اتر پڑو۔ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اس وادی میں پانی نہیں ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ترکش سے ایک تیر نکالا اور اپنے ایک صحابی کو دیا یہ صحابی تیر لے کر ایک کنویں میں اتر گئے اور تیر کنویں کے بالکل درمیان میں گاڑھ دیا اس پر کنویں میں سے پانی ابل پڑا سب نے پانی پیا اور اپنے جانوروں کو بھی پلایا۔

(سیرت ابن ہشام جلد دوم)

ہمارا مقصد صرف عمرہ ادا کرنا ہے

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مقام حدیبیہ میں قیام پذیر تھے کہ بدیل بن ورقاء خزاعی اپنے قبیلہ بنو خزاعہ کے چند افراد کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور پوچھا کہ آپ کس غرض سے اس طرف آئے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم جنگ کی غرض سے نہیں آئے ہمارا مقصد صرف زیارت کعبہ اور عمرہ کی ادائیگی ہے قریش اگر جنگ کے خواہاں ہیں تو ان کی یہ خواہش ان کیلئے نقصان دہ ہے۔ اگر وہ چاہیں تو میں ایک مدت کا تعین کر دیتا ہوں تا کہ ہم اس میں ایک دوسرے کے ساتھ جنگ کریں۔ اور مجھے سب کے ساتھ چھوڑ دیں اگر انہوں نے مجھ کو مغلوب کر دیا تو ان کا مقصد پورا ہو جائے گا اور اگر میں نے ان پر غلبہ پالیا تو پھر وہ بھی اگر چاہیں تو دوسروں کی طرح میری اطاعت کریں اگر نہ کریں گے تو پھر جو مدت متعین ہوگی اس میں جنگ وقتال سے فرصت ہوگی۔ جو باتیں میں نے کہی ہیں اگر قریش اس سے انکار کرتے ہیں تو مجھے قسم ہے اس پروردگار کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے میں ان کے ساتھ اس وقت تک لڑتا رہوں گا جب تک کہ میں قتل نہ ہو جاؤں۔

اس کے بعد بدیل بن ورقا اور دوسرے خزاعی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس پاک سے اٹھ کر قریش کے پاس گئے اور ان سے کہا کہ اے گروہ قریش! محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے معاملے میں تم لوگ جلد بازی کر رہے ہو وہ جنگ کے ارادے سے نہیں آئے ان کا مقصد صرف بیت اللہ کی زیارت کرنا ہے۔ کفار قریش یہ بات سن کر بدیل بن ورقاء

Marfat.com

خزاعی سے بگڑے اور کہا اگر چہ وہ جنگ کے ارادے سے نہیں آئے لیکن خدا کی قسم! ہم پر بھی انہیں بیت اللہ میں داخل نہیں ہونے دیں گے۔ اور عربوں کو چاہیے کہ وہ اس سلسلے میں ہم سے بات بھی نہ کریں۔

یہ بات سن کر قریش میں سے ہی ان کا ایک معزز سردار عروہ بن مسعود ثقفی اٹھا اور بولا اگر میں کوئی بات کروں تو تمہیں مجھ پر کوئی بدگمانی تو نہیں ہوگی۔ سب نے کہا آپ بات کریں ہمیں آپ پر اعتماد ہے اس پر عروہ نے کہا یہ لوگ جو صلح کا پیغام لے کر آئے ہیں یہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف سے بہت ہی سمجھداری اور اچھائی کی بات ہے اس لئے تم لوگ مجھے اجازت دو کہ میں جا کر اس معاملے میں کوئی بات چیت کروں۔ سب نے اجازت دے دی چنانچہ عروہ بن مسعود ثقفی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں پہنچا اور کہا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! مجھے بتایئے کہ اگر آپ نے لڑ کر اپنی قوم کو تباہ کر بھی دیا تو کون سا بڑا کام کیا آپ سے پہلے کبھی کسی شخص نے اپنی قوم کے ساتھ ایسا معاملہ نہیں کیا جو آپ کر رہے ہیں اور اپنی اصل اور بنیاد کو برباد کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور اگر لڑائی میں قریش کا پلہ بھاری پڑا تو یہ جو آپ نے اپنے اردگرد لوگ اکٹھے کیے ہوئے ہیں یہ آپ کو تنہا چھوڑ کر بھاگ جائیں گے۔

عروہ کی یہ بات سن کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے گالی دیتے ہوئے کہا، خاموش ہو جا کیا ہم لوگ اللہ کے رسول کو چھوڑ کر بھاگ جائیں گے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تنہا چھوڑ دیں گے۔ عروہ نے پوچھا، یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا یہ ابوبکر بن قحافہ ہیں، عروہ نے کہا، خدا کی قسم! اگر مجھ پر تیرا احسان نہ ہوتا تو میں اس سخت کلامی کا جواب ضرور تمہیں دیتا۔ (حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ کا اس پر احسان یہ تھا کہ زمانہ جاہلیت میں عروہ پر قرض ہو گیا تھا اس کے دوست احباب میں سے ہر ایک نے اس کی مدد کی تھی اور ایک ایک دودھ گائیں اسے دی تھیں۔ جبکہ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے دس گائیں دی تھیں) اس کے بعد عروہ عربوں کے پرانے رواج کے مطابق جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی بات کرتا تو داڑھی مبارک کو پکڑ لیتا تھا اس کی بار بار یہ حرکت حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو برداشت نہ ہو سکی جو کہ اس وقت سر پر خود پہنے تلوار ہاتھ میں لئے کھڑے تھے بولے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک سے اپنا ہاتھ ہٹا لے ورنہ یہ ہاتھ واپس نہ جائے گا۔

عروہ بن مسعود نے سر اٹھا کر دیکھا اور پوچھا یہ کون شخص ہے؟ اسے بتایا گیا یہ مغیرہ بن شعبہ ہیں تو اس نے کہا، اے دغاباز! میں تیرے معاملے کو ٹھیک کرتا ہوں اور تو مجھے اس کا یہ بدلہ دیتا ہے عروہ کا اس بات سے مطلب یہ تھا کہ قبول اسلام سے قبل حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بنو ثقیف کی ایک شاخ بنو مالک کے تیرہ افراد قتل کر دیے تھے اس پر عرب کے دونوں قبائل میں لڑائی کا خطرہ پیدا ہو گیا تھا چنانچہ عروہ نے اس وقت مقتولین کے تیرہ خون بہا دے کر جھگڑا ختم کرایا تھا۔

اس کے بعد عروہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس کا مکمل جائزہ لیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جانثاروں کی عقیدت و محبت کو اپنی آنکھوں سے دیکھا اور واپس قریش کے پاس پہنچا اور ان سے کہا۔

Marfat.com

''اے گروہ قریش! میں نے کسریٰ سے اس کے ملک میں ملاقات کی ہے میں قیصر سے بھی ملا ہوں اور نجاشی سے بھی مل چکا ہوں لیکن خدا کی قسم! میں نے کوئی بادشاہ ایسا نہیں دیکھا جو اپنی قوم میں اتنا معزز ہو جتنے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے صحابہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) میں معزز ہیں اور میں نے ایسی جماعت دیکھی ہے جو کسی بھی قیمت پر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو نہیں چھوڑ سکتی۔ وہ جب اپنا لعب دہن پھینکتے ہیں اور وہ ان کے کسی ساتھی کے ہاتھ پر آتا ہے تو وہ اسے اپنے چہرے پر مل لیتا ہے جب کسی کام کا حکم دیتے ہیں جس کسی ادنیٰ کے کرنے کا ہوتا ہے تو بزرگ ترین شخص اسے کرنے کیلئے بھاگتا ہے جب وہ بات کرتے ہیں تو دوسرے تعظیم کی خاطر اپنی آواز پست کر لیتے ہیں اور انتہائی عزت واحترام کے باعث آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے چہرہ انور کی طرف نظر بھر کر بھی نہیں دیکھتے۔''

(سیرت ابن ہشام جلد دوم، زرقانی علی المواہب جلد دوم، مدارج النبوۃ جلد دوم)

بیعت رضوان

قریش نے عروہ کی باتیں سن کر کہا کہ اے عروہ! اس طرح کی باتوں سے ہم مرعوب ہونے والے نہیں ہمارا مصمم ارادہ ہے کہ ہم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ان کے ساتھیوں کو بیت اللہ کی زیارت نہیں کرنے دیں گے۔ اس کے بعد قریش نے اپنے چالیس پچاس افراد کو اس مقصد کیلئے مسلمانوں کی طرف بھیجا کہ وہ لشکر اسلام کا چکر لگائیں اور موقع پا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں میں سے اگر کوئی ہاتھ آجائے تو اسے ماردیں۔ مسلمان ان کی طرف سے غافل نہ تھے۔ چنانچہ کفار کی یہ جماعت جب اس طرف آئی تو سب کو گرفتار کر لیا گیا۔ معاملے کی نزاکت کو دیکھتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ مکہ مکرمہ جا کر اشراف قریش کو میری طرف سے پیغام دو کہ ہم صرف عمرہ کی غرض سے آئے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے اپنے متعلق قریش سے ڈر ہے اور پھر مکہ مکرمہ میں بنو عدی بن کعب کا کوئی بھی شخص نہیں جو میری حمایت کر سکے قریش سے مجھے جو دشمنی ہے اور ان کے معاملے میں میری جو سختی ہے وہ آپ پر خوب اچھی طرح عیاں ہے لہٰذا بہتر ہے کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھیجا جائے جو مجھ سے زیادہ باعزت ہیں۔

اس پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلایا اور ان کو مکہ مکرمہ بھیجا۔ مکہ مکرمہ میں داخلے کے وقت ان کی ابان بن سعید بن العاص سے ملاقات ہوئی جس نے ان کو اپنی پناہ میں لے لیا۔ چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اشراف قریش کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام سنایا۔ قریش نے پیغام سن کر کہا کہ اگر تم چاہو تو خانہ کعبہ کا طواف کر لو۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا جب تک رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم طواف نہیں کریں گے اس وقت تک میں بھی طواف نہیں کروں گا۔ اس پر قریش نے ان کو جانے نہ دیا اور مکہ مکرمہ میں ہی روک لیا۔ ان کے واپس نہ آنے سے مسلمانوں میں یہ خبر پھیل گئی کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قتل کر دیا گیا

Marfat.com

ہے۔

اس خبر کو سن کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اب ہم اس جگہ سے اس وقت تک نہیں جائیں گے جب تک قریش سے جنگ نہ کرلیں اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بیعت کرنے کی دعوت دی۔ اس بیعت کو ہی بیعت رضوان کہا جاتا ہے تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر بیعت کی کہ ہم کسی بھی حالت میں نہیں بھاگیں گے۔ چونکہ اس وقت حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ موجود نہ تھے اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف سے خود بیعت لی یعنی اپنا دست مبارک دوسرے دست مبارک پر رکھتے ہوئے فرمایا کہ یہ عثمان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا ہاتھ ہے۔

اس بیعت رضوان کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں بھی کیا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔

ترجمہ:

''جو لوگ آپ سے بیعت کر رہے ہیں وہ دراصل اللہ سے بیعت کر رہے ہیں۔ اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہے۔ پس جو عہد توڑے گا وہ اپنے ہی خلاف توڑے گا اور جو اس چیز کو پورا کرے گا جس پر اس نے اللہ سے عہد (بیعت میں) کیا ہے تو عنقریب اللہ تعالیٰ اسے اجر عظیم عطا فرمائے گا۔ (سورۂ فتح آیت 10)

اسی حوالے سے اللہ تعالیٰ مزید فرماتا ہے کہ

ترجمہ:

''بے شک اللہ تعالیٰ ایمان والوں سے خوش ہو گیا جب یہ لوگ آپ سے درخت کے نیچے بیعت کر رہے تھے اور ان کے دلوں میں جو کچھ تھا اللہ تعالیٰ کو وہ بھی معلوم تھا اور اس وقت اللہ تعالیٰ نے ان میں اطمینان پیدا کر دیا اور انہیں جلد آنے والی فتح کا انعام دیا اور (اس فتح میں) بہت سی غنیمتیں بھی دیں جنہیں یہ لوگ لے رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ زبردست بڑا حکمت والا ہے۔'' (سورۂ فتح)

(سیرت ابن ہشام جلد دوم، زرقانی علی المواہب جلد دوم)

صلح نامہ لکھ لیا گیا

کفار کو جب مسلمانوں کی اس بیعت کے بارے میں علم ہوا تو انہوں نے مکرز بن حفص، حویطب بن عبدالعزیٰ اور سہیل بن عمرو کو صلح کی غرض سے بھیجا۔ سہیل بن عمرو نے صلح کی بات چیت کرتے ہوئے کہا کہ ہم اور آپ اس سلسلے میں ایک معاہدہ لکھ لیتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صلح کی تحریر پر رضامندی ظاہر فرمائی اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تحریر لکھنے کا حکم دیا اور فرمایا کہ لکھو بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یہ سن کر سہیل بن عمرو نے کہا ہم رحمٰن کو نہیں جانتے کہ کون ہے؟ بلکہ یہ لکھوایئے، باسمك اللھم (اے اللہ! تیرے نام سے) اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ باسمك اللھم ہی لکھو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لکھ دیا پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لکھوایا یہ وہ

Marfat.com

معاہدہ ہے جس پر محمد رسول اللہ نے قریش سے صلح کی۔ سہیل فوراً بولا اور کہنے لگا خدا کی قسم: اگر ہم یہ جانتے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں تو آپ سے جنگ کی ضرورت کیوں پیش آتی اور آپ کو بیت اللہ سے کیوں روکتے۔ لہٰذا صرف اپنا اور اپنے والد کا نام لکھئے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا، اے علی! رسول اللہ کو مٹا کر اس کی جگہ محمد ابن عبداللہ لکھ دو، اللہ کی قسم! میں محمد رسول اللہ بھی ہوں اور محمد بن عبداللہ بھی ہوں۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! خدا کی قسم! میں آپ کی صفت رسالت کو کبھی نہیں مٹاؤں گا۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے رسول اللہ کے لفظ کو محو کر دیا اور پھر صلح نامہ کی تحریر پر لکھی گئی فریقین کے مابین طے پایا کہ

1۔ دونوں کے درمیان دس سال تک جنگ بندی رہے گی۔

2۔ مسلمان اس سال عمرہ ادا کئے بغیر واپس چلے جائیں گے۔

3۔ جب مسلمان آئندہ سال عمرہ ادا کرنے کیلئے آئیں گے تو تلواریں میان میں ہوں گی اور تین دن سے زیادہ مکہ مکرمہ میں قیام نہیں کریں گے اور ایک دوسرے کے حلیف سے بالکل تعرض نہ کریں گے۔

4۔ قبائل میں سے جو کوئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس معاہدہ میں شامل ہوگا قریش اس سے تعرض نہیں کریں گے اور جو شخص قریش کے ساتھ معاہدہ کرے گا مسلمان اس سے مزاحم نہیں ہوں گے۔

5۔ جو مسلمان پہلے سے مکہ مکرمہ میں مقیم ہیں ان میں سے کسی کو اپنے ساتھ مسلمان نہ لے جائیں گے اور اگر مسلمانوں میں سے کوئی شخص مکہ مکرمہ میں رہنا چاہے تو اسے نہیں روکیں گے۔

6۔ دس سال کے دوران ایک دوسرے پر جنگی ہتھیار نہیں اٹھائے جائیں گے اور ایک دوسرے کے شہروں میں آمد و رفت ہوتی رہے گی ایک دوسرے کے اموال اور جانوں سے تعرض نہیں کریں گے۔

7۔ کفار میں سے جو شخص مسلمان ہو کر مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ چلا جائے گا اسے واپس بھیج دیا جائے گا اور مسلمانوں میں سے جو شخص مرتد ہو کر قریش کی پناہ میں چلا جائے گا اس کو قریش واپس نہیں بھیجیں گے۔

صلح نامہ کی اس آخری شرط پر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بہت تعجب ہوا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ اس شرط کو قبول فرماتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا، جب ان لوگوں میں سے کوئی شخص (مسلمان ہو کر) ہمارے پاس آئے گا اور ہم اسے واپس کر دیں گے تو اللہ تعالیٰ اس کیلئے کوئی راستہ پیدا کر دے گا اور جو شخص ہمیں چھوڑ کر کافروں کے پاس چلا جائے گا تو ہمیں اس سے کیا سروکار وہ تو کفار کے ساتھ ہی رہنے کا حقدار ہے۔

(سیرت ابن ہشام جلد دوم، مدارج النبوۃ جلد دوم)

Marfat.com

اے مسلمانو! مجھے کیوں مشرکین کے سپرد کرتے ہو

ابھی معاہدہ پر فریقین نے دستخط نہیں کیے تھے کہ اسی دوران سہیل بن عمرو کے بیٹے حضرت ابوجندل رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو کہ مسلمان ہو چکے تھے اور کفار نے ان کو قید کر رکھا تھا بیڑیوں میں جکڑے ہوئے کسی طرح وہاں سے نکل کر اس مقام پر آ پہنچے۔ سہیل بن عمرو نے جب اپنے بیٹے کو دیکھا تو کہا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! ہمارے اور آپ کے مابین معاہدہ ہو چکا ہے۔ لہٰذا اس کو میرے سپرد کر دیجئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ابھی معاہدے پر فریقین کے دستخط نہیں ہوئے جب دستخط ہو جائیں گے تو پھر اس کے بعد معاہدے پر عمل درآمد کا آغاز ہوگا۔ سہیل بن عمرو نے کہا اس صورت میں ہمارے اور آپ کے درمیان مصالحت ممکن نہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تو پھر اس صورت میں ایک شخص کو میری خاطر مستثنیٰ کر دو اور اسے میرے پاس رہنے دو۔ سہیل بن عمرو نے انکار کر دیا۔

حضرت ابوجندل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب یہ معلوم ہوا کہ ان کا باپ اسے واپس مکہ مکرمہ کفار میں لے جائے گا تو بلند آواز سے چیخے اے مسلمانو! مجھے کیوں مشرکین کے سپرد کرتے ہو حالانکہ میں مسلمان ہو کر آیا ہوں اور تمہارے پاس پناہ لی ہے کیا میں مشرکوں کی طرف واپس جا سکتا ہوں جو میرے دین کو برباد کریں گے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا، صبر کرو اور ثواب کی امید رکھو اور اللہ تعالیٰ کے فضل پر بھروسہ رکھو کہ وہ تجھے اور باقی مسلمانوں کو جو مکہ مکرمہ میں ہیں بہت جلد نجات اور کشادگی کی کوئی راہ عطا فرمائے گا اب ان لوگوں کے ساتھ معاہدہ طے پا گیا ہے اور معاہدہ کی خلاف ورزی ہم کسی صورت نہیں کریں گے۔

حضرت ابوجندل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تکلیف اور بے چینی و بے بسی دیکھ کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رہا نہ گیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا آپ اللہ کے رسول نہیں؟ ارشاد فرمایا کیوں نہیں۔ انہوں نے عرض کیا کیا ہم مسلمان نہیں اور وہ لوگ مشرک نہیں؟ ارشاد فرمایا، کیوں نہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا پھر ہمارے دین کے معاملے میں ہمیں کس وجہ سے ذلت دی جا رہی ہے؟ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں میں اس کے حکم کی خلاف ورزی کسی طرح نہیں کر سکتا اور وہ مجھے کسی طرح ضائع نہیں کرے گا۔

ایک روایت میں ہے کہ پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا ہم حق پر اور ہمارے دشمن باطل پر نہیں ہیں؟ ارشاد فرمایا، کیوں نہیں۔ انہوں نے کہا تو پھر ہم یہ سب ذلت کیوں قبول کرتے ہیں اور اس قسم کی صلح کر کے لوٹ رہے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اللہ کا رسول ہوں ل اور اس کی نافرمانی نہیں کرتا وہ میرا معاون و مددگار ہے اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا آپ نے ہم سے وعدہ نہیں فرمایا کہ ہم مکہ جائیں گے اور کعبہ کا طواف کریں گے۔ ارشاد فرمایا کیا میں نے یہ کہا تھا کہ ہم اسی سال بیت اللہ میں داخل ہوں گے؟ عرض کیا نہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عمر

Marfat.com

(رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! فکر نہ کرو تم یقیناً خانہ کعبہ میں جا کر اس کا طواف کرو گے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اس موقع پر میں نے جو کچھ کہا (ساری زندگی مجھے اس کا صدمہ رہا) اس کی وجہ سے میں استغفار کرتا اور صدقات دیتا رہتا ہوں۔ نماز روزے کی پابندی اور خیرات کرتا رہتا ہوں۔ غلام بھی آزاد کئے ہیں تا کہ میری جرأت کا کفارہ ہو جائیں۔

(سیرت ابن ہشام جلد دوم، مدارج النبوۃ جلد دوم)

احرام کھولنے کا حکم

مسلمانوں اور کفار کے مابین جب معاہدے پر دستخط ہو گئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو حکم دیا کہ اٹھو اور اپنے قربانی کے جانوروں کو ذبح کر کے سروں کو منڈوا دو اور پھر احرام کھول دو۔ تمام مسلمان اس صلح نامہ کی وجہ سے افسردہ بیٹھے تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم سن کر ان میں سے کوئی بھی نہ اٹھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کا تذکرہ ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کیا تو انہوں نے مشورہ دیتے ہوئے عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اس معاملے میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو معذور سمجھیں اور کسی کو کچھ نہ کہیں اپنے قربانی کے اونٹ ذبح کر دیجئے اور سر مبارک کے بال ترشوا لیجئے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح ہی کیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے جب دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام بھی اتار دیا ہے تو انہوں نے بھی اپنے اونٹ ذبح کر دیے اور ایک دوسرے کے سر کے بال تراشنے لگے لیکن ان پر رنج و غم کا اس قدر غلبہ تھا کہ یوں معلوم ہوتا تھا ایک دوسرے کو قتل کر دیں گے اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اواخر ذی قعدہ میں مدینہ منورہ کی طرف واپسی فرمائی واپسی کے وقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے سورۂ فتح کی یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی۔

اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا o لِّيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ وَيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ وَيَهْدِيَكَ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا o (سورۂ فتح: 1,2)

"بے شک ہم نے آپ کو فتح مبین عطا کی تا کہ اللہ تعالیٰ آپ کی سب اگلی پچھلی خطائیں معاف فرما دے اور آپ پر اپنی نعمت پوری کر دے اور آپ کو سیدھے راستے پر لے چلے۔"

(سیرت ابن ہشام جلد دوم، زرقانی علی المواہب جلد دوم)

کفار مکہ خود ہی تنگ آ گئے

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب صلح حدیبیہ کے بعد واپس مدینہ منورہ تشریف لائے تو چند دنوں کے بعد حضرت ابو بصیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلام قبول کر کے مکہ مکرمہ سے فرار ہوئے اور مدینہ طیبہ میں آ گئے اس پر قریش مکہ نے فوری طور پر دو اشخاص مدینہ منورہ بھیجے کہ اس صلح کے مطابق جو حدیبیہ میں ہوئی ہے ابو بصیر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو ہمارے

Marfat.com

حوالے کر دیا جائے۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبصیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مکہ مکرمہ جانے کا حکم دیا اور فرمایا ہم نے قریش کے ساتھ جو عہد کیا ہے وہ تمہیں معلوم ہے ہمارے دین میں عہد شکنی کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ حضرت ابوبصیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ مجھے مشرکین کی طرف بھیجتے ہیں وہ مجھ پر تشدد کریں گے اورر مجھے کفر پر مجبور کریں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تم جاؤ، اللہ تعالیٰ تمہارے اور باقی مسلمانوں کیلئے جو مکہ مکرمہ میں ہیں جلد نجات عطا فرمائے گا۔

حضرت ابوبصیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجبور ہو کر دونوں کافروں کے ساتھ مکہ مکرمہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ مقام ذوالحلیفہ میں پہنچ کر سب کھانا کھانے کی غرض سے بیٹھے اور آپس میں باتیں کرنے لگے ابوبصیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک کافر سے کہا تمہاری تلوار مجھے بڑی عمدہ دکھائی دیتی ہے۔ وہ اپنی تلوار کی تعریف سن کر خوش ہوا اور نیام سے نکل کر حضرت ابوبصیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دکھانے لگا اور کہا، ہاں ں یہ بڑی عمدہ تلوار ہے میں نے بہت مرتبہ اس کا تجربہ کیا ہے۔ حضرت ابوبصیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے ہاتھ سے تلوار پکڑتے ہوئے کہا دکھاؤ تو سہی کیسی ہے؟ اس نے جیسے ہی ان کو تلوار پکڑائی انہوں نے انتہائی پھرتی اور تیزی سے اس کی گردن پر وار کیا اور اسے قتل کر دیا۔ اس کے ساتھی نے جب یہ دیکھا تو وہاں سے بھاگا اور دوڑتا ہوا سیدھا مدینہ طیبہ پہنچا۔

اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبوی میں موجود تھے وہ شخص بھی مسجد نبوی میں چلا گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے آتے ہوئے دیکھا تو فرمایا اس نے کوئی خطرناک چیز دیکھی ہے (جو اس قدر خوفزدہ ہے) جب قریب آیا تو اس سے دریافت فرمایا، اس نے کہا میرے ساتھی کو ابوبصیر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے قتل کر دیا ہے اور مجھے بھی جان کا خطرہ ہے۔ اسی اثناء میں حضرت ابوبصیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی وہاں پر آپہنچے تلوار ان کے ہاتھ میں تھی عرض کی، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کی ذمہ داری پوری ہو گئی آپ نے مجھے واپس بھیج دیا تھا اللہ تعالیٰ نے مجھے ان سے نجات عطا فرما دی اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کی ماں مرے اگر اس کے ساتھ کچھ اور لوگ بھی ہوتے تو جنگ کی آگ بھڑک اٹھتی۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ابوبصیر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تو جنگ کی آگ جلانے والا ہے اگر کوئی اس کی امداد کرتا۔

حضرت ابوبصیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس بات سے اندازہ لگا لیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کو کفار مکہ کے حوالے کر دیں گے چنانچہ چپکے سے وہاں سے نکلے اور ساحل سمندر کے پاس مقام عیص میں جا کر قیام پذیر ہو گئے۔ یہ وہ مقام تھا جس راستے سے قریش کے قافلے شام کو جاتے تھے چند دنوں بعد حضرت ابوجندل رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی کفار کی قید سے فرار ہو کر اس مقام پر حضرت ابوبصیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آملے پھر رفتہ رفتہ مکہ مکرمہ میں موجود دیگر مسلمانوں نے بھی کسی نہ کسی طرح راہ فرار اختیار کی اور وہ بھی کفار کی قید سے بھاگ کر اس مقام پر آ گئے اور اس طرح تقریباً ستر مسلمان اس جگہ پر اکٹھے ہو گئے ایک روایت میں آتا ہے کہ تقریباً تین سو مسلمان وہاں پر جمع ہو گئے۔

Marfat.com

ان مسلمانوں نے اپنے طور پر اکٹھے ہو کر اس راہ سے گزرنے والے کفار کے قافلوں پر حملے کر کے ان کو لوٹنا شروع کر دیا ان کی چھاپہ مار کارروائیوں سے کفار مکہ پریشان ہو گئے۔ آخر کار تنگ آ کر انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں کسی کو بھیجا اور اپنی قرابت داری کا حوالہ دے کر درخواست کی کہ ان مسلمانوں کو جنہوں نے ناک میں دم کر رکھا ہے ان کو اپنے پاس مدینہ طیبہ بلا لیں ہماری طرف سے کوئی اعتراض نہ ہوگا جو بھی مسلمان مکہ مکرمہ سے بھاگ کر مدینہ طیبہ جانا چاہے گا اسے ہماری طرف سے اجازت ہے۔

(بخاری شریف جلد اول، زرقانی علی المواہب جلد دوم)

ایک روایت میں آتا ہے کہ قریش نے ابوسفیان کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں بھیجا جنہوں نے مدینہ طیبہ میں حاضر ہو کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کی قسم اور صلہ رحمی کا واسطہ دے کر کہا کہ ابو بصیر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اور ان کے ساتھی مسلمانوں کو مدینہ طیبہ بلا لیا جائے قریش اس شرط سے دستبردار ہوتے ہیں اور جو بھی اس کے بعد آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس جائے گا ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔

اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مقام عیص میں حضرت ابو بصیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک خط بھیجا کہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ مدینہ طیبہ چلے آؤ جب یہ خط مبارک ان کے پاس پہنچا تو اس وقت ان کا آخری وقت آ چکا تھا اور وہ عالم نزع میں تھے خط مبارک کو اپنے ہاتھوں میں پکڑ کر اپنے چہرے پر ملتے تھے اور روتے تھے پھر اسی حالت میں وفات پا گئے۔ حضرت ابو جندل رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے دیگر ساتھیوں نے ان کی تجہیز و تکفین کی اور دفن کر کے مدینہ طیبہ میں آ گئے۔

(مدارج النبوۃ جلد دوم)

ابورافع کے قتل کی اجازت مل گئی

6ھ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو رافع یہودی جس کا نام عبداللہ بن ابی الحقیق یا سلام بن الحقیق تھا کے قتل کی اجازت مرحمت فرما دی یہ مدینہ طیبہ کے نزدیک رہتا تھا۔ دولت مند سوداگر تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت تکلیفیں پہنچاتا رہتا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں کی مدد میں پیش پیش رہتا تھا تمام مسلمان اس سے بہت تنگ تھے چنانچہ قبیلہ خزرج سے تعلق رکھنے والے مسلمانوں نے باہم مشورہ کر کے فیصلہ کیا کہ کسی طرح اس دشمن رسول کا خاتمہ کیا جائے اس مقصد کیلئے حضرت عبداللہ بن عتیق، حضرت خزاعی بن اسود، حضرت مسعود بن سنان، حضرت ابو قتادہ، حضرت حارث بن ربعی اور حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ تعالیٰ عنہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ابو رافع کے قتل کی اجازت چاہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کے کہنے پر اجازت مرحمت فرما دی اور حضرت عبداللہ بن عتیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان پر امیر مقرر فرمایا۔

جب یہ سب لوگ ابو رافع یہودی کے ڈیرے کے پاس پہنچے اور سورج ڈوب گیا تو ابو رافع اپنے ساتھیوں کے

Marfat.com

ہمراہ قلعہ نما محل کی طرف چلا تو حضرت عبداللہ بن عتیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ تم یہاں ٹھہرو میں تنہا جاتا ہوں اور کسی تدبیر سے محل کے اندر چلا جاؤں گا چنانچہ جب وہ لوگ محل کے دروازے کے پاس پہنچے تو وہاں ان کا ایک گدھا گم ہو گیا تھا اور کچھ لوگ چراغ لے کر اس کو تلاش کرنے نکلے۔ حضرت عبداللہ بن عتیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ (چراغ کی روشنی دیکھ کر) مجھے ڈر ہوا کہ کوئی مجھے پہچان نہ لے اس پر میں اپنا منہ سر چھپا کر وہاں بیٹھ گیا جیسے کوئی قضائے حاجت کیلئے بیٹھتا ہے جب لوگ محل میں داخل ہونے لگے تو پہریدار نے مجھے پکارا اے اللہ کے بندے! آنا ہو تو آ جا ورنہ میں دروازہ بند کرتا ہوں اس پر میں بھی اندر داخل ہو گیا اور ایک جگہ چھپ کر بیٹھ گیا۔

پہریدار نے دروازہ بند کیا اور چابیاں ایک کھونٹی پر لٹکا کر چلا گیا کچھ لوگ ابورافع کے پاس رات گئے تک قصہ کہانی کہتے رہے پھر سب اپنے اپنے سونے کی جگہ کی طرف چلے گئے اور ابورافع اکیلا رہ گیا تب میں نے چابی لے کر محل کے گیٹ کا تالا کھول دیا کہ اگر انہوں نے مجھے پہچان لیا تو دروازے سے نکلنا آسان ہوگا اور پھر میں نے سب دروازے باہر سے بند کر دیے تا کہ اندر والے باہر نہ نکل سکیں پھر میں ابورافع کے پاس پہنچا وہاں اندھیرا تھا مجھے معلوم نہ ہوا کہ کس طرف پڑا سو رہا ہے۔ میں نے پکارا اے ابورافع! اس نے کہا، کون ہے؟ میں نے اس کی آواز کی طرف تلوار چلائی مگر تلوار نے کچھ نہ کیا وہ چلایا تو میں وہاں سے نکل آیا۔

تھوڑی دیر کے بعد میں نے اپنی آواز بدل کر پوچھا کہ کیا ہے اے ابورافع! اس نے اپنا آدمی سمجھ کر کہا، خرابی ہو تم پر کسی شخص نے ابھی مجھ پر تلوار کا وار کیا ہے۔ اس پر میں اس کے قریب گیا اور تلوار کے ایک ہی وار سے اسے ختم کر دیا پھر دروازے کھول کر نکلا اور ایک سیڑھی پر پہنچ کر نیچے اترنے لگا میں نے سمجھا زمین نزدیک ہے حالانکہ زمین نزدیک نہیں تھی میں وہاں سے گر پڑا جس سے میرے پاؤں کی ہڈی ٹوٹ گئی میں لنگڑاتا ہوا اپنے ساتھیوں سے کے پاس آیا اور ان سے کہا کہ چلو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خوشخبری جا کر سناؤ میں صبح (تصدیق کر کے) آؤں گا میں نے اپنی پگڑی سے اپنے ٹوٹے ہوئے پاؤں کو باندھ دیا۔ صبح سویرے جب محل سے شور اٹھا کہ ابورافع مارا گیا تب میں بھی واپس آیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر اس کے مرنے کی خبر سنائی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اپنا پاؤں پھیلاؤ میں نے پھیلایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر اپنا دست مبارک پھیرا میں اسی وقت ٹھیک ہو گیا کہ گویا کبھی کوئی تکلیف پہنچی ہی نہ تھی۔

(بخاری شریف جلد اول، زرقانی علی المواہب جلد دوم)

سریہ محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ربیع الاول 6ھ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تیس سواروں کے ساتھ مدینہ منورہ سے چالیس کلومیٹر دور واقع بنی کلاب کی سرکوبی کیلئے ضریہ کے مقام کی طرف روانہ فرمایا۔ مسلمانوں

Marfat.com

نے ان پر شبخون مارا چند کفار قتل ہو گئے اور باقی بھاگ گئے مسلمانوں کے ہاتھ ان کے ایک سو پچاس اونٹ اور تین ہزار بکریاں آئیں۔

(زرقانی علی المواہب جلد دوم)

سریہ عنکل

6ھ میں ہی قبیلہ عرینہ سے ایک جماعت آئی اور اسلام قبول کیا ان کو مدینہ منورہ کی آب و ہوا راس نہ آئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ذی الجدر کے نزدیک جو قبا کے پاس ہے۔ کوہ عبد کے پاس بھیج دیا جہاں وہ چند روز رہے اور صحت یاب ہو گئے پھر انہوں نے دھوکے سے کام لے کر صبح کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خاص پندرہ اونٹ لئے اور چل پڑے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام حضرت یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو کہ نوبیہ کے رہنے والے یونانی تھے کو پتہ چلا تو انہوں نے ان کو روکا اس پر انہوں نے ان کو انتہائی بیدردی سے شہید کر کے ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیے اور زبان اور آنکھوں میں کانٹے چبھو چبھو کر بڑی اذیتوں سے مارا پھر ان کی لاش کو اونٹ پر لاد کر چھوڑ دیا۔ اونٹ ان کی لاش مدینہ طیبہ لے آیا جسے دیکھ کر مسلمانوں کو بہت رنج اور دکھ ہوا۔

اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بیس سواروں کے ساتھ ان کے تعاقب میں روانہ فرمایا اور وہ ان لوگوں کو پکڑ کر لے آئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اس جرم کا یہ فیصلہ فرمایا کہ ان کی آنکھوں میں سلائی پھیر کر دھوپ میں ڈال دیا جائے تا کہ مر جائیں ایک روایت میں آیا ہے کہ فرمایا ان کے ہاتھوں کو بھی کاٹ دیا جائے اور کٹے ہوئے ہاتھوں کو داغا نہ جائے تا کہ خون بند نہ ہو اور وہ ہلاک ہو جائیں۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ان میں سے ایک کو دیکھا جو دانتوں سے زمین کو کاٹتا تھا یہاں تک کہ وہ مر گیا۔

(بخاری شریف، مدارج النبوۃ جلد دوم)

سریہ عکاشہ بن محصن اسدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ربیع الاول یا ربیع الآخر 6ھ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ملی کہ بنو اسد بن خزیمہ کے کچھ لوگوں نے چشمہ غمر مرزوق کے نزدیک پڑاؤ ڈال رکھا ہے تا کہ وہ موقع پا کر مدینہ طیبہ پر حملہ کر دیں اس اطلاع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عکاشہ بن محصن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو چالیس سواروں کے ساتھ ان کی سرکوبی کیلئے روانہ فرمایا۔ مسلمان جب وہاں ں پر پہنچے تو بنو اسد نے فرار ہونے میں ہی اپنی عافیت سمجھی اور وہ بھاگ کھڑے ہوئے حضرت عکاشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے دو سو اونٹ پکڑ لئے اور انہیں ساتھ لے کر واپس مدینہ منورہ آ گئے۔

(زرقانی علی المواہب جلد دوم)

Marfat.com

سریہ زید بن حارثہؓ بطرف جموم

ربیع الاول 6ھ میں ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ایک جماعت کے ساتھ بطن نخلہ کے قریب موضع جموم میں بنی سلیم کی طرف روانہ فرمایا مسلمانوں نے وہاں پہنچ کر ان کے موشیوں پر قبضہ کرلیا اور چند لوگوں کو گرفتار کرلیا۔ باقی بھاگ گئے پھر مسلمان واپس مدینہ منورہ لوٹ آئے۔

(مدارج النبوۃ جلد دوم)

سریہ زید بن حارثہؓ بطرف عیص

جمادی الاول 6ھ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مدینہ منورہ سے تقریباً سات کلومیٹر کے فاصلے پر واقع مقام عیص کی طرف ستر سواروں کے ساتھ روانہ فرمایا یہاں پر قریش کا ایک قافلہ شام آرہا تھا۔ مسلمانوں نے اس قافلے پر حملہ کیا ان کی تمام اشیاء اپنے قبضے میں لے لیں اور ان تمام کو گرفتار کر لیا گیا۔

(زرقانی علی المواہب جلد دوم)

سریہ زید بن حارثہؓ بطرف بحشی

اس کا سبب یہ تھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت دحیہ بن خلیفہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قیصر کے پاس بھیجا قیصر نے ان کو تحائف دے کر رخصت کیا راستے میں ''بحشی'' کے لوگوں نے ان پر حملہ کیا اور سامان لوٹ لیا۔ جب حضرت دحیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں پہنچے تو صورتحال بیان کی اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جمادی الآخر 6ھ میں حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قیادت میں پانچ سو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھیجا یہ دن کے وقت چھپے رہتے اور رات کے اندھیرے میں سفر کرتے ہوئے اچانک صبح کے وقت دشمنوں پر حملہ آور ہوگئے بعض کو قتل کیا اور بعض کو گرفتار کرلیا اور ایک ہزار بکریاں بھی لے کر واپس آئے۔

(مدارج النبوۃ جلد دوم)

سریہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بطرف فدک

6ھ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک سو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ فدک کی طرف قبیلہ بنی سعد بن بکر کی جانب بھیجا کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ملی تھی کہ بنی سعد بن بکر کے لوگ خیبر کے یہودیوں کو مدد پہنچانے کیلئے لشکر جمع کر رہے ہیں۔ مسلمانوں نے فدک اور خیبر کے درمیان ان پر

Marfat.com

اچانک حملہ کر دیا اور ان کو شکست دے کر ان کے پانچ سو اونٹ اور ایک ہزار بکریاں پکڑ کر واپس مدینہ منورہ لوٹ آئے۔

(مدارج النبوۃ جلد دوم)

سریہ زید بن حارثہؓ بجانب طرف

6ھ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پندرہ مجاہدین کے ساتھ مدینہ منورہ سے تقریباً ساٹھ کلومیٹر کے فاصلے پر واقع چشمہ طرف کی جانب بھیجا جب مسلمان بنو ثعلبہ میں پہنچے تو وہاں سے تمام بدوی بھاگ گئے۔ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کے اونٹوں کو پکڑ لیا اور مدینہ منورہ واپس لوٹ آئے۔

(زرقانی علی المواہب جلد دوم)

سریہ عبدالرحمٰن بن عوفؓ بجانب بنی کعب

6ھ کو ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دومتہ الجندل کے مقام پر بنی کعب کی طرف بھیجا جب یہ وہاں پر پہنچے تو لوگوں کو اسلام کی دعوت دی بنی کعب کا سردار اصبغ بن عمرو کلبی نے اسلام قبول کر لیا اور اس کے ساتھ بہت سے لوگوں نے اسلام قبول کیا جن لوگوں نے دعوت اسلام قبول نہ کیا انہوں نے جزیہ دینا قبول کیا۔

(زرقانی علی المواہب جلد دوم)

سریہ زید بن حارثہؓ بطرف القریٰ

رمضان المبارک چھ ہجری کا واقعہ ہے کہ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تجارت کی غرض سے شام کی طرف جا رہے تھے بہت سا مال ان کے ساتھیوں کا ان کے پاس تھا وادی القریٰ کے نزدیک پہنچ کر قبیلہ فرازہ کی شاخ بنی بدر نے ان پر حملہ کر دیا۔ مسلمان بہت کم تھے چنانچہ شکست ہوئی ان کا مال لوٹ لیا گیا اور مسلمان مدینہ طیبہ لوٹ آئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فوری طور پر حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مسلمانوں کی ایک جماعت کے ساتھ وادی القریٰ کی طرف روانہ فرمایا۔ مسلمانوں نے ان پر حملہ کیا اور ان میں سے بعض کو قتل کیا بہت سے قیدی بنا لئے گئے باقی لوگ فرار ہو گئے اس کے بعد مسلمانوں نے مدینہ منورہ واپسی اختیار کی۔

(مدارج النبوۃ جلد دوم)

Marfat.com

سریہ نجد

6ھ میں ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قیادت میں ایک جماعت کو نجد کی طرف بھیجا اتفاق سے قبیلہ بنی حنیفہ کے ثمامہ بن اثال ان کے قابو آ گئے اور ان کو باندھ کر مدینہ منورہ میں لایا گیا یہ یمامہ کے سردار تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو مسجد نبوی کے ایک ستون کے ساتھ باندھنے کا حکم دے دیا اس کے بعد مسجد میں تشریف لائے اور پوچھا، اے ثمامہ! کیا حال ہے اور اپنے بارے میں تیری کیا رائے ہے؟ اس نے جواب دیا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میں ٹھیک ہوں اگر آپ مجھے قتل کر دیں گے تو آپ ایسے شخص کو قتل کریں گے جو کہ قتل کئے جانے کا مستحق ہے اور اگر انعام فرمائیں گے تو ایک شکر گزار پر احسان فرمائیں گے اگر آپ مجھ سے فدیہ میں مال لینا چاہتے ہیں تو وہ بھی بتا دیں تا کہ میں آپ کو جتنا مال آپ چاہیں پیش کر دوں گا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کی یہ بات سن کر خاموشی سے تشریف لے گئے۔ اور اسے کوئی جواب نہ دیا۔ دوسرے دن بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہی سوال کیا اور ثمامہ نے وہی جواب دیا۔ تیسرے دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ثمامہ کے بارے میں فیصلہ کرتے ہوئے حکم فرمایا کہ اسے کھول دو اور آزاد کر دو۔ جب اسے کھول دیا گیا تو وہ مسجد نبوی کے قریب کھجوروں کے جھنڈ کی طرف گیا وہاں جا کر غسل کیا اور مسجد میں دوبارہ داخل ہوا۔ ثمامہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فیصلے سے اس قدر متاثر ہوا کہ مسجد میں داخل ہوتے ہی بلند آواز سے کلمہ اسلام پڑھا اور پھر کہا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے نزدیک روئے زمین پر کوئی آپ سے زیادہ دشمن نہ تھا آپ کا چہرہ انور میرے نزدیک تمام لوگوں کے چہروں سے زیادہ محبوب ہے اور کوئی دین آپ کے دین سے اور کوئی شہر آپ کے شہر سے زیادہ دشمن نہیں تھا اب میرے نزدیک آپ کے دین اور آپ کے شہر سے زیادہ مجھے کوئی چیز محبوب نہیں ہے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں مکہ مکرمہ میں عمرہ کیلئے جا رہا تھا کہ آپ کے آدمیوں نے مجھے پکڑ لیا اب آپ اس بارے میں میرے لئے کیا حکم فرماتے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ثمامہ بن اثال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مکہ مکرمہ بھیجا تا کہ وہ عمرہ ادا کریں جب حضرت ثمامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حرم میں پہنچے تو ایک شخص نے کہا تو صابی ہو گیا ہے۔ انہوں نے فرمایا، اللہ کی قسم! میں صابی نہیں ہوا بلکہ میں نے دین اسلام قبول کر لیا ہے اور حق کا راستہ اختیار کیا ہے، خدا کی قسم! تم ثمامہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے گندم کا ایک دانہ نہ پاؤ گے جب تک رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم حکم نہ فرمائیں۔ چنانچہ جب حضرت ثمامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے وطن میں پہنچے تو لوگوں سے کہا کہ اب غلہ مکہ مکرمہ نہ لے جائیں۔ اس پر مکہ مکرمہ میں غلہ کی قلت ہو گئی اور قریش اس صورتحال سے تنگ آ گئے انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں درخواست کی کہ آپ ثمامہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو حکم فرمائیں کہ وہ اپنے فیصلے پر نظر ثانی کریں اور حسب سابق عمل کریں چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ثمامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا کہ وہ غلے کو مکہ مکرمہ آنے دیں۔

(بخاری شریف جلد دوم، مسلم شریف جلد دوم، مدارج النبوۃ جلد دوم)

Marfat.com

مجھ سے زیادہ مسکین کوئی نہیں ہے

یہ واقعہ بھی 6ھ میں پیش آیا حضرت خولہ بنت ثعلبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے خاوند کا نام حضرت اوس بن اخرم انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھا۔خولہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نہایت نیک پارسا اور عقل وفہم رکھنے والی سمجھدار خاتون تھیں ان کے شوہر حضرت اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ذرا تیز طبیعت کے تھے اور جلدی غصہ میں آجایا کرتے تھے ایک روز انہوں نے حضرت خولہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ہمبستری کیلئے بلایا وہ نہ آئیں تو غصے میں آگئے اور غصہ کی حالت میں فرمایا تو مجھ پر میری ماں کی طرح ہے۔یہ کہہ کر گھر سے چلے گئے پھر جب کچھ دیر کے بعد غصہ ٹھنڈا ہوا تو اپنے کہنے پر پشیمانی ہوئی اور چاہا کہ صلح ہو جائے۔حضرت خولہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا دوبارہ رجوع کی کوئی صورت نہیں جب تک کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے تمام واقعہ بیان نہ کر دیا جائے چنانچہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور ساری حقیقت بیان کی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (اس طرح کا کہنا) زمانہ جاہلیت میں طلاق کا حکم رکھتا تھا لیکن اس کے متعلق مجھ پر ابھی تک کوئی وحی نازل نہیں ہوئی ہے۔حضرت خولہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم !میرا معاملہ انتہائی مشکل ہے اگر میں ان کے بچوں کو چھوڑتی ہوں تو برباد ہو جائیں گے اور اگر اپنے پاس رکھتی ہوں تو ان کو کھلانے پلانے کا کوئی ذریعہ نہیں ہے۔اللہ تعالیٰ ہی میری مشکل آسان فرمائے گا۔

اپنا حال عرض کرنے کے بعد حضرت خولہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرہ انور کے ایک کونے میں گئیں اور بارگاہ الٰہی میں سربسجود ہو کر گریہ وزاری کرنے لگیں اور کہتیں، یا اللہ! میں تجھ سے اپنی بے بسی، لاچارگی، اپنے خاوند کی جدائی اور اپنی پریشانی کی شکایت کرتی ہوں۔

مروی ہے کہ حضرت خولہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اسی طرح رو رو کر بارگاہ الٰہی میں فریاد کر رہی تھیں کہ اسی دوران حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے اور قرآن حکیم کی یہ آیات مبارکہ نازل ہوئیں۔

ترجمہ:

"بے شک اللہ نے سنی اس کی بات جو تم سے اپنے خاوند کے معاملہ میں بحث کرتی ہے اور اللہ سے شکایت کرتی ہے اور اللہ تم لوگوں کی گفتگو سن رہا ہے بے شک اللہ سنتا دیکھتا ہے، وہ جو تم میں اپنی بیویوں کو اپنی ماں کی جگہ کہہ بیٹھتے ہیں وہ ان کی مائیں نہیں ان کی مائیں تو وہی ہیں جن سے وہ پیدا ہیں۔اور وہ بے شک بری اور نری جھوٹ بات کہتے ہیں اور بے شک اللہ ضرور معاف کرنے والا اور بخشنے والا ہے اور وہ جو اپنی بیویوں کو اپنی ماں کی جگہ کہیں پھر وہی کرنا چاہیں جس پر اتنی بڑی بات کہہ چکے تو ان پر لازم ہے ایک غلام آزاد کرنا قبل اس کے کہ ایک دوسرے کو ہاتھ لگائیں۔یہ ہے جو نصیحت تمہیں کی جاتی ہے اور اللہ تمہارے کاموں سے خبردار ہے، پھر جسے غلام نہ ملے تو (وہ) لگاتار دو مہینے کے روزے (رکھے) قبل اس کے کہ ایک دوسرے کو ہاتھ لگائیں۔پھر جس سے

Marfat.com

روزے بھی نہ ہو سکیں تو ساٹھ مسکینوں کا پیٹ بھرنا (کھانا کھلانا) یہ اس لئے کہ تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھو اور یہ اللہ کی حدیں ہیں اور کافروں کیلئے دردناک عذاب ہے۔

(سورۂ مجادلہ آیات 1 تا 4)

اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم آ جانے کے بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اوس بن اخرم انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ تم ایک غلام کو آزاد کرنے کے بعد اپنی بیوی سے رجوع کر سکتے ہو انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میری اتنی استطاعت نہیں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو پھر لگاتار دو مہینے کے روزے رکھو۔ انہوں نے عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھ میں اتنی طاقت نہیں ہے۔ ایک روایت میں آتا ہے کہ انہوں نے کہا میری حالت تو ایسی ہے کہ اگر دن میں دو تین بار کچھ کھا نہ لوں تو آنکھوں کے آگے اندھیرا چھا جاتا ہے اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلاؤ۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں اس کی بھی سکت نہیں رکھتا۔

ابھی یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ ایک شخص کھجوروں کی ایک تھیلی لے کر حاضر ہوا جس میں تقریباً پندرہ صاع کھجوریں تھیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اے اوس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ان کھجوروں کو لے جاؤ اور مسکینوں میں بانٹ دو تاکہ تمہارا کفارہ ادا ہو جائے۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے اپنے سے زیادہ کوئی مسکین نظر نہیں آتا اگر آپ حکم فرمائیں تو میں ان کھجوروں کو اپنے اہل و عیال میں بانٹ دوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اجازت مرحمت فرما دی کہ ہاں۔

(مدارج النبوۃ جلد دوم)

قیصر روم کے نام نامہ مبارک

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے 6ھ میں حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ ہرقل قیصر روم کے نام نامہ مبارک بھیجا اور اسے اسلام کی دعوت دی۔ حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے نامہ مبارک لے کر پہلے حاکم بصرہ حارث غسانی کے پاس گئے جو قیصر روم کی طرف سے شام کا گورنر تھا اس کے بعد یہ نامہ مبارک بیت المقدس میں قیصر کے پاس بھیج دیا گیا کیونکہ ان دنوں قیصر بیت المقدس آیا ہوا تھا۔ قیصر روم کے نام حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو نامہ مبارک بھیجا وہ یہ تھا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۵ من محمد عبداللہ و رسولہ الی ہرقل عظیم الروم سلام علی من الھدیٰ اما بعد فانی ادعوک بدعایۃ الاسلام اسلم تسلم یوتک اللہ اجرک مرتین فان تولیت فانی علیک اثم الاریسین یا اہل الکتاب تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا و بینکم ان

Marfat.com

لا نعبد الا اللہ و لا نشرك به شيئاً و لا يتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون اللہ تولو افقولوا اشهد وا بانا مسلمونo

''اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے اللہ کے بندے اور رسول محمد کی طرف سے ہرقل عظیم روم کے نام سلام ہو اس پر جو راہ راست کی پیروی کرے اما بعد میں تمہیں اسلام کی دعوت دیتا ہوں۔ مسلمان ہو جاؤ گے تو سلامت رہو گے اور اللہ تعالیٰ تمہیں دوگنا اجر عطا فرمائے گا اور اگر تم نے روگردانی کی تو تیری رعایا کا گناہ تجھ پر ہوگا اور اے اہل کتاب! آؤ اس کلمہ کی طرف جو ہمارے اور تمہارے درمیان یکساں ہے کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہرائیں اور ہم میں سے کوئی اللہ کو چھوڑ کر دوسرے کے پروردگار نہ بنائے اگر وہ نہیں مانتے تو کہہ دو کہ تم گواہ رہو ہم مسلمان ہیں۔''

قیصر روم اور ابوسفیان کی گفتگو

قیصر کو جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نامہ مبارک ملا تو اس نے نامہ مبارک کے مضمون سے آگاہ ہونے کے بعد حکم دیا کہ میری سلطنت میں کوئی ایسا شخص تلاش کرو جو اس نبوت کے دعویٰ کرنے والی ہستی کی قوم سے ہو تاکہ میں اس سے مل کر ان کے بارے میں کچھ معلومات حاصل کروں۔ اتفاق سے ان دنوں ابوسفیان تجارت کے سلسلہ میں دیگر تاجروں کے ہمراہ شام میں تھے چنانچہ ان کو قیصر کے پاس لے جایا گیا ترجمان کے ذریعے قیصر نے ابوسفیان سے گفتگو کی اور پوچھا جس ہستی نے تم میں سے نبوت کا دعویٰ کیا ہے اس کا نسب کیسا ہے؟ ابوسفیان نے کہا وہ شریف النسب ہے۔ قیصر نے پوچھا اس سے قبل تم میں سے کسی نے دعویٰ نبوت کیا ہے؟ ابوسفیان نے کہا نہیں، قیصر بولا کیا ان کے آباؤ اجداد میں کوئی بادشاہ گزرا ہے؟ ابوسفیان نے کہا نہیں قیصر نے پوچھا ان کے پیروکار طاقتور اور بڑے لوگ ہیں یا کمزور؟ ابوسفیان نے جواب دیا، کمزور لوگ ہیں۔ قیصر نے سوال کیا ان کے پیروکاروں کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے یا کمی ابوسفیان نے کہا، اضافہ ہو رہا ہے۔

قیصر نے پوچھا، کیا کوئی شخص ان کے دین میں داخل ہو کر پھر برگشتہ بھی ہوا ہے۔ ابوسفیان نے کہا نہیں۔ قیصر نے سوال کیا، نبوت کا دعویٰ کرنے سے قبل انہوں نے کبھی جھوٹ بولا؟ ابوسفیان نے جواب دیا، نہیں۔ قیصر نے پوچھا، کیا انہوں نے کبھی وعدہ خلافی اور عہد شکنی کی ہے؟ ابوسفیان نے کہا ابھی تک تو نہیں کی۔ قیصر نے سوال کیا کیا تمہاری کبھی ان سے جنگ ہوئی ہے۔ ابوسفیان نے جواب دیا ہاں ہوئی ہے۔ قیصر نے پوچھا جنگ کا نتیجہ کیا نکلا؟ ابوسفیان نے کہا کبھی وہ ہم پر غالب ہوئے ہیں اور کبھی ہم ان پر غالب ہوئے ہیں اس کے بعد قیصر نے سوال کیا وہ تمہیں کس چیز کی تعلیم دیتے ہیں؟ ابوسفیان نے کہا وہ کہتے ہیں کہ ایک خدا کی عبادت کرو اور اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ تمہارے آباؤ اجداد جو کہتے اور کرتے ہیں اسے چھوڑ دو نماز پڑھو، روزے رکھو، سچ بولو، پارسائی اختیار کرو اور صلہ رحمی کرو۔

Marfat.com

ابوسفیان کی گفتگوسن کر قیصر نے اپنے ترجمان کے ذریعے ابوسفیان سے کہا کہ تم نے ان کو شریف النسب بتایا ہے اور انبیاء مرسلین اسی طرح شریف النسب ہی ہوتے ہیں تم نے کہا کہ ان سے پہلے کسی نے ہم میں سے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا اگر ایسا ہوتا تو پھر سمجھا جا سکتا تھا کہ انہوں نے اپنے پیشرو کی تقلید کی ہے تم نے یہ بھی کہا کہ ان کے خاندان میں کوئی بادشاہ نہیں ہوا۔ اگر ایسا ہوتا تو میں کہتا کہ یہ اپنے آباؤ اجداد کی بادشاہت حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ تم نے کہا کہ ان کی پیروی کمزور لوگ کرتے ہیں تو حقیقت یہی ہے کہ انبیاء کرام کی پیروی زیادہ تر کمزور لوگ ہی کرتے ہیں۔ تم نے کہا کہ کوئی ان کے دین میں داخل ہو کر برگشتہ نہیں ہوا تو ایمان کی چاشنی ایسی ہی ہوتی ہے کہ جب دل میں سرایت کر جاتی ہے تو پھر کبھی نہیں نکلتی۔ تم نے کہا کہ نبوت سے قبل انہوں نے کبھی جھوٹ نہیں بولا تو میں نے جان لیا کہ ایسا نہیں ہو سکتا کہ وہ لوگ کے معاملے میں تو جھوٹ نہ بولیں اور اللہ تعالیٰ سے جھوٹ منسوب کریں۔ تم نے کہا کہ انہوں نے کبھی وعدہ خلافی اور عہد شکنی نہیں کی تو انبیاء کی یہی شان ہوتی ہے کہ وہ کبھی عہد شکنی اور وعدہ خلافی نہیں کرتے۔ تم نے کہا کہ جنگ میں کبھی وہ غالب رہتے ہیں اور کبھی ہم غالب رہتے ہیں تو انبیاء کا حال ایسا ہی تھا کبھی دشمن کے غلبے سے مغلوب ہو جاتے لیکن بالآخر اور انجام کار غلبہ و نصرت انہیں کا ہوتا۔ تم نے ان کی جو تعلیمات بیان کی ہیں تو سن لو اگر تم نے یہ سب کچھ صحیح کہا ہے تو یہ تمام صفات حمیدہ انبیاء کرام علیہم السلام کی ہیں اور وہ بہت جلد اس مملکت پر بھی غلبہ پا لیں گے اور ان شہروں پر ان کی حکمرانی ہوگی۔

پھر قیصر نے کہا مجھے یقین ہے اور میں جانتا ہوں کہ ایک نبی آنے والے ہیں مگر مجھے یہ یقین نہیں کہ وہ نبی تمہاری قوم میں سے ہوگا اگر مجھے یقین ہوتا کہ میں ان تک پہنچ جاؤں گا تو میں ضرور ان کی خدمت میں حاضر ہوتا اور ان کے پاؤں دھوتا۔

قیصر کا درباریوں کی رائے معلوم کرنا

اس کے بعد قیصر بیت المقدس سے اپنے دارالحکومت حمص میں آیا اور روم کے تمام سرکردہ افراد کو اپنے محل میں بلایا محل کے دروازے بند کر کے ان سے مخاطب ہوا اور کہا اگر تم لوگ اپنی بھلائی، نجات اور خیر خواہی چاہتے ہو اور اس بات کے خواہاں ہو کہ تمہارا ملک قائم رہے تو اس نبی مکرم پر ایمان لے آؤ جو عرب میں مبعوث ہوئے ہیں رومیوں نے جب قیصر کی یہ بات سنی تو وہ ناراض ہو کر محل کے دروازوں کی طرف بھاگے تاکہ محل سے باہر نکلیں قیصر نے یہ صورتحال دیکھی تو سمجھ گیا کہ معاملہ گڑبڑ ہے اس نے آواز دے کر سب کو واپس بلایا اور کہا تو تمہیں یہ بات آزمانے کیلئے کہی تھی کہ تم اپنے دین پر کتنے ثابت قدم ہو۔ اب مجھے پتہ چل گیا ہے کہ تم ثابت قدم ہو۔ یہ سن کر انہوں نے قیصر روم کو سجدہ کیا اور اس سے راضی ہو کر واپس گئے۔

(مدارج النبوۃ جلد دوم)

Marfat.com

عزیز مصر مقوقس کے نام نامہ مبارک

6ھ میں ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حاکم مصر و اسکندریہ مقوقس کی طرف سفیر بنا کر روانہ فرمایا اور مقوقس کے نام نامہ مبارک بھیجا جس میں تحریر تھا۔

ترجمہ:

''اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔ محمد کی طرف سے جو اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہے یہ خط مقوقس رئیس اعظم قبط کے نام ہے۔ سلام ہے اس شخص پر جو ہدایت کی پیروی کرنے والا ہے میں تم کو اسلام کی دعوت دیتا ہوں اور اسلام کی طرف بلاتا ہوں۔ اسلام قبول کرلو تو سلامت رہو گے اور اللہ تعالیٰ تم کو دوگنا اجر عطا فرمائے گا اور اگر انکار کرو گے تو قبطیوں کا گناہ تمہارے سر پر ہوگا۔ اے اہل کتاب! آؤ ایک ایسی بات کی طرف جو ہم میں اور تم میں یکساں ہے وہ یہ کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں اور ہم میں سے بعض اپنے بعض کو اللہ کے آگے پروردگار نہ بنائیں اور تم نہیں مانتے تو گواہ رہو کہ ہم مانتے ہیں۔''

حضرت حاطب بن بلتعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نامہ مبارک لے کر اسکندریہ پہنچے اور پھر مقوقس کے دربار میں جا کر نامہ مبارک اسے دیا۔

مقوقس لاجواب ہوگیا

مقوقس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نامہ مبارک کو چومتے ہوئے اپنی آنکھوں سے لگایا اور بڑے غور سے پڑھا جب پڑھ چکا تو حضرت حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے مخاطب ہو کر کہا تم سے قبل یہاں پر ایک بادشاہ تھا جس نے خدائی کا دعویٰ کیا تھا اور پھر اللہ تعالیٰ نے اس کو دنیا اور آخرت کے عذاب میں مبتلا کیا اور اس سے بدلہ لیا لہٰذا تم دوسروں کے انجام کو دیکھ کر عبرت حاصل کرو ایسا نہ ہو کہ دوسرے لوگ تم سے عبرت حاصل کریں۔ مقوقس نے کہا ہم تو پہلے ہی ایک مذہب کے پیروکار ہیں جس کو ہم اس وقت تک نہیں چھوڑ سکتے۔ جب تک کہ کوئی دوسرا مذہب اس سے بہتر نہ معلوم ہو جائے۔

حضرت حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، ہم تمہیں اسلام کی دعوت دیتے ہیں جو اکمل ترین دین ہے اس دین کی دعوت جب ہمارے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) نے لوگوں کو دی تو ان کی قوم قریش نے زبردست مخالفت کی اسی طرح یہودیوں نے بھی اس دین کی شدید مخالفت کی مگر نصاریٰ نے جو کہ ان کی نسبت دین کے زیادہ قریب تھے۔ اللہ کی قسم جس طرح موسیٰ علیہ السلام نے مسیح ابن مریم علیہ السلام کی بشارت دی تھی اسی طرح مسیح علیہ السلام ابن مریم نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت دی۔ جس طرح نصاریٰ یہودیوں کو انجیل کی دعوت دیتے ہیں اسی طرح ہم تم کو قرآن حکیم کی طرف بلاتے ہیں۔ انبیاء علیہم السلام کی ہم عہد قوم ان کی امت ہوتی ہے اور اس پر ان کی اتباع کرنا

Marfat.com

لازم ہے۔ چونکہ تم نے ایک نبی کا زمانہ پایا ہے اس لئے تم پر فرض ہے کہ ان پر ایمان لاؤ ہم تم کو دین عیسوی سے منحرف نہیں کرتے بلکہ اصل میں اسی رستے پر لے جانا چاہتے ہیں۔

حضرت حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی باتیں سن کر مقوقس بہت متاثر ہوا مگر وہ عمائدین سلطنت کی مخالفت اور بغاوت کے خوف سے دین اسلام قبول کرنے کی ہمت نہ کر سکا تاہم اس نے عقیدت ومحبت کا مظاہرہ کرتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نامہ مبارک کو بڑے احترام کے ساتھ ہاتھی دانت کے ایک ڈبے میں بند کر کے اور مہر لگا کر اپنی کنیز خاص کی حفاظت میں دے دیا۔ دربار برخواست ہونے کے بعد حضرت حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی قیام گاہ پر چلے گئے دو تین روز کے بعد مقوقس نے حضرت حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے دربار میں بلایا اور ان سے سوال کیا اگر تمہارے پیغمبر سچے ہیں تو انہوں نے وطن چھوڑتے ہوئے اپنی قوم کیلئے بددعا کیوں نہ کی۔ حضرت حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے جواب میں مقوقس سے پوچھا کہ یہ بتاؤ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے صلیب پر چڑھتے وقت اپنی قوم کیلئے بددعا کیوں نہ کی۔ یہ سن کر مقوقس لاجواب ہو گیا اور اس نے خاموشی اختیار کر لی۔

مقوقس کا جوابی خط

حضرت حاطب بن بلتعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پانچ روز تک اسکندریہ میں قیام پذیر رہے جب وہاں سے رخصت ہونے لگے تو مقوقس نے ان کو نہایت عزت واحترام سے رخصت کیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نام ایک خط کے علاوہ چند تحائف بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے بھیجے اس خط میں مقوقس نے لکھا۔

ترجمہ: ''اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔ محمد بن عبداللہ کے نام مقوقس امیر قبط کی طرف سے آپ پر سلام، امابعد میں نے آپ کا خط پڑھا اور سمجھ گیا جو کچھ آپ نے اس میں ذکر کیا ہے اور جس کی آپ نے دعوت دی ہے میں جانتا تھا کہ ایک نبی آنے والا ہے میرا خیال تھا کہ وہ شام میں ظاہر ہوگا میں نے آپ کے قاصد کی عزت کی اور آپ کی طرف دو کنیزیں جن کی قبطیوں میں بڑی عزت ہے اور کپڑے بھیجتا ہوں اور آپ کی سواری کیلئے ایک خچر ہدیہ بھیجتا ہوں والسلام علیک۔''

روایات میں آتا ہے کہ مقوقس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے جو دو کنیزیں بھیجیں وہ ماریہ اور سیرین دو سگی بہنیں تھیں جبکہ ایک کنیز اور تھی جس کا نام معلوم نہیں ہو سکا یہ کنیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جہم بن حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عنایت فرما دی تھی۔ مقوقس نے اس کے علاوہ ایک ہزار مثقال سونا، ایک گدھا جس کا نام یعفور تھا ایک خچر جس کا نام دلدل تھا ایک حریر کا حلہ بھی بھیجا جبکہ رخصت کرتے وقت حضرت حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی ایک سو مثقال سونا دیا۔

حضرت حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مدینہ طیبہ پہنچ کر تمام تحائف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں پیش کر دیئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول فرما کر حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اپنی خدمت میں رکھا ان

Marfat.com

کے بطن سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ولادت ہوئی۔ سیرین حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عنایت کی گئیں ان کے بطن سے حضرت عبدالرحمٰن بن حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوئے۔ دلدل کچھ عرصہ تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری میں رہا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دے دیا۔ یعفور بھی کچھ عرصہ تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاص سواری میں رہا پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع کیلئے روانہ ہوئے تو راستے میں مر گیا۔ بعض کا کہنا ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا تو اس کے بعد یعفور نے اپنے آپ کو ایک کنوئیں میں گرا کر ہلاک کر لیا۔

(زرقانی علی المواہب جلد دوم، مدارج النبوۃ جلد دوم)

والئ غسان کے نام نامہ مبارک

والئ غسان حارث غسانی کے نام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نامہ مبارک لے کر حضرت شجاع بن وہب اسدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ گئے اور نامہ مبارک اس کو دیا اس نے پڑھ کر زمین پر پھینک دیا اور نہایت نازیبا گفتگو کی پھر اس قدر برہم ہوا کہ اپنی فوجوں کو تیاری کا حکم دے دیا تا کہ مدینہ منورہ پر چڑھائی کی جائے اس کے ساتھ ہی اس نے ایک خط ہرقل کے نام لکھا اور اسے اس صورتحال کے بارے میں تحریر کیا۔ قیصر نے اسے جنگی تیاری سے روکتے ہوئے جوابی طور پر لکھا کہ کچھ دیر ٹھہرو اور میرے پاس آ کر مجھ سے ملو اور پھر اس کے مطابق عمل کرو چونکہ حارث غسانی قیصر روم کی طرف سے حدود شام غسان کا گورنر تھا اس لئے اس کے کہنے پر جنگی تیاریوں سے رک گیا۔ حضرت شجاع رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب واپس مدینہ طیبہ آئے اور حارث غسانی کے بارے میں بتایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ ہلاک ہوا۔

(مدارج النبوۃ جلد دوم)

شاہ یمامہ کے نام نامہ مبارک

حضرت سلیط بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نامہ مبارک لے کر شاہ یمامہ ہوذہ بن علی حنفی کے پاس گئے اس نامہ مبارک کا مضمون یہ تھا۔

ترجمہ:

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔ اللہ کے رسول محمد کی طرف سے ہوذہ بن علی حنفی کے نام۔ سلام اس پر جس نے ہدایت کی پیروی کی تجھے معلوم رہے کہ میرا دین عنقریب اس حد تک پہنچے گا جہاں تک کہ اونٹ اور خچر جاتے ہیں تو اسلام قبول کر سلامت رہے گا۔ میں تیرا ملک تجھ کو دے دوں گا۔

شاہ یمامہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نامہ مبارک پڑھ کر حضرت سلیط بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عزت و تکریم کی مگر اسلام قبول نہ کیا اور جواب میں ایک خط لکھا کہ آپ کی دعوت دینے کا طریقہ بہت اچھا ہے مگر میں اپنی قوم کا

Marfat.com

بادشاہ ہوں اگر آپ اپنی حکومت میں سے کچھ حصہ مجھے بھی دیں پھر میں آپ کی متابعت کروں گا اور آپ کے پاس حاضر ہوں گا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا جوابی خط پڑھ کر فرمایا اگر وہ مجھ سے زمین سے ایک خوشہ کھجور کے برابر بھی مانگے تو میں اس کو نہ دوں جو کچھ اس کے پاس ملک ہے ہلاک ہو جائے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ فتح فرمایا تو ہوذہ کے مرنے کی خبر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے دی۔ (مدارج النبوۃ جلد دوم)

شاہ ایران کے نام نامہ مبارک

شاہ ایران خسرو پرویز کے نام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نامہ مبارک حضرت عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ لے کر گئے اس نے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نامہ مبارک پڑھا تو پڑھتے ہی آگ بگولا ہو گیا اور کہا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے میرے نام سے پہلے اپنا نام کیوں لکھا ہے اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) مجھے اس طرح کا خط لکھتے ہیں حالانکہ وہ (نعوذ باللہ) میرے بندے اور رعایا ہیں پھر اس بدبخت نے غصے میں آ کر نامہ مبارک کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے زمین پر پھینک دیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اس کی اس حرکت کا پتہ چلا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"اس نے میرے خط کو پرزے پرزے کیا ہے اللہ تعالیٰ اس کے ملک کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا۔"

پھر اسی طرح ہوا کچھ عرصہ بعد خسرو پرویز کے بیٹے شیرویہ نے اپنے باپ پرویز کو قتل کر دیا اور اسی کی سلطنت ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی۔ (بخاری شریف جلد اول، مدارج النبوۃ جلد دوم)

شاہ حبشہ کے نام نامہ مبارک

شاہ حبشہ نجاشی کے نام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نامہ مبارک لے کر حضرت عمرو بن امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ لے کر گئے جس میں نجاشی کو دعوت اسلام دی گئی تھی اس کے ساتھ ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے شاہ حبشہ کی وساطت سے حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو نکاح کا پیام بھی دیا۔ نجاشی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دیا تو انہوں نے بلا تامل قبول کر لیا۔ چنانچہ نجاشی نے ایک مجلس میں حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا (غائبانہ) نکاح حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کرا دیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے حق مہر بھی ادا کر دیا۔

اس مبارک نکاح کے چند روز بعد نجاشی نے تمام مہاجرین حبشہ کو دو کشتیوں میں سوار کر کے مدینہ طیبہ روانہ کر دیا۔ نجاشی نے حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حضرت شرجیل بن حسنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ وزیر نگرانی مدینہ طیبہ روانہ کیا۔ یہ نجاشی اصحمہ وہی تھا جس کا 9ھ میں انتقال ہوا تھا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھائی تھی کیونکہ اس نے اسلام قبول کر لیا ہوا تھا۔

(ابوداؤد، نسائی، طبقات ابن سعد)

☆☆☆

Marfat.com

دسواں باب

ہجرت کے ساتویں سال کے واقعات

ہجرت کے ساتویں برس جنگ خیبر کا مشہور واقعہ پیش آیا جس میں یہودیوں نے تمام قلعوں پر مسلمانوں نے قبضہ کر لیا اور یہودیوں کو عبرتناک شکست ہوئی۔ اسی سال حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرۃ القضاء ادا فرمایا اسی برس یہودیوں کی سرکوبی کیلئے وادی القریٰ کی طرف تشریف لے گئے اور غزوہ خیبر کے موقع پر اسی سال حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت سی چیزوں کی حرمت کا اعلان فرمایا۔

غزوۂ خیبر

غزوۂ خیبر کا ایک بہت بڑا سبب یہ تھا کہ یہودی غزوۂ خندق میں بری طرح ناکام ہوئے تھے مسلمانوں کے مقابلے پر ان کی تمام تیاریاں اور قوت ضائع ہوگئی تھی اس لئے ان کی کوشش تھی کہ کوئی ایسا موقع ملے کہ وہ مسلمانوں پر کاری ضرب لگائیں وہ چھوٹی موٹی شرارتیں اور سازشیں کرتے رہتے تھے مگر مسلمان بھی ان سے غافل نہ رہتے اور مسلمانوں کی طرف سے ان کو گاہے بگاہے بھرپور جواب دیا جاتا تھا یہی وجہ تھی کہ ابو رافع یہودی جو کہ سازشوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتا تھا اس کو قتل کر دیا گیا چونکہ خیبر کے یہودی بہت زیادہ دولت مند تھے اس لئے اپنی دولت کے بل بوتے پر اپنی فوجی قوت کو مضبوط بنانا شروع ہو گئے ہوئے تھے ان کا منصوبہ تھا کہ اپنی قوت کو مضبوط کر کے مسلمانوں کا مقابلہ کر کے ان کو کسی طرح ختم کر دیا جائے جب ان کی جنگی تیاریاں اس نہج پر پہنچ گئیں کہ ان کا محاسبہ اور سرکوبی کرنا ضروری ہو گیا۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس معاملے پر غور فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع مل چکی تھی کہ خیبر کے یہودی قبیلہ غطفان کو اپنے ساتھ ملا کر مدینہ طیبہ پر حملے کیلئے بالکل تیار ہیں اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے محرم 7ھ کے آخری دنوں میں خیبر کی طرف پیش قدمی کرنے کا اعلان فرمایا۔

(زرقانی علی المواہب جلد دوم)

خیبر کی طرف پیش قدمی

خیبر کی طرف تشریف لے جانے سے قبل رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سباع بن عرفطہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مدینہ منورہ میں اپنا نائب مقرر فرمایا اور ایک ہزار چار سو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ ایک

Marfat.com

روایت کے مطابق سولہ سو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ خیبر کی طرف پیش قدمی فرمائی اسلامی لشکر میں دو سو گھوڑے بھی تھے۔ ایک جھنڈا حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ایک جھنڈا حضرت خباب بن منذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عطا فرمایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بھی ہمراہ لیا جبکہ بیس مسلمان خواتین مرہم پٹی اور دیگر خدمات کیلئے ساتھ لے لی گئیں۔

مدینہ طیبہ کی شمالی جانب کی طرف سے ایک راستہ مشرق کی طرف صحرائے نجد اور دوسری جانب مغرب میں دور تک پہاڑی سلسلہ واقع ہے جس کے کنارے تقریباً ایک سو ستر کلومیٹر کے فاصلے پر ایک سرسبز و شاداب وادی خیبر ہے جو اس زمانے میں یہودیوں کی طاقت ایک مضبوط مرکز تھی جہاں یہودیوں کے آٹھ مضبوط قلعے ناعم، قموص، سلالم، کتیبہ، شق، نطاۃ، وطیح اور صعب موجود تھے جبکہ خیبر کے ساتھ بنی غطفان کا جنگجو قبیلہ آباد تھا جس کی مختلف شاخیں بنی سرہ اور فزارہ وغیرہ مدینہ طیبہ کے نزدیک تک آباد ہوگئی تھیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مدینہ طیبہ سے روانگی فرمائی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم لشکر اسلام کے ساتھ مدینہ منورہ اور وادی القراع کے درمیان واقع عفر پہاڑ کی راہ سے روانہ ہوئے جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے ایک مسجد تعمیر کی گئی تھی اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم خیبر سے ذرا پہلے وادی رجیع میں قیام پذیر ہوگئے یہ جگہ خیبر اور قبیلہ بنو غطفان کے بالکل درمیان میں تھی اس جگہ پر پڑاؤ ڈالنے کا مقصد یہ تھا کہ اسلامی لشکر غطفان اور خیبر کے درمیان حائل ہو جائے تاکہ قبیلہ غطفان والے اہل خیبر کو کوئی کمک نہ پہنچا سکیں اور ان کے مابین رابطہ منقطع ہو جائے۔

(مدارج النبوۃ جلد دوم)

قلعہ ناعم فتح ہوگیا

رجیع میں رات قیام کے بعد صبح نماز فجر پڑھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آگے کی طرف پیش قدمی فرمائی جب دور سے خیبر نظر آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا فرمائی۔

ترجمہ:

''اے اللہ! اے آسمانوں اور جو کچھ ان کے سائے میں ہے۔ اس کے پروردگار! اور اے زمینوں اور جو کچھ ان میں سے اگایا جاتا ہے۔ ان کے پروردگار! اور اے شیاطین اور ان کے گمراہ کرنے کے پروردگار! اور اے ہواؤں اور ان کے اڑانے کے پروردگار! ہم تجھ سے اس بستی اور اس کے باشندوں کی بھلائی اور جو کچھ اس میں ہے اس کی بھلائی مانگتے ہیں اور اس بستی کے شر اور اس کے باشندوں کے شر اور جو کچھ اس میں ہے ان کے شر سے تیری پناہ مانگتے ہیں۔''

حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا ہر بستی میں داخل ہوتے وقت پڑھا کرتے تھے۔ اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب مزید آگے بڑھے تو صبح سویرے خیبر کے وہ یہودی جو کام کاج کی غرض سے اپنے بیلچے اور ٹوکریاں لئے قلعہ سے

Marfat.com

نکل رہے تھے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو چیختے ہوئے بولے، محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اوران کے ساتھ لشکر (بھی) ہے۔پھر وہ الٹے پاؤں بھاگے انہیں بھاگتے ہوئے دیکھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

''اللہ اکبر، خیبر ویران ہو گیا ہم جب کسی قوم کے میدان میں اترتے ہیں تو ان لوگوں کی صبح بری ہو جاتی ہے جنہیں ڈرا (دیا گیا ہو)۔''

اس کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بلند آواز سے نعرہ تکبیر کہا اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے نفسوں پر نرمی کرو تم کسی غائب کو نہیں پکار رہے ہو جس کو پکار رہے ہو وہ تم سے نزدیک ہے اور وہ تمہارے ساتھ ہے۔حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا اور **لا حول ولا قوۃ الا باللہ** پڑھ رہا تھا۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا تو مجھ کو پکارتے ہوئے فرمایا کہ میں تمہیں ایسا کلمہ بتاؤں جو جنت کے خزانوں میں سے ہے؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں ضرور فرمائیے۔ارشاد فرمایا، وہ کلمہ **لا حول ولا قوۃ الا باللہ** ہے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کی خبر سن کر یہودی اپنے قلعوں میں گھس گئے اور اندر سے پتھر اور تیر برسانے لگے۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلامی لشکر کو قلعوں کے چاروں اطراف اس طرح سے پھیلا دیا کہ ہر قلعے کا الگ الگ محاصرہ کر لیا گیا۔اس طرح ایک قلعے کا دوسرے قلعے سے رابطہ ختم ہو گیا۔یہودیوں نے راشن کا ذخیرہ قلعہ ناعم میں جمع کر رکھا تھا اسی قلعہ میں کنانہ بن ابی الحقیق یہودی بھی موجود تھا سب سے پہلے قلعہ ناعم فتح ہوا جس میں محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھائی محمود بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہوئے وہ بے جگری سے لڑتے لڑتے تھک گئے تو قلعہ ناعم کی دیوار کے سایہ میں اس خیال سے لیٹ گئے کہ اس جگہ پر دھوپ اور گرمی کی شدت کم ہے اتفاق سے کنانہ بن ابی الحقیق یہودی نے ان کو دیکھ لیا اور قلعہ کے اوپر سے ایک بہت بڑا پتھر ان کے سر کے اوپر گرا دیا جس سے محمود بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہو گئے۔

(بخاری شریف جلد دوم، سیرت ابن ہشام جلد دوم، مدارج النبوۃ جلد دوم)

کام تھوڑا کیا اور مزدوری زیادہ پائی

قلعہ ناعم کی فتح کے بعد دیگر یہودیوں کے قلعے بھی یکے بعد دیگرے مسلمانوں نے فتح کر لئے۔غزوہ خیبر کے موقع پر ایک حبشی غلام جو کسی یہودی کی بکریوں کی رات میں نگہداشت و رکھوالی کرتا تھا ابھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم خیبر کے قلعوں تک نہیں پہنچے تھے کہ اس غلام نے دیکھا یہودی مسلح ہو کر جنگ کیلئے تیار کھڑے ہیں اس نے یہودیوں سے پوچھا یہ تیاری کیسی ہے؟ یہودیوں نے کہا ہم اس شخص سے جنگ کرنا چاہتے ہیں جس نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔اس بات کو سن کر اس غلام نے دل میں بیداری ہوئی اور جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم خیبر کے قریب پہنچے تو وہ غلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کی، آپ کس چیز کی دعوت دیتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے

Marfat.com

فرمایا، اسلام کی، عرض کیا، اگر میں اسلام قبول کرلوں تو مجھے کیا ملے گا؟ فرمایا اگر تم اس پر ثابت قدم رہے تو جنت ملے گی۔

غلام نے اسی وقت کلمہ پڑھا اور مسلمان ہو گیا۔ اس غلام کا نام حضرت اسود راعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھا اسلام قبول کرنے کے بعد عرض کی، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ بکریاں بطور امانت میرے قبضہ میں ہیں میں چاہتا ہوں انہیں ان کے مالک کے حوالے کردوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ان بکریوں کو لشکر کے باہر لے جاؤ اور ان کو ہانک کر ان کے پیچھے چند کنکریاں پھینک دو اللہ تعالیٰ تمہاری طرف سے اس امانت کو ادا کردے گا۔ انہوں نے اسی طرح ہی کیا اور تمام بکریاں دوڑتی ہوئی اپنے مالک کے گھر پہنچ گئیں۔

اس کے بعد حضرت اسود راعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہتھیار اٹھائے اور میدان جنگ کی طرف گئے اس قدر بے جگری اور ثابت قدمی سے لڑے کہ شہید ہو گئے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم انہیں اٹھا کر لشکر اسلام کے خیموں میں لائے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی خبر دی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ”کام تھوڑا کیا اور مزدوری زیادہ پائی“

(مدارج النبوۃ جلد دوم)

قلعہ قموص کی فتح

یہودیوں کا قلعہ قموص سب سے زیادہ مضبوط قلعہ ثابت ہوا جو کسی بھی طرح فتح نہیں ہو رہا تھا اس قلعہ میں مشہور یہودی مرحب رہتا تھا مسلمانوں نے اس قلعہ پر بہت مرتبہ حملے کئے مگر کامیابی نہ ہوئی اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

”کل میں ایسے شخص کو جھنڈا دوں گا جس کو اللہ اور اس کا رسول چاہتا ہے اور جو اللہ اور رسول کو چاہتا ہے اور اس کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ فتح فرمائے گا۔“

اس حوالے سے حضرت سہیل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جس رات رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں اس قدر جوش و خروش پیدا ہوا (تو ہر ایک کی یہ خواہش تھی کہ جھنڈا سے عطا ہو اور کہتے تھے کہ) دیکھیں کل ہم میں سے کس کو جھنڈا عطا ہوتا ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے سوائے اس دن کے کبھی بھی امارت کو پسند نہیں کیا اور نہ ہی کبھی اس کی خواہش کی تھی۔

جب صبح ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خیمہ مبارک سے باہر تشریف لائے اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو طلب فرمایا، عرض کی گئی کہ ان کی آنکھیں دکھتی ہیں۔ ارشاد فرمایا، ان کو لے کر آؤ۔ چنانچہ جب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لایا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی دکھتی ہوئی آنکھوں میں لعاب دہن مبارک لگا دیا اور دعا فرمائی تو فوری طور پر انہیں شفا ہو گئی اور آنکھیں پہلے سے بھی زیادہ اچھی ہو گئیں۔ ان دنوں چونکہ شدید گرمی کا موسم تھا اور گرم

Marfat.com

ہوائیں چلتی تھیں اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا بھی ان کیلئے فرمائی، یا اللہ! ان سے گرمی و سردی دونوں کو دور رکھ۔ ابن ابی یعلیٰ کا کہنا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے گرمی کے موسم میں روئی سے بھرا ہوا لباس پہن لیا کرتے تھے اور ان کو گرمی نہیں لگتی تھی اور شدید سردی میں باریک لباس زیب تن کر لیا کرتے تھے اور انہیں کوئی نقصان نہیں ہوتا تھا۔

اس کے بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جھنڈا مرحمت فرمایا اپنی خاص زرہ بھی پہنائی اور ذوالفقار تلوار دے کر ارشاد فرمایا۔

"جلد بازی نہ کرنا اور جا کر پہلے ان (یہودیوں) کو اسلام کی دعوت دینا اور اللہ تعالیٰ کے وہ حقوق جو اس نے اپنے بندوں پر واجب کئے ہیں یاد دلانا، اللہ کی قسم! اگر تمہاری وجہ سے اللہ تعالیٰ ایک شخص کو بھی ہدایت عطا فرما دے تو یہ تمہارے لئے اس سے بہتر ہے کہ تم اللہ کی راہ میں ہزار سرخ اونٹ صدقہ کرو۔"

اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہودیوں کے قلعے کی طرف گئے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ان کے ساتھ تھے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہاں پہنچ کر قلعے کے پاس پتھروں کے ایک ڈھیر پر جھنڈا گاڑھ دیا۔ قلعے کی چوٹی سے ایک یہودی نے جھانک کر دیکھا اور پوچھا تم کون ہو؟ فرمایا میں علی بن ابو طالب ہوں۔ یہودی پکار کر بولا اس کتاب کی قسم! جو موسیٰ علیہ السلام پر نازل کی گئی تم ہم پر غالب ہو چکے ہو پھر یہودی نے اپنی قوم سے مخاطب ہو کر کہا، توریت کی قسم! تم اس شخص سے مغلوب ہو گے یہ فتح حاصل کئے بغیر نہ جائے گا۔

اسی دوران قلعہ سے یہودیوں کا مشہور سردار اور پہلوان مرحب کا بھائی حارث نکلا اس کے ساتھ بہت سے اور یہودی بھی تھے وہ مسلمانوں پر حملہ آور ہوئے حارث حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھوں مارا گیا۔ حارث کے مرنے کے بعد مرحب باہر نکلا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے مقابلے کیلئے آگے بڑھے اور اسے کاٹ کر رکھ دیا۔ اس کی لاش زمین پر پڑی تڑپنے لگی اس کے بعد قلعے سے یاسر نکلا وہ بھی مارا گیا باقی یہودی شکست کھا کر قلعے کی طرف بھاگے اور چاہا کہ قلعے کا پھاٹک بند کر لیں مگر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قلعے کا دروازہ اکھاڑ کر پھینک دیا اور مسلمان قلعے میں داخل ہو گئے اس طرح تھوڑی ہی دیر میں قلعہ فتح ہو گیا۔

(بخاری شریف جلد دوم، مسلم شریف جلد دوم، زرقانی علی المواہب جلد دوم، مدارج النبوۃ جلد دوم)

اہل خیبر کو امان دے دی گئی

خیبر کی مکمل فتح کے نتیجہ میں ترانوے یہودی مارے گئے جبکہ پندرہ مسلمان شہید ہوئے بہت سے زخمی بھی ہوئے۔ یہودیوں نے جب دیکھا کہ مسلمانوں نے تمام قلعوں پر قبضہ کر لیا ہے تو انہوں نے اپنے لئے امان طلب کی۔ چنانچہ ان کو اس شرط پر امان دے دی گئی کہ وہ اپنا تمام سونا چاندی اور مال و دولت مسلمانوں کے سپرد کر دیں گے اور کسی چیز کو چھپا کر نہ رکھیں گے اور اگر کوئی ایسا سامان ظاہر ہو جائے گا جو انہوں نے نہ بتایا ہو گا تو پھر امان ختم ہو جائے

Marfat.com

گی۔

مروی ہے کہ یہودیوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کی کہ ہمیں خیبر سے بیدخل نہ کیا جائے خیبر کی زمینیں ہمارے پاس ہی رہنے دی جائیں۔ ہمیں اجرت پر رکھ لیا جائے ہم کھیتوں اور باغات میں کام کریں گے ہمیں اصل وملکیت میں کوئی دخل نہ ہوگا۔ اور یہ کہ وہ نصف پیداوار بیت المال میں پہنچایا کریں گے اور نصف پیداوار اپنے کام کی اجرت کے طور پر رکھ لیا کریں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر رحم فرماتے ہوئے ان کی درخواست کو قبول فرما لیا۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خیبر کی پیداوار کی قیمت کا تخمینہ لگانے کیلئے مامور فرمایا۔ چنانچہ جب پیداوار کے پھل دینے کا وقت آتا اور غلہ تیار ہو جاتا تو حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے جاتے پیداوار کو دو برابر حصوں میں تقسیم کر دیا جاتا اور پھر یہودیوں سے کہتے کہ ان دونوں میں سے جو حصہ تمہیں پسند ہو وہ رکھ لو یہودی اس عدل و انصاف کو دیکھ کر حیرت زدہ ہو جاتے اور کہتے کہ اسی طرح کے عدل سے ہی زمین وآسمان قائم ہیں۔

(زرقانی علی المواہب جلد دوم، فتوح البلدان)

کنانہ کو قتل کر دیا گیا

جب یہودیوں نے اس بات کو تسلیم کر لیا کہ وہ اپنا تمام سونا چاندی اور مال و دولت مسلمانوں کے سپرد کر دیں گے اور کوئی چیز چھپا نہ رکھیں گے تو ان کو اس شرط پر امان دے دی گئی کہ جب قلعہ قموص سے بے شمار دولت مسلمانوں کے ہاتھ آئی مگر کنانہ بن ابی الحقیق ایک ایسا مالدار یہودی تھا کہ اس کے پاس مزید بہت سی دولت موجود تھی جو اس نے چھپا لی تھی اس نے اونٹ کی کھال میں وہ تمام سونا، زیورات اور جواہرات جو اسے اپنے باپ کی وراثت سے ملے تھے بھر کر رکھے ہوئے تھے اس کے بعد لاتعداد لوگوں کے زیورات ویسے بھی جمع تھے جو اس نے سود کی مد میں اکٹھے کر رکھے تھے جس کسی کو شادی یا کسی تقریب میں شرکت کیلئے زیورات کی ضرورت ہوتی وہ کنانہ سے ادھار اور سود پر لے لیا کرتا تھا۔ اس تمام خزانے کو اس نے ایک ویرانے میں دفن کر دیا تا کہ یہ خزانہ مسلمانوں کے ہاتھ نہ لگے۔ کنانہ مسلمانوں کا بدترین دشمن تھا مگر چونکہ اس وقت وہ شکست کھا چکا تھا اس لئے کچھ کرنے کی پوزیشن میں نہ تھا اس نے یہی سوچا کہ کسی طرح اپنا خزانہ مسلمانوں سے بچا لیا جائے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جاننے کے لیے کہ کنانہ بہت امیر کبیر یہودی ہے اور یقیناً اس کے پاس اب بھی بہت سی دولت موجود ہے جو اس نے کہیں چھپائی ہوئی ہے اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کنانہ کو بلایا اور اس سے اس کے خزانے کے بارے میں پوچھا تو اس نے کہا، یا ابوالقاسم! میرا سارا خزانہ تو جنگی سامان کی فراہمی اور دیگر ضروریات پر خرچ ہو چکا ہے اور اس میں سے کچھ بھی باقی موجود نہیں ہے۔ کنانہ کی گفتگو سے جھوٹ کی بو آ رہی تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے اتمام حجت کیلئے فرمایا اگر اس کے بعد یہ بات جھوٹ نکلی تو پھر تمہارا خون جائز ہوگا

Marfat.com

اور تمہیں امان نہیں ہوگی۔ کنانہ نے بے دھڑک جواب دیا، ٹھیک ہے۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور یہودیوں کے چند سر کردہ افراد کو بھی گواہ بنالیا۔

کنانہ کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فیصلے کو سن کر خیبر کے ایک شخص نے کنانہ سے کہا جس چیز کے بارے میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تم سے پوچھتے ہیں اگر وہ تمہارے پاس ہے تو اور تمہیں علم ہے کہ وہ کہاں پر ہے تو ان کو بتا دو ورنہ مجھے خدشہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو ضرور اس بارے میں آگاہ کر دے گا اور پھر تم ذلیل ہو جاؤ گے اور تیرے متعلق جو فیصلہ کر دیا گیا ہے اس پر بھی ضرور عمل کر دیا جائے گا کنانہ نے اس شخص کی بات سنی ان سنی کر دی۔ اور اپنی بات پر ڈٹا رہا۔

مروی ہے کہ اللہ رب العزت نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بارے میں مطلع فرما دیا۔ اس سے کنانہ کا جھوٹ ظاہر ہو گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کنانہ کو بلوایا اور اس سے فرمایا کہ تم نے جھوٹ بولا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو چند صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ہمراہ ایک ویرانے کی طرف بھیجا جہاں سے مسلمانوں نے اس کے خزانے کو زمین کے اندر سے نکال لیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں لے کر حاضر ہو گئے۔

اس ضمن میں ایک دوسری روایت میں آتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں ایک یہودی نے آ کر کہا کہ اس نے روزانہ صبح سویرے کنانہ کو فلاں ویرانے کا چکر لگاتے ہوئے دیکھا ہے اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کنانہ کو طلب کیا اور اس سے فرمایا کہ کیا تم جانتے ہو کہ اگر تمہارا خزانہ برآمد ہو گیا تو تم مارے جاؤ گے؟ کنانہ نے کہا، ہاں اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو چند صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ہمراہ بھیجا جو اس ویرانے سے کنانہ کا خزانہ نکال کر لے آئے۔

اب کنانہ کیلئے نجات کی صورت باقی نہ رہ گئی تھی اس کو گرفتار کر لیا گیا اس کو دی جانے والی امان ختم کر دی گئی چونکہ اس نے خیبر کی جنگ کو بھڑکانے میں نہایت اہم کردار ادا کیا تھا اور اس معاملے میں اپنی دولت بھی خرچ کی تھی اور پھر محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قلعے کے اوپر سے پتھر مار کر شہید بھی کر دیا تھا امان اٹھ جانے پر اس کا خون مباح ہو گیا تھا اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے قتل کر دیا۔

(سیرت ابن ہشام جلد دوم، مدارج النبوۃ جلد دوم)

غنائم کی تقسیم

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کنانہ کے قتل کے بعد یہودیوں پر رحم فرمایا اور ان کا خون نہ بہایا صرف یہ حکم فرمایا کہ ان کی عورتوں کو قیدی بنالیا جائے اور ان کے اموال کو غنیمت کے طور پر قبضہ میں لے لیا جائے پھر اس حکم کو عام کر دیا گیا اور حکم دیا کہ تمام اکٹھی ہونے والی غنائم کو ساز و سامان اسلحہ اور مویشیوں سمیت قلعہ نطاۃ میں جمع کر دیا۔

Marfat.com

جائے۔قموص کا قلعہ فتح کرنے سے مسلمانوں کے ہاتھ چار سو تلواریں ایک سو ڈھال، پانچ سو کمانیں، ایک ہزار نیزے اور بے شمار مال واسباب آیا تھا۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اعلان بھی کرا دیا کہ اگر کسی نے ایک سوئی یا رسی بھی چھپائی تو وہ مال غنیمت میں خیانت تصور کی جائے گی اور جہنم میں داخلے کا باعث ہوگی۔

مروی ہے کہ ایک حبشی غلام جس کا نام کرکرہ تھا اس کے سپرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سفری سامان ہوتا تھا انہی دنوں میں انتقال کر گیا۔تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ جہنم میں ہے۔یہ سن کر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے جستجو کی تو اس کے سامان سے غنیمت کی ایک چادر ملی جو اس نے تقسیم سے پیشتر ہی چھپائی ہوئی تھی۔

تمام غنائم کو جب ایک جگہ پر جمع کر دیا گیا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ تمام اہل لشکر کو بھی اکٹھا کیا جائے جب تمام لوگ جمع ہو گئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خمس نکالنے کے بعد ان غنائم کو سب پر تقسیم کیا پیدل کو ایک حصہ اور سوار کو دو حصے دیئے گئے جو عورتیں لشکر کی خدمت کیلئے ساتھ تھیں اور مریضوں اور زخمیوں کا علاج معالجہ کرتی تھیں انہیں بھی کچھ عطا فرمایا مگر حصہ مقرر نہیں دیا وہ مسلمان جو غزوۂ خیبر میں موجود نہیں تھے ان کو غنائم خیبر میں سے کچھ نہیں دیا البتہ مہاجرین حبشہ جو کہ انہی دنوں حبشہ سے واپس آئے تھے ان کو دیا۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کی اراضی کے دو حصے کیے نصف پیداوار بیت المال میں مہمانی، سفارت اور غرباء ومساکین کی امداد کیلئے اپنے قبضہ میں رکھی باقی مجاہدین میں تقسیم کر دیا اراضی مکمل طور پر یہود کے قبضے میں رکھی گئی وہی کاشت کرتے تھے اور پیداوار کا نصف سالانہ ادا کرتے تھے۔

یہودیوں کی عورتیں جو قیدی بنالی گئی تھیں ان میں حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی تھیں جو کہ مشہور یہودی حیی بن اخطب کی بیٹی اور کنانہ بن ابی الحقیق کی بیوی تھیں۔کنانہ کو جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا ہے۔قتل کر دیا گیا۔حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اسلام قبول کر لیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو آزاد کر کے ان کی مرضی سے ان کے ساتھ نکاح فرمالیا۔نکاح کے وقت حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عمر سترہ سال تھی۔

(مدارج النبوۃ جلد دوم)

اس کھانے سے ہاتھ روک لو

جب خیبر کے قلعے فتح ہو گئے یہودیوں کو امان مل گئی تو زینب بنت حارث یہودیہ جو کہ مرحب کی بھتیجی اور سلام بن مشکم کی بیوی تھی اس نے لوگوں سے پوچھا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بکری کے گوشت کا کون سا حصہ پسند فرماتے ہیں تو اس کو لوگوں نے بتایا کہ دستی اور شانے کے گوشت کو پسند فرماتے ہیں چنانچہ اس نے بکری کا بچہ لیا اس کو ذبح کیا اور دستی اور دونوں کندھوں میں ایسا زہر ملایا جو فوری اثر کرنے والا اور اسی لمحے جان لیوا ثابت ہوتا تھا پھر گوشت بھون کر شام کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں لائی۔صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ایک جماعت بھی اس وقت وہاں پر موجود تھی ان میں حضرت بشیر بن براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے موجود

Marfat.com

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بھی کھانے کی دعوت دی اور خود دستی کے گوشت سے ایک لقمہ اٹھا کر منہ میں رکھا جب اسے چبایا تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے فرمایا کہ اس کھانے سے ہاتھ روک لو اس کو تھوک دو کیونکہ یہ گوشت مجھے کہتا ہے کہ میں زہر آلود ہوں۔

حضرت بشیر بن براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس گوشت میں سے ایک ٹکڑا اٹھایا اور کھالیا تھا کہنے لگے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے اسے چباتے وقت نفرت اور کراہت محسوس کی میں نے ارادہ کیا کہ اسے منہ سے نکال کر باہر پھینک دوں پھر میں نے سوچا کہ مبادا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کھانے میں بے رغبتی ہو۔ اس کے بعد حضرت بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابھی اپنی جگہ سے اٹھے بھی نہ تھے کہ ان کا رنگ سبز و سیاہ ہو گیا اور اسی وقت وفات پا گئے۔ ایک روایت کے مطابق ایک سال تک بیمار رہنے کے بعد فوت ہوئے۔

اس کے بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے زینب اور رؤسائے یہود کو طلب فرمایا اور ان سے پوچھا کہ اس بکری کے گوشت میں زہر تم نے ملایا تھا؟ زینب نے کہا ہاں، یہ جرأت میں نے کی تھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ ایسا کرنے کا سبب کیا تھا؟ زینب نے کہا کہ آپ نے میرے باپ، چچا اور خاوند کو قتل کیا میں نے سوچا کہ اگر آپ نبوت کے دعویٰ میں جھوٹے ہیں تو لوگوں کو اس سے نجات ہو جائے گی اور اگر سچے ہیں تو اللہ تعالیٰ اس سے آپ کو آگاہ کر دے گا اور آپ کو کوئی نقصان نہ پہنچے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے زینب کو کچھ نہ کہا اور اسے معاف فرما دیا جبکہ بعض کا کہنا ہے کہ جب زہر آلودہ گوشت کھانے سے حضرت بشیر بن براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ وفات پا گئے تو ان کے قصاص میں زینب کو قتل کرا دیا گیا۔

(مدارج النبوۃ جلد دوم)

وادی القریٰ کے یہودیوں سے جنگ

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر سے ہی وادی القریٰ کی طرف پیش قدمی فرمائی۔ یہ وادی مقام فدک اور تیما کے درمیان واقع ہے۔ یہاں کے رہنے والے یہودیوں نے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کے بارے میں سنا تو وہ جنگ کیلئے تیار ہو گئے۔ حالانکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ان سے جنگ کا کوئی ارادہ نہیں تھا انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتے ہی تیر چلانے شروع کر دیے۔ ان کے تیروں کی زد میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک غلام حضرت مدعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ آ گئے جو کہ اونٹ کا کجاوہ اتار رہے تھے تیر لگنے سے یہ شہید ہو گئے۔

صورتحال نازک ہوتی دیکھ کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اسلام پرچم مرحمت فرمایا اور یہودیوں کی سرکوبی کا حکم دیا یہودیوں کو اسلام قبول کرنے کی دعوت دی گئی مگر انہوں نے قبول نہ کی ان سے کہا گیا کہ اگر تم مسلمان ہو جاؤ گے تو تمہارے مال و جان محفوظ رہیں گی اور تمہارا حساب اللہ تعالیٰ پر ہو گا۔ انہوں نے اس بات کا جواب تیروں سے دیا ان کی طرف سے ایک یہودی میدان میں نکلا اور مسلمانوں کو للکارا۔

Marfat.com

حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آگے بڑھ کر اس کا کام تمام کر دیا اس کے بعد ایک اور یہودی نے جرأت کی تو حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے بھی جہنم واصل کر دیا۔

مسلمانوں نے چار دن تک ان کا محاصرہ کئے رکھا مگر وہ کسی بھی طرح جنگ سے باز نہ آئے اور مسلسل لڑتے رہے جب ان کے تقریباً دس یا گیارہ افراد مارے گئے تو ان کے ہوش ٹھکانے آئے اور انہوں نے بھی خیبر کے یہودیوں کی شرائط کے مطابق صلح کر لی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی زمینیں اور باغات ان کے قبضے میں رہنے دیے اور انہوں نے سالانہ نصف پیداوار مسلمانوں کو دینے کا عہد کیا۔ اس طرح مسلمانوں کو اس مقام پر بھی فتح حاصل ہوئی وادی القریٰ کے یہودیوں کے بارے میں جب تیما کے یہودیوں کو پتہ چلا تو انہوں نے بھی صلح کی درخواست کی جو قبول کر لی گئی انہوں نے بھی جزیہ دینا منظور کیا۔

(زرقانی علی المواہب جلد دوم، مدارج النبوۃ جلد دوم)

فدک کے یہودیوں نے بھی صلح کی درخواست کر دی

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کی طرف پیش قدمی فرمائی تو خیبر میں پہنچ کر حضرت محیصہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہودیوں کے علاقہ فدک کی طرف بھیجا جو کہ خیبر کے قلعوں سے انتہائی آخر میں تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہاں کے لوگوں کو اسلام کی دعوت دو اور اگر وہ لوگ سرکشی کریں تو انہیں ڈراؤ۔ اس وقت تک خیبر کی جنگ کا فیصلہ نہیں ہوا تھا اس لئے فدک کے یہودیوں نے حضرت محیصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ یہودیوں کا سردار مرحب اور اس کے بھائی حارث اور یاسر قلعہ نطاۃ میں موجود ہیں اور ان کے پاس دس ہزار جنگجو بھی ہیں ہمارا خیال ہے کہ ان کا مقابلہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نہیں کر سکتے۔

حضرت محیصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے محسوس کر لیا کہ یہودی مصالحت نہیں کرنا چاہتے اس لئے واپس آنے لگے تو انہوں نے روک لیا اور کہا کہ ہم باہم مشورہ کر کے جواب دیتے ہیں اسی دوران خیبر کے قلعہ ناعم کی فتح اور دیگر قلعوں کی فتوحات کی خبریں اہل فدک کو تک پہنچیں تو وہ ڈر گئے اور انہوں نے اپنے قاصد کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں صلح کیلئے بھیجا اور اس بات پر صلح ہوئی کہ زمین کی نصف پیداوار حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے اور نصف پیداوار اہل فدک کیلئے ہوگی۔ چنانچہ فدک کی آمدنی خالصتاً حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ملکیت قرار پائی مجاہدین کو اس میں سے اس لئے حصہ نہ ملا کہ یہ صلح مجاہدین کو وہاں پر بھیجنے کے بغیر ہی ہوگئی تھی البتہ خیبر اور وادی القریٰ کی زمینوں سے مجاہدین اسلام کو حصہ دیا گیا۔

(زرقانی علی المواہب جلد دوم)

عمرۃ القضاء کی ادائیگی کیلئے روانگی

پچھلے برس 6ھ میں قریش مکہ سے صلح حدیبیہ کے تحت معاہدہ ہوا تھا جس میں ایک شق یہ بھی تھی کہ مسلمان آئندہ

Marfat.com

برس مکہ مکرمہ میں آ کر عمرہ ادا کریں گے اور تین دن تک قیام کر کے واپس چلے جائیں گے۔ چنانچہ ذی القعدہ 7ھ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان کرا دیا کہ مسلمان عمرہ کی ادائیگی کی تیاری کریں۔ 2 ذی القعدہ 7ھ کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ سے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ہمراہ روانہ ہوئے مدینہ منورہ میں حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نائب مقرر فرمایا۔ دو ہزار صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم جنگی اسلحہ سمیت ساتھ تھے ان میں سے ایک سو گھوڑوں پر سوار تھے قربانی کیلئے ساٹھ اونٹ بھی ساتھ تھے۔

صلح حدیبیہ میں ایک شرط یہ بھی تھی کہ مسلمان ہتھیاروں کے بغیر مکہ مکرمہ میں داخل ہوں گے یہ شرط خطرے سے خالی نہ تھی مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے معاہدے کا پورا پورا احترام کیا اور یہ شرط اس طرح پوری کی کہ مکہ مکرمہ سے تقریباً چودہ کلومیٹر دور مقام یاجج میں پہنچ کر تمام ہتھیار وہاں پر رکھ دیے گئے اور ان کی حفاظت کیلئے سو مسلح سواروں کا ایک دستہ متعین کر دیا گیا اس دستے کے قائد حضرت بشیر بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔

اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم اونٹ پر سوار مکہ مکرمہ کی طرف روانہ ہوئے مکہ مکرمہ میں داخل ہوتے وقت حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اونٹ کی مہار تھامی ہوئی تھی اور بڑے جوش اور جذبے کے ساتھ یہ اشعار پڑھ رہے تھے۔

ترجمہ:

"اے کافروں کے بیٹو! ان کے راستے سے ہٹ جاؤ کیونکہ تمام بھلائیاں رسول اللہ کے ساتھ ہیں۔ ہم نے تم کو قرآن کی تاویل پر مارا ہے اور ہم نے قرآن کی تنزیل پر تم پر ضرب لگائی ہے جس سے سر دھڑ سے الگ ہو گئے ہیں اور دوستوں نے دوستی کو فراموش کر دیا ہے۔ اے میرے پروردگار! میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات پر ایمان رکھتا ہوں۔"

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ اشعار کچھ سخت محسوس ہوئے اور انہوں نے حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ٹوکتے ہوئے کہا ایسے اشعار حرم الٰہی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پڑھتے ہو۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ! میں عبداللہ رضی اللہ عنہ کے اشعار سن رہا ہوں اللہ کی قسم! ان کے اشعار مشرکین پر تیر اور خنجر کا کام کرتے ہیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ تم یہ کہو۔

لا الہ الا اللہ وحدہ ونصر عبدہ

واعز جندہ وھزم الاحزاب وحدہ

"اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے اس نے اپنے بندے کی مدد کی اور اس کے لشکر کو زور آور کر دیا اور دشمن کے لشکروں کو اکیلے ہی شکست دی۔"

مشرکین نے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو حرم کعبہ میں داخل ہوتے دیکھا تو ان

Marfat.com

میں سے بہت سے پہاڑوں پر چڑھ گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی سواری پر سوار ہو کر طواف فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اضطباع کئے ہوئے تھے یعنی احرام کی چادر کا ایک حصہ دائیں بغل میں دبایا ہوا اور دوسرا حصہ بائیں کندھے پر ڈالا ہوا تھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بھی ایسا ہی کر رکھا تھا جب مشرکین نے یہ طعنہ مارا کہ مدینہ کے بخار اور وہاں کی ہوا نے ان لوگوں کو سست و کمزور بنا دیا ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو فرمایا کہ مشرکین کو اپنی طاقت و قوت دکھائیں اور پہلے تین پھیروں میں رمل کریں یعنی اکڑ کر تیز قدم رکھیں اور آخر کے چار پھیرے معمول کے مطابق کریں۔

مسلمانوں کو جب کفار نے اس حالت میں دیکھا تو آپس میں کہنے لگے کہ مسلمان تو چست و طاقتور ہیں مدینہ کی سرزمین نے تو ان کو قوی بنا دیا ہے۔ طواف کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسجد سے باہر تشریف لائے اور اپنی سواری پر سوار ہو کر ہی صفا و مروہ کے درمیان سعی فرمائی اس کے بعد حکم دیا کہ ہدی کے جانوروں کو مروہ کے پاس لایا جائے چنانچہ وہاں پر قربانی دی اور سر مبارک کے بال منڈوائے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بھی اسی طرح کیا۔
(زرقانی علی المواہب جلد دوم، مدارج النبوۃ جلد دوم)

مشرکین مکہ کی بے چینی

جب تمام مسلمانوں نے عمرہ ادا کر لیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں سے کچھ لوگوں کو ان صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی طرف بھیجا جو اسلحہ اور گھوڑوں وغیرہ کی حفاظت کیلئے متعین کیے گئے تھے تا کہ وہ بھی آ کر عمرہ ادا کر لیں۔ اس کام سے فارغ ہونے کے بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ وہ میمونہ بنت حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے نکاح کا پیغام دیں۔ حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنا معاملہ حضرت ام الفضل رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سپرد کر دیا جو کہ ان کی بہن تھیں اور حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نکاح میں تھیں انہوں نے بہن کا معاملہ اپنے خاوند حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے کر دیا۔ چنانچہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مکہ مکرمہ میں حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کرا دیا۔

جب تین دن گزر گئے تو مشرکین مکہ بے چین ہوئے اور چوتھے روز انہوں نے حویطب بن عبدالعزیٰ اور چند دوسرے لوگوں کو بھیجا جو آئے اور کہا کہ تین دن کی مدت پوری ہو چکی ہے لہٰذا آپ لوگ مکہ مکرمہ سے چلے جائیں۔

ایک روایت میں آتا ہے کہ قریش حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے اور کہا کہ ہمارا پیغام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچا دیں۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کا پیغام دیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں ایسا ہی کرتا ہوں۔

ایک روایت میں آتا ہے کہ جب کفار نے یہ کہا کہ تین دن کی مدت پوری ہو چکی ہے لہٰذا مکہ مکرمہ چھوڑ کر چلے

Marfat.com

جائیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا اگر تم لوگ یہ معاملہ مجھ پر چھوڑ دیتے تو میں تمہارے درمیان رہ کر میمونہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کی شادی کا کھانا تیار کرواتا اور سب کو بلاتا تم بھی شریک ہوتے تو حرج کیا تھا؟ ان لوگوں نے جواب دیا ہمیں آپ کے کھانے کی ضرورت نہیں۔ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! ہم آپ کو خدا کی قسم دیتے ہیں کہ اس عہد کی بناء پر جو ہمارے اور آپ کے درمیان ہوا ہے ہماری سرزمین سے باہر چلے جائیں۔

اس موقع پر حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی موجود تھے مشرکین کی باتوں کو برداشت نہ کر سکے اور حویطب بن عبدالعزیٰ کے ساتھ بیٹھے ہوئے سہیل بن عمرو سے کہنے لگے۔ تو نے جھوٹ کہا تیری ماں مرے یہ نہ تیری زمین ہے نہ تیرے باپ کی ہم یہاں سے اپنی خوشی سے ہی جائیں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات سن کر تبسم فرمایا اور حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تسلی دی اس کے بعد تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو روانگی کا حکم فرمادیا اور پھر تھوڑی دیر بعد مکہ مکرمہ سے باہر تشریف لے آئے اور مدینہ طیبہ تشریف لے گئے۔

(سیرت ابن ہشام جلد دوم، زرقانی علی المواہب جلد دوم، مدارج النبوۃ جلد دوم)

☆☆☆

Marfat.com

گیارہواں باب

ہجرت کے آٹھویں سال کے واقعات

8ھ میں بہت سے واقعات پیش آئے جنگیں بھی ہوئیں جن میں بہت سے جید صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے شہادت پائی ہجرت کے آٹھویں سال کا سب سے اہم واقعہ فتح مکہ کا ہے علاوہ ازیں دیگر واقعات بھی اس باب کی زینت بنائے گئے ہیں۔

غزوہ موتہ

موتہ شام کی ایک بستی ہے جہاں مسلمانوں اور کافروں کے درمیان زبردست جنگ ہوئی کفار کی کثیر تعداد کے مقابلے میں مسلمانوں کی انتہائی کم تعداد نے فتح حاصل کی۔ اس کا سبب یہ تھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بصرے کے بادشاہ کے نام ایک مکتوب گرامی لکھا جو کہ حضرت حارث بن عمیر ازدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ لے کر گئے۔ جب حضرت حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیت المقدس سے دو منزل کے فاصلے پر موضع موتہ میں پہنچے تو قیصر کے امراء میں سے ایک امیر شرجیل بن عمرو غسانی نے ان کو شہید کر دیا۔ جب حضرت حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کی خبر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ملی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جمادی الاول 8ھ میں تین ہزار صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی جماعت پر حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امیر مقرر کر کے فرمایا اگر زید شہید ہو جائیں تو جعفر بن ابو طالب امیر بنیں اگر جعفر بھی شہید ہو جائیں تو عبداللہ بن رواحہ امیر ہوں اگر وہ بھی شہید ہو جائیں تو مسلمان جس کو چاہیں امیر بنا لیں۔

اس موقع پر ایک یہودی بھی موجود تھا اس نے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد سنا تو کہنے لگا یہ تینوں تو ضرور مارے جائیں گے کیونکہ پہلے انبیاء کرام علیہم السلام کے اس قسم کے کلام کا یہی نتیجہ ہوتا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سفید جھنڈا بنا کر حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے کیا اور لشکر کے ساتھ مدینہ طیبہ سے باہر تشریف لائے۔ حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب رخصت ہونے لگے تو اہل مدینہ کی طرف دیکھا ان کو پورا یقین تھا کہ اب اس دنیا میں دوبارہ ان لوگوں سے ملاقات نہ ہوگی لوگوں نے رخصت کرتے وقت ان کیلئے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ تمہیں بخیر و عافیت واپس لائے تو حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چند اشعار پڑھے جن کا

Marfat.com

ترجمہ یہ ہے۔

''میں اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی مغفرت چاہتا ہوں اور تلوار کی ایک ایسی کاری ضرب جو جوش کو ٹھنڈا کر دے یا برچھے کا ایسا وار جو آنتوں اور جگر کو چیرتا ہوا نکل جائے یہاں تک کہ جب لوگ میری قبر پر گزریں تو پکار اٹھیں کہ اللہ نے اس غازی کو ہدایت عطا فرمائی اور کامیاب کیا اور بے شک یہ ہدایت پر تھا۔''

(سیرت ابن ہشام جلد دوم، زرقانی علی المواہب جلد دوم)

فتح یا شہادت

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس اسلامی لشکر کے ہمراہ مقام ثنیۃ الوداع تک تشریف لائے مدینہ طیبہ سے روانگی سے قبل آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لشکر کو تاکید فرمائی کہ بچوں بوڑھوں اور عورتوں کو قتل نہ کرنا، ان کے درخت نہ کاٹنا، ان کے گھروں کو مسمار نہ کرنا اور نہ ان لوگوں کو کچھ کہنا جو اپنی عبادت گاہوں میں گوشہ نشین ہیں۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم ثنیۃ الوداع میں واپس تشریف لے گئے تو حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دل بھر آیا اور بے ساختہ یہ شعر کیا۔

خلف السلام علی امرئ ودعتہ
فی النخل خیر مشیع و خلیل

''اس ذات (صلی اللہ علیہ وسلم) پر آخری سلام کہ میں نے جن کو کھجور کے درختوں میں رخصت کیا جو مشایعت کرنے والوں میں سب سے بہتر ہیں اور جو سب سے بہتر دوست ہیں۔''

اسلامی لشکر جب روانہ ہو کر اردن کے علاقہ معان میں پہنچا تو معلوم ہوا کہ شرجیل بن عمرو غسانی ایک زبردست لشکر کے ساتھ موجود ہے اور اس نے ہرقل کو بھی مدد کیلئے لکھ بھیجا ہے اور ہرقل نے بھی تقریباً ایک لاکھ رومی جنگجو شرجیل کی مدد کیلئے بھیج دیے ہیں کیونکہ ہرقل قریب ہی مقام بلقاء پر اپنی فوجوں کے ہمراہ موجود تھا۔

اس موقع پر مسلمان باہم غور و فکر کرنے لگے بعض نے مشورہ دیا کہ خط کے ذریعے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دشمن کی اس قدر کثیر فوج کی اطلاع دینی چاہیے تا کہ ہمیں کوئی کمک پہنچ سکے یا جو بھی حکم وہاں سے آئے ہم اس کے مطابق عمل کریں گے۔ یہ صورتحال دیکھ کر حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لشکر اسلام سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔

''مسلمانو! اللہ کی قسم! وہ چیز جس سے تم گھبرا رہے ہو یہ تو وہی ہے جس کی تمنا لے کر تم نکلے تھے مسلمان کبھی مادی قوت اور آدمیوں کی کثرت کے بل پر نہیں لڑتے وہ صرف دین حق کی خاطر لڑتے ہیں جس نے انہیں عزت بخشی ہے اس لئے آگے بڑھو اور دو کامیابیوں میں سے ایک حاصل کر لو فتح یا شہادت۔'' (سیرت ابن ہشام جلد دوم)

زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے

تین ہزار مسلمانوں کا لشکر اپنی تعداد سے کئی گنا زیادہ دشمنوں کے مقابلے میں میدان جنگ میں آیا جب فریقین

Marfat.com

میں زبردست لڑائی شروع ہوگئی۔ تو حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دیگر ساتھیوں کی طرح انتہائی بے جگری اور ثابت قدمی سے لڑے یہاں تک کہ دشمن کے نیزوں سے شدید زخمی ہو گئے اور زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے شہادت کے مرتبے پر فائز ہوئے۔

جب حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہو گئے تو اسلامی پرچم حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سنبھال لیا۔ کہا جاتا ہے کہ جب حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کی خبر مدینہ طیبہ پہنچی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کی جدائی سے بہت رنجیدہ ہوئے۔ حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک صاحبزادی پھوٹ پھوٹ کر رونے لگیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ضبط نہ کر سکے اور بہت روئے۔ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ کیا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، یہ محبت کا جذبہ ہے۔

(زرقانی علی المواہب جلد دوم، غلامان رسول صلی اللہ علیہ وسلم)

جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی شہید ہو گئے

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلامی لشکر کی کمان کرتے ہوئے دشمنوں کی صفوں میں جا گھسے ان کے داہنے ہاتھ میں جھنڈا تھا دشمنوں نے وہ کاٹ دیا تو دائیں ہاتھ میں جھنڈا پکڑ لیا جب وہ بھی کٹ گیا تو پھر دونوں بازوؤں میں جھنڈے کو سینہ لگا کر تھاما دشمنوں نے ان پر زبردست حملہ کیا اور شہید کر دیا اس وقت ان کی عمر 33 سال تھی۔ پروردگار عالم نے ان کو جنت میں دو ایسے بازو عطا فرمائے کہ وہ جہاں چاہتے ہیں اڑ کر چلے جاتے ہیں۔

(سیرت ابن ہشام جلد دوم)

عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی شہید ہو گئے

حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شہید ہونے کے بعد لشکر اسلام کی کمان حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سنبھال لی اور یہ اشعار پڑھتے ہوئے آگے بڑھنے لگے۔

ترجمہ:

اے نفس! میں نے تو اس بات کی قسم کھائی تھی کہ تو جنگ کے میدان میں ضرور مقابلہ کرے گا۔ سن لے! یا تو مجھے خود اتر کر مقابلہ کرنا پڑے گا ورنہ تجھ سے زبردستی مقابلہ کرایا جائے گا اگر لوگ چیخ و پکار کرتے اور غمزدہ ہو کر روتے ہیں تو یہ سب کچھ انہیں کرنے دے لیکن میں یہ کیا دیکھتا ہوں کہ تو جنت سے گھبرا رہا ہے۔ یہ تو وہ چیز ہے جس پر تو ایک مدت سے مطمئن ہے پھر یہ کہ تو وہی تو ہے جو رحم کے مشکیزے میں نجس پانی کا ایک قطرہ تھا۔"

حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تین دن تک کوئی غذا نہیں کھائی تھی جس کی وجہ سے نقاہت بھی تھی ان کے چچازاد بھائی نے میدان شہادت میں جانے سے قبل ان کو تھوڑا سا گوشت دیا کہ کھا کر جائیں اور پوری قوت سے لڑ

Marfat.com

سکیں ابھی پہلا لقمہ ہی منہ میں رکھا تھا کہ حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد دشمنوں نے آپ پر بھرپور ہجوم کر دیا اور حملے کیلئے بڑھے چلے آ رہے تھے انہوں نے وہ لقمہ فوراً اگل دیا اور اپنے نفس سے مخاطب ہو کر بولے تو ابھی تک دنیا ہی میں مشغول ہے۔

اس کے بعد دشمنوں سے لڑنے لگے لڑتے لڑتے انگلی میں شدید زخم آیا جس سے وہ لٹک گئی۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھوڑے سے اتر پڑے۔ اور پاؤں سے اس انگلی کو دبا کر ہاتھ کھینچا اس طرح وہ جسم سے الگ ہو گئی خون زیادہ نکل جانے کے باعث سخت ناتوانی محسوس کی اور دل میں کچھ تردد سا پیدا ہوا کہ کیسے لڑوں لیکن پھر فوراً ہی اس تردد کو دور کر دیا اپنے نفس سے مخاطب ہو کر کہا اے نفس! اگر یہ تردد بیوی کیلئے ہے تو اس کو طلاق، اگر غلاموں کی وجہ سے ہے تو وہ سب آزاد، اگر باغ اور زمینوں کی وجہ سے ہے تو وہ سب اللہ کی راہ میں صدقہ کرتا ہوں۔ اس کے بعد یہ رجز پڑھتے ہوئے دشمن کی صفوں میں گھس گئے۔

"اے نفس! اگر قتل نہ ہو گا تب بھی مرے گا کہ موت کا حمام گرم کر دیا گیا ہے اور جو تیری تمنا تھی وہ پوری ہو رہی ہے اگر تو نے ان (شہداء) جیسے کام کیے تو ہدایت پا گیا۔"

حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ثابت قدمی سے لڑ رہے تھے کہ دشمن کے ایک سپاہی نے ان کے سینے پر وار کیا زخم انتہائی شدید تھا جس کے باعث شہید ہو گئے۔

(سیرت ابن ہشام جلد دوم)

خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سپہ سالاری

حضرت عبداللہ بن رواح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد مسلمانوں نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا سپہ سالار بنا لیا انہوں نے اپنی حکمت عملی سے تمام مسلمانوں کو ایک طرف جمع کر کے دشمنوں پر ایسا بھرپور حملہ کیا کہ دشمن کے پاؤں اکھڑ گئے دشمن بوکھلاہٹ کا شکار ہو گیا اس افراتفری میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلامی لشکر کو سمیٹ کر انہیں واپس لے آئے۔ جب اسلامی لشکر مدینہ طیبہ کے قریب پہنچا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے مدینہ منورہ سے باہر نکل کر ان کا استقبال کیا بچوں کا ہجوم تیزی سے لشکر کی طرف دوڑ رہا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آگے آگے ایک سواری پر چل رہے تھے بچوں کو دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، انہیں پکڑ کر سواریوں پر بٹھا دو اور جعفر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا بیٹا مجھے دے دو۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لایا گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اٹھا کر اپنے سامنے بٹھا لیا۔ (سیرت ابن ہشام جلد دوم)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میدان جنگ کے حالات کی پہلے ہی خبر دے دی تھی

جنگ موتہ کے دوران جب لڑائی عروج پر تھی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت مسجد نبوی میں تشریف فرما تھے

Marfat.com

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سے تمام حجابات اٹھا دیئے گئے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم میدان جنگ کو اپنی چشمان اطہر سے دیکھ رہے تھے۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میدان جنگ کے حالات بیان فرمانا شروع کیے کہ اب زید بن حارثہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے جھنڈا اٹھالیا۔ شیطان نے ان کے دل میں وسوسہ پیدا کیا اور ان کے دل میں دنیا کی محبت کو مستحکم اور موت کو مکروہ کرنے لگا لیکن زید (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے کہا یہ وہ وقت ہے کہ ایمان مومنوں کے دلوں میں راسخ ہو جاتا ہے اے شیطان! تو اس وقت میرے دل میں دنیا کو آراستہ کرتا ہے۔ یہ کہہ کر زید (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) آگے بڑھے اور لڑائی کرتے ہوئے شہید ہو گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کیلئے دعائے خیر فرمائی اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بھی فرمایا کہ ان کیلئے دعا کریں یقیناً وہ جنت میں ہے اور بہشت کے باغوں میں ٹہلتا ہے۔

حضرت زید (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے بعد جعفر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے جھنڈا اٹھایا۔ شیطان ان کے پاس بھی آیا اور وسوسہ کرنا شروع کیا مگر انہوں نے شیطان کی طرف بالکل دھیان نہ دیا اور لڑتے ہوئے شہید ہو گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کیلئے بھی دعائے خیر فرمائی۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا۔ جعفر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بہشت میں داخل ہو گیا اور اللہ تعالیٰ نے ان کے دونوں ہاتھوں کے بدلے یاقوت سرخ کے دو پر عنایت فرمائے جن سے بہشت کی فضا میں اڑنے لگے۔

روایت میں آتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرماتے جاتے تھے اور چشمان اطہر سے آنسو مبارک جاری تھے اس کے بعد ارشاد فرمایا، اب خالد بن ولید (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) جھنڈا اٹھائے ہوئے ہے اور اس کے ہاتھ پر فتح ہوئی۔ جب جنگ موتہ ختم ہو گئی تو لشکر اسلام میں سے حضرت یعلیٰ بن منبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں پہنچے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا۔ اے یعلیٰ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! میں تجھے بتاؤں یا تم مجھے بتاؤ گے؟ حضرت یعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ بیان فرمایئے چنانچہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جس طرح میدان جنگ میں واقعات پیش آئے تھے بیان فرمائے تو حضرت یعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا، مجھے قسم ہے اس ذات پاک کی جس نے آپ کو سچائی کے ساتھ بھیجا ہے ایک بات بھی غلط نہیں ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے میری آنکھوں کے سامنے سے پردہ اٹھا دیا تھا اور اس نے زمین کو میرے سامنے کر دیا یہاں تک کہ میں نے جنگ موتہ کو اپنی آنکھوں سے خود دیکھا۔

(بخاری شریف جلد دوم، زرقانی علی المواہب جلد دوم)

سریہ ذات السلاسل

8ھ میں ہی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک سو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی جماعت کے ساتھ ذات السلاسل کی طرف بھیجا جب دشمنوں کو ان کی آمد کی خبر ہوئی تو کچھ لوگ تو اپنے

Marfat.com

گھروں کو خالی کر کے بھاگ گئے اور بعض لوگوں نے جنگ کی تیاری کی مگر جب جھڑپ ہوئی تو وہ بھی شکست کھا کر بھاگ گئے۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چند دن وہاں پر قیام فرمایا اور اطراف و جوانب میں سواروں کو بھیجا وہ بکریاں اور اونٹ لاتے اور ذبح کر کے کھاتے رہے اس کے بعد سب واپس مدینہ منورہ چلے آئے۔

(زرقانی علی المواہب جلد دوم)

فتح مکہ

صلح حدیبیہ کے معاہدے میں ایک شق یہ بھی تھی کہ فریقین دس برس تک ایک دوسرے سے جنگ نہیں کریں گے اور ان کے مابین امن رہے گا۔ صلح حدیبیہ اور خیبر کے یہودیوں کی سرکوبی کے بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو صرف ستر ماہ کی مدت ایسی ملی تھی کہ جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بذات خود ہتھیار نہیں اٹھانے پڑے اس کے بعد چونکہ قریش اور ان کے حلیف بنی بکر دو سال بھی اس معاہدے کو نہ نبھا سکے چنانچہ ان کی عہد شکنی کی سزا دینے کیلئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ کی طرف متوجہ ہوئے جس کے نتیجہ میں مکہ مکرمہ فتح ہو گیا۔

بنی خزاعہ کے ساتھ قریش کی زیادتی

صلح نامہ حدیبیہ میں ایک شرط یہ بھی تھی کہ دونوں فریق ایک دوسرے کے حلیفوں کے ساتھ تعرض نہ کریں گے اور ہر کوئی جس فریق کو چاہے اختیار کر سکتا ہے چاہے وہ قریش کا حلیف بن جائے یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیف بن جائے۔ چنانچہ بنو بکر قریش کے حلیف بن گئے اور بنو خزاعہ مسلمانوں کے حلیف بن گئے۔ زمانہ جاہلیت سے ہی بنو بکر اور بنی خزاعہ میں تنازعہ چلا آ رہا تھا اور اس بناء پر ان کی ایک دوسرے سے بہت سی لڑائیاں بھی ہو چکی تھیں۔ صلح حدیبیہ کے بعد جب دونوں قبیلوں کو فرصت ہوئی تو جب ایک دوسرے کے سامنے آتے تو بڑے جوش اور غصے میں بھرے ہوئے ہوتے تھے یہاں تک کہ ایک روز بنی بکر کا ایک شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کر رہا تھا اس کے پاس ہی بنی خزاعہ کا ایک شخص کھڑا تھا اس نے اس کو اس حرکت سے منع کیا مگر وہ باز نہ آیا تو اس نے غصے میں اس پر حملہ کر کے اسے شدید زخمی کر دیا۔ وہ شخص زخمی حالت میں اپنے قبیلہ بنی بکر میں گیا اور رو اویلا کیا اس پر قبیلہ بنی بکر نے بنو خزاعہ پر حملہ کرنے کیلئے ہتھیار اٹھا لئے اور اس مقصد کیلئے بنی بکر نے بنی مدلج سے مدد مانگی مگر اس قبیلے نے اس معاملے میں ساتھ دینے سے انکار کر دیا اس پر بنو بکر نے قریش سے رجوع کیا چنانچہ قریش میں سے عکرمہ بن ابو جہل، صفوان بن امیہ اور سہیل بن عمرو نے ایک جماعت تیار کی ان کے حلیے تبدیل کر کے چہروں پر نقاب ڈالے اور بنی بکر کے ساتھ مل کر بنی خزاعہ پر شبخون مارا اور خوب قتل و غارت گری کی۔

بنو خزاعہ اپنی جان بچانے کیلئے حرم پاک میں پناہ کی غرض سے بھاگے بنو بکر کے لوگوں نے قبیلے کے سردار نوفل بن معاویہ سے کہا کہ اب یہ لوگ حرم کعبہ میں داخل ہو گئے ہیں اب تم جانو اور تمہارا معبود جانے۔ اس پر نوفل نے کہا، یہ تو بہت بڑی بات ہے آج کوئی معبود نہیں ہے اے بنو بکر! تم اپنا خون بہا وصول کرو پھر یہ موقع کبھی نہیں مل سکتا۔ میری

Marfat.com

جان کی قسم! تم لوگ حرم میں چوریاں کرتے ہو تو کیا یہاں اپنا خون بہا وصول نہیں کر سکتے۔ بنو بکر کے لوگ تو حرم میں تلوار چلانے سے باز رہے اور واپس پلٹ گئے مگر ان کے سردار نوفل نے حرم کعبہ کا بھی احترام نہ کیا اور بنی خزاعہ کے لوگوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا اس خونریزی میں بنی خزاعہ کے تیئس (۲۳) افراد قتل کر دیئے گئے اور بہت سے شدید زخمی بھی ہوئے۔

(زرقانی علی المواہب جلد دوم)

بنو خزاعہ کی مدد کیلئے پکار

اس کے بعد بنو خزاعہ نے چالیس افراد کا ایک وفد عمرو بن سالم خزاعی کی قیادت میں مدینہ طیبہ کی طرف بھیجا۔ انہوں نے نہایت دردناک الفاظ میں بنو بکر اور قریش کے وحشیانہ مظالم کی داستان سنا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مدد کیلئے پکارا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت مسجد نبوی میں تشریف فرما تھے کہ عمرو خزاعی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتے ہی رقت کے ساتھ یہ اشعار پڑھنے شروع کر دیے۔

یا رب انی ناشد محمدا
حلف ابینا وابیہ الاتلدا
فانصر ھداك اللہ نصراً اعتدا
وادع عباد اللہ یاتوا مددا

ترجمہ:

"اے پروردگار! میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اپنے اور ان کے آباؤ اجداد کے مابین ہونے والا وہ قدیم معاہدہ یاد دلاتا ہوں۔ پس اللہ تعالیٰ آپ کو ہدایت عطا فرمائے۔ آپ ہماری فوری مدد فرمائیے اور اللہ کے بندوں کو بلائیے کہ وہ ہماری مدد کیلئے حاضر ہو جائیں۔"

فیھم رسول اللہ قد تجردا
ان سیم خسفا وجھہ تربدا
فی فیلق کالبحر یجری مزبدا
ان قریشا اخلفوك الموعدا

ترجمہ:

"پس ان مدد کرنے والوں میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) بھی غضب کی حالت میں ہوں کہ اگر انہیں ذلت کا داغ لگے تو آپ کے چہرے کی رنگت (غصہ سے) بدل جاتی ہے اس وقت وہ لشکر عظیم کے ساتھ جھاگ اچھالتے ہوئے سمندر کی طرح سامنے آجاتے ہیں یقیناً قریش نے آپ سے وعدہ خلافی کی ہے۔"

ونقضوا میثاقك المؤكدا

Marfat.com

وجعلوا لی فی کداء رصّدا
وزعموا ان لست ادعوا احدا
وهم اذل واقل عددا

ترجمہ:
''انہوں نے آپ سے مضبوط معاہدہ کر کے توڑ ڈالا ہے اور مقام کداء میں میرے لئے لوگوں کو گھات میں بٹھا لیا اور انہوں نے سمجھ لیا کہ اب میں کسی کو (اپنی مدد کیلئے) نہیں بلا سکتا اور ان کا اپنا حال یہ ہے کہ وہ نہایت ذلیل اور تعداد میں بہت تھوڑے ہیں۔''

هم بیتونا بالوتیر هجدا
وقتلونا رکعا سجدا

''انہوں نے مقام وتیر میں ہم پر شبخون مارا جبکہ ہم سوئے پڑے تھے اور (ہم میں سے بعض کو) رکوع وسجود کی حالت میں قتل کر دیا۔''

ان لوگوں کی پکار سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اے عمرو بن سالم! تمہاری مدد کی جائے گی۔
(سیرت ابن ہشام جلد دوم)

تینوں میں سے ایک شرط منظور کرلو

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صورتحال کا جائزہ لینے کے بعد قریش کے پاس ایک قاصد روانہ کیا اور ان کے سامنے تین شرائط پیش کرتے ہوئے ان کو اختیار دیا کہ قریش ان تینوں میں سے ایک شرط منظور کر لیں۔

1۔ بنوخزاعہ کے مقتولوں کا خون بہا (دیت) ادا کی جائے۔
2۔ قریش بنو بکر کی حمایت سے علیحدہ ہو جائیں۔
اگر یہ دونوں شرائط منظور نہ ہوں تو پھر
3۔ واضح طور پر اعلان کر دیا جائے کہ حدیبیہ کا معاہدہ ٹوٹ گیا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قاصد جب قریش، کے پاس پہنچا اور ان کے سامنے تینوں شرائط پیش کیں تو ان کے بعض جوشیلے اور متکبر لوگوں مثلاً قرط بن عبد عمرو وغیرہ نے کہا کہ ہم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے محکوم نہیں ہیں جو ہم نے چاہا ہم نے کیا۔ جاؤ ہم معاہدے کے پرواہ نہیں کرتے یا یہ کہ ہمیں تیسری شرط منظور ہے اور ہم اعلان کرتے ہیں کہ معاہدہ حدیبیہ ٹوٹ گیا۔

قاصد قریش کا جواب سن کر واپس روانہ ہو گیا قاصد کے جانے کے بعد قریش کے بعض دانا لوگوں کو اس بات کا احساس ہوا کہ انہوں نے غلط کیا اور صحیح جواب نہیں دیا اور یقیناً یہ خطرے والی بات ہے اب مسلمان اہل مکہ سے بنو خزاعہ کا انتقام ضرور لیں گے چنانچہ انہوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ ابوسفیان کو مدینہ منورہ بھیجا جائے تا کہ وہ کسی

Marfat.com

طرح اس معاملے کو ٹھنڈا کرلے اور معاہدہ حدیبیہ کی تجدید کرکے اسے مستحکم بنائے۔

(زرقانی علی المواہب جلد دوم)

ابوسفیان کی بے بسی

قریش مکہ کے مشورے کے مطابق ابوسفیان تیزی سے مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوا اور مدینہ منورہ پہنچ کر سیدھا اپنی بیٹی ام المومنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر میں پہنچا۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر مبارک پر بیٹھنے لگا تو ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فوری طور پر بستر مبارک لپیٹ کر الگ رکھ دیا۔ ابوسفیان نے پوچھا، بیٹی! مجھے سمجھ نہیں آئی کہ تم نے مجھے بستر سے بہتر سمجھا یا تم نے اپنے باپ کو اس قابل بھی نہ سمجھا کہ وہ بستر پر بھی بیٹھ سکے۔ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا کہ یہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بستر مبارک ہے اور آپ ایک مشرک ہیں مشرک نجس ہوتا ہے اس لئے مجھے اچھا محسوس نہ ہوا کہ آپ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر مبارک پر بیٹھیں۔ ابوسفیان نے کہا، بیٹی! خدا کی قسم! مجھ سے الگ ہونے کے بعد تیرے اندر شر پیدا ہوگیا ہے۔

اس کے بعد ابوسفیان نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر بات کرنی چاہی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو کوئی جواب نہ دیا چنانچہ وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گیا اور ان سے کہا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ میری طرف سے بات کریں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انکار کردیا یہاں سے مایوس ہوکر ابوسفیان حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس پہنچا اور ان سے بھی اسی طرح کی بات کی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صاف انکار کردیا اور اسے سخت جواب دیتے ہوئے کہا کہ اگر مجھے معمولی سی بھی قوت حاصل ہوجائے تو میں اس کے ذریعے تم سے جنگ کروں گا۔ ابوسفیان اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر گیا حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی وہاں پر موجود تھے۔

ابوسفیان نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ تم قوم میں سب سے زیادہ مجھ پر مہربان ہو میں ایک ضرورت کے تحت یہاں پر آیا ہوں اور ناکام واپس نہیں جانا چاہتا اس لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے میری سفارش کردو۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی انکار کردیا۔ اب ابوسفیان نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف دیکھا اور کہا، اے فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا)! کیا تم اپنے اس بچے (امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے کہو گی کہ وہ دونوں فریقین کے بیچ بچاؤ کرادے اس طرح یہ ہمیشہ کیلئے عرب کا سردار کہہ کر پکارا جائے گا۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا بچوں کا ان معاملات سے کیا تعلق۔ اصل بات یہ ہے کہ اس وقت کوئی بھی بیچ بچاؤ نہیں کراسکتا۔

یہ سن کر ابوسفیان نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ میں سمجھتا ہوں کہ میرے معاملات میں بہت بگاڑ پیدا ہوگیا ہے اس لئے مجھے کوئی ایسا مشورہ ہی دو کہ میں کیا کروں۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا مجھے

Marfat.com

تمہارے فائدے کی کوئی صورت دکھائی تو نہیں دیتی البتہ تم بنی کنانہ کے سردار ہو تم خود ہی لوگوں کے سامنے معاہدہ حدیبیہ کی تجدید کا اعلان کر دو۔ ابوسفیان نے پوچھا کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ اس سے ہمیں کوئی فائدہ حاصل ہوگا؟ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا میں نہیں سمجھتا کہ تمہیں کوئی فائدہ ہوگا مگر اس کے سوا کوئی اور صورت نہیں ہے۔

اس کے بعد ابوسفیان مسجد نبوی میں آیا اور ربلند آواز سے کہا، لوگو! میں سب کے سامنے معاہدہ حدیبیہ کی تجدید کرتا ہوں اس کی بات کا کسی نے بھی کوئی جواب نہ دیا چنانچہ وہ اپنے اونٹ پر سوار ہوا اور مکہ مکرمہ کی راہ لی۔

مکہ مکرمہ پہنچ کر ابوسفیان نے قریش کو ساری صورتحال سے آگاہ کیا تو قریش نے کہا کہ یہ تو کوئی اچھی بات نہ ہوئی نہ یہ صلح ہے اور نہ جنگ۔ پھر انہوں نے پوچھا کہ جب تم نے مسجد نبوی میں کھڑے ہو کر اعلان کیا تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اس کی تصدیق کی یا نہیں؟ ابوسفیان نے کہا، نہیں۔ اس پر قریش مایوس ہو گئے اور کہا اس سے کوئی نتیجہ نہیں نکلے گا۔

(زرقانی علی المواہب جلد دوم، سیرت ابن ہشام جلد دوم)

اللہ کی قسم، میں اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتا ہوں

ابوسفیان کے مدینہ طیبہ سے چلے جانے کے بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فوری طور پر جنگی تیاریاں شروع کر دیں اور اس راز کی کسی کو خبر نہ کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصد یہ تھا کہ قریش کو اتنا موقع ہی نہ دیا جائے کہ وہ مسلمانوں کے مقابلے کی تیاری کر سکیں اور چاہتے تھے کہ اہل مکہ پر اچانک حملہ کیا جائے تا کہ انہیں مدافعت کا موقع نہ ملے اور وہ جنگ وقتال کے بغیر ہتھیار ڈال دیں۔ ان تیاریوں کے ضمن میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر بھی اپنا ارادہ ظاہر نہ فرمایا کہ کس مقصد کیلئے جنگی تیاریاں کی جارہی ہیں۔ حضرت حاطب بن بلتعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو کہ نہایت سمجھدار اور جانثار صحابی تھے انہوں نے سمجھ لیا کہ یہ سب کچھ مکہ مکرمہ پر حملے کیلئے کیا جارہا ہے چونکہ ان کے اہل وعیال مکہ مکرمہ میں تھے اس لئے دل میں خیال کیا کہ تقریباً تمام مہاجرین کے رشتہ دار مکہ مکرمہ میں موجود ہیں وہ تو ان کے اہل وعیال کی بہر صورت حفاظت کریں گے جبکہ میرا وہاں پر کوئی نہیں اگر میں قریش کو مسلمانوں کی لشکر کشی کے بارے میں اطلاع پہنچا دوں تو وہ لوگ میرے اس احسان کو مدنظر رکھتے ہوئے میرے اہل و عیال کی حفاظت کریں گے۔

اس خیال کی بناء پر انہوں نے ایک خط لکھ کر مکہ مکرمہ جانے والی ایک عورت کے حوالے کیا اور اسے تاکید کہ یہ خط ہر حال میں پوشیدہ رکھنا اور مکہ مکرمہ پہنچ کر عکرمہ بن ابوجہل کو دے دینا۔ اس کام کے بدلے میں حضرت حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس عورت کو دس دینار بھی دیے۔ وہ عورت جب یہ خط لے کر روانہ ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو غیب سے اس کی خبر ہو گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فوری طور پر حضرت علی، حضرت زبیر بن العوام اور حضرت مقداد بن الاسود رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو طلب کیا اور حکم فرمایا کہ وہ اس عورت کا تعاقب کریں اور اس سے خط چھین

Marfat.com

لائیں۔ ان تینوں نے اس عورت کو روضہء خاخ کے مقام پر جا کر پکڑ لیا اور اس سے خط چھین کر واپس چلے آئے۔
یہ خط حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پڑھا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا، حاطب! یہ کیا معاملہ ہے۔ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے معاملے میں جلدی نہ فرمایئے، اللہ کی قسم! میں اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتا ہوں میں نے اپنا دین نہیں بدلا نہ میں منافق ہوں اور نہ مرتد ہوا ہوں میں غریب الوطن یمن کا رہنے والا ہوں میں قریش کا حلیف نہیں ہوں اور نہ ہی قریشی ہوں مکہ میں میرا کوئی حامی اور مددگار نہیں تھا اس لئے میں نے سوچا کہ قریش پر میرا حق ثابت ہو جائے اور وہ لوگ میرے اہل وعیال کی حفاظت سے غافل نہ ہوں۔ اس کے علاوہ اور کوئی بات نہیں ہے۔
اس ضمن میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے فرماتے ہیں کہ روضہء خاخ میں وہ نقاب پوش عورت ہمیں ملی تو ہم نے اس سے کہا کہ خط نکال۔ اس نے کہا میرے پاس کوئی خط نہیں ہے ہم نے کہا خود ہی نکال دے ورنہ تیری تلاشی لی جائے گی (یا اسے قتل کی دھمکی دی) اس نے سر کی چوٹی (یا کمر) سے خط نکال کر ہمیں دے دیا ہم خط لے کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا اے حاطب! یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! عجلت نہ فرمایئے نہ تو میں قریش کا حلیف تھا اور نہ قریشی تھا آپ کے ساتھ جو مہاجرین موجود ہیں مکہ مکرمہ میں ان کے رشتے دار ہیں جو ان کے اہل وعیال اور مال کی حفاظت کریں گے اس لئے میں نے خیال کیا کہ اگر ان میں میرا نسب نہیں ہے تو میں ان کے (قریش کے) ساتھ کوئی ایسا احسان کروں جس سے وہ میرے اہل وعیال کی حفاظت کریں۔ اللہ کی قسم! میں نے یہ کام نہ تو کفر کے باعث کیا ہے اور نہ میں مرتد ہوا ہوں۔
اس پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ انہوں نے سچ سچ کہہ دیا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بولے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اجازت دیجئے میں اس منافق کی گردن مار دوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حاطب اہل بدر میں سے ہے اور تمہیں معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اہل بدر پر مطلع ہو کر یہ فرما دیا ہے کہ تم جو چاہو کرو میں نے تمہاری مغفرت کر دی۔

ایک روایت میں آتا ہے کہ خط کا مضمون سننے کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مسجد سے باہر نکال دینے کا حکم صادر فرمایا کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضرت حاطب رضی اللہ عنہ کو پکڑا اور ان کو باہر کی طرف لے کر چلے حضرت حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس خیال سے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان پر مہربانی فرمائیں گے پیچھے مڑ مڑ کر دیکھتے تھے اور بے بسی کے عالم میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور پر نظر ڈالتے تھے کہ اسی اثناء میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اسے واپس لے آؤ۔ جب حضرت حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ واپس آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے تمہارا قصور معاف کر دیا ہے اور تو اللہ سے معافی طلب کر اور

Marfat.com

تجھے چاہئے کہ آئندہ ایسی حرکت نہ کرے۔

اس موقع پر قرآن مجید کی یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی۔

یَآ اَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّیْ وَعَدُوَّکُمْ اَوْلِیَاءَ تُلْقُوْنَ اِلَیْھِمْ بِالْمَوَدَّۃِ وَقَدْ کَفَرُوْا بِمَا جَاءَکُمْ مِنَ الْحَقِّ

(سورۃ ممتحنہ)

ترجمہ: ''اے ایمان والو میرے اور اپنے دشمن (کافروں) کو دوست نہ بناؤ تم ان کو دوستانہ پیغام بھیجتے ہو حالانکہ تمہارے پاس جو دین حق آیا ہے اسی کا انہوں نے انکار کیا ہے۔''

(بخاری شریف جلد دوم، سیرت ابن ہشام جلد دوم)

مکہ مکرمہ کی طرف پیش قدمی

10 رمضان المبارک 8ھ کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ میں حضرت ابورہم غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا قائم مقام بنایا۔ ایک روایت کے مطابق حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نائب مقرر فرمایا جبکہ بعض کا کہنا ہے کہ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلیفہ مقرر فرمایا۔ پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ سے باہر تشریف لائے اور لشکر اسلام کو ملاحظہ فرمایا تو چار ہزار انصار میں سے تھے جن میں سے پانچ سو کے پاس گھوڑے تھے سات سو مہاجرین تھے جن میں سے تین سو کے پاس گھوڑے تھے عرب قبائل میں سے قبیلہ غفار، سلیم، اسلم، اشجع اور جہنیہ کے تقریباً چار سو، پانچ سو یا ایک ہزار افراد موجود تھے۔ اثنائے راہ میں بھی مسلمان ادھر ادھر سے آ کر لشکر اسلام میں شامل ہوتے رہے۔ یہاں تک کہ اسلامی فوج کی تعداد دس ہزار ہوگئی بعض کا کہنا ہے کہ بارہ ہزار کی تعداد تھی۔ چنانچہ روایات میں آتا ہے کہ قبیلہ بنوسلیم تقریباً دو ہزار افراد کے ساتھ جن میں سے اکثر گھوڑ سوار تھے بعد میں آ کر شامل ہوئے۔ اسلامی لشکر راستے کی منازل طے کرتا ہوا جب مقام کدید میں پہنچا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مقام پر روزہ افطار کرلیا اور حکم دیا کہ سب لوگ روزہ چھوڑ دیں۔ ایک روایت میں آتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا جو چاہے روزہ چھوڑ دے اور جو چاہے روزہ رہنے دے۔

(زرقانی علی المواہب جلد دوم، مدارج النبوۃ جلد دوم)

آج تم سے کوئی مؤاخذہ نہیں ہے

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب مقام جحفہ میں پہنچے تو حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے اہل وعیال سمیت مکہ مکرمہ سے آ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ اسی دوران آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی ابوسفیان بن الحارث اور پھوپھی زاد بھائی عبداللہ بن ابی امیہ نے بھی خدمت اقدس میں حاضر ہونے کی اجازت چاہی۔ اس سلسلے میں ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ

Marfat.com

عنہا نے جو کہ اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھیں ان دونوں کے بارے میں بتایا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کے چچازاد اور پھوپھی زاد بھائی آئے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے ان کی کوئی ضرورت نہیں اور ان سے ملاقات کرنے سے انکار فرمادیا کیونکہ ان دونوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت دکھ پہنچایا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے ناراض تھے۔

چونکہ عبداللہ بن امیہ ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بھی سوتیلے بھائی تھے اس لئے سفارش کرتے ہوئے کہا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا آپ کے چچا کا بیٹا اور پھوپھی کا بیٹا تمام انسانوں سے زیادہ بدقسمت رہے گا؟ کیا آپ کی رحمت سے ان کو کوئی حصہ نہیں ملے گا۔ یہ کہتے ہوئے حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی آنکھوں میں آنسو تھے۔

اس طرح کی گفتگو جب دونوں نے سنی تو ابوسفیان بن حارث نے کہا، اگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے معاف نہ فرمایا تو میں اپنے چھوٹے چھوٹے بچوں کو لے کر کہیں چلا جاؤں گا اور وہیں بھوکا پیاسا مر جاؤں گا۔

یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قلبِ انور پر رقت طاری ہوگئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں کو معاف فرمادیا۔

ایک روایت میں آتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان دونوں سے کہا کہ تم دونوں اچانک بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر عرض کرو جو حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے حضرت یوسف علیہ السلام سے کہا تھا کہ

لَقَدْ آثَرَكَ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَاِنْ كُنَّا لَخٰطِئِيْنَ (سورہ یوسف)

"اللہ تعالیٰ نے یقیناً آپ کو ہم پر فضیلت عطا فرمائی ہے اور بے شک ہم خطاوار ہیں۔"

ان دونوں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مشورے پر عمل کیا اور اسی طرح ہی کہا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ان سے یہ سنا تو بالکل وہی جواب ارشاد فرمایا جو حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں سے ارشاد فرمایا تھا کہ

لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ وَهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ (سورہ یوسف)

"آج تم سے کوئی مؤاخذہ نہیں ہے اللہ تمہاری مغفرت کرے اور وہ ارحم الراحمین ہے۔"

اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ان دونوں کو معاف فرمادیا تو انہوں نے اسلام قبول کیا جب ابوسفیان بن الحارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دور جاہلیت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو میں جو اشعار کہے تھے ان کی معذرت کی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح و تعریف میں بہت سے اشعار کہے جن میں سے چند کا ترجمہ یہ ہے۔

"جس وقت میں کفر کا جھنڈا اٹھاے اس بات کیلئے کوشاں تھا کہ لات ومنات اور رکفر وشرک کے سوار محمد (صلی

Marfat.com

اللہ علیہ وسلم) کے سواروں پر غلبہ حاصل کرلیں اس وقت میں بالکل اس شخص کی طرح تھا جو گھپ اندھیری رات میں ادھر ادھر ہاتھ پاؤں مار رہا تھا لیکن اب میرا وہ وقت ہے کہ مجھے ہاتھ پکڑ کر ہدایت کی راہ پر لگا دیا گیا اور میں اس پر رلگ گیا ہوں۔

میرے نفس نے نہیں بلکہ ایک ہادی اور قائد نے میری ہدایت کی اور مجھے سیدھی راہ پر لگا دیا۔ جس سے میں ہر طرح مقابلہ کرتا تھا اسی نے مجھے اللہ سے ملا دیا۔ میں اپنی پوری کوشش سے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا مقابلہ کرتا اور ان سے دور ہوتا جاتا تھا حالانکہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے میری قریبی نسبت تھی اگرچہ میں اس نسبت کا اظہار نہیں کرتا تھا۔"

(سیرت ابن ہشام جلد دوم، زرقانی علی المواہب جلد دوم)

میں نے ابوسفیان کو پناہ دے دی ہے

اسلامی لشکر جب مرالظہر ان کے مقام پر پہنچا تو یہاں پر پڑاؤ ڈال دیا گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ہر شخص اپنی اپنی جگہ پر آگ جلائے اس طرح دور دور تک ہزاروں جگہوں پر آگ ہی آگ روشن ہو گئی۔ قریش اگرچہ یہ جانتے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ پر حملہ ضرور کریں گے مگر وہ اس بات سے بے خبر تھے کہ اتنی جلدی یہ واقعہ رونما ہو جائے گا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم لشکر سمیت مرالظہران تک پہنچ جائیں گے۔ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے سوچا کہ قریش اچھا کریں تو پہلے ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے آ کر ملاقات کرلیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے امان طلب کرلیں۔ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں بزور قوت داخل ہوئے تو پھر قریش کی خیر نہیں۔ لہٰذا یہ سوچ کر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خچر پر سوار ہو کر رات کے وقت اس ارادہ سے نکلا کہ قریش کو اس خطرے سے آگاہ کر کے انہیں آمادہ کروں کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر معافی مانگ لیں اور صلح کی درخواست کرلیں تاکہ انہیں امان حاصل ہو جائے۔

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں خچر پر سوار چلا جا رہا تھا کہ مجھے ابوسفیان اور بدیل بن ورقا باتیں کرتے ہوئے دکھائی دیے۔ ابوسفیان کہہ رہا تھا کہ میں نے رات کے وقت اس طرح کی آگ جلتی ہوئی اور اتنی کثیر فوج نہیں دیکھی۔ بدیل بن ورقا بولا، خدا کی قسم! یہ بنی خزاعہ کے لوگ ہیں جو لڑنے کیلئے آئے ہیں۔ ابوسفیان نے کہا یہ جتنا بڑا یہ لشکر ہے اور چاروں طرف جتنی روشن یہ آگ ہے اتنی بڑی تعداد بنی خزاعہ کی نہیں ہو سکتی۔

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو پہچان کر آواز دی اور ان کے پاس گئے۔ ابوسفیان کو بتایا کہ یہ لشکر اسلام ہے جو آن پہنچا ہے پھر ابوسفیان بن حرب سے کہا کہ میرے پیچھے اس خچر پر سوار ہو جاؤ میں تمہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے چلتا ہوں اور تمہارے لئے امان کی درخواست کرتا ہوں ورنہ اگر مسلمانوں نے تمہیں دیکھ لیا تو ابھی تم کو قتل کر دیں گے۔ ابوسفیان سوار ہو گئے اور ان کے ساتھی واپس چلے گئے راستے میں جس کسی مسلمان کے پاس

Marfat.com

سے گزرتے تو وہ پوچھتا یہ کون ہے؟ جب وہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھتے تو کہتے کہ یہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ہیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خچر پر سوار ہیں۔ جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قریب سے گزرے تو انہوں نے دیکھ کر ابوسفیان کو پہچان لیا اور اپنی جگہ سے یہ کہہ کر اٹھے کہ یہ تو اللہ کا دشمن ابوسفیان ہے اور تیزی سے بھاگتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچے اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ابوسفیان بغیر ایمان اور امان کے ہاتھ آ گیا ہے اجازت دیجئے کہ میں اس کا سر اڑا دوں۔ اسی اثناء میں حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی پہنچ گئے اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے ابوسفیان کو پناہ دی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عباس (رضی اللہ عنہ)! آج رات ابوسفیان کو اپنے خیمہ میں رکھو جب صبح ہو جائے تو اسے میرے پاس لے کر آنا۔

(بخاری شریف جلد دوم، سیرت ابن ہشام جلد دوم، زرقانی علی المواہب جلد دوم)

ابوسفیان نے اسلام قبول کر لیا

دوسرے روز صبح کے وقت جب ابوسفیان کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر کیا گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اسلام قبول کرنے کی دعوت دی تو انہوں نے فوری طور پر اسلام قبول کر لیا۔

(بخاری شریف جلد دوم)

بخاری شریف کی روایت کے برعکس بعض روایات میں آتا ہے کہ جب دوسرے دن حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابوسفیان کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں پیش کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوسفیان سے فرمایا، اے ابوسفیان! تجھ پر افسوس ہے کیا تیری سمجھ میں اب تک یہ نہیں آیا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ ابوسفیان نے کہا یہ تو مجھے پتہ چل گیا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی اور معبود نہیں اگر ہوتا تو وہ ہماری مدد کرتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تو ابھی تک نہیں سمجھ سکا کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ ابوسفیان نے کہا، خدا کی قسم! یہ معاملہ ایسا ہے کہ ابھی تک اس بارے میں میرا دل مطمئن نہیں ہوا۔

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فوراً اس گفتگو میں مداخلت کی اور ابوسفیان سے کہا بات کو لمبا نہ کرو اور اسلام قبول کر لو اور اس بات کی گواہی دے دو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں ورنہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی وقت تمہارا خون بہانے کیلئے تیار ہیں۔ حضرت عباس رضی اللہ تعلاٰی عنہ کے کہنے پر ابوسفیان نے فوراً اسلام قبول کر لیا۔

(سیرت ابن ہشام جلد دوم، زرقانی علی المواہب جلد دوم)

آج کا دن تو رحمت کا دن ہے

حضرت ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قبول اسلام کے بعد حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباس رضی

Marfat.com

اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ ابوسفیان کو پہاڑ کی تنگ وادی میں جس کا رخ مکہ مکرمہ کی طرف تھا روک کر ٹھہراؤ تا کہ تمام لشکر اسلام اپنی پوری آب وتاب اور شان وشوکت سے ابوسفیان کے سامنے سے گزرے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے احتیاط کے تقاضوں کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے فرمایا کہ لشکر اسلام کو چار حصوں میں تقسیم کیا جائے اور انتہائی مجبوری کے سوا کسی بھی صورت میں خون نہ بہایا جائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لشکر کے بائیں بازو کا سالار مقرر کر کے ان کو شمال کی طرف سے مکہ مکرمہ میں داخل ہونے کا حکم دیا۔ لشکر اسلام کے دائیں بازو کی جانب حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سالار مقرر فرمایا اور ان کو حکم دیا کہ نچلے حصے کی طرف سے داخل ہوں۔ انصار مدینہ کا سالار حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مقرر فرمایا اور ان کو حکم دیا کہ وہ مغربی حصے سے مکہ مکرمہ میں داخل ہوں۔ مہاجرین کے سالار حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مقرر فرمایا اور ان کو حکم دیا کہ وہ بالائی حصے کی طرف سے داخل ہوں۔

تمام قبائل کے لشکر باری باری حضرت ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے سے گزرتے ہوئے مکہ مکرمہ کی طرف بڑھ رہے تھے حضرت ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر لشکر کے گزرنے پر اس کے متعلق پوچھتے کہ یہ کون لوگ ہیں اور کن کا لشکر ہے۔ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کو جواب دیتے کہ یہ فلاں ہیں یہ فلاں ہیں اس عظیم لشکر کو دیکھ کر حضرت ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دل پر اسلامی فوج کی ہیبت طاری ہوگئی انصار کا جھنڈا اٹھائے جب حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے لشکر کے ساتھ گزرے تو ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف دیکھتے ہوئے بلند آواز سے بولے۔

اے ابوسفیان! آج کا دن جنگ کا دن ہے آج کعبۃ اللہ کی حرمت حلال سمجھی جائے گی۔ حضرت ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ بات سن کر گھبرا گئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف گئے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا آپ نے اپنی قوم کے قتل کا حکم دیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میں نے تو کوئی ایسا حکم نہیں دیا، عرض کیا، سعد بن عبادہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے یہ بات کہی ہے کہ آج کعبۃ اللہ کی حرمت حلال سمجھی جائے گی۔ اور آج جنگ کا دن ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، سعد بن عبادہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے غلط کہا ہے، آج کا دن تو رحمت کا دن ہے۔ اسکے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ سعد بن عبادہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے ہاتھ سے جھنڈا لے کر ان کے بیٹے قیس بن سعد (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے سپرد کر دیا جائے۔

(زرقانی علی المواہب جلد دوم، مدارج النبوۃ جلد دوم)

مکہ والوں کو امان دے دی گئی

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں داخل ہوتے وقت قصویٰ اونٹنی پر سوار تھے آپ کا عمامہ مبارک بغیر شملے

Marfat.com

کے تھا اور وہ نصف سرخ یمنی چادر کا تھا۔ ایک روایت میں ہے کہ سیاہ رنگ کا عمامہ تھا جبکہ بخاری شریف میں ہے کہ سر مبارک پر مغفر تھا۔ ایک طرف حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دوسری طرف حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے جبکہ ارد گرد مجاہدین اسلام کا لشکر عظیم تھا اس فاتحانہ شان کے ساتھ مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے کہ اپنا سر مبارک اللہ تعالیٰ کی بارگاہ اقدس میں انکسار و خضوع کے عالم میں جھکائے ہوئے تھے اور سورہ فتح کی تلاوت فرما رہے تھے سر مبارک اس قدر جھکا ہوا تھا کہ ریش مبارک کجاوے کے ساتھ لگ رہی تھی۔ مکہ مکرمہ میں داخل ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان فرمایا کہ۔

''جو ہتھیار پھینک دے گا اس کیلئے امان ہے، جو اپنے گھر کا دروازہ بند کرے گا اس کیلئے امان ہے اور جو کعبۃ اللہ میں داخل ہو جائے گا اس کے لئے امان ہے۔''

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس موقع پر عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ابوسفیان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ایک ایسا آدمی ہے جو سرداری اور فخر کو پسند کرتا ہے اس لئے آپ اس کیلئے کچھ مقرر فرما دیجئے اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

''جو ابوسفیان کے گھر میں داخل ہو گا اس کیلئے امان ہے۔''

اس کے بعد حضرت ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ قریش کی طرف گئے اور باآواز بلند اعلان کیا، اے گروہ قریش! محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ایک جاہ و جلال والے لشکر جو کہ ایک پہاڑ کی مانند لوہے میں غرق ہے کے ساتھ آ پہنچے ہیں ان میں سے اکثریت ان بہادروں کی ہے کہ کوئی شخص ان کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اعلان کر دیا ہے کہ جو ابوسفیان کے گھر میں داخل ہو جائے گا جو شخص اپنے گھر میں دروازہ بند کر کے بیٹھ جائے گا جو شخص ہتھیار پھینک دے گا اور جو شخص مسجد حرام میں داخل ہو جائے گا وہ امان میں ہے۔ قریش نے کہا یہ کیسی خبر ہے جو تم ہمارے لئے لائے ہو۔

اس موقع پر حضرت ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیوی ہند بنت عتبہ نے غصے میں آ کر اپنے خاوند سے بدزبانی کی مگر حضرت ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کمال حکمت اور دانشمندی سے قریش کے لوگوں سے کہا کہ یہ وقت غصہ کرنے اور باتیں کرنے کا نہیں ہے۔ چونکہ ان کی زبانی لوگوں کو معلوم ہو چکا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے مکہ والوں کو امان دے دی گئی ہے اس لئے سب لوگ گلیوں اور بازاروں سے نکل کر بھاگے کچھ تو اپنے اپنے گھروں میں چلے گئے کوئی ایسے بھی تھے جو مسلح تھے انہوں نے اپنے ہتھیار پھینک دیے اور وہیں کھڑے ہو گئے بہت سے ایسے بھی تھے جو بھاگ کر مسجد حرام میں داخل ہو گئے۔

(زرقانی علی المواہب جلد دوم، مدارج النبوۃ جلد دوم)

Marfat.com

میں نے تو خالد (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو جنگ کرنے سے منع کیا تھا۔

لشکر اسلام مکہ مکرمہ میں بڑی شان وشوکت کے ساتھ داخل ہو رہا تھا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دستے کے سوا مکہ والوں نے کسی بھی دستے کا مقابلہ نہ کیا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ مکہ مکرمہ کے نچلے حصے میں قریش کے چند لوگ ایسے بھی تھے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سخت ترین دشمن تھے اور یہ وہی لوگ تھے جنہوں نے بنو بکر سے مل کر بنی خزاعہ پر حملہ کر کے معاہدہ حدیبیہ توڑ دیا تھا ان لوگوں کو ابوسفیان کی تجویز پسند نہیں آئی تھی اور انہوں نے اسلامی لشکر کا مقابلہ کرنے کا ارادہ کر لیا تھا اس مقصد کیلئے ان لوگوں نے جنگ کی تیاری کر لی تھی لیکن ان میں سے بھی بعض اس بات پر تیار تھے کہ اگر سامنے سے شدید مزاحمت ہوئی تو پھر فرار کی راہ اختیار کی جائے گی ان لوگوں کی قیادت عکرمہ بن ابوجہل، صفوان بن امیہ، سہیل بن عمرو کر رہے تھے۔ جب حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دستہ مکہ مکرمہ میں داخل ہوا تو ان لوگوں نے تیراندازی شروع کر دی جس کے نتیجے میں تین صحابہ کرام حضرت زین جابر فہری۔ حضرت خنیس بن اشعر اور حضرت سلمیٰ بن المیلا رضی اللہ تعالیٰ عنہم شریک ہو گئے۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جلد ہی ان کو بھاگنے پر مجبور کر دیا اور ایسا جوابی حملہ کیا کہ مشرکین میں سے بارہ، تیرہ، چوبیس یا اٹھائیس افراد ہلاک ہو گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اس جنگ کی خبر پہنچی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے تو خالد (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو جنگ کرنے سے منع کیا تھا پھر انہوں نے جنگ کیوں کی؟ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! پہل کفار نے کی تھی۔ خالد (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے اپنے دفاع میں ان سے جنگ کی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سن کر ارشاد فرمایا، اللہ تعالیٰ کی قضا یہی تھی اور اس کی منشاء بہتر ہے۔

(بخاری شریف جلد دوم، زرقانی علی المواہب جلد دوم مدارج النبوۃ جلد دوم)

حق آ گیا اور باطل مٹ گیا

اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس شان سے بیت اللہ کی طرف روانہ ہوئے کہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سواری پر بیٹھے ہوئے تھے۔ انصار و مہاجرین کا ایک جم غفیر ہر طرف نظر آ رہا تھا۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ بھی ساتھ ساتھ تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سات مرتبہ کعبہ کا طواف کیا اور حجر اسود کو بوسہ دیا اس کے بعد عثمان بن طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے چابی لے کر کعبۃ اللہ کھولا۔ خانہ کعبہ کے اندر تین سو ساٹھ بت تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک میں لکڑی تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان نصب شدہ بتوں کی طرف اشارہ کرتے جاتے اور فرماتے جاتے۔

جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ہ جَاءَ الْحَقُّ وَمَا يُبْدِئ

Marfat.com

الْبَاطِلُ وَمَا يُعِيدُ (بنی اسرائیل)

''حق آ گیا اور باطل مٹ گیا ہے۔۔ شک باطل مٹنے والا ہے حق آ گیا اور باطل نہ پہلی بار پیدا کرتا ہے اور نہ دوبارہ کرتا ہے۔''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم جس بھی بت کی طرف اشارہ فرماتے وہ منہ کے بل زمین پر آ گرتا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیت اللہ کے اندر داخل ہوئے تو اندر لکڑی کے بنے ہوئے کبوتر دیکھے انہیں اپنے دست مبارک سے توڑ کر پھینک دیا اندر جو تصویریں تھیں ان کو بھی مٹا دیا گیا ان تصویروں کے ساتھ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کے مجسمے بھی تھے جن کے ہاتھوں میں فال کھولنے والے تیر تھے ان کو دیکھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ان کافروں پر اللہ کی مار انہوں نے ہمارے بزرگوں سے بھی تیر چلوائے۔ جب کعبہ کے اندر سے تمام بتوں اور تصویروں کو صاف کر دیا گیا تو پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت اسامہ بن زید، حضرت بلال بن رباح اور حضرت عثمان بن طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ خانہ کعبہ کے اندر تشریف لے گئے ہر طرف تکبیر کہی اور نماز ادا فرمائی۔ اس کے بعد باہر تشریف لائے۔

(بخاری شریف جلد اول، دوم، مدارج النبوۃ جلد دوم)

ایک دن یہ چابی میرے ہاتھ میں ہوگی

خانہ کعبہ کی چابی زمانہ جاہلیت سے ہی حضرت عثمان بن طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خاندان کے پاس تھی۔ اس ضمن میں حضرت عثمان بن طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ زمانہ جاہلیت میں یہ دستور تھا کہ خانہ کعبہ کو پیر اور جمعرات کے سوا نہ کھولتے تھے۔ ایک روز حضور صلی اللہ علیہ وسلم زمانہ جاہلیت میں میرے پاس تشریف لائے اور مجھ سے دروازہ کھولنے کیلئے فرمایا تا کہ اس جماعت کو جو آپ کے ہمراہ تھی خانہ کعبہ میں داخل کریں میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سختی برتی مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صبر فرمایا اور بردباری سے کام لیا اور فرمایا اے عثمان! ایک دن ہوگا کہ یہ چابی میرے ہاتھ میں ہوگی یہاں تک کہ میں جسے چاہوں گا عطا فرماؤں گا۔ میں نے کہا اس دن قریش ہلاک وخوار ہو جائیں گے لیکن اس دن سے یہ بات میرے دل میں گھر کر گئی کہ ایسا ضرور ہو کر رہے گا۔

پھر وہ وقت آ گیا کہ مکہ مکرمہ فتح ہو گیا۔ حضرت عثمان بن طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام قبول کر لیا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خانہ کعبہ کے اطراف سے بتوں کی نجاست وپلیدی سے پاک فرمایا تو ارادہ فرمایا کہ خانہ کعبہ کی چابی کو ان سے لیں کیونکہ قدیم دنوں سے اس کی چابی ان کے پاس تھی۔ اور چابی حضرت عثمان بن طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ کے قبضہ میں تھی۔ جس کا نام سلامہ بنت سعد تھا۔ حضرت عثمان بن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی والدہ کے پاس گئے اور ان سے چابی مانگی ان کی والدہ نے چابی دینے سے انکار کر دیا تو حضرت عثمان بن طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا، اللہ کی قسم! چابی دے دو ورنہ اپنی کمر سے تلوار نکالتا ہوں۔ پھر والدہ کے ہاتھ سے چابی لے کر حضور صلی اللہ علیہ

Marfat.com

وسلم کی خدمت اقدس میں پیش کر دی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خانہ کعبہ کا دروازہ کھولا پھر جب خانہ کعبہ کے اندر سے بتوں کو نکال باہر کیا گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم خانہ کعبہ کے اندر نماز پڑھ کر باہر تشریف لائے تو چابی حضرت عثمان بن طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد کرتے ہوئے فرمایا

''اے عثمان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! میں نے ایک دن تم سے نہ کہا تھا کہ یہ چابی میرے ہاتھ میں ہوگی اور میں جسے چاہوں گا عطا کروں گا۔ یہ لو چابی اسے قیامت تک کوئی تمہارے ہاتھ سے نہ لے گا مگر ظالم سے۔''

(مدارج النبوۃ جلد دوم، طبقات ابن سعد)

اللہ تعالیٰ نے تم سے جاہلیت کا فخر زائل کر دیا

اس کے بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نگاہ مبارک دوڑائی تو دیکھا کہ مسجد حرام قریش کے لوگوں سے بھری ہوئی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت اللہ کے دروازے پر کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرمایا کہ۔

''اللہ واحد کے سوا کوئی معبود نہیں اس کا کوئی شریک نہیں اس کا وعدہ سچا ثابت ہوا اس نے اپنے بندے کی مدد فرمائی صرف اسی نے (کفار کے) تمام گروہوں کو شکست دی سن لو کہ تمام مفاخر یا خون اور مال جس کا دعویٰ کیا جائے وہ میرے ان دونوں قدموں کے نیچے ہے سوائے بیت اللہ کی خدمت کے حق اور حجاج کو پانی پلانے کے حق کے سن لو کہ قتل خطاء جو عمد کے مشابہ ہو تازیانہ سے ہو یا عصا سے اس کا خون بہا ایک سو اونٹ ہیں جن میں سے چالیس ایسے اونٹ ہوں گے جن کے پیٹ میں بچے ہوں۔ اے گروہ قریش! اللہ تعالیٰ نے تم سے جاہلیت کا فخر اور آباؤ اجداد کا غرور زائل کر دیا۔ سب انسان آدم (علیہ السلام) سے پیدا ہوئے اور آدم (علیہ السلام) مٹی سے۔''

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن حکیم کی یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی۔

ترجمہ:

''اے لوگو! ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور ہم نے تمہارے گروہ اور قبیلے بنائے تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو بے شک تم میں سب سے زیادہ شریف اللہ کے نزدیک وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ پرہیزگار ہے بے شک اللہ خبیر وعلیم ہے۔''

(سورہ حجرات 13) (سیرت ابن ہشام جلد دوم)

تم جانتے ہو میں تمہارے ساتھ کیا سلوک کرنے والا ہوں

مسجد حرام میں دربار نبوی لگا ہوا تھا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں وہ لوگ بھی موجود تھے جو ساری زندگی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیفیں دیتے رہے جنہوں نے آپ کو اور آپ کے خاندان کو تین سال تک ایک گھاٹی میں محصور کر کے آب و دانہ تک بند کر دیا تھا اور اناج کا ایک دانہ تک نہیں پہنچنے دیتے تھے دربار نبوی میں وہ لوگ بھی کھڑے تھے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے والوں کو تپتی ہوئی ریت پر لٹا کر سزائیں دیا کرتے تھے انہی

Marfat.com

لوگوں میں وہ مغرور اور خود سر ہستیاں بھی تھیں کہ جنہوں نے قسم کھا رکھی تھی کہ وہ دین اسلام کی ہر قیمت پر مخالفت کریں گے اور ایسے لوگ بھی تھے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو صفحہ ہستی سے مٹا دینا چاہتے تھے یہ تمام مجرم سر جھکائے کھڑے تھے اس بات کے منتظر تھے کہ ابھی ان کو ان کے کیے کی سزا دے دی جائے گی بارگاہ رسالت سے صرف ایک اشارہ ہوگا اور ان کی گردنیں کٹ جائیں گی۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کی طرف نگاہ مبارک دوڑائی اور پیغمبرانہ جلال کے ساتھ دریافت فرمایا، تم جانتے ہو کہ میں تمہارے ساتھ کیا سلوک کرنے والا ہوں۔

یہ سن کر سب طرف خاموشی چھا گئی مشرکین کو یقین ہو گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ابھی ان کے قتل کا حکم جاری کر دیں گے وہ سب مجرم نگاہیں نیچی کیے خاموش کھڑے تھے کہ اچانک سب بولے۔ آپ کریم بھائی ہیں اور کریم باپ کے بیٹے ہیں۔

ارشاد نبوی ہوا، آج میں تمہارے ساتھ وہی سلوک کروں گا جو یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں کے ساتھ کیا تھا۔ آج تم پر کوئی الزام اور مؤاخذہ نہیں ہے تمہیں معافی دی جاتی ہے اللہ تعالیٰ تمہارے قصور معاف فرمائے اور وہی سب رحم فرمانے والوں سے بڑھ کر رحم فرمانے والا ہے۔

مشرکین مکہ کیلئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اعلان وفرمان ان کی سوچوں کے بالکل برعکس اور انتہائی غیر متوقع تھا آج ان بے بسوں پر کرم کر دیا گیا تھا مجرموں کو معاف کر دیا گیا تھا ان کی گردنیں اس احسان عظیم کے بوجھ تلے دبتی چلی جا رہی تھیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے جب مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ ہجرت کی تھی تو مکہ کے مشرکین نے ان کے مکانوں اور جائیدادوں پر ناجائز قبضہ کر لیا تھا چنانچہ مکہ مکرمہ فتح ہوتے ہی عام تاثر یہ تھا کہ اب مسلمانوں کو ان کے مکانات کا قبضہ واپس دلوا دیا جائے گا مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حسن سلوک کی اعلیٰ مثال قائم فرماتے ہوئے ایسا نہیں کیا اور یہ مکانات اہل مکہ سے واپس نہیں لئے گئے ام المومنین حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بھائی نے سب کے سامنے اپنے مکان کی بازیابی کا مطالبہ کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ تم اپنے مکان کا دعویٰ چھوڑ دو تو میں جنت میں ایک محل کا وعدہ کرتا ہوں انہوں نے فوراً اس بات کو قبول کر لیا۔

اسی طرح کچھ اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی جائیداد کی واپسی کا مطالبہ کرنا چاہتے تھے مگر جب ان کو معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان جائیدادوں کی نسبت جو ہجرت کے بعد قریش کے قبضہ میں چلی گئی تھیں اب کوئی تذکرہ پسند نہیں فرماتے تو پھر تمام نے خاموشی اختیار کر لی۔ ایک روایت میں آتا ہے کہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے خوشی خوشی اپنی تمام جائیدادیں مکہ مکرمہ والوں کو ہبہ کر دیں۔

(زرقانی علی المواہب جلد دوم، مدارج النبوۃ جلد دوم)

Marfat.com

میرا جینا اور مرنا تمہارے ساتھ ہے

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ کی فتح کے بعد چند دن مکہ مکرمہ میں قیام فرمایا تو انصار نے آپس میں کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قوم اور اپنے خاندان کی طرف راغب ہو گئے ہیں اور ان کے ساتھ مہربانی کا سلوک فرما رہے ہیں کہیں ہمیں تنہا چھوڑ کر اپنے شہر میں ہی نہ تشریف فرما ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ نے انصار کی باتوں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مطلع فرمایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار سے دریافت فرمایا کہ تم لوگ کیا باتیں کر رہے تھے؟ پھر فرمایا، اے انصار! اب تو میرا جینا اور مرنا تمہارے ہی ساتھ ہے۔

(سیرت ابن ہشام جلد دوم)

حرم کعبہ کی حرمت

فتح مکہ کے دوسرے روز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ملی کہ بنوخزاعہ کے ایک شخص نے بنو ہذیل کے ایک مشرک شخص کو قتل کر دیا ہے اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قتل سے اپنے ہاتھ روک لو۔ جس شخص نے قتل کیا تھا اسے حکم دیا کہ وہ اس کی دیت ادا کرے اس پر اس شخص نے سو اونٹ دیت میں دیے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کے بعد اگر کوئی کسی کو قتل کرے گا تو مقتول کے ورثاء کو قصاص اور دیت کے درمیان اختیار ہے۔

اس روز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کے سامنے کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرمایا۔

"اے لوگو! بے شک اللہ تعالیٰ نے جب سے زمین و آسمان کو پیدا کیا مکہ مکرمہ کو حرام قرار دیا ہے لہٰذا کسی بھی ایسے شخص کیلئے جو اللہ تعالیٰ اور روز آخرت پر ایمان رکھتا ہو جائز نہیں ہے کہ وہ مکہ مکرمہ میں خون بہائے، درخت اکھیڑے اور گھاس توڑے مجھ سے پہلے کسی بھی شخص کیلئے مکہ حلال نہیں ہوا اور نہ میرے بعد آنے والے کسی شخص کیلئے حلال ہوگا اور مجھ پر بھی صرف ایک دن کی ایک گھڑی کیلئے حلال ہوا تھا اس کے بعد اس کی حرمت کل کی طرح پھر لوٹ آئی جیسا کہ پہلے حرام تھا۔"

(سیرت ابن ہشام جلد دوم)

اللہ کی قسم! ان باتوں کا کسی کو علم نہیں تھا

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب بیت اللہ میں داخل ہوئے تو نماز کے وقت حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا کہ کعبہ کی چھت پر کھڑے ہو کر اذان دیں۔ صحن کعبہ میں ابوسفیان بن حرب، حارث بن ہشام اور عتاب بن اسید ایک جگہ اکٹھے بیٹھے ہوئے تھے اذان کی آواز سن کر عتاب بن اسید نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اسید کو یہ عزت عطا کی ہے کہ یہ آواز اس کے کانوں میں نہیں پڑی کیونکہ اگر وہ اسے سنتا تو اسے دکھ ہوتا۔ حارث بن ہشام نے کہا، اللہ کی قسم! اگر مجھے معلوم ہوتا کہ اس آواز کو اسید مٹا رہا ہے تو میں اس کا ساتھ دیتا۔ حضرت ابوسفیان نے کہا میں اس بارے میں کچھ نہیں کہتا اگر میں کچھ کہوں گا تو یہ کنکریاں بھی ان کو میری بات کی خبر دے دیں گی۔

Marfat.com

اس کے بعد جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کے قریب سے گزرے تو ان سے فرمایا تم لوگوں نے جو باتیں کی ہیں مجھے وہ سب معلوم ہوگئی ہیں پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی آپس میں کی ہوئی ساری باتیں بیان فرمادیں تو حارث اور عتاب بے ساختہ پکار اٹھے۔

''ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ واقعی اللہ کے رسول ہیں، اللہ کی قسم! ان باتوں کا کسی کو علم نہیں تھا ہمارے ساتھ کوئی نہ تھا اور نہ ہم کہتے کہ اس نے بتادیا ہوگا۔''

پھر انہوں نے اسلام قبول کرلیا۔

(سیرت ابن ہشام جلد دوم)

آج کے دن میں نے تجھے بھی معاف کیا

مسجد حرام سے نکل کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کوہ صفا پر تشریف لے گئے جہاں بے شمار مردوں نے حاضر خدمت ہوکر اسلام قبول کیا مردوں کے بعد عورتوں کی باری آئی تو انہی عورتوں میں ہندہ بھی شامل تھی جو حضرت ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیوی تھی اور جس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جگر نکال کر چبایا تھا۔ ہندہ ایسی حالت میں ان خواتین کے درمیان موجود تھی کہ کوئی بھی اس کو پہچان نہیں سکتا تھا ہندہ نے اس لئے اپنا بھیس بدلا ہوا تھا کہ کہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم پہچان نہ لیں اگر آپ نے پہچان لیا تو قتل کرنے کا حکم دے دیں گے اپنے اس خدشے کا اظہار ہندہ نے خواتین سے بھی کردیا۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان خواتین کیلئے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم فرمایا کہ ان خواتین سے کہہ دیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تم سے اس بات پر بیعت لیتے ہیں کہ تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ۔

ہندہ نے بھی اس فرمان کو دیگر خواتین کے ساتھ سنا تو سرگوشی کے عالم میں خواتین سے کہا کہ میں کچھ کہنا چاہتی ہوں مگر اس لئے نہیں بولتی کہ کہیں میری آواز حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچے اور آپ میرے قتل کا حکم فرمادیں۔ ہندہ کی بات سن کر تمام خواتین نے خاموشی اختیار کرلی اور کوئی جواب نہ دیا۔ آخر کار ہندہ کو بولنا پڑا، کہنے لگی یہ ٹھیک ہے کہ جب مردوں کو شرک سے ممانعت ہے تو پھر عورتوں کو کیوں نہ ہوگی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہندہ کی طرف دیکھا مگر کچھ نہ فرمایا۔ پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ ان سے کہہ دو کہ دوسری بات یہ ہے کہ چوری ہرگز نہ کریں۔

اس پر ہندہ نے کہا میں اپنے شوہر کی معمولی سی چیز کبھی کبھار لیا کرتی ہوں میں نہیں جانتی کہ یہ بھی چوری میں شمار ہوتی ہے یا نہیں اور میرے لئے حلال بھی ہے یا نہیں اس وقت حضرت ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی وہاں پر موجود تھے یہ سن کر فوراً بولے کہ تو نے جو کچھ بھی میرے گھر سے لیا ہو خواہ وہ خرچ ہوگیا ہو ابھی تک باقی ہو وہ سب میں تیرے

Marfat.com

لئے حلال کرتا ہوں۔

یہ گفتگو سن کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہندہ کی طرف دیکھا ہندہ کو بھی یقین ہو گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پہچان لیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہندہ کو اپنے پاس بلایا وہ فوراً اٹھیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عاجزی کے ساتھ معافی کی طلبگار ہوئیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تم وہی ہندہ ہو۔ عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں وہی ہندہ ہوں۔ ارشاد فرمایا جاؤ آج کے دن میں نے تجھے بھی معاف کیا۔ حضرت ہندہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اسلام قبول کیا اور پھر ساری زندگی دین اسلام کے مطابق زندگی بسر کی۔

(تاریخ طبری جلد سوم، سیرت ہادی عالم صلی اللہ علیہ وسلم)

جہاں بھی ہو اسے قتل کردو

فتح مکہ کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عام معافی کا اعلان فرما دیا تھا لیکن بعض ایسے مجرم بھی تھے کہ جن کو معاف نہ کیا گیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان چند مجرموں کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ اگر یہ لوگ دین اسلام قبول نہ کریں تو پھر جہاں بھی مل جائیں قتل کر دیئے جائیں ان میں سے بعض نے اسلام قبول کر لیا اور بعض قتل کر دیے گئے ان میں سے ایک شخص عبدالعزیٰ بن اخطل تھا جو فتح مکہ سے قبل مدینہ طیبہ میں آ کر اسلام قبول کر چکا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نام تبدیل کر کے عبداللہ رکھ دیا اور پھر اسے بعض قبائل کی طرف زکوٰۃ کی وصولی کی غرض سے بھیجا اس کے ساتھ ایک خزاعی مسلمان کو بھی خدمتگاری کیلئے بھیج دیا۔

ابن اخطل نے ایک منزل پر قیام کیا اور خزاعی مسلمان سے کہا کہ بکری ذبح کر کے اس کیلئے کھانا تیار کرے اور خود سو گیا۔ خزاعی مسلمان بھی تھکا ہوا تھا اسے بھی نیند آ گئی۔ ابن اخطل جب بیدار ہوا تو دیکھا کہ کھانا تیار نہیں ہے تو اس نے غصے میں آ کر خزاعی مسلمان کو قتل کر دیا پھر اسے خیال آیا کہ اگر میں مدینہ طیبہ واپس گیا تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے قصاص لیں گے اس پر وہ مرتد ہو گیا اور صدقہ کے جانوروں کو لے کر مکہ مکرمہ کی طرف چلا گیا۔

روایات میں آتا ہے کہ اس کی دو باندیاں قریبہ اور قرتنا تھیں جو اس کے آگے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو میں گاتی تھیں پھر جب مکہ مکرمہ فتح ہوا تو اس نے خانہ کعبہ میں پناہ لی اور غلاف کعبہ سے لپٹ گیا جس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم طواف فرما رہے تھے کسی صحابی کی اس پر نظر پڑ گئی تو عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ ابن اخطل ہے اور غلاف کعبہ سے لپٹا ہوا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جہاں بھی ہو اسے قتل کر دو۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر اسے حضرت ابو برزہ اسلمی اور حضرت سعید بن حریث مخزومی رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے قتل کر دیا۔

(مدارج النبوۃ جلد دوم)

فتح مکہ کے بعد حارث بن طلاطلا کو بھی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قتل کر دیا یہ شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت ایذائیں پہنچایا کرتا تھا۔

Marfat.com

اسی طرح حویرث بن نقید جو کہ ایک شاعر تھا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو کرنے میں پیش پیش رہا کرتا تھا اسے بھی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قتل کر دیا۔

ابن اخطل کی باندی قریبہ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو گایا کرتی تھی اسے بھی قتل کر دیا گیا جبکہ دوسری باندی قرتنا نے اسلام قبول کر لیا اور اسے امان دے دی گئی۔

ایک اور مرتد مقیس بن صبابہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر حضرت تمیلہ بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قتل کر دیا۔

(مدارج النبوۃ جلد دوم)

میں نے تو اسے امان دے دی ہے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چند ایسے مجرمین کے بارے میں ارشاد فرمایا تھا کہ میں ان کو امان نہیں دوں گا چاہے وہ حرم پاک میں بھی ہوں۔ انہی افراد میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا رضائی بھائی عبداللہ بن ابی السرح بھی تھا یہ مدینہ منورہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں رہا کرتا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے وحی کی کتابت کا فریضہ انجام دیتا تھا مگر قرآن حکیم کی کتابت کرتے ہوئے خیانت سے کام لے کر کلمات میں تبدیلی کرنے کی کوشش کرتا تھا ایک مرتبہ کہنے لگا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) جانتے نہیں اگر چہ وہ کہتے ہیں میں جو کچھ چاہتا ہوں ان کیلئے لکھتا ہوں بلکہ جس طرح ان پر وحی اترتی ہے مجھ پر بھی اترتی ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی خیانت کا علم ہو گیا وہ مکہ مکرمہ بھاگ گیا پھر جب مکہ مکرمہ فتح ہوا تو اس نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا سفارشی بنایا کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اسے معافی دلوائیں۔ چنانچہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسے لے کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور اس کی والدہ کے اپنے اوپر حقوق کا ذکر کرتے ہوئے عرض کیا کہ اس کے خون سے درگزر فرمائیں اور انہیں معافی عطا فرمائیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے جواب میں خاموشی اختیار فرمائی جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چند مرتبہ اصرار کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی جواب نہ سنا تو قریب جا کر سر انور کو اپنی بغل میں لے کر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ نے عبداللہ کو امان دے دی جب کئی مرتبہ عاجزی سے پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ہاں

حضرت عبداللہ ابن ابی السرح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اگر چہ امان پالی تھی مگر جب بھی کبھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سامنا ہوتا تو شرمندگی کی وجہ سے بھاگ جاتے۔ ایک دن حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! عبداللہ میرا رضاعی بھائی ہے جب آپ کو دیکھتا ہے تو بھاگ جاتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ

Marfat.com

وسلم نے فرمایا، میں نے تو اسے امان دے دی ہے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا، ہاں مگر جب اسے اپنا جرم یاد آتا ہے تو آپ کی نگاہ پاک کی تاب نہیں لاسکتا۔

(مدارج النبوۃ جلد دوم)

دیکھو یہ کیا کہتا ہے

اسلام قبول کرنے سے قبل حضرت کعب بن زہیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو کیا کرتے تھے فتح مکہ کے دن بھاگ کر اپنی جان بچائی آخر کار اپنے بھائی بجیر بن زہیر کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضری کیلئے آئے پہلے اپنے بھائی بجیر بن زہیر کو بھیجا تا کہ وہ صورت حال کا جائزہ لے آئیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کے اسلام کو قبول فرمالیں گے اور ان کے خون سے درگزر فرمائیں گے۔ چنانچہ سب سے پہلے حضرت بجیر بن زہیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کیا۔ پھر حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس اطلاع بھیجی کہ آکر اسلام قبول کرلیں تمہارے گناہ معاف ہو جائیں گے۔

اس اطلاع پر حضرت کعب بن زہیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اگلے ہی دن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوگئے اور اسلام قبول کرلیا۔ جب انہوں نے دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے درگزر فرمایا ہے اور سابقہ باتوں کی طرف توجہ نہیں فرمائی تو اس حسن سلوک سے اس قدر متاثر ہوئے کہ خوشی سے پھولے نہیں سماتے تھے چنانچہ حضرت کعب بن زہیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خوشی کے اظہار کے طور پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک قصیدہ پڑھا اس قصیدے کو سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے فرمایا دیکھو یہ کیا کہتا ہے۔ پھر اپنی چادر مبارک انعام کے طور پر حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہنچائی۔ حضرت کعب بن زہیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہجرت کے نویں سال اسلام قبول کیا تھا۔ مگر چونکہ یہ 8 ھ میں فتح مکہ کے روز بھاگ گئے تھے کہ اس لئے ہجرت کے آٹھویں برس کے واقعات میں اس واقعہ کا ذکر کیا گیا ہے۔

(زرقانی علی المواہب جلد دوم)

جو مانگنا چاہتا ہے مجھ سے مانگ لے

جب مکہ فتح ہوا تو ابوجہل کا بیٹا عکرمہ فرار ہو کر یمن کی طرف چلا گیا ان کی بیوی ام حکیم بنت حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو کہ ابوجہل کی بھتیجی تھیں مسلمان ہوگئیں اور اپنے شوہر عکرمہ بن ابوجہل کیلئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے امان حاصل کرلی پھر ان کے پاس یمن گئیں اور ان کو بتایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو امان دے دی ہے تو سن کر بڑے حیران ہوئے ان کی بیوی ان کو ساتھ لے کر واپس آئیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کو دیکھ کر اس قدر خوش ہوئے کہ تیزی سے اپنی جگہ سے اٹھے اور چادر مبارک دوش اقدس سے گر پڑی۔ عکرمہ نے کہا یہ میری بیوی کہتی ہے کہ آپ نے مجھے امان دے دی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے

Marfat.com

فرمایاہاں میں نے امان دے دی ہے۔

حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسی وقت اسلام قبول کیا اور پھر شرمساری سے سر جھکا کر عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ سب سے زیادہ کریم، سب سے زیادہ سچے اور سب سے زیادہ وفادار ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اے عکرمہ! جو مانگنا چاہتا ہے مجھ سے مانگ لے۔ حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہروہ دشمنی جو میں آپ سے کرسکتا تھا میں نے کی ہے اور ہر وہ بے ادبی اور گستاخی جو آپ کے ساتھ ہوسکتی تھی مجھ سے سرزد ہوئی ہے اور ہر وہ بات جو آپ کی برائی میں کہی جاسکتی تھی میں نے کہی ہے۔ آپ دعا فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے معاف فرمادے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دست مبارک دعا کیلئے دراز فرمائے اور حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیلئے معافی اور بخشش کی دعا فرمائی۔

(مدارج النبوۃ جلد دوم)

اے اللہ! میں اس سے بری ہوں جو خالد نے کیا ہے

فتح مکہ کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم ابھی مکہ مکرمہ میں ہی تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تیس سواروں کے ساتھ موضع نخلہ میں عزیٰ کے بت خانہ کو تباہ کرنے کیلئے بھیجا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس مشہور بت خانہ کو تباہ کردیا۔ اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تین سو مہاجرین وانصار اور بنی سلیم کے ساتھ یلملم کی جانب قبیلہ بنی جزیمہ والوں کے پاس بھیجا تاکہ اس قبیلہ والوں کو اسلام قبول کرنے کی دعوت دیں۔ اس قبیلہ والوں نے زمانہ جاہلیت میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چچا فاکہ بن مغیرہ اور حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد عوف کو جبکہ یہ دونوں یمن سے تجارت کے بعد واپس آرہے تھے مال کے لالچ میں قتل کرکے ان کے مال پر قبضہ کرلیا تھا۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس طرف آنے کی خبر جب بنو جزیمہ کو ہوئی تو انہوں نے احتیاط کے طور پر ہتھیار باندھ لیے۔ جب حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے پاس پہنچے تو وہ لوگ ہتھیار بند حالت میں ہی ان سے ملے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے پوچھا کہ تم کون ہو؟ انہوں نے کہا ہم مسلمان ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین اسلام پر عمل کرتے ہوئے نمازیں پڑھتے ہیں اور ہم اپنی بستی میں مسجدیں بنا کر اذان واقامت کہتے اور جماعت کے ساتھ جمعہ پڑھتے ہیں۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا تو پھر یہ ہتھیار باندھ کر ہمارے سامنے کیوں آئے ہو؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہماری عرب کی ایک قوم کے ساتھ دشمنی ہے ہمیں یہ خطرہ محسوس ہوا کہ تم ان میں سے ہوگے۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کے اس عذر کو تسلیم نہ کیا اور ان کو حکم دیا کہ اپنے ہتھیار اتاردو انہوں نے حکم پر عمل کرتے ہوئے ہتھیار اتار دیے اس کے بعد ان کے ہاتھوں کو کندھوں سے باندھ دیا گیا اور ان کو

Marfat.com

اپنے ساتھیوں کی نگرانی میں دے دیا کہ رات بھران کو قید رکھیں صبح کے وقت حکم دیا کہ جس کے پاس جو قیدی ہے وہ اپنے قیدی کو قتل کردے۔ بنو سلیم نے ان کے حکم پر اپنے بے گناہ قیدیوں کو قتل کردیا مگر مہاجرین وانصار نے اس حکم پر عمل نہ کیا۔ ایک روایت میں آتا ہے کہ جب ان لوگوں نے اپنے ہتھیار اتار دیے تو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس قبیلے کے تقریباً ایک سو افراد کو قتل کردیا۔

اس کے بعد بنی جزیمہ کا ایک شخص رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو سلوک کیا تھا وہ سب بیان کردیا جسے سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم جلال میں آگئے اور دو تین مرتبہ فرمایا، اے اللہ! میں اس سے بری ہوں جو خالد (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے کیا ہے۔ پھر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رقم دے کر قبیلہ بنی جزیمہ کی طرف بھیجا تاکہ مقتولین کی دیت اور ضائع شدہ اموال کا معاوضہ دے کر انہیں راضی کریں۔ چنانچہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر اس قبیلہ کی طرف آئے اور اس معاملے کو خوش اسلوبی اور حکمت عملی سے طے کرتے ہوئے انہیں راضی کیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔

روایات میں آتا ہے کہ اس واقعہ کے بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک عرصہ تک ناراض رہے پھر جب بنی جزیمہ راضی ہونے پر آمادہ ہوئے اور انہوں نے چند دیگر جید صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اس بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سفارش کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں معاف فرمادیا۔

(مدارج النبوۃ جلد دوم)

علماء کرام اس واقعہ کے بارے میں یہ تجزیہ کرتے ہیں کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ فعل اجتہادی غلطی کی بناء پر واقع ہوا تھا حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اجتہاد یہ کہتا تھا کہ وہ جنگ کی غرض سے آئے تھے اور جھوٹی عذر خواہی پیش کررہے تھے جبکہ دیگر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی رائے اس کے برعکس تھی اس طرح اجتہاد کی غلطی سے یہ واقعہ رونما ہوا۔

تم سے پہلی امتیں اسی وجہ سے ہلاک ہوئیں

فتح مکہ کے بعد مکہ مکرمہ میں قیام کے دوران رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں فاطمہ نامی ایک عورت کو پیش کیا گیا جو اسود بن الاسود کی بیٹی اور حضرت ابوسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عبدالاسد مخزومی کی بھتیجی تھی جو کہ قبیلہ بنی مخزوم کے اشراف قبیلہ میں سے تھی اس عورت نے چوری کی تھی جب ثابت ہوگیا کہ اس عورت نے چوری کی ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا ہاتھ کاٹنے کا حکم صادر فرمایا۔ اس عورت کی قوم کو اس حکم سے بڑی وحشت ہوئی انہوں نے چاہا کہ کوئی ایسی سفارشی ہونا چاہیے کہ جس کی سفارش کرنے سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہاتھ کاٹنے سے

Marfat.com

درگزر فرمائیں۔ چنانچہ ان لوگوں نے یہ معاملہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے پیش کیا اور ان کی بہت منت سماجت کی۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بہت پیار فرمایا کرتے تھے۔ حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس قوم کی بہت زیادہ منت سماجت کرنے سے متاثر ہو گئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اسامہ بن زید (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! تم اللہ تعالیٰ کی حدود کے نفاذ میں سفارش کرتے ہو۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو غضب وجلال میں دیکھا تو عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے لئے استغفار فرمایئے مجھ سے گناہ سرزد ہو گیا ہے۔ اسکے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ ارشاد فرمایا۔

> ''اے لوگو! آگاہ ہو جاؤ کہ تم سے پہلی امتیں اسی وجہ سے ہلاک ہوئیں کہ جب ان کے کسی بڑے آدمی سے چوری سرزد ہو جاتی تو اسے چھوڑ دیتے اور اس پر حد قائم نہ کرتے تھے اور جب کسی کمزور آدمی سے یہ جرم سرزد ہو جاتا تو اس پر حد جاری کر دیتے۔ قسم ہے اس پروردگار کی جس کے قبضہ قدرت میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے۔ اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بیٹی فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) بھی چوری کرتی تو میں اس کے بھی ہاتھ کاٹتا چنانچہ اس کے بعد اس مخزومی عورت کے ہاتھ کاٹ دیے گئے۔''

(زرقانی علی المواہب جلد دوم، معارج النبوۃ جلد سوم)

غزوۂ حنین

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ فتح کر لیا اور ابھی صرف پندرہ دن ہی مکہ مکرمہ میں قیام فرمایا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ملی کہ ہوازن اور ثقیف کے قبائل نے مسلمانوں کا مقابلہ کرنے اور حملہ کرنے کیلئے ایک بہت بڑا لشکر تیار کیا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فوری طور پر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو طلب فرمایا اور بارہ ہزار صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ہمراہ چھ شوال 8ھ کو حنین کی طرف روانہ ہوئے۔ ایک روایت کے مطابق اسلامی لشکر کی تعداد پندرہ ہزار تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ میں حضرت عتاب بن اسید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا قائم مقام مقرر فرمایا جنہوں نے چند روز قبل ہی اسلام قبول کیا تھا۔

(زرقانی علی المواہب جلد دوم)

جنگ حنین کا دن یاد کرو

جب اسلامی لشکر جاہ وجلال کے ساتھ حنین کی طرف روانہ ہوا تو کسی صحابی نے فخر سے یہ بات فرما دی کہ آج ہم تعداد کی کمی کی وجہ سے مغلوب نہیں ہونگے جب یہ بات حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سنی تو اس کو پسند نہ فرمایا کیونکہ حقیقت یہ ہے کہ فتح ونصرت کثرت تعداد اور اسلحہ سے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی مدد سے حاصل ہوتی ہے خواہ لشکر تھوڑا ہو یا

Marfat.com

زیادہ۔ چنانچہ اسی فخر کی وجہ سے اس غزوہ میں ابتدائی طور پر مسلمانوں کو تھوڑی پسپائی ہوئی اسی واقعہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ قرآن حکیم میں ارشاد فرماتا ہے۔

ترجمہ:

''اور بے شک اللہ تعالیٰ نے بہت سے مقامات پر تمہاری مدد فرمائی اور حنین کے دن جبکہ تم نے اپنی کثرت پر گھمنڈ کیا تو تم کو کوئی چیز بے نیاز نہ کر سکی۔''

(القرآن)

غزوۂ حنین میں لشکر اسلام کی تھوڑی سی پسپائی کی وجہ یہ ہوئی کہ ابھی اسلامی لشکر حنین کی وادی میں پہنچا ہی تھا کہ کفار کی طرف سے مالک بن عوف اپنا لشکر لے کر وادی کی تنگ گھاٹیوں میں گھات لگا کر بیٹھ گیا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب اسلامی فوج کو لے کر حنین کے نزدیک پہنچے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کے وقت لشکر اسلام کو مختلف حصوں میں تقسیم کر کے ہر حصے کے سالار کو ایک جھنڈا مرحمت فرمادیا۔ اب اسلامی لشکر وادی حنین میں داخل ہونے کیلئے حنین کی تنگ گھاٹیوں کی طرف بڑھا تو دشمن جو پہلے ہی ان کے انتظار میں چھپا بیٹھا تھا اچانک مسلمانوں پر حملہ آور ہوا اور بہت زیادہ تیر اندازی کی۔

مقدمۃ الجیش کے سالار حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے اور ان کے ساتھ جو بنو سلیم اور دیگر قبائل کے لوگ تھے ان میں سے کچھ تو نئے نئے اسلام میں داخل ہوئے تھے اور بعض نے ابھی تک اسلام قبول نہیں کیا تھا جب کفار کی طرف سے تیروں کی بارش ہوئی تو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھی افراتفری کے عالم میں پیچھے کی طرف بھاگے اس کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ ان میں سے اکثریت کے پاس ہتھیار بھی نہیں تھے۔ اسلامی فوج میں اس قدر افراتفری پھیل گئی کہ کوئی صورتحال کا اندازہ کرنے کی پوزیشن میں نہ رہا اور نہ کوئی پیچھے مڑ کر دیکھتا تھا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں سوائے چند صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے کوئی بھی ثابت قدم نہ رہا۔ اسی موقع کے حوالے سے قرآن حکیم میں ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ہے۔

ترجمہ:

''اور جنگ حنین کا دن یاد کرو جب تم اپنی کثرت پر اترا گئے تھے تو دیکھو وہ کثرت تمہارے کچھ کام نہ آئی اور زمین اپنی ساری وسعت پر بھی تمہارے لئے تنگ ہوگئی بالآخر تم پیٹھ پھیر کر بھاگ نکلے۔''

(سورۃ التوبہ 25)

(مدارج النبوۃ جلد دوم)

فرشتوں نے مدد کی

اس روز جو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم ثابت قدم رہے ان میں حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق،

Marfat.com

حضرت علی، حضرت عباس، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت ابوسفیان بن حارث، حضرت فضل بن عباس، حضرت ربیعہ بن حارث، حضرت اسامہ بن زید، حضرت اثم بن عباس، حضرت جعفر بن مغیرہ اور ایمن بن عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہم جو کہ اسی روز شہید ہوئے شامل تھے۔

اس افراتفری کی صورت حال میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ تم بلند آواز سے پکارو، اے گروہ انصار! اے بیعت رضوان والو، اے سورۂ بقرہ والو!

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ چونکہ بلند آواز تھے اس لئے انہوں نے فرمان نبوی پر عمل کرتے ہوئے آواز بلند فرمائی۔ جس صحابی نے بھی حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آواز سنی ہر طرف سے لبیک لبیک کہتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں دوڑتے ہوئے حاضر ہوئے اور وہ سب سے پہلی جماعت جو دوڑ کر حاضر ہوئی وہ انصار تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا کہ تمہارے ساتھ کوئی اور ہے؟ انہوں نے کہا نہیں لیکن یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اگر آپ برکت العماد تک بھی جائیں گے تو بھی آپ کی خدمت سے منہ نہیں موڑیں گے اور اپنی جانیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نچھاور کریں گے۔

روایات میں آتا ہے کہ جب حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق آواز بلند فرمائی تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم تیزی سے بھاگتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے جس صحابہ کا اونٹ نہ مڑ سکا وہ ڈھال اور تلوار لے کر اونٹ سے کود پڑا اور جانور کو چھوڑ دیا اس طرح تھوڑی ہی دیر میں ایک سو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی جماعت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اکٹھی ہوگئی مسلمانوں نے اس زور سے حملہ کیا کہ دشمن کے پاؤں اکھڑ گئے جب جنگ خوب زوروں پر ہو رہی تھی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی سواری سے نیچے اترے اور ایک مٹھی لے کر دشمنوں کی طرف پھینکی۔

ایک روایت میں آتا ہے کہ اونٹ کو اشارہ فرمایا اونٹ فوری طور پر بیٹھ گیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مٹھی خاک لے کر دشمنوں کی طرف پھینکی اور زبان اطہر سے فرمایا شاہت الوجوہ مشرکین میں سے کوئی ایسا نہ تھا جس کی آنکھوں اور منہ میں مٹی نہ پڑی ہو۔ ایک اور روایت میں آتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح سواری کی حالت میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مٹھی بھر مٹی حاصل کی اور ایک دوسری روایت میں آتا ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مٹی حاصل کی۔

اسی موقع کی مناسبت سے قرآن حکیم میں ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ہے۔

ترجمہ:

"آپ نے نہیں پھینکا جبکہ آپ نے پھینکا لیکن اللہ نے پھینکا تا کہ مومنوں کو اس بلا حسنہ سے آزمائے بلاشبہ اللہ سننے والا جاننے والا ہے۔"

(القرآن)

Marfat.com

حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس مشت خاک اور سنگریزوں کو اپنے دست مبارک سے باہر دشمنوں کی طرف پھینکا تو سنگریزوں کی آواز کانوں میں اس طرح معلوم ہوئی تھی کہ جیسے آسمان سے طشت میں گراتے ہیں۔

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جب اسلامی لشکر نے نیام سے تلواریں کھینچ کر دشمنوں کی طرف رُخ کیا تو میں نے دیکھا کہ آسمان سے سیاہ گدھوں کی مانند کوئی چیز ظاہر ہوئی جو ہمارے اور دشمنوں کے درمیان آ کر گری میں نے دیکھا تو وہ سیاہ چیونٹے تھے جو صحرا میں پھیل گئے تھے اور مجھے یوں معلوم ہوتا تھا جیسے یہ کوئی آسمانی لشکر ہو

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ غزوہ حنین میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مدد کے لئے پانچ ہزار فرشتے آئے جب جنگ ختم ہوگئی تو دشمنوں کے بعض لوگ یہ کہتے تھے کہ وہ لوگ کہاں چلے گئے جو سفید گھوڑوں پر سوار تھے اور سوار تھے اور سفید لباس پہنے ہوئے تھے اور لشکر اسلام کے ساتھ مل کر جنگ کرتے تھے۔ یہ بات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پہنچی تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا وہ فرشتے تھے۔

(سیرت ابن ہشام جلد دوم۔ تاریخ طبری جلد سوم۔ معارج النبوۃ جلد سوم)

دشمنوں کا تعاقب

دشمنوں کے لشکر میں سے کچھ تو فرار ہو کر اوطاس کی طرف چلے گئے اور کچھ طائف کی طرف بھاگ گئے اوطاس کی طرف جانے والوں کے تعاقب میں رسول اللہ تعالیٰ وسلم نے حضرت ابو عامر اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھیجا اس مقام پر لڑائی ہوئی جس میں حضرت ابو عامر اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہو گئے اسی مقام پر کفار کی فوج کا سرکردہ سردار درید بن صمہ بھی مارا گیا۔ حضرت ابو عامر اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد اسلامی پرچم حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے تھام لیا۔ شہادت سے قبل حضرت ابو عامر اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وصیت کی کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں میرا اسلام پہنچا دینا اور میرے لیے دعا کی درخواست کرنا۔

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ جب اوطاس سے واپس آئے تو حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر حضرت ابو عامر رضی اللہ عنہ کا پیغام پہنچایا تو آپ ﷺ نے دُعا کے لیے دست مبارک دراز فرمائے۔

"اے اللہ! ابو عامر کو بخش دے، اے اللہ! اسے روز قیامت اپنی مخلوق اور اپنے لوگوں میں بلند مرتبہ عطا فرمایا۔"

ان دعائیہ کلمات کو سُن کر حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنے لیے بھی دُعا کی التجاء کی تو آپ ﷺ نے دُعا رمائی۔

"اے اللہ عبداللہ بن قیس (ابو موسیٰ اشعری) کے گناہوں کو معاف فرمادے اور اسے اور قیامت عزت کے مقام

Marfat.com

میں داخل فرمائے

اوطاس میں بھی بہت سے جنگی قیدی مسلمانوں کے ہاتھ لگے اور بہت سا مال غنیمت بھی حاصل ہوا۔
(بخاری شریف جلد دوم۔ سیرت ابن ہشام جلد دوم)

طائف کی طرف پیش قدمی

رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے طائف کی طرف پیش قدمی کرنے سے قبل فرمایا کہ تمام مال غنیمت اور جنگی قیدیوں کو مقام جعرانہ میں جمع کیا جائے ابن ہشام کا کہنا ہے کہ مال غنیمت پر حضرت مسعود ابن عمرو غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو متعین فرمایا کہ ان قیدیوں اور مال غنیمت کو مقام جعرانہ میں لے جا کر رکھا جائے اور ان کی نگرانی کی جائے تا کہ فرصت کے وقت تقسیم کیا جائے۔

حنین سے بھاگ کر مشرکین طائف میں بھی چلے گئے ہوئے تھے اس لیے ان کی سرکوبی بھی ضروری تھی طائف کے مضبوط قلعے میں مالک بن عوف ثقیف اور ہوازن کے مشرکین کی ایک اچھی خاصی تعداد موجود تھی یہ قلعہ مکہ مکرمہ سے تقریباً دو یا تین منزل کے فاصلے پر واقع ہے اس کا مالک حضرت ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا داماد عوہ بن مسعود ثقفی تھا طائف میں قبیلہ بنو ثقیف کافی مضبوط تھا یہ لوگ فوجی اور مالی لحاظ سے بھی مستحکم تھے

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے طائف پہنچ کر قلعہ طائف کا محاصرہ کر لیا لیکن قلعہ کے اندر سے شدید مزاحمت ہوئی اور انہوں نے مسلمانوں پر تیروں کی بارش کر دی۔ اٹھارہ دن تک طائف کا محاصرہ جاری رہا لیکن کوئی کامیابی نہ ہوئی طائف کے قلعے میں راشن کی کوئی کمی نہ تھی ایک سال تک بھی محاصرہ رہتا تو ان کے پاس راشن ختم نہ ہوتا۔
(زرقانی علی اعواہب جلد سوم)

غلاموں کی آزادی کا اعلان

طائف کے محاصرے کے دوران حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے منادی کو حکم دیا کہ وہ یہ اعلان کر دے کہ جو کوئی غلام قلعہ سے اتر کر ہماری طرف آئے گا اسے آزاد کر دیا جائے گا اس اعلان پر بہت سے غلام چھپ چھپا کر قلعے سے باہر نکلے اور رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خدمت اقدس میں حاضر ہو گئے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہر ایک کو آزاد کر کے انہیں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے سپرد فرما دیا تا کہ وہ ان کی نگہداشت اور خیال رکھیں۔ اس بات سے طائف والوں کو بہت پریشانی ہوئی چنانچہ جب طائف کے کچھ لوگ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہو کر مسلمان ہوئے تو انہوں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اپنے ان غلاموں کو طلب کیا کہ وہ ان کو لوٹا دیے جائیں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (میں ان کے بارے میں فیصلہ دے چکا ہوں اس لیے) وہ سب اللہ کے آزاد کردہ ہیں۔ وہ تمہاری غلامی میں نہیں رہ سکتے۔ (معارج النبوۃ جلد سوم)

Marfat.com

مسجد کی تعمیر

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اٹھارہ دن یا بیس دن تک طائف کا محاصرہ فرمایا اس دوران آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ امہات المومنین میں سے حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں ازواج مطہرات کے لیے دو خیمے نصب کرائے جب نماز کا وقت ہوتا تو ان دونوں خیموں کے درمیان نماز پڑھتے۔ پھر جب قبیلہ ثقیف کے لوگوں نے اسلام قبول کیا تو اس جگہ پر حضرت عمرو بن امیہ بن وہب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسجد تعمیر کرادی۔

(سیرت ابن ہشام جلد دوم)

محاصرہ ختم کرنے کا فیصلہ

کافی دنوں کے محاصرے کے باوجود جب قلعہ فتح کے کوئی آثار دکھائی نہ دیے تو رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس بارے میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مشورہ کیا تو حضرت نوفل بن معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لومڑی بھٹ میں ہے اگر کوشش جاری رکھی گئی تو اسے پکڑ لیں گے اور اگر چھوڑ جائیں تو آپ کے لیے نقصان نہیں۔

اس پر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ محاصرہ اٹھا لیا جائے اور واپسی کی جائے پھر اشاد فرمایا کہ قلعہ کو فتح کرنے کے پابند نہ بنو یہاں سے منتقل ہو جاؤ۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو یہ حکم بڑا شاق گزرا اور کہنے لگے کہ حیرت ہے ہم کوچ کر جائیں اور طائف فتح نہ ہو یہ کیا صورت ہوئی۔ اس پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اگر تم چاہیے ہو تو جنگ کر کے دیکھ لو یہاں تک کہ تمہیں فتح حاصل ہو جائے

اس کے بعد انہوں نے دوسرے دن جنگ کی اور کفار کے تیروں سے بہت زیادہ زخمی ہوئے تو پریشان اور شرمندہ ہوئے کہ ہم نے رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فیصلے کو کیوں مخالفت کی چنانچہ اب وہ حضور صلی اللہ تعالیٰ کا حکم بجالانے پر تیار ہو گئے اس پر حضور ﷺ نے فرمایا کہ ہم ان شاء اللہ کل یہاں سے کوچ کرنے والے ہوں گے۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے یہ سن کر خوشی کا اظہار فرمایا پھر جب سامان سواریوں پر لادنے لگے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تبسم فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ جب میں نے کوچ کرنے کا حکم دیا تو ٹھہر گئے اور توقف کیا اب خود اس کے خواہاں ہو۔ کہنے لگے یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ ثقیف کے تیروں نے تو ہمیں چھلنی کر دیا ان پر بددعا فرمایئے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اَللّٰھُمَّ اھْدِ ثَقِیْفًا وَّاْتِ بِھِمْ

"اے اللہ تو ثقیف کو ہدایت فرما اور ان کو (اسلام پر میرے قریب) پہنچا دے۔

Marfat.com

رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یہ دعا جلد ہی قبول ہوئی اور 9 ھ میں قبیلہ ثقیف نے مدینہ منورہ میں حاضر ہو کر اسلام قبول کر لیا۔

مجھ سے بدلہ لے لے

طائف سے واپسی کے وقت اسلامی لشکر میں سے ایک صحابی کا اونٹ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اونٹ کے اس قدر قریب ہوا کہ ان کا پاؤں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ جا کر لگا اور تکلیف پہنچائی وہ صحابی بیان کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے میرے پاؤں پر چابک مارا اور فرمایا اسے دور ہٹا کر چلا تو نے میرے پاؤں کو زخمی کر دیا ہے۔

جب دوسرا دن ہوا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کسی کو مجھے بلانے کے لیے بھیجا میں نے سوچا کہ شاید کل کے واقعہ کا انتقام آپ کے قلب مبارک میں ہے چنانچہ جب میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کل تمہیں میرا چابک لگا آج میں نے تجھے اس لیے بلایا ہے کہ اس کا بدلہ لے لے چنانچہ آپ ﷺ مجھے اسی بھیڑیں عطا فرمائیں۔

ایک اور صحابی بیان فرماتے ہیں کہ جب رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مقام ترن میں پہنچے جبکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ناقہ قصویٰ پر سوار تھے میں ناقہ کے ساتھ ساتھ چلا جا رہا تھا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اونٹنی کو تازیانہ مارنا چاہا تو اتفاق سے وہ مجھے جا لگا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے میری طرف دیکھ کر دریافت فرمایا۔ چابک تجھے لگ گیا؟ میں نے عرض کی ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔

پھر جب ہم جعرانہ میں پہنچے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے ایک سو بیس بھیڑیں مرحمت فرمائیں میں نے ان بھیڑوں سے تجارت شروع کی اور امیر کبیر بن گیا۔ (معارج النبوۃ جلد سوم)

جعرانہ میں قیام

رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ جانے سے قبل جعرانہ میں قیام فرمایا۔ جہاں پر کہ مال غنیمت اور قیدیوں کو جمع کیا گیا تھا۔ مال غنیمت میں چوبیس ہزار اونٹ' چالیس ہزار بھیڑ بکریاں' چھ ہزار نوے گھوڑے' چار ہزار اوقیہ چاندی اور چھ ہزار عورتیں اور بچے مسلمانوں کے ہاتھ آئے اس جنگ میں اسلامی فوج میں سے چار صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم حضرت ایمن بن عبید' حضرت یزید بن زمعہ' حضرت سراقہ بن حارث انصاری اور حضرت ابو عامر اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے جام شہادت نوش فرمایا جبکہ مشرکین میں سے ستر افراد مارے گئے۔ (زرقانی علی المواہب جلد سوم)۔

Marfat.com

یارسول اللہ ہم راضی ہیں

جعرانہ میں قیام کے دوران رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تقریباً دس یوم تک قیدیوں کے رشتہ داروں کا انتظار فرمایا مگر جب کوئی نہ آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مال غنیمت تقسیم فرمانا شروع کر دیا جو نئے نئے مسلمان ہوئے تھے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خاص طور پر ان میں مال غنیمت کی تقسیم فرمائی چونکہ ان مال غنیمت حاصل کرنے والوں کا تعلق مکہ مکرمہ سے تھا انصار مدینہ کو کچھ بھی نہ ملا تو انصار میں سے بعض کے دلوں میں بہت سے خیال پیدا ہوئے۔ بعض نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی قوم میں اسے تقسیم کیا ہے اور بڑے بڑے عطایا قبائل عرب کو عنایت فرمائے ہیں اور انصار کے لیے کوئی حصہ نہیں رکھا۔

بعض نے کہا کہ رسول کریم ﷺ قریش کو اس قدر عطا فرما رہے ہیں اور ہمیں محروم رکھ رہے ہیں حالانکہ ہماری تلواروں سے خون کے قطرے ٹپک رہے ہیں۔

اکثر نے یہ بھی کہا کہ جب جنگ کا موقع آتا ہے تو ہمیں آواز دی جاتی ہے اور غنیمت دوسروں میں تقسیم کی جارہی ہے۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جب انصار کی ان باتوں کا پتہ چلا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ تمام انصار کو اس احاطے میں جمع کرو۔ جب تمام انصار جمع ہو گئے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے انصار کیا تم لوگوں نے یہ یہ باتیں کی ہیں؟ انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ نے جو سنا وہ سچ ہے لیکن ہم میں سے کسی بڑے نے یہ بات نہیں کی البتہ کچھ نوعمر لڑکوں نے ضرور یہ سب کچھ کہا ہے

یہ سن کر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کے بعد فرمایا

اے گروہ انصار کیا یہ سچ نہیں ہے کہ تم گمراہ تھے پھر اللہ تعالیٰ نے میرے ذریعہ تمہیں ہدایت عطا فرمائی تم محتاج وقلاش تھے اللہ تعالیٰ نے تمہیں میرے ذریعے مالدار کر دیا تم ایک دوسرے کے دشمن تھے اللہ تعالیٰ نے میرے ذریعے تمہارے دلوں کو جوڑ دیا۔

انصار نے جواب دیا بے شک اللہ اور رسول کا احسان اور فضل وکرم اس سے زیادہ ہے جب انصار نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہر جملے پر یہی جواب دیا کہ بے شک اللہ اور رسول کا احسان اور فضل وکرم اس سے زیادہ ہے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے گروہ انصار، تم مجھے جواب کیوں نہیں دیتے۔ انصار نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہم آپ کو کیا جواب دیں اللہ اور اس کے رسول ہی کا احسان اور فضل وکرم ہے۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کی قسم تم مجھے یہ جواب دے سکتے ہو تا کہ میں ساتھ ساتھ تمہاری بات کی تصدیق بھی کرتا جاؤں تم کہہ سکتے ہو کہ یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب لوگوں نے آپ کو جھٹلایا تو ہم نے آپ

Marfat.com

کی تصدیق کی جب لوگوں نے آپ کو بے یارومددگار چھوڑ دیا تو ہم نے آپ کی مدد کی۔ جب آپ کو نکال دیا گیا تم نے آپ کو پناہ دی جب آپ بے سروسامانی کی حالت میں تھے تو ہم نے آپ کی خدمت کی۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لیکن اے گروہ انصار میں تم سے پوچھتا ہوں تم مجھے اس کا جواب دو کہ کیا تم لوگ دنیا کی حقیر چیز کے لیے غمگین ورنجیدہ ہو گئے اس سے میں نے تو کچھ لوگوں کی دلداری کرنی چاہی۔ اے گروہ انصار کیا تم لوگ اس بات سے خوش نہیں ہو کہ سب لوگ اونٹ اور بکریاں لے کر جائیں اور تم اپنے ساتھ اللہ کے رسول کو لے کر جاؤ۔ اللہ کی قسم تم جو کچھ لے جا رہے ہو وہ اس سے بہتر ہے جو وہ لے جا رہے ہیں۔

پھر فرمایا مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ ءقدرت میں محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی جان ہے اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں انصار ہی کا ایک فرد ہوتا اور اگر اور لوگ ایک گھاٹی میں اور انصار دوسری گھاٹی میں چلتے تو میں انصار کی گھاٹی میں چلتا۔

یہ سُن کر انصار رو پڑے اور اتنا روئے کہ داڑھیاں آنسوؤں سے تر ہو گئیں اور پکار اٹھے یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہم راضی ہیں۔

(بخاری شریف جلد دوم۔ سیرت ابن ہشام جلد دوم)

میں آپ کی رضاعی بہن ہوں

غزوہ حنین کے قیدیوں میں شیما بنت حارث بن عبد العزیٰ بھی تھی اس نے کسی صحابی سے ذکر کیا اور کہا میں محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی رضاعی بہن ہوں لوگ ان کو لے کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں لائے تو شیما نے کہا اے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) میں آپ کی رضاعی بہن ہوں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے پاس اس کا کوئی ثبوت ہے یا کوئی نشانی؟ اس پر شیما نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بچپن کے بعض واقعات یاد دلائے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قبول فرما کر اپنی چادر مبارک اس کے لیے بچھا دی اور اسے اس پر بٹھایا۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی چشمان اطہر میں آنسو آ گئے پھر حضرت حلیمہ اور ان کی قوم کا حال دریافت فرمایا اس نے کہا کہ حضرت حلیمہ سعدیہ تو انتقال کر چکی ہیں اس کے بعد آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شیما سے فرمایا' اگر تم چاہو تو ہمارے پاس رہو تم معزز و مکرم ہو گی اور اگر تم چاہو تو تمہیں تمہارے گھر انعام واکرام کے ساتھ واپس کر دیں۔ شیما نے اپنے گھر واپس جانا اختیار کیا چنانچہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسے تین غلام ایک باندی اور بہت سی بکریاں دے کر رخصت فرمایا۔ حضرت شیما رضی اللہ تعالیٰ عنہا اسلام قبول کرنے کے بعد واپس اپنے گھر اور قبیلے کی طرف روانہ ہو گئیں۔ (سیرت حلبیہ)

Marfat.com

میں بھی تمہارے لیے سفارش کروں گا

رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب جعرانہ میں مال غنیمت تقسیم فرما چکے تو ہوازن کی ایک جماعت آپ صلی اللہ تعالیٰ وسلم خدمت اقدس میں حاضر ہو کر اسلام لے آئی۔ اور انہوں نے اپنی باقی قوم کے اسلام قبول کرنے کی خبر بھی دی ان میں ابو برقان بھی تھے جو کہ حضرت حلیمہ سعدیہ کی نسبت سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے رضاعی چچا تھے اور جناب زبیر ابوصرد بھی تھے جو کہ اس آنے والے وفد کے سربراہ تھے انہوں نے کہا۔

"یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جنگی قیدیوں میں سے ایسی عورتیں بھی ہیں جو آپ کی خالائیں، پھوپھیاں اور دایہ ہیں جنہوں نے آپ کی کفالت کی۔ اللہ کی قسم اگر ہمارے خاندان کی عورت نے حارث بن ابوشمرد (حاکم شام) یا نعمان بن منذر (شاہ عراق) کو دودھ پلایا ہوتا پھر اس طرح کی مصیبت ہم پر نازل ہوتی جواب نازل ہے تو ہم اس سے عنایت و مہربانی کی بجا طور پر امید رکھتے لیکن آپ سے تو زیادہ توقع ہے کیونکہ آپ فضل و شرف میں سب سے بہتر کفالت کرنے والے ہیں۔"

حضرت ابو برقان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی کہا

"یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہم آپ کے اہل و کنبہ ہیں آپ ہم پر احسان کریں اللہ تعالیٰ آپ پر احسان کرے گا ہم پر جو افتاد پڑی ہے وہ آپ سے پوشیدہ نہیں ہم آپ سے امید رکھتے ہیں کہ آپ ہمارے اموال اور قیدی واپس فرمادیں گے"

رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میں تو غنائم کی تقسیم کر چکا ہوں۔ (اور قیدیوں کے بارے میں بھی فیصلہ ہو چکا ہے) میں تو اس انتظار میں رہا کہ تم لوگ آؤ اور اس بارے میں گفتگو کرو مگر تم نے دیر کی اور نہیں آئے اب میں کیا کر سکتا ہوں میرے ساتھ وہ لوگ (بھی) ہیں جن کو تم دیکھ رہے ہو۔ (جنگ حنین میں اسلامی لشکر کے ساتھ بنو سلیم اور دیگر قبائل کے ایسے لوگ بھی شامل تھے جن میں سے کچھ تو نئے نئے اسلام میں داخل ہوئے تھے اور بعض نے ابھی تک اسلام قبول نہیں کیا تھا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اس سے مطلب یہ تھا کہ اگر ہمارے ساتھ صرف مسلمان ہوتے تو میں اموال اور قیدیوں کو واپس کر دینے کا فیصلہ دے دیتا اور مسلمان بخوشی اس فیصلے کو قبول فرماتے مگر تم دیکھتے ہو کہ ہمارے ساتھ ایسے لوگ بھی ہیں جو راضی نہیں ہوں گے) اس لیے میرے نزدیک سب سے اچھی بات یہ ہے کہ سچ بولا جائے تم دو باتوں میں سے ایک کو اختیار کر لو اموال یا قیدیوں میں سے صرف ایک ہی مانی جائے گی۔

انہوں نے کہا کہ ہم اہل و عیال کو چھوڑ کر اونٹ بکریوں اور مال کی کیا بات کریں آپ ہماری عورتیں اور بچے واپس فرمادیں کیونکہ یہی ہمیں زیادہ پیارے ہیں اس پر رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے صرف اپنے خاندان کے حصے کا اختیار ہے باقی کے لیے دوسروں کی اجازت کی ضرورت ہے تم ظہر کی نماز کے بعد کھڑے ہو جانا

Marfat.com

اور مجھے مسلمانوں کے لیئے شفیع بنا کر کہنا کہ ہمارے بچے اور عورتیں ہمیں واپس کر دیں اس کے بعد میں بھی تمہارے لیے سفارش کروں گا۔

ہوازن کے لوگوں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق عمل کیا اس پر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور ارشاد فرمایا "تمہارے بھائی مسلمان ہو کر آئے ہیں اور میں مناسب سمجھتا ہوں کہ ان کے قیدی ان کو واپس کر دیے جائیں پس تم میں سے جو کوئی خوشی کے ساتھ ایسا کرنا چاہے وہ کرے اور جو شخص پسند کرے کہ وہ اپنے حصے پر رہے حتیٰ کہ ہم اس کو اس کا حصہ پہلے مال غنیمت سے دیں گے جو اللہ تعالیٰ ہم کو عطا فرمائے گا تو وہ ایسا ہی کرے اس سلسلے میں کسی پر جبر نہیں ہے"۔

مسلمانوں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! ہم آپ کے فیصلے پر راضی ہیں۔ انصار و مہاجرین اور دیگر تمام افراد نے خوشی کے ساتھ جنگی قیدی رہا کر دیے اس طرح چھ ہزار قیدیوں کی رہائی عمل میں آ گئی۔ (صحیح بخاری شریف جلد دوم، سیرت حلبیہ، الاصابہ، سیرت ابن ہشام جلد دوم)

تمارا سردار کہاں ہے

اس کے بعد رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قبیلہ ہوازن کے لوگوں سے پوچھا کہ تمہارا سردار مالک بن عوف کہاں ہے؟ اس نے تم لوگوں کو اللہ اور اس کے رسول سے لڑنے پر اکسایا تھا۔ لوگوں نے کہا کہ وہ طائف میں ثقیف کے ساتھ ہے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا مالک بن عوف سے جا کر کہہ دو اگر وہ میرے پاس آ جائے تو نہ صرف ان کے اہل و عیال اور مال مویشی واپس کر دیے جائیں گے بلکہ میں اپنی طرف سے سو اونٹ بھی دوں گا۔

مالک بن عوف طائف میں سخت پریشانی اور بے بسی کی حالت میں رہ رہے تھے۔ انہیں جب یہ اطلاع بھی کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں معاف فرما دیا ہے تو فوراً بارگاہ نبوی میں حاضر ہوئے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے وعدہ کے مطابق عمل فرمایا انہیں نہ صرف ان کی قوم کی سرداری واپس کی بلکہ چند دوسرے قبائل کا بھی سردار بنا دیا۔ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حسن سلوک سے متاثر ہو کر حضرت مالک بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسلمان ہو گئے مسلمان ہونے کے بعد انہوں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں چند اشعار کہے جن کا ترجمہ یہ ہے

"میں نے دنیا بھر کے انسانوں میں محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی مثل نہ کوئی آدمی دیکھا اور نہ سُنا۔ جب ان سے عطیات مانگے جائیں تو وہ پوری طرح عطا فرماتے ہیں اور جب بھی تم چاہو وہ مستقبل میں ہونے والی بات بتا دیں گے۔ سمری نیزوں اور ہندی تلواروں کی مار سے جب ان کے لشکر کے دانت خوب مضبوط اور تیز ہو جاتے ہیں تو وہ غبار جنگ میں اس شہر کی طرح معلوم ہوتے ہیں جو اپنے بچوں کی حفاظت کے لیے دشمن کی گھات لگائے کچھار میں

Marfat.com

بیٹھا ہو۔" (سیرت ابن ہشام جلد دوم۔مدارج النبوۃ جلد دوم)

مدینہ طیبہ واپسی

مدینہ منورہ واپس جانے سے قبل رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جعرانہ سے مکہ مکرمہ عمرہ کرنے کی غرض سے تشریف لے گئے اور بقیہ مال غنیمت کے بارے میں حکم فرمایا اسے مرالظہران کے پاس مقام مجنۃ میں اکٹھا کر کے رکھ لیا جائے۔عمرہ سے فراغت کے بعد آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عتاب بن اسید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلوایا جو کہ بیس اکیس برس کے نوجوان تھے وہ دوڑے ہوئے حاضر خدمت ہوئے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا،

"عتاب! میں یہاں سے جا رہا ہوں میرے بعد تم مکہ کے عامل ہو گے یہ بات یاد رکھنا کہ میں تمہیں اہل اللہ پر عامل بنا رہا ہوں کیونکہ میرے نزدیک تم اس کام کے لیے سب سے بڑھ کر موزوں ہو اگر کسی دوسرے میں یہ منصب سنبھالنے کی اہلیت تم سے بڑھ کر ہوتی تو میں یہ ذمہ داری اس کو سونپتا۔"

ان کی معاونت کے لیے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مقرر فرمایا کہ وہ لوگوں کو قرآن وسنت کی تعلیم دیا کریں

عمرہ کی ادائیگی کے بعد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم 24 یا 26 ذی القعدہ 7 ھ کو واپس مدینہ طیبہ پہنچ گئے۔

(سیرت ابن ہشام جلد دوم۔اسد الغابہ۔الاصابہ)

بیٹے کی ولادت

ذی الحجہ 8 ھ میں حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن پاک سے رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صاحبزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت باسعادت ہوئی۔حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بہت زیادہ خوشی کا اظہار فرمایا (مدارج النبوۃ جلد دوم)

قبیلہ عبدالقیس کے وفد کی آمد

8 ھ میں ہی قبیلہ عبدالقیس کا وفد رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کی آمد پر مسرت کا اظہار فرمایا اور ان کے لیے دعا فرمائی کہ اے اللہ! عبدالقیس والوں کے بخشش فرما پھر فرمایا، تمہارا آنا مبارک ہو تم کشادہ اور فراخ جگہ پر آئے ہو۔

قبیلہ عبدالقیس کے وفد نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ملاقات کی اور اسلام قبول کر لیا تو انہوں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی قوم کے لیے ان برتنوں کا حکم پوچھا جن میں وہ پیتے اور نبیذ وغیرہ ڈالتے تھے ان کا مقصد یہ تھا کہ جس وقت شراب حلال تھی اور جن برتنوں میں اسے رکھتے اور استعمال کرتے تھے اب جبکہ شراب حرام ہو

Marfat.com

گئی ہے تو کیا ان برتنوں کو وہ کسی اور استعمال میں لا سکتے ہیں اور ان سے کوئی اور کام لے سکتے ہیں یا ان برتنوں سے شراب پینے کی مشابہت کی بناء پر پرہیز و اجتناب کریں

اس پر رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انکو ایسے چار برتنوں کے استعمال سے منع فرمایا جو کہ شراب کے استعمال کے لیے خاص ہیں یعنی ایک سبز مٹکا جس میں شراب و نبیذ کا خمیرا اٹھاتے ہیں دوسرا برتن دبا یعنی خشک کدو جس کو رنگ کر کے صراحی نما برتن بناتے ہیں تیسرا برتن نقیر یہ ایک درخت کی جڑ ہوتی ہے جسے کھوکھلا کرے برتن بناتے ہیں اور اس میں شراب ڈالتے ہیں چوتھا برتن مزفت ہے جو زفت سے رنگ کر بنتا ہے۔ زفت صنوبر کا گوند ہوتا ہے جو کہ سیاہ اور لاسہ کی طرح چپکنے والا ہوتا ہے اور کشتی کی درازوں میں بھرتے ہیں۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا ان امور و احکام کو یاد رکھنا اور اپنی قوم کو اور اس کو جو تم کو ملے اور وہ یہاں نہ آسکے اس کے بارے میں بتانا (مدارج النبوۃ جلد دوم)

پیاری صاجزادی کا انتقال

8ھ میں ہی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیاری صاحبزادی سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا انتقال ہوا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور ان کو قبر مبارک میں اتارا۔

(مدارج النبوۃ جلد دوم)

......☆☆☆......

Marfat.com

بارہواں باب

ہجرت کے نویں سال کے واقعات

ہجرت کے نویں سال بھی ایسے بہت سے اہم واقعات پیش آئے جن کا بیان اختصار اور جامعیت کے ساتھ اس باب میں کیا گیا ہے۔

عمال کی تقرری

محرم 9ھ میں رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُن قبائل کی طرف جنہوں نے اسلام قبول کر لیا تھا عمال کی تقرری فرمائی کہ وہ ان کے پاس جا کر زکوٰۃ کے اموال وصول کر کے لائیں اس کے ساتھ ہی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عمال کو یہ نصیحت بھی فرمائی کہ پرہیزگاری کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑنا اور لوگوں سے اعلیٰ مال کا مطالبہ نہ کرنا ۔پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لوگوں کو بھی یہ نصیحت فرمائی کہ زکوٰۃ کے عاملین کو پوری پوری زکوٰۃ ادا کر کے راضی کریں کیونکہ ان کی رضامندی اسی میں ہے اگر وہ عدل وانصاف سے کام لیں گے تو وہ اپنے لیے کریں گے اور اگر ظلم کریں گے تو خود اپنے اوپر کریں گے۔

(طبقات ابن سعد)

اللہ معاف کرنے والا رحیم ہے

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت بشر بن سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بنی کعب پر عامل مقرر فرمایا کر بھیجا جس وقت حضرت بشر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بنی کعب کے پاس پہنچے تو وہ سب بنی تمیم کے چشمہ پر جمع ہوئے حضرت بشر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کے مویشیوں کو اکٹھا کر کے ان میں زر زکوٰۃ کے جانور الگ کر لیے یہ دیکھ کر بنو تمیم کو خوامخواہ برا معلوم ہوا اور انہوں نے دخل اندازی کرتے ہوئے بنی کعب سے کہا کہ تم لوگ اس قدر زیادہ مال حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کس لیے دیتے ہو اور اپنے مال کو کیوں اپنے قبضے سے نکالتے ہو۔اس کے بعد وہ سب اسلحہ لے کر آ گئے اور رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عامل کو ان مویشیوں کے لے جانے سے روکا اور شدید مزاحمت کی۔ یہ صورتحال دیکھ کر بنو کعب نے بنو تمیم سے کہا کہ ہم دین اسلام پر ایمان لائے ہیں اور ہم نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تابعداری وفرمانبرداری کا اقرار کیا ہے اور زکوٰۃ فرائض وواجبات میں سے ہے۔ بنو تمیم اکڑ گئے اور کہنے لگے رب کعبہ

Marfat.com

کی قسم! ہم تو نہ چھوڑیں گے کہ حضور ﷺ کا عامل ایک اونٹ بھی یہاں سے لے کر جا سکے۔ حضرت بشر بن سفیان کعبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس صورتحال کو دیکھ کر یہ فیصلہ کیا کہ وہاں سے چل دیے اور سیدھے مدینہ منورہ پہنچے اور اس معاملے کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے پیش کیا' اس پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عینیہ بن حصین فزاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بنو تمیم کی سرکوبی کے لیے پچاس سواروں کے ساتھ جن میں انصار و مہاجرین میں سے کوئی نہ تھا روانہ کیا۔ جب یہ لوگ بنو تمیم کی بستی میں پہنچے تو ان لوگوں کے اکثر گھر خالی تھے اور وہ بھاگ گئے تھے۔ بستی میں بنو تمیم کے جو لوگ تھے ان کو قابو کر کے گرفتار کر لیا۔ ایک روایت میں آتا ہے کہ گیارہ مردوں اور پندرہ عورتوں کو گرفتار کیا ایک دوسری روایت میں ہے کہ گیارہ عورتوں اور تیس بچوں کو قیدی بنا کر مدینہ طیبہ میں لے آئے۔

اس کے بعد بنو تمیم کی ایک جماعت جس میں حضرت اقرع بن حابس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی شامل تھے جو کہ فصیح و بلیغ خطیب اور شاعر تھے رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں قیدیوں کو آزاد کروانے کے لیے روانہ ہوئی جس وقت یہ لوگ مسجد نبوی میں داخل ہوئے اس وقت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرہ مبارک میں قیلولہ فرما رہے تھے۔ یہ لوگ ابھی نئے دین اسلام میں داخل ہوئے تھے اس لیے پوری طرح جہالت کی پٹی ان کی آنکھوں سے نہیں اُتری تھی ورنہ ایسی حرکت ہی نہ کرتے جس کی وجہ سے یہ نوبت آتی۔

ان لوگوں کو معلوم نہ تھا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کس حجرہ مبارک میں تشریف فرما ہیں اس لیے یہ لوگ ہر حجرہ مبارک کے دروازے پر پہنچتے اور شور مچاتے اور کہتے' اے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) باہر آیئے ہمارے بچوں او عورتوں کو کس لیے قیدی بنایا ہے ہم نے کون سا گناہ کیا ہے؟

اُس وقت مسجد نبوی میں حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم ان کو سمجھاتے اور کہتے کہ مسجد میں آوازیں بلند نہ کرو اور ادب کا لحاظ رکھو لیکن ان لوگوں پر کچھ اثر نہیں ہوتا تھا۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے فرمایا کہ تھوڑی دیر انتظار کرو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ظہر کی نماز کے لیے تشریف لائیں گے۔

اسی اثناء میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حجرہ مبارک سے باہر تشریف لائے اور فرمایا اے لوگو! کیا ہوا ہے کہ تم نے مجھے نیند سے بیدار کیا۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ظہر کی نماز پڑھائی پھر نماز ظہر کے ادائیگی کے بعد حجرہ مبارک کی طرف تشریف لے جانے لگے تو ان لوگوں نے آپ کو روک لیا اور آپ سے اپنی بات دہرانے لگے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کی طرف دیکھا مگر ان کے جواب میں کچھ نہ فرمایا اور حجرہ مبارک میں داخل ہو گئے اس کے بعد نماز ظہر کی سنت مبارک پڑھنے کے بعد باہر تشریف لائے اور مسجد نبوی کے صحن میں تشریف فرما ہوئے۔

بنی تمیم میں سے حضرت اقرع بن حابس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے گفتگو کا آغاز کیا کافی دیر تک باتیں ہوتی رہیں آخر کار بنو تمیم نے اپنی غلطی کا اعتراف کیا اور معافی کے خواستگار ہوئے اس پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حکم فرمایا

Marfat.com

کہ ان کے قیدیوں کو چھوڑ دیا جائے ان لوگوں نے صدق دل سے اسلام قبول کرلیا بنوتمیم کے وفد نے مدینہ منورہ پہنچ کر مسجد نبوی میں جس طرح شور مچایا تھا اس ضمن میں ان لوگوں کے بارے میں قرآن حکیم کی یہ آیات مبارکہ نازل ہوئیں۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَکَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرَاتِ اَکْثَرُ ھُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ ○ وَلَوْ اَنَّھُمْ صَبَرُوْا حَتّٰی تَخْرُجَ اِلَیْھِمْ لَکَانَ خَیْرًا لَّھُمْ ط وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ○

(الحجرات آیات 4 تا 5)

"بے شک جو لوگ آپ کو حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں ان میں سے اکثر بے عقل ہیں اگر وہ اتنا انتظار کرتے کہ آپ خود ان کی طرف تشریف لاتے تو یہ ان کے لیے بہتر تھا اور اللہ معاف کرنے والا رحیم ہے۔"

(زرقانی علی المواہب جلد سوم۔ فتح الباری۔ مدارج النبوۃ جلد دوم)

واقعہ ایلاء

اس سال کے واقعات میں واقعہ ایلاء بھی ہے رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنھن نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے یہ شکوہ کیا کہ آپ کی ازواج مطہرات سے کم مہر والی کوئی عورت نہیں ہے۔ اس کے علاوہ انہوں نے نفقہ میں زیادتی کا بھی مطالبہ کیا اس پر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایلاء کیا یعنی قسم کھائی کہ ایک ماہ تک ان سے علیحدگی اختیار رکھوں گا جب 29 دن گزر گئے تو اللہ تعالیٰ نے سورۃ احزاب کی یہ آیات مبارکہ نازل فرمائیں۔

ترجمہ: ۔"اے نبی! آپ اپنی ازواج (مطہرات) سے فرما دیجئے کہ تم اگر دنیوی زندگی (کا عیش) اور اس کی بہار چاہتی ہو تو آؤ میں تم کو کچھ مال ومتاع (دنیوی) دے دوں اور تم کو خوبی کے ساتھ رخصت کروں اور اگر تم اللہ کو چاہتی ہو اور اس کے رسول کو اور عالم آخرت کو تو تم سے نیک کرداروں کے لیے اللہ تعالیٰ نے اجر عظیم مہیا کر رکھا ہے۔ (سورۃ الاحزاب آیات 25 تا 29)

اس کے بعد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سب سے پہلے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس تشریف لے گئے انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! آپ نے قسم کھائی تھی کہ ایک مہینہ تک تشریف نہیں لائیں گے آج تو 29 دن ہوئے ہیں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کبھی مہینہ 29 دنوں سے زیادہ کا نہیں ہوتا اور یہ مہینہ بھی انہی میں تھا۔

پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میں تمہیں ایک بات بتانے والا ہوں اور میں چاہتا ہوں کہ تم اس بارے میں عجلت سے کام نہ لو بلکہ اپنے والدین سے بھی مشورہ کرلو۔ اس پر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پوچھا کہ وہ کیا بات ہے۔ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سورۃ احزاب کی مذکورہ آیات تلاوت فرمادیں۔

Marfat.com

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! کیا میں آپ کے بارے میں اپنے والدین سے مشورہ لوں؟ ہرگز نہیں بلکہ میں تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کو ہی اختیار کرتی ہوں۔

رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تمام ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنھن نے دنیاوی مال ومتاع کی بجائے اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اختیار کیا۔ (بخاری شریف۔ طبقات ابن سعد م)

تم نے اسے چھوڑ کیوں نہ دیا

یہ 9ھ کا واقعہ ہے کہ حضرت ماعز بن مالک اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک صحابی ہزال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر میں گئے جو کہ ان کے قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے اتفاق سے کوئی ایسا موقع بن گیا کہ انہوں نے حضرت ہزال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آزاد کردہ باندی سے زنا کر ڈالا جب اس واقعہ کی خبر حضرت ہزال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہوئی تو انہوں نے ان سے کہا کہ تمہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہونا چاہیے اور اس بارے میں بتانا چاہیے کہ آپ ﷺ اس ضمن میں کیا فیصلہ فرماتے ہیں چنانچہ وہ صحابی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! مجھے پاک فرمایئے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تجھ پر افسوس ہے جا اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کر اور توبہ کر۔

وہ صحابی پھر تھوڑی دیر بعد آئے اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! مجھے پاک فرمائیں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تجھے کس چیز سے پاک کروں؟ حضرت ماعز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا زنا سے اور اس کی ناپاکی سے یہ سُن کر رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنا رخ انور دوسری طرف پھیر لیا وہ بھی اسی طرف آ کر کھڑے ہو گئے تو آپ ﷺ نے فرمایا۔ کیا یہ شخص دیوانہ ہے جو یہ بات دیوانگی سے کہہ رہا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا' یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! یہ دیوانہ نہیں ہے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کیا اس نے شراب پی ہوئی ہے جو نشہ میں ایسی بات کہہ رہا ہے اس پر ایک صحابی اُٹھے اور ان کے منہ کو سونگھا اور کہا کہ انہوں نے شراب نوشی نہیں کی ہوئی۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ وسلم نے فرمایا ممکن ہے اس نے عورت کا بوسہ لیا ہو یا اسے اپنے ساتھ چمٹایا ہو یا اسے اپنے ساتھ سلایا ہو یا اس کے ساتھ دست درازی کی کوشش کی ہو اور یہ اس کو زنا کہہ رہا ہو حضرت ماعز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا' یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے زنا کیا ہے۔ غرضیکہ جب انہوں نے چار مرتبہ اقرار کر لیا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ان کو سنگسار کر دیا جائے چنانچہ ان کو مدینہ طیبہ کے سنگستان میں لایا گیا اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے انہیں سنگسار کیا جب انہیں پتھروں کی مار سے شدید تکلیف ہوئی تو اس مار سے بچنے کے لیے بھاگے ایک صحابی نے ان کو اونٹ کے جبڑے کی ہڈی اس زور سے ماری کہ گر پڑے پھر ان پر سنگ باری کر دی گئی اور وہ جاں بحق ہو گئے

اس کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس آئے اور تمام واقعہ عرض کیا جب

Marfat.com

یہ بتایا کہ سنگساری کی تکلیف کے باعث جب وہ قریب المرگ ہوئے تو بھاگ اُٹھے اس پر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تم سے اسے چھوڑ کیوں نہ دیا کہ وہ اللہ تعالیٰ سے توبہ کرتا اور اللہ تعالیٰ اس کو توبہ قبول فرماتا پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت ماعز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے دعائے استغفار فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ بلاشبہ اس نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر اس توبہ کو ساری اُمت میں تقسیم کیا جائے تو وہ سب کو کافی ہو (مدارج النبوۃ جلد دوم)

مجھے میرے گناہ سے پاک فرمایئے

ایک عورت رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئی اور عرض کیا' یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! مجھ سے زنا ہو گیا ہے مجھے پاک فرمایئے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا واپس چلی جا اور اللہ تعالیٰ سے معافی طلب کر اور توبہ کر اس نے کہا' یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! آپ مجھے میرے گناہ سے پاک فرمایئے کیونکہ میں زنا سے حاملہ ہوں۔

یہ عورت چونکہ زنا سے حاملہ تھی اس لئے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا وضع حمل تک صبر کر کیونکہ وہ بچہ جو تیرے پیٹ میں ہے وہ بے گناہ ہے۔ چنانچہ جب اس عورت کے ہاں' جس کا نام سعبیہ تھا بچہ پیدا ہو گیا تو وہ پھر حاضر ہوئی اور عرض کی کہ اب میرے بارے میں کیا فیصلہ ہے؟

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اس کا بچہ چونکہ چھوٹا ہے اگر میں اسے سنگسار کراتا ہوں تو بچہ کی نگہداشت کون کرے گا اور کوئی نہیں جو اسے دُودھ پلا سکے۔ یہ سن کر ایک انصاری صحابی کھڑے ہوئے اور بچے کی رضاعت کے کفیل بنے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بچے کو ماں کے ساتھ ہی رکھا تا کہ وہ اسے دودھ پلائے جب مدت رضاعت ختم ہو گئی تو 9ھ میں تو ایک دن وہ عورت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئی اپنے بچے کو اٹھائے ہوئے اور روٹی کا ٹکڑا اس کے ہاتھ میں دیے ہوئے کہا' یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! میں نے بچے کا دودھ چھڑا دیا ہے اب یہ روٹی کھانے کے قابل ہو گیا ہے لہٰذا اب اللہ تعالیٰ کے حکم کو مجھ پر جاری فرمائیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس بچے کو ایک صحابی کے سپرد کیا اور ارشاد فرمایا کہ عورت کے سینے کے برابر گڑھا کھودا جائے اسے اس گھڑے میں کھڑا کر دیا گیا اور پھر حکم فرمایا کہ اسے سنگسار کر دیا جائے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے سامنے سے اس کے سر پر پتھر مارا عورت کے خون کے چند چھینٹے حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر پڑے تو حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے گالی دی۔

رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا' اے خالد (رضی اللہ عنہ)! اسے گالی نہ دو مجھے اس پروردگار کی قسم ہے جس کے قبضہ قدرت میں محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی جان ہے کہ سعبیہ نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر خراج وعشر وصول کرنے والا عامل جو ظلم وزیادتی سے وصول کرتا ہے۔ تو وہ بھی بخشا جائے گا اس کا گناہ اس سے بہت بڑا ہے۔

اس کے بعد آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسے باہر نکالو چنانچہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کی

Marfat.com

نماز جنازہ پڑھائی اور پھر اسے دفن کر دیا گیا (مدارج النبوۃ جلد دوم)

غزوہ تبوک

غزوہ تبوک کو غزوہ فاضحہ بھی کہا جاتا ہے کیونکہ اس غزوہ کے دوران منافقین بہت زیادہ رسوا ہوئے تھے۔ اس غزوہ کو غزوہ عسرت اور جیش العسرت بھی کہا جاتا ہے کیونکہ اس میں لشکر اسلام کو انتہائی مشقت' بھوک اور پیاس برداشت کرنی پڑی تھی اس کی وجہ یہ تھی کہ سفر بہت لمبا تھا اور گرمی کا موسم تھا جبکہ قحط سالی کا دور تھا اور دشمنوں کا لشکر قوی تھا اگرچہ لشکر اسلام کافی تعداد میں تھا لیکن ان کے پاس زادراہ بہت ہی کم تھا۔ لشکر اسلام کی تنگی کا یہ عالم تھا کہ فقراء صحابہ کرام میں سے اٹھارہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے لیے ایک اونٹ سے زیادہ نہ تھا جس پر وہ باری باری سوار ہوتے تھے۔

غزوہ تبوک کے وقوع پذیر ہونے کا سبب یہ تھا کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فتح مکہ سے قبل جمادی الاول 8ھ میں رومیوں سے مقابلہ کرنے کے لیے تین ہزار کا ایک لشکر شام کی طرف روانہ فرمایا تھا جس کا موتہ کے مقام پر دشمنوں سے زبردست مقابلہ ہوا دشمنوں کی تعداد اگرچہ دو لاکھ تھی مگر مسلمانوں نے بہادری اور دلیری کے ساتھ ڈٹ کر مقابلہ کیا مسلمانوں نے تین سپہ سالار اور نو مجاہدین شہادت کے مرتبے پر فائز ہوئے۔

مسلمان جب جنگ موتہ میں بہادری کے جوہر دکھا کر واپس چلے گئے تو رومیوں نے مسلمانوں پر بھرپور حملہ کرنے کی تیاریاں شروع کر دیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اطلاع ملی کہ رومی مسلمانوں پر حملے کی تیاریاں کر رہے ہیں چنانچہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تیس ہزار کا لشکر تیار کر کے مدینہ منورہ میں حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا نائب مقرر فرمایا اور بروز جمعرات اواخر رجب 9ھ کو شام کی طرف روانہ ہوئے (زرقانی علی المواہب جلد سوم۔ سیرت ابن ہشام جلد دوم)

بعض کا کہنا ہے کہ روانگی کے وقت حضرت سباع عرفطہ انصاری رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ پر عامل مقرر فرمایا جبکہ بخاری شریف میں ہے کہ مدینہ طیبہ میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا خلیفہ بنایا۔ (بخاری شریف جلد دوم' سیرت ابن ہشام جلد دوم)

ابو خیثمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی پہنچ گئے

چونکہ یہ شدید گرمی کا موسم تھا اس لیے منافقین مختلف طرح کے بہانے بنا کر لشکر میں شامل نہ ہوئے جبکہ بعض ایسے مسلمان بھی تھے جو دین اسلام پر ثابت قدم تھے مگر گرمی کے باعث ساتھ جانے سے رہ گئے ان میں حضرت ابو خیثمہ' حضرت ابوذر غفاری' حضرت کعب بن مالک' حضرت مرارہ بن ربیع اور حضرت ہلال بن امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم شامل تھے۔ مگر ان میں سے بھی دو صحابہ کرام حضرت ابو خیثمہ اور حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہم حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چلے جانے کے بعد روانہ ہوئے اور تبوک میں پہنچ گئے تھے۔

Marfat.com

حضرت ابوخیثمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تبوک روانگی کے بعد اپنے گھر آئے کیونکہ ان کا ارادہ لشکر کے ساتھ جانے کا نہیں تھا ان کی دونوں بیویوں نے باغ میں دو سائبان بنا رکھے تھے اور پانی کا چھڑکاؤ کر کے ٹھنڈا پانی بھی مہیا کر رکھا تھا یہ تھوڑی دیر تک ٹھنڈی اور سایہ دار جگہ پر بیٹھے پھر اچانک بولے' یہ تو انصاف کی بات نہیں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو دھوپ اور گرمی میں ہوں اور ابوخیثمہ ٹھنڈے سائے میں آرام سے بیٹھا رہے۔

اس کے بعد اٹھے اور زاد راہ لے کر اونٹ پر سوار ہو کر چل سوار ہو کر چل دیے تیزی سے سفر کرتے ہوئے تبوک کی طرف جا رہے تھے لشکر اسلام نے دور سے دیکھا کہ ایک اونٹ سوار چلا آ رہا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا' ابوخیثمہ ہی ہوں گے۔ چنانچہ انہوں نے پہنچ کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سلام کیا اور لشکر میں شامل ہو گئے۔ (سیرت ابن ہشام جلد دوم)

ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی پہنچ گئے

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے رہ جانے کی وجہ یہ ہوئی کہ ان کا اونٹ بہت کمزور تھا اس لیے لشکر اسلام کے ساتھ ساتھ نہ چل سکے اور رفتہ رفتہ پیچھے رہ گئے۔ کہنے والوں نے کہا' یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! ابوذر پیچھے ہٹ گئے ہیں اور انہوں نے اپنے اونٹ کی رفتار بہت ہی آہستہ کر دی ہے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اسے چھوڑو اگر اس کے اندر بھلائی کا کوئی جذبہ ہے تو اللہ تعالیٰ بہت جلد اسے ہم سے ملا دے گا اور اگر معاملہ اس کے برعکس ہے تو اللہ تعالیٰ نے تمہیں اس سے نجات دے دی ہے۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اونٹ نے جب زیادہ تنگ کرنا شروع کر دیا اور لشکر اسلام کافی دور نکل گیا تو انہوں نے اونٹ پر سے اپنا سامان اتارا اور اپنی پشت پر لاد کر پیدل ہی تبوک کی طرف روانہ ہو گئے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک منزل پر قیام فرمایا تو ایک مسلمان نے دور سے دیکھ کر کہا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! سامنے ایک آدمی تنہا چلا آ رہا ہے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا' ابوذر نہ ہو۔ جب قریب آئے تو لوگوں نے کہا' یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! اللہ کی قسم! یہ تو ابوذر (رضی اللہ عنہ) ہیں۔

یہ سن کر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ ابوذر پر رحم فرمائے تنہا چلے گا' تنہا مرے گا اور تنہا ہی روز قیامت اٹھایا جائے گا۔

اس طرح حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدل چل کر لشکر اسلام میں پہنچ گئے۔

(سیرت ابن ہشام جلد دوم)

سانپ نے سلام کیا

حضرت سہیل بن بیضاء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ غزوہ تبوک میں رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے

Marfat.com

اپنا ردیف بنایا ہوا تھا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے بلند آواز سے بلایا تو میں نے بھی بلند آواز سے جواب دیا دوسری مرتبہ پھر بلایا تو میں نے پھر جواب دیا لوگوں ۔ سمجھا کہ شاید ان کو بلاتے ہیں اس لیے سب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گرد جمع ہونا شروع ہو گئے اچانک را۔ستے پر ایک بڑا سانپ دکھائی دیا لوگ اس سے ڈر گئے اور راستہ سے دور ہو گئے وہ سانپ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے آ کر کھڑا ہو گیا لوگ کافی دیر تک اسے دیکھتے رہے اور حیرت کا اظہار کرتے رہے پھر وہ بل کھا کر راستہ سے ایک طرف کو چلا گیا اور دور جا کر کھڑا ہو گیا

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمایا جانتے ہو یہ سانپ کون ہے؟ عرض کیا نہیں ارشاد فرمایا' یہ اُن دس جنات میں سے ہے جنہوں نے میرے پاس آ کر قرآن حکیم سنا تھا اس کا گھر اس کے نواح میں ہے میرے آنے کی خبر سن کر سلام کے لیے حاضر ہوا ہے اور اپنی مشکلات کا حل مجھ سے پوچھا اور ان کا جواب سنا۔ وہاں کھڑا تمہیں سلام کہتا ہے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے وعلیکم السلام کہا۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کے بندوں کو سلام کہو جو کوئی بھی ہو ۔

(معارج النبوۃ جلد سوم)

عالم غیب سے خبر ہو گئی

تبوک کے اس سفر میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہمراہ چند لوگ آپس میں گفتگو کرتے ہوئے چلے جا رہے تھے اس گفتگو میں طنز اور مذاق شامل تھے وہ ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ ان کو دیکھ کہ یہ شام کے ملکوں کو فتح کرنے کے لیے نکلے ہیں حالانکہ یہ بات بہت بعید اور مشکل ہے اور بالکل نہیں ہو سکتی ان لوگوں کے ساتھ قبیلہ اشجع کا ایک شخص مخشن مخشی حمیر بھی تھا اس سخت بات کو سن کر بولا میں یہ چاہوں گا کہ ہماری اس بات کے بدلے میں ہم میں سے ہر ایک کو سو سو درے مارے جائیں مگر ہمارے بارے میں قرآن مجید نازل نہ ہو۔

لوگ اس طرح کی گفتگو کر ہی رہے تھے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عالم غیب سے اس کی خبر ہو گئی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ ان لوگوں کے پاس پہنچو وہ تباہ ہو گئے اور ان سے پوچھو کہ وہ کیا کہتے ہیں اگر وہ انکار کریں تو ان سے کہو کہ تم نے یہ باتیں کی ہیں۔

حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کے پاس جا کر جب ان سے پوچھا تو وہ لوگ بڑے شرمسار ہوئے اور فوری طور پہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچے ان میں وہ ودیعہ بن ثابت نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! ہم تو آپس میں ہنسی مذاق سے باتیں کرتے تھے۔ اسی اثنا میں قرآن حکیم کی آیۃ مبارکہ نازل ہوئی

وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ لَيَقُولُنَّ إِنَّمَا كُنَّا نَخُوضُ وَنَلْعَبُ (القرآن)

"اور اگر ان سے دریافت کرو گے تو کہیں گے کہ ہم صرف نکتہ سنجی کر کے ہنسی مذاق کی باتیں کر رہے تھے۔"

کہا جاتا ہے کہ مخشن ان لوگوں میں شامل تھا جنہیں اللہ تعالیٰ نے معاف فرما دیا تھا کیونکہ ان لوگوں نے توبہ کر

Marfat.com

لی تھی۔ (سیرت ابن ہشام جلد دوم)

اللہ تعالیٰ نے مجھے بتادیا ہے

تبوک میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اونٹنی گم ہوگئی تو لوگ اس کو تلاش کرنے کے لیے نکلے تو ایک منافق زید بن نصیت نے کہا محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) آسمان والوں کی خبریں دیتے ہیں اور کہتے ہیں میں نبی ہوں اور یہ نہیں جانتے کہ ان کی اونٹنی کہاں ہے۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو غیب سے اس کی اس بات کی خبر ہوگئی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے پاس بیٹھے ہوئے حضرت عمارہ بن حزام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا ایک شخص نے ابھی یہ بات کہی ہے۔ اللہ کی قسم جو علم مجھے اللہ تعالیٰ نے دیا ہے اس کے سوا میں کسی چیز کو جاننے کا دعویٰ نہیں کرتا اور اللہ تعالیٰ نے مجھے بتادیا ہے کہ اونٹنی کہاں ہے وہ اس وادی میں ہے فلاں گھاٹی میں مہار الجھنے کی وجہ سے ایک درخت نے اسے روک رکھا ہے اس لیے تم لوگ جاؤ اور اسے لے آؤ

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمان پر لوگ گئے اور اونٹنی کو وہاں سے پکڑ کر لے آئے اونٹنی اسی حالت میں کھڑی تھی کہ اس کی مہار درخت کی شاخ میں الجھی ہوئی تھی۔

(سیرت ابن ہشام جلد دوم)

ہرقل جنگ کے لیے نہ آیا

رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بیس روز تک تبوک میں قیام فرمایا لشکر روم کے بارے میں جو کچھ سنا تھا اس میں کوئی حرکت نہ ہوئی اور دُور دور تک رومیوں کے کسی لشکر کا کوئی پتہ نہ چلا ابھی لشکر اسلام تبوک کے مقام پر ہی خیمہ زن تھا کہ روم کے بادشاہ ہرقل کو اطلاع ملی کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شام کی حدود میں پہنچ کر تبوک کے مقام پر قیام کیا ہے تو اس نے بنی غسان کے ایک شخص کو مسلمانوں کی لشکر گاہ کی طرف بھیجا تا کہ وہ حالات معلوم کرے وہ شخص حکم کے مطابق عمل کرتے ہوئے تبوک میں آیا اور تمام حالات معلوم کر کے ہرقل کو اطلاع پہنچائی اور یہ بھی کہا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں اوراوصاف وصفات موجود ہیں۔

اس پر ہرقل نے اپنے درباریوں اور اشراف سلطنت کو جمع کر کے کہا کہ نصرانی دین کو چھوڑ کر دین اسلام قبول کر لو رومیوں نے جب اس کی یہ بات سنی تو وہ آگ بگولہ ہوگئے اور اس قدر اختلاف پیدا ہوگیا کہ قیصر کو اپنی سلطنت کے زوال کا خطرہ پیدا ہوگیا اور اس نے اس خیال کو ترک کر دیا۔

(مدراج النبوۃ جلد دوم)

Marfat.com

نصرانیوں اور یہودیوں کی صلح کی درخواست

تبوک میں قیام کے دوران ہی ایلہ کا نصرانی حکمران یوحنا بن رویہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تین سو دینار سالانہ جزیہ کی ادائیگی پر صلح کر لی اس نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایک سفید خچر پیش کیا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بھی اسے ایک چادر مرحمت فرمائی پھر عہد نامہ لکھا گیا

اس مقام پر جربا اور اذرع کے یہودی بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور جزیہ ادا کرنے کا عہد کیا اور صلح کے طلبگار ہوئے

(بخاری شریف جلد اول۔ مدارج النبوۃ جلد دوم)

دومتہ الجندل کے حاکم کی گرفتاری

تبوک میں قیام کے دوران ہی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو چار سو سواروں کے ساتھ دومتہ الجندل کے حاکم اکیدر بن عبدالملک کو گرفتار کرنے کی غرض سے بھیجا کیونکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خلاف جنگی تیاریاں کرتا رہتا تھا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو روانہ کرتے وقت آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ اکیدر کو نیل گائے کے شکار کا بہت شوق ہے جب تم وہاں جاؤ گے تو وہ نیل گائے کا شکار کر رہا ہو گا اور بغیر جنگ کی زحمت اٹھائے اکیدر کو تم گرفتار کر لو گے۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق قلعہ دومتہ الجندل کی طرف روانہ ہو گئے اور اُس وقت وہاں پہنچے کہ رات چاندنی تھی گرمیوں کی رات میں چاندنی دور دور تک پھیلی ہوتی تھی اچانک ایک نیل گائے اکیدر کے قلعہ کے دروازے پر آئی اور اس نے اپنے سینگ قلعہ کے دروازہ پر مارنا شروع کر دیے۔ اکیدر نے قلعے کے اوپر سے دیکھا تو بہت خوش ہوا کہ شکار خود بخود ہی آ گیا ہے چنانچہ گھوڑے پر سوار ہو کر قلعے سے باہر نکلا اس کا بھائی حسان بھی اکیدر کے پیچھے اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ باہر آیا۔

گائے تو بھاگ کھڑی ہوئی اسی اثناء میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہاں پر پہنچ گئے اکیدر کا بھائی حسان سامنے آیا اور مقابلے پر اُترا اُسے قتل کر دیا گیا حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اکیدر کو زندہ گرفتار کر کے راتوں رات حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں پیش کر دیا اکیدر نے معافی مانگ کر رہائی طلب کی اور جزیہ دینا قبول کیا چنانچہ اسے رہا کر دیا گیا۔

(زرقانی علی المواہب جلد سوم)

واپسی کا سفر

تبوک میں کافی دن قیام کے بعد رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مہاجرین وانصار کے اشراف سے موجود

Marfat.com

صورتحال کے بارے میں گفتگو فرمائی انہوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! اگر آپ آگے جانے پر مامور ہیں تو پھر اس طرف تشریف لے جائیں ہم سب آپ کے ہمرکاب ہیں جس طرف بھی متوجہ ہوں گے دل وجان سے ہم آپ کا ساتھ دیں گے ۔آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا' اگر میں مامور ہوتا تو مشورہ نہ کرتا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! رومی بادشاہ کے پاس بے شمار لشکر ہے اور سامان جنگ بھی بہت زیادہ ہے جبکہ لشکر اسلام کی حالت کا اندازہ آپ کو خوب ہے لیکن لشکر اسلام کی شوکت وہیبت کی شہرت ان ممالک میں ہوگئی ہے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا رعب اور خوف ان کے دلوں پر طاری ہوگیا ہے اگر اس مال واپس جا کر آئندہ سال اس مقصد کے لیے آئیں تو زیادہ مناسب اور بہتر ہوگا۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مشورے کو پسند فرمایا اور واپسی کے لیے حکم فرما دیا۔(مدارج النبوۃ جلد دوم)

مسجد ضرار کی تعمیر اور مسماری

مدینہ منورہ کا رہنے والا ابو عامر فاسق جو کہ زمانہ جاہلیت میں نصرانی ہوگیا تھا ابو عامر راہب کے نام سے مشہور تھا یہ غزوہ حنین تک تمام غزوات میں مسلمانوں کے مقابلے پر شرکت کرتا رہا مگر جب قبیلہ بنو ہوازن کو زبردست شکست ہوئی تو وہ ملک شام کی طرف بھاگ گیا اس نے وہاں سے منافقین کو پیغام بھیجا کہ تم لوگ مسجد قبا کے قریب ایک مسجد تعمیر کرو تا کہ وہاں پر جمع ہو کر مسلمانوں کے خلاف سازشوں کے لیے اکٹھا ہوا جائے اور اپنی جنگی تیاریاں بھی کی جا سکیں میں قیصر روم سے ساز باز کر کے مدینہ منورہ پر حملہ کے لیے راہ ہموار کرتا ہوں۔

چنانچہ ابو عامر فاسق کی تحریک پر منافقین نے جن میں ثعلبہ بن حاطب' عباد بن حنیف' بخل بن حارث' مخرج بن عثمان' محاویہ بن عثمان' ودلیہ بن ثابت' حارثہ بن عامر' اس کے دونوں بیٹے زید اور مجمع' معتب بن قشیر اور حرام بن خالد شامل تھے۔ مسجد ضرار تعمیر کرائی اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا کہ ہم نے بیمار اور معذور اور بوڑھے مسلمانوں کی آسانی کے لیے ایک نئی مسجد تعمیر کی ہے۔آپ وہاں تشریف لائیں اور نماز پڑھ کر اس کا افتتاح فرمادیں۔حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا فی الحال تو میں جنگ تبوک کی تیاری میں مصروف ہوں البتہ واپسی پر اس جگہ نماز ادا کروں گا۔

رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غزوۂ تبوک سے واپس تشریف لا رہے کہ راستے میں موضع زوردان میں جو کہ مدینہ منورہ سے ایک گھنٹے کی مسافت پر ہے قرآن حکیم کی یہ آیات مبارکہ نازل ہوئیں۔

ترجمہ! ''اور وہ لوگ جنہوں نے ایک مسجد بنائی ضرر پہنچانے اور کفر کرنے اور مسلمانوں میں پھوٹ ڈالنے کے لیے اور کمین گاہ بنانے کے لیے اس شخص کے لیے جو پہلے سے اللہ اور رسول سے لڑ رہا ہے اور البتہ وہ ضرور قسمیں کھائیں گے کہ ہم نے تو بھلائی ہی چاہی تھی۔اللہ گواہ ہے کہ وہ لوگ جھوٹے ہیں۔

Marfat.com

آپ اس مسجد میں نہ کھڑے ہوں البتہ وہ مسجد (مسجد قباء) جس کی نبیاد پہلے دن سے پرہیز گاری پر رکھی گئی ہے۔اس بات کی زیادہ حقدار ہے کہ آپ اس میں کھڑے ہوں اس میں ایسے مرد ہیں جو پاک رہنے کو دوست رکھتے ہیں اور اللہ پاک رہنے والے والوں کو دوست رکھتا ہے (سورۃ توبہ)

اس کے بعد آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت مالک بن خشم اور حضرت معن بن عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بلایا اور حکم دیا کہ تم دونوں اس مسجد میں جاؤ جس کے لوگ ظالم ہیں اسے مسمار کردو اور جلا دو چنانچہ دونوں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم گئے اور مسجد ضرار کو آگ لگا کر مسمار و منہدم کر دیا۔

(سیرت ابن ہشام جلد دوم۔ زاقانی علی المواہب جلد سوم)

تین صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم

غزوہ تبوک میں حصہ لینے سے تین صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم حضرت کعب بن مالک، حضرت ہلال بن امیہ اور حضرت مرارہ بن ربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہم محروم رہ گئے تھے اس کا سبب کوئی نفاق نہ تھا بلکہ محض سستی اور کاہلی تھا۔ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ تبوک کی طرف جانے کے لیے بالکل تیار تھے اور اس مقصد کے لیے انہوں نے تمام ضروری تیاریاں کر لی تھیں اور دو اونٹنیاں بھی خرید لی تھیں لیکن جب لشکر اسلام روانہ ہونے لگا تو چونکہ سفر کافی طویل تھا اس لیے انہوں نے سُستی کی اور سوچا کہ کل چلا جاؤں گا اور جلد ہی ان سے جاملوں گا دوسرے روز بھی ان پر سستی غالب آئی اور وہ جانے سے رک گئے دوسرے دونوں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی سستی کے باعث نہ جا سکے۔

رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب غزوہ تبوک سے واپس تشریف لائے اور رمضان المبارک 9ھ میں مدینہ منورہ پہنچے تو حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور وہ تمام لوگ جو اس غزوہ میں ساتھ نہ گئے تھے حاضر خدمت ہوئے ہر ایک نے اپنے اپنے عذر بیان کیے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سب کو معاف فرما دیا مگر جب حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف متوجہ ہوئے تو مسکرا کر پوچھا، کعب تم نے غزوہ میں شرکت کیوں نہیں کی کیا بیمار تھے یا سامان نہیں تھا؟ انہوں نے عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! مجھے کوئی عذر نہیں تھا میں بالکل تندرست و توانا تھا اور سامان بھی موجود تھا مگر میرے نفس نے سُستی دکھائی اور میں جہاد میں شرکت سے محروم رہ گیا۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، تم نے سچ کہا ہے اب تم گھر جاؤ اور اللہ تعالیٰ کے حکم کا انتظار کرو حضرت ہلال بن اُمیہ اور حضرت مرارہ بن ربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ بھی اسی طرح کا ہی معاملہ ہوا پھر رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تمام مسلمانوں کو حکم دیا کہ ان تینوں سے کوئی کلام نہ کرے۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ جب میں بارگاہ رسالت سے واپس آیا تو میری قوم کے بعض لوگوں نے مجھے ملامت کرتے ہوئے کہا کہ تم نے اس سے پہلے تو کوئی گناہ نہیں کیا تھا اگر تم کوئی بہانہ کر

Marfat.com

دیتے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قبول فرمالیتے میں نے ان کی بات پر توجہ نہ دی مگر اس روز سے مجھے یوں معلوم ہونے لگا کہ زمین باوجود اپنی وسعت کے مجھ پر تنگ ہو رہی ہے کوئی شخص مجھ سے بات نہیں کرتا تھا اور میں اس فکر میں مبتلا ہو گیا کہ اگر اسی حالت میں میری وفات ہو گئی تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میری نماز جنازہ بھی نہیں پڑھائیں گے اور اگر خدانخواستہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وصال فرما گئے تو میں مسلمانوں کے نزدیک ہمیشہ مردود ہوں گا۔

فرماتے ہیں کہ میں نے پچاس دن بڑے کرب والم میں گزارے میرے دونوں ساتھی تو شروع میں ہی اپنے گھروں میں چھپ کر بیٹھ گئے تھے مگر میں گھر سے نکل کر مسجد میں جاتا۔ نماز میں شریک ہوتا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مجلس میں بھی حاضری دیتا مگر نہ تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور نہ ہی کوئی دوسرا مسلمان مجھ سے کوئی بات کرتا۔ میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف متوجہ ہوتا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنا رُخِ انور پھیر لیتے اور میری طرف سے اعراض فرماتے۔

ایک روز میں مدینہ منورہ سے باہر نکلا اور ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو کہ میرے چچازاد بھائی تھے اور مجھ سے بڑی محبت کرتے تھے ان کا مدینہ طیبہ کے باہر ایک باغ تھا وہاں کچھ تعمیر کروا رہے تھے میں نے ان کے پاس جا کر انہیں سلام کیا انہوں نے جواب نہ دیا اور منہ دوسری طرف پھیر لیا۔ میں نے قسم دے کر ان سے پوچھا' ابو قتادہ! تم خوب جانتے ہو کہ میں اللہ اور اللہ کے رسول سے محبت رکھتا ہوں۔ ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس پر بھی خاموش رہے میں نے تین بار اپنی بات کو دہرایا تو انہوں نے صرف اتنا ہی کہا کہ اللہ اور اللہ کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں یہ سُن کر میری آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔

فرماتے ہیں کہ ایک روز میں مدینہ طیبہ کے بازار میں جا رہا تھا کہ مجھے ایک قبطی عیسائی ملا وہ غسان کے بادشاہ کا خط میرے نام لایا تھا جس میں شاہ غسان نے مجھے لکھا تھا کہ

"مجھے معلوم ہوا ہے کہ تمہارے آقا نے تمہارے ساتھ بدسلوکی کی ہے تم یہاں میرے پاس چلے آؤ اور دیکھو کہ یہاں تمہاری کیسی عزت ہوتی ہے۔"

جب میں نے خط پڑھا تو اپنے دل میں کہا یہ بھی ان بلاؤں میں سے ایک بلا ہے جو مجھ پر نازل ہوئی ہے مجھے یہ دن بھی دیکھنا تھا کہ ایک کافر مجھے راہِ حق سے ہٹانا چاہتا ہے اور میرے آقا سے مجھے جدا کرنا چاہتا ہے میں نے اس خط کو آگ میں ڈال کر جلا دیا چالیسویں دن جب ہوا تو رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے حکم بھیجا گیا کہ اپنی بیوی سے الگ ہو جاؤ۔ میں نے پیغام لانے والے سے پوچھا کہ طلاق دے دوں؟ اس نے کہا' نہیں بلکہ اس سے الگ رہو۔ دوسرے دونوں اصحاب یعنی ہلال بن امیہ اور مرارہ بن ربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے لیے بھی یہی حکم فرمایا' اس کے بعد میں نے اپنی بیوی کو میکے بھیج دیا۔ جب پچاس دن گزر گئے تو میں فجر کی نماز پڑھ کر اپنے گھر کی چھت پر لیٹا ہوا تھا زندگی مجھ پر بہت دشوار ہو رہی تھی اور بہت بے چین تھا کہ اچانک سلع پہاڑ کی چوٹی سے کسی نے پکار کر کہا'

Marfat.com

اے کعب بن مالک! تمہیں خوشی مبارک ہو تمہاری توبہ قبول ہو گئی ہے۔

فرماتے ہیں یہ سُن کر میں بارگاہ الٰہی میں سجدہ ریز ہو گیا اور خوشی سے رونے لگا۔ بعد میں معلوم ہوا کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فجر کی نماز کے بعد میری اور میرے دونوں ساتھیوں کی معافی کا اعلان فرما دیا تھا اور پہاڑ کی چوٹی سے پکارنے والے نے مجھے اسی کی اطلاع دی تھی۔ پھر میں خوشی خوشی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اس وقت جو لوگ وہاں موجود تھے سب مجھے مبارکباد دینے دوڑے سب سے پہلے حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آگے بڑھ کر مبارکباد دی اور مصافحہ کیا ان کے اس اخلاق اور گرم جوشی کو میں کبھی نہیں بھولوں گا میں نے رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سلام کیا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے رُخ انور پر بشاشت پھیل گئی اس وقت آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا چہرۂ انور خوشی سے چمک رہا تھا ارشاد فرمایا۔

کعب! تمہاری زندگی میں ایسا مبارک دن کبھی نہیں آیا تمہیں مبارک ہو اللہ نے تمہاری توبہ قبول فرمائی۔

میں نے عرض کیا' یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! اللہ تعالیٰ سے میری توبہ اور میری معافی کی تکمیل یہ ہے کہ میں اللہ اور رسول کے لیے صدقہ کرتے ہوئے اپنے مال و جائیداد سے چھٹکارا پالوں۔

ارشاد فرمایا' نہیں' اپنی کچھ جائیداد اپنے لیے رکھ لو تمہارے لیے یہی بہتر ہے۔

میں نے عرض کی چیز میں میرا جو حصہ ہے اسے میں روک لیتا ہوں' اللہ تعالیٰ نے سچائی کی وجہ سے مجھے نجات دی اللہ تعالیٰ سے میری توبہ کا یہ اثر ہونا چاہیے کہ جب تک زندہ رہوں سچ ہی بولتا رہوں۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت ہلال بن امیہ اور حضرت مرارہ بن ربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی توبہ بھی قبول فرمالی چنانچہ قرآن حکیم کی سورۃ توبہ میں اسی واقعہ کا ذکر کیا گیا ہے۔

ترجمہ:''اور ان تین اشخاص پر بھی جن کو چھوڑ دیا گیا تھا یہاں تک کہ جب زمین باوجود وسعت کے ان پر تنگ ہو گئی اور جو اپنی جانوں سے بیزار آ گئے اور سمجھ گئے کہ اللہ کے سوا اور کسی کے پاس پناہ نہیں تو اللہ ان پر مہربان ہوا کہ توبہ کرتے رہیں۔ بے شک اللہ بڑا توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔'' (سورۃ توبہ رکوع 14)

اب کوئی مشرک مسجد حرام میں داخل نہ ہو سکے گا

ذی القعدہ 9ھ میں غزوہ تبوک سے واپس آنے کے بعد رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تین سو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر امیر الحجاج بنا کر مکہ مکرمہ بھیجا اپنی طرف سے قربانی کے بیس اونٹ بھی ساتھ کر دیے۔ اس جماعت میں حضرت سعد بن ابی وقاص' حضرت عبدالرحمٰن بن عوف' حضرت ابو ہریرہ اور حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی تھے'

ان کے پیچھے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو روانہ فرمایا کہ وہ حج کے دن لوگوں کے سامنے کھڑے ہو کر سورۃ براۃ کی چالیس آیات مبارکہ پڑھ کر سنائیں۔

Marfat.com

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب مناسک حج کی ادائیگی کرتے ہوتے حرم کعبہ اور عرفات و منیٰ میں خطبہ پڑھا تو پھران کے بعد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہوئے اور سورۃ براۃ کی چالیس آیات مبارکہ پڑھ کر سنائیں اور اعلان کیا کہ جنت میں صرف ایمان والے داخل ہوں گے۔اب کوئی برہنہ ہوکر خانہ کعبہ کا طواف نہ کرسکے گا۔آج کے بعد کوئی مشرک حج نہیں کرسکے گا اور نہ ہی مسجد حرام میں داخل ہوسکے گا۔چار ماہ کے بعد مشرکین و کفار کے لیے امان ختم کردی جائے گی۔ (طبری جلد دوم۔ مدارج النبوۃ جلد دوم)

وفود کی آمد

9ھ میں عرب کے مختلف قبائل کی طرف سے گاہے بگاہے وفود حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوکر اسلام قبول کرتے رہے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آنے والوں کو اسلام کے احکامات کے بارے میں بتاتے ان کے حق میں دعائے خیر فرماتے۔ان وفود کی آمد کے بارے میں ذیل کے صفحات میں مختصر طور پر بیان کیا جاتا ہے

وفد ثقیف کی آمد

رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب غزوہ طائف (غزوۂ حنین) سے واپس مدینہ منورہ تشریف لا رہے تھے تو قبیلہ بنو ثقیف کے سردار عروہ بن مسعود ثقفی نے حاضر خدمت ہوکر اسلام قبول کیا اور عرض کی کہ مجھے اپنی قوم کی طرف بھیج دیا جائے تاکہ میں وہاں جاکر ان کو اسلام کی تبلیغ کروں۔حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کو اجازت مرحمت فرمادی تو وہ ثقیف کی طرف گئے اور اپنے گھر کی چھت پر کھڑے ہوکر قوم کو دعوت اسلام دی لوگوں نے غصے میں آکر ان پر تیروں کی بارش کردی جس سے وہ شہید ہوگئے۔

ان کو شہید کرنے کے بعد قبیلہ بنو ثقیف نے سوچا کہ ہم عربوں کے ساتھ جو ہمارے چاروں طرف ہیں جنگ کرنے کی طاقت نہیں رکھتے کیونکہ وہ سب دائرہ اسلام میں داخل ہوچکے ہیں چنانچہ 9ھ میں انہوں نے اپنے ایک معزز رئیس عبدیالیل بن عمرو کو چند افراد کے ساتھ ایک وفد کی صورت میں مدینہ منورہ بھیجا اس وفد میں حضرت عثمان بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی شامل تھے۔یہ لوگ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے عرض کی کہ ہم اس شرط پر اسلام قبول کرتے ہیں کہ تین سال تک لات کے بت خانہ کو نہ توڑا جائے اور ہمیں اپنے ہاتھوں سے بتوں کو توڑنے کا حکم نہ دیا جائے اور یہ کہ ہمیں نماز پڑھنے سے معاف رکھا جائے۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا بتوں کو تو ضرور توڑا جائے گا البتہ یہ ہے کہ میں بتوں کو توڑنے کے لیے حضرت ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھیج دوں گا مگر نماز کی معافی کسی بھی صورت میں نہیں ہوسکتی کیونکہ جس دین میں نماز نہیں اس میں بھلائی نہیں۔یہ سن کر ان لوگوں نے اسلام قبول کرلیا۔حضور صلی

Marfat.com

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عثمان بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان کا امیر مقرر فرمایا اس کے بعد حضرت ابو سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان لوگوں کے ساتھ طائف کی طرف گئے اور لات کے بت خانے کو توڑ کر مسمار کر دیا۔ (مدراج النبوۃ جلد دوم)

وفد بنی اسد کی آمد

بنی اسد بن خزیمہ کا دس افراد پر مشتمل ایک وفد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور اسلام قبول کیا پھر انہوں نے احسان جتلاتے ہوئے کہا کہ چونکہ ہم قحط سالی کے زمانہ میں اتنی دور سے سفر کر کے آنے ہیں ہمیں راستے میں پیٹ بھر کر کھانا بھی نصیب نہیں ہوا اور ہم نے اپنی مرضی سے برضا و رغبت بغیر اس کے کہ ہم پر لشکر کشی ہوتی اسلام قبول کیا ہے۔

ان لوگوں کے احسان جتلانے پر اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم کی یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی۔

يَمُنُّوْنَ عَلَيْكَ اَنْ اَسْلَمُوْا قُلْ لَّا تَمُنُّوْا عَلَيَّ اِسْلَا مَكُمْ بَلِ اللّٰهُ يَمُنُّ اَنْ هَدٰكُمْ لِلْاِيْمَانِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ

(سورۃ حجرات)

''یہ آپ پر احسان جتلاتے ہیں کہ ہم اسلام لائے۔ آپ فرما دیجئے کہ اپنے اسلام لانے کا احسان نہ جتلاؤ بلکہ اللہ نے تم کو ایمان کی ہدایت دے کر احسان فرمایا اگر تم (اسلام لانے میں) صادق ہو۔''

(مدارج النبوۃ جلد دوم)

وفد بلی کی آمد

اسی سال بلی قبیلہ کا ایک وفد رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ بلی قبیلہ سے تعلق رکھنے والے حضرت ابورُویفع بلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہلے ہی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں رہا کرتے تھے انہوں نے وفد کا تعارف کراتے ہوئے عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! یہ میری قوم کے لوگ ہیں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارا اور تمہاری قوم کا آنا مبارک ہے۔ عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! یہ لوگ اسلام قبول کرنے آئے ہیں اور اپنی تمام قوم کی طرف سے بھی اسلام قبول کرنے کی ذمہ داری لیتے ہیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ جس پر بھلائی کرنا چاہتا ہے اسے اسلام کی ہدایت عطا فرماتا ہے۔

ایک بہت بوڑھا شخص بھی اس وفد میں شامل تھا جسے لوگ ابو الضیف کے نام سے پکارتے تھے وہ بوڑھا شخص کہنے لگا' یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! میں ایسا شخص ہوں کہ مجھے ضیافت اور مہمانی کا بہت شوق ہے کیا مجھے اس میں کوئی اجر و ثواب ہوگا؟ ضرور ضرور ہوگا۔ ہر نیکی جو بھی مسلمان کرے خواہ وہ مالدار ہو یا فقیر مقبول ہے۔ اس نے کہا'

Marfat.com

یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! مہمانی کی مدت کتنی ہے؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تین دن اور تین دن کے بعد جتنے دن ہوں وہ صدقہ ہے اور کسی مہمان کے لیے جائز نہیں کہ تمہارے پاس اتنی مدت ٹھہرے کہ تمہارے کام میں حرج ہو۔ (مدارج النبوۃ جلد دوم)

وفد لخم کی آمد

دس افراد پر مشتمل قبیلہ لخم کا ایک وفد اسلام قبول کرنے کی غرض سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ اس وفد کے قائد حضرت ہانی بن حبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے یہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے کئی گھوڑے ایک خوبصورت قبا جو کہ ریشمی کپڑے کی تھی اور اس پر سونے کا کام کیا ہوا تھا اور ایک مشکیزہ جو کہ شراب کا تھا ہدیے میں لائے۔

رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے شراب حرام قرار دے دی ہے۔ حضرت ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا' یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں اسے فروخت کر دیتا ہوں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے شراب حرام کی ہے اس نے اس کی خرید وفروخت بھی حرام کی ہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے گھوڑوں کو قبول فرمالیا۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ریشمی کپڑے کے قبا حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کو عطا فرمادی انہوں نے عرض کیا' رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں اس کا کیا کروں کیونکہ یہ تو مردوں پر حرام ہے ارشاد فرمایا اس میں سے سونا الگ کر کے کچھ کا بیوی کا زیور بنوادو اور باقی کو اپنے خرچ میں لے آؤ اور ریشمی کپڑے کو فروخت کر دو اور اس کی قیمت سے فائدہ اٹھاؤ اس پر حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہ قبا ایک یہودی کے ہاتھ آٹھ ہزار درہم میں فروخت کر دی۔

وفد بنی ہلال کی آمد

بنی ہلال بن عامر کا وفد جب بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا تو اسلام قبول کیا اس وفد میں حضرت زیاد بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے جو ام المومنین سیدہ میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بھانجے تھے قبول اسلام کے بعد سیدھے اپنی خالہ کے گھر گئے اور ان کے پاس بیٹھ کر باتیں کرنے لگے۔ اسی اثناء میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو دیکھ کر غصے سے واپس جانے لگے سیدہ میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ میرا بھانجا ہے اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم وہاں تشریف فرما ہو گئے۔

پھر جب مسجد نبوی میں جانے لگے تو حضرت زیاد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ساتھ چل پڑے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کو اپنے قریب بٹھایا اور بہت دعائیں دیں پھر شفقت سے ان کے سر پر اپنا دست مبارک پھیرا قبیلہ بنی ہلال کے لوگوں کا کہنا ہے کہ اس کے بعد ہم نے حضرت زیاد بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چہرہ پر برکت ونور کو

Marfat.com

ہمیشہ چمکتے ہوئے دیکھا۔(مدارج النبوۃ جلد دوم)

وفد بنی مرہ کی آمد

اسی سال حارث بن عوف کی قیادت میں تیرہ اشخاص پر مشتمل وفد مدینہ طیبہ میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور اسلام قبول کیا۔حارث بن عوف نے اپنے علاقے میں قحط کی شکایت کرتے ہوئے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہم آپ کی قوم اور خاندان لوی بن غالب کی نسل سے ہیں ہمارے لیے باران رحمت کی دعا فرمائیں۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسکرائے اور ان کے لیے بارش کی دعا مانگی۔اے اللہ! انہیں بارش سے سیراب فرما اس کے بعد آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت ہلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا کہ ان میں سے ہر ایک کو دس اوقیہ چاندی اور چار سو درہم انعام کے طور پر دے دو اور حارث بن عوف (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو بارہ اوقیہ چاندی دو۔

پھر جب یہ لوگ واپس اپنے شہر میں گئے تو اُن کو معلوم ہوا کہ جس روز رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے کہنے پر مدینہ طیبہ میں بارش میں کی دعا فرمائی تھی اسی روز ان کے علاقوں میں بارش ہوئی تھی۔ (مدارج النبوۃ جلد دوم)

وفد عذرہ کی آمد

شام کے علاقہ عذرہ سے آنے والا یہ وفد بارہ افراد پر مشتمل تھا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کی آمد پر خوشی کا اظہار فرمایا اس وفد میں حمرہ بن نعمان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بھی تھے ان لوگوں نے اسلام قبول کیا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کو فتح شام کی بشارت دی پھر ان کو انعام واکرام دے کر رخصت فرمایا۔ (مدارج النبوۃ جلد دوم)

وفد مزنیہ کا آمد

قبیلہ مزنیہ کا چار سو افراد پر مشتمل وفد بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں اسلام قبول کرنے کی غرض سے حاضر ہوا ان کے ساتھ حضرت نعمان بن مقرن رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے جو پہلے ہی اسلام قبول کر چکے تھے جب یہ لوگ واپس جانے لگے تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حکم سے سب کو کھجوروں کا تحفہ دیا۔

(مدارج النبوۃ جلد دوم)

وفد ضمام بن ثعلبہ کی آمد

قبیلہ سعد بن بکر نے ضمام بن ثعلبہ کو وفد کے طور پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں بھیجا یہ

Marfat.com

نہایت سُرخ وسفید اور لمبے بالوں والے شخص تھے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسجد نبوی میں تشریف فرما تھے کہ یہ ایک اونٹ پر سوار ہو کر آئے اونٹ کو ایک طرف باندھ کر مسجد نبوی میں آئے اور پوچھا محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کون ہیں؟ لوگوں نے کہا وہ سامنے تکیہ لگائے گوری رنگت کے جو خوبصورت شخص تشریف فرما ہیں وہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں۔

ضمام بن ثعلبہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا اے عبدالمطلب کے بیٹے! میں آپ سے چند باتیں ذرا سخت و درشت انداز میں پوچھوں گا آپ مجھ پر غصہ نہ فرمایئے گا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو تیرے دل میں ہے پوچھ لو۔ اس پر ضمام بن ثعلبہ نے کہا میں آپ کو اس پروردگار کی قسم دے کر پوچھتا ہوں جو آپ کا اور تمام انسانوں کا پروردگار ہے کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہماری طرف بھیجا ہے؟

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا' ہاں۔ اس کے بعد اس نے کہا' میں آپ کو اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا اللہ تعالیٰ نے نماز' روزہ' زکوٰۃ اور حج ہم لوگوں پر فرض کیا ہے؟

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا' ہاں۔ پھر اس نے کہا' میں آپ کو اللہ تعالیٰ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا ہے کہ ہم اس کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں اور ان بتوں کی پوجا نہ کریں جن کو ہمارے ماں باپ پوجتے تھے اور معبود ٹھہراتے تھے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں۔

اس کے بعد ضمام بن ثعلبہ نے کہا' یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! جو کچھ آپ نے فرمایا میں اس پر ایمان لاتا ہوں میں ضمام بن ثعلبہ ہوں اور میری قوم بنی سعد بن بکر نے مجھے آپ کی طرف بھیجا ہے کہ میں آپ سے دین اسلام کے بارے میں جو کچھ سنوں اُن کو جا کر بتا دوں پھر حضرت ضمام بن ثعلبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد نبوی سے باہر نکلے اور سیدھے اپنے قبیلہ میں پہنچے اور ان کو جمع کر کے بت پرستی کی مذمت اور لات و منات اور ہبل کی برائی میں کچھ باتیں کیں

ان لوگوں نے جب ان کے منہ سے بتوں کی مذمت اور توہین سنی تو بولے' اے ابن ثعلبہ! چپ ہو جاؤ' یہ کیسی باتیں تم ہم سے کر رہے ہو ہمیں تو خطرہ ہے کہ ان باتوں کی وجہ سے تم کہیں برص' جذام یا جنون کے عارضہ میں مبتلا نہ ہو جاؤ۔ حضرت ضمام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا' مجھے تمہاری نادانی اور جہالت پر حیرت ہے یہ بت نہ تو ہمیں کوئی نفع پہنچا سکتے ہیں اور نہ نقصان۔ اللہ تعالیٰ ہی ہر نفع اور نقصان کا مالک ہے اس نے ایک رسول بھیجا ہے اور اس پر ایک کتاب نازل فرمائی ہے جو تمہیں ہدایت کی تعلیم دیتا ہے اور گمراہی سے نکالتا ہے میں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور اس کے رسول محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رسالت کی گواہی دیتا ہوں میں ان کی طرف سے اسلام کے احکامات لے کر تمہارے پاس آیا ہوں۔

ابھی رات بھی نہ گزری تھی کہ اس قبیلہ کے تمام لوگوں نے اسلام قبول کر لیا انہوں نے تمام بتوں کو توڑ دیا اور

Marfat.com

اپنے علاقے میں ایک مسجد تعمیر کر کے دین اسلام کے احکامات پر عمل کرتے ہوئے اپنی زندگی گزارنے لگے۔ (مدارج النبوۃ جلد دوم)

وفد کندہ کی آمد

یمن کے قبیلہ کندہ کا ایک وفد جو ستر یا اسی افراد پر مشتمل تھا سواریوں پر سوار ہو کر ریشمی لباس پہنے بالوں میں خوب کنگھی کیے ہوئے ہتھیاروں کو زیب تن کیے ہوئے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے دریافت فرمایا کیا تم لوگ مسلمان نہیں ہوئے؟ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! ہم نے اسلام قبول کرلیا ہوا ہے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا' تو پھر تم لوگوں نے اپنے لباس پر حریر وریشم کیوں سجا رکھا ہے؟ یہ سن کر انہوں نے اپنے جبے فوراً اتارے جو کہ یمنی چادروں کے لیے ہوئے تھے اور ان کے حاشیے پر ریشم اور حریر سلی ہوئی تھی جبوں سے پھاڑ کر الگ کردی (مدارج النبوۃ جلد دوم)

وفد بنی کنانہ کی آمد

9ھ میں یہ وفد حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قیادت میں اس وقت مدینہ طیبہ میں آیا جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غزوہ تبوک کی تیاری میں مصروف تھے ان لوگوں نے اسلام قبول کیا۔ اسلام قبول کرنے کے بعد حضرت واثلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ واپس اپنے قبیلے میں گئے تو ان کے والدان سے ناراض ہو گئے اور کہا' خدا کی قسم! میں تم سے کبھی بات نہیں کروں گا ان کی بہن نے اسلام قبول کرلیا۔

اس کے بعد حضرت واثلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فوری طور پر مدینہ طیبہ پہنچے تو اس وقت تک لشکر اسلام تبوک کی طرف روانہ ہو چکا تھا لشکر کا کچھ حصہ پیچھے رہ گیا تھا انہوں نے آواز دے کر کہا کہ کوئی ہے جو مجھے بھی سوار کر کے لے جائے اور غنیمت میں مجھے جو حصہ ملے وہ اس کے بدلے میں مجھ سے لے لے۔ یہ سُن کر حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو سوار کرلیا۔

پھر جب یہ تبوک میں پہنچے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ اکیدر کو گرفتار کرنے کی غرض سے بھیجا اس سریہ میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو مال غنیمت لے کر آئے تو اس کی تقسیم پر حضرت واثلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حصے میں چھ یا کچھ زیادہ اونٹ آئے چنانچہ اپنا حصہ لے کر حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے اور ان کو پیش کیا تو حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قبول کرنے سے انکار کردیا اور فرمایا' میں نے تو تجھے اللہ کی رضا کے لیے سوار کیا تھا۔ (مدارج النبوۃ جلد دوم)

وفد تُجیب کی آمد

تیرہ افراد پر مشتمل یہ وفد جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو ان کے ساتھ زکوٰۃ

Marfat.com

کے مال اور مویشی بھی تھے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کو مرحبا کہہ کر ان کا استقبال فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ اپنے زکوٰۃ کے مال کو واپس لے جاؤ اور اپنی بستی کے فقراء اور حاجت مندوں میں تقسیم کر دو۔ انہوں نے عرض کیا' یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! حاجت مندوں کو تقسیم کرنے کے بعد جو مال بچ گیا ہے ہم وہی لے کر آئے ہیں۔

اس کے بعد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان لوگوں کو خوب اچھی طرح سے مہمان نوازی کرنے کا حکم دیا اور پھر جب وہ لوگ رخصت ہونے لگے تو سب کو انعام واکرام سے نواز اور ان سے دریافت فرمایا کہ تم میں سے کوئی باقی ہے جس نے میرا دیدار نہیں کیا۔ انہوں نے کہا' ایک جوان ہے جس کو ہم نے اپنے گھروں کی حفاظت کے لیے وطن میں چھوڑ دیا ہے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تم لوگ جا کر اس جوان کو میرے پاس بھیج دو۔

جب وہ جوان آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو اس نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! آپ نے میری قوم کی حاجتوں کو تو پورا فرما دیا ہے میری حاجت بھی پوری فرمایئے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا' تمہاری کیا حاجت ہے؟ اُس نے کہا' اللہ کی قسم! میں اس لیے آپ کی خدمت میں حاضر نہیں ہوا کہ آپ مجھے دنیا کا مال عطا فرمائیں میں تو اس لیے حاضر ہوا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم فرمائے اور میرے دل کو دنیا کے مال سے بے نیاز و بے پرواہ کر دے۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کی بات سن کر بہت خوش ہوئے اور اس کے لیے دعا فرمائی

"یا اللہ! اس کی مغفرت فرما اور اس پر رحم فرما اور اس کے دل میں غناء (یعنی بے نیازی) ڈال دے۔"

اس کے بعد وہ جوان اپنی قوم کی طرف گیا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دعا کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے اسے قناعت کی دولت عطا فرمائی وہ اپنی قوم کا سردار اور امیر بن گیا اور اپنے قبیلے کے لوگوں کی امامت کرتا تھا۔ (مدارج النبوۃ جلد دوم)

وفد بنی البکاء کی آمد

اس وفد نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر اسلام قبول کیا وفد میں شامل سو برس کے ایک ضعیف شخص حضرت معونہ بن تو ربن عبادہ بن البکا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اپنے بیٹے حضرت بشر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کرتے ہوئے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنا دست اقدس اس کے سر پر پھیریں تا کہ یہ میرے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک اس کے سر پر پھیرا اور اسے چند بکریاں بھی مرحمت فرمائیں۔ پھر وفد والوں کے لیے خیر و برکت کی دعا فرمائی۔

رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دعا کی برکت سے اگر کبھی ان کے علاقے میں قحط و تنگی ہوتی تو اس قوم کے

Marfat.com

لوگ قحط و تنگی سے محفوظ رہتے (مدارج النبوۃ جلد دوم)

وفد بنی اشعر کی آمد

یمن کے قبیلہ اشعر سے تعلق رکھنے والا یہ وفد جب رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو اس بارے میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ یمن والے آئے ہیں جن کے دل بہت نرم و رقیق اور کمزور ہیں۔ ان کے دلوں میں ایمان و حکمت یمانی ہے۔ بکری پالنے والوں میں سکون و وقار ہے اور اونٹ پالنے والوں میں فخر اور گھمنڈ ہے۔

بخاری شریف میں ہے کہ (اس وقت) بنی تمیم۔ کے کچھ لوگ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا اے بنو تمیم! تمہیں بشارت ہو۔ انہوں نے کہا؟ ہمیں بشارت تو دے دی ہمیں کچھ مال (بھی) عطا فرمایئے۔ اس پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک متغیر ہو گیا اسی اثناء میں یمن والوں کی ایک جماعت آئی۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا اے اہل یمن! تم اس بشارت کو قبول کرو جسے بنو تمیم نے قبول نہیں کیا۔ بنی اشعر نے کہا' یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! ہم قبول کرتے ہیں۔ (مدارج النبوۃ جلد دوم)

وفد فزارہ کی آمد

بیس افراد پر مشتمل یہ وفد رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور اپنے مسلمان ہونے کا اظہار کیا اس وفد میں حضرت خارجہ بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت حر بن قیس بن حصین فزاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے ان لوگوں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ عنہ سے اپنے علاقے میں قحط اور تنگی کی شکایت کرتے ہوئے کہا کہ فقر و فاقہ کی وجہ سے ہم مصیبت زدہ ہیں ہمارے لیے بارش کی دعا فرمایئے۔ چنانچہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے لیے بارش کی دعا فرمائی (مدارج النبوۃ جلد دوم)

رئیس المنافقین مر گیا

ذی قعدہ 9ھ میں رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی مر گیا تو اس کے بیٹے حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور اپنے باپ کے کفن کے لیے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پہنی ہوئی قمیض مبارک مانگی اور درخواست کی کہ میرے باپ کی نماز جنازہ پڑھائیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کے کفن کے لیے اپنی قمیض مبارک عنایت فرما دی۔

اس کے بعد نماز جنازہ پڑھانے کے لیے جانے لگے تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے منع کیا اور عرض کیا' یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! آپ دشمن خدا عبداللہ بن ابی کی نماز جنازہ پڑھا رہے ہیں حالانکہ وہ منافق تھا

Marfat.com

اور اس نے فلاں موقع پر یہ بات کہی تھی اور فلاں موقع پر یہ بات کہی تھی رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تبسم فرمایا اور ارشاد فرمایا'

''اے عمر! میرا ہاتھ چھوڑ دو مجھے پڑھانے اور نہ پڑھانے دونوں کا اختیار دیا گیا ہے۔ میں نے نماز پڑھانے کو پسند کیا۔ مجھے ان کے لیے ستر مرتبہ استغفار کرنے یا نہ کرنے کا اختیار دیا گیا ہے میں نے استغفار کو اختیار کیا ہے اگر میں جانتا کہ ستر سے زیادہ مرتبہ دعائے مغفرت کروں تو اسے معاف کر دیا جائے گا تو میں ستر سے زیادہ مرتبہ بھی اس کے لیے دعائے مغفرت کرتا۔''

اس کے بعد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز جنازہ پڑھا دی اور جنازے کے ساتھ تشریف بھی لے گئے اور قبر پر اس وقت تک کھڑے رہے جب تک فراغت نہ ہو گئی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم کی یہ مبارکہ نازل فرمائیں۔

وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ ؕ اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَمَاتُوْا وَهُمْ فٰسِقُوْنَ

(سورۃ توبہ)

''اور ان (منافقوں) میں سے جو بھی وفات پائے اس پر کبھی نماز نہ پڑھیں اور نہ ان کی قبر کے پاس کھڑے ہوں انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ کفر کیا ہے اور یہ اس حالت میں مرے ہیں کہ یہ کافر و فاسق تھے۔''

اس آیت مبارکہ کے نازل ہونے کے بعد رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کسی بھی منافق کی نماز جنازہ نہیں پڑھائی۔

(بخاری شریف جلد اول' سیرت ابن ہشام جلد دوم)

☆☆☆

Marfat.com

تیرھواں باب

ہجرت کے دسویں سال کے واقعات

ہجرت کے دسویں برس بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں بہت سے وفود حاضر ہوئے اسی سال حجتہ الوداع کا واقعہ بھی ہوا جو کہ نہایت اہم ترین ہے یہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا آخری حج مبارک تھا اس سال آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے وصال مبارک کے بارے میں اشارہ فرمادیا تھا۔

صاجزادے کا انتقال

دس محرم یا دس ربیع الاول 10 ھ کو رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے صاجزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ انتقال فرماگئے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ اتفاق سے اس روز سورج گرہن لگ گیا جس پر لوگوں نے کہا کہ سورج گرہن ان کے انتقال کی وجہ سے لگا ہے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جب یہ خبر پہنچی تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ سورج اور چاند اللہ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں کسی کی زندگی اور موت کا اس سے کوئی تعلق نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے اپنے بندوں کو خوف دلاتا ہے (بخاری شریف جلد اول۔ مدارج النبوۃ جلد دوم)

سریہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ

10 ھ میں رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ایک جماعت کے ساتھ قبیلہ بنی الحارث بن کعب کی طرف روانہ فرمایا کہ انہیں تین مرتبہ اسلام کی دعوت دینا اگر قبول کرلیں تو ان میں رہنا اور انہیں قرآن وحدیث کی تعلیم دینا اگر وہ اسلام قبول نہ کریں تو ان کے ساتھ جنگ کرنا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہاں پر پہنچے اُن کو اسلام کی دعوت دی جو کہ انہوں کرلی اور جنگ کی نوبت نہ آئی (مدارج النبوۃ جلد دوم)

وفد نجران کی آمد

10 ھ میں بخران کے عیسائیوں کا ایک وفد مدینہ منورہ آیا اس وفد میں نصاریٰ کے نہایت قابل ترین اشخاص شامل تھے اور یہ ان لوگوں کا ایک منتخب نمائندہ وفد تھا ان لوگوں کو بھیجنے کا مقصد یہ تھا کہ یہ لوگ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ

Marfat.com

وسلم کے بارے میں ٹھیک طرح سے تحقیق کر کے اطلاع پہنچائیں تا کہ اس پر مزید غور وفکر کیا جا سکے اس وفد میں تین افراد نصاریٰ کے عقلمند ترین اور عالم لوگ تھے جن میں سے ایک عبد المسیح تھا جس کا لقب عاقب تھا۔ دوسرا ابوالحارث بن علقمہ تھا جبکہ تیسرا کرز بن علقمہ تھا۔

ان لوگوں نے مدینہ منورہ پہنچ کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے گفتگو کی اور بہت سے سوالات بھی کیے جن کے جوابات حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کو دیے رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کو اسلام قبول کرنے کی دعوت دی تو انہوں نے قبول نہ کی اور بحث وتکرار کرنے لگے پھر انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ اسلام کے بارے میں سوال کیا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا' وہ اللہ تعالیٰ کے بندے اور اُس کے برگزیدہ پیغمبر تھے ان لوگوں میں سے ایک شخص اسقف نے سوال کیا کہ آپ کو معلوم ہے کہ کوئی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا باپ بھی تھا جس سے وہ پیدا ہوئے؟

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا' نہیں اسقف کہنے لگا پھر آپ نے یہ کیسے فرمایا ہے کہ وہ بندہ اور مخلوق ہیں حالانکہ کوئی بندہ اور مخلوق ایسا نہیں کہ جس کا باپ نہ ہو۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میں آج اس کا جواب نہیں دیتا تم اس شہر میں قیام کرو تا کہ اپنے سوال کا جواب تمہیں ملے۔

دوسرے روز اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان میں یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی۔

ترجمہ! ''بے شک عیسیٰ (علیہ السلام) کی مثال اللہ کے نزدیک آدم (علیہ اسلام) کی طرح ہے۔ ان کو مٹی سے بنایا پھر فرمایا ہو جا وہ فوراً ہو جاتا ہے (اے سننے والے) یہ تیرے پروردگار کی طرف سے حق ہے تو شک والوں میں سے نہ ہو پر پھر (اے محبوب) جو تم سے عیسیٰ (علیہ السلام) کے بارے میں حجت کریں بعد اس کے کہ تمہیں علم آچکا تو ان سے فرما دو آؤ ہم تم بلائیں اپنے بیٹے اور تمہارے بیٹے اور اپنی عورتیں اور تمہاری عورتیں اور اپنی جانیں اور تمہاری جانیں پھر مباہلہ کریں اور اور جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ڈالیں۔'' (آل عمران)

ان لوگوں کو جب رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مباہلہ کی دعوت دی تو انہوں نے کہا کہ ہمیں کچھ مہلت دیں تا کہ ہم جا کر آپس میں اس معاملے پر غور وفکر اور مشورہ کریں اور کل آکر مباہلہ کریں گے اس کے بعد وہ لوگ گئے اور انہوں نے مشورہ کیا' ان میں سے دانا شخص عبد المسیح نے کہا۔

''خدا کی قسم! تم لوگ یقیناً یہ جانتے ہو کہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں اور ہمارے پیغمبر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس بارے میں ظاہر اور روشن دلیل لائے ہیں تم ہرگز مباہلہ نہ کرنا۔ خدا کی قسم! جس قوم نے بھی کسی نبی کے ساتھ مباہلہ کیا ہے وہ ہلاک ہوئی ہے اور اگر تم لوگ بھی محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سے مباہلہ کرو گے تو یقیناً ہلاکت سے نہیں بچو گے جب تم یہ پسند کرتے ہو کہ اپنے دین پر قائم ہو تو پھر اس سے بہتر اور اچھی کوئی چیز نہیں کہ ان کے ساتھ مصالحت کر لو اور جزیہ دینا قبول کر و اور اپنے ملک واپس چلے جاؤ۔''

Marfat.com

دوسرے روز صبح کے وقت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے حجرۂ اقدس سے مباہلہ کی غرض سے باہر تشریف لائے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہمراہ حضرت علی حضرت فاطمہ' حضرت حسن' حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی تھے نصاریٰ نے جب دیکھا تو وہ ڈر گئے اور کہا' اے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! ہم آپ کے ساتھ مباہلہ نہیں کرتے ہم جزیہ دینا قبول کرتے ہیں۔ اس طرح مسلمانوں اور نصاریٰ کے مابین صلح ہوگئی اور صلح نامہ تحریر میں لایا گیا۔ (زرقانی علی المواہب جلد دوم۔ مدارج النبوۃ جلد دوم)

تم تقویٰ اور پرہیزگاری اختیار کرو

بنی عبس کے وفد نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا' یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! ہمارے دیہات کے لوگوں کی جماعتیں ہمارے پاس آئی ہیں اور ان کا یہ کہنا ہے جس نے ہجرت نہیں کی اس کا اسلام قبول نہیں ہے ہمارے پاس مال اور مویشی بہت زیادہ ہیں اگر ایسی بات ہے تو پھر ہم اپنے اموال اور مویشی فروخت کر کے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کر لیتے ہیں' حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا' تم لوگ جہاں چاہے رہو مگر اللہ تعالیٰ سے تقویٰ و پیرہیزگاری کرتے رہو تمہارا اجر و ثواب کم نہیں ہوتا اور تمہارے کسی عمل کو اس سے باز نہیں رکھتا۔

(مدارج النبوۃ جلد دوم)

وفد غامد کی آمد

دس افراد پر مشتمل یہ وفد 10ھ میں مدینہ طیبہ آیا اور مدینہ طیبہ میں بقیع غرقد کے قریب قیام پذیر ہوا انہوں نے اپنے میں سے ایک جوان شخص کو اپنے مال و اسباب کی حفاظت کے لیے وہاں پر چھوڑا اور خود حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور سلام عرض کیا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے سلام کا جواب دیا پھر اچانک ان سے فرمایا جس جوان کو تم اپنے سامان کی حفاظت کے لیے چھوڑ آئے ہو وہ سو گیا ہے۔ ایک چور آیا اور تم میں سے ایک شخص کا تھیلا چرا کر لے گیا مگر اس جوان نے جا کر اس شخص سے وہ تھیلا واپس لے لیا اور اسے اپنی جگہ پر رکھ دیا ہے۔

پھر جب یہ لوگ اپنی قیام گاہ پر پہنچے تو اُس جوان سے اس واقعہ کے متعلق پوچھا تو اس نے کہا ہاں میں سو گیا تھا جب چور تھیلا لے کر بھاگا تو میری آنکھ کھل گئی اور میں نے وہ تھیلا اس چور کو تلاش کرتے ہوئے پا لیا۔ اس پر وہ لوگ کہنے لگے رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس واقعہ کے بارے میں ہمیں پہلے ہی بتا دیا تاکہ ہم آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بات کی تصدیق کر لیں۔

پھر وہ جوان بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور اس نے بھی اسلام قبول کر لیا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ یہ لوگ جب تک مدینہ منورہ میں رہیں انہیں قرآن حکیم پڑھائیں۔ (مدارج النبوۃ جلد دوم)

Marfat.com

حجۃ الوداع

ذی قعدہ 10ھ کو رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حج کے لیے روانگی کا اعلان فرمایا اور اس مقصد کے لیے ذی قعدہ کے آخری دنوں میں جمعرات' ہفتہ یا پیر کے دن سفر حج کا آغاز فرمایا۔ روانہ ہونے سے قبل آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے غسل پاک فرمایا موئے مبارک میں تیل ڈالا سر اقدس پر کنگھی فرمائی اور اپنی چادر مبارک اور تہبند زیب تن کر کے مسجد نبوی میں نماز ظہر ادا فرمائی

سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور تمام امہات المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی ہمراہ تھیں ایک روایت کے مطابق ایک لاکھ چودہ ہزار صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم ساتھ تھے جبکہ اور روایت کے مطابق نوے ہزار کی تعداد تھی ایک اور قوی روایت کے مطابق صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار تھی۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ سے تقریباً دس کلومیٹر کے فاصلے پر پہنچ کر ذوالحلیفہ میں قیام فرمایا یہ مقام اہل مدینہ کے لیے میقات ہے۔ اس مقام پر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عصر کی نماز قصر کر کے دو رکعت ادا فرمائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد احرام باندھ کر لبیک فرمائی اس کے بعد اپنی اونٹنی قصویٰ پر سوار ہوئے اور پھر لبیک فرمائی۔ قربانی کے اونٹوں کی حفاظت کے لیے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت ناجیہ بن جندب اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو متعین فرمایا۔

(زرقانی علی المواہب جلد سوم)

اے اللہ! تُو سلامتی عطا فرمانے والا ہے

سفر کی منازل طے کر کے رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ذی طویٰ کے مقام پر پہنچے اور اس مقام پر فجر کی نماز ادا فرمائی ذی طویٰ سے روانہ ہو کر مقام سرف میں پہنچے یہاں سے مکہ مکرمہ تقریباً اس کلومیٹر کے فاصلے پر ہے اس مقام پر پہنچ کر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ جو لوگ قربانی کے جانور نہیں لائے وہ عمرہ کر کے احرام کھول دیں اس کے بعد آگے کی طرف روانہ ہوئے اور مسجد حرام میں داخل ہوئے خانہ کعبہ کو دیکھتے ہی یہ دعا پڑھی

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ حَيِّنَا رَبَّنَا بِالسَّلَامِ اَللّٰهُمَّ زِدْ هٰذَا الْبَيْتَ تَشْرِيْفًا وَّ تَعْظِيْمًا وَتَكْرِيْمًا وَّ مَهَابَةً وَزِدْمَنْ حَجَّهٗ مَنْ حَجَّهٗ وَاعْتَمَرَهٗ تَكْرِيْمًا وَّ تَشْرِيْفًا وَّ تَعْظِيْمًا۔

"الٰہی! تُو سلامتی عطا فرمانے والا ہے اور تیری ہی طرف سے سلامتی ہے اے پروردگار! ہمیں سلامتی کے ساتھ زندہ رکھ یا اللہ۔ اس گھر کی عظمت وشرف اور عزت وہیبت میں اضافہ فرما اور جو اس گھر کا حج اور عمرہ کرے تو اس کی بزرگی اور شرف وعظمت میں اضافہ فرما۔"

Marfat.com

اس کے بعد آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خانہ کعبہ کا طواف کیا پہلے حجر اسود پر دست مبارک رکھ کر بوسہ دیا شروع کے تین پھیروں میں تیزی سے چلے اور آخر کے چار پھیروں میں سکون و آرام سے چلے اس وقت ردائے مبارک کو داہنی بغل پاک سے نکال کر بائیں کندھے مبارک پر ڈالا ہر مرتبہ جب حجر اسود کے مقابل ہوتے تو اپنی اس چھڑی سے اشارہ فرماتے جو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دست اطہر میں تھی اور اس چھڑی کو بوسہ دیتے (زرقانی علی المواہب جلد سوم)

بے شک صفا و مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں

خانہ کعبہ کے طواف سے فارغ ہونے کے بعد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مقام ابراہیم پر تشریف لائے اور یہ آیت مبارکہ پڑھی۔ وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهِیْمَ مُصَلًّی

"اور مقام ابراہیم کو سجدہ گاہ بناؤ۔

اس جگہ پر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دو رکعت نماز ادا فرمائی پہلی رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ کافرون اور دوسری رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ اخلاص پڑھی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حجر اسود کے قریب آئے اور حجر اسود کا استلام فرمایا اور باب صفا سے باہر نکلے اور کوہ صفا کی طرف روانہ ہوئے جب کوہ صفا کے نزدیک تشریف لائے تو یہ آیت مبارکہ پڑھی۔

اِنَّ الصَّفَا وَ الْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ

"بے شک صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں۔"

اس کے بعد آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کوہ صفا اور مروہ کے درمیان سات مرتبہ سعی فرمائی

(مدارج النبوۃ جلد دوم)

منیٰ اور عرفات کی طرف روانگی

پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آٹھ ذی الحجہ جمعرات کے دن سورج بلند ہونے کے بعد چاشت کے وقت منیٰ کی طرف روانہ ہوئے منیٰ میں پہنچ کر توقف فرمایا' نماز ظہر' عصر' مغرب' عشاء اور فجر کی نمازیں منیٰ میں ادا فرمائیں اور 9 ذی الحجہ بروز جمعہ سورج طلوع ہونے کے بعد عرفات کی طرف تشریف لے گئے مقام نمرہ پر پہنچ کر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حکم پر ایک خیمہ نصب کیا گیا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس خیمہ میں جلوہ افروز ہوئے پھر جب سورج ڈھل گیا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی سواری قصویٰ پر سوار ہوئے اور بطن وادی میں تشریف لائے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کرتے ہوئے خطبہ ارشاد فرمایا

"اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے وہ یکتا ہے اس کا کوئی شریک نہیں' اللہ نے اپنا وعدہ پورا کیا اس نے اپنے بندے (رسول) کی مدد فرمائی اور تنہا اسی کی ذات نے باطل کی تمام مجتمع قوتوں کو زیر کیا۔

Marfat.com

لوگو!

میری بات غور سے سنو میں نہیں سمجھتا کہ اس سال کے بعد کبھی حج کے اس اجتماع میں' میں اور تم سب اکٹھے ہو سکیں گے۔

لوگو!

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ''انسانو! ہم نے تم سب کو ایک مرد اور عورت سے پیدا کیا ہے اور تم کو جماعتوں اور قبیلوں میں بانٹ دیا تا کہ تم الگ الگ پہچانے جا سکو تم میں زیادہ عزت والا اللہ تعالیٰ کی نظروں میں وہی ہے جو اللہ تعالیٰ کی نظروں میں وہی ہے جو اللہ تعالیٰ سے زیادہ ڈرنے والا ہے۔'' اب نہ کسی عربی کو عجمی پر کوئی فوقیت حاصل ہے نہ کسی عجمی کو کسی عربی پر' نہ کالا گورے سے افضل ہے' نہ گورا کالے سے۔ ہاں بزرگی اور فضیلت کا کوئی معیار ہے تو وہ صرف تقویٰ ہے۔

سارے انسان آدم علیہ والسلام کی اولاد ہیں اور آدم کی حقیقت اس کے سوا کیا ہے کہ وہ مٹی سے بنائے گئے اب فضیلت و برتری کے سارے دعوے خون و مال کے سارے مطالبے اور سارے انتقام میرے پاؤں تلے روندے جا چکے ہیں بس بیت اللہ کے انتظام اور حاجیوں کو پانی پلانے کی خدمات اسی طرح باقی رہیں گی۔

قریش کے لوگو!

ایسا نہ ہو کہ اللہ کے حضور تم اس طرح آؤ کہ تمہاری گردنوں پر تو دنیا کا بوجھ لدا ہو اور دوسرے لوگ سامان آخرت لے کر پہنچیں' دیکھو! اگر ایسا ہوا تو میں اللہ کے سامنے تمہارے کچھ بھی کام نہ آ سکوں گا۔

قریش کے لوگو!

اللہ تعالیٰ نے تمہارے جھوٹے غرور کے ختم کر ڈالا اور باپ دادا کے کارناموں پر تمہارے فخر و مباہات کی اب کوئی گنجائش نہیں۔

تمہارے خون اور تمہارے مال اور عزتیں ایک دوسرے پر قطعاً حرام کر دی گئیں۔ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے تمہاری جان و مال اور آبرو کی اہمیت ایک دوسرے کے لیے ایسی ہی ہے جیسی تمہارے اس دن یعنی یوم حج کی اور اس ماہ مبارک یعنی ذوالحجہ کی خاص کر اس شہر یعنی مکہ مکرمہ میں نے تم سب اللہ تعالیٰ کے پاس جاؤ گے اور وہ تم سے تمہارے اعمال کی بازپرس فرمائے گا۔

دیکھو!

میرے بعد کہیں گمراہ نہ ہو جانا کہ آپس ہی میں ایک دوسرے کی گردنیں کاٹنے لگو' اگر کسی کے پاس امانت رکھوائی جائے تو اس بات کا پابند ہے کہ امانت اس کے مستحق تک بحفاظت پہنچا دے۔

لوگو!

Marfat.com

ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے اور سارے مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں' اپنے غلاموں کا خیال رکھو' ہاں غلاموں کا خیال رکھو' انہیں وہی کھلاؤ جو خود کھاتے ہو' ایسا ہی پہناؤ جیسا تم پہنتے ہو۔

دور جاہلیت کا سب کچھ میں نے اپنے پاؤں تلے روند دیا زمانہ جاہلیت کے خون کے سارے انتقام اب کالعدم ہیں پہلا انتقام جسے میں کالعدم قرار دیتا ہوں میرے اپنے خاندان کا ہے ربیعہ بن الحارث کے (بنو سعد کے ہاں) دودھ پیتے بچے کا خون جسے میں کالعدم قرار دیتا ہوں میرے اپنے خاندان کا ہے ربیعہ بن الحارث کے (بنو سعد کے ہاں) دودھ پیتے بچے کا خون جسے بنو ہذیل نے مار ڈالا تھا' اب میں معاف کرتا ہوں۔ دور جاہلیت کا سود باطل قرار دیتا ہوں اور سب سے پہلے اپنے خاندان میں سے عباس بن عبدالمطلب کا سود ختم کرتا ہوں۔

لوگو!

اللہ تعالیٰ نے ہر وارث کو اس کا حق (ورثہ) خود دے دیا اب کوئی کسی وارث کے حق میں وصیت نہ کرے۔

بچہ اسی کی طرف منسوب کیا جائے گا جس کے بستر پر وہ پیدا ہوا جس پر حرام کاری ثابت ہو اس کی سزا رجم ہے حساب کتاب اللہ تعالیٰ کے ہاں ہوگا۔

جو کوئی اپنا نسب بدلے گا یا کوئی غلام جو اپنے آقا کے مقابلے میں کسی اور کو اپنا آقا ظاہر کرے گا اس پر اللہ کی پھٹکار قرض قابل ادائیگی ہے ادھار لی ہوئی چیز واپس کرنا چاہیے تحفے کا بدلہ دینا چاہیے اور جو کوئی کسی کا ضامن بنے وہ تاوان ادا کرے۔

کسی کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے بھائی سے کچھ لے' سوائے اس کے کہ جس پر اس بھائی راضی ہو اور خوشی خوشی دے خود پر اور ایک دوسرے پر زیادتی نہ کرو۔

عورت کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ اپنے خاوند کا مال اس کی اجازت کے بغیر کسی کو دے۔

تمہارے اوپر تمہاری عورتوں کے کچھ حقوق ہیں اسی طرح ان پر بھی تمہارے حقوق واجب ہیں عورتوں پر تمہارا حق یہ ہے کہ وہ اپنے گھروں میں کسی ایسے شخص کو نہ آنے دیں جسے تم پسند نہیں کرتے اور وہ خیانت کا کوئی کام نہ کریں' کوئی کام کھلی بے حیائی کا نہ کریں اور اگر وہ ایسا کریں تو اللہ کی جانب سے اس کی اجازت ہے کہ تم انہیں معمولی جسمانی سزا دو اور وہ باز آ جائیں تو انہیں دستور کے مطابق کھلاؤ پہناؤ۔

عورتوں سے اچھا سلوک کرو کیونکہ وہ تو بس تمہاری پابند ہیں اور خود اپنے لیے کچھ نہیں کر سکتیں ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو کہ تم انہیں اللہ کے نام پر حاصل کیا اور اس کے نام پر وہ تمہارے لیے حلال ہوئیں۔

لوگو!

میری بات سمجھ لو' میں تبلیغ کا حق ادا کر دیا۔

میں تمہارے درمیان ایک ایسی چیز چھوڑے جاتا ہوں کہ اگر اس پر قائم رہے تو کبھی گمراہ نہ ہو سکو گے اور وہ اللہ

Marfat.com

تعالیٰ کی کتاب ہے اور ہاں دیکھو دین کے بارے میں غلو سے بچنا کہ تم سے پہلے کے لوگ ایسی باتوں کی وجہ سے ہلاک کر دیے گئے۔ شیطان کو اب اس بات کی کوئی امید نہیں رہ گئی ہے کہ اب اس کی اس شہر میں عبادت کی جائے گی لیکن اس کا امکان ہے کہ ایسے معاملات میں جنہیں تم کم اہمیت دیتے ہو اس کی بات مان لی جائے اور وہ اسی پر راضی ہے اس لیے تم اس سے اپنے دین و ایمان کی حفاظت کرتے رہنا۔

اے لوگو!

اپنے پروردگار کی عبادت کرو، پانچ وقت کی نماز ادا کرو، مہینے بھر کے روزے رکھو، اپنے مال کی زکوٰۃ خوشدلی کے ساتھ دیتے رہو، اپنے اللہ کے گھر کا حج کرو اور اپنے اہل امر کی اطاعت کرو تم اپنے پروردگار کی جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔ اب مجرم خود ہی اپنے جرم کا ذمہ دار ہوگا اور نہ باپ کے بدلے بیٹا پکڑا جائے گا نہ بیٹے کا بدلہ باپ سے لیا جائے گا۔

سنو!

جو لوگ یہاں موجود ہیں انہیں چاہیے کہ یہ حکم اور یہ باتیں ان لوگوں تک پہنچا دیں جو یہاں نہیں ہیں ہو سکتا ہے کہ کوئی غیر موجود تم سے زیادہ سمجھنے اور محفوظ رکھنے والا ہو۔

اے لوگو!

تم سے میرے بارے میں اللہ تعالیٰ کے ہاں سوال کیا جائے گا تو تم کیا جواب دو گے؟"

لوگوں نے جواب دیا کہ ہم اس بات کی گواہی دیں گے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کا حکم پہنچا دیا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے نصیحت فرمائی اور حق ادا کر دیا۔

یہ سن کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی انگشت شہادت آسمان کی طرف اٹھائی اور لوگوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے تین مرتبہ ارشاد فرمایا "یا اللہ گواہ رہنا"
یا اللہ گواہ رہنا" "یا اللہ گواہ رہنا"

(بخاری شریف مسلم شریف ابوداؤد سیرت ابن ہشام جلد دوم۔ مدارج النبوۃ جلد دوم)

آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا

خطبہ کے بعد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اذان کے لیے فرمایا چنانچہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اذان کہی اور اقامت کہہ کر ظہر کی نماز باجماعت ادا کی پھر اقامت کہی اور عصر کی نماز باجماعت ادا فرمائی پھر اپنی سواری پر سوار ہو کر دامن کوہ عرفات میں جسے جبل رحمت کہتے ہیں تشریف لے گئے اور قبلہ رو ہو کر دعا مانگی اس جگہ پر اس قدر ٹھہرے کہ سورج غروب ہو گیا۔ عرفہ کے دن قرآن حکیم کی یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی۔

Marfat.com

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْناً ۔

آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمتیں تمام کر دیں اور میں تمہارے لیے دین اسلام سے راضی ہوا۔" (مدارج النبوۃ جلد دوم)

عرفات سے مزدلفہ تک

غروب آفتاب کے بعد آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عرفات سے مزدلفہ کی طرف روانگی فرمائی جب مزدلفہ پہنچے تو مغرب اور عشاء کی نماز ایک اذان اور دو تکبیروں کے ساتھ ادا فرمائی رات کو مزدلفہ میں قیام فرمایا پھر فجر کی نماز اول وقت میں ادا فرمائی۔ (سیرت ابن ہشام جلد دوم)

مزدلفہ سے منیٰ کی طرف

فجر کی نماز ادا کرنے کے بعد ابھی سورج طلوع نہیں ہوا تھا کہ مزدلفہ سے منیٰ کی طرف روانہ ہو گئے راستے میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت فضل بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ رمی جمار کے لیے کنکریاں چن لو جو چنے سے بڑی اور بادام سے چھوٹی ہوں۔ حضرت فضل بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے زمین سے سات کنکریاں چُن کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دے دیں۔ پھر جب وادی محسر میں پہنچے تو اپنی سواری کو تھوڑا سا تیز چلایا اور جو راستہ قریب جاتا تھا تیزی سے اس راستے سے روانہ ہوئے اسی طرح منیٰ کے اسفل وادی میں چاشت کے وقت تشریف لائے اور جمرۃ العقبہ کے سامنے پہنچے اور وادی کے درمیان کھڑے ہوئے اور سات کنکریاں پھینکیں ہر کنکری پھینکتے وقت تکبیر کہی منیٰ میں بھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک طویل خطبہ دیا جو خون، مال اور عزت کی حرمت پر مشتمل تھا اور دجال کے نکلنے اور اس کے چلنے اور دیگر نصائح پر مشتمل تھا اس کے بعد فرمایا تم پر لازم ہے کہ ان احکام کو حاضر غائب کو پہنچا دے پھر ارشاد فرمایا۔

"لوگو! آؤ حج کے مناسک سیکھ لو ہوسکتا ہے کہ میں آئندہ سال میں حج کو نہ آؤں۔"

پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بہت سے مسائل و احکام بیان فرمائے اس کے بعد قربان گاہ کی طرف تشریف لائے اور قربانی کے ایک سو اونٹوں میں سے کچھ اپنے دست مبارک سے ذبح فرمائے اور باقی کے لیے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم فرمایا کہ وہ قربانی کریں اور ان کو ہدی میں شریک فرمایا پھر حکم دیا کہ ہر ایک اونٹ سے تھوڑا تھوڑا گوشت لے کر دیگ میں ڈال کر پکائیں۔

اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ ان اونٹوں کی کھالوں اور گوشت کو مساکین اور غرباء میں تقسیم کر دیں اور قصابوں کو اس میں سے کچھ نہ دیں ان کی اُجرت اپنے پاس سے ادا کریں

(مسلم شریف جلد اول، مدارج النبوۃ جلد دوم)

Marfat.com

مکہ مکرمہ کی طرف جانے سے قبل

مکہ مکرمہ کی طرف جانے سے قبل رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سر مبارک کے موئے اقدس اتارنے کی غرض سے حلاق کو بلایا جو کہ حضرت معمر بن عبداللہ قرشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے وہ استرا اپنے ہاتھ میں پکڑ کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قریب کھڑے ہو گئے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کی طرف دیکھ کر فرمایا' اے معمر (رضی اللہ عنہ)! تمہارے ہاتھ میں استرا ہے اور اللہ تعالیٰ نے تمہیں رسول اللہ پر قدرت دی ہے۔

اس پر حضرت معمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا' یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! میرا یہاں پر کھڑا ہونا اور اس مقام کی قدرت حاصل کرنا بے شک مجھ پر اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے اور اللہ تعالیٰ کا مجھ پر کرم و احسان ہے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا' تم ٹھیک کہتے ہو یہ اس کی عظیم نعمتوں میں سے ہے۔

اس کے بعد جب موئے مبارک تراشے گئے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کچھ تو حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مرحمت فرمائے اور باقی ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ اور تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں تقسیم فرمائے ہر ایک کو ایک یا دو بال ملے۔ اس موقع پر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی پیشانی مبارک کے موئے مبارک مجھے مرحمت فرمائیں تاکہ میں ان سے برکت حاصل کروں۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی پیشانی مبارک کے موئے مبارک انہیں عطا فرمائے اس کے بعد جب احرام سے نکلے تو سوار ہو کر مکہ مکرمہ میں تشریف لائے اور ظہر کی نماز ادا فرمائی۔

(مسلم شریف جلد اول۔ مدارج النبوۃ جلد دوم)

آبِ زمزم نوش فرمایا

رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کے بعد زمزم کے کنویں پر تشریف لائے اور فرمایا' اے بنی عبدالمطلب چاہ زمزم کے پانی کو کھینچو اگر مجھے پر خوف نہ ہوتا کہ لوگ تم پر ہجوم کریں گے تو میں بھی تمہارے ساتھ پانی کھینچتا پھر حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آب زمزم پیش کیا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کھڑے کھڑے نوش فرمایا۔

(زرقانی علی المواہب جلد سوم)

منیٰ کی طرف دوبارہ واپسی

اس کے بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم واپس منیٰ کی طرف روانہ ہوئے اور بارہ ذی الحجہ تک منیٰ میں قیام فرمایا اور روزانہ جمروں پر کنکریاں مارتے تھے۔ تیرہ ذی الحجہ جو کہ ایام تشریق کا آخری دن ہے اس روز سورج ڈھلنے کے بعد منیٰ سے روانگی فرمائی اور وادی محصب میں تشریف لائے اس جگہ پر ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کی نمازیں ادا

Marfat.com

فرمائیں پھر رات بھر قیام کے بعد بیت اللہ کی طرف روانہ ہوئے اور فجر کی نماز خانہ کعبہ کی مسجد میں ادا فرمائی اس کے بعد طواف وداع فرمایا اور اس طواف میں رمل نہ کیا مگر دو رکعت نماز طواف کی ادا فرمائیں اور پھر مدینہ طیبہ کی طرف روانگی فرمائی۔

(مدارج النبوۃ جلد دوم)

جس کا میں مولیٰ ہوں علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بھی اس کے مولیٰ ہیں

راستے کی مسافت طے کرتے ہوئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان واقع جحفہ کے نواح میں منزل غدیر خم میں پہنچے تو اس مقام پر ظہر کی نماز ادا فرمائی اس کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی طرف رخ انور کر کے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کے بعد ارشاد فرمایا۔

''اے لوگو! کیا تم نہیں جانتے کہ میں مسلمانوں میں ان کی جانوں سے زیادہ قریب ومحبوب ہوں۔ میں بھی ایک آدمی ہوں ممکن ہے کہ اللہ کا فرشتہ جلد آجائے اور مجھے اس کا پیغام قبول کرنا پڑے (ایک روایت میں ہے کہ فرمایا مجھے عالم بقاء میں بلایا گیا ہے اور میں نے قبول کرلیا ہے)

آگاہ ہو جاؤ کہ میں تم میں دو عظیم چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں ایک قرآن حکیم اور دوسری میرے اہل بیت، دیکھو! میرے بعد تم ان دونوں چیزوں میں احتیاط کرنا کہ کس طرح تم ان کے ساتھ سلوک کرتے ہو اور کیسے ان کے حقوق ادا کرتے ہو یہ دونوں چیزیں میرے بعد ایک دوسرے سے کبھی جدا نہ ہوں گی یہاں تک کہ تم حوض کوثر کے کنارے مجھ سے ملو گے۔''

اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

''یقیناً اللہ تعالیٰ میرا مولی ہے اور میں تمام مومنین کا مولیٰ ہوں۔''

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر ارشاد فرمایا۔

''اے اللہ! جس کا میں مولیٰ ہوں یہ علی بھی اس کے مولیٰ ہیں، اے اللہ! تو بھی اسے دوست رکھ جو ان کو دوست رکھے اور اس کو دشمن رکھ جو علی کو دشمن رکھے۔''

اس کے بعد روانہ ہوئے تو ایک رات ذوالحلیفہ میں قیام فرمایا اور پھر صبح کے وقت مدینہ طیبہ تشریف لائے۔

(مسلم شریف جلد اول، مشکوٰۃ شریف، مدارج النبوۃ جلد دوم)

روایات میں آتا ہے کہ مقام غدیر خم پر رک کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خاص طور پر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں جو کلمات ارشاد فرمائے اس سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان کا اظہار کرنا مقصود تھا اس کی وجہ یہ تھی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان المبارک 10ھ میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تین سو سواروں کے ساتھ یمن کی طرف روانہ فرمایا تھا۔

اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب ذی القعدہ 10ھ کو حج کیلئے روانہ ہوئے تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

Marfat.com

یمن سے واپس آ رہے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مکہ مکرمہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جلد از جلد ملنے کی خاطر تیزی سے کام لیا اور لشکر میں سے ایک مسلمان کو اپنا قائم مقام بنا دیا۔ اس مسلمان نے لشکر کے ہر فرد کو یمن کا ایک ایک حلہ پہنا دیا۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مکہ مکرمہ کی طرف تیز رفتاری سے جانے کی غرض سے جب ان لوگوں سے ملنے کیلئے نکلے تو دیکھا کہ سب نے یمن کا عمدہ لباس پہن رکھا ہے۔ لوگوں سے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ قائم مقام امیر لشکر نے جواب دیا کہ ان کو یہ لباس میں نے پہنایا ہے تاکہ جب یہ دوسرے لوگوں کے پاس پہنچیں تو خوب بھلے دکھائی دیں۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان تمام کے یہ لباس اتروا کر مال غنیمت میں واپس رکھوا دیے لشکریوں نے اس بات کو اچھا محسوس نہ کیا اور اس کی شکایت حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کر دی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں میں کھڑے ہو کر یہ فرمایا۔

''اے لوگو! علی کی شکایت مت کرو کیونکہ اللہ کی قسم! وہ اللہ کی ذات کے سلسلے میں یا اللہ کی راہ میں اس چیز سے کہیں زیادہ محتاط ہے کہ اس کی شکایت کی جائے۔''

اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مقام غدیر خم میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے سامنے خصوصی کلمات ارشاد فرمائے۔

(بخاری شریف جلد دوم، سیرت ابن ہشام جلد دوم، مدارج النبوۃ جلد دوم)

☆☆☆

Marfat.com

چودھواں باب

ہجرت کے گیارہویں سال کے واقعات

11ھ میں سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے سب سے اہم واقعہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال مبارک کا ہے۔ علاوہ ازیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے وصال مبارک سے قبل حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک لشکر کا امیر مقرر کر کے روانہ فرمایا اور یہ آخری سریہ تھا اس کا ذکر بھی اس باب میں کیا گیا ہے۔

سریہ اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ

26 صفر 11ھ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو حکم فرمایا کہ رومیوں کے مقابلے کیلئے تیاری کریں دوسرے روز منگل کے دن حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو طلب کر کے فرمایا کہ میں تجھے اس لشکر کا امیر بناتا ہوں۔ بدھ کے روز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بخار ہو گیا اور انتہائی تیز سر درد ہوا اگلے دن جمعرات کو طبیعت عالیہ کی خرابی کے باوجود اپنے دست اقدس سے حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیلئے جھنڈا تیار فرمایا۔ اس لشکر میں حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت سعید بن زید، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت قتادہ بن نعمان اور حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہم جیسے جید صحابہ کرام بھی شریک تھے۔

ابھی لشکر مدینہ طیبہ سے روانہ نہیں ہوا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ہوئی کہ لوگ حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی امارت پر اعتراض کر رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ ایک نوعمر لڑکے کو اکابرین مہاجرین و انصار پر ترجیح دی گئی ہے چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مرض کی حالت میں سر پر پٹی باندھے ہوئے منبر پر تشریف فرما ہوئے اور ارشاد فرمایا۔

> ''لوگو! مجھے خبر ملی ہے کہ اسامہ بن زید (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو امیر بنانے پر بعض لوگوں نے اعتراض کیا ہے اسامہ کی امارت پر اعتراض کوئی نئی بات نہیں تم اس سے پہلے ان کے باپ کی امارت پر بھی اعتراض کر چکے ہو۔ اللہ کی قسم! وہ امارت کے لائق تھا اور اس کے بعد اس کا بیٹا امارت کا حقدار ہے۔ وہ مجھ کو محبوب تھا اور یہ اس کے بعد اس کے لائق ہے اس لئے تم اس کے ساتھ بھلائی سے پیش آیا کرو وہ تمہارے بہتر لوگوں میں سے ہے۔''

لشکر اسلام کی تیاری میں چند دن لگ گئے یہاں تک کہ ربیع الاول کا مہینہ آ گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مرض بڑھتا جا رہا تھا۔ حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت بریدہ بن الحصیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لشکر کا علمبردار بنایا

Marfat.com

اور مدینہ منورہ سے ایک فرسخ کے فاصلے پر مقام جرف میں اسلامی لشکر نے پڑاؤ کیا تا کہ دوسرے لوگ بھی آ کر لشکر میں مل جائیں یہ 10 ربیع الاول کا دن تھا۔ 11 ربیع الاول اتوار کے روز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض میں مزید اضافہ ہوگیا اس پر حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ مقام جرف سے خبر گیری کیلئے آئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سر پر اپنا دست اقدس رکھا اور فرمایا "اللہ کی برکت کے ساتھ جہاد کرو"۔

12 ربیع الاول 11 ھ کو صبح صبح پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھنے کی غرض سے آئے اس روز حالت کچھ بہتر تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو روانگی کا حکم دیا۔ چنانچہ حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ لشکر گاہ میں آئے اور لشکر کو کوچ کرنے کا حکم دیا جب خود سوار ہونے لگے تو ان کی والدہ حضرت ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پیغام بھیجا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نزع کے عالم میں ہیں اس پر حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اشراف صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم واپس مدینہ منورہ آئے تو ان کی موجودگی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم وصال فرما گئے۔

لشکر واپس مدینہ طیبہ آ گیا

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کی خبر سن کر حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لشکر بھی واپس مدینہ طیبہ آ گیا۔ حضرت بریدہ بن الحصیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلامی جھنڈا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے پر نصب کر دیا۔ پھر جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تدفین سے فراغت ہوئی اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلیفہ منتخب کر لیا گیا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس لشکر کو دوبارہ روانہ فرمایا۔ حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مقام جرف میں لشکر کو جمع کیا۔ اسی اثناء میں مدینہ منورہ میں خبر پہنچی کہ عرب کے بعض قبائل مرتد ہو گئے ہیں۔ بعض صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے مشورہ دیا کہ اگر حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جانا موقوف ہو جائے تو ہم آسانی سے مرتدین پر قابو پالیں گے کیونکہ اگر مرتدین کو یہ علم ہو گیا کہ اس وقت ایک بہت بڑا لشکر مدینہ منورہ سے باہر گیا ہوا ہے تو وہ دلیر ہو کر مدینہ منورہ پر حملہ کر دیں گے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس مشورے کو قبول نہ کیا اور فرمایا۔

> "اس پروردگار کی قسم! جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر مجھے یہ یقین بھی ہو جائے کہ ہماری حالت اس لشکر کی روانگی کے بعد ایسی کمزور ہو جائے گی کہ جنگلوں کے درندے مدینہ طیبہ کی گلیوں میں گھس آئیں گے اور ہمیں چیر پھاڑ کر ہمارے اہل و عیال کو ہلاک کر دیں گے تو بھی میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل سے باز نہیں آؤں گا اگر تمام بستیوں میں ایک شخص بھی باقی نہ رہے تب بھی یہ لشکر ضرور روانہ کروں گا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہی خواہش تھی ابوبکر ان کی مرضی کے خلاف کرے یہ ناممکن ہے۔"

اس کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے درخواست

Marfat.com

کی کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اجازت دے کر میرے پاس چھوڑ جائیں۔ چنانچہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اجازت سے مدینہ منورہ میں ٹھہر گئے۔

پھر جب لشکر روانہ ہونے لگا تو حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اونٹ پر سوار تھے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدل ان کے ساتھ چلتے ہوئے جنگ کے بارے میں ہدایات دیتے جاتے تھے۔ حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا، اے خلیفۃ الرسول! آپ سوار ہو جائیں ورنہ ہم بھی سواریوں سے اتر پڑیں گے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میرے پاؤں کو اللہ کی راہ میں گرد آلود ہونے دو۔ پھر لشکر اسلام سے مخاطب ہوئے اور فرمایا!

''اے لوگو! دیکھو اور یاد رکھو کہ دھوکہ دہی اور فریب کاری سے بچنا، خواہ کچھ ہو جائے اور حالات کتنے ہی خطرناک کیوں نہ ہو جائیں تم انصاف اور عدل کو ہاتھ سے نہ چھوڑنا۔ خیانت کے قریب مت جانا۔ اپنے امیر کی حکم عدولی نہ کرنا، کسی کے اعضاء نہ کاٹنا، بوڑھوں، بچوں، عورتوں اور بیماروں کو قتل نہ کرنا، لوگوں کی فصلیں تباہ نہ کرنا، کھجور کے درخت نہ کاٹنا ان کو جلانا، کوئی ایسا درخت برباد نہ کرنا جس سے انسان یا حیوان کو غذا ملتی ہو۔ اپنی ضرورت سے زیادہ جانوروں کو ذبح نہ کرنا۔ لوگ تمہارے سامنے قیمتی برتنوں میں پرتکلف کھانے لائیں گے اللہ کا نام لے کر انہیں کھانا سرمنڈے راہب اور پادری اگر تمہاری اطاعت قبول کرلیں تو انہیں کسی طرح کی تکلیف نہ دینا اللہ کا نام لو اور نیک مقصد کیلئے روانہ ہو جاؤ اللہ تعالیٰ تمہیں طا ن کی وباء اور تلوار سے بچائے۔''

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے لشکر کو ساتھ لے کر اُبنیٰ کی طرف روانہ ہوئے زبردست لڑائی کے بعد ان لوگوں پر فتح حاصل کی اپنے والد کے قاتل کو بھی قتل کیا اور دیگر بہت سے مشرکین کو بھی ہلاک کیا اور کثیر تعداد میں مال غنیمت لے کر واپس مدینہ منورہ تشریف لائے۔

(زرقانی جلد سوم، مدارج النبوۃ جلد دوم، سیرت ہادی عالم صلی اللہ علیہ وسلم)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی علالت

یہ 18،19،20 یا 22 صفر 11ھ بمطابق مئی 632ء کا واقعہ ہے مزنیہ کے رہنے والے حضرت ابو موتہیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نصف شب کے وقت بلوایا اور ان سے فرمایا، اے ابوموتہیہ! مجھے اس بات کا حکم ملا ہے کہ میں بقیع (قبرستان) کے لوگوں کیلئے مغفرت کی دعا کروں لہٰذا تم میرے ساتھ چلو۔

حضرت ابوموتہیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام تھے۔ فرماتے ہیں کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (جنت البقیع) میں کھڑے ہو کر فرمایا۔

''اے اہل قبور! تم پر سلامتی ہو۔ لوگ جس حالت میں ہیں اس کے مقابلے میں تمہیں وہ حالت مبارک ہو جس میں تم ہو۔ فتنے اسی طرح سامنے آگئے ہیں جس طرح تاریک رات کے ٹکڑے کہ ہر دوسرا ٹکڑا پہلے ٹکڑے کے پیچھے پیچھے چلا آرہا ہے۔ اور جو دوسرا ٹکڑا ہے وہ پہلے ٹکڑے سے زیادہ پرفتنہ ہے۔''

Marfat.com

اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میری طرف دیکھ کر فرمایا۔

''مجھے اختیار دیا گیا ہے کہ دنیا بھر کے خزانوں کی چابیاں اور ان میں ہمیشہ رہنا یا جنت اور لقائے پروردگار۔''

(دنیا کو اختیار کروں یا جنت اور لقائے پروردگار)

میں نے عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کچھ عرصہ دنیا میں مزید رہنا اختیار فرمالیں اور پھر جنت میں چلے جانا اختیار فرمالیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

''اللہ کی قسم! میں اپنے پروردگار کی ملاقات اور جنت اختیار کر چکا ہوں۔''

اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل البقیع کیلئے دعائے مغفرت فرمائی واپسی پر طبیعت ناساز ہوگئی سر میں درد اور پھر شدید بخار ہو گیا۔

(سیرت ابن ہشام جلد دوم)

عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرہ مبارک میں

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک میں درد تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم باری باری تمام ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے پاس رہتے تھے یہاں تک کہ جب طبیعت بہت زیادہ خراب ہوگئی تو اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرہ اقدس میں تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلایا۔ اور اس خواہش کا اظہار فرمایا کہ بیماری کے ایام حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں گزارنا چاہتے ہیں ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن نے اجازت دے دی تو اپنی قریبی عزیزوں حضرت فضل بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کندھوں کا سہارا لیتے ہوئے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرہ مبارک میں تشریف لائے۔

جب تک ہمت و طاقت رہی مسجد نبوی میں آکر خود نمازیں پڑھاتے رہے جب کافی نقاہت ہوگئی تو فرمایا، ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو کہو نماز پڑھا دیں۔ چنانچہ اس کے بعد تین دن تک حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی نماز پڑھاتے رہے۔ چوتھے روز ظہر کی نماز کے وقت طبیعت میں کچھ سکون تھا فرمایا کہ پانی کے سات مشکیزے باری باری میرے بدن پر ڈالے جائیں غسل کے بعد حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سہارا لے کر مسجد میں تشریف لائے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز پڑھا رہے تھے آہٹ پا کر انہوں نے پیچھے ہٹنا چاہا مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارے سے وہیں رہنے کا حکم فرمایا اور خود ان کے پہلو میں بیٹھ کر نماز ادا کی۔

نماز کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ ارشاد فرمایا جس میں بہت سی وصیتیں فرمائیں پھر انصار کے فضائل

Marfat.com

اور ان کے حقوق کے بارے میں تفصیل سے ارشاد فرمایا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس پر قریش کیلئے وصیت کرنے کی استدعا کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کیلئے بھی وصیت فرمائی۔

(سیرت ابن ہشام، جلد دوم، مدارج النبوۃ جلد دوم)

ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے گھر کا دروازہ بند نہ کرو

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم منبر اقدس پر تشریف فرما تھے کہ فرمایا

''اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے کو یہ اختیار دیا کہ دنیا (قبول کرلو) یا اللہ تعالیٰ کی ملاقات (تو) اس بندے نے ما عنداللہ (اللہ تعالیٰ کی ملاقات) کو اختیار کرلیا۔''

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس بات کا مفہوم سمجھ گئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات اپنے لئے ارشاد فرمائی ہے چنانچہ رو پڑے اور کہا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم لوگ اپنے آپ کو اور اپنی اولاد کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان کرنے کیلئے تیار ہیں۔ ارشاد فرمایا ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! آسانی سے کام لو۔

اس کے بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

''مسجد میں جو دروازے کھلے ہوئے ہیں ان تمام کو دیکھ دیکھ کر بند کردو لیکن ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے گھر کا دروازہ بند نہ کرنا۔''

(سیرت ابن ہشام جلد دوم)

غسل اور نماز جنازہ کے متعلق وصیت

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے وصال اور کفن دفن کے بارے میں گفتگو کی تو پوچھا گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل کون دے گا؟ ارشاد فرمایا، میرے اقرباء عرض کیا گیا کیا انہی کپڑوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کفن دیا جائے گا؟ ارشاد فرمایا، اگر تم چاہو تو سفید مصری کپڑوں یا یمنی حلہ میں کفن دے دینا پوچھا گیا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! نماز جنازہ کس طرح پڑھی جائے گی؟ ارشاد فرمایا جب تم غسل اور کفن سے فارغ ہو جاؤ تو جنازہ تختہ پر رکھ کر تھوڑی دیر کیلئے باہر چلے جانا سب سے پہلے حضرت جبرائیل علیہ السلام فرشتوں کی ایک جماعت کے ساتھ نماز جنازہ پڑھیں گے۔ پھر حضرت میکائیل علیہ السلام، پھر حضرت اسرافیل علیہ السلام اور پھر حضرت عزرائیل علیہ السلام فرشتوں کے لشکر کے ساتھ نماز جنازہ پڑھیں گے۔

ارشاد فرمایا، اس کے بعد تم لوگ گروہ در گروہ داخل ہونا اور مجھ پر صلوٰۃ وسلام پیش کرنا، جس وقت مرد جنازہ سے فارغ ہو جائیں تو عورتیں جنازہ پڑھیں۔

(زرقانی علی المواہب جلد ہشتم، روض الانف جلد دوم)

Marfat.com

وصال مبارک

12 ربیع الاول بروز پیر مسجد نبوی میں فجر کی نماز پڑھی جا رہی تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے حجرۂ انور کا پردہ اٹھا کر دیکھا تو بہت خوش ہوئے اور حجرۂ انور کے دروازے پر کھڑے ہو گئے۔ لوگوں نے محسوس کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہیں اور مسجد میں آنا چاہتے ہیں تو سب میں خوشی کی لہر دوڑ گئی اور قریب تھا کہ خوشی سے بے قابو ہو جاتے اور نماز میں خلل پڑتا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ فرمایا کہ اپنی نماز پر جمے رہو۔

اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم حجرۂ انور میں داخل ہو گئے اور پردہ ڈال دیا۔ لوگوں نے اس سے یہ سمجھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو صحت یابی ہو گئی ہے اور مرض ختم ہو گیا ہے اپنے اپنے گھروں میں چلے گئے جبکہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی مقام سخ میں اپنے اہل خانہ کی طرف چلے گئے۔

حضرت ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم شدید تکلیف میں تھے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا دیکھ کر رو پڑیں اور کہا، ہائے میرے ابا جان! آپ کو کتنی تکلیف ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں! آج کے بعد تمہارے باپ کو تکلیف نہیں ہوگی۔

رفتہ رفتہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی گھبراہٹ میں اضافہ ہو رہا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی گود میں سر مبارک رکھ کر لیٹے ہوئے تھے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بھائی حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے ان کے ہاتھ میں تازہ مسواک تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف دیکھا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سمجھ گئیں چنانچہ مسواک لے کر اپنے دانتوں سے نرم کر کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسواک فرمائی۔ یہ سہ پہر کا وقت تھا زبان پر لا الٰہ الا اللہ کا ورد تھا نزع کی سختی میں تھے کہ ارشاد فرمایا۔

اَلصَّلٰوۃُ وَمَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ

"نماز اور غلاموں کا خیال رکھنا"

قریب ہی پانی کا ایک برتن رکھا ہوا تھا اس میں ہاتھ ڈال کر اپنے چہرہ مبارک پر ملا اور فرمایا

اَللّٰھُمَّ اَعِنِّی عَلٰی سَکَرَاتِ الْمَوْتِ

"یا اللہ! نزع کی سختی میں میری مدد فرما۔"

اس کے بعد پھر کلمہ طیبہ پڑھتے تھے اور بار بار پانی میں ہاتھ ڈال کر اپنے چہرہ مبارک پر ملتے۔ اسی اثناء میں آسمان کی طرف انگشت مبارک اٹھائی اور تین مرتبہ فرمایا۔

بَلِ الرَّفِیْقَ الْاَعْلٰی

Marfat.com

صرف وہی بڑا رفیق درکار ہے۔

یہ فرماتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دست مبارک ڈھلک گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم وصال فرما گئے۔
(انا للّٰہ وانا الیہ راجعون)

(بخاری شریف جلد دوم، مستدرک حاکم جلد سوم، سیرت ابن ہشام جلد دوم)

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی حالت

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا جب وصال مبارک ہوگیا تو بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو یقین ہی نہ آیا۔ شدت غم سے نڈھال ہوکر صورتحال کا ادراک ہی نہ کرسکے ہر کوئی سراسیمہ اور پریشان تھا۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال سے یوں لگتا تھا کہ جیسے مدینہ طیبہ کی ہر ایک چیز بے نور ہوگئی۔

(مستدرک حاکم جلد سوم)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا صدمے سے یہ حال تھا کہ فرمایا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فوت نہیں ہوئے بلکہ بے ہوش ہیں جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے دیدار سے بے ہوش ہوئے تھے میں ان لوگوں کی زبانیں کاٹ دوں گا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق یہ کہتے ہیں کہ وہ مر گئے ہیں میں ان کے ہاتھ پاؤں توڑ دوں گا جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مردہ جانتے ہیں۔

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت تک نہیں مر سکتے جب تک اٹھ کر کفار سے جنگ نہ کرلیں، ان سے صلح نہ کرلیں، شادی نہ کرلیں، طلاق نہ دے لیں، آپ لوگوں کو صراط مستقیم نہ دکھا لیں جس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ لینا ہو مجھے بتاؤ۔

(سیرت ابن ہشام جلد دوم، شرف النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اجازت لے کر حجرہ انور میں آئے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو غشی کی حالت طاری ہوگئی۔ واپسی کے وقت حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے کہا، اے عمر! کیا تم جانتے بھی ہو کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا چکے ہیں۔ یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ برداشت نہ کرسکے اور بولے، اے مغیرہ! تم جھوٹے ہو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت تک فوت نہیں ہوسکتے جب تک کہ دنیا سے ایک ایک منافق ختم نہ ہوجائے۔

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ حال تھا کہ سکتہ طاری ہوگیا ان کے قریب سے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ گزرے انہیں سلام کیا انہوں نے ان کے سلام کو سنا بھی لیکن سلام کا جواب نہ دے سکے۔ خاموش رہے کسی

Marfat.com

سے کچھ نہیں کہتے تھے۔

بعض صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی یہ حالت تھی کہ قسم کھاتے تھے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال نہیں ہوا۔

(مدارج النبوۃ جلد دوم)

لوگو! رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم وصال فرما گئے ہیں

جس وقت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا اس وقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ طیبہ سے تقریباً ایک کلومیٹر کے فاصلے پر مقام سخ میں اپنی بیوی حضرت حبیبہ بنت خارجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں موجود تھے کیونکہ صبح نماز فجر کے بعد انہوں نے جب دیکھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مرض میں افاقہ ہے تو اپنے اہل و عیال کو ملنے کی غرض سے سخ میں چلے گئے تھے وہیں پر ان کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کی خبر ملی تو جلدی سے واپس آئے۔ کسی سے کوئی گفتگو نہ کی اور سیدھے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرہ مبارک میں گئے دیکھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم اطہر سامنے پڑا ہے بے اختیار رو پڑے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور سے چادر مبارک اٹھا کر پیشانی مبارک پر بوسہ دیا اور پھر فرمایا۔

''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے ماں باپ آپ پر قربان۔ اللہ تعالیٰ ہرگز آپ پر دو موتیں جمع نہیں فرمائے گا مگر وہ موت جو آپ کیلئے مقدر کی تھی وہ تو آ گئی۔ اس کے بعد آپ موت کی تکلیف کبھی نہ اٹھائیں گے اور آپ اس سے کہیں زیادہ بزرگ تر ہیں کہ جس قدر بھی آپ کی صفات بیان کی جائیں اور آپ اس سے بالاتر ہیں جس قدر بھی آپ پر رویا جائے اگر ہمارے اختیار میں ہوتا تو ہم اپنی جانوں کو آپ پر قربان کر دیتے اور اگر آپ نے ہمیں میت پر بین کرنے سے منع نہ فرمایا ہوتا تو ہم اتنا روتے کہ آنکھوں سے چشمے جاری ہو جاتے۔ اے اللہ! ہماری طرف سے ان پر سلام پہنچا اور اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! اپنے پروردگار کے پاس ہمیں یاد رکھنا۔''

اس کے بعد حجرۂ انور سے باہر نکلے اور مسجد نبوی میں تشریف لائے تو دیکھا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ لوگوں سے خطاب کر رہے ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے فرمایا۔ اے عمر! بیٹھ جاؤ۔ مگر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کوئی توجہ نہ کی اور برابر بولتے رہے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کیا اور فرمایا۔

''جو کوئی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پرستش کرتا تھا تو وہ جان لے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم وصال فرما گئے ہیں اور جو کوئی اللہ تعالیٰ کی پرستش کرتا ہے تو وہ جان لے کہ اللہ تعالیٰ اب بھی موجود اور زندہ ہے اس پر کبھی موت نہیں آئے گی۔''

اس کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قرآن حکیم کی یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی۔

Marfat.com

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَاِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰى اَعْقَابِكُمْ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْئًا وَّسَيَجْزِى اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ

(سورہ آل عمران)

''اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تو ایک رسول ہیں ان سے پیشتر بہت سے رسول گزر چکے تو کیا اگر وہ فوت ہو جائیں یا شہید ہو جائیں تو تم اپنی ایڑیوں کے بل پلٹ جاؤ گے اور جو الٹے پاؤں پھر جائے گا وہ اللہ کا کچھ نقصان نہ کرے گا اور اللہ تعالیٰ عنقریب شکرگزاروں کو اجر عطا فرمائے گا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ آیت مبارکہ تلاوت کی تو مجھ پر لرزہ اور کپکپی طاری ہوگئی گویا میں نے یہ آیت مبارکہ سنی ہی نہ تھی۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ گویا ہمارے چہروں پر پردہ پڑا ہوا تھا (کہ اس آیت مبارکہ کا ہمیں خیال ہی نہ آیا) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خطبہ نے یہ پردہ اٹھا دیا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کی قسم! لوگوں کو یہ پتہ ہی نہیں تھا کہ یہ آیت مبارکہ نازل ہو چکی ہے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس موقع پر جب اس کی تلاوت کی تو پھر لوگوں کو پتہ چلا (اور اسے سن کر) حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔

''اللہ کی قسم! یہ وہ آیت ہے کہ میں نے ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو ہی تلاوت کرتے ہوئے سنا پھر مجھ پر ایسی کپکپی طاری ہوئی کہ مجھ سے زمین پر سنبھل کر کھڑا نہیں ہوا جا رہا تھا اور مجھے سمجھ آگئی کہ واقعی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم وصال فرما گئے ہیں۔''

(بخاری شریف جلد اول، سیرت ابن ہشام جلد دوم، مدارج النبوۃ جلد دوم)

غسل مبارک

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دینے کی تیاری کی گئی تو یہ سوال پیدا ہوا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو لباس مبارک میں ہی غسل دیا جائے یا لباس اتار کر۔ اسی سوچ میں تھے کہ اس وقت سب پر غنودگی طاری ہوگئی سب کی گردنیں جھک گئیں اور ان کی ٹھوڑیاں سینوں سے لگ گئیں پھر ایک غیبی آواز سنائی دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو برہنہ نہ کیا جائے لباس میں ہی غسل دیا جائے چنانچہ لباس مبارک میں ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دیا جائے۔

(مستدرک حاکم جلد سوم، البدایہ والنہایہ جلد پنجم، طبقات ابن سعد جلد دوم، تاریخ کامل ابن اثیر جلد دوم)

Marfat.com

غسل کا پانی

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے وصیت فرمائی تھی کہ جب میرا وصال ہو جائے تو مجھے بیر غرس (کنواں) کے پانی کی سات مشکوں سے غسل دینا۔

(سنن ابن ماجہ، تاریخ کامل ابن اثیر جلد دوم)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت کے مطابق حضرت سعد بن خیثمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قبا میں واقع کنوئیں بیر غرس سے پانی لایا گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ظاہری حیات طیبہ میں اس کا پانی نوش فرمایا ہوا تھا اور اس کنوئیں کی تعریف میں یہ بھی فرمایا تھا کہ "یہ جنت کے چشموں میں سے ایک چشمہ ہے"

اس پانی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے غسل مبارک کیلئے بیری کے پتے بھی ڈالے گئے۔ پہلے سادہ پانی سے غسل دیا گیا پھر بیری کے پتوں والے پانی سے اور تیسری مرتبہ کافور ملے پانی کو جسم اطہر پر بہایا گیا۔

(البدایہ والنہایہ جلد پنجم، طبقات ابن سعد جلد دوم، زرقانی جلد ہشتم)

غسل مبارک دینے والے

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دینے سے قبل دروازہ بند کر دیا گیا اور چارپائی ہٹا کر اسی جگہ پر غسل دیا گیا غسل دینے میں حضرت عباس، حضرت علی، حضرت فضل بن عباس، حضرت قثم بن عباس، حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام حضرت شقران صالح رضی اللہ تعالیٰ عنہ شامل تھے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ غسل دیتے وقت فرماتے تھے "میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ زندگی میں بھی پاکیزہ تھے اور وفات کے بعد بھی پاکیزہ ہیں۔"

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے صاحبزادے حضرت قثم رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کروٹ بدلتے تھے اور حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت شقران صالح رضی اللہ تعالیٰ عنہ پانی ڈالتے تھے۔

(طبقات ابن سعد جلد دوم، البدایہ والنہایہ جلد پنجم، زرقانی جلد ہشتم، تاریخ ابوالفدا جلد اول)

کفن مبارک

جب غسل دے دیا گیا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تین سفید سوتی کپڑوں میں کفن دیا گیا جس میں قمیص اور عمامہ نہیں تھا اور وہ لباس مبارک جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دیا گیا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اطہر سے الگ کر دیا گیا۔ (بخاری شریف جلد اول، البدایہ والنہایہ جلد پنجم)

قبر انور کی تیاری

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جائے دفن کے سلسلے میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی مختلف آراء تھیں بعض کا

Marfat.com

کہنا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ریاض الجنتہ میں دفن کیا جائے جبکہ بعض کہتے تھے کہ جنت البقیع میں دفن کیا جائے اس موقع پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے یہ سنا ہے کہ ''جس جگہ نبی کی وفات ہوتی ہے اسی جگہ پر دفن کیا جاتا ہے۔''

(مؤطا امام مالک جلد دوم، سنن ابن ماجہ)

اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی چارپائی ہٹا کر اس جگہ پر قبر انور تیار کرنے پر اتفاق ہو گیا مگر قبر انور کی تیاری کیلئے یہ معاملہ زیر غور آیا کہ قبر انور لحدی تیار کی جائے یا بغلی، انصار مدینہ کا یہ کہنا تھا کہ مدینہ منورہ کے طریقہ کے تحت لحدی تیار کی جائے جبکہ مہاجرین کی رائے یہ تھی کہ مکہ مکرمہ کے رواج کے مطابق بغلی قبر تیار کی جائے۔

دو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ لحدی اور حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بغلی قبر بنانے کے ماہر تھے چنانچہ یہ فیصلہ کیا گیا کہ دونوں کے پاس کسی کو بھیج کر انہیں بلوالیا جائے جو پہلے آجائے وہی قبر تیار کردے اتفاق سے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھر پر موجود نہیں تھے اور حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہلے تشریف لے آئے اور انہوں نے مدینہ منورہ کے رواج کے مطابق قبر انور تیار کر دی۔

(ابن ماجہ، البدایہ والنہایہ جلد پنجم، مصنف عبدالرزاق جلد سوم)

نماز جنازہ کی ادائیگی

جب قبر انور تیار ہو گئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اطہر کو ایک تخت پر رکھ کر قبر انور کے کنارے رکھ دیا گیا تو سب سے پہلے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ انصار و مہاجرین کی اس قدر تعداد کے ساتھ جس قدر کہ حجرہ مبارک میں پوری آسکتی تھی حجرہ مبارک میں داخل ہوئے اور کہا السلام علیك ایھا النبی ورحمته الله وبركاته۔ اسی طرح سب نے صلوٰۃ وسلام پیش کیا جب ایک جماعت فارغ ہو جاتی تو دوسری داخل ہوتی یہاں تک کہ مردوں، عورتوں اور بچوں سب نے نماز جنازہ پڑھی۔

(سنن ابن ماجہ، طبقات ابن سعد جلد دوم، البدایہ والنہایہ جلد پنجم)

قبر انور میں اتار دیا گیا

جب نماز جنازہ پڑھ لی گئی تو پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت علی، حضرت عباس، حضرت قثم، حضرت فضل اور حضرت شقران صالح رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے قبر انور میں اتارا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو لحد میں اتارنے کے بعد اس پر نو کچی اینٹیں لگائی گئیں پھر اوپر مٹی ڈال کر قبر انور کو ہان کی طرح بنا کر پانی کا چھڑکاؤ کیا گیا۔

(سنن ابن ماجہ، البدایہ والنہایہ جلد پنجم)

☆☆☆

Marfat.com

پندرہواں باب

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی میراث

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے وصال مبارک سے قبل ہی اپنی میراث کے بارے میں نہایت وضاحت کے ساتھ ارشاد فرمادیا تھا چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لایقسم ورثتی دینارا ولا درھما ما ترکت بعد نفقه نسائی و مؤنة عاملی فھو صدقة

''میری وراثت کا کوئی درہم و دینار تقسیم نہ ہوگا میرے ترکہ سے اہل و عیال کا نفقہ اور میرے عمال کی تنخواہ کے بعد جو بچ رہے تو وہ صدقہ ہے۔''

(بخاری و مسلم)

اسی طرح حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

لا تورث ما ترکنا صدقة

''ہم (انبیاء کرامؑ) کا کوئی وارث نہیں ہوتا ہم نے جو کچھ چھوڑا وہ صدقہ ہوتا ہے۔''

(بخاری شریف جلد اول، ابوداؤد جلد ششم، ترمذی شریف)

حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

انا معاشر الانبیاء لاتورث

''ہم انبیاء (علیہم السلام) کی جماعت ہیں ہم کسی کو اپنا وارث نہیں بناتے۔''

(نسائی شریف)

وراثت نہ ہونے کی وجوہات

اس بارے میں حضرت علامہ امام یوسف بن اسمٰعیل بنہانی رحمتہ اللہ علیہ اپنی کتاب میں تحریر فرماتے ہیں کہ

Marfat.com

انبیاء کرام علیہم السلام کی وراثت کے نہ ہونے کی چند وجوہات جو کہ ''الحکمۃ'' میں مذکور ہیں وہ یہ ہیں۔

1۔اس کی ایک وجہ یہ ہے تاکہ ان کا رشتہ دار وراثت کی غرض سے ان کی وفات کے انتظار اور خواہش میں نہ لگا رہے جو کہ خود اس کی ہلاکت کا باعث ہے۔

2۔اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ ان کے متعلق کوئی یہ گمان نہ کر سکے کہ ان کی رغبت دنیا میں ہے اور نہ ہی اس شبہ کی گنجائش باقی رہے کہ یہ اپنے ورثاء کیلئے مال جمع کرتے ہیں۔

3۔اس کی ایک (اہم) وجہ یہ بھی ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام زندہ ہوتے ہیں اور زندہ کی وراثت نہیں ہوتی (جیسا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انبیائے کرام علیہم السلام کے جسموں کو زمین کیلئے کھانا حرام فرما دیا ہے لہٰذا اللہ کے نبی زندہ ہیں رزق دیے جاتے ہیں۔

(ابن ماجہ مشکوٰۃ ص 121)

4۔رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مال بدستور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملکیت میں ہے۔جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل وعیال اور خدام پر خرچ ہوتا رہے گا اور اس کا مصرف وہی ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ میں تھا۔

(جواہر البحار فی فضائل النبی المختار)

ترکہ

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ترکہ میں کوئی درہم و دینار نہیں چھوڑا اور نہ ہی کوئی سونا چاندی رکھا۔ وصال سے قبل بیت اطہر میں سات دینار پڑے ہوئے تھے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا کہ ان دیناروں کو لاؤ تاکہ میں انہیں اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کر دوں چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ دینار حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذریعے تقسیم کرا دیے اور بیت اطہر میں معمولی سا سونا یا چاندی تک نہ چھوڑا۔

(مدارج النبوۃ جلد دوم)

اسی حوالے سے ام المومنین حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بھائی حضرت عمرو بن الحارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ

ماترك رسول الله صلى الله عليه وسلم عنه موته درهما ولا دينارا ولا عبدا ولا امة ولا شيئا الا بغلته البيضاء وسلاحه وارضا جهعلها صدقة

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات کے وقت نہ کوئی دینار چھوڑا نہ درہم نہ غلام نہ لونڈی نہ کچھ اور مگر اپنا سفید خچر اور اپنا ہتھیار اور کچھ زمین جسے آپ نے صدقہ وقف بنا دیا۔''

(بخاری شریف جلد اول)

Marfat.com

زمین کی آمدنی

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے وصال کے وقت بنی نضیر، خیبر اور فدک کی زمین چھوڑی جو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے خاص تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فدک کی آمدنی کو مسافروں کیلئے مخصوص کر رکھا تھا جبکہ خیبر کی آمدنی کے تین حصے کر رکھے تھے جن میں سے دو حصے مسلمانوں کیلئے اور ایک حصہ اپنی ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہم کیلئے اس ایک حصے سے جو بچ جاتا وہ مسلمانوں، فقراء اور مساکین کی ضروریات پر خرچ فرماتے تھے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ ہوئے تو حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس تشریف لائیں اور میراث طلب فرمائی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے میراث نہ دی تو حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان سے سوال کیا کہ جب آپ انتقال فرمائیں گے تو آپ کا وارث کون ہوگا؟ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، میرے اہل وعیال، حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پوچھا تو پھر میں اپنے والد کے متروکہ کی وارث کیوں نہیں؟

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا (اس لئے کہ) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

"ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا ہمارا ترکہ صدقہ ہے"

پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا

"محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی آل اس مال سے کھا سکتی ہے مگر میں اللہ کی قسم! رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ کی اس حالت کو جیسے کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ میں تھی کسی قسم کی تبدیلی نہ کروں گا اور اس میں وہی عمل جاری رکھوں گا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جاری فرمایا۔"

(بخاری شریف جلد اول، مسلم شریف، ترمذی شریف، ابوداؤد شریف، جلد ششم، مدارج النبوۃ جلد دوم)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ ہوئے تو دو سال کے بعد حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اصرار کرنے پر بنو نضیر کی زمینوں پر ان دونوں کو متولی بنا دیا۔ مگر شرط یہ رکھی کہ اس کی آمدنی اسی طرح خرچ کی جائے گی۔ جس طرح کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم خرچ فرمایا کرتے تھے۔ خیبر اور فدک کو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی تحویل ونگرانی میں رکھا۔

کچھ مدت کے بعد حضرت عباس اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مابین اختلاف پیدا ہو گیا تو دونوں فیصلے کیلئے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے۔ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کہنا تھا کہ بنی نضیر کی زمینیں تولیت کے طور پر دونوں میں تقسیم کر دی جائیں تاکہ دونوں میں سے کوئی ایک دوسرے کی تولیت میں دخل نہ دے سکے اور دونوں اپنے اپنے حصے پر اپنی مرضی سے تصرف کر سکیں۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس طرح کی تقسیم

Marfat.com

کے حق میں نہیں تھے۔ جب معاملہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے پیش ہوا تو انہوں نے کسی قسم کی تقسیم کرنے سے انکار کر دیا۔ بعد میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غلبہ حاصل ہوا تو انہوں نے بنونضیر کی زمینوں کو اپنے تصرف میں کر لیا اور حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کوئی عمل دخل نہ رہنے دیا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے انتقال کے بعد ان کی اولاد ان زمینوں میں تصرف کرتی رہی۔

(بخاری شریف جلد اول، ابوداؤد شریف جلد دوم)

خیبر اور فدک کی زمینیں حسب سابق وقف عام کی حیثیت سے تمام خلفاء کرام کے تصرف میں رہیں پھر جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اقتدار کی مسند پر بیٹھے تو انہوں نے فدک حاکم مدینہ مروان کو دے دیا اس طرح خیبر اور فدک کی زمینیں بنوامیہ کے پاس آ گئیں مگر حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے دور خلافت میں خیبر اور فدک کی زمینیں واگزار کر کے ان زمینوں کی حیثیت اسی طرح بحال کر دی جس طرح کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین کے دور میں تھی۔

(ابوداؤد جلد دوم، طبقات ابن سعد)

جنگی ہتھیار

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بہت سے جنگی ہتھیار تھے جن میں نو یا دس تلواریں تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک تلوار "ذوالفقار" تھی جو کہ غزوہ بدر میں مال غنیمت کے طور پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی تھی اور میدان جنگ میں اسی تلوار سے کام لیتے تھے۔

ایک تلوار کا نام "قضب" تھا اور یہ پہلی تلوار ہے جسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی کمر مبارک میں باندھا تھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تین تلواریں ایسی تھیں جو یہودیوں کے قبیلہ بنوقینقاع کے اسلحہ سے حاصل ہوئی تھیں ان کے نام قلعی، حتف اور بتار ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک تلوار کا نام مخذم تھا۔ جو چھری نما تھی اس کے کنارے چاندی کے تھے اور اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم لٹکا لیتے تھے۔

ایک تلوار آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایسی بھی تھی جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے والد ماجد کے ورثہ سے ملی تھی۔

دو تلواریں مزید آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھیں جن کے نام "رسوب" اور "مخذم" تھے۔ ایک تلوار جس کا نام "عضب" ہے اسے حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بطور نذرانہ پیش کی تھی۔

(شرف النبی صلی اللہ علیہ وسلم، مدارج النبوۃ جلد دوم)

Marfat.com

زرہیں

سات زرہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھیں۔ ایک زرہ کا نام "سعدیہ" تھا۔ کہا جاتا ہے کہ یہ وہ زرہ مبارک تھی جو حضرت داؤد علیہ السلام کی تھی جسے انہوں نے جالوت کو ہلاک کرتے وقت پہنا تھا۔ یہ زرہ بنو قینقاع کے اسلحہ سے ملی تھی۔

ایک زرہ مبارک کا نام "ذات الفضول" تھا جسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ بدر وحنین کو میں زیب تن فرمایا تھا اور اسے حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بطور ہدیہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش کی تھی۔ اس زرہ مبارک میں چار چاندی کے کڑے لگے ہوئے تھے۔ دو سینے کی طرف اور دو کندھے کی طرف۔ یہ وہی زرہ مبارک ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے وقت ایک یہودی کے پاس تیس صاع جو کے عوض گروی پڑی ہوئی تھی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک زرہ کا نام فضہ تھا اور یہ زرہ مبارک بھی بنو قینقاع کے اسلحہ میں سے ملی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک زرہ مبارک کا نام حریف تھا جبکہ ایک اور زرہ مبارک تھی جس کا نام ذات الحواشی وترا تھا۔ اہل سیر نے دو زرہوں کے نام مزید بیان کئے ہیں۔ یعنی "روحا" اور داؤدی بعض کا کہنا ہے کہ سعدیہ اور داؤدی ایک ہی زرہ مبارک کے دو نام ہیں۔

(شرف النبی صلی اللہ علیہ وسلم، مدارج النبوۃ جلد دوم)

ڈھال مبارک

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک ڈھال بھی تھی جس پر عقاب کی تصویر بنی ہوئی تھی اور یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تحفہ کے طور پر ملی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تصویر کو پسند نہ فرمایا اور پھر جب اس پر اپنا دست مبارک رکھا تو عقاب کی تصویر معدوم ہوگئی۔

(جواہر البحار فی فضائل النبی المختار جلد دوم)

کمانیں

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چھ کمانیں تھیں جبکہ ایک ترکش تھا۔

(مدارج النبوۃ جلد دوم)

کمر بند

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چمڑے کا ایک کمر بند تھا جس میں چاندی کی تین کڑیاں لگی ہوئی تھیں اس کمر بند (بیلٹ) کا منہ بند چاندی کا تھا اور کناروں پر سفید موتی لگے ہوئے تھے۔

(جواہر البحار فی فضائل النبی المختار جلد دوم)

Marfat.com

خود مبارک

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دو خود مبارک تھے ایک کا نام موشح اور دوسرے کا نام سبوغ تھا۔

(مدارج النبوۃ جلد دوم)

نیزے

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چار نیزے تھے ان میں سے تین نیزے تو بنو قینقاع کے اسلحہ سے حاصل ہوئے تھے جبکہ ایک نیزہ اور تھا جسے مثنی کہا جاتا تھا۔

(جواہر البحار فی فضائل النبی المختار جلد دوم)

حربہ

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حربے بھی تھے جن میں سے ایک کا نام بنفہ تھا۔ ایک حربے کا نام بیضہ تھا جو کہ سفید لکڑی کا تھا۔ ایک حربہ جسے عنزہ کہتے ہیں اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم عید کے دنوں میں سترہ کی غرض سے اپنے آگے زمین پر گاڑ دیا کرتے تھے۔

(مدارج النبوۃ جلد دوم)

عصا مبارک

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست اطہر میں مختلف اوقات میں جو عصا مبارک رہے ان کی ساخت و ماہیت کے اعتبار سے ان کے نام مجن، عرجون اور ممشوق ہیں۔ ان میں سے عرجون عصا مبارک سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ٹیک بھی لگا لیا کرتے تھے۔ اور اکثر اپنے دست اطہر میں ممشوق نامی عصا مبارک رکھا کرتے تھے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا عصا مبارک بطور تبرک حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس موجود رہتا تھا۔ امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک روز عصا مبارک اپنے ہاتھ میں پکڑے مسجد نبوی کے منبر اقدس پر خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ جہجاہ غفاری بد بخت نے ان کے ہاتھ سے عصا مبارک چھین کر توڑ دیا اس گستاخی اور بے ادبی کی سزا اسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ ملی کہ اس کے ہاتھ میں کینسر کا زخم ہو گیا جس سے اس کا ہاتھ گل سڑ کر ٹوٹ گیا اور وہ اسی زخم کی تکلیف سے مر گیا۔

(دلائل النبوۃ جلد سوم، جواہر البحار فی فضائل النبی المختار جلد دوم)

مویشی

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تقریباً دس گھوڑے تھے جن کے نام درج ذیل ہیں۔

Marfat.com

1۔ مرواح، 2۔سبحہ یا شجہ، 3۔فریس

4۔ سکب نامی گھوڑا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ احد میں استعمال فرمایا تھا اس کی رنگت سیاہ مائل بہ سرخی اور سفید پیشانی اور ہاتھ پاؤں میں سفیدی تھی مگر دایاں ہاتھ سفید نہیں تھا۔

5۔ ایک گھوڑے کا نام بحر تھا جسے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یمنی تاجروں سے خرید فرمایا تھا۔

6۔ حضرت تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں جو گھوڑا پیش کیا تھا اس کا نام ورد تھا۔

7۔ شاہ مصر مقوقس نے جو گھوڑا ہدیے کے طور پر بھیجا تھا اس کا نام لزاز تھا۔

8۔ حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جس گھوڑے کے متعلق گواہی دی تھی کہ اسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خرید اتھا اس گھوڑے کا نام مرتجز تھا۔

9۔ حضرت فروہ جذامی نے ہدیہ کے طور پر جو گھوڑا پیش کیا تھا اس کا نام طرب تھا۔

10۔ ایک گھوڑے کا نام لحیف تھا جسے ربیعہ بن ابی البراء نے تحفہ کے طور پر پیش کیا تھا۔رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تین خچر تھے جن کے نام درج ذیل ہیں۔

1۔دلدل: اس خچر کو شاہ مصر مقوقس نے ہدیہ کے طور پر دیا تھا۔

2۔ایلیہ: یہ خچر حاکم ''ایلہ'' نے ہدیہ کے طور پر دیا تھا۔

3۔فضہ: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خچر بطور ہبہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مرحمت فرمادیا تھا۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دو اونٹنیاں تھیں ایک کا نام قصویٰ تھا۔ جسے عضباء بھی کہتے ہیں جبکہ دوسری اونٹنی کا نام جدعا تھا۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تین دراز گوش (گدھے) بھی تھے جن کے نام یہ ہیں۔

1۔یعفور جسے عفیر بھی کہا جاتا ہے اسے شاہ مصر مقوقس نے بھیجا تھا۔

2۔ایک گدھا وہ تھا جسے حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ لائے تھے۔

3۔ایک گدھا جناب فروہ جذامی نے بھیجا تھا۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سات بکریاں بھی تھیں جن کو حضرت ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا چراتی تھیں ان میں سے ایک بکری کا نام غیشہ تھا جس کا دودھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بہت شوق سے نوش فرمایا کرتے تھے۔

(مدارج النبوۃ جلد دوم)

Marfat.com

مختلف برتن اور گھریلو سامان

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم لکڑی کا ایک پیالہ تھا جو پھٹ گیا تھا اس میں تین جگہوں پر چاندی کی پتریاں لگی ہوئی تھیں تاکہ شگاف بند ہو جائے اس پیالے کا نام مضیب تھا۔ ایک شیشے کا پیالہ بھی تھا ایک اور سادہ پیالہ لکڑی یا مٹی کا تھا۔ ایک تانبے کا برتن تھا جس میں سر مبارک پر لگانے کیلئے مہندی بھگوئی جاتی تھی اس برتن کا نام مھسب تھا۔

مہمانوں کی تواضع کیلئے ایک بہت بڑا پیالہ بھی تھا جبکہ تانبے کا ایک بڑا برتن تھا جس میں غسل کیلئے پانی بھرا رہتا تھا۔ ایک پیالہ تھا جس کا نام الغراء تھا جبکہ ایک اور پیالے کا نام السعہ تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چمڑے کی ایک صندوقچی تھی جس میں ہاتھی دانت کی کنگھی، مسواک، قینچی اور شیشہ پڑا ہوتا تھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دو پیمانے صاع اور مد تھے جن سے ناپ تول کیا کرتے تھے۔ ایک پتھر کی طفار تھی، چمڑے کا ایک ڈول، ایک پرانا مشکیزہ، ایک چارپائی، کھجور کی چھال سے بھرا ہوا بستر اور تکیہ، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی چارپائی کے پائے سیاہ رنگ کے تھے اور یہ حضرت اسعد بن زرارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بطور ہدیہ پیش کی تھی۔

(مدارج النبوۃ جلد دوم)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جو تانبے کا برتن تھا اس سے بعض اوقات وضو فرماتے ایک روز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو فرمایا تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی وضو کرنے کیلئے آگے بڑھے لیکن ادباً کھڑے رہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دی کہ وہ اس سے وضو کر لیں تو اس روز اس پانی سے اسی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے وضو کیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک مٹی کا لوٹا بھی تھا جس سے وضو بھی کرتے اور پانی بھی نوش فرماتے۔ انصار کے بچے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوتے اور اس لوٹے سے پانی پی لیتے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم انہیں منع نہیں فرماتے تھے۔ بچوں کو اس لوٹے سے پانی مل جاتا تو پی لیتے جو بچ جاتا اپنے چہرے اور بدن پر مل لیتے تھے۔

(شرف النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

استعمال کی دیگر اشیاء

وصال کے وقت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ترکہ میں صرف دو یمنی چادریں، ایک عمان کا تہبند، دو صحاری کپڑے، ایک صحاری پیراہن، ایک یمانی جبہ ایک واسکٹ، چند ٹوپیاں، سیاہ عمامہ مبارک، ایک سرخ چادر اور ایک کمبل تھا۔ یہ کمبل حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے تبرک کے طور پر اپنے پاس رکھا ہوا تھا۔ اس ضمن میں حضرت ابو بردہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی

Marfat.com

خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو انہوں نے ایک موٹا کمبل نکال کر (اس کی ہمیں زیارت کرائی اور) فرمایا اسی کمبل میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا تھا۔

(بخاری شریف جلد اول، شرف النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چاندی کی ایک انگشتری مبارک تھی۔ انگشتری مبارک پر محمد رسول اللہ نقش تھا اس طرح پر کہ محمد ایک سطر میں۔ رسول دوسری سطر میں اور اللہ تیسری سطر میں یہ انگشتری مبارک رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست اقدس میں رہی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے نامہ مبارک پر مہر ثبت فرماتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد یہ انگشتری مبارک حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئی ان کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئی ان کے بعد حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئی ان کے بعد حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئی اور پھر ان ہی کے دور خلافت میں مسجد قبا کے نزدیک موجود کنوئیں بیر اریس میں گر گئی اور تلاش کے باوجود نہ ملی۔

(بخاری شریف جلد دوم، ترمذی شریف)

☆☆☆

Marfat.com

سولہواں باب

شمائل وخصائل حمیدہ

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خوبصورتی اور حسن و جمال کی شان عظمت اور اس بے مثل خوبی کے بارے میں حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے قصیدہ ہمزیہ میں یوں بیان فرماتے ہیں کہ

واحسن منك لم ترقط عینی
واجمل منك لم تلد النساء
خلقت مبرا من كل عیب
كانك قد خلقت كما تشاء

''آپ سے زیادہ حسین وجمیل میری آنکھ نے کبھی دیکھا ہی نہیں اور آپ سے حسین تر کسی عورت نے کوئی جنا ہی نہیں آپ ہر عیب سے یوں پاک فرمائے گئے کہ گویا آپ کی منشاء کے مطابق آپ کی تخلیق ہوئی ہو۔''

جس طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کمال خلق میں کوئی مثال پیش نہیں کی جاسکتی۔ اسی طرح کمال خلقت میں بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ کوئی نہیں حتیٰ کہ انبیاء کرام علیہم السلام میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے شمائل وخصائل کی مثل کوئی نہیں تمام انبیاء کرام علیہم السلام کے شمائل وخصائل حمیدہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس میں جمع کر دیا گیا ہے یہی وجہ ہے کہ کوئی بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف وتوصیف کا کما حقہ حق ادا نہیں کرسکتا اس ضمن میں علامہ بوصیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ

فاق النبیین فی خلق و فی خلق
ولم یدانوہ فی علم ولا کرم

یعنی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم صفات خلیقہ وخلقیہ میں بے مثال و بے نظیر ہیں آپ کی حقیقت وصف کے ادراک سے تمام وہ لوگ جو اپنے اپنے فن کے استاد تھے عاجز رہ کر بے ساختہ پکار اٹھے۔

لا یمکن الثناء کما کان حقہ

اسی حوالے سے حضرت شیخ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں تین چیزوں کی ماہیت وحقیقت کو نہیں جان سکا انہی تین میں سے ایک رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت کے ادراک سے عاجز رہا۔

(نفحات الانس)

Marfat.com

چہرہ انور

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو چاندنی رات میں دیکھا تو میں کبھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھتا تھا اور کبھی چاند کی طرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت سرخ لباس پہنے ہوئے تھے تو (آخر میں نے فیصلہ کیا کہ) وہ چاند سے بڑھ کر حسین ہیں۔

(ترمذی، دارمی، مشکوۃ ص 517)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جو کوئی پہلی مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتا تو وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رعب سے ڈر جاتا پھر جب وہ ملتا جلتا رہتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا گرویدہ ہو جاتا تھا اور کوئی شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کیے بغیر رہ نہیں سکتا تھا اور بے ساختہ یہ پکار اٹھتا تھا کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جیسا حسین وجمیل نہ کوئی آپ سے پہلے دیکھا اور نہ آپ کے بعد ہی کوئی نظر آیا۔

(ترمذی شریف)

حضرت ام معبد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف حمیدہ کی کیا بات ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواہ قریب سے دیکھا جاتا یا دور سے ہر حالت میں حسین وجمیل دکھائی دیتے تھے۔

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ کسی شخص نے مجھ سے پوچھا کہ کیا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ انور تلوار کی مانند تھا؟ تو میں نے نفی میں جواب دیا اور کہا کہ سورج اور چاند جیسا نورانی اور گولائی کی طرف مائل تھا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میری آنکھوں نے کسی کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حسین وجمیل نہیں دیکھا جب کوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھتا تو یوں محسوس ہوتا تھا کہ سورج کی شعائیں چہرۂ انور میں تیر رہی ہیں۔

(کتاب الشفاء جلد اول)

ابن ابی ہالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ انور چودھویں کے چاند کی طرح چمکتا تھا۔

(کتاب الشفاء جلد اول)

جس سے تاریک دل جگمگانے لگے
اس چمک والی رنگت پہ لاکھوں سلام

چشمان اطہر

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی چشمان اطہر قدرتی طور پر سرمگیں تھیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سرمہ کی قطعاً

Marfat.com

ضرورت نہ تھی لیکن امت کی تعلیم کیلئے سرمہ استعمال فرمایا کرتے تھے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم اندھیرے میں بھی اسی طرح دیکھتے تھے جس طرح اجالے میں۔اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم جس طرح آگے کی چیزوں کو دیکھتے تھے بالکل اسی طرح اپنے عقب کی چیزیں بھی دیکھ لیتے تھے۔چنانچہ ایک حدیث پاک میں آتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

''بے شک میں تمہیں پیٹھ کے پیچھے بھی دیکھتا ہوں۔''

(موطا امام مالک،زرقانی علی المواہب جلد پنجم،خصائص کبریٰ جلد اول)

سرگیں آنکھیں، حریم حق کے وہ مشکیں غزال
ہے فضائے لامکاں تک جن کا رمنا نور کا

جس طرف اٹھ گئی دم میں دم آ گیا
اس نگاہ عنایت پہ لاکھوں سلام

ابرو مبارک

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ابرو مبارک باریک اور لمبی تھیں لیکن ایک دوسری سے ملی ہوئی نہ تھیں مگر دور سے دیکھنے سے یوں معلوم ہوتا تھا کہ متصل ہیں ان کے درمیان ایک رگ تھی جو غصے کے وقت ابھر آتی تھی۔

(کتاب الشفاء جلد اول)

جن کے سجدے کو معراج کعبہ جھکی
ان بھنوؤں کی لطافت پہ لاکھوں سلام

پیشانی مبارک

حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی مبارک کشادہ اور چوڑی تھی۔

(شمائل ترمذی)

جس کے ماتھے شفاعت کا سہرا رہا
اس جبین سعادت پہ لاکھوں سلام

رخسار مبارک

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رخسار مبارک ہموار نہ بہت ابھرے ہوئے اور نہ دبے ہوئے تھے نہایت خوبصورت تھے۔

Marfat.com

(جواہر البحار)

جن کے آگے چراغ قمر جھلملائے
ان عذاروں کی طلعت پہ لاکھوں سلام

دہن مبارک

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دہن مبارک فراخ تھا۔ جب آپ تبسم فرماتے تو بجلی کی روشنی یا بادلوں کی چمک کے مانند دہن مبارک کھلتا۔ جب کلام فرماتے تو سامنے والے اوپر اور نیچے کے دندان مبارک سے نور کی شعاؤں کے چشمے پھوٹ نکلتے تھے۔

(کتاب الشفاء جلد اول)

وہ دہن جس کی ہر بات وحی خدا
چشمہ علم و حکمت پہ لاکھوں سلام
جس کے پانی سے شاداب جان و جناں
اس دہن کی تراوٹ پہ لاکھوں سلام

بینی مبارک

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناک مبارک خوبصورت لمبی اور منور تھی۔ چہرہ انور پر بہت ہی خوبصورت نظر آتی تھی۔

(کتاب الشفاء جلد اول)

نیچی آنکھوں کی شرم و حیا پر درود
اونچی بینی کی رفعت پہ لاکھوں سلام

گردن مبارک

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گردن مبارک نہایت حسین ترین تھی جو زیادہ لمبی اور بہت چھوٹی نہ تھی بلکہ صراحی دار اور سڈول تھی چاندی کی مانند صاف وشفاف دکھائی دیتی تھی۔

(کتاب الشفاء جلد اول، شمائل ترمذی)

جس میں نہریں ہیں شیر و شکر کی رواں
اس گلے کی نظارت پہ لاکھوں سلام

زبان اطہر

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان اطہر کا یہ اعجاز تھا کہ جو بھی کلام فرماتے دلوں پر اثر کرتا تھا۔ عرب کے تمام فصحاء و بلغاء آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام پاک کی اس خوبی کو تسلیم کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے عرب کی تمام زبانیں

Marfat.com

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سکھادی تھیں۔ اسی لئے آپ عرب کے ہر قبیلے والوں سے ان کی زبان میں کلام فرماتے اور ان کی روزمرہ بول چال کا بلاغت کے ساتھ لحاظ رکھتے تھے۔

حضرت ام معبد رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام شیریں ہوتا تھا۔ گفتگو کا ہر لفظ دوسرے سے جدا ہوتا بغیر ضرورت کلام نہیں فرماتے تھے۔ آپ کا ہر بیان ایسا مربوط ہوتا تھا جیسے ایک لڑی میں پروئے ہوئے موتی۔

(کتاب الشفاء جلد اول)

وہ زبان جس کو سب کن کی کنجی کہیں
اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام
اس کی پیاری فصاحت پہ بے حد درود
اس کی دلکش بلاغت پہ لاکھوں سلام
اس کی باتوں کی لذت پہ لاکھوں درود
اس کے خطبے کی ہیبت پہ لاکھوں سلام

شکم و سینہ مبارک

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سینہ مبارک اور شکم مبارک ہموار تھا مگر سینہ مبارک فراخ اور چوڑا تھا۔ دونوں کندھوں کے درمیان قدرے فاصلہ تھا۔ چوڑوں کی ہڈیاں مضبوط اور بڑی تھیں ناف اور سینہ مبارک کے درمیان ایک لکیر کی طرح بالوں کی باریک دھاری تھی اس باریک لکیر کے علاوہ دونوں مبارک چھاتیاں اور شکم مبارک پر بال نہیں تھے البتہ دونوں بازوؤں اور کندھوں اور سینہ مبارک کے اوپری حصہ پر بال مبارک تھے۔

(شمائل ترمذی)

رفع ذکر جلالت پہ ارفع درود
شرح صدر صدارت پہ لاکھوں سلام
کل جہاں ملک اور جو کی روٹی غذا
اس شکم کی قناعت پہ لاکھوں سلام

گوش مبارک

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گوش مبارک بھی دیگر اعضاء مبارک کی طرح نہایت خوبصورت تھے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم دور و نزدیک سے یکساں سماعت فرمالیا کرتے تھے۔ قوت سماعت اس قدر زیادہ تھی کہ زمین پر تشریف فرما ہوتے ہوئے آسمانوں کی چرچراہٹ بھی سن لیا کرتے تھے۔

(خصائص کبریٰ جلد اول)

Marfat.com

دور و نزدیک سے سننے والے وہ کان
کان لعل کرامت پہ لاکھوں سلام

سرانور

سر مبارک اعتدال کے ساتھ بڑا تھا جو کہ بہت بارعب نظر آتا تھا۔

(شمائل ترمذی)

جس کے آگے سر سروراں خم رہیں
اس سر تاج رفعت پہ لاکھوں سلام

گیسو مبارک

سراقدس کے بال مبارک نہ تو بالکل سیدھے اور نہ بالکل لچھے دار اور نہ ہی بالکل گھنگریالے بغیر خم کے (بلکہ کچھ گھنگریالے خمدار) تھے۔ سر مبارک کی زلفیں کھلی رہتیں پھر مانگ نکالنا شروع فرمائی اور مبارک زلفوں میں کنگھی استعمال فرماتے۔ گیسو مبارک اکثر گوش مبارک تک رہتے۔ کبھی کبھار مبارک کندھوں تک رہتے۔ بوقت وصال شریف سرانور اور داڑھی مبارک میں بیس بالوں سے زیادہ سفید نہیں تھے۔

(جواہر البحار)

وہ کرم کی گھٹا گیسوئے مشک سا
لکۂ ابر رافت پہ لاکھوں سلام
لیلۃ القدر میں مطلع الفجر حق
مانگ کی استقامت پہ لاکھوں سلام

لب مبارک

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لب مبارک گل قدس کی پتیوں کی طرح پتلے پتلے اور نہایت خوبصورت تھے اور گلاب کی پنکھڑیوں سے زیادہ نرم و نازک تھے۔

پتلی پتلی گل قدس کی پتیاں
ان لبوں کی نزاکت پہ لاکھوں سلام

پشت مبارک

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت مبارک ہموار اور سفید و شفاف تھی جیسے چاندی کی ڈھلی ہوئی جس پر شانوں کے درمیان میں کبوتری کے انڈے کے برابر ابھری ہوئی مہر نبوت تھی۔ یہ ایک ابھرا ہوا نورانی گوشت کا ٹکڑا تھا۔

(جواہر البحار)

Marfat.com

حجرۂ اسود کعبہ جان و دل
یعنی مہر نبوت پہ لاکھوں سلام

دست مبارک

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دست مبارک کشادہ اور پر گوشت تھا جو مصافحہ کرتا اس کا ہاتھ معطر ہو جاتا تھا۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے کسی دیبا وریشم کے کپڑے کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک ہتھیلیوں سے نرم نہیں پایا اور میں نے کوئی ایسا مشک وعنبر نہیں سونگھا جس کی خوشبو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشبو سے بڑھ کر ہو۔

(بخاری مسلم، مشکوٰۃ شریف)

ہاتھ جس سمت اٹھا غنی کر دیا
موج بحر سخاوت پہ لاکھوں سلام

بازو مبارک

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کلائیاں قدرے لمبی اور گداز تھیں بازو مبارک کی رنگت نہایت نکھری ہوئی صاف و شفاف تھی۔ خوبصورت اور مضبوط بازو متاثر کن تھے۔

جس کو بار دو عالم کی پرواہ نہیں
ایسے بازو کی ہمت پہ لاکھوں سلام

انگلیاں مبارک

دست مبارک کی انگلیاں تناسب کے ساتھ لمبی اور بخشش وعطا کیلئے پھیلی ہوئی تھیں۔ جن کے بیچ سے ضرورت کے وقت پانی کا چشمہ ابلنے لگتا تھا اور جن کے اشارے سے چاند کا سینہ شق ہوا اور ڈوبا ہوا سورج پلٹ آیا۔

(انوار الحدیث)

نور کے چشمے لہرائیں دریا بہیں
انگلیوں کی کرامت پہ لاکھوں سلام

قد مبارک

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قد مبارک نہ زیادہ لمبا تھا اور نہ زیادہ کوتاہ بلکہ میانہ قد تھا۔

(شمائل ترمذی)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب انسانوں کے مجمع میں کھڑے ہوتے تو سب سے اونچے نظر آتے تھے۔

ان کے خدا کی سہولت پہ بیحد درود

Marfat.com

ان کے قد کی رشاقت پہ لاکھوں سلام

پائے مبارک

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں مبارک درمیان سے ابھرے ہوئے جو زمین سے اٹھے رہتے پاؤں مبارک صاف اور نرم تھے جن کے اوپر پاؤں نہیں ٹھہرتا تھا زمین سے اٹھتے تو پوری قوت کے ساتھ اور چلتے وقت آگے کی طرف تھوڑا سا جھکاؤ رکھتے تھے تیز بھی چلتے تو بڑے آرام سے چلتے جب چل رہے ہوتے تو یوں محسوس ہتا کہ گویا آگے کی طرف جھک رہے ہیں۔ مبارک ایڑیاں زیادہ پر گوشت نہ تھیں۔

(کتاب الشفاء)

کھائی قرآن نے خاک گزر کی قسم
اس کف پا کی حرمت پہ لاکھوں سلام

دو قمر، دو پنجہ دو ستارے، دس ہلال
ان کے تلوارے، پنجے، ناخن، پائے اطہر ایڑیاں
تالع روح القدس کے موتی جسے سجدہ کریں
رکھتی ہیں واللہ وہ پاکیزہ گوہر ایڑیاں

جسم مبارک

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم مبارک خوبصورت، خوشبودار اور سرخی مائل سفید تھا۔ اس ضمن میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر صاف شفاف اور خوبصورت تھے کہ گویا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بدن چاندی سے ڈھالا گیا ہے۔

(شمائل ترمذی)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی رواستہ سے گزرتے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو بھی اس راستہ سے گزرتا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پسینہ اطہر کی خوشبو محسوس کر لیتا تھا کہ ادھر سے تشریف لے گئے ہیں۔

(بخاری شریف، دارمی، مشکوۃ شریف)

اس بارے میں حضرت اسحاق بن راہویہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ خوشبو لگانے کے باعث ایسا نہیں ہوتا تھا بلکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم اطہر ہی فضاؤں کو معطر کر جاتا تھا۔

(کتاب الشفاء جلد اول)

Marfat.com

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پسینہ اطہر نہایت خوشبودار تھا ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر محو استراحت تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پسینہ آیا تو حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ حضرت ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شیشی لے کر اس میں اس پسینہ مبارک کو جمع کر لیا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ اس کا کیا کرو گی؟ عرض کی کہ اسے خوشبو میں ملائیں گے کیونکہ اس کی خوشبو ہر خوشبو سے زیادہ ہے۔

(کتاب الشفاء جلد اول)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو (بعد وصال) غسل دیا تو میں اس چیز کو دیکھنے لگا جو میت سے خارج ہوا کرتی ہے (یعنی پاخانہ) مگر مجھے ایسی کوئی چیز نظر نہ آئی۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ اپنی حیات طیبہ میں بھی پاک تھے اور بعد میں بھی پاک ہیں۔ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اطہر سے ایسی خوشبو نکل رہی تھی کہ ایسی خوشبو ہم نے کبھی نہیں سونگھی تھی۔

(کتاب الشفاء جلد اول)

لباس مبارک

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا لباس مبارک سادہ مگر زینت بخش ہوتا تھا۔ صاف ستھرا اور پاکیزہ لباس پہنتے اور ہمیشہ ایسا لباس زیب تن فرماتے۔ جس سے مکمل طور پر ستر پوشی کے تقاضے پورے ہوتے ہوں۔ ایسے لباس کو پسند فرماتے جو اخلاقیات کے معیار پر پورا اترتا۔ ایسے لباس کو ہرگز پسند نہیں فرماتے تھے کہ جو ستر پوشی کے مقصد کو پورا نہ کرتا ہو یا جسے پہن کر غرور و تکبر ظاہر ہوتا ہو۔

قمیض مبارک

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم قمیض بھی زیب تن فرمایا کرتے تھے چنانچہ حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قمیض کی آستین ٹخنے تک تھی۔ (ابوداؤد، ترمذی)

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

''نہ میں سرخ زین پوش پر سوار ہوتا ہوں اور نہ کسم کا زنگار ہوا کپڑا پہنتا ہوں اور نہ وہ قمیض پہنتا ہوں جس میں ریشم کا کف لگا ہوا ہو'' (ابوداؤد شریف)

اسی طرح حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب قمیض پہنتے تو داہنے سے شروع کرتے۔ (ترمذی شریف)

Marfat.com

تہبند مبارک

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تہبند زیب تن فرمایا کرتے تھے۔ حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ فرماتے ہیں کہ

"میں نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ ان کے تہبند کا حاشیہ قدم پر تھا میں نے پوچھا، آپ اس طرح کیوں باندھتے ہیں، انہوں نے جواب دیا کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح تہبند باندھے ہوئے دیکھا ہے۔" (ابوداؤد شریف)

چادر مبارک

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چادر کا استعمال بھی فرمایا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم یمنی دھاری دار چادریں جن کو حبرہ کہا جاتا ہے سب سے زیادہ پسند فرماتے چنانچہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ پہننے کے کپڑوں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حبرہ بہت پسند تھی۔ (سرخ یا سبز دھاری دار یمنی چادر) (بخاری شریف، مسلم شریف)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سبز رنگ کی چادریں بھی زیب تن فرمائی ہیں۔ چنانچہ حضرت ابو رمثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دو سبز چادریں اوڑھے ہوئے دیکھا۔ (ترمذی شریف)

اسی حوالے سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ صبح کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم بیت اطہر سے باہر تشریف لے گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم مبارک پر سیاہ چادر تھی۔ (ترمذی شریف)

کملی مبارک

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اکثر کملی زیب تن فرمایا کرتے تھے چنانچہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال مبارک ہوا تو اس وقت جو لباس مبارک زیب تن کیا ہوا تھا وہ پیوند لگی کملی اور موٹا تہبند تھا۔ اس ضمن میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ

"حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پیوند لگی ہوئی کملی اور موٹا تہبند نکالا اور فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال انہی میں ہوا۔" (بخاری مسلم)

جبہ مبارک

جبہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زیر استعمال رہا ہے۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم (غزوۂ تبوک میں) قضائے حاجت کے لئے تشریف لے گئے پھر جب واپس تشریف لائے تو میں پانی لے کر پہنچا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو فرمایا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت ایک رومی جبہ زیب تن کئے ہوئے تھے جس کی آستینیں تنگ تھیں۔ (بخاری و مسلم)

Marfat.com

حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ

''انہوں نے ایک جبہ نکالا جس کی گردن پر دیباج لگی ہوئی تھی اور دونوں چاکوں پر بھی دیباج کی گوٹ لگی ہوئی تھی۔ فرماتی ہیں کہ یہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا جبہ مبارک ہے۔ جو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس تھا جب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا انتقال ہوگیا تو یہ مجھ کو مل گیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم اسے پہنا کرتے تھے اور ہم اسے دھو کر اس کا پانی بیماروں کو شفاء کی غرض سے پلاتے ہیں۔'' (مسلم شریف)

عمامہ مبارک

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف رنگوں یعنی سفید، سبز، سیاہ اور زعفرانی رنگ کے عمامہ باندھے ہیں جب عمامہ مبارک باندھتے تو دونوں شانوں کے درمیان شملہ لٹکاتے اور فرماتے۔

''عمامہ باندھنا اختیار کرو کہ یہ فرشتوں کا نشان ہے اور اس کو (شملہ کو) پیٹھ کے پیچھے لٹکا لو۔'' (ترمذی شریف، بیہقی)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم عمامہ کے نیچے ٹوپی رکھتے تھے اور فرماتے کہ ہمارے اور مشرکین کے درمیان یہ فرق ہے کہ ہمارے عمامہ ٹوپیوں پر ہوتے ہیں۔

(ترمذی شریف)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ فتح مکہ کے موقع پر جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم شہر میں داخل ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک پر سیاہ عمامہ تھا۔ (ترمذی شریف)

موزہ مبارک

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے موزوں کو بھی استعمال فرمایا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دو سادہ موزے بھی تھے جنہیں نجاشی نے ہدیہ کے طور پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجے تھے اور آپ نے ان کو استعمال فرمایا اسی طرح حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی موزے تحفہ کے طور پر پیش کئے تھے ان کو آپ نے پھٹنے تک استعمال فرمایا۔

حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ

''نجاشی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سیاہ رنگ کے دو سادہ موزے ہدیہ کے طور پر بھیجے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو پہنا اور وضو کے بعد ان پر مسح بھی فرمایا۔''

(ترمذی شریف)

نعلین مبارک

حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا کہ رسول

Marfat.com

کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نعلین پاک کیسے تھے تو انہوں نے فرمایا کہ ہر ایک نعل پاک میں دو دو تسمے تھے۔ (ترمذی شریف)

حضرت شیخ امام حافظ علقمی رحمۃ اللہ علیہ نے علامہ عراقی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ
”رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعلین پاک کی لمبائی ایک بالشت اور دو انگلیاں اور ایڑی کی طرف سے چوڑائی سات انگلیاں اندرونی حصہ پانچ انگلیاں اور اس سے اوپر والا حصہ سات انگلیاں تھی۔ سر گول اور دونوں تسموں کے مابین دو انگلیاں فاصلہ تھا۔“

(الجامع الصغیر فی احادیث البشیر والنذیر)

☆☆☆

Marfat.com

شمائل وخصائل مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

(اعلیٰ حضرت کی نظر میں)

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا چہرۂ انور:

بلاشبہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا چہرہ انور چاند سے بھی زیادہ خوبصورت دکھائی دیتا تھا اس بارے میں علامہ فاسی نے ''مطالع المسرات'' میں علامہ ابن سبع سے نقل کیا ہے کہ

كان النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم يضئ البيت المظلم من نوره ٥

''نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نور سے تاریک گھر روشن ہوجاتا ہے''

(نفی الفیٔ عمن استنارہ بنورہ کل شئ)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چہرۂ انور کی مدح وتعریف کرتے ہوئے اس طرح تحریر فرمایا ہے۔

لگ بدر فی الوجہ الاجمل خط ہالۂ مہ زلف ابر اجل — تورے چندن چندر پروکنڈل رحمت کی بھرن برسا جانا
رخ انور کی تجلی جو قمر نے دیکھی — رہ گیا بوسہ دہ نقش کف پا ہو کر
میں تو کیا چیز ہوں خود صاحب قرآن کو شہا — لاکھ مصحف سے پسند آئی بہار عارض
جیسے قرآں ہے ورد اس گل محبوبی کا — یوں ہی قرآں کا وظیفہ ہے وقار عارض
مشک بو زلف سے رخ چہرہ سے بالوں میں شعاع — معجزہ ہے حلب زلف و تتار عارض
کیا ٹھیک ہو رخ نبوی پر مثال گل — پامال جلوۂ کف پا ہے جمال گل
جنت ہے ان کے جلوہ سے جو پائے رنگ وبو — اے گل ہمارے گل سے ہے گل کو سوال گل
ہیں عکس چہرہ سے لب گل گوں میں سرخیاں — ڈوبا ہے بدر گل سے شفق میں ہلال گل
دل بستہ و خون گشتہ نہ خوشبو نہ لطافت — کیوں غنچہ کہوں ہے مرے آقا کا دہن پھول
بو ہو کے نہاں ہو گئے تاب رخ شہ میں — لو بن گئے ہیں اب تو حسینوں کا دہن پھول
ہے کلام الٰہی میں شمس وضحی ترے چہرۂ نور فزا کی قسم — قسم شب تار میں راز یہ تھا کہ حبیب کی زلف دوتا کی قسم

Marfat.com

رخ دن ہے یا مہر سما یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں
شب زلف یا مشک ختا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

خورشید تھا کس زور پر کیا بڑھ کے چمکا تھا قمر
بے پردہ جب وہ رخ ہوا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

وصف رخ ان کا کیا کرتے ہیں شرح والشمس وضحٰی کرتے ہیں
ان کی ہم مدوح وثنا کرتے ہیں جن کو محمود کہا کرتے ہیں

پردہ اس چہرۂ انور سے اٹھا کر ایک بار
اپنا آئینہ بنا اے مہ تاباں ہم کو

اے رضا وصف رخ پاک سنانے کے لیے
نذر دیتے ہیں چمن مرغ غزل خواں ہم کو

قبر میں لہرائیں گے تا حشر چشمے نور کے
جلوہ فرما ہوگی جب طلعت رسول اللہ کی

مہ بے داغ کے صدقے جاؤں
یوں دمکتے ہیں دمکنے والے

عرش تک پھیلی ہے تاب عارض
کیا جھلکتے ہیں جھلکنے والے

شمع یاد رخ جاناں نہ بجھے
خاک ہو جائیں بھڑکنے والے

تم چاہو تو قسمت کی مصیبت ٹل جائے
کیوں کر کہوں ساعت سے قیامت ٹل جائے

للہ اٹھا دو رخ روشن سے نقاب
مولیٰ میری آئی ہوئی شامت ٹل جائے

تیری ہی جانب پانچویں وقت سجدہ نور کا
رخ ہے قبلہ نور کا ابرو ہے کعبہ نور کا

ہیبت عارض سے تھراتا ہے شعلہ نور کا
کفش پا پر گر کے بن جاتا ہے گچھا نور کا

وصف رخ میں گاتی ہیں حوریں ترانہ نور کا
قدرتی بینوں میں کیا بجتا ہے لہرا نور کا

ک گیسو ہ دہن ی ابرو آنکھیں ع ص
کھیعص ان کا ہے چہرہ نور کا

آب زر بنتا ہے عارض پر پسینہ نور کا
مصحف اعجاز پر چڑھتا ہے سونا نور کا

لحد میں عشق رخ شہ کا داغ لے کے چلے
اندھیری رات سنی تھی چراغ لے کے چلے

ہے جلوہ گہہ نور الٰہی وہ رہ
قوسین کی مانند ہے دونوں ابرو

آنکھیں یہ نہیں سبزۂ مژگاں کے قریب
چرتے ہیں فضائے لا مکاں میں آہو

ان کی خد کی سہولت پہ بیحد درود
ان کے قد کی رشاقت پہ لاکھوں سلام

شبنم باغ حق یعنی رخ کا عرق
اس کی سچی براقت پہ لاکھوں سلام

جن کے آگے چراغ قمر جھلملائے
ان عذاروں کی طلعت پہ لاکھوں سلام

چاند سے منہ پہ تاباں درخشاں درود
نمک آگیں صباحت پہ لاکھوں سلام

گل مست شداز بوئے تو بلبل فدائے روئے تو
سنبل نثار موئے تو طوطی بیادت نغمہ خواں

کس کے روئے منور کی یاد آ گئی
دل تپاں دل تپاں دل تپاں ہو گیا

طوطی سدرہ مدح رخ پاک میں
گل فشاں گل فشاں گل فشاں ہو گیا

Marfat.com

جب ہوا چرخ میرے ماہ رسالت کا مسیر　　چاند حیرت سے بنا ابرو نقش تصویر
ان کے آگے نہ چلی ایک بھی لاف تنویر　　کیا ضیاء ہیں رخ انور کی کہ مہتاب منیر
چرخ اخضر سے جو نکلا تو مکدر نکلا

رخ نبی سے ہے پھر لاف بندگی گل کو　　خدا کسی کو بس اتنا بھی نا سزا نہ کرے
نور رخ سرور کا عجب جلوہ ہے　　آٹھوں پہر اس کوچہ میں دن رہتا ہے
یہ شام مدینہ نہ سمجھنا اے دل　　آہ دل عاشق کا دھواں چھایا ہے

(حدائق بخشش)

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دہن اطہر:

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دہن اطہر کے بارے میں لکھا ہے کہ ایک حدیث پاک میں ہے ابوقرصافہ کی والدہ اور خالہ فرماتی ہیں۔

رأينا كالنور يخرج من فيه o

''ہم نے ان کے دہان اطہر سے نور سا نکلتا دیکھا''

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

اذضحك يتلا لو الجدر o

''حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب ہنستے تو دیواریں روشن ہو جاتیں۔''

(نفی الفی عمن استنار بنورہ کل شئی)

امام احمد رضا خان بریلوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے سیدنا رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دہن اطہر کی تعریف کرتے ہوئے اشعار میں اس طرح نذرانہ عقیدت پیش فرمایا ہے۔

پتلی پتلی گل قدس کی پتیاں　　ان لبوں کی نزاکت پہ لاکھوں سلام
وہ دہن جس کی ہر بات وحی خدا　　چشمۂ علم و حکمت پہ لاکھوں سلام
جس کے پانی سے شاداب جان و جناں　　اس دہن کی طراوت پہ لاکھوں سلام
جس سے کھاری کنویں شیرۂ جاں بنے　　اس زلال حلاوت پہ لاکھوں سلام
وہ زبان جس کو سب کن کی کنجی کہیں　　اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام
اس کی پیاری فصاحت پہ بے حد درود　　اس کی دل کش بلاغت پہ لاکھوں سلام
اس کی باتوں کی لذت پہ لاکھوں درود　　اس کے خطبے کی ہیبت پہ لاکھوں سلام
جس کی تسکیں سے روتے ہوئے ہنس پڑیں　　اس تبسم کی عادت پہ لاکھوں سلام

Marfat.com

جس میں نہریں ہیں شیر وشکر کی رواں　　　اس گلے کی نضارت پہ لاکھوں سلام
(حدائق بخشش)

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی چشمان اطہر:

سیدنا رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی چشمان اطہر کے حوالے سے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں کہ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

''رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا رنگ گورا سرخی آمیز چشمان اطہر بڑی خوب سیاہ داڑھی گھنی''

(فتاویٰ رضویہ جلد نہم ص 123۔ لمعتہ الضحیٰ)

اس ضمن میں امام احمد رضا بریلوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے سیدنا رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی چشمان اطہر کے اوصاف و جمال کو بیان کرتے ہوئے شاعرانہ انداز میں اس طرح نذرانہ عقیدت پیش کیا ہے۔

جب آ گئی ہیں جوش رحمت پہ ان کی آنکھیں　　　جلتے بجھا دیئے ہیں روتے ہنسا دیئے ہیں
دل نکل جانے کی جا ہے آہ کن آنکھوں سے وہ　　　ہم سے پیاسوں کے لیے دریا بہاتے جائیں گے
شش جہت سمت مقابل شب و روز ایک ہی حال　　　دھوم و النجم میں ہے آپ کی بینائی کی
سرگیں آنکھیں حریم حق کے وہ مشکیں غزال　　　ہے فضائے لا مکاں تک جن کا رمنا نور کا
چشمۂ مہر میں موج نور جلال　　　اس رگ ہا شمیت پہ لاکھوں سلام
جس طرف اٹھ گئی دم میں دم آ گیا　　　اس نگاہ عنایت پہ لاکھوں سلام
نیچی آنکھوں کی شرم و حیاء پر درود　　　اونچی بینی کی رفعت پہ لاکھوں سلام
(حدائق بخشش)

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ابرو مبارک:

سیدنا رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ابرو مبارک کے حوالے سے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں۔

''رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا چہرہ انور گورا داڑھی گھنی آنکھوں کے کووں میں سرخی پلکیں دراز اسے ابن عساکر نے روائیت کیا۔''　(فتاوی رضویہ جلد نہم ص 123 لمعتہ الضحیٰ)

حضرت امام احمد رضا بریلوری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ابروئے مبارک کی تعریف میں فرمایا ہے۔

خم زلف بنی ساجد ہے محراب دو ابرو میں　　　کہ یا رب تو ہی والی ہے سیہ کاران امت کا
یاد ابرو کر کے تڑپو بلبلو　　　ٹکڑے ٹکڑے دام ہو ہی جائے گا

Marfat.com

ہلال کیسے نہ بنتا کہ ماہ کامل کو
سلام ابروئے شہ میں خمیدہ ہونا تھا
جن کے سجدے کو محراب کعبہ جھکی
ان بھوؤں کی لطافت پہ لاکھوں سلام
اشک باری مژگاں پہ برسے درود
سلک در شفاعت پہ لاکھوں سلام
عشق ابرو میں میں رمز قوسین کا
نکتہ داں نکتہ داں نکتہ داں ہو گیا
اشارہ کر دیں اگر وہ کمان ابرو کا
ہمارا تیر دعا پھر کبھی خطا نہ کرے
(حدائق بخشش)

جبین مبارک:

سیدنا رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جبین مبارک کے حوالے سے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

''رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عظمت والی نگاہوں میں عظیم دلوں میں معظم تھے چہرۂ انور چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتا جگمگاتا رنگ کشادہ پیشانی گھنی داڑھی ترمذی نے اسے شمائل میں طبرانی نے کبیر میں اور بیہقی نے شعب الایمان میں روائیت کیا۔'' (فتاویٰ رضویہ جلد نہم ص 123-لمعتہ الضحیٰ)

امام احمد رضا بریلوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جبین مبارک کی مدح کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

جس کے ماتھے شفاعت کا سہرا رہا
اُس جبین سعادت پہ لاکھوں سلام
(حدائق بخشش)

سرانور:

حضرت امام احمد رضا بریلوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے سیدنا رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سرانور کے بارے میں تحریر فرمایا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

''رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سرانور بزرگ اور ریش مبارک بڑی تھی۔'' امام بیہقی نے اسے روائیت کیا۔
(فتاویٰ رضویہ جلد نہم ص 123-لمعتہ الضحیٰ)

اس ضمن میں سیدنا رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سرانور کی تعریف وتوصیف کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے اشعار میں اس طرح نذرانہ عشق ومحبت پیش کرتے ہیں۔

تیرے ہی ماتھے رہا اے جان سہرا نور کا
بخت جاگا نور کا چمکا ستارا نور کا
تیرے آگے خاک پر جھکتا ہے ماتھا نور کا
نور نے پایا تیرے سجدے سے سیما نور کا
جس کے ماتھے شفاعت کا سہرا رہا
اس جبین سعادت پہ لاکھوں سلام

Marfat.com

جس کے آگے سر سروراں خم رہیں اس سرتاج رفعت پہ لاکھوں سلام
لیلۃ القدر میں مطلع الفجر حق مانگ کی استقامت پہ لاکھوں سلام
(حدائق بخشش)

گیسو مبارک:

سیدنا رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گیسو مبارک کے بارے میں حضرت امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ

''پورے سر پر بال رکھنا اور مانگ نکالنا خاص حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت ہے حج وحجامت یعنی پچھنوں کی ضرورت کے سوا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے حلق شعر ثابت نہیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دس برس مدینہ طیبہ میں قیام فرمایا اس مدت میں صرف تین مرتبہ یعنی سال حدیبیہ وعمرۃ القضاء اور حجۃ الوداع میں حلق فرمایا۔''

(فتاویٰ رضویہ ج 9 ص 39)

سیدنا رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سرانور کے گیسو مبارک مونڈنے کے حوالے سے امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عادت مبارکہ تھی کہ پورے سر پر بال رکھتے تھے اور یہ کان کی لو سے کندھے تک ہوئے تھے حج اور حجامت (پچھنا لگوانا) کے علاوہ کبھی بالوں کا مونڈنا ثابت نہیں ہے۔

(فتاویٰ رضویہ ج 9 ص 521)

حضور سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گیسوئے مبارک کی مدح سرائی کرتے ہوئے حضرت امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔

بڑھ چلی تیری ضیاء اندھیر عالم سے گھٹا کھل گیا گیسو تیرا رحمت کا بادل گھر گیا
دندان دلب و زلف و رخ شہ کے فدائی ہیں در عدن لعل یمن مشک ختن پھول
مشک سا زلف شہ و نور فشاں روئے حضور اللہ اللہ حلب حبیب و تتار دامن
بزم ثنائے زلف میں میری عروس فکر کو ساری بہار ہشت خلد چھوٹا سا عطر دان ہے
چمن طیبہ میں سنبل جو سنوارے گیسو حور بڑھ کر شکن ناز پہ وارے گیسو
کی جو بالوں سے تیرے روضہ کی جاروب کشی شب کو شبنم نے تبرک کو ہیں دھارے گیسو
ہم سیہ کاروں پہ یا رب تپش محشر میں سایہ افگن ہوں تیرے پیارے کے پیارے گیسو
چرچے حوروں میں ہیں دیکھو تو ذرا بال براق سنبل خلد کے قربان اتارے گیسو
آخریں حج غم امت میں پریشاں ہو کر تیرہ بختوں کی شفاعت کو سدھارے گیسو

Marfat.com

گوش تک سنتے تھے فریاد اب آئے تا دوش
کہ بنیں خانہ بدوشوں کو سہارے گیسو

سوکھے دھانوں پہ ہمارے بھی کرم ہو جائے
چھائے رحمت کی گھٹا بن کے تمہارے گیسو

کعبۂ جاں کو پنہایا ہے غلاف مشکیں
اڑ کے آئے ہیں جو ابرو پہ تمہارے گیسو

سلسلہ پا کے شفاعت کا جھکے پڑتے ہیں
سجدۂ شکر کے کرتے ہیں اشارے گیسو

مشک بو کوچہ یہ کس پھول کا جھاڑا ان سے
حوریو! عنبر سارا ہوئے سارے گیسو

دیکھو قرآں میں شب قدر ہے تا مطلع فجر
یعنی نزدیک ہیں عارض کے وہ پیارے گیسو

بھینی خوشبو سے مہک جاتی ہیں گلیاں واللہ
کیسے پھولوں میں بسائے ہیں تمہارے گیسو

شان رحمت ہے کہ شانہ نہ جدا ہو دم بھر
سینہ چاکوں پہ کچھ اس درجہ ہیں پیارے گیسو

شانہ ہے پنجۂ قدرت تیرے بالوں کے لیے
کیسے ہاتھوں نے شہا تیرے سنوارے گیسو

احد پاک کی چوٹی سے الجھ لے شب بھر
صبح ہونے دو شب عید نے ہارے گیسو

مژدہ ہو قبلہ سے گھنگھور گھٹائیں اُمڈیں
ابروؤں پر وہ جھکے جھوم کے بارے گیسو

تار شیرازہ مجموعۂ کونین ہیں یہ
حال کھل جائے جو اک دم ہوں کنارے گیسو

تیل کی بوندیں ٹپکتی نہیں بالوں سے رضا
صبح عارض پہ لٹاتے ہیں ستارے گیسو

ک گیسوہ دہن ی ابرو آنکھیں ع ص
کھیعص ان کا ہے چہرہ نور کا

لیلۃ القدر ان کے گیسو مطلع الفجران کی مانگ
ان کے بندوں پر سلام رب سے مژدہ نور کا

گیسو و قد لام الف کردو بلا منصرف
لا کے تہ تیغ لا تم پہ کروروں درود

وہ کرم کی گھٹا گیسوئے مشک زا
لکۂ ابر رافت پہ لاکھوں سلام

لیلۃ القدر میں مطلع الفجر حق
مانگ کی استقامت پہ لاکھوں سلام

لخت لخت دل ہر جگر چاک سے
شانہ کرنے کی حالت پہ لاکھوں سلام

(حدائق بخشش)

ریش مبارک

سیدنا رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ریش مبارک کی تعریف وتوصیف کرتے ہوئے حضرت امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے شاعرانہ کلام میں فرماتے ہیں۔

شب لحیہ و شارب ہے رخ روشن دن
گیسو و شب قدر و برات مومن

مژگاں کی صفیں چار ہیں دو ابرو ہیں
والفجر کے پہلو میں لیال عشر

ریش خوش معتدل مرہم ریش دل
ہالۂ ماہ ندرت پہ لاکھوں سلام

Marfat.com

خط کی گرد دہن وہ دل آرا پھبن | سبزۂ نہر رحمت پہ لاکھوں سلام
(حدائق بخشش)

دست ہائے مبارک:

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سیدنا رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دست ہائے مبارک کی تعریف وتوصیف کرتے ہوئے رقمطراز ہیں۔

ہاتھ جس سمت اٹھا غنی کر دیا | موج بحر سماحت پہ لاکھوں سلام
جس کو بار دو عالم کی پروا نہیں | ایسے بازووں کی قوت پہ لاکھوں سلام
کعبہ دین و ایمان کے دونوں ستوں | ساعدین رسالت پہ لاکھوں سلام
جس کے ہر خط میں ہے موج نور کرم | اس کف بحر ہمت پہ لاکھوں سلام
نور کے چشمے لہرائیں دریا بہیں | انگلیوں کی کرامت پہ لاکھوں سلام
(حدائق بخشش)

خوبصورت ایڑیاں:

سیدنا رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیاری پیاری خوبصورت ایڑیوں کی مدح سرائی کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ عشق ومحبت کی زبان میں اس طرح فرماتے ہیں۔

عارض شمس و قمر سے بھی ہیں انور ایڑیاں | عرش کی آنکھوں کے تارے ہیں وہ خوشتر ایڑیاں
جا بجا پر تو فگن ہیں آسماں پر ایڑیاں | دن کو ہیں خورشید شب کو ماہ واختر ایڑیاں
نجم گردوں تو نظر آتے ہیں چھوٹے اور وہ پاؤں | عرش پر پھر کیوں نہ ہوں محسوس لاغر ایڑیاں
دب کے زیر پانہ گنجائش سمانے کیر ہی | بن گیا جلوہ کف پا کا ابھر کر ایڑیاں
ان کا منگتا پاؤں سے ٹھکرا دے وہ دنیا کا تاج | جس کی خاطر مر گئے منعم رگڑ کر ایڑیاں
دو قمر دو پنجۂ خور دو ستارے دس ہلال | ان کے تلوے پنجے ناخن پائے اطہر ایڑیاں
ہائے اس پتھر سے اس سینہ کی قسمت پھوڑیئے | بے تکلف جس کے دل میں یوں کریں گھر ایڑیاں
تاج روح القدس کے موتی جسے سجدہ کریں | رکھتی ہیں واللہ وہ پاکیزہ گوہر ایڑیاں
ایک ٹھوکر میں احد کا زلزلہ جاتا رہا | رکھتی ہیں کتنا وقار اللہ اکبر ایڑیاں
چرخ پر چڑھتے ہی چاندی میں سیاہی آ گئی | کر چکی ہیں بدر کو ٹکسال باہر ایڑیاں
اے رضا طوفان محشر کے تلاطم سے نہ ڈر | شاد ہو ہیں کشتی امت کو لنگر ایڑیاں
(حدائق بخشش)

Marfat.com

قد مبارک:

سیدنا رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قد مبارک اور جسم اقدس کی مدح سرائی کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان اشعار میں عشق مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اظہار فرمایا ہے۔

شاخ قامت شہ میں زلف وچشم ورخسار ولب ہیں
سنبل نرگس گل پنکھڑیاں قدرت کی کیا پھولی شاخ

گزرے جس راہ سے وہ سید والا ہو کر
رہ گئی ساری زمیں عنبر سارا ہو کر

سر تا بقدم ہے تن سلطان زمن پھول
لب پھول دہن پھول ذقن پھول بدن پھول

واللہ جو مل جائے میرے گل کا پسینہ
مانگے نہ کبھی عطر نہ پھر چاہے دلھن پھول

تیرے خلق کوحق نے عظیم کہا تیری خلق کوحق نے جمیل کیا
کوئی تجھ سا ہوا ہے نہ ہوگا شہا تیرے خالق حسن وادا کی قسم

ان کی مہک نے دل کے غنچے کھلا دیئے ہیں
جس راہ چل گئے ہیں کوچے بسا دیئے ہیں

تیرا قد تو نادر دہر ہے کوئی مثل ہو تو مثال دے
نہیں گل کے پودوں میں ڈالیاں کہ چمن میں سرو چماں نہیں

نہیں جس کے رنگ کا دوسرا نہ تو ہو کوئی نہ کبھی ہوا
کہو اس کو گل کہے کیا کوئی کہ گلوں کا ڈھیر کہاں نہیں

خامۂ قدرت کا حسن دست کاری واہ واہ
کیا ہی تصویر اپنے پیارے کی سنواری واہ واہ

نیم جلوے کی نہ تاب آئے قمر سا تو سہی
مہر اور ان تلووں کی آئینہ داری واہ واہ

جس کے تلووں کا دھوون ہے آب حیات
ہے وہ جان مسیحا ہمارا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

حسن کھاتا ہے جس کے نمک کی قسم
وہ ملیح دل آرا ہمارا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

ذکر سب پھیکے جب تک نہ مذکور ہو
نمکین حسن والا ہمارا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

ہے گل باغ قدس رخسار زیبائے حضور
سرو گل زار قدم قامت رسول اللہ کی

حسن تیرا سا نہ دیکھا نہ سنا
کہتے ہیں اگلے زمانے والے

وہی دھوم ہے ان کی ماشاء اللہ
مٹ گئے آپ مٹانے والے

کیا مہکتے ہیں مہکنے والے
بو پہ چلتے ہیں بھٹکنے والے

سرور کہوں کہ مالک ومولیٰ کہوں تجھے
باغ خلیل کا گل زیبا کہوں تجھے

گل زار قدس کا گل رنگیں ادا کہوں
درمان درد بلبل شیدا کہوں تجھے

اللہ رے جسم منور کی تابشیں
اے جان جاں میں جان تجلا کہوں تجھے

بے داغ لالہ یا قمر بے کلف کہوں
بے خار گلبن چمن آراء کہوں تجھے

انھیں کی بو مایۂ سمن ہے انھیں کا جلوہ چمن چمن ہے
انھیں سے گلشن مہک رہے ہیں انھیں کی رنگت گلاب میں ہے

وہ گل ہیں لب ہائے نازک ان کے ہزاروں جھڑتے ہیں پھول جن سے
گلاب گلشن میں دیکھے بلبل یہ دیکھ گلشن گلاب میں ہے

Marfat.com

تیرا قد مبارک گلبن رحمت کی ڈالی ہے اسے بو کر تیرے رب نے بنا رحمت کی ڈالی ہے
تمھاری شرم سے شان جلال حق ٹپکتی ہے خم گردن ہلال آسمان ذو الجلالی ہے
ان کے حسن با ملاحت پر نثار شیرۂ جاں کی حلاوت کیجیے
یاد قامت کرتے اٹھئے قبر سے جان محشر پر قیامت کیجیے
جس کا حسن اللہ کو بھی بھا گیا ایسے پیارے سے محبت کیجیے
ایسی بندھی نصیب کھلے مشکلیں کھلیں دونوں جہاں میں دھوم تمھاری کمر کی ہے
ہاں شبہ شبیہ کا گزرنا کیسا بے مثل کی تمثال سنورنا کیسا
ان کا متعلق ہے ترقی پہ مدام تصویر کا پھر کہیئے اترنا کیسا
میل سے کس درجہ ستھرا ہے وہ پتلا نور کا ہے گلے میں آج تک کوراہی کرتا نور کا
وضع واضع میں تیری صورت ہے معنی نور کا یوں مجازاً چاہیں جس کو کہہ دیں کلمہ نور کا
طائران قدس جس کی ہیں قمریاں اس سہی سر وقامت پہ لاکھوں سلام
قد نبی کے سوا کچھ ہمیں نہیں بھاتا ہمارے آگے کوئی ذکر سرو کا نہ کرے
(حدائق بخشش)

بینی مبارک:

حضرت امام احمد رضا بریلوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے سیدنا رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بینی مبارک (ناک مبارک) کے متعلق ایک حدیث مبارکہ کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ

وصاف کی حدیث میں آیا ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا چہرہ انور چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتا بلند بینی تھی اور اس پر ایک نور کا بکا متجلی رہتا کہ آدمی خیال نہ کرے تو ناک اس روشن نور کے سبب بہت اونچی معلوم ہو کپڑوں سے باہر جو بدن تھا یعنی چہرہ انور اور ہتھیلیاں وغیرہ نہایت روشن وتابندہ تھا۔

(نفی الفی عمن استنار بنورہ کل شئ)

عشق مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سرشار انداز میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بینی مبارک کی تعریف کرتے ہوئے حضرت امام احمد رضا بریلوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔

بینی پر نور پر رخشاں ہے بکہ نور کا ہے لواء الحمد پر اڑتا پھریرا نور کا
(حدائق بخشش)

مہر نبوت:

سیدنا رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دونوں مبارک شانوں کے درمیان جو مہر نبوت ہے اس کی ستائش

Marfat.com

کرتے ہوئے حضرت امام رضا بریلوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔

بوسہ گہہ اصحاب و مہر سامی — وہ شانہ چپ میں اس کی عنبر فامی
یہ طرفہ کہ ہے کعبہ جان و دل میں — سنگ اسود نصیب رکن شامی
حجر اسود کعبہ جان و دل — یعنی مہر نبوت پہ لاکھوں سلام
دوش بر دوش ہے جن سے شان شرف — ایسے شانوں کی شوکت پہ لاکھوں سلام
روئے آئینہ علم پشت حضور — پشتی قصر ملت پہ لاکھوں سلام

(حدائق بخشش)

شیریں سخن:

حضور سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے شیریں سخن اور پراثر انداز تکلم کی تعریف کرتے ہوئے حضرت امام احمد رضا بریلوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔

میٹھی باتیں تیری، دین عجم ایمان عرب — نمکین حسن تیرا، جان عجم شان عرب
میں نثار تیرے کلام پر ملی یوں تو کسی کو زباں نہیں — وہ سخن ہے جس میں سخن نہ ہو وہ بیاں ہے جس کا بیاں نہیں
تیرے آگے یوں ہیں دبے لچے فصحاء عرب کے بڑے بڑے — کوئی جانے منہ میں زباں نہیں نہیں بلکہ جسم میں جاں نہیں

(حدائق بخشش)

نور مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

اس حوالے سے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے تحریر فرمایا ہے۔

بلاشبہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نور عرش اللہ ہیں عرش انہیں کے نور سے بنا اور انہیں کے نور سے منور ہے جیسا کہ مصنف عبدالرزاق میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج 6 ص 120)

سیدنا رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نور اطہر کے بارے میں امام احمد رضا بریلوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس طرح محبت وعقیدت کے پھول پیش فرمائے ہیں۔

حرم و طیبہ و بغداد جدھر کیجیے نگاہ — جوت پڑتی ہے تیری نور ہے چھنتا تیرا
جلتی تھی زمین کیسی تھی دھوپ کڑی کیسی — لو وہ قد بے سایہ اب سایہ کناں آیا
مہر کس منہ سے جلو داری جاناں کرتا — سایہ کے نام سے بیزار ہے یکتائی دوست
ہر خط کف ہے یہاں اے دوست بیضائے کلیم — موجزن دریائے نور بے مثالی ہاتھ میں
ہے انھیں کے نور سے سب عیاں ہے انھیں کے جلوہ میں سب نہاں — بنے صبح تابش مہر سے رہے پیش مہر یہ جاں نہیں
وہی نور حق وہی ظل رب ہے انھیں سے سب ہے انھیں کا سب — نہیں ان کی ملک میں آسماں کہ زمیں نہیں کہ زماں نہیں

Marfat.com

تو ہے خورشید رسالت پیارے چھپ گئے تیری ضیاء میں تارے
انبیاء اور ہیں سب مہ پارے تجھ سے ہی نور لیا کرتے ہیں

جس کے جلوے سے احد ہے تاباں معدن نور ہے اس کا داماں
ہم بھی اس چاند پہ ہو کر قرباں دل سنگیں کی جلا کرتے ہیں

بزم آخر کا شمع فروزاں ہوا
نور اول کا جلوہ ہمارا نبی

بجھ گئیں جس کے آگے سبھی مشعلیں
شمع وہ لے کر آیا ہمارا نبی

لا مکاں تک اجالا ہے جس کا وہ ہے
ہر مکاں کا اجالا ہمارا نبی

سب چمک والے اجلوں میں چمکا کیے
اندھے شیشوں میں چمکا ہمارا نبی

(صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)

چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے
میرا دل بھی چمکا دے چمکانے والے

گود میں عالم شباب حال شباب کچھ نہ پوچھ
گلبن باغ نور کی اور ہی کچھ اٹھان ہے

کعبہ بھی ہے انھیں کی تجلی کا ایک ظل
روشن انھیں کے عکس سے پتلی حجر کی ہے

شکل بشر میں نور الٰہی اگر نہ ہو
کیا قدر اس خمیرۂ ما و مدر کی ہے

نور اللہ کیا ہے محبت حبیب کی
جس دل میں یہ نہ ہو وہ جگہ خوک وخر کی ہے

تو ہے سایہ نور کا ہر عضو ٹکڑا نور کا
سایہ کا سایہ نہ ہوتا نہ سایہ نور کا

یہ کتاب کن میں آیا طرفہ آیہ نور کا
غیر قائل کچھ نہ سمجھا کوئی معنی نور کا

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عین نور تیرا سب گھرانا نور کا

انبیاء اجزاء ہیں تو بالکل ہے جملہ نور کا
اس علاقے سے ہے ان پر نام سچا نور کا

یہ جو مہر و مہ پہ ہے اطلاق آتا نور کا
بھیک تیرے نام کی ہے استعارہ نور کا

مہر خدا نور نور دل ہے سیہ دن ہے دور
شب میں کرو چاند نا تم پہ کروڑوں درود

ز عکست ماہ تاباں آفریدند
ز بوئے تو گلستان آفریدند

ز مہر و چرخ بہر خوان جودت
عجب قرص و نمک داں آفریدند

اے مقتداء شمع ہدیٰ نور خدا ظلمت زدا
مہرت فداماہت گدا نورت جدا ازایں وآں

آئینہ ہا حیران تو شمس و قمر جویان تو
سیارہا قربان تو شمعت فدا پروانہ ساں

روشن کر قبر بے کسوں کی
اے شمع جمال مصطفائی

اندھیر ہے بے تیرے مرا گھر
اے شمع جمال مصطفائی

آنکھوں میں چمک کے دل میں آجا
اے شمع جمال مصطفائی

پر نور ہے تجھ سے بزم عالم
اے شمع جمال مصطفائی

Marfat.com

شرق انوار قدرت پہ نوری درود فتق ازہار قربت پہ لاکھوں سلام
قد بے سایہ کے سایہ مرحمت ظل ممدود رافت پہ لاکھوں سلام
(حدائق بخشش)

اخلاق کریمانہ

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کریمانہ کے بارے میں قرآن حکیم میں ارشاد ہوتا ہے۔

اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ (سورۂ قلم آیت 4)

''بے شک آپ کو خلق عظیم عطا کیا گیا۔''

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خلق کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا۔

کان خلقه القرآن

''رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خلق قرآن ہے''

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر معاملے میں اخلاق عالیہ کے بلند ترین مقام پر فائز تھے چنانچہ اسی حوالے سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کریمانہ کے چند واقعات پیش خدمت ہیں۔

عفو ودرگزر

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے موٹے کناروں والی چادر مبارک اوڑھی ہوئی تھی ایک اعرابی آیا اور اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر مبارک اس زور سے کھینچی کہ جس کی وجہ سے گردن مبارک پر نشان پڑ گیا اس کے بعد اعرابی کہنے لگا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! میرے ان دونوں اونٹوں کو مال سے لاد دو تم کچھ اپنے باپ کے مال سے تو نہیں دو گے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے اور صرف یہ فرمایا کہ واقعی مال تو اللہ تعالیٰ کا ہے اور میں اس کا بندہ ہوں۔ پھر فرمایا، اے اعرابی! تم سے اس زیادتی کا بدلہ لیا جائے گا۔ اعرابی نے کہا، ایسا ہرگز نہیں ہوگا کیونکہ آپ برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیا کرتے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم فرمایا اور حکم دیا کہ اس کے ایک اونٹ پر جو اور دوسرے پر کھجوریں لاد دی جائیں۔ (کتاب الشفاء جلد اول)

ایک موقع پر قبیلہ طے کے افراد گرفتار کر کے قیدی بنا لئے گئے ان قیدیوں میں حاتم طائی کی بیٹی بھی تھی اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ حضور اگر مہربانی فرمائیں ہمیں رہا کر دیں میں اپنی قوم کے سردار کی بیٹی ہوں میرا باپ حاتم اپنی قوم کی حمایت کرتا تھا، قیدیوں کو چھڑوایا کرتا تھا، بھوکوں کا پیٹ بھرتا تھا۔ ننگوں کو لباس پہناتا، مسافروں

Marfat.com

کی خدمت کرتا اور حاجت مندوں کی ضرورت پوری کرتا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ مومن آدمی کے اوصاف ہیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حاتم طائی کی بیٹی کو چھوڑ دیا اور فرمایا، اللہ تعالیٰ اچھے اخلاق کو پسند فرماتا ہے۔

یہ سن کر ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اٹھ کر کھڑے ہوئے اور عرض کی، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ تعالیٰ اچھے اخلاق والے کو دوست رکھتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، مجھے اس پروردگار کی قسم! جس کے قبضہ میں میری جان ہے جنت میں وہی داخل ہوگا جو اچھے اخلاق والا ہوگا۔ (سیرت ہادی عالم صلی اللہ علیہ وسلم)

زید بن سعنہ اسلام قبول کرنے سے قبل بہت بڑے یہودی عالم تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی کھجوریں دینا تھیں مگر وعدہ میں ابھی چند دن باقی تھے کہ وہ آئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سخت کلامی سے پیش آتے ہوئے نہایت درشت لہجے میں مخاطب ہو کر بولے اے عبدالمطلب کی اولاد! تم لوگ قرض واپس کرنے کے معاملے میں بہت ٹال مٹول کیا کرتے ہو۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو کہ اس وقت موجود تھے یہ دیکھ کر بہت غضبناک ہوئے اور زید بن سعنہ کو سخت ڈانٹ ڈپٹ کی اور کہا، اللہ کی قسم! اگر مجھے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ادب کا لحاظ نہ ہوتا تو میں تجھے ابھی اپنی تلوار سے سیدھا کر دیتا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو روکا اور فرمایا، اے عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! یہ اور میں تو کسی اور ہی بات کے حاجت مند تھے تم مجھ سے اچھی طرح ادا کرنے کیلئے کہتے اور اس کو نرمی کے ساتھ تقاضہ کرنے کیلئے کہتے اور ہم دونوں کی مدد کرتے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن سعنہ سے فرمایا کہ ابھی تو وعدہ میں تین دن باقی ہیں اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا اس کا قرضہ ادا کرو اور بیس صاع سے زیادہ دینا کیونکہ تم نے اسے ڈرایا دھمکایا ہے۔

حضرت زید بن سعنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حلم دیکھ کر مسلمان ہو گئے اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا، اے عمر! میں بہت دولت مند آدمی ہوں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اپنا آدمی مال رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت پر صدقہ کر دیا۔

حضرت زید بن سعنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام نشانیاں دیکھ لی تھیں لیکن صرف دو نشانیاں دیکھنی باقی رہ گئی تھیں ایک یہ کہ ان کے علم پر جہل غالب نہیں آسکتا اور دوسری یہ کہ ان کے ساتھ جتنا بھی جاہلانہ سلوک کیا جائے گا اتنا ہی ان کے حلم میں اضافہ ہوگا اس لئے میں نے یہ گستاخانہ سلوک کر کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ان دونوں باتوں میں امتحان لیا تھا جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پورے اترے۔

(ابوداود، زرقانی جلد چہارم، دلائل النبوۃ جلد اول، کتاب الشفاء جلد اول)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ تنعیم سے اسی افراد اس مقصد کیلئے آئے کہ نماز فجر کے وقت رسول

Marfat.com

کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو شہید کر دیں مگر وہ تمام گرفتار کر لئے گئے ان کو جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں پیش کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کو معاف فرما کر چھوڑ دیا۔ چنانچہ اس موقع پر قرآن حکیم کی یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی۔

ترجمہ: ''اور وہی ہے جس نے ان کے ہاتھ تم سے روک دیے اور تمہارے ہاتھ ان سے روک دیے وادی مکہ میں بعد اس کے کہ ان پر تمہیں قابو دے دیا تھا اور اللہ تعالیٰ تمہارے کام کو دیکھتا ہے۔'' (سورۃ الفتح آیت 24) (کتاب الشفاء جلد اول)

اہل مکہ جنہوں نے کئی برسوں تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھ اور تکلیفیں پہنچائی تھیں دن رات گالیاں دیں، راستوں میں کانٹے بکھیرے، پتھر مارے، نماز پڑھتے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر غلاظتیں پھینکیں۔ کئی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو شہید کیا۔ انہیں وطن سے نکلنے پر مجبور کیا اور ہجرت کے بعد بھی امن اور سکون سے نہیں رہنے دیا جب مکہ فتح ہوا تو اہل مکہ کو پورا یقین تھا کہ آج ان کی شرارتوں اور ظلم کا پورا پورا بدلہ لیا جائے گا مگر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کو جمع کر کے فرمایا کہ بتاؤ میں آج تمہارے ساتھ کیا سلوک کرنے والا ہوں تو انہوں نے گردنیں جھکا کر جواب دیا کہ ہمیں آپ سے بھلائی کی امید ہے کیونکہ آپ ایک شریف انسان ہیں اور ایک شریف بھائی کے بیٹے ہیں۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا۔ میں تم سے وہی کہتا ہوں جو ایسے موقع پر میرے بھائی یوسف (علیہ السلام) نے اپنے بھائیوں سے کہا تھا کہ۔

''آج تم پر کچھ ملامت نہیں اللہ تمہیں معاف کرے اور وہ سب مہربانوں سے بڑھ کر مہربان ہے۔'' (سورۃ یوسف آیت 92)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عفو و درگزر کا یہ نتیجہ نکلا کہ قبائل عرب جوق در جوق دائرہ اسلام میں داخل ہونے لگے۔ (مدارج النبوۃ جلد دوم)

جود و سخاوت

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سب سے بڑھ کر سخی اور سب سے بڑھ کر جواد تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی چیز کے مانگنے پر نہیں کا جواب نہیں فرمایا۔

کبھی ایسا نہیں ہوا کہ کوئی درہم و دینار رات بھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود رہا ہو اگر کبھی اتفاقاً کچھ بچ جاتا اور لینے والا کوئی سائل بھی رات گئے تک نہ آتا تو اس وقت تک اپنے کاشانہ اقدس میں تشریف نہ لے جاتے تھے جب تک کہ وہ بچا ہوا مال کسی محتاج کو نہ دے لیتے۔ اللہ تعالیٰ کے دیے ہوئے میں سے کبھی صرف کھجوریں اور کچھ جو اپنی ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے گزارے کیلئے مہیا فرما دیتے اور اس میں سے بھی سخاوت جاری رہتی تھی۔

(جواہر البحار جلد دوم)

Marfat.com

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سخاوت میں جواب نہیں اور رمضان المبارک میں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دریائے کرم انتہائی طغیانیوں پر آ جاتا تھا۔ جب حضرت جبرائیل علیہ السلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تیز چلنے والی ہوا سے زیادہ سخی دیکھتے تھے۔

(کتاب الشفاء جلد اول)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مقام جعرانہ میں صفوان بن امیہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا اس وقت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس قدر اونٹ اور بکریاں تھیں کہ جس سے دو پہاڑوں کے درمیان کا میدان بھرا ہوا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ سب اسے عطا فرمادیا۔ صفوان بن امیہ جب مکہ مکرمہ گیا تو اپنے قبیلہ والوں سے چلا چلا کر کہنے لگا کہ مسلمان ہو جاؤ کیونکہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تو اتنی سخاوت کرتے ہیں کہ مال کے ختم ہونے کا اندیشہ دل میں لاتے ہی نہیں۔ اس کے بعد صفوان بن امیہ نے خود بھی اسلام قبول کرلیا۔

(زرقانی علی المواہب جلد چہارم)

ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں نوے ہزار درہم آئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کو بوریے پر رکھ دیا اور پھر تقسیم کرنا شروع یہاں تک کہ ان سے فراغت پائی اس کے بعد ایک سا آیا۔ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ نہیں تھا اس نے فرمایا کہ میرے نام سے قرض لے لو جب میرے پاس کچھ آئے گا تو میں قرض ادا کر دوں گا۔

اس موقع پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! جس کام کی استطاعت نہیں وہ اللہ تعالیٰ نے ضروری قرار نہیں دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات پسند نہ آئی۔ ایک انصاری صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ خرچ کرتے جائیں کیونکہ مالک عرش آپ کو کبھی مال کی کمی کا اندیشہ لاحق نہیں ہونے دے گا۔ یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے اور فرمایا کہ مجھے یہی حکم ملا ہے۔ (ترمذی شریف)

ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چادر نہ تھی کسی نے چادر پیش کر دی تھوڑی دیر کے بعد ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ چادر تو بہت اچھی دکھائی دے رہی ہے مجھے عنایت فرما دیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ چادر اسی وقت ان کو عنایت فرما دی۔ (بخاری شریف)

واہ کیا جود و کرم ہے شاہ بطحا تیرا
نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا

سادگی اور انکساری

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر معاملے میں سادگی اور انکساری سے کام لیتے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی

Marfat.com

بھی کسی کھانے میں کوئی نقص نہیں نکالا تھا اس ضمن میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی کھانے کو عیب نہیں لگایا اگر خواہش ہوتی تو کھا لیتے اور خواہش نہ ہوتی تو چھوڑ دیتے۔ (بخاری شریف)

حضرت عبداللہ بن یسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک پیالہ تھا جس کو چار آدمی اٹھاتے تھے۔ جب چاشت کا وقت ہوتا اور لوگ چاشت کی نماز پڑھ لیتے تو اس پیالہ کو لایا جاتا اور اس میں ثرید تیار کیا جاتا اور اس کے گرد لوگ بیٹھ جاتے اور جب لوگوں کی تعداد بڑھ جاتی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم گھٹنوں پر تشریف فرما ہو جاتے۔ ایک دن ایک دیہاتی نے کہا کہ آپ کی یہ نشست کیسی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ تعالیٰ نے مجھے متواضع انسان بنایا ہے سرکش وضدی نہیں بنایا۔ (ابوداؤد شریف)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بستر چمڑے کا تھا جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔ (ترمذی شریف)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہی مروی ہے کہ ایک مرتبہ ایک انصاری عورت آئیں اور انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بستر مبارک دیکھا گھر جا کر اس خاتون نے ایک بستر تیار کیا اس میں اون بھر کر خوب نرم بنا دیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے بھیجا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیت اطہر میں تشریف لائے اور وہ نرم بستر رکھا ہوا دیکھا تو دریافت فرمایا یہ کیا ہے؟ میں نے عرض کی کہ فلاں انصاری خاتون آئی تھیں اور آپ کا بستر رکھا ہوا دیکھا تو دریافت فرمایا، یہ کیا ہے؟ میں نے عرض کی کہ فلاں انصاری خاتون آئی تھیں اور آپ کا بستر مبارک دیکھ گئی تھیں اب یہ انہوں نے آپ کیلئے تیار کر کے بھیجا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں اس کو واپس کر دو فرماتی ہیں کہ مجھے وہ بستر بہت ہی پسند تھا اس لئے واپس کرنے کو دل نہیں چاہتا تھا مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قدر اصرار فرمایا کہ مجھے واپس ہی کرنا پڑا۔ (شمائل ترمذی)

اسی طرح ایک مرتبہ ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کسی نے پوچھا کہ آپ کے یہاں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بستر مبارک کیسا تھا؟ انہوں نے فرمایا کہ ایک ٹاٹ تھا جس کو دہرا کر کے ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نیچے بچھا دیا کرتے تھے ایک دن مجھے خیال آیا کہ اگر اس کو چوہرا کر کے بچھا دیا جائے تو بستر زیادہ نرم ہو جائے گا چنانچہ میں نے اس کو چوہرا کر کے بچھا دیا۔

صبح کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا رات میرے نیچے کیا چیز بچھائی تھی؟ میں نے کہا وہی ٹاٹ کا بستر تھا البتہ رات کو میں نے اسے چوہرا کر کے بچھا دیا تھا کہ کچھ نرم ہو جائے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں اس کو دہرا ہی رہنے دیا کرو رات بستر کی نرمی تہجد کیلئے اٹھنے میں رکاوٹ بنی۔ (شمائل ترمذی)

Marfat.com

لوگوں سے شفقت ومحبت

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق عالیہ میں سے یہ بات بھی تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سلام کرنے میں پہل فرماتے تھے۔حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم چند عورتیں بیٹھی ہوئی تھیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس سے گزرے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سلام کیا۔(بخاری ومسلم)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم بچوں سے بہت شفقت فرمایا کرتے تھے اور بچوں کو بھی سلام کیا کرتے تھے چنانچہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بچوں کے پاس سے گزرے تو ان کو سلام کیا اور فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایسا ہی کیا کرتے تھے۔(بخاری ومسلم)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مدینہ طیبہ کے خدام رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوتے اور اپنے برتنوں میں پانی بھر کر لاتے۔جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز سے فارغ ہو جاتے تو ان کے پانی کے برتنوں میں دست مبارک ڈبوتے جاتے حالانکہ بعض اوقات صبح کو شدید سردی بھی ہوتی ایسا کرنے سے ان لوگوں کا مقصد برکت حاصل کرنا تھا۔(کتاب الشفاء جلد اول)

ایک مرتبہ ایک اعرابی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور اس نے سوال کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کچھ مرحمت فرمایا اور پوچھا کہ میں نے تمہارے ساتھ کیسا سلوک کیا ہے؟ اس نے کہا کہ آپ نے میرے ساتھ کوئی خصوصی سلوک نہیں فرمایا اور اپنی شان کے مطابق عنائت نہیں فرمایا۔صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم بہت غضبناک ہوئے اور اس پر ٹوٹ پڑے۔تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اشارے سے منع فرمایا۔اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیت اطہر میں تشریف لے گئے اور واپس آ کر اسے خوب نوازا اور پھر پوچھا کہ میں نے تمہارے ساتھ کیسا سلوک کیا ہے؟ اس نے کہا بہت اچھا سلوک کیا ہے اللہ تعالیٰ آپ کو اہل وعیال اور رشتہ داروں کی طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ تمہارے پہلے جواب سے میرے صحابہ کرام کے دلوں میں کدورت آ گئی ہے اس لئے اگر تم مناسب سمجھو تو اپنا یہ جواب ان کے سامنے بھی دہرا دو تا کہ ان کے دلوں سے کدورت نکل جائے۔چنانچہ اگلے روز یا شام کے وقت وہ اعرابی دوبارہ آیا۔تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ وہی اعرابی ہے جس نے ناگوار بات کہی تھی اس کے بعد میں نے اسے مزید مال عطا فرمایا تو یہ خوش ہو گیا یہ فرما کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعرابی کی طرف دیکھا تو اعرابی نے کہا، واقعی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے ساتھ بہت اچھا سلوک فرمایا ہے اللہ تعالیٰ آپ کو اہل وعیال اور رشتہ داروں کی طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بعد فرمایا کہ اس واقعہ کی مثال ایسی ہے جیسے کسی شخص کی اونٹنی بدک گئی ہو اور وہ اسے پکڑنے کیلئے بھاگ رہا تھا تو بہت سے مزید افراد بھی بھاگ کر اسے پکڑنے لگے تو وہ اور بھی بدکنے اور ڈرنے

Marfat.com

لگی اس پر مالک نے دوسرے لوگوں کو ہٹاتے ہوئے کہا کہ تم اونٹنی اور میرے درمیان حائل ہونے کی کوشش نہ کرو چنانچہ وہ ہٹ گئے اور اونٹنی ایک جگہ چرنے لگی تو مالک نے اس کو پکڑ کر بٹھالیا اور کجاوہ کس کر سوار ہوگیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے فرمایا کہ اگر تم اسے ناگوار بات سننے کے بعد قتل کردیتے تو وہ جہنم میں چلا جاتا۔ (کتاب الشفاء جلد اول)

شرم وحیاء

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کنواری پردہ نشین لڑکیوں سے بھی زیادہ حیاء میں بڑھے ہوئے تھے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی بات کو ناپسند فرماتے تو ناپسندیدگی کے آثار چہرہ انور سے پہچانے جاسکتے تھے۔

(بخاری شریف جلد اول، زرقانی جلد دوم)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم شرم وحیاء کی وجہ سے کسی کے چہرے پر نگاہیں نہیں جماتے تھے اور اگر کبھی کسی ناپسندیدہ بات کا ذکر کرنا پڑ جاتا تو بطور کنایہ اس کا ذکر فرماتے تھے۔ (کتاب الشفاء جلد اول)

معراج کی شب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو واپسی پر جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے نمازوں کا تحفہ ملا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ہوئی تو انہوں نے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ اور آپ کی امت پر کیا فرض کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، دن رات میں پچاس نمازیں، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ابھی واپس جایئے اور اس میں کمی کرایئے کیونکہ آپ کی امت کمزور ہے اس بوجھ کو نہیں اٹھا سکے گی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم واپس آگئے اور اللہ تعالیٰ سے عرض کیا، یا اللہ! میری امت کمزور ہے اس بوجھ کو اٹھانے کی طاقت نہیں رکھتی ان کی طاقت کے مطابق ان پر بوجھ ڈالئے چنانچہ دس نمازیں کم ہوگئیں۔

واپس آکر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بتایا تو انہوں نے پھر فرمایا کہ آپ کی امت کمزور ہے واپس جایئے اور مزید تخفیف کرایئے۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم گئے اور کمی کی درخواست کی اس پر مزید دس نمازیں کم ہوگئیں اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم جاتے رہے اور نمازوں میں کمی ہوتی رہی یہاں تک کہ پانچ نمازیں مقرر ہوگئیں۔

ایک روایت میں آتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پھر اصرار فرماتے رہے کہ یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم! واپس جایئے اور تخفیف طلب فرمایئے کیونکہ میں آپ سے پہلے لوگوں کو آزما چکا ہوں ان پانچ اوقات میں بھی سستی کریں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اتنی مرتبہ گیا ہوں اور اس قدر تخفیف کا سوال کیا ہے کہ مجھے اب شرم آتی ہے۔ میں اس تعداد پر راضی ہوں۔

Marfat.com

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اگر چہ بہت اصرار کیا مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم شرم وحیاء کی وجہ سے نہ گئے۔ یہاں تک کہ آواز آئی میں نے بندوں پر اپنا فرض نافذ کر دیا اور ان سے بوجھ اٹھالیا یہ پانچ نمازیں آپ اور آپ کی امت پر فرض کیں اور ہر نماز کو دس گنا قبول کیا کیونکہ ازل میں ہماری قلم نے جو کچھ لکھا وہ تبدیل نہیں ہوگا۔ (مدارج النبوۃ جلد دوم)

طاقت وشجاعت ودلیری

آپ صلی اللہ علیہ وسلم طاقت وشجاعت میں بھی بے مثال تھے حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شجاعت کا یہ عالم تھا کہ جب لڑائی کا بازار گرم ہوتا تو ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پناہ ڈھونڈتے اور لڑائی میں جہاں زیادہ خطرناک جگہ ہوتی تھی وہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہوتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ دشمن سے قریب تر اور کوئی نہیں ہوتا تھا۔ (صحیح بخاری شریف)

مکہ مکرمہ میں رکانہ بن عبد یزید بن ہاشم قرشی مطلبی سب سے زیادہ طاقتور پہلوان تھا کشتی کے فن میں ماہر تھا دور دور سے لوگ اس کے پاس زور آزمائی کیلئے آتے تھے مگر کوئی اسے پچھاڑ نہیں سکتا تھا ایک روز کا ذکر ہے کہ رکانہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پہاڑ کی گھاٹی میں مل گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا، اے رکانہ! تو اللہ سے نہیں ڈرتا اور جس راستے کی طرف میں تجھے بلاتا ہوں تو ادھر نہیں آتا۔ میرا کہنا مان لے، رکانہ نے کہا اپنی سچائی کی آپ کے پاس کیا دلیل ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچھا اگر میں تجھے پچھاڑ لوں تو پھر تم میری سچائی کو مان جاؤ گے رکانہ نے کہا کہ اس سے بڑھ کر میرے لئے اور کیا دلیل ہو سکتی ہے تب تو میں فوراً آپ پر ایمان لے آؤں گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے پکڑتے ہی چاروں شانے چت کر دیا وہ کہنے لگا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ مجھ سے دوبارہ کشتی لڑیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ بھی اسے اٹھا کر زمین پر چت پھینک دیا اس پر رکانہ حیرت زدہ ہو کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آ کھڑا ہوا اور کہنے لگا آپ کی شان نہایت عجیب اور شجاعت کا عجیب عالم ہے آج تک عرب کا کوئی پہلوان مجھے پچھاڑ نہ سکا مگر آپ نے مجھے دو مرتبہ پچھاڑ دیا ہے۔ بعض کا کہنا ہے کہ رکانہ نے اسی وقت اسلام قبول کر لیا تھا جبکہ بعض یہ کہتے ہیں کہ رکانہ نے فتح مکہ کے روز اسلام قبول کیا تھا۔

(زرقانی جملہ چہارم)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ رات کو ایک طرف سے ایسی خوفناک آواز آئی کہ تمام اہل مدینہ سوتے سے چونک اٹھے کچھ لوگ آواز کی طرف لپکے تو انہوں نے دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم صورتحال کا جائزہ لے کر واپس تشریف لا رہے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھوڑے کی ننگی پیٹھ پر سوار تھے تلوار آپ کے گلے سے لٹک رہی تھی گھوڑے پر زین کسنے کی بھی نوبت نہیں آئی تھی۔ آپ صلی

Marfat.com

اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا کہ ڈرومت خوف کی کوئی بات نہیں میں تو یہاں کچھ بھی نہیں دیکھتا۔اس کے بعد واپس تشریف لاتے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ گھوڑا دریا ہے۔ پھر گھوڑ دوڑ میں کوئی گھوڑا اس گھوڑے پر سبقت نہ کرسکا۔ (کتاب الشفا جلد اول)

غزوہ حنین میں جب ابتداء میں ہزیمت کی صورت حال پیدا ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی شجاعت کے ساتھ دلدل کو آگے بڑھایا اور یوں فرماتے تھے۔

انا النبی لا کذب انا ابن عبدالمطلب

''میں نبی ہوں اس میں ذرا بھی جھوٹ نہیں میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں۔''

اس ضمن میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب (غزوۂ حنین میں) مسلمان اور کفار ایک دوسرے سے ٹکرائے تو مسلمانوں کو پسپا ہونا پڑا مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم برابر اپنے خچر کو کفار کی طرف بڑھاتے جاتے تھے میں نے خچر کی لگام تھامی ہوئی تھی اور روکتا تھا کہ خچر تیزی سے زیادہ آگے نہ بڑھ جائے جبکہ ابوسفیان (بن الحارث) رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رکاب تھامی ہوئی تھی۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں کہ کمال جرأت و دلیری کے باعث اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم خچر سے اتر کر پیدل ہو گئے تھے۔ (بخاری شریف جلد دوم، مسلم شریف، زرقانی جلد چہارم، کتاب الشفاء جلد اول)

عدل وانصاف

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم عدل وانصاف کے معاملے میں بھی سب سے اعلیٰ اوصاف حمیدہ رکھتے تھے اور اس بارے میں کسی سے کوئی رعایت نہ فرماتے تھے حضرت ربیع بن خثیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ دور جاہلیت میں بھی لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے فیصلے کروایا کرتے تھے۔ (کتاب الشفاء جلد اول)

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے والد مجھے لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے پاس ایک غلام تھا میں نے اس لڑکے کو بخش دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا، کیا اپنے سب لڑکوں کو دیا ہے؟ انہوں نے کہا نہیں۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تو اس غلام کو واپس لے لے (ایک روایت میں ہے کہ فرمایا) کیا تو نے اپنے تمام بیٹوں کے ساتھ ایسا ہی معاملہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا نہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اپنی اولاد میں برابری ومساوات کا معاملہ کرو۔ چنانچہ میرے والد گھر آئے اور اس غلام کو واپس لے لیا۔ (بخاری ومسلم)

ایک شخص کا دوسرے شخص سے جھگڑا ہو گیا اور اس نے دوسرے شخص کا ہاتھ اپنے مُنہ میں لے کر زور سے کاٹا درد کی شدت سے مغلوب ہو کر دوسرے شخص نے اپنا ہاتھ اس کے منہ سے چھڑاتے ہوئے اس زور سے کھینچا کہ اس کے

Marfat.com

اگلے دونوں دانت ٹوٹ کر گر پڑے لوگوں نے اس جھگڑے کا فیصلہ کرنے کیلئے ان دونوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں پیش کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے ایک شخص اپنے بھائی کو اونٹ کی طرح کاٹ کھاتا ہے۔ جاؤ تمہارے لئے کوئی دیت نہیں ہے۔ (بخاری شریف)

حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی اسد میں سے ایک شخص کو جس کو ابن اللتبیہ کہا جاتا تھا عامل بنا کر بھیجا جب وہ واپس آئے تو کہا یہ (مال) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے ہے اور یہ میرے لئے ہدیہ ہوا ہے (یعنی لوگوں نے مجھے بھی ہدیے دیے ہیں) حضور صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف فرما ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کے بعد فرمایا اس عامل کا کیا حال ہے جس کو ہم بھیجتے ہیں اور وہ آ کر یہ کہتا ہے کہ یہ آپ کیلئے ہے اور یہ میرے لئے ہے وہ اپنے ماں یا باپ کے گھر کیوں نہیں بیٹھا رہا دیکھتا کہ اسے ہدیہ دیا جاتا ہے یا نہیں۔ مجھے قسم ہے اس کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے ایسا شخص قیامت کے روز اس چیز کو اپنی گردن پر لاد کر لائے گا اگر اونٹ ہے تو وہ چلائے گا اور گائے ہے تو وہ باں باں کرے گی اور بکری ہے تو وہ میں میں کرے گی۔

اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک کو اس قدر بلند فرمایا کہ بغل مبارک کی سپیدی ظاہر ہونے لگی اور اس بات کو تین مرتبہ فرمایا میں نے پہنچا دیا۔

(بخاری شریف)

عقل ودانش

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ عقل ودانش رکھتے تھے اس ضمن میں حضرت وہب بن مرتبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اکہتر کتابیں پڑھی ہیں سب کے اندر یہی لکھا ہوا پایا کہ نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم تمام انسانوں سے زیادہ عقل مند ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رائے سب کی رائے سے افضل ہے۔

ایک دوسری روایت میں ہے کہ انہوں نے فرمایا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عقل سے پوری دنیا کے انسانوں کی مجموعی عقل کو وہی نسبت ہے جو ایک ریت کے ذرے کو تمام دنیا کے ریگستانوں سے نسبت ہے۔ (ابونعیم، ابن عساکر، کتاب الشفاء جلد اول)

ایک شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا ہمسایہ مجھے بہت دکھ دیتا ہے ہر چند میں اس کی منت سماجت کرتا ہوں مگر وہ مجھے تکلیف پہنچانے سے باز نہیں آتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جاؤ اپنے گھر جاؤ اور گھر کا سامان باہر نکال کر راستے میں رکھنا شروع کر دو اور جب کوئی تم سے پوچھے کہ یہ کیا کرتے ہو تو تم کہہ دینا کہ میرا ہمسایہ مجھے بہت تنگ کرتا ہے میں نے اس کی شکایت حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کی تو آپ نے مجھے ایسا حکم دیا ہے۔

وہ شخص گیا اور گھر کا سامان باہر نکال کر راستے میں رکھنا شروع کر دیا لوگ جمع ہو گئے اور پوچھنے لگے کہ یہ کیا کر

Marfat.com

رہے ہو؟ اس نے وہی جواب دیا جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا اس پر لوگوں نے اس ہمسائے پر لعنت ملامت کی اور سب طرف یہ خبر پھیل گئی چنانچہ وہ ہمسایہ اس شخص کے پاس آیا اور منت سماجت کر کے کہنے لگا کہ مجھے اس قدر رسوا نہ کر میں تجھے اب تکلیف نہ دوں گا اپنا سامان گھر میں واپس رکھ لے میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ آئندہ کبھی تجھے تنگ نہیں کروں گا۔

(سیرت ہادی عالم صلی اللہ علیہ وسلم)

ایک شخص رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھ میں چار بری عادات ہیں ایک یہ کہ میں بدکار ہوں دوسری یہ کہ میں چوری کرتا ہوں تیسری یہ کہ شراب نوشی کرتا ہوں چوتھی یہ کہ میں جھوٹ بولتا ہوں۔ آپ ان میں سے کسی ایک کے بارے میں ارشاد فرمائیں جسے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر چھوڑ دوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جھوٹ بولنا چھوڑ دو۔

اس شخص نے اس بات کا وعدہ کیا کہ جھوٹ نہیں بولے گا چنانچہ جب رات ہوئی تو اس کا دل شراب پینے کیلئے چاہا اور پھر بدکاری کی طرف مائل ہوا تو اس کے دل میں یہ خیال آیا کہ اگر صبح کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پوچھیں گے کہ رات کو تم نے شراب پی اور بدکاری کی؟ تو میں کیا جواب دوں گا اگر ہاں کہوں گا تو شراب نوشی اور زنا کی سزا دی جائے گی اور اگر جھوٹ بولوں گا تو یہ بات عہد کے خلاف ہوگی۔ یہ بات سوچ کر وہ شخص ان دونوں کاموں سے باز رہا۔

پھر جب ذرا مزید رات گزری اور خوب اچھی طرح اندھیرا چھا گیا تو اس نے چوری کے ارادے سے گھر سے باہر نکلنا چاہا اسے پھر یہی خیال آ گیا کہ اگر کل حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھ لیا تو کیا جواب دوں گا اگر اعتراف کروں گا تو چوری کے جرم میں ہاتھ کاٹ دیے جائیں گے اور اگر جھوٹ بولوں گا تو یہ عہد کی خلاف ورزی ہوگی چنانچہ اس خیال کے آتے ہی وہ چوری کرنے سے بھی باز آ گیا۔

جب صبح ہوئی تو وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کی، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! جھوٹ نہ بولنے سے میری چاروں بری عادات مجھ سے چھوٹ گئیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ایسی چیز چھوڑنے کیلئے فرمایا جس سے مجھے دوسری برائیاں بھی چھوڑنی پڑ گئیں اب میں آئندہ کیلئے تمام برائیوں سے توبہ کرتا ہوں۔ یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم بہت خوش ہوئے۔ (تفسیر عزیزی)

وعدہ کی پاسداری

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق عالیہ میں یہ صفت بھی شامل تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وعدہ نبھانے میں جو مثال قائم فرمائی اس کی نظیر نہیں ملتی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی ایسا وعدہ نہ کیا جسے پورا نہ فرمایا ہو۔ وعدہ کی پاسداری کے ضمن میں حضرت عبداللہ بن ابی حمساء رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں۔

''میں نے بعثت سے قبل رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک تجارتی معاملہ کیا۔ کچھ رقم میرے ذمہ باقی رہ گئی

Marfat.com

میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے وعدہ کیا کہ لے کر آتا ہوں پھر میں بھول گیا۔ تین دن کے بعد مجھے یاد آیا تو میں (وہاں) آیا کیا دیکھتا ہوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اسی جگہ پر موجود ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اے نوجوان! تم نے مجھے تکلیف دی میں تین دن سے تمہاری راہ دیکھ رہا ہوں۔"

(ابوداؤد شریف کتاب الادب)

نرمی و حسن سلوک

آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر ایک سے نرمی و حسن سلوک سے پیش آیا کرتے تھے اگر کسی سے کوئی غلطی سرزد ہو جاتی تو اسے بڑی نرمی اور اچھے طریقے سے سمجھاتے چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک بدو نے مسجد میں پیشاب کر دیا تو لوگ اس کو مارنے کیلئے دوڑے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اس کو چھوڑ دو اس کے پیشاب پر ایک ڈول پانی ڈال کر بہا دو۔ تم لوگ اس لئے ہو کہ لوگوں کو دین کی طرف رغبت دلاؤ اور دین کو ان کیلئے آسان بناؤ تم اس لئے نہیں ہو کہ اپنے غیر حکیمانہ طرز عمل سے لوگوں کیلئے دین کی طرف آنا دشوار بنا دو۔

اس کے بعد اس بدو کو بلایا اور اس سے فرمایا یہ اللہ تعالیٰ کا گھر ہے یہ عبادت کیلئے بنا گیا ہے۔ بدو جب باہر نکلا تو مسجد کی طرف منہ کر کے کہنے لگا۔ یا اللہ مجھے معاف کرنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی معاف کرنا مگر دوسروں کو معاف نہ کرنا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے اتنے بخی سے بہت کم مانگا ہے۔

(بخاری شریف، سیرت ہادی عالم صلی اللہ علیہ وسلم)

ایک صحابی حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ منورہ میں رہتے تھے عام طور پر لوگ ان کو ان کی سادہ لوحی کی وجہ سے حمار (گدھا) کہہ کر پکارتے تھے وہ جب بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوتے تو ایک تھیلا لئے ہوئے ہوتے اس تھیلے میں پنیر ہوتا یا کوئی دوسری چیز ہوتی جو بھی ان کو میسر ہوتی وہ لے آتے اور آ کر کہتے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں یہ سب سے تازہ چیز مدینہ منورہ میں آئی ہے میں آپ کی خدمت میں اس کا تحفہ لے کر آیا ہوں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اسے قبول فرما لیتے اور ان کی دل جوئی فرماتے وہ خوش ہو کر چلے جاتے سارا دن گزار کر عصر کی نماز کے وقت پھر حاضر ہوتے اس وقت تمام دیہاتی لوگ اور صحرا نشین شہر سے فارغ ہو کر اپنے اپنے گھروں کی طرف واپس لوٹ رہے تھے وہ صحابی آئے تو جس سے چیز خریدی ہوتی اسے بھی ساتھ لے آتے اور کہتے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! صبح جو میں نے آپ کی خدمت میں تحفہ پیش کیا تھا وہ اس شخص سے خریدا تھا آپ اس کی قیمت اسے ادا فرما دیں کیونکہ میرے پاس تو کچھ بھی نہیں ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کی اس بات پر ذرا بھی غصہ نہ فرماتے اور مسکراتے ہوئے اس شخص کو قیمت ادا کرتے۔

ایک روز وہ صحابی تھوڑا سا دودھ لے کر آئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نوش فرما لیا۔ معمول کے مطابق وہ

Marfat.com

صحابی عصر کے وقت آئے اور اسی طرح کیا جس طرح کہ عام طور پر کیا کرتے تھے۔ یہ دیکھ کر ایک دوسرے صحابی غصے میں اٹھے اور کہا اللہ تعالیٰ کا تم پر غضب ہو یہ کیا کرتے ہو؟ ہر روز آتے ہو اور یہ گستاخانہ حرکت کرتے ہو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان صحابی کو منع کرتے ہوئے پیار سے فرمایا۔ اسے کچھ نہ کہو تمہیں نہیں معلوم کہ اسے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے محبت ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے پاس بلایا اور پیار سے گفتگو کرتے ہوئے ان کی حوصلہ افزائی فرمائی۔

(رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مسکراہٹیں)

ایک جنگ کے بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں چند غلام لائے گئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں تقسیم فرما رہے تھے کہ ایک عورت کو دیکھا جو رو رہی تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بلایا اور رونے کی وجہ دریافت فرمائی اس نے کہا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے میرے بیٹے سے جدا کر دیا گیا ہے آپ کے ایک صحابی نے میرے بیٹے کو بنی عیس کے علاقہ میں فروخت کر دیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابواسید ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلایا اور ارشاد فرمایا، تم نے ماں بیٹے میں جدائی ڈال دی ہے۔ انہوں نے عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اس کا بیٹا اتنا کمزور تھا کہ وہ سفر نہیں کر سکتا تھا وہ اس کے ساتھ چلنے سے معذور تھا میں نے اسے وہاں پر ہی بھیج دیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم ابھی جاؤ اور اس کے بیٹے کو واپس لے کر آؤ۔ چنانچہ حضرت ابواسید رضی اللہ تعالیٰ عنہ گئے اس عورت کے بیٹے کو ان لوگوں سے خرید کر مدینہ منورہ لے آئے اور اس عورت کے سپرد کر دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص ماں بیٹے کو جدا کرتا ہے اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اسے دوستوں سے جدا کر دے گا۔

(سیرت ہادی عالم صلی اللہ علیہ وسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے کچھ رشتہ دار ہیں جن کے حقوق میں ادا کرتا ہوں اور وہ میرے ساتھ بدسلوکی کرتے ہیں میں ان کے ساتھ حلم و بردباری سے پیش آتا ہوں۔ اور وہ میرے ساتھ جہالت کا برتاؤ کرتے ہیں

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم ایسے ہی ہو جیسے کہ کہتے ہو تو گویا تم ان کے چہروں پر سیاہی پھیر رہے ہو اور اللہ تعالیٰ ان کے مقابلہ میں ہمیشہ تیرا مددگار رہے گا جب تک تم اس حالت پر قائم رہو گے۔ (مسلم شریف)

ظرافت وخوش طبعی

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے اکثر خوش طبعی فرمایا کرتے تھے اس خوش طبعی میں

Marfat.com

سچ کے سوا کچھ نہ فرماتے تھے اور نہ ہی خوش طبعی کرتے ہوئے کسی کی تضحیک ہوتی تھی۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ ہم سے مزاح کرتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مگر میں سچی بات ہی کہتا ہوں۔ (ترمذی شریف)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سواری مانگی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میں تمہیں سواری کیلئے اونٹنی کا بچہ دوں گا اس نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اونٹنی کا بچہ میں کیا کروں گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اونٹ اونٹنی کا بچہ ہی تو ہوتا ہے۔ (ترمذی شریف)

ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں کسی نے بہت ہی خوبصورت سیاہ پھولوں کی چادر تحفہ کے طور پر پیش کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول فرماتے ہوئے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے پوچھا کہ بتاؤ یہ چادر کس کو عطا کروں؟ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے خاموشی اختیار فرمائی۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جیسے مناسب فرمائیں عطا فرمادیں۔ صحابہ کرام صلی اللہ علیہ وسلم کو خاموش دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ام خالد (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کو بلاؤ یہ حکم سن کر ایک صحابی حضرت ام خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بلا کر لے آئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ چادر حضرت ام خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو عطا کرتے ہوئے ارشاد فرمایا اسے پہنو اور پرانی کرو۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چادر پر بنے ہوئے پھولوں پر دست مبارک رکھ کر خوش طبعی کے ساتھ فرمایا دیکھو یہ سنہ ہے۔ سنہ حبشی زبان کا لفظ ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خوش طبعی کے انداز میں مسکراتے ہوئے اس لفظ کو اس لئے ادا فرمایا کہ حضرت ام خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہا حبشی زبان سے واقف تھیں اور ان کو خوش کرنا مقصود تھا۔ چنانچہ حضرت ام خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان اطہر سے یہ لفظ سنا تو بہت خوش ہوئیں۔

(صحیح بخاری شریف)

ایک مرتبہ ایک عورت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئی اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرا خاوند بیمار ہے وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یاد کرتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اوہو، اس کی آنکھ میں تو سفیدی ہے۔ وہ عورت بھاگتی ہوئی اپنے گھر واپس آئی اور اپنے خاوند کی آنکھوں کو دیکھنے لگی۔ خاوند نے پوچھا کیا دیکھتی ہو؟ کہنے لگی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تمہاری آنکھوں میں سفیدی ہے۔ خاوند نے کہا، اے اللہ کی بندی! حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا ہے ہر ایک کی آنکھ میں سفیدی ہوتی ہے۔

(رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مسکراہٹیں)

ایک مرتبہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی سے خوش طبعی کرتے ہوئے پوچھا یہ بتاؤ کہ تمہارے ماموں کی بہن تمہاری کیا لگتی ہے؟ وہ صحابی سر جھکا کر سوچ میں پڑ گئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسکراتے ہوئے

Marfat.com

ارشاد فرمایا ہوش کرو کیا تجھے اپنی ماں بھول گئی وہی تو تمہارے ماموں کی بہن ہے۔(رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مسکراہٹیں)

بیماروں کی خبر گیری

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیماروں کی خبر گیری فرمایا کرتے تھے اگر کوئی بیمار ہوتا تو اس کی تیمارداری کیلئے اس کے گھر تشریف لے جاتے اس کی دلداری فرماتے اگر وہ دور ہوتا تو اس کیلئے دعا فرماتے۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم (ایک بوڑھی خاتون) ام السائب کی عیادت کو تشریف لے گئے ام السائب بخار کی شدت سے کانپ رہی تھیں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تجھے کیا ہوا جو کانپ رہی ہو؟ خاتون نے کہا، اللہ اس بخار کو سمجھے اس نے گھیر رکھا ہے۔یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بخار کو برا نہ کہو یہ مومن کے گناہوں کو اس طرح صاف کر دیتا ہے جیسے آگ کی بھٹی لوہے کے زنگ کو صاف کر دیتی ہے۔

(مسلم شریف)

حضرت عائشہ بنت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میرے والد محترم نے اپنا ایک واقعہ سنایا کہ ایک مرتبہ میں مکہ مکرمہ میں شدید بیمار ہو گیا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم میری خبر گیری کیلئے تشریف لائے تو میں نے پوچھا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں کافی مال چھوڑ رہا ہوں اور میری صرف ایک ہی بیٹی ہے کیا میں اپنے مال میں سے دو تہائی کی وصیت کر جاؤں؟ اور ایک تہائی بیٹی کیلئے چھوڑ جاؤں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں میں نے کہا نصف مال کی وصیت کر جاؤں اور نصف بیٹی کیلئے چھوڑ جاؤں۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، نہیں چنانچہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! پھر ایک تہائی کی وصیت کر جاؤں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں ایک تہائی کی وصیت کر جاؤ اور ایک تہائی بہت ہے۔اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک میرے ماتھے پر رکھا اور میرے چہرے اور پیٹ پر پھیرا اور پھر دعا فرمائی۔

''اے اللہ! سعد (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو شفا عطا فرما اور اس کی ہجرت کو مکمل فرما دے۔''

اس کے بعد سے آج تک مجھے جب کبھی خیال آتا تو میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دست اقدس کی ٹھنڈک اپنے جگر پر محسوس کرتا ہوں۔(الادب المفرد)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک یہودی لڑکا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کیا کرتا تھا ایک مرتبہ وہ بیمار پڑا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کی عیادت کیلئے تشریف لے گئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے سرہانے تشریف فرما ہوئے تو اس کو اسلام قبول کرنے کی دعوت دی لڑکا اپنے باپ کی طرف دیکھنے لگا جو کہ قریب ہی

Marfat.com

موجود تھا۔ باپ نے اپنے بیٹے سے کہا کہ ابوالقاسم کی بات مان لے چنانچہ وہ لڑکا مسلمان ہو گیا۔
اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کے یہاں سے یہ کہتے ہوئے باہر تشریف لائے کہ اللہ کا شکر ہے جس نے اس لڑکے کو دوزخ سے بچالیا۔ (بخاری شریف)

جانوروں اور پرندوں سے اچھا سلوک

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق حمیدہ میں یہ بات شامل تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہ صرف انسانوں بلکہ جانوروں اور پرندوں بلکہ حشرات الارض کے ساتھ بھی اچھا سلوک کرنا پسند فرماتے تھے کسی بھی جانور اور پرندے کو تکلیف واذیت میں مبتلا دیکھتے تو اس کی تکلیف کو دور فرماتے۔ چنانچہ مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بنی ثعلبہ کے غزوہ سے واپس تشریف لا رہے تھے کہ ایک اونٹ خدمت اقدس میں دوڑتا ہوا آیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا جانتے ہو کہ یہ اونٹ کیا کہتا ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا، اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ حضور صل اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ اونٹ میرے پاس فریاد لے کر آیا ہے کہ میرا مالک آج تک اس سے سخت کام لیتا رہا ہے حتیٰ کہ اس کی پشت زخمی ہو گئی ہے اب اسے ذبح کرنا چاہتا ہے۔
اونٹ کی شکایت سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو حکم فرمایا کہ وہ اس اونٹ کے ساتھ اس کے مالک کے پاس جائیں اور اسے بلا کر لائیں چنانچہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اونٹ کے ساتھ اس کے مالک کے گھر گئے۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے پوچھا اس اونٹ کا مالک کون ہے؟ ایک شخص نے آگے بڑھ کر کہا کہ یہ میرا اونٹ ہے۔ میں نے اسے بتایا کہ تمہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے طلب فرمایا ہے اس پر وہ شخص اونٹ اور میں تینوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ حضور صل اللہ علیہ وسلم نے اونٹ کے مالک سے فرمایا کہ یہ اونٹ تمہاری یہ شکایت کرتا ہے۔ اس نے کہا کہ بات تو بالکل ٹھیک ہے اور بالکل ایسا ہی ہے۔
حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا: اس اونٹ کو میرے پاس بیچ دو۔ اس نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ اسے بغیر قیمت لے سکتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں میں اس کی قیمت ضرور ادا کروں گا چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے وہ اونٹ خرید لیا اور مدینہ منورہ کے مضافات میں کھلا چھوڑ دیا۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ تھوڑی ہی مدت میں اس اونٹ کے زخم ٹھیک ہو گئے اور اگر کسی صحابی کو کہیں جانا ہوتا تو وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے اونٹ کو لے جاتا تھا۔ (معارج النبوۃ)
حضرت عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر تھے کہ ایک شخص آیا اس نے چادر اوڑھ رکھی تھی اور اس کے ہاتھ میں کوئی چیز تھی جسے اس نے چادر سے ڈھانپ رکھا تھا وہ کہنے لگا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں درختوں کے ایک جھنڈ کے قریب سے گزرا تو میں نے وہاں پرندوں کے

Marfat.com

بچوں کی آواز سنی میں نے انہیں پکڑ لیا اور اپنی چادر میں رکھ لیا۔ یہ دیکھ کر ان بچوں کی ماں آئی اور میرے سر پر چکر کاٹنے لگی میں نے اسے دکھانے کی غرض سے چادر اٹھائی تو وہ ان پر گر پڑی میں نے ان سب کو اپنی چادر میں لپیٹ لیا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اب وہ سب میرے پاس ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ان کو نکالو۔ اس نے نکالا تو ماں اپنے بچوں سے چمٹی رہی اس پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم ان بچوں سے ان کی ماں کی محبت پر حیرانی کا اظہار کرتے ہو۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے سچائی کے ساتھ بھیجا ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر پرندوں کے بچوں کی ماں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔ ان بچوں کو لے جاؤ اور انہیں وہیں رکھ آؤ جہاں سے تم نے انہیں پکڑا ہے اور ان کی ماں کو بھی ان کے ساتھ لے جاؤ چنانچہ وہ شخص انہیں لے کر واپس چلا گیا۔ (ابوداؤد شریف)

حضرت عبدالرحمٰن بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد سے روایت فرماتے ہیں کہ میرے والد محترم نے فرمایا کہ ایک سفر میں ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی کسی ضرورت کے لیے تشریف لے گئے اسی اثناء میں ہم نے ایک چھوٹی چڑیا دیکھی جس کے ساتھ دو بچے تھے ہم نے اس کے دونوں بچوں کو پکڑ لیا تو چڑیا اپنے پروں کو کھول کر ان بچوں کے اوپر منڈلانے لگی اتنے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے (تو دیکھ کر) ارشاد فرمایا:

"اس (چڑیا) کو بچے کی وجہ سے کس نے دکھ دیا ہے اس کے بچے اسے واپس کرو۔"

پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان چیونٹیوں کے گھر دیکھے جن کو ہم نے جلا دیا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا۔ ان کو کس نے جلایا ہے؟ ہم نے بتایا کہ ہم لوگوں نے جلایا ہے تو آپ نے فرمایا: "آگ کی سزا دینا تو آگ کے مالک (اللہ تعالیٰ) ہی کو سزاوار ہے۔" (ابوداؤد شریف)

زمانہ جاہلیت میں عرب میں یہ بے رحمانہ طریقہ رائج تھا کہ زندہ اونٹ کے کوہان اور دنبہ کی چکی کاٹ کر کھاتے تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ میں آ کر جب یہ دیکھا تو اس طریقہ سے زندہ جانوروں کے گوشت کو کاٹ کر کھانے سے منع فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ وہ مردار ہے اس ضمن میں حضرت ابوواقد لیثی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ میں تشریف لائے تو اس زمانہ میں یہاں کے لوگ زندہ اونٹ کا کوہان کاٹ کر اور زندہ دنبہ کی چکی کاٹ لیتے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"زندہ جانور کا جو ٹکڑا کاٹ لیا جائے وہ مردار ہے کھایا نہ جائے۔" (ترمذی شریف)

Marfat.com

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اعلان نبوت سے پہلے بھی اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے کے لیے غار حرا میں تشریف لے جایا کرتے تھے پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوئی تو عبادت وریاضت میں مزید اضافہ ہوگیا اس ضمن میں سب سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے بارے میں مختصر طور پر بیان کیا جاتا ہے۔

نماز:

اگرچہ نماز پنجگانہ فرض ہونے سے پہلے ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کی ادائیگی فرمایا کرتے تھے پھر جب نماز پنجگانہ فرض ہوگئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پنجگانہ کے علاوہ نفلی نمازوں کو پڑھنا بھی اپنے معمولات میں شامل کرلیا اس بارے میں مختلف احادیث مبارکہ وارد ہوئی ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اتنی نمازیں پڑھیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں پاؤں مبارک پر ورم ہوگیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ کیا یہ بات نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے تمام اگلے پچھلے گناہ (اگر ہوں بھی) معاف فرمادے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ ہوں۔ (طبرانی ابویعلیٰ)

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول مبارک تھا کہ جب کوئی اہم معاملہ پیش آتا تو آپ فوراً نماز میں مشغول ہوجاتے۔ (ابوداؤد)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم عصر سے پہلے چار رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔ (ترمذی شریف)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ عشاء کی نماز پڑھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم میرے مکان پر تشریف لاتے تو چار رکعتیں پڑھتے اور ارشاد فرماتے کہ:

> ''یہ ایسی ساعت ہے کہ اس میں آسمان کے دروازے کھولے جاتے ہیں لہٰذا میں محبوب رکھتا ہوں کہ اس میں میرا کوئی عمل صالح بلند کیا جائے۔'' (مسند احمد، ترمذی)

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سفر سے دن میں چاشت کے وقت تشریف لاتے اور سب سے پہلے مسجد میں جاتے اور دو رکعتیں نماز پڑھتے پھر وہیں مسجد میں تشریف رکھتے۔ (مسلم شریف)

Marfat.com

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ نماز اشراق، چاشت، اوابین، تحیۃ الوضو اور تحیۃ المسجد بھی پڑھا کرتے تھے علاوہ ازیں نماز تہجد اور راتوں کو اٹھ کر نوافل ادا فرمایا کرتے۔ سورج گرہن اور چاند گرن کے وقت بھی نماز پڑھتے بارش نہ ہوتی تو نماز استسقاء ادا فرماتے۔

رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم بہت زیادہ عبادت فرماتے اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب رمضان کا آخری عشرہ آتا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے تہبند کو مضبوط باندھ لیتے (یعنی عبادت میں بہت کوشش فرماتے) راتوں کو جاگتے اور اپنے گھر والوں کو جگاتے۔

اسی حوالے سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہی فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جس قدر رمضان کے آخری عشرہ میں (عبادت کے لیے) کوشش فرماتے تھے اتنی کسی دوسرے عشرہ میں نہ فرماتے تھے۔ (مسلم شریف)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں ہمیشہ اعتکاف فرمایا کرتے تھے نمازیں پڑھتے، ذکر الٰہی کرتے، دعائیں مانگتے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ اقدس میں گریہ وزاری فرماتے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف کیا کرتے تھے یہاں تک کہ (اسی معمول پر) وصال فرمایا۔ (بخاری مسلم)

اسی ضمن میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف فرمایا کرتے تھے اور ایک سال اعتکاف نہیں فرمایا تو دوسرے سال بیس دن اعتکاف فرمایا۔ (ترمذی، ابو داؤد)

روزہ:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم رمضان المبارک کے روزوں کے علاوہ دیگر مہینوں میں بھی روزے رکھا کرتے تھے اس ضمن میں حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ چار چیزیں ہیں جنہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نہیں چھوڑتے تھے۔ (1) عاشورہ کا روزہ (2) ذی الحجہ کے روزے (ایک سے نو تک) (3) ہر مہینے کے تین روزے (4) فجر کی نماز سے پہلے دو رکعتیں۔ (نسائی)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم شعبان کے مہینے میں بھی بہت روزے رکھا کرتے تھے اور شوال کے مہینے میں چھ روزے رکھنے کا بھی معمول تھا جبکہ کبھی صوم وصال بھی رکھتے یعنی کئی کئی دن رات کا ایک روزہ رکھتے لیکن صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو صوم وصال رکھنے سے منع فرماتے اس ضمن میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے رات دن پے در پے روزہ رکھنے سے منع فرمایا تو ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ تو رات دن پے در پے روزہ رکھتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں میرے مثل کون ہے بے

Marfat.com

شک میں اس حال میں رات گزارتا ہوں کہ میرا پروردگار مجھے کھلاتا پلاتا ہے۔ (بخاری، مسلم، مشکوٰۃ)

حج:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ میں اعلان نبوت کے بعد دو یا تین حج ادا فرمائے مگر ہجرت مدینہ کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف ایک حج "حجۃ الوداع" فرمایا: علاوہ ازیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت مدینہ کے بعد چار عمرے بھی کیے۔ (بخاری، مسلم، ترمذی، ابن ماجہ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے تم پر حج فرض کیا ہے۔ اقرع بن حابس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کھڑے ہو کر عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہر سال حج فرض ہے؟ ارشاد فرمایا اگر میں ہاں کر دوں تو ہر سال حج فرض ہو جائے اور اگر ہر سال فرض ہو جائے تو تم اسے ادا کرنے کی طاقت نہیں رکھتے اس لیے حج پوری زندگی میں صرف ایک مرتبہ فرض ہے اور جو شخص اس سے زیادہ کرے وہ نفل ہے۔ (احمد، نسائی، دارمی، مشکوٰۃ)

زکوٰۃ:

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص مال حاصل کرے تو اس پر اس وقت تک زکوٰۃ نہیں جب تک کہ اس پر ایک سال نہ گزر جائے۔ (ترمذی)

انبیاء کرام علیہم السلام کی زندگیاں امت کے لیے بہترین نمونہ ہیں اللہ تعالیٰ انبیاء کرام علیہم السلام پر زکوٰۃ فرض نہیں فرمائی اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر زکوٰۃ فرض نہ تھی۔ (زرقانی جلد ہشتم)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مال و دولت، سونا چاندی اور اونٹ مویشی وغیرہ جو کچھ بھی آتا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے پاس نہیں رکھتے تھے بلکہ سب اللہ تعالیٰ کی راہ میں تقسیم فرما دیا کرتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عطا کا یہ عالم تھا کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ایک شخص نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اتنی بکریاں مانگیں جو دو پہاڑوں کی درمیانی جگہ کو بھر دیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اتنی ہی بکریاں دے دیں تو وہ اپنی قوم کے پاس (جب واپس) گیا تو کہنے لگا اے قوم! مسلمان ہو جاؤ کیونکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو اس شخص کی طرح عطا فرماتے ہیں جسے فاقہ کا خوف نہ ہو۔ (مسلم شریف)

اللہ تعالیٰ کا ذکر:

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ آخری کلام جس پر میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑا ہے وہ یہ ہے کہ میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعمال میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ محبوب کون سا ہے؟ ارشاد فرمایا: تو اس حال میں وفات پائے کہ تیری زبان اللہ تعالیٰ کے ذکر سے تر ہو۔ (طبرانی)

Marfat.com

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمہ وقت اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول رہا کرتے تھے۔ (ابوداؤد)

یہی وجہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے شبانہ روز کے معمولات میں دعاؤں کا معمول بھی شامل تھا چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نمازوں کے بعد، صبح وشام کے وقت، سونے سے پہلے، جاگنے کے بعد، گھر سے نکلتے وقت، گھر میں داخل ہوتے ہوئے۔ مسجد میں داخلے اور نکلنے کے وقت، سفر میں جانے سے قبل، سفر دوران، سفر سے واپسی پر، کسی کو رخصت کرتے ہوئے۔ کھانے، پینے اور پہننے کے وقت، نیا چاند دیکھنے، بادل گرجنے، ہوا کے تیز چلنے، آندھی آنے کے وقت غرضیکہ ہر موقع پر دعا فرمایا کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ کے ذکر سے سرشار رہتے تھے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادات کے حوالے سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کے پاس تین اشخاص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کے بارے میں پوچھنے کے لیے آئے ان کو جب اس بارے میں بتایا گیا تو ان میں سے ایک نے کہا کہ میں ہمیشہ ساری رات نماز پڑھا کروں گا آرام نہیں کروں گا دوسرے نے کہا کہ میں مسلسل روزے رکھا کروں گا۔ تیسرے نے کہا، میں ہمیشہ عورتوں سے الگ رہوں گا کبھی شادی نہ کروں گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات کا علم ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: ”کیا تم نے ایسا اور ایسا کہا ہے۔ اللہ کی قسم! میں تمہاری نسبت اللہ تعالیٰ سے زیادہ ڈرتا ہوں اور زیادہ پرہیزگار ہوں میں روزے بھی رکھتا ہوں اور افطار بھی کرتا ہوں نماز پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں اور عورتوں سے شادی بھی کرتا ہوں۔ جس شخص نے میری سنت سے اعراض کیا وہ مجھ سے نہیں ہے۔“ (بخاری ومسلم)

شفاء بخش پسندیدہ غذائیں

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت سی غذاؤں کو پسند فرمایا ہے اور ان میں سے بعض کے شفائی خواص کے بارے میں بھی ارشاد فرمایا چنانچہ اس حوالے سے اس بات میں مختصر طور پر بیان کیا جاتا ہے۔

انجیر:

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خدمت اقدس میں انجیر سے بھرا ہوا تھال کہیں سے لاکر پیش کیا گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے ارشاد فرمایا کہ:

”کھاؤ۔ چنانچہ ہم نے اس میں سے کھایا اس کے بعد پھر ارشاد فرمایا: اگر کوئی یہ کہے کہ کوئی پھل جنت سے زمین پر اُتر سکتا ہے تو میں کہوں گا کہ یہی وہ (پھل) ہے۔ اس لیے کہ بلاشبہ (انجیر) جنت کا میوہ ہے۔ اس میں ضرور کھاؤ کیونکہ یہ بواسیر کو ختم کر دیتی ہے اور گنٹھیا کی بیماری میں مفید ہے۔“ (ابن جوزی)

Marfat.com

جو:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر والوں میں سے جب کوئی بیمار ہوتا تھا تو ارشاد فرماتے تھے کہ اس کے لیے جو کا دلیہ تیار کیا جائے۔ پھر ارشاد فرماتے تھے کہ یہ مریض کے دل سے غم کو دور کر دیتا ہے اور اس کی کمزوروں کو ایسے اتار دیتا ہے جیسے کہ تم میں سے کوئی اپنے چہرے کو پانی سے دھو کر اس سے غلاظت اتار دیتا ہے۔ (ابن ماجہ)

حضرت یوسف بن عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کی روٹی کا ٹکڑا لیا اس کے اوپر کھجور رکھی اور فرمایا کہ یہ اس کا سالن ہے اور تناول فرمالیا۔ (سنن ابوداؤد)

کدو:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ایک درزی نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت میں بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ گیا اس نے جو کی روٹی اور خشک گوشت کے سالن میں کدو پکا کر پیش کیا میں نے دیکھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تھالی میں سے کدو کے ٹکڑے تلاش کر کے تناول فرماتے تھے اس دن کے بعد مجھے کدو سے محبت ہوگئی۔ (بخاری شریف)

ایک اور حدیث پاک میں ہے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میری والدہ ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کھجوروں کا ایک ٹوکرا دے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیت اطہر میں تشریف فرما نہ تھے اپنے ایک غلام کے گھر دعوت پر تشریف لے گئے ہوئے تھے چنانچہ میں وہاں گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھانا تناول فرما رہے تھے۔ کھانے میں گوشت اور کدو کا ثرید خدمت میں پیش کیا گیا تھا انہوں نے مجھے بھی کھانے میں شامل فرمالیا میں جانتا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کدو کو پسند فرماتے ہیں چنانچہ میں اس کے ٹکڑے اکٹھے کر کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کرتا گیا کھانے سے فارغ ہونے کے بعد ہم گھر چلے گئے تو میں نے کھجوروں کا ٹوکرا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں پیش کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس میں سے تناول بھی فرما رہے تھے اور لوگوں میں تقسیم بھی کرتے جاتے تھے اور اس کو اسی وقت ختم کر دیا۔ (ابن ماجہ)

کدو کی طبی افادیت کے حوالے سے حضرت عطاء بن ابی رباح رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"تمہارے لیے کدو موجود ہے وہ عقل میں اضافہ کرتا ہے اور دماغ کو تقویت دیتا ہے۔" (ابن حبان)

Marfat.com

کلونجی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
''کلونجی میں ہر بیماری کا علاج ہے سوائے موت کے۔'' (مسلم شریف)

ادرک:

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ:
''ایک مرتبہ شاہ روم نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں ادرک کے مربہ کا ایک برتن بطور تحفہ بھیجا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے قبول فرمایا اور پھر اس کا ایک ایک ٹکڑا سب لوگوں میں تقسیم فرمایا مجھے بھی ایک ٹکڑا ملا جو میں نے کھالیا۔'' (ابو نعیم)

چقندر:

حضرت ام المنذر رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ:
''رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر تشریف لائے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ساتھ تھے اس وقت میرے ہاں کھجور کے خوشے لٹک رہے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں وہ پیش کیے گئے۔ دونوں تناول فرماتے رہے اس دوران حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ اب تم مزید نہ کھاؤ کیونکہ ابھی بیماری سے اٹھنے کی وجہ سے کمزور ہو۔ پھر میں نے ان کے لیے چقندر کا سالن اور جو کی روٹی پکائی اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ تم اس میں سے کھاؤ کیونکہ یہ تمہارے لیے فائدہ مند ہے۔'' (ترمذی شریف)

منقہ:

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
''تمہارے فائدہ کے لیے منقہ موجود ہے۔ یہ رنگت کو نکھارتا، بلغم کو خارج کرتا، اعصاب کو مضبوط بناتا، کمزوری کو رفع کرتا ہے، مزاج کو خوشگوار بناتا، سانس کو خوشبودار کرتا اور غم کو دور کرتا ہے۔'' (ابو نعیم)
اسی حوالے سے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
''منقہ کھایا کرو لیکن اس کا چھلکا اتار دیا کرو کیونکہ اس کے چھلکے میں بیماری اور گردے میں شفاء ہے۔'' (ذہبی)

مسور کی دال:

حضرت واثلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
''تمہارے لیے کدو موجود ہے یہ دماغی صلاحیت میں اضافہ کرتا ہے اور تمہارے لیے مسور کی دال موجود ہے جس کی تعریف (تقریباً) ستر انبیاء کرام (علیہم السلام) کی زبان مبارک سے ہوئی۔'' (طبرانی)

Marfat.com

اسی حوالے سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد ہے کہ:

''جس نے بھی کدو کے ساتھ مسور کی دال کھائی اس کا قلب تندرست ہوا اس کی قوت مردمی میں اضافہ ہوا اور اگر اس کے ساتھ شیریں انار اور سماق کو بھی شامل کرے تو صفراء کے مرض میں فائدہ ہوگا'' (ابن المقیم)

سماق ایک طرح کا پتھر تھا جس سے چیزوں کو کھرل کیا جاتا تھا اس کا مطلب یہ ہے کہ کدو کو انار کے دانوں کے ساتھ ملا کر سماق سے رگڑ رگڑ کر کھرل کر کے مسور کی دال میں ملایا جائے تو مفید ہے۔

کھنبی:

حضرت سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''کھنبی اس من میں سے ہے جو اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے لیے نازل فرمایا تھا اس کا پانی آنکھوں کے لیے شفاء ہے۔'' (مسلم شریف، ابن ماجہ)

کھجور:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''عجوہ کھجور جنت سے ہے اور وہ زہروں کی تریاق ہے۔'' (ترمذی شریف)

کھجور کی اہمیت وافادیت کے حوالے سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جس گھر میں کھجور ہو اس گھر والے کبھی بھوکے نہ رہیں گے۔'' (مسلم شریف)

سرکہ:

حضرت ام ہانی سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ:

''ایک مرتبہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے گھر تشریف لائے اور دریافت فرمایا کہ کیا تمہارے پاس کچھ کھانے کے لیے ہے میں نے کہا نہیں، ہاں البتہ باسی روٹی اور سرکہ ہے۔ فرمایا اس کو لے آؤ وہ گھر غریب نہ ہوگا کبھی بھی جس میں سرکہ موجود ہے۔'' (ترمذی شریف)

اسی حوالے سے حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرہ مبارک میں موجود تھی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: کیا تمہارے پاس کچھ کھانے کے لیے ہے؟ انہوں نے کہا کہ ہمارے پاس روٹی کھجور اور سرکہ ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''سرکہ بہترین سالن ہے، اے اللہ! تُو سرکہ میں برکت ڈال دے کہ یہ مجھ سے پہلے انبیاء کرام کا سالن تھا اور وہ گھر کبھی غریب نہ ہوگا جس میں سرکہ موجود ہے۔'' (ابن ماجہ)

Marfat.com

تربوز:

حضرت سہل بن سعد الساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ:

"رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تازہ پکی ہوئی کھجوروں کے ساتھ تربوز کھایا کرتے تھے۔"

(ترمذی شریف، ابن ماجہ)

تربوز کے شفاء بخش خواص کے حوالے سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"تربوز ایک کھانا بھی ہے اور مشروب بھی ریحان کے ساتھ۔ یہ مثانہ دھو کر صاف کر دیتا ہے پیٹ کی صفائی کرتا ہے کمر سے پانی نکال دیتا ہے قوت باہ میں اضافہ کرتا ہے چہرے کو نکھارتا ہے اور بدن سے ٹھنڈک کو ختم کرتا ہے۔" (مسند فردوس)

انار:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے انار کے بارے میں دریافت کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"(دنیا میں) ایسا کوئی انار نہیں ہوتا جس میں کہ جنت کے اناروں سے دانہ شامل نہ ہو۔" (ابونعیم)

دودھ اور پنیر:

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ:

"میں سوائے دودھ کے ایسی کسی چیز کو نہیں جانتا جس کے اجزاء ایک ہی وقت میں کھانے اور پینے کا کام دے سکیں۔" (ترمذی شریف)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بکری کا دودھ پسند فرمایا ہے اس حوالے سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ:

"حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے گھر میں پالی گئی بکری کا دودھ دوہا گیا پھر اس میں گھر میں واقع کنویں کا پانی شامل کیا گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دودھ قبول کیا اور نوش فرمایا۔"

(بخاری شریف)

گائے کا دودھ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پسند فرمایا ہے چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"گائے کے دودھ سے علاج کرو اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے اس میں شفاء رکھی ہے اور یہ ہر قسم کے درختوں پر چرتی ہے۔" (طبرانی)

Marfat.com

اونٹنی کا دودھ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پسندیدہ غذاؤں میں شامل تھا اس حوالے سے حضرت طارق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''تمہارے لیے اونٹنی کا دودھ ایک مفید شے ہے اس لیے کہ یہ ہر قسم کے درختوں سے چرتی ہیں اور اس میں ہر بیماری سے شفاء ہے۔'' (ابن عساکر)

پنیر کے حوالے سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ:

''غزوہ تبوک کے موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں پنیر پیش کیا گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چھری منگوائی اور اس کو بسم اللہ پڑھ کر کاٹا۔ (ابوداؤد)

سفرجل:

حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ:

''میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو اس وقت آپ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی جماعت کے ساتھ تشریف فرما تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک میں سفرجل تھا جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھیل رہے تھے جب میں بیٹھ گیا تو انہوں نے میری جانب کر کے فرمایا: اے ابوذر! یہ دل کو قوت دیتا ہے سانس کو خوشبودار بناتا ہے اور سینہ سے بوجھ کو ہٹا دیتا ہے۔ (نسائی شریف)

اسی حوالے سے ایک اور حدیث پاک میں آتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''سفرجل کھاؤ کیونکہ اس سے دل کا دورہ دور ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے کوئی ایسا نبی مبعوث نہیں فرمایا جس کو جنت کا سفرجل نہ کھلایا ہو کیونکہ یہ فرد کی طاقت کو چالیس افراد کے برابر کر دیتا ہے۔'' (ابن ماجہ)

زیتون:

حضرت اسید الانصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''زیتون کے تیل کو کھاؤ اور اس سے بدن کی مالش کرو کہ یہ ایک مبارک درخت ہے۔''

(ترمذی شریف)

اسی حوالے سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''زیتون کا تیل کھاؤ۔ اس کو لگاؤ کیونکہ یہ پاک طیب اور مبارک ہے۔'' (ابن ماجہ)

شہد:

شہد کے بارے میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جو شخص ہر مہینہ میں کم از کم تین دن صبح نہار منہ شہد چاٹ لے اس کو اس مہینہ میں کوئی بڑی بیماری نہ ہوگی۔''

(ابن ماجہ، بیہقی)

Marfat.com

اسی حوالے سے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ:

''ایک شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور کہا کہ اس کے بھائی کو اسہال ہو رہے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے شہد پلاؤ۔ وہ پھر آ کر کہنے لگا کہ شہد پینے سے اسہال میں اضافہ ہوا آپ نے پھر فرمایا کہ شہد پلاؤ اسی طرح وہ حال بیان کرتا رہا تین مرتبہ آ چکا تو چوتھی بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اسے شہد پلاؤ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے سچ کہا ہے اور تمہارے بھائی کا پیٹ جھوٹ کہتا ہے۔ اس نے پھر شہد پلایا تو مریض تندرست ہو گیا۔'' (بخاری و مسلم)

شہد کے شفائی خواص کے ضمن میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ:

''تمہاری دواؤں میں اگر کسی چیز میں بھلائی کا کوئی عنصر ہے تو وہ پچھنے لگانے اور شہد پینے میں ہے۔'' (رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی غذائیں)

☆☆☆

Marfat.com

عظمت و مقام مصطفیٰ ﷺ

(اعلیٰ حضرت کی نظر میں)

فضل و کمال:

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ الٰہی میں قدر و منزلت شان محبوبیت اور فضل و کمال کے حوالے سے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شاعرانہ انداز میں یوں فرماتے ہیں۔

جس کی مرضی خدا نہ ٹالے — میرا ہے وہ نامدار آقا
حور سے کیا کہیں موسیٰ سے مگر عرض کریں — کہ ہے خود حسن ازل طالب جانان عرب
ان کو یکتا کیا اور خلق بنائی یعنی — انجمن کر کے تماشا کریں تنہائی دوست
خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم — خدا چاہتا ہے رضائے محمد
محمد برائے جناب الٰہی — جناب الٰہی برائے محمد
(صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)

وہ خدا نے ہے مرتبہ تجھ کو دیا نہ کسی کو ملے نہ کسی کو ملا — کہ کلام مجید نے کھائی شہا تیرے شہر و کلام و بقا کی قسم
تیرا مسند ناز ہے عرش بریں تیرا محرم راز ہے روح میں — تو ہی سرور ہر دو جہاں ہے شہا تیرا مثل نہیں ہے خدا کی قسم
وہ کمال حسن حضور ہے کہ گمان نقص جہاں نہیں — یہی پھول خار سے دور ہے یہی شمع ہے کہ دھواں نہیں
رفعت ذکر ہے تیرا حصہ دونوں عالم میں ہے تیرا چرچا — مرغ فردوس پس از حمد خدا تیری ہی مدح وثنا کرتے ہیں
کیوں نہ زیبا ہو تجھے تاجوری تیرے ہی دم کی سب جلوہ گری — ملک و جن و بشر حور و پری جان سب تجھ پہ فدا کرتے ہیں
سب سے اعلیٰ و اولیٰ ہمارا نبی — سب سے بالا و والا ہمارا نبی
اپنے مولیٰ کا پیارا ہمارا نبی — دونوں عالم کا دولھا ہمارا نبی
(صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)

اے رضا خود صاحب قرآں ہے مداح حضور — تجھ سے کب ممکن ہے پھر مدحت رسول اللہ کی
خلق تو کیا کہ ہیں خالق کو عزیز — کچھ عجب بھاتے ہیں بھانے والے
حی باقی جس کی کرتا ہے ثنا — مرتے دم تک اس کی مدحت کیجیے
ذکر ان کا چھیڑیئے ہر بات میں — چھیڑنا شیطان کا عادت کیجیے

Marfat.com

تیری قضا خلیفۂ احکام ذو الجلال
تیری رضا حلیف قضا و قدر کی ہے

عرش بریں پہ کیوں نہ ہو فردوس کا دماغ
اتری ہوئی شبیہ تیرے بام و در کی ہے

وہ خلد جس میں اترے گی ابرار کی برات
ادنیٰ نچھاور اس میرے دولھا کے سر کی ہے

اللہ کی سر تا بقدم شان ہیں یہ
ان سا نہیں انسان وہ انسان ہیں یہ

قرآن تو ایمان بتاتا ہے انھیں
ایمان یہ کہتا ہے میری جان ہیں یہ

غایت و علت سبب بہر جہاں تم ہو سب
تم سے بنا تم بنا تم پہ کڑوڑوں درود

تم سے ہے جہاں کی حیات تم سے ہے جہاں کا ثبات
اصل سے ہے ظل بندھا تم پہ کڑوڑوں درود

تم سے خدا کا ظہور اس سے تمھارا ظہور
لم ہے یہ وہ ان ہوا تم پہ کڑوڑوں درود

خلق تمھاری جمیل خلق تمھارا خلیل
خلق تمھاری گدا تم پہ کڑوڑوں درود

مظہر حق ہو تمھیں مظہر حق ہو تمھیں
تم میں ہے ظاہر خدا تم پہ کڑوڑوں درود

مرسل مشتاق حق ہیں اور حق
مشتاق وصال مصطفائی

خواہان وصال کبریا ہیں
جویان جمال مصطفائی

محبوب و محبّ کی ملک ہے ایک
کونین ہیں مال مصطفائی

پر تو اسم ذات احد پر درود
نسخۂ جامعیت پہ لاکھوں سلام

مطلع ہر سعادت پہ اسعد درود
مقطع ہر سیادت پہ لاکھوں سلام

مصدر مظہریت پہ اظہر درود
مظہر مصدریت پہ لاکھوں سلام

تو نہ تھا تو کچھ نہ تھا گر تو نہ ہو
کچھ نہ ہو تو ہی تو ہے جان جہاں

(حدائق بخشش)

شفیع المذنبین:

سیدنا رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنی اُمت کی بہت فکر ہے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم روز محشر بارگاہ الٰہی میں گناہ گاروں کے لیئے سفارش وشفاعت فرمائیں گے اللہ تعالیٰ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعت قبول فرمائے گا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی ظاہری حیات طیبہ میں بھی اُمت کے لیئے فکرمند رہا کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ کے حضور اُمت کے گناہ گاروں کے لیئے جہنم سے نجات کی دعائیں مانگا کرتے سیدنا رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اس فکرمندی کے حوالے سے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔

پھر محبوب بھی کیسا جان ایمان وکان احسان جس کے جمال جہاں آراء کا نظیر کہیں نہ ملے گا اور خامہ قدرت نے اس کی تصویر بنا کر ہاتھ کھینچ لیا کہ پھر کبھی ایسا نہ لکھے گا کیسا محبوب! جسے اس کے مالک نے تمام جہان کے لیئے رحمت

Marfat.com

بھیجا کیسا محبوب! جس نے اپنے تن پر ایک عالم کا بار اُٹھالیا کیسا محبوب! جس نے تمہارے غم میں دن کا کھانا رات کا سونا ترک کر دیا تم رات دن اس کی نافرمانیوں میں منہمک اور لہو ولعب میں مشغول ہو اور وہ تمہاری بخشش کے لیئے شب و روز گریاں وملول۔

شب کہ اللہ جل جلالہ نے آسائش کے لیئے بنائی اپنے تسکین بخش پردے چھوڑے ہوئے موقوف ہے صبح قریب ہے ٹھنڈی نسیم کا پنکھا ہو رہا ہے ہر ایک کا جی اس وقت آرام کی طرف جھکتا ہے بادشاہ اپنے گرم بستروں نرم تکیوں میں مست خواب ناز ہے اور جو محتاج بے نوا ہے اس کے بھی پاؤں دو گز کملی میں دراز ایسے سہانے وقت ٹھنڈے زمانہ میں وہ معصوم بے گناہ پاک داماں عصمت پناہ اپنی راحت و آسائش کو چھوڑ خواب و آرام سے منہ موڑ جبیں نیاز آستانہ عزت پر رکھے ہے کہ اے اللہ! میری اُمت سیاہ کار ہے درگزر فرما اور ان کے تمام جسموں کو جہنم کی آگ سے بچا۔

(قمر التمام فی نفی الظل عن سید الانام)

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے شفیع المذنبین ہونے کے حوالے سے امام احمد رضا بریلوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے شاعری کے انداز میں اس طرح فرمایا ہے۔

خوار و بیمار و خطا وار و گنہ گار ہوں میں
رافع و نافع و شافع لقب آقا تیرا

دل عبث خوف سے پتا سا اڑا جاتا ہے
پلہ ہلکا ہی سہی بھاری ہے بھروسا تیرا

اک میں کیا میرے عصیاں کی حقیقت کتنی
مجھ سے سو لاکھ کو کافی ہے اشارہ تیرا

تیرے صدقے میں مجھے ایک بوند بہت ہے تیری
جس دن اچھوں کو ملے جام چھلکتا تیرا

ہلکا ہے اگر ہمارا پلہ
بھاری ہے تیرا وقار آقا

سویا کیے نابکار بندے
رویا کیے زار زار آقا

صف ماتم اٹھے خالی ہو زنداں ٹوٹیں زنجیریں
گنہ گارو چلو مولیٰ نے در کھولا ہے جنت کا

ادھر امت کی حسرت پر ادھر خالق کی رحمت پر
نرالا طور ہو گا گردش چشم شفاعت کا

جنھیں مرقد میں تاحشر امتی کہہ کر پکارو گے
ہمیں بھی یاد کر لو ان میں صدقہ اپنی رحمت کا

رضائے خستہ جوش بحر عصیاں سے نہ گھبرانا
کبھی تو ہاتھ آ جائے گا دامن ان کی رحمت کا

لطف ان کا عام ہو ہی جائے گا
شاد ہر ناکام ہو ہی جائے گا

جان دے دو وعدۂ دیدار پر
نقد اپنا دام ہو ہی جائے گا

اب تو لائی ہے شفاعت عفو پر
بڑھتے بڑھتے عام ہو ہی جائے گا

اے رضا ہر کام کا ایک وقت ہے
دل کو بھی آرام ہو ہی جائے گا

Marfat.com

یہ کیسے کھلتا کہ ان کے سوا شفیع نہیں
میرے کریم گنہ زہر ہے مگر آخر
عرش سے مژدۂ بلقیس شفاعت لایا
عرصۂ حشر کجا موقف محمود کجا
اے شافع امم شہ ذی جاہ لے خبر
وہ سختیاں سوال کی وہ صورتیں مہیب
مجرم کو بارگاہ عدالت میں لائے ہیں
اہلِ عمل کو ان کے عمل کام آئیں گے
باہر زبانیں پیاس سے ہیں آفتاب گرم
گوش شہ کہتے ہیں فریاد رسی کو ہم ہیں
دعویٰ ہے سب سے تیری شفاعت پہ بیشتر
بد ہیں تو آپ کے ہیں بھلے ہیں تو آپ کے
سرکار ہم کمینوں کے اطوار پر نہ جائیں
آہ کل عیش تو کیے ہم نے
اللہ کیا جہنم اب بھی نہ سرد ہو گا
ڈر تھا کہ عصیاں کی سزا اب ہو گی یا روز جزا
کوئی ہے نازاں زہد پر یا حسن توبہ ہے سپر
گر لب پاک سے اقرار شفاعت ہو جائے
نیر حشر نے اک آگ لگا رکھی ہے
پل سے اتارو راہ گزر کو خبر نہ ہو
کیا ہی ذوق افزا شفاعت ہے تمھاری واہ واہ
مجرموں کو ڈھونڈتی پھرتی ہے رحمت کی نگاہ
عرض بیگی ہے شفاعت عفو کی سرکار میں
ٹوٹ جائیں گے گنہ گاروں کے فوراً قید و بند
یارب ایک ساعت میں دھل جائیں سیہ کاروں کے جرم
پیش حق مژدہ شفاعت کا سناتے جائیں گے

عبث نہ اوروں کے آگے تپیدہ ہونا تھا
کوئی تو شہد شفاعت چشیدہ ہونا تھا
طائر سدرہ نشیں مرغ سلیمان عرب
ساز ہنگاموں سے رکھتی نہیں یکتائی دوست
للہ لے خبر میری اللہ لے خبر
اے غمزدوں کے حال سے آگاہ لے خبر
تکتا ہے بے کسی میں تیری راہ لے خبر
میرا ہے کون تیرے سوا آہ لے خبر
کوثر کے شاہ کثرہ اللہ لے خبر
وعدۂ چشم ہے بخشائیں گے گویا ہو کر
دفتر میں عاصیوں کے شہا انتخاب ہوں
ٹکڑوں سے تو یہاں کے پلے رخ کدھر کریں
آقا حضور اپنے کرم پر نظر کریں
آج وہ بے قرار پھرتے ہیں
رو رو کے مصطفیٰ نے دریا بہا دیے ہیں
دی ان کی رحمت نے صدا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں
یاں ہے فقط تیری عطا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں
یوں نہ بے چین رکھے جوشش عصیاں ہم کو
تیز ہے دھوپ ملے سایۂ داماں ہم کو
جبریل پر بچھائیں تو پر کو خبر نہ ہو
قرض لیتی ہے گناہ پرہیز گاری واہ واہ
طالع برگشتہ تیری ساز گاری واہ واہ
چھنٹ رہی ہے مجرموں کی فرد ساری واہ واہ
حشر کو کھل جائے گی طاقت رسول اللہ کی
جوش میں آ جائے اب رحمت رسول اللہ کی
آپ روتے جائیں گے ہم کو ہنساتے جائیں گے

Marfat.com

دل نکل جانے کی جا ہے آہ کن آنکھوں سے وہ
ہم سے پیاسوں کے لیے دریا بہاتے جائیں گے

کشتگان گرمی محشر کو وہ جان مسیح
آج دامن کی ہوا دے کر جلاتے جائیں گے

گل کھلے گا آج یہ ان کی نسیم فیض سے
خون روتے آئیں گے ہم مسکراتے جائیں گے

ہاں چلو حسرت زدو سنتے ہیں وہ دن آج ہے
تھی خبر جس کی کہ وہ جلوہ دکھاتے جائیں گے

آج عید عاشقاں ہے گر خدا چاہے کہ وہ
ابروئے پیوستہ کا عالم دکھاتے جائیں گے

کچھ خبر بھی ہے فقیرو آج وہ دن ہے کہ وہ
نعمت خلد اپنے صدقے میں لٹاتے جائیں گے

خاک افتادو بس ان کے آنے ہی کی دیر ہے
خود وہ گر کر سجدہ میں تم کو اٹھاتے جائیں گے

وسعتیں دی ہیں خدا نے دامن محبوب کو
جرم کھلتے جائیں گے اور وہ چھپاتے جائیں گے

لو وہ آئے مسکراتے ہم اسیروں کی طرف
خرمن عصیاں پر اب بجلی گراتے جائیں گے

آنکھ کھولو غمزدو دیکھو وہ گریاں آئے ہیں
لوح دل سے نقش غم کو اب مٹاتے جائیں گے

سوختہ جانوں پہ وہ پر جوش رحمت آئے ہیں
آب کوثر سے لگی دل کی بجھاتے جائیں گے

آفتاب ان کا ہی چمکے گا جب اوروں کے چراغ
صرصر جوش بلا سے جھلملاتے جائیں گے

پائے کوباں پل سے گزریں گے تیری آواز پر
رب سلم کی صدا پر وجد لاتے جائیں گے

اب آئی شفاعت کی ساعت اب آئی
ذرا چین لے میرے گھبرانے والے

سامنا قہر کا ہے دفتر اعمال ہیں پیش
ڈر رہا ہے کہ خدا حکم سناتا کیا ہے

آپ سے کرتا ہے فریاد کہ یا شاہ رسل
بندہ بے کس ہے شہا رحم میں وقفہ کیا ہے

اب کوئی دم میں گرفتار بلا ہوتا ہوں
آپ آجائیں تو کیا خوف ہے کھٹکا کیا ہے

سن کے یہ عرض میری بحر کرم جوش میں آئے
یوں ملائک کو ہو ارشاد ٹھہرنا کیا ہے

کس کو تم مورد آفات کیا چاہتے ہو
ہم بھی تو آکے ذرا دیکھیں تماشا کیا ہے

ان کی آواز پہ کراٹھوں میں بے ساختہ شور
اور تڑپ کر یہ کہوں اب مجھے پروا کیا ہے

لو وہ آیا میرا حامی میرا غم خوار امم
آگئی جاں تن بے جاں میں یہ آنا کیا ہے

پھر مجھے دامن اقدس میں چھپا لیں سرور
اور فرمائیں ہٹو اس پہ تقاضا کیا ہے

بندہ آزاد شدہ ہے یہ ہمارے در کا
کیسا لیتے ہو حساب اس پہ تمھارا کیا ہے

مژدہ باد اے عاصیو! شافع شہ ابرار ہے
تہنیت اے مجرمو! ذات خدا غفار ہے

تیرے ہی دامن میں ہر عاصی کی پڑتی ہے نظر
ایک جان بے خطا پر دو جہاں کا بار ہے

تجھ سا سیہ کار کون ان سا شفیع ہے کہاں
پھر وہ تجھی کو بھول جائیں دل یہ تیرا گمان ہے

Marfat.com

خوف نہ رکھ رضا ذرا تو تو ہے عبد مصطفیٰ — تیرے لیے امان ہے تیرے لیے امان ہے
خدائے قہار ہے غضب پر کھلے ہیں بدکاریوں کے دفتر — بچا لو آ کر شفیع محشر تمھارا بندہ عذاب میں ہے
گنہ کی تاریکیاں یہ چھائیں منڈ کے کالی گھٹائیں آئیں — خدا کے خورشید مہر فرما کر ذرہ بس اضطراب میں ہے
گنہ گاروں کو ہاتف سے نوید خوش مآلی ہے — مبارک ہو شفاعت کے لیے احمد سا والی ہے
شفاعت کرے حشر میں جو رضا کی — سوا تیرے کس کو یہ قدرت ملی ہے
تیرے منگتا کی خاموشی شفاعت خواہ ہے اس کی — زبان بے زبانی ترجمان خستہ جانی ہے
وہ سرگرم شفاعت ہیں عرق افشاں ہے پیشانی — کرم کا عطر صندل کی زمیں رحمت کی گھانی ہے
سنتے ہیں کہ محشر میں صرف ان کی رسائی ہے — گر ان کی رسائی ہے لو جب تو بن آئی ہے
مچلا ہے کہ رحمت نے امید بندھائی ہے — کیا بات تیری مجرم کیا بات بنائی ہے
سب نے صف محشر میں للکار دیا ہم کو — اے بے کسوں کے آقا اب تیری دہائی ہے
گرتے ہوؤں کو مژدہ سجدے میں گرے مولیٰ — رو رو کے شفاعت کی تمہید اٹھائی ہے
مطلع میں یہ شک کیا تھا واللہ رضا واللہ — صرف ان کی رسائی ہے صرف ان کی رسائی ہے
آپ درگاہ خدا میں ہیں وجیہ — ہاں شفاعت بالوجاہت کیجیے
حق تمھیں فرما چکا اپنا حبیب — اب شفاعت بالمحبت کیجیے
اذن کب کا مل چکا اب تو حضور — ہم غریبوں کی شفاعت کیجیے
سنکی وہ دیکھ باد شفاعت کہ دے ہوا — یہ آبرو رضا تیرے دامان تر کی ہے
سایہ افگن سر پہ ہو پرچم الٰہی جھوم کر — جب لواء الحمد لے امت کا والی ہاتھ میں
گرچہ ہیں بے حد قصور تم ہو عفو و غفور — بخشدو جرم و خطا تم پہ کروڑوں درود
اپنے خطا واروں کو اپنے ہی دامن میں لو — کون کرے یہ بھلا تم پہ کروڑوں درود
سب تمھارے آگے شافع — تم حضور کبریا ہو
سب کی ہے تم تک رسائی — بارگہ تک تم رسا ہو
خلیل و نجی مسیح سبھی ہے کہی کہیں بھی بنی — یہ بےخبری کہ خلق پھری کہاں سے کہاں تمھارے لیے
رسل و ملک پہ درود ہو وہی جانے ان کے شمار کو — مگر ایک ایسا دکھا تو دو جو شفیع روز شمار ہے
گنہ رضا کا حساب کیا وہ اگرچہ لاکھوں سے ہیں سوا — مگر اے عفو تیرے عفو کا نہ حساب ہے نہ شمار ہے
والی الالہ فارغب کرو عرض سب کے مطلب — کہ تمھیں کو تکتے ہیں سب کروان پر اپنا سایا بنو شافع خطایا
مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام — شمع بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام

Marfat.com

شہر یار ارم تاجدار حرم — نو بہار شفاعت پہ لاکھوں سلام
جس کے ماتھے شفاعت کا سہرا رہا — اس جبین سعادت پہ لاکھوں سلام
اشک باری مژگاں پہ برسے درود — سلک در شفاعت پہ لاکھوں سلام
جس طرف اٹھ گئی دم میں دم آ گیا — اس نگاہ عنایت پہ لاکھوں سلام
آمد شہ کی خبر سن کے یہ بولے عاصی — وہ ہیں آمادہ شفاعت کو تو عصیاں کس کا
حق شفاعت سے تیری گنہ گاروں پر — مہرباں مہرباں ہو گیا
جلوہ اس مہر رسالت کا ہو سیاروں میں — انبیاء ساتھ ہوں جبریل جلو داروں میں
جب کہ اس شان سے آئیں گے گرفتاروں میں — حشر کے روز یہ غل ہو گا گنہ گاروں میں

وہ شفاعت کے لیے شافع محشر نکلا

شافع نافع رافع دافع — کیا کیا رحمت لاتے یہ ہیں
شافع امت نافع خلقت — رافع رتبے بڑھاتے یہ ہیں
خود سجدے میں گر کر اپنی — گرتی امت اٹھاتے یہ ہیں
سلم سلم کی ڈھارس سے — پل پر ہم کو چلاتے یہ ہیں
جن کو کوئی نہ کھلوا سکتا — وہ زنجیر ہلاتے یہ ہیں

(حدائق بخشش)

علم غیب عطا کیا جانا:

اس حوالے سے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ

اللہ تعالیٰ نے روز اول سے روز آخر تک جو کچھ ہوا اور جو کچھ ہونے والا ہے ایک ایک ذرہ کا تفصیلی علم اپنے حبیب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عطا فرمایا ہزار تاریکیوں میں جو ذرہ یا ریت کا دانہ پڑا ہے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم اس کو محیط ہے اور فقط علم ہی نہیں بلکہ تمام دنیا بھر اور جو کچھ اس میں قیامت تک ہونے والا ہے سب کو ایسا دیکھ رہے ہیں جیسا اپنی اس ہتھیلی کو آسمانوں اور زمینوں میں کوئی ذرہ ان کی نگاہ سے مخفی نہیں بلکہ یہ جو کچھ مذکور ہے ان کے علم کے سمندروں میں سے ایک چھوٹی سی لہر ہے اپنی تمام امت کو اس سے زیادہ پہچانتے ہیں جیسا آدمی اپنے پاس بیٹھنے والوں کو اور صرف پہچانتے ہی نہیں بلکہ ان کے ایک ایک عمل ایک ایک حرکت کو دیکھ رہے ہیں دلوں میں جو خطرہ گزرتا ہے اس سے آگاہ ہیں اور پھر ان کے علم کے وہ تمام سمندر اور جمیع علوم اولین و آخرین مل کر علم الٰہی سے وہ نسبت نہیں رکھتے جو ایک ذرہ سے قطرہ کو کروڑ سمندروں سے ہے۔

(فتاویٰ رضویہ ج6 ص170)

Marfat.com

امام احمد رضا بریلوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ ایک اور جگہ فرماتے ہیں کہ

ماکان ومایکون جس کے ذرہ ذرہ کا احاطہ کلیہ قرآن کریم واحادیث صیحہ وارشادات ائمہ سے آفتاب روشن کی طرح ثابت ہے اس کے معنی ماکان من اول یوم ویکون الیٰ آخر الایام ہیں یعنی روز اول آفرینش سے روز قیامت تک جو کچھ ہوا اور ہونے والا ہے ایک ایک ذرے کا تفصیلی علم حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عطا ہوا شرق و غرب میں سماوات وارض میں عرش وفرش میں کوئی ذرہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم سے باہر نہیں۔

ذات وصفات حضرت عزت احاطہ وتناہی سے بری ہیں ممکن نہیں کہ جمیع مخلوقات کا علم مل کر اس کی ذات عالی یا کسی صفت کریمہ کو محیط ہو سکے کبھی کوئی اسے پورا نہ جان سکے گا مومنین واولیاء وانبیاء اور خود حضور سید الانبیاء علیہ وعلیہم افضل الصلوٰت واکمل التسلیمات ابدالاباد تک اس کی معرفت میں ترقی فرمائیں گے ہر روز اس کے وہ محامد معلوم ہوں گے جو کل تک نہ معلوم تھے اور یہ سلسلہ ابد تک رہے گا کبھی ختم نہ ہوگا روزانہ بے شمار علوم متعلق ذات وصفات ان پر منکشف ہوں گے اور ہمیشہ ذات وصفات میں نامتناہی غیر معلوم رہے گا کہ وہ محیط کل ہے کسی کے احاطہ میں نہیں آ سکتا۔

(فتاویٰ رضویہ ج 6 ص 193)

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم غیب کے بارے میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے شاعرانہ کلام میں اس طرح فرمایا ہے۔

فریاد اُمتی جو کرے حال زار میں — ممکن نہیں کہ خیر بشر کو خبر نہ ہو
خدا نے کیا تجھ کو آگاہ سب سے — دو عالم میں جو کچھ خفی و جلی ہے
کروں عرض کیا تجھ سے اے عالم السر — کہ تجھ پر میری حالت دل کھلی ہے
عالم علم دو عالم ہیں حضور — آپ سے کیا عرض حاجت کیجیے
فضل خدا سے غیب شہادت ہوا انھیں — اس پر شہادت آیت و وحی و اثر کی ہے
کہنا نہ کہنے والے تھے جب سے تو اطلاع — مولیٰ کو قول وقائل وہر خشک وتر کی ہے
اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا — جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود

(حدائق بخشش)

حقیقت خیر البشر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

اس حوالے سے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ

اللہ تعالیٰ کے سوا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حقیقت سے کوئی واقف ہی نہیں، صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جو اعرف الناس یعنی سب سے زیادہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پہچاننے والے اس اُمت مرحومہ میں ہیں اس لیئے ان

Marfat.com

کا مرتبہ افضل واعلیٰ ہے معرفت الٰہی وہ معرفت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے۔ جس کو ان کی معرفت زائد ہے اس کو معرفت الٰہی بھی زائد ہے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ علیہ جیسے اعرف الناس کہ تمام جہان سے زیادہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی معرفت رکھتے ہیں ان سے ارشاد فرمایا اے ابوبکر! جیسا میں ہوں سوا میرے پروردگار کے اور کسی نے نہ پہچانا۔

باطن ایسے کہ اللہ کے سوا کسی نے ان کو پہچانا ہی نہیں اور ظاہر بھی ایسے کہ ہر پتہ ہر ذرہ ہر شجر وحجر وحوش وطیور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جانتے ہیں یہ کمال ظہور ہے صدیق اپنے مرتبہ کے لائق حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جانتے ہیں جبرائیل امین اپنے مرتبہ کے لائق پہچانتے ہیں انبیاء ومرسلین اپنے اپنے مراتب کے لائق باقی رہا حقیقۃً ان کو پہچاننا تو ان کا جاننے والا ان کا پروردگار ہے اللہ تبارک وتعالیٰ ان کا بنانے والا ان کا نوازنے والا ان کی حقیقت کے پہچاننے میں دوسرے کے واسطے حصہ ہی نہیں رکھا بلاتشبیہ محب نہیں چاہتا کہ جو ادا محبوب کی اس کے ساتھ ہے وہ دوسرے کے ساتھ ہو اللہ تمام جہان سے زیادہ غیرت والا ہے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت فرماتے ہیں کہ ''وہ غیرت والا ہے اور میں اس سے زیادہ غیرت والا ہوں اور اللہ تعالیٰ مجھ سے زیادہ غیرت والا ہے۔''

وہ (اللہ تعالیٰ) کیونکر روا رکھے گا کہ دوسرا میرے حبیب کی اس خاص ادا پر مطلع ہو جو میرے ساتھ ہے اسی لیئے فرمایا جاتا ہے جیسا میں ہوں میرے پروردگار کے سوا کسی نے نہ پہچانا۔ (المیلاد النبویہ فی الالفاظ الرضویہ)

حضرت امام احمد رضا بریلوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ حقیقت خیر البشر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے متعلق اپنے اشعار میں اس طرح سے فرماتے ہیں۔

نبی سرور ہر رسول و ولی ہے　　نبی راز دار مع اللہ لی ہے
پر تو اسم ذات احد پر درود　　نسخۂ جامعیت پہ لاکھوں سلام
مطلع ہر سعادت پہ اسعد درود　　مقطع ہر سیادت پہ لاکھوں سلام
مصدر مظہریت پہ اظہر درود　　مظہر مصدریت پہ لاکھوں سلام
وصف جس کا ہے آئینہ حق نما　　اس خدا ساز طلعت پہ لاکھوں سلام
غایت و علت سبب بہر جہاں تم ہو سب　　تم سے بنا تم بنا تم پہ کروڑوں درود
تم سے خدا کا ظہور اس سے تمہارا ظہور　　لم ہے یہ وہ ان ہوا تم پہ کروڑوں درود
قسم اللہ کی سرتا بہ قدم شان ہیں یہ　　کوئی ان سا نہیں انسان وہ انسان ہیں یہ
قرآن تو ایمان بتا تا ہے انھیں　　ایمان یہ کہتا ہے کہ میری جان ہیں یہ

(حدائق بخشش)

Marfat.com

بہترین وسیلہ:

حضور سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وسیلہ سے بارگاہ الٰہی میں مانگی ہوئی دعائیں قبولیت کا شرف حاصل کرتی ہیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بارگاہ الٰہی میں وسیلہ بنانا حضرت انبیاء مرسلین سلام اللہ علیہم اجمعین کی سنت اور سلف صحالحین کا طریقہ ہے اللہ تعالیٰ کے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وسیلہ جمیلہ سے مانگی ہوئی دعا اللہ تعالیٰ جلد قبول فرماتا ہے بلاشبہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان عظمت ورفعت ہے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عظیم المرتبت شان کے بارے میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔

بگڑا جاتا ہے کھیل میرا آقا آقا سنوار آقا
منجدھار پہ آ کے ناؤ ٹوٹی دے ہاتھ کہ ہوں میں پار آقا
ٹوٹی جاتی ہے پیٹھ میری اللہ یہ بوجھ اتار آقا
میں دور ہوں تم تو ہو میرے پاس سن لو میری پکار آقا
مجھ سا کوئی غمزدہ نہ ہو گا تم سا نہیں غم گسار آقا
گرداب میں پڑ گئی ہے کشتی ڈوبا ڈوبا اتار آقا
اتنی رحمت رضا پر کر لو لایقربہ البوار آقا

تیری رحمت سے صفی اللہ کا بیڑا پار تھا — تیرے صدقے سے نجی اللہ کا بجرا تر گیا
آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے — پھر نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا
میرے گرچہ گناہ ہیں حد سے سوا مگر ان سے امید ہے تجھ سے رجا — تو رحیم ہے ان کا کرم ہے گواہ وہ کریم ہیں تیری عطا کی قسم
صدقہ اپنے بازوؤں کا المدد — کیسے توڑیں یہ بت پندار ہم
دم قسم کی خیر اے جان مسیح — در پہ لائے ہیں دل بیمار ہم
اپنی رحمت کی طرف دیکھیں حضور — جانتے ہیں جیسے ہیں بدکار ہم
بخدا خدا کا یہی ہے در نہیں اور کوئی مفر مقر — جو وہاں سے ہو یہیں آ کے ہو جو یہاں نہیں تو وہاں نہیں
ٹوٹ پڑتی ہیں بلائیں جن پر جن کو ملتا نہیں کوئی یاور — ہر طرف سے وہ پرارماں پھر کر ان کے دامن میں چھپا کرتے ہیں
اپنے دل کا ہے انھیں سے آرام سونپے ہیں اپنے انھیں کو سب کام — لو لگی ہے کہ اب در کے غلام چارۂ درد رضا کرتے ہیں
پریشانی میں نام ان کا دل صد چاک سے نکلا — اجابت شانہ کرنے آئی گیسوئے توسل کو
وفور شان رحمت کے سبب جرأت ہے اے پیارے — نہ رکھ بہر خدا شرمندہ عرض بے تامل کو
و اللہ وہ سن لیں گے فریاد کو پہنچیں گے — اتنا بھی تو ہو کوئی جو آہ کرے دل سے
لا و رب العرش جس کو جو ملا ان سے ملا — بٹتی ہے کونین میں نعمت رسول اللہ کی

Marfat.com

وہ جہنم میں گیا جو ان سے مستغنی ہوا
ہے خلیل اللہ کو حاجت رسول اللہ کی

عاصیو تھام لو دامن ان کا
وہ نہیں ہاتھ جھٹکنے والے

سنیو ان سے مدد مانگے جاؤ
پڑے بکتے رہیں بکنے والے

مانگ من مانتی منہ مانگی مرادیں لے گا
نہ یہاں نا ہے نہ منگتا سے یہ کہنا کیا ہے

ہم ہیں ان کے وہ ہیں تیرے تو ہوئے ہم تیرے
اس سے بڑھ کر تیری سمت اور وسیلہ کیا ہے

نہ کیوں کرکہوں یـــا حبیبـــی اغشـــنـــی
اسی نام سے ہر مصیبت ٹلی ہے

بیٹھتے اٹھتے حضور پاک سے
التجا و استعانت کیجیے

شر خیر شور سور شرر دور نار نور
بشری کہ بارگاہ یہ خیر البشر کی ہے

مجرم بلائے آئے ہیں جاؤک ہے گواہ
پھر رد ہوں کب یہ شان کریموں کے در کی ہے

بے ان کے واسطے کہ خدا کچھ عطا کرے
حاشا غلط غلط یہ ہوس بے بصر کی ہے

جالوں پہ جال پڑ گئے للہ وقت ہے
مشکل کشائی آپ کے ناخن اگر کریں

تم ہو حفیظ و مغیث کیا ہے وہ دشمن خبیث
تم ہو تو پھر خوف کیا تم پہ کروڑوں درود

آس ہے کوئی نہ پاس ایک تمھاری ہے آس
بس ہے یہی آسرا تم پہ کروڑوں درود

بہر خدا مرہم بنہ از کار من بکشا گرہ
فریاد رس دادے بدہ دستے بما افتاد گاں

مولا ز پا افتادہ ام دارم شہا چشم کرم
مہر عرب ماہ عجم رحمے بحال بندگاں

یا خدا بہر جناب مصطفیٰ امداد کن
یا رسول اللہ از بہر خدا امداد کن

یا شفیع المذنبین یا رحمۃ للعالمین
یا امان الخائفین یا ملتجی امداد کن

تم سے غم کو کیا تعلق
بے کسوں کے غم زدا ہو

تھے وسیلے سب نبی تم
اصل مقصود ہدیٰ ہو

خلق کے داد رس سب کے فریاد رس
کہف روز مصیبت پہ لاکھوں سلام

ہم غریبوں کے آقا پہ بے حد درود
ہم فقیروں کی ثروت پہ لاکھوں سلام

(حدائق بخشش)

حوض کوثر کا عطا ہونا:

اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے محبوب سیدنا رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حوض کوثر عطا فرمایا حضرت امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آب زم زم کے مقابلے میں کوثر کے پانی کو افضل قرار دیتے ہوئے ایک مقام پر فرمایا کہ

Marfat.com

1۔ آخرت میں وہی افضل ہے جو عنداللہ افضل ہے اور عنداللہ جو افضل ہے فی نفسہ افضل ہے اور جو فی نفسہ افضل ہے جہاں ہو افضل ہے تو جو آخرت میں افضل ہے وہی دنیا میں افضل ہے اور شک نہیں کہ آخرت میں کوثر افضل ہے تو اب بھی کوثر زم زم سے افضل ہے۔

2۔ زم زم دنیا کا پانی ہے اور کوثر آخرت کا اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے بے شک آخرت درجوں میں بڑی ہے اور فضلیت میں زیادہ۔

3۔ کوثر کا پانی جنت سے ہے رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کوثر میں جنت سے دو پرنالے گر رہے ہیں ایک سونے کا ایک چاندی کا۔

4۔ کوثر کا پانی اُمت مرحومہ کے لیئے زیادہ نافع ہے ایک قطرہ جس کے حلق میں جائے گا ابدالآباد تک کبھی پیاسا نہ ہوگا نہ کبھی اس کے چہرے پر سیاہی آئے۔

5۔ اللہ تعالیٰ نے عطائے کوثر سے اپنے حبیب افضل الرسل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر احسان عظیم رکھا کہ اِنا اعطینٰك الكوثر بے شک ہم نے کہ عظمت والے ہیں تم کو کہ بے مثل دیکتا ہو کوثر عطا فرمایا اسی طرف انا میں ضمیر جمع اور اعطیناک میں کاف مفرد کا اشارہ ہے تو کوثر کی عظمت کا کیا اندازہ ہو سکتا ہے۔

اللہ رب العزت جل جلالہ ہم فقرائے بے قید کو بھی اپنے حبیب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کف کرم سے اس میں پینا نصیب فرمائے۔ آمین

(فتاویٰ رضویہ ج 1 ص 551، 552۔ النور والنورق)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے کوثر اور ساقی کوثر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مدح سرائی کرتے ہوئے فرمایا:

جس کی دو بوند ہیں کوثر و بلبل — ہے وہ رحمت کا دریا ہمارا نبی ﷺ
جس کے تلووں کا دھون ہے آب حیات — ہے وہ جان مسیحا ہمارا نبی ﷺ
باہر زبانیں پیاس سے ہیں آفتاب گرم — کوثر کے شاہ کثرہ اللہ لے خبر
یا الٰہی جب زبان باہر آئیں پیاس سے — صاحب کوثر شہ جود و عطا کا ساتھ ہو
(حدائق بخشش)

نعمتیں تقسیم فرمانے والے:

اس حوالے سے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ

دین و دنیا و جسم و جان میں جو نعمت کسی کو ملی اور ملتی ہے اور ابدالآباد تک ملے گی سب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وسیلے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مبارک ہاتھوں سے ملی اور ملتی ہے اور ابدالآباد تک ملے گی۔

Marfat.com

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

انما انا قاسم و اللہ المعطیo

''دینے والا اللہ اور بانٹنے والا میں''

بایں ہمہ جو نعمت ہے اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے محض فضل و کرم سے ہے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وسیلہ و واسطہ و قاسم ہر نعمت ہونا محض فضل و کرم الٰہی جل وعلا ہے **فیمارحمۃ من اللہ لنت لھم۔**

''اے محبوب! اللہ کی کتنی بڑی رحمت ہے کہ تم ان کے لیئے نرم و رحیم و مہربان ہوئے۔''

(فتاویٰ رضویہ ج 9 ص 490)

ایک اور مقام پر حضرت امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ

نصوص متواترہ و اولیائے کرام و ائمہ عظام و علمائے اعلام سے مبرہن ہو چکا کہ ہر نعمت قلیل یا کثیر صغیر یا کبیر جسمانی یا روحانی دینی و دنیوی ظاہری یا باطنی روز اول سے اب تک اب سے قیامت تک قیامت سے آخرت تک آخرت سے ابد تک مومن یا کافر مطیع یا فاجر فرشتہ یا انسان جن یا حیوان بلکہ تمام ماسوا اللہ میں جسے جو کچھ ملی یا ملتی ہے یا ملے گی اس کی کلی انہیں کے حیائے کرم سے کھلی اور کھلتی ہے اور کھلے گی انہیں کے ہاتھوں پر بٹی اور بٹتی ہے یہ سر الوجود و خلیفۃ اللہ الاعظم و ولی نعمت عالم ہیں یہ خود (حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں۔

انا ابو القاسم اللہ یعطی و انا اقسمo

''میں ابو القاسم ہوں اللہ دیتا ہے اور میں تقسیم فرماتا ہوں''

ان کا پروردگار جل جلالہ فرماتا ہے۔

وما ارسلنك الا رحمۃ للعالمینo

''ہم نے نہ بھیجا تمہیں مگر رحمت سارے جہان کے لیئے''

(جزاء اللہ عدوہ باباءہ ختم النبوۃ)

حضرت امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے علیہ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نعمتیں تقسیم کرنے کے متعلق اپنے شاعرانہ کلام میں اس طرح سے تعریف و ستائش فرمائی ہے۔

لا و رب العرش جس کو جو ملا ان سے ملا　　بٹتی ہے کونین میں نعمت رسول اللہ کی
کچھ خبر بھی ہے فقیرو آج وہ دن ہے کہ وہ　　نعمت خلد اپنے صدقے میں لٹاتے جائیں گے
آپ سلطان جہاں ہم بے نوا　　یاد ہم کو وقت نعمت کیجیے
حاکم حکیم داد و دوا دیں یہ کچھ نہ دیں　　مردود یہ مراد کس آیت خبر کی ہے
بے مانگے دینے والے کی نعمت میں غرق ہیں　　مانگے سے جو ملے کسے فہم اس قدر کی ہے

Marfat.com

خلق کے حاکم ہو تم رزق کے قاسم ہو تو
تم سے ملا جو ملا تم پہ کروڑوں درود
ایسوں کو نعمت کھلاؤ دودھ کے شربت پلاؤ
ایسوں کو ایسی غذا تم پہ کروڑوں درود
وہ عطا دے تم عطا لو
وہ وہی چاہے جو چاہو
بر تو او پاشد تو برما
تا ابد یہ سلسلہ ہو
اصل بر بود و بہبود تخم وجود
قاسم کنز نعمت پہ لاکھوں سلام
اس کی بخشش ان کا صدقہ
دیتا وہ ہے دلاتے یہ ہیں
ان کے نام کے صدقے جس سے
جیتے ہم ہیں جلاتے یہ ہیں
رب ہے معطی یہ ہیں قاسم
رزق اس کا کھلاتے یہ ہیں

(حدائق بخشش)

افضل الانبیاء والمرسلین:

اس بارے میں حضرت امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ

حضور پرنور سید دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا افضل المرسلین وسید الاولین والآخرین ہونا قطعی ایمانی یقینی اذعانی اجماعی ایقانی مسئلہ ہے جس میں صرف گمراہ بددین بندۂ شیاطین ہی خلاف کرے گا والعیاذ باللہ رب العالمین کلمہ پڑھ کر اس میں شک عجیب ہے آج نہ کھلا تو کل قریب ہے جس دن تمام مخلوق کو جمع فرمائیں گے سارے مجمع کا دولھا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بنائیں گے انبیائے جلیل تا حضرت خلیل سب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی کے نیازمند ہوں گے موافق ومخالف کی حاجتوں کے ہاتھ انہیں کی جانب بلند ہوں گے انہیں کا کلمہ پڑھا جاتا ہوگا انہیں کی حمد کا ڈنکا بجتا ہوگا جو آج بیان ہے کل عیاں ہے۔ (تجلی الیقین)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس حوالے سے شاعرانہ انداز میں اس طرح کلام ارشاد فرمایا ہے۔

خلق سے اولیاء اولیاء سے رسل
اور رسولوں سے اعلیٰ ہمارا نبی
ملک کونین میں انبیاء تاجدار
تاجداروں کا آقا ہمارا نبی
سارے اچھوں میں اچھا سمجھئے جسے
ہے اس اچھے سے اچھا ہمارا نبی
سارے اونچوں میں اونچا سمجھئے جسے
ہے اس اونچے سے اونچا ہمارا نبی
غمزدوں کو رضا مژدہ دیجے کہ ہے
بے کسوں کا سہارا ہمارا نبی

(صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)

عرش حق ہے مسند رفعت رسول اللہ کی
دیکھنی ہے حشر میں عزت رسول اللہ کی

Marfat.com

وہ جہنم میں گیا جو ان سے مستغنی ہوا
ہے خلیل اللہ کو حاجت رسول اللہ کی
سرور کہوں کہ مالک ومولیٰ کہوں تجھے
باغ خلیل کا گل زیبا کہوں تجھے
گلزار قدس کا گل رنگیں ادا کہوں
درمان درد بلبل شیدا کہوں تجھے
نوبت در ہیں فلک خادم در ہیں ملک
تم ہو جہاں بادشا تم پہ کروڑوں درود
مصطفیٰ خیر الوریٰ ہو
سرور ہر دو سرا ہو
فرشتے خدم رسول حشم تمام امم غلام کرم
وجود وعدم حدوث وقدم جہاں میں عیاں تمہارے لیے
اصالت کل امامت کل سیادت کل امارت کل
حکومت کل ولایت کل خدا کے یہاں تمہارے لیے
اللہ کی سلطنت کا دولھا
نقش تمثال مصطفائی
کل سے بالا رسل سے اعلیٰ
اجلال و جلال مصطفائی
وہ کنواری پاک مریم وہ نفخت فیہ کا دم
ہے عجب نشان اعظم مگر آمنہ کا جایا
(وہی سب سے افضل آیا)
یہی بولے سدرہ والے چمن یہاں کے تھالے
سبھی میں نے چھان ڈالے تیرے پایہ کا نہ پایا
(تجھے یک نے یک بنایا)
جس کے زیر لوا آدم و من سوا
اس سزائے سیادت پہ لاکھوں سلام
مطلع ہر سعادت پہ اسعد درود
مقطع ہر سیادت پہ لاکھوں سلام
سید کونین سلطان جہاں
ظل یزداں شاہ دیں عرش آستاں
کل سے اعلیٰ کل سے اولیٰ کل کی جاں
کل کے آقا کل کے ہادی کل کی شاں
(حدائق بخشش)

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جودوکرم:

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضور سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جودوکرم اورعطاو بخشش کے حوالے سے ایک مرتبہ بیان فرمایا کہ

رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غریب نوازی ہی کے لیئے تشریف لائے ہیں شبانہ روز سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام سے غریبوں امیروں سب کی پرورش جاری ہے مگر یہ بھی حکم فرمایا ہے کہ

”لوگوں سے اس کے مقام ومرتبہ کے اعتبار سے برتاؤ کرو“

اور حدیث پاک میں ہے۔

”جب کسی قوم کا معزز تمہارے یہاں آئے تو اس کی عزت کرو۔“

Marfat.com

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت اقدس میں ایک سائل حاضر ہوا اسے ٹکڑا عطا فرمایا ایک ذی عزت مسافر گھوڑے پر سوار حاضر ہوا اس کی نسبت فرمایا کہ اعزاز کے ساتھ اُتار کر کھانا کھلایا جائے۔

لہٰذا فرق مراتب کا لحاظ رکھنا ضروری ہے اور اصل مدار نیت پر ہے۔

(فتاویٰ رضویہ ج9 ص433)

حضور سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جود و کرم اور بخشش و عطا کی تعریف کرتے ہوئے حضرت امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نعتیہ اشعار میں اس طرح فرماتے ہیں۔

واہ کیا جود و کرم ہے شہ بطحا تیرا — نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا
دھارے چلتے ہیں عطا کے وہ ہے قطرہ تیرا — تارے کھلتے ہیں سخا کے وہ ہے ذرہ تیرا
فیض ہے یا شہ تسنیم نرالا تیرا — آپ پیاسوں کے تجسس میں ہے دریا تیرا
اغنیا پلتے ہیں در سے وہ ہے باڑا تیرا — اصفیا چلتے ہیں سر سے وہ ہے رستا تیرا
مفت پالا تھا کبھی کام کی عادت نہ پڑی — اب عمل پوچھتے ہیں ہائے نکما تیرا
تیرے ٹکڑوں سے پلے غیر کی ٹھوکر پہ نہ ڈال — جھڑکیاں کھائیں کہاں چھوڑ کے صدقہ تیرا
سائلو دامن سخی کا تھام لو — کچھ نہ کچھ انعام ہو ہی جائے گا
انا فی عطش وسخاك اتم اے گیسوئے اے ابر کرم — برسن ہارے رم جھم رم جھم دو بوند ادھر بھی گرا جانا
اپنے مہمانوں کا صدقہ ایک بوند — مر مٹے پیا سے ادھر سرکار ہم
اپنے کوچہ سے نکالا تو نہ دو — ہیں تو حد بھر کے خدائی خوار ہم
ہاتھ اٹھا کر ایک ٹکڑا اے کریم — ہیں سخی کے مال میں حقدار ہم
بار نہ تھے حبیب کو پالتے ہی غریب کو — روئیں جواب نصیب کو چین کہو گنوائے کیوں
اب تو نہ روک اے غنی عادت سگ بگڑ گئی — میرے کریم پہلے ہی لقمہ تر کھلائے کیوں
بد ہیں تو آپ کے ہیں بھلے ہیں تو آپ کے — ٹکڑوں سے تو یہاں کے پلے رخ کدھر کریں
سرکار ہم کمینوں کے اطوار پر نہ جائیں — آقا حضور اپنے کرم پر نظر کریں
اس گلی کا گدا ہوں میں جس میں — مانگتے تاجدار پھرتے ہیں
ہم سے فقیر بھی اب پھیری کو اٹھتے ہوں گے — اب تو غنی کے در پر بستر جما دیئے ہیں
میرے کریم سے گر قطرہ کسی نے مانگا — دریا بہا دیئے ہیں درِبے بہا دیئے ہیں
جود شاہ کوثر اپنے پیاسوں کا جویا ہے آپ — کیا عجب اڑ کر جو آپ آئے پیالی ہاتھ میں
صدقے اس انعام کے قربان اس اکرام کے — ہو رہی ہے دونوں عالم میں تمھاری واہ واہ

Marfat.com

ہم بھکاری وہ کریم ان کا خدا ان سے فزوں ۔ اور نا کہنا نہیں عادت رسول اللہ کی
مانگ من مانتی منہ مانگی مرادیں لے گا ۔ نہ یہاں نا ہے نہ منگتا سے یہ کہنا کیا ہے
سیہ لباسان دار دنیا و سبز پوشان عرش اعلیٰ ۔ ہراک ہے ان کے کرم کا پیاسا یہ فیض ان کی جناب میں ہے
ان کے در پر جیسے ہو منت جایئے ۔ نا توانو کچھ تو ہمت کیجیے
ان کے در پر بیٹھئے بن کر فقیر ۔ بے نواؤ فکر ثروت کیجیے
مومن ہوں مومنوں پہ رؤف رحیم ہو ۔ سائل ہوں سائلوں کو خوشی لا نہر کی ہے
سرکار ہم گنواروں میں طرز ادب کہاں ۔ ہم کو تو بس تمیز یہی بھیک بھر کی ہے
مانگیں کے مانگے جائینگے منہ مانگی مرادیں پائینگے ۔ سرکار میں نہ لا ہے نہ حاجت اگر کی ہے
اف بے حیائیاں کہ یہ منہ اور تیرے حضور ۔ ہاں تو کریم ہے تیری خو در گزر کی ہے
تجھ سے چھپاؤں منہ تو کروں کس کے سامنے ۔ کیا اور بھی کسی سے توقع نظر کی ہے
جاؤں کہاں پکاروں کے کس کا منہ تکوں ۔ کیا پرسش اور جا بھی سگ بے ہنر کی ہے
باب عطا تو یہ ہے جو بہکا ادھر ادھر ۔ کیسی خرابی اس نگھرے در بدر کی ہے
آباد ایک در ہے تیرا اور تیرے سوا ۔ جو بارگاہ دیکھئے غیرت کھنڈر کی ہے
لب واہیں آنکھیں بند ہیں پھیلی ہیں جھولیاں ۔ کتنے مزے کی بھیک تیرے پاک در کی ہے
منگتا کا ہاتھ اٹھتے ہی داتا کی دین تھی ۔ دوری قبول و عرض میں بس ہاتھ بھر کی ہے
میں گدا تو بادشاہ بھر دے پیالہ نور کا ۔ نور دن دونا تیرا دے ڈال صدقہ نور کا
جو گدا دیکھو لیے جاتا ہے توڑا نور کا ۔ نور کی سرکار ہے کیا اس میں توڑا نور کا
بھیک لے سرکار سے لا جلد کاسہ نور کا ۔ ماہ نو طیبہ میں بٹتا ہے مہینہ نور کا
تم سے کھلا باب جود تم سے ہے سب کا وجود ۔ تم سے ہے سب کی بقا تم پہ کروڑوں درود
تم ہو جواد و کریم تم ہو رؤف و رحیم ۔ بھیک ہو داتا عطا تم پہ کروڑوں درود
خلق کے حاکم ہو تم رزق کے قاسم ہو تم ۔ تم سے ملا جو ملا تم پہ کروڑوں درود
ہیں تیرے سپرد سب امیدیں ۔ اے جود و نوال مصطفائی
وہی رب ہے جس نے تجھ کو ہمہ تن کرم بنایا ۔ ہمیں بھیک مانگنے کو تیرا آستاں بتایا تجھے حمد ہے خدایا

(حدائق بخشش)

معراج شریف کا اعزاز:

اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضور سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو معراج کرائی گئی یہ منفرد اعزاز و مرتبہ حضور صلی

Marfat.com

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عطا ہوا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی معراج شریف کے واقعہ کے حوالے سے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس طرح سے اشعار میں فرمایا ہے۔

طور پر کوئی کوئی چرخ پہ یہ عرش سے پار
سارے بالاؤں پہ بالا رہی بالائی دوست

زہے عزت و اعتلائے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کہ ہے عرش حق زیر پائے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

مکان عرش ان کا فلک فرش ان کا
ملک خادمان سرائے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

سر فلک نہ کبھی تابہ آسمان پہنچا
کہ ابتدائے بلندی تھی انتہائے فلک

یہ ان کے جلوے نے کیں گرمیاں شب اسرا
کہ جب سے چرخ میں ہیں نقرہ وطلائے فلک

تجمل شب اسرار ابھی سمٹ نہ چکا
کہ جب سے ویسی ہی کوتل ہیں سبز ہائے فلک

پوچھتے کیا ہو عرش پر یوں گئے مصطفیٰ کہ یوں
کیف کے پر جہاں جلیں کوئی بتائے کیا کہ یوں

قصر دنی کے راز میں عقلیں تو گم ہیں جیسی ہیں
روح قدس سے پوچھئے تم نے بھی کچھ سنا کہ یوں

اسریٰ میں گزرے جس دم بیڑے پہ قدسیوں کے
ہونے لگی سلامی پرچم جھکا دیئے ہیں

غنچے مـــا اوحـــی کے جو چٹکے دنیٰ کے باغ میں
بلبل سدرہ تک ان کی بو سے بھی محرم نہیں

وہی لامکاں کے مکیں ہوئے سر عرش تخت نشیں ہوئے
وہ نبی ہے جس کے ہیں یہ مکاں وہ خدا ہے جس کا مکاں نہیں

سر عرش پر ہے تیری گزر دل فرش پر ہے تیری نظر
ملکوت و ملک میں کوئی شی نہیں وہ جو تجھ پہ عیاں نہیں

عرش جس خوبی رفتار کا پامال ہوا
دو قدم چل کے دکھا سرو خراماں ہم کو

کہتی تھی یہ براق سے اس کی سبک روی
یوں جائیے کہ گرد سفر کو خبر نہ ہو

لطف براق جلوۂ معراج لایا وجد میں
شعلۂ جوالہ ساں ہے آسمان سوختہ

جس کو شایاں ہے عرش خدا پر جلوس
ہے وہ سلطان والا ہمارا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

عرش و کرسی کی تھی آئینہ بندیاں
سوئے حق جب سدھارا ہمارا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

عرش کی عقل دنگ ہے چرخ میں آسمان ہے
جان مراد اب کدھر ہائے یہ تیرا مکان ہے

عرش پہ جا کر مرغ عقل تھک کے گرا غش آ گیا
اور ابھی منزلوں پرے پہلا ہی آستان ہے

عرش پہ تازہ چھیڑ چھاڑ فرش پہ طرفہ دھوم دھام
کان جدھر لگائیے تیری ہی داستان ہے

ہے بیتاب جس کے لیے عرش اعظم
وہ اس رہرو لا مکان کی گلی ہے

عرش پر جس کی کمانیں چڑھ گئیں
صدقے اس بازو پہ قوت کیجیے

وہ کشور رسالت جو عرش پر جلوہ گر ہوئے تھے
نئے نرالے طرب کے ساماں عرب کے مہمان کے لیے تھے

بہار ہے شادیاں مبارک چمن کو آبادیاں مبارک
ملک فلک اپنی اپنی لے میں یہ گھر عنادل کا بولتے تھے

Marfat.com

وہاں فلک پر یہاں زمیں میں رچی تھی شادی مچی تھی دھومیں
ادھر سے انوار ہنستے آتے ادھر سے نفحات اٹھ رہے تھے

یہ چھوٹ پڑتی تھی ان کے رخ کی کہ عرش تک چاندنی تھی چھٹکی
وہ رات کیا جگمگا رہی تھی جگہ جگہ نصب آئینے تھے

غبار بن کر نثار جائیں کہاں اب اس رہ گزر کو پائیں
ہمارے دل حوروں کی آنکھیں فرشتوں کے پر جہاں بچھے تھے

خدا ہی دے صبر جان پرغم دکھاؤں کیوں کر تجھے وہ عالم
جب ان کو جھرمٹ میں لے کے قدسی جناں کا دولھا بنا رہے تھے

تجلی حق کا سہرا سر پر صلاۃ و تسلیم کی نچھاور
دو رویہ قدسی پرے جما کر کھڑے سلامی کے واسطے تھے

براق کے نقش سم کے صدقے وہ گل کھلائے کہ سارے رستے
مہکتے گلبن لہکتے گلشن ہرے بھرے لہلہا رہے تھے

نماز اقصیٰ میں تھا یہی سر عیاں ہوں معنی اول آخر
کہ دست بستہ ہیں پیچھے حاضر جو سلطنت آگے کر گئے تھے

بڑھا یہ لہرا کے بحر وحدت کہ دھل گیا نام ریگ کثرت
فلک کے ٹیلوں کی کیا حقیقت یہ عرش و کرسی دو بلبلے تھے

چلا وہ سرو چماں خراماں نہ رک سکا سدرہ سے بھی داماں
پلک جھپکتی رہی وہ کب کے سب این و آن سے گزر چکے تھے

تھکے تھے روح الامیں کے بازو چھٹا وہ دامن کہاں وہ پہلو
رکاب چھوٹی امید ٹوٹی نگاہ حسرت کے ولولے تھے

جھکا تھا مجرے کو عرش اعلیٰ گرے تھے سجدے میں بزم بالا
یہ آنکھیں قدموں سے مل رہا تھا وہ گرد قربان ہو رہے تھے

یہی سماں تھا کہ پیک رحمت خبر یہ لایا کہ چلیے حضرت
تمھاری خاطر کشادہ ہیں جو کلیم پر بند راستے تھے

بڑھ اے محمد قریں ہو احمد قریب آ سرور مجد
نثار جاؤں یہ کیا ندا تھی یہ کیا سماں تھا یہ کیا مزے تھے

تبارک اللہ شان تیری تجھی کو زیبا ہے بے نیازی
کہیں تو وہ جوش لن ترانی کہیں تقاضے وصال کے تھے

ادھر سے پیہم تقاضے آنا ادھر تھا مشکل قدم بڑھانا
جلال و ہیبت کا سامنا تھا جمال و رحمت ابھارتے تھے

پر ان کا بڑھنا تو نام کو تھا حقیقۃً فعل تھا ادھر کا
تنزلوں میں ترقی افزا دنیٰ تدلیٰ کے سلسلے تھے

ہوا یہ آخر کہ ایک بجرا تموج بحر ہو میں ابھرا
دنیٰ کی گودی میں ان کو لے کر فنا کے لنگر اٹھا دیئے تھے

اٹھے جو قصر دنیٰ کے پردے کوئی خبر دے تو کیا خبر دے
وہاں تو جا ہی نہیں دوئی کی نہ کہہ کہ وہ بھی نہ تھے ارے تھے

حجاب اٹھنے میں لاکھوں پردے ہر ایک پردے میں لاکھوں جلوے
عجب گھڑی تھی کہ وصل و فرقت جنم کے بچھڑے گلے ملے تھے

وہی ہے اول وہی ہے آخر وہی ہے باطن وہی ہے ظاہر
اسی کے جلوے اسی سے ملنے اسی سے اس کی طرف گئے تھے

ادھر سے تھیں نذر شہ نمازیں ادھر سے انعام خسروی میں
سلام و رحمت کے ہار گندھ کر گلوے پرنور میں پڑے تھے

وہ برج بطحا کا ماہ پارہ بہشت کی سیر کو سدھارا
چمک پہ تھا خلد کا ستارہ کہ اس قمر کے قدم گئے تھے

خدا کی قدرت کہ چاند حق کی کروڑوں منزل میں جلوہ کر کے
ابھی نہ تاروں کی چھاؤں بدلی کہ نور کے تڑکے آ لیے تھے

کیا بنا نام خدا اسرار کا دولھا نور کا
سر پہ سہرا نور کا بر میں شہانہ نور کا

بزم وحدت میں مزا ہوگا دو بالا نور کا
ملنے شمع طور سے جاتا ہے اکا نور کا

ذرے مہر قدس تک تیرے توسط سے گئے
حد اوسط نے کیا صغریٰ کو کبریٰ نور کا

سبزۂ گردوں جھکا تھا بہر پابوس براق
پھر نہ سیدھا ہو سکا کھایا وہ کوڑا نور کا

Marfat.com

تاب سم سے چوندھیا کر چاند انھیں قدموں پھرا
ہنس کے بجلی نے کہا دیکھا چھلاوا نور کا

دید نقش سم کو نکلی سات پردوں سے نگاہ
پتلیاں بولیں چلو آیا تماشا نور کا

عکس سم نے چاند و سورج کو لگائے چار چاند
پڑ گیا سیم و زر گردوں پہ سکہ نور کا

لائیں تو یہ دوسرا دوسرا جس کو ملا
کوشک عرش و دنیٰ تم پہ کروڑوں درود

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا
جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود

وہ شب معراج راج وہ صف محشر کا تاج
کوئی بھی ایسا ہوا تم پہ کروڑوں درود

طارم اعلیٰ کا عرش جس کف پا کا ہے فرش
آنکھوں پہ رکھ دو ذرا تم پہ کروڑوں درود

اے مسندت عرش بریں وے خادمت روح امیں
مہر فلک ماہ زمیں شاہ جہاں زیب جناں

طور موسیٰ چرخ عیسیٰ
کیا مساوی دنیٰ ہو

سب جہت کے دائرے میں
شش جہت سے تم ورا ہو

سب مکاں تم لا مکاں میں
تن ہیں تم جان صفا ہو

نہ روح امیں نہ عرش بریں نہ لوح مبیں کوئی بھی کہیں
خبر ہی نہیں جو رمزیں کھلیں ازل کی نہاں تمھارے لیے

یہ طور کجا سپہر تو کیا کہ عرش علا بھی دور رہا
جہت سے وراء وصال ملا یہ رفعت شاں تمھارے لیے

بغور صدا سماں یہ بندھا یہ سدرہ اٹھا وہ عرش جھکا
صفوف سما نے سجدہ کیا ہوئی جو اذاں تمھارے لیے

نہ حجاب چرخ و مسیح پر نہ کلیم و طور نہاں مگر
جو گیا ہے عرش سے بھی ادھر وہ عرب کا ناقہ سوار ہے

شب اسریٰ کے دولھا پہ دائم درود
نوشہ بزم جنت پہ لاکھوں سلام

عرش کی زیب و زینت پہ عرشی درود
فرش کی طیب و نزہت پہ لاکھوں سلام

ماہ لاہوت خلوت پہ لاکھوں درود
شاہ ناسوت جلوت پہ لاکھوں سلام

شمع بزم دنیٰ میں گم کن انا
شرح متن ہویت پہ لاکھوں سلام

معنی قد رأی مقصد ما طغی
نرگس باغ قدرت پہ لاکھوں سلام

شب اسریٰ قمر حیرت زدہ پھرتا رہا شب بھر
بھلایا ڈھنگ ان کی چال نے سیر منازل کا

بڑھا اس درجہ رعب حسن والا لیلۃ الاسریٰ
سمٹ کر بن گیا چرخ ایک پایہ ان کے محمل کا

حجاب نور تک پہنچا کے آنکھیں ہوگئیں خیرہ
فغاں کرتا ہوا لوٹ آیا قاصد نالۂ دل کا

تھا براق نبی یا کہ نور نظر
یہ گیا وہ گیا وہ نہاں ہو گیا

قصر دنیٰ تک کس کی رسائی
جائے یہ ہیں آتے یہ ہیں

(حدائق بخشش)

Marfat.com

مدینہ طیبہ کے فضائل:

مدینہ طیبہ کے خطۂ پاک کی مدح سرائی اور فضیلت کا بیان اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس طرح اپنے اشعار میں فرمایا ہے۔

خم ہو گئی پشت فلک اس طعن زمین سے — سن ہم پہ مدینہ ہے وہ رتبہ ہے ہمارا
ہم خاک اڑائیں گے جو خاک نہ پائی — آباد رضا جس پہ مدینہ ہے ہمارا
نہ آسماں کو یوں سرکشیدہ ہونا تھا — حضور خاک مدینہ خمیدہ ہونا تھا
اگر گلوں کو خزان نا رسیدہ ہونا تھا — کنار خار مدینہ دمیدہ ہونا تھا
کنار خاک مدینہ میں راحتیں ملتیں — دل حزیں تجھے اشک چکیدہ ہونا تھا
طیبہ کے سوا سب باغ پامال فنا ہوں گے — دیکھو گے چمن والو جب عہد خزاں آیا
طیبہ سے ہم آتے ہیں کہیئے تو جناں والو — کیا دیکھ کے جیتا ہے جو واں سے یہاں آیا
مدینہ چھوڑ کے ویرانہ ہند کا چھایا — یہ کیسا ہائے حواسوں نے اختلال کیا
تو جس کے واسطے چھوڑ آیا طیبہ سا محبوب — بتا تو اس ستم آرا نے کیا نہال کیا
باغ فردوس کو جاتے ہیں ہزاران عرب — ہائے صحرائے عرب ہائے بیابانِ عرب
فصل گل لاکھ نہ ہو وصل کی رکھ آس ہزار — پھولتے پھلتے ہیں بے فصل گلستان عرب
صدقے ہونے کو چلے آتے ہیں لاکھوں گلزار — کچھ عجب رنگ سے پھولا ہے گلستان عرب
اللہ اللہ بہار چمنستان عرب — پاک ہیں لوث خزاں سے گل وریحان عرب
ہشت خلد آئیں وہاں کسب لطافت کو رضا — چار دن برسے جہاں ابر بہاران عرب
مرنے والوں کو یہاں ملتی ہے عمر جاوید — زندہ چھوڑے گی کسی کو نہ مسیحائی دوست
کعبہ و عرش میں کہرام ہے نا کامی کا — آہ کس بزم میں جلوۂ یکتائی دوست
وائے محرومی قسمت کہ میں پھر اب کی برس — رہ گیا ہمرہ زوار مدینہ ہو کر
صر صر دشت مدینہ کا مگر آیا خیال — رشک گل جو بنا غنچۂ دل وا ہو کر
غمگین ہے شوق غازۂ خاک مدینہ میں — شبنم سے دھل سکے گی نہ گرد ملال گل
بلبل گل مدینہ ہمیشہ بہار ہے — دو دن کی ہے بہار فنا ہے مآل گل
کیا غازہ ملا گرد مدینہ کا جو ہے آج — نکھرے ہوئے جوبن میں قیامت کی پھبن پھول
نام مدینہ لے لیا چلنے لگی نسیم خلد — سوزش غم کو ہم نے بھی کیسی ہوا بتائی کیوں
حور جناں ستم کیا طیبہ نظر میں پھر گیا — چھیڑ کے پردۂ حجاز دیس کی چیز گائی کیوں

Marfat.com

خاص صحرائے مدینہ نہ نکل جائے کہیں — وحشت دل نہ پھرا کوہ و بیابان ہم کو
پاؤں غربال ہوئے راہ مدینہ نہ ملی — اے جنوں اب تو ملے رخصت زنداں ہم کو
جب سے آنکھوں میں سمائی ہے مدینہ کی بہار — نظر آتے ہیں خزاں دیدہ گلستاں ہم کو
اے خار طیبہ دیکھ کر دامن نہ بھیگ جائے — یوں دل میں آ کہ دیدۂ تر کو خبر نہ ہو
مدینے کے خطے خدا تجھ کو رکھے — غریبوں فقیروں کے ٹھہرانے والے
حرم کی زمین اور قدم رکھ کے چلنا — ارے سر کا موقع ہے او جانے والے
گل طیبہ کی ثنا گاتے ہیں — نخل طوبیٰ پہ چہکنے والے
طیبہ نہ سہی افضل مکہ ہی بڑا زاہد — ہم عشق کے بندے ہیں کیوں بات بڑھائی ہے
آب حیات روح ہے زرقا کی بوند بوند — اکسیر اعظم مس دل خاک در کی ہے
ہاں ہاں رہ مدینہ ہے غافل ذرا تو جاگ — او پاؤں رکھنے والے یہ جا چشم و سر کی ہے
واروں قدم قدم پہ کہ ہر دم ہے جان نو — یہ راہ جاں فزا مرے مولیٰ کے در کی ہے
اللہ اکبر اپنے قدم اور یہ خاک پاک — حسرت ملائکہ کو جہاں وضع سر کی ہے
طیبہ میں مر کے ٹھنڈے چلے جاؤ آنکھیں بند — سیدھی سڑک یہ شہر شفاعت نگر کی ہے
عاصی بھی ہیں چہیتے یہ طیبہ ہے زاہدو — مکہ نہیں کہ جانچ جہاں خیر و شر کی ہے
شان جمال طیبۂ جاناں ہے نفع محض — وسعت جلال مکہ میں سود و ضرر کی ہے
کعبہ ہے بے شک انجمن آرا دلھن مگر — ساری بہار دلھنوں میں دولھا کے گھر کی ہے
عنبر زمین عبیر ہوا مشک تر غبار — ادنیٰ سی یہ شناخت تری رہ گزر کی ہے
دشت گرد و پیش طیبہ کا ادب — مکہ سا تھا یا سوا پھر تجھ کو کیا
مدینہ جان جناں و جہاں ہے وہ سن لیں — جنہیں جنون جناں سوئے زاغ لے کے چلے
حضور طیبہ سے بھی کوئی کام بڑھ کر ہے — کہ جھوٹے حیلۂ مکر و فراغ لے کے چلے
ہمارے دیکھے ہوئے ہیں مدینے کے ذرے — سنا دو مہر کو اب دعویٰ ضیا نہ کرے

(حدائق بخشش)

روضۂ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مدح سرائی:

حضرت امام احمد رضا بریلوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روضہ انور کے حوالے سے اپنے اشعار میں اس طرح عقیدت ومحبت کے پھول بکھیرتے ہوئے مدح سرائی فرمائی ہے۔

اے مدعیو! خاک کو تم خاک نہ سمجھے — اس خاک میں مدفون شہ بطحا ہے ہمارا

Marfat.com

ہے خاک سے تعمیر مزار شہ کونین
معمور اسی خاک سے قبلہ ہے ہمارا

مدد اے جوشش گریہ بہادے کوہ اور صحرا
نظر آ جائے جلوۂ حجاب اس پاک تربت کا

ہوئے کم خوابی ہجراں میں ساتوں پردے کم خوابی
تصور خوب باندھا آنکھوں نے استار تربت کا

سرہانے ان کے بسمل کے یہ بے تابی کا ماتم ہے
شہ کوثر ترحم تشنہ جاتا ہے زیارت کا

وہ چمکیں بجلیاں یارب تجلی ہائے جاناں سے
کہ چشم طور کا سرمہ ہو دل مشتاق رویت کا

بجا تھا عرش پہ خاک مزار پاک کو ناز
کہ تجھ سا عشق نشیں آفریدہ ہونا تھا

ہر چراغ مزار پر قدسی
کیسے پروانہ وار پھرتے ہیں

لاکھوں قدسی ہیں کام خدمت پر
لاکھوں گرد مزار پھرتے ہیں

آہ وہ عالم کہ آنکھیں بند اور لب پر درود
وقف سنگ در جبیں روضہ کی جالی ہاتھ میں

اس طرف روضہ کا نور اس سمت منبر کی بہار
بیچ میں جنت کی پیاری پیاری کیاری واہ واہ

اس میں روضہ کا سجدہ ہو کہ طواف
ہوش میں جو نہ ہو وہ کیا نہ کرے

پیش نظر وہ نو بہار سجدے کو دل ہے بے قرار
روکیے سر کو روکیے ہاں یہی امتحان ہے

جو مقصد زیارت کا بر آئے پھر تو
نہ کچھ قصد کیجیے یہ قصد دلی ہے

من زار تربتی وجبت لہ شفاعتی
ان پر درود جن سے نوید ان بشر کی ہے

ان کے طفیل حج بھی خدا نے کرادیے
اصل مراد حاضری اس پاک در کی ہے

کعبہ کا نام تک نہ لیا طیبہ ہی کہا
پوچھا ہم سے جس نے کہ نہضت کدھر کی ہے

عشاق روضہ سجدہ میں سوئے حرم جھکے
اللہ جانتا ہے کہ نیت کدھر کی ہے

محبوب رب عرش ہے اس سبز قبہ میں
پہلو میں جلوہ گاہ عتیق و عمر کی ہے

چھائے ملائکہ ہیں لگا تار ہے ورود
بدلے ہیں پہرے بدلی میں بارش درر کی ہے

سعدین کا قران ہے پہلوئے ماہ میں
جھرمٹ کیے ہیں تارے تجلی قمر کی ہے

ستر ہزار صبح ہیں ستر ہزار شام
یوں بندگی زلف و رخ آٹھوں پہر کی ہے

جو ایک بار آئے دو بارہ نہ آئیں گے
رخصت ہی بارگاہ سے بس اس قدر کی ہے

تڑپا کریں بدل کے پھر آنا کہاں نصیب
بے حکم کب مجال پرندے کو پر کی ہے

اے وائے بے کسی تمنا کہ اب امید
دن کو نہ شام کی ہے نہ شب کو سحر کی ہے

یہ بدلیاں نہ ہوں تو کروڑوں کی آس جائے
اور بارگاہ مرحمت عام تر کی ہے

معصوموں کو ہے عمر میں صرف ایک بار بار
عاصی پڑے رہیں تو صلا عمر بھر کی ہے

Marfat.com

ہیں چتر و تخت سایہ دیوار و خاک بار
شاہوں کو کب نصیب یہ دھج کرو فر کی ہے

کعبہ دلھن ہے تربت اطہر نئی دلھن
یہ رشک آفتاب وہ غیرت قمر کی ہے

کعبہ سے اگر تربت شہ فاضل ہے
کیوں بائیں طرف اس کے لیے منزل ہے

اس فکر میں جو دل کی طرف دھیان گیا
سمجھا کہ وہ جسم ہے یہ مرقد دل ہے

حاجیو! آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو
کعبہ تو دیکھ چکے کعبہ کا کعبہ دیکھو

رکن شامی سے مٹی وحشت شام غربت
اب مدینہ کو چلو صبح دل آرا دیکھو

آب زم زم تو پیا خوب بجھائیں پیاسیں
آؤ جود شہ کوثر کا بھی دریا دیکھو

زیر میزاب ملے خوب کرم کے چھینٹے
ابر رحمت کا یہاں زور برسنا دیکھو

دھوم دیکھی ہے در کعبہ پہ بے تابوں کی
ان کے مشتاقوں میں حسرت کا تڑپنا دیکھو

مثل پروانہ پھرا کرتے تھے جس شمع کے گرد
اپنی اس شمع کو پروانہ یہاں کا دیکھو

خوب آنکھوں سے لگایا ہے غلاف کعبہ
قصر محبوب کے پردے کا بھی جلوہ دیکھو

واں مطیعوں کا جگر خوف سے پانی پایا
یاں سیہ کاروں کا دامن پہ مچلنا دیکھو

اولیں خانۂ حق کی تو ضیائیں دیکھیں
آخریں بیت نبی کا بھی تجلا دیکھو

زینت کعبہ میں تھا لاکھ عروسوں کا بناؤ
جلوہ فرما یہاں کونین کا دولھا دیکھو

ایمن طور کا تھا رکن یمانی میں فروغ
شعلہ طور یہاں انجمن آرا دیکھو

مہر ما در کا مزہ دیتی ہے آغوش عظیم
جن پہ ماں باپ فدایاں کرم ان کا دیکھو

عرض حاجت میں رہا کعبہ کفیل الحجاج
آؤ اب داد رسی شہ طیبہ دیکھو

دھو چکا ظلمت دل بوسہ سنگ اسود
خاکی بوسی مدینہ کا بھی رتبہ دیکھو

کر چکی رفعت کعبہ پہ نظر پروازیں
ٹوپی اب تھام کے خاک در والا دیکھو

بے نیازی سے وہاں کانپتی پائی طاعت
جوش رحمت پہ یہاں ناز گنہ کا دیکھو

جمعہ مکہ تھا عید اہل عبادت کے لیے
مجرمو آؤ یہاں عید دو شنبہ دیکھو

ملتزم سے تو گلے لگ کے نکالے ارماں
ادب و شوق کا یاں باہم الجھنا دیکھو

خوب مسعی میں بامید صفا دوڑ لیے
رہ جاناں کی صفا کا بھی تماشا دیکھو

رقص بسمل کی بہاریں تو منیٰ میں دیکھیں
دل خوننا بہ فشاں کا بھی تڑپنا دیکھو

غور سے سن تو رضا کعبہ سے آتی ہے صدا
میری آنکھوں سے میرے پیارے کا روضہ دیکھو

قبر انور کہیئے یا قصر معلیٰ نور کا
چرخ اطلس یا کوئی سادہ سا قبہ نور کا

Marfat.com

وہ کلس روضے کا چمکا ۔۔۔ سر جھکاؤ کج کلا ہو
سر سوئے روضہ جھکا پھر تجھ کو کیا ۔۔۔ دل تھا ساجد نجدیا پھر تجھ کو کیا
بے خودی میں سجدۂ در یا طواف ۔۔۔ جو کیا اچھا کیا پھر تجھ کو کیا
چرخ گردوں تیرے روضۂ پاک کا ۔۔۔ سائباں سائباں سائباں ہو گیا
جس کو اس کے مکاں کا پتہ مل گیا ۔۔۔ بے نشاں بے نشاں بے نشاں ہو گیا
بے ادب پا منہ ایں جا کہ عجب درگاہ ست ۔۔۔ سجدہ گاہ ملک و روضۂ شاہنشاہ ست
کھلے کیا راز محبوب و محبّ مستان غفلت پر ۔۔۔ شراب قد رأی الحق زیب جام من رانی ہے
من رانی قد رای الحق جو کہے ۔۔۔ کیا بیاں اس کی حقیقت کیجیے
جنت نہ دیں نہ دیں تیری رویت ہو خیر سے ۔۔۔ اس گل کے آگے کس ہوس برگ و بر کی ہے
دیکھنے والوں نے کچھ دیکھا نہ بھالا نور کا ۔۔۔ من رای کیسا؟ یہ آئینہ دکھایا نور کا
وصف جس کا ہے آئینہ حق نما ۔۔۔ اس خدا ساز طلعت پہ لاکھوں سلام

(حدائق بخشش)

رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم:

اس حوالے سے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ ایک مقام پر فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا پیغام یہ ہے کہان کے حضور آواز بلند کرنے سے عمل حبط ہو جاتے ہیں انہیں نام لے کر پکارنے والے سخت سزائیں پاتے ہیں اپنے جان و دل کا انہیں مالک جانو ان کے حضور زندہ بدست مردہ ہو جاؤ ہمارا ذکر ان کی یاد کے ساتھ ہے ان کا ہاتھ بعینہ ہمارا ہاتھ ہے ان کی رحمت ہماری مہر ان کا غضب ہمارا قہر جس قدر ملازمت زیادہ ہوتی حضور کی عظمت و محبت ترقی پاتی اور وہ حال مذکور یعنی خشوع و خضوع و رعب و ہیبت روز افزوں کرتی اور ایمان حضور کی تعظیم و محبت کا نام ہے۔
(قمر التمام فی نفی الظل عن سید الانام)

ایک اور موقع پر حضرت امام احمد رضا بریلوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ

''ایمان صرف حضور سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم و محبت و عظمت کا نام ہے تو جس کے دل میں جس قدر حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم و محبت و عظمت زائد اسی قدر اس کا ایمان اکمل اور جس قدر کم اتنا ہی ایمان ناقص اور جس کے دل میں بالکل نہیں وہ مطلقاً کافر ہے۔''

اسی حوالے سے ایک اور مقام پر فرماتے ہیں۔

''بحمد اللہ مسلمانوں کے ایمان میں تعظیم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عین ایمان ایمان کی جان ہے اور علی الا طلاق مطلوب شرع تو جو کچھ بھی جس طرح بھی جس وقت بھی جس جگہ بھی تعظیم اقدس کے لیئے بجالائے خواہ وہ بعینہ منقول ہو یا نہ ہو سب جائز و مندوب و مستحب و مرغوب و مطلوب و پسندیدہ و خوب ہے جب تک اس خاص سے نہی نہ

Marfat.com

آئی ہو جب تک اس خاص میں کوئی حرج شرعی نہ ہو وہ سب اس اطلاق ارشاد الٰہی وتعزروہ وتو قروہ میں داخل اور امتثال حکم الٰہی کا فضل جلیل اسے شامل ہے۔" (فتاوی رضویہ جلد دوم ص 665)

سیدنا رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم کے حوالے سے ہی حضرت امام احمد رضا بریلوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے اشعار میں اس طرح سے تحریر فرمایا ہے۔

نہ ہو آقا کو سجدہ آدم و یوسف کو سجدہ ہو ۔۔۔ مگر سد ذرائع داب ہے اپنی شریعت کا
اے شوق دل یہ سجدہ گر ان کو روا نہیں ۔۔۔ اچھا وہ سجدہ کیجئے کہ سر کو خبر نہ ہو
شرک ٹھہرے جس میں تعظیم حبیب ۔۔۔ اس بُرے مذہب پہ لعنت کیجئے
ثابت ہوا کہ جملہ فرائض فروع ہیں ۔۔۔ اصل الاصول بندگی اس تاجور کی ہے

(حدائق بخشش)

اختیار مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس بات کا اختیار حاصل تھا کہ جس کو جو چاہیں حکم فرمائیں کسی فعل کو کسی پر حرام قرار دیں اور اسی فعل کو کسی پر مباح قرار دیں یہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خصائص میں سے ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم احکام میں جس کے لیئے جو چاہیں تخصیص فرمادیں اس جگہہ دو قول ہیں ایک یہ کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف احکام مفوض ہوں گے یعنی تفویض احکام میں آپ مختار ہوں گے جو چاہیں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حکم فرمادیں دوسرا قول یہ ہے کہ کسی حکم کے لیئے جدا وحی آتی ہوگی۔

امام احمد رضا بریلوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ الحمد اللہ اہل حق کے نزدیک رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و سلم کو نفاذ تصرف کی دونوں وجہیں حاصل ہیں حقیقت عطائیہ لیجئے تو وہ ضرور مالک جناں بلکہ مالک جہاں ہیں اور ذاتیہ لیجئے تو مالک حقیقی کے ماذون مطلق و نائب کامل۔ (الامن والعلی لناعتی المصطفیٰ بدافع البلاء)

بلاشبہ حضور سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صاحب شرع ہیں احکام شرع میں مالک ومختار ہیں جس کے لیئے جو چاہیں حلال فرمادیں جس کے لیئے جو چاہیں حرام فرمادیں اسی بات کو ثابت کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رحمتہ اللہ تعالیٰ تحریر فرماتے ہیں کہ

"ائمہ محققین تصریح فرماتے ہیں کہ احکام شریعت حضور سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سپرد ہیں جو بات چاہیں واجب کردیں جو چاہیں ناجائز کردیں جس چیز یا جس شخص کو جس حکم سے چاہیں مستثنیٰ کردیں۔"

حضور سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مالک ومختار ہونے کے حوالے سے حضرت امام احمد رضا بریلوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے شاعرانہ کلام میں اس طرح سے فرماتے ہیں۔

فرش والے تیری شوکت کا علو کیا جانیں ۔۔۔ خسروا عرش پہ اڑتا ہے پھریرا تیرا

Marfat.com

آسمان خوان زمین خوان زمانہ مہمان
صاحب خانہ لقب کس کا ہے تیرا تیرا

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب
یعنی محبوب و محب میں نہیں میرا تیرا

میری تقدیر بُری ہو تو بھلی کر دے
محو واثبات کے دفتر پہ ہے کڑوڑا تیرا

تو نے اسلام دیا تو نے جماعت میں لیا
تو کریم اب کوئی پھرتا ہے عطیہ تیرا

مجبور ہیں ہم تو فکر کیا ہے
تم کو تو اختیار ہے آقا

ہے ملک خدا پہ جس کا قبضہ
میرا ہے وہ کام گار آقا

تنکا بھی ہمارے تو ہلائے نہیں ہلتا
تم چاہو تو ہو جائے ابھی کوہ محن پھول

با عطا تم شاہ تم مختار تم
بے نوا ہم زار ہم نا چار ہم

ایک دل ہمارا کیا ہے آزار اس کا کتنا
تم نے تو چلتے پھرتے مردے جلا دیے ہیں

مالک کونین ہیں گو پاس کچھ رکھتے نہیں
دو جہاں کی نعمتیں ہیں ان کے خالی ہاتھ میں

سرور کہوں کہ مالک ومولیٰ کہوں تجھے
باغ جلیل کا گل زیبا کہوں تجھے

تیرے تو وصف عیب تناہی سے ہیں بری
حیراں ہوں میرے شاہ میں کیا کیا کہوں تجھے

لیکن رضائے ختم سخن اس پہ کر دیا
خالق کا بندہ خلق کا آقا کہوں تجھے

لب زلال چشمہ کن میں گندھے وقت خمیر
مُردے زندہ کرنا اے جان تم کو کیا دشوار ہے

جائیں نہ جب تک غلام خلد ہے سب پر حرام
ملک تو ہے آپ کا تم پہ کروڑوں درود

ملک خاص کبریا ہو
مالک پر ما سوا ہو

کوئی کیا جانے کہ کیا ہو
عقل عالم سے ورا ہو

زمین وزماں تمہارے لیئے مکین ومکاں تمہارے لیئے
چنین وچناں تمہارے لیئے بنے دو جہاں تمہارے لیئے

ان کی تملیک ملک الملک سے
مالک عالم کہا پھر تجھ کو کیا

یا عبادی کہہ کے ہم کو شاہ نے
اپنا بندہ کر لیا پھر تجھ کو کیا

عرش تا فرش ہے جس کے زیر نگیں
اس کی قاہر ریاست پہ لاکھوں سلام

ان کا حکم جہاں میں نافذ
قبضہ کل پہ دکھاتے یہ ہیں

قادر کل کے نائب اکبر
کن کا رنگ دکھاتے یہ ہیں

ان کے ہاتھ میں ہر کنجی ہے
مالک کل کہلاتے یہ ہیں

انا اعطینٰک الکوثر
ساری کثرت پاتے یہ ہیں

(حدائق بخشش)

Marfat.com

سترہواں باب:

ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن و متعلقین رسولؐ

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کی عظمت وشان کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں متعدد مقامات پر آیات مبارکہ نازل فرمائی ہیں چنانچہ ایک مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗٓ اُمَّهٰتُهُمْ۔

"یہ نبی مسلمانوں کا ان کی جان سے زیادہ مالک ہے اور اس کی بیبیاں ان (مومنین) کی مائیں ہیں۔"

ایک اور مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ہے۔

یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ مَنْ یَّاْتِ مِنْكُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبَیِّنَةٍ یُّضٰعَفْ لَهَا الْعَذَابُ ضِعْفَیْنِ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ یَسِیْرًا۔

(سورہ احزاب آیت 30)

"اے نبی کی بیبیو! تم میں سے جو صریحا بے حیائی کا کام کرے گی اس کو دوہری سزا دی جائے گی اور یہ اللہ پر آسان ہے۔"

اسی طرح ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ (سورہ احزاب آیت 32)

"اے نبی کی بیٹیو! تم اور عورتوں کی طرح نہیں ہو۔"

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کی تعداد میں اختلاف ہے مگر گیارہ ازواج مطہرات پر سب متفق ہیں ان میں سے چھ قریش میں سے یعنی حضرت خدیجہ، حضرت عائشہ صدیقہ، حضرت حفصہ، حضرت ام حبیبہ، حضرت ام سلمہ اور حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہن۔

چار عربیہ غیر قریشیہ ہیں یعنی حضرت زینب بنت جحش، حضرت زینب بنت خزیمہ، حضرت میمونہ بنت حارث اور حضرت جویریہ بنت حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہم جبکہ ایک غیر عربیہ بنی اسرائیل سے ہیں جس کا نام حضرت صفیہ بنت حیی رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہے جو قبیلہ بنی نضیر سے تعلق رکھتی تھیں۔ ذیل میں اس حوالے سے مختصر طور پر تحریر کیا جاتا ہے۔

Marfat.com

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا:

سب سے پہلے جو خاتون حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آئیں وہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں ان کے والد کا نام خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی بن کلاب ہے جبکہ والدہ کا نام فاطمہ بنت زایدہ بن الاصم ہے۔ لقب طاہرہ اور کنیت ام ہند ہے۔ان کا پہلا نکاح ابو ہالہ بن زرارہ بناش تمیمی سے ہوا تھا۔ابو ہالہ کا بیٹا ہند بن ابو ہالہ اور بیٹی زینب بیت ابو ہالہ دونوں حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن پاک سے تھے بعض کا کہنا ہے کہ ان کے بطن پاک سے صرف دو بیٹے ہند اور ہالہ پیدا ہوئے تھے۔

جب ابو ہالہ کا انتقال ہوا تو حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شادی عتیق بن عائذ بن عبداللہ مخزومی سے ہوئی ان سے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ایک لڑکا عبداللہ اور ایک بیٹی ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھی جس کی شادی اپنے چچازاد صیفی بن امیہ ابو رفاعہ مخزومی سے ہوئی تھی۔

(سیرت ابن ہشام جلد دوم، زرقانی علی المواہب جلد سوم)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکاح سے پہلے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو قریش کو بہت سے اشراف کی طرف سے نکاح کے پیام آئے مگر آپ نے قبول نہ فرمائے۔

ایک روایت میں آتا ہے کہ پہلی وہ خاتون جنہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح کی درخواست کی وہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھیں۔انہوں نے ایک مرتبہ خواب میں دیکھا کہ ان کے گھر میں آفتاب اتر آیا ہے جس کی روشنی سے سارا گھر منور ہو گیا ہے مکہ مکرمہ کا کوئی گھر اس کی روشنی سے محروم نہیں رہا۔جب خواب سے بیدار ہوئیں تو یہ خواب اپنے چچازاد بھائی ورقہ بن نوفل سے بیان کیا انہوں نے اس کی تعبیر یہ بیان کی کہ نبی آخر الزمان تم سے نکاح فرمائیں گے۔

عتیق بن عائذ مخزومی کے انتقال کے بعد حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شادی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوئی۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر سب سے پہلے ایمان لانے والی سب سے پہلی خاتون حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھیں۔(زرقانی علی المواہب جلد سوم، مدارج النبوۃ جلد دوم)

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے فضائل کے بارے میں متعدد احادیث مبارکہ میں بیان کیا ہے چنانچہ ایک روایت میں آتا ہے کہ ایک روز حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر یا رسول اللہ خدیجہ آپ کے لیے کھانے سے بھرا ہوا پیالہ لے کر آ رہی ہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور میری طرف سے ان کی خدمت میں سلام عرض کر دیجیے اور ان کو بشارت دیجیے کہ جنت میں ان کے لیے مروارید کا ایک ایسا محل تیار ہے جس سے نہ کوئی شور ہوگا نہ کوئی تکلیف ہوگی۔

حضور صلی اللہ علیہ سلم نے جب اللہ تعالیٰ اور حضرت جبرائیل علیہ السلام کا سلام حضرت خدیجہ اللہ عنہا کو پہنچایا

Marfat.com

اور فرمایا، اے خدیجہ (رضی اللہ عنہا) یہ جبرئیل علیہ السلام ہیں تمہارے پروردگار کا سلام تمہیں پہنچا رہے ہیں تو حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جواب دیا، اللہ تعالیٰ تو خود سلام ہی ہے اور سب کو اسی کی طرف سے سلامتی ملتی ہے جبرائیل علیہ السلام پر بھی سلام ہو۔

(بخاری شریف جلد اول، موارج النبوۃ جلد دوم)

مروی ہے کہ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سامنے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بہت تعریف فرمائی اس پر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ اب تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بہتر بیوی عطا فرمائی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں۔ اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بہتر بیوی مجھے عطا نہ فرمائی کیونکہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مجھ پر اس وقت ایمان لائیں جبکہ لوگ مجھے جھٹلاتے تھے اور انہوں نے اس وقت اپنے مال سے میری مدد کی جبکہ لوگوں نے مجھے محروم کر رکھا تھا اور اللہ تعالیٰ نے انہیں کے بطن سے مجھے اولاد عطا فرمائی۔ (زرقانی جلد سوم)

نبوت کے دسویں سال رمضان المبارک کے مہینے میں 65 سال کی عمر میں حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا انتقال ہوا چونکہ اس وقت نماز جنازہ مشروع نہیں ہوئی تھی اس لیے ان کے جسد پاک کو اسی طرح مکہ مکرمہ کے قبرستان حجون (جنت المعلیٰ) میں دفن کیا گیا۔ (مدارج النبوۃ جلد دوم)

حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا:

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جب تک حیات رہیں ان کی موجودگی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی خاتون سے نکاح نہیں فرمایا ان کے انتقال کے بعد حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح فرمایا حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی پہلی شادی حضرت سکران رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوئی تھی۔ ایک روایت میں آتا ہے کہ جب ہجرت حبشہ سے مکہ مکرمہ واپسی ہوئی تو حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے مکہ مکرمہ میں خواب دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لائے ہیں اور اپنا پائے اطہر ان کی گردن پر رکھا ہے جب حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا خواب سے بیدار ہوئیں تو اس خواب کا ذکر اپنے خاوند حضرت سکران رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کیا انہوں نے سن کر کہا کہ اگر تم نے اسی طرح ہی دیکھا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ میں بہت جلد انتقال کر جاؤں گا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم تم سے نکاح فرمائیں گے۔

کچھ ہی دنوں کے بعد حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پھر ایک خواب دیکھا کہ وہ ٹیک لگائے ہوئے ہیں اور چاند آسمان سے اتر کر ان پر آپڑا ہے۔ انہوں نے اس خواب کی تفصیل بھی اپنے شوہر حضرت سکران رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان فرمائی تو انہوں نے کہا اگر تمہارا یہ خواب سچا ہے تو میں جلد ہی انتقال کر جاؤں گا اور تمہارا نکاح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوگا چنانچہ اسی روز کے بعد سے حضرت سکران رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیمار ہو گئے اور تھوڑے ہی

Marfat.com

دنوں کے اندر اندر انتقال کر گئے۔

حضرت سکران رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے انتقال کے بعد حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح چار سو درہم مہر پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوا۔ (زرقانی جلد سوم)

حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا انتقال حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آخر عہد خلافت 22ھ یا 23ھ میں ہوا جبکہ ایک روایت کے مطابق شوال کے مہینے میں 54ھ کو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی امارت کے زمانہ میں ہوا اور جنت البقیع میں دفن کی گئیں۔

(زرقانی جلد سوم، تاریخ الخلفاء)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح سات سال کی عمر میں مکہ مکرمہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوا اور مدینہ طیبہ میں رخصتی ہوئی رخصتی کے وقت عمر مبارک نو یا دس سال کی تھی یہ نکاح حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کرایا تھا اور حق مہر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چار سو درہم دیئے تھے۔ یہ واحد زوجہ مطہرہ ہیں جو کنواری تھیں ان کے سوا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی اور کنواری سے شادی نہ کی۔ (سیرت ابن ہشام)

بخاری شریف و مسلم میں شریف میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا کہ میں نے تمہیں خواب میں تین راتیں دیکھا ہے جس کو فرشتہ نے ریشمی کپڑے پر منقش کیا تھا تو اس فرشتہ نے کہا کہ یہ آپ کی زوجہ مطہرہ ہے جو اس شکل و صورت کی ہے۔ جب میں نے تمہارے چہرے سے کپڑے کو دور کیا تو اب وہی صورت جو خواب میں میں نے دیکھی تھی وہ تم نکلیں۔ میں نے خواب دیکھ کر یہ کہا تھا کہ اگر یہ خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے تو ضرور یہ پورا ہوگا یعنی اللہ تعالیٰ ایسی زوجہ مطہرہ ضرور عنایت فرمائے گا۔ (مشکوٰۃ شریف جلد دوم)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے فضائل کے ضمن میں ایک حدیث مبارکہ میں آتا ہے کہ ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے متعلق کوئی بات حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عائشہ کے بارے میں مجھے تکلیف نہ دو بلاشبہ کسی زوجہ مطہرہ کے لحاف میں مجھ پر وحی نازل نہیں ہوئی سوائے عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے۔ (بخاری شریف، زرقانی علی المواہب)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ مجھے تمام ازواج مطہرات پر دس باتوں سے فضیلت حاصل ہے۔

-1 آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سوائے میرے کسی کنواری سے شادی نہیں کی۔

-2 حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی زوجہ مطہرہ کے لیے نہ چاہا کہ اس کے ماں باپ کو اللہ کی راہ میں ہجرت کرائی

Marfat.com

جائے سوائے میرے۔

3- میری پاکدامنی اور برأت کے بارے میں آسمان سے آیت مبارکہ نازل ہوئی۔

4- قبل اس کے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے میرا نکاح ہو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے ریشمی کپڑے پر میری شبیہ تین راتوں تک خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھائی۔

5- میں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہی برتن سے غسل فرمایا کرتے تھے اور یہ فخر وسعادت کسی دوسری زوجہ مطہرہ کو حاصل نہیں ہے۔

6- حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز تہجد پڑھ رہے ہوتے اور میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے سوئی رہتی یہ بھی خصوصیت اور امتیاز کسی دوسری زوجہ مطہرہ کو حاصل نہیں۔

7- سونے کے کپڑوں میں کبھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل نہیں ہوئی سوائے میرے پاس لحاف میں۔

8- جس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم سر مبارک میرے سینہ اور زانو پر تھا اور میرے حجرہ مبارک میں دفن کیے گئے۔

9- آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال میری باری کے دن ہوا۔

10- حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آخری صحبت کا شرف مجھے حاصل ہوا۔ (زرقانی جلد سوم)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا وصال حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور امامت میں سترہ رمضان المبارک بروز منگل 57ھ 58ھ کو ہوا نماز جنازہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پڑھائی۔ آپ کی وصیت کے مطابق آپ کو رات کے وقت جنت البقیع میں دفن کیا گیا۔

(زرقانی جلد سوم، تاریخ الخلفاء)

حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا:

حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے والد ماجد کا نام حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے جبکہ والدہ کا نام زینب بنت مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہے جو کہ حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بہن ہیں۔

حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا پہلا نکاح حضرت خنیس بن حذافہ سہمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوا تھا اور وہ غزوہ بدر میں شہید ہو گئے ایک قول یہ ہے کہ غزوہ بدر میں زخمی ہوئے اور بعد میں وصال کر گئے جبکہ ایک قول یہ ہے کہ ان کی وفات غزوہ احد کے بعد ہوئی تھی۔

جب حضرت خنیس بن حذافہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وفات پا گئے تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی بیٹی کے نکاح کی فکر ہوئی اور وہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس تشریف لائے کیونکہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زوجہ حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا انتقال کر چکی تھیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عثمان غنی

Marfat.com

رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا مجھے مہلت دو تا کہ اپنا معاملہ سوچ سمجھ لوں پھر انہوں نے چند راتیں توقف میں گزاریں اور دوبارہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس سلسلے میں ملاقات فرمائی۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں نے اس بارے میں یہ رائے قائم کی ہے کہ چند دنوں تک نکاح نہ کروں۔

اس کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات فرمائی اور ان سے اس سلسلے میں بات کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر آپ کی خواہش ہو تو حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح آپ سے کر دوں اس پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خاموشی اختیار فرمائی اور کوئی جواب نہ دیا۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رنج ہوا اس کے بعد چند راتیں بھی نہیں گزری تھیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح ہو گیا۔

اس ضمن میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ (اس کے بعد) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجھ سے ملے اور فرمایا کہ جب تم نے مجھے پیش کش کی تھی اور میں نے اس کا کوئی جواب نہیں دیتا تھا تو تم مجھ سے اس وقت ناراض ہو گئے تھے؟ میں نے کہا، ہاں میں ناراض ہو گیا تھا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: تم نے جو پیشکش کی تھی اس کا جواب میں نے تمہیں انکار کی صورت میں تو نہیں دیا تھا جبکہ اصل صورت حال یہ ہے کہ میں یہ بات جانتا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو یاد فرمایا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے راز کو میں ظاہر نہیں کرنا چاہتا تھا اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو قبول نہ فرماتے تو پھر میں ان کو قبول کر لیتا۔ (بخاری شریف، زرقانی جلد سوم، مدارج النبوۃ جلد دوم)

حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور حکومت میں شعبان 45ھ میں ہوا۔ حاکم مدینہ مروان بن الحکم نے نماز جنازہ پڑھائی۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی جنازے میں شامل تھے۔ جنت البقیع میں دفن کیا گیا۔ (زرقانی جلد سوم، تاریخ الخلفاء)

حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا:

ان کا لقب ام المساکین ہے اس کی وجہ یہ تھی کہ آپ فقرا اور مساکین کا بہت زیادہ خیال فرمائی تھیں اور مساکین کے لیے اکثر کھانا تیار کر کے ان کو کھلایا کرتی تھیں چنانچہ عہد جاہلیت میں ہی ام المساکین کے لقب سے جانی جاتی تھیں۔

ان کا پہلا نکاح جہم بن عمرو بن حارث سے ہوا تھا ان کے بعد عبیدہ بن حارث کے ساتھ نکاح ہوا بعض کا کہنا ہے کہ پہلے طفیل بن حارث کے نکاح میں تھیں انہوں نے ان کو طلاق دے دی تو پھر عبیدہ بن حارث نے ان کے ساتھ نکاح کر لیا۔ عبیدہ بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی تھے جو کہ غزوہ بدر میں شہید ہو گئے۔ (سیرت ابن ہشام)

Marfat.com

ایک قول یہ ہے کہ حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ کے نکاح میں تھیں جو غزوہ احد میں شہید ہو گئے تھے۔ (زرقانی جلد سوم)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح رمضان المبارک سے 3ھ میں ہوا نکاح کے وقت حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عمر تقریباً تیس سال تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح کے بعد بہت مختصر عرصہ تک بقید حیات رہیں اور چند ماہ بعد 3 ربیع الاول یا یکم ربیع الاول 4ھ وصال فرما گئیں اور جنت البقیع میں دفن کی گئیں۔

(سیرت ابن ہشام، زرقانی جلد سوم)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا:

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نام ہند بنت ابی امیہ ہے والدہ کا نام عاتکہ بنت عامر ہے پہلا نکاح حضرت عبداللہ بن عبدالاسد سے ہوا جو حضرت ابو سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام سے مشہور ہیں۔ حضرت اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بطن پاک سے حضرت ابو سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چار بچے حضرت زینب، حضرت سلمہ، حضرت عمرو اور حضرت درہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم پیدا ہوئے۔

حضرت ابو سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ غزوہ احد میں زخمی ہو گئے تھے ایک ماہ بعد زخم ٹھیک ہو گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ایک سریہ میں بھیج دیا جب وہاں سے ایک ماہ کے بعد واپس آئے تو زخم پھر ہرا ہو گیا اور 8 جمادی الآخر 4ھ کو وفات پا گئے۔ حضرت ابو سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرداً فرداً اپنا پیام بھیجا مگر حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے قبول نہ فرمایا مگر جب نکاح کا پیام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے آیا تو رضامندی کا اظہار فرمایا مگر ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ میری عمر زیادہ ہے اور پھر میرے ساتھ یتیم بچے ہیں اور میں بہت غیرت والی عورت ہوں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے جواب میں یہ فرمایا کہ میری عمر تمہاری عمر سے زیادہ ہے اور تمہارے یتیم بچوں کی پرورش اللہ اور اس کے رسول کے ذمہ ہے اور تم نے جو یہ کہا ہے کہ میں بہت غیرت والی عورت ہوں تو میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ تم سے اس بات کو دور فرمائے۔ اس کے بعد حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح ہو گیا نکاح کے وقت ان کی عمر 29 سال تھی۔

(سیرت ابن ہشام، زرقانی جلد سوم، مدارج النبوۃ جلد دوم)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے انتقال کے بارے میں مؤرخین کا کہنا ہے 53ھ میں ہوا۔ بعض کا کہنا ہے 59ھ میں ہوا۔ ایک قول کے مطابق 3 ربیع الآخر 61ھ میں 84 سال کی عمر میں ہوا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی بعض کا کہنا ہے کہ حضرت سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پڑھائی۔ بعض روایات میں آیا

Marfat.com

ہے کہ آپ کا انتقال 62ھ میں ہوا جبکہ بعض کا کہنا ہے 63ھ کے بعد انتقال ہوا۔ (زرقانی جلد سوم، مدارج النبوۃ جلد دوم، تاریخ الخلفاء)

حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا:

حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی حضرت امیمہ بنت عبدالمطلب کی صاحبزادی تھیں۔ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آزاد کردہ غلام حضرت زید بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کرا دیا تھا یہ نکاح نبھ نہ سکا اور حضرت زید بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو طلاق دے دی۔ جب طلاق کی عدت پوری ہوگئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خیال سے کہ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے میرے ہی کہنے پر آزاد کردہ غلام سے نکاح کرلیا تھا اس لیے ان کی دل جوئی کی خاطر ان سے خود نکاح کرنا چاہا۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ تم زینب (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے پاس جاؤ اور انہیں میری طرف سے نکاح کا پیام دو۔

حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جواب میں عرض کیا کہ میں اس وقت تک کچھ نہیں کہہ سکتی جب تک کہ اللہ تعالیٰ کا حکم نہ ہو اور پھر انہوں نے دو رکعت نماز نفل پڑھ کر سجدہ ریز ہو کر دعا مانگی۔ اے اللہ! تیرے رسول مجھ سے نکاح کرنا چاہتے ہیں اگر میں اس قابل ہوں تو میرا نکاح ان سے فرما دے۔ اسی اثناء میں اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی:

ترجمہ: ''جب زید کی غرض اس سے نکل گئی تو ہم نے وہ آپ کے نکاح میں دے دی تاکہ مسلمانوں پر منہ بولے بیٹوں کی بیویوں کے (نکاح کے) بارے میں کچھ تنگی نہ رہے۔''

(سورۂ احزاب آیت 37)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چونکہ حضرت زید بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اظہارِ نبوت سے قبل آزاد کر کے ان کو اپنا منہ بولا بیٹا بنالیا تھا اور عہد جاہلیت میں لوگ اس شخص کی بیوی کو جس کو اپنا بیٹا بنالیا ہو حرام جانتے تھے اور اس منہ بولے بیٹے کو سگے بیٹے کی طرح سمجھتے تھے اور اس کی بیوی کو حقیقی بہو کی طرح سمجھتے تھے جو کہ سسر پر حلال نہیں رہتی۔ چنانچہ جب قرآن حکیم کی مندرجہ بالا آیت مبارکہ نازل ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کون ہے جو زینب (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کو جا کر یہ خوشخبری سنائے کہ اللہ تعالیٰ نے میرا ان کے ساتھ نکاح کر دیا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خادمہ حضرت سلمیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھاگتی ہوئی گئیں اور ان کو یہ خوشخبری سنائی حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو زیورات اس وقت پہنے رکھے تھے وہ اتار کر انہیں خوشی سے دے دیئے اس کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور دو ماہ تک روزے رکھنے کی نذر مانی۔

Marfat.com

اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم اچانک حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس تشریف لے گئے۔ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! بغیر خطبہ اور بغیر گواہ کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نکاح پڑھانے والا ہے اور جبرائیل علیہ السلام اور دوسرے فرشتے گواہ ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعوت ولیمہ کا اہتمام فرمایا جس میں تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو شرکت کی دعوت دی اور نان و گوشت کھلایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مہر میں چار سو درہم دیئے۔ اس نکاح پر دشمنوں نے اعتراض کرتے ہوئے کہا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے بیٹوں کی بیویوں سے نکاح کرنا حرام کر دیا لیکن خود اپنے بیٹے کی بیوی سے نکاح کر لیتا ہے۔ اس پر قرآن حکیم کی یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی۔

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ۔

(سورہ احزاب)

"محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں مگر اللہ کے پیغمبر اور خاتم النبیین ہیں۔"

حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ انہوں نے اپنے نکاح پر فخر کرتے ہوئے فرمایا کہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری ازواج مطہرات سے فضیلت کے لحاظ سے منفرد ہوں کہ ان کے نکاح کرنے والے ان کے رشتہ دار تھے جبکہ میرا نکاح اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کرایا اور میرے ہی نکاح کے بارے میں قرآن حکیم (کی آیات مبارکہ) نازل ہوا جسے مسلمان (تا قیامت) پڑھتے رہیں گے۔ (زرقانی علی المواہب جلد سوم، مدارج النبوۃ جلد دوم)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات میں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال مبارک کے بعد سب سے پہلے حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال ہوا۔ 20ھ یا 21ھ میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں 53 سال کی عمر میں وفات پائی نماز جنازہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پڑھائی اور جنت البقیع میں دفن کی گئیں۔ (مدارج النبوۃ جلد دوم، تاریخ الخلفاء)

حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا:

حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا پہلا نام برہ تھا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نکاح کے بعد ان کا نام تبدیل کر کے جویریہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) رکھ دیا تھا۔ حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضری سے پہلے میں نے اپنے قبیلہ میں ایک خواب دیکھا تھا کہ گویا مدینہ منورہ کی طرف سے چاند چلتا ہوا آ رہا ہے یہاں تک کہ وہ میری آغوش میں اتر آیا میں نے اس خواب کا ذکر کسی سے نہ کیا مگر جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے نکاح فرمایا تو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے میرے خواب کی تعبیر پوری ہو گئی۔ (زرقانی جلد سوم)

Marfat.com

حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح کا واقعہ اس سے قبل ہجرت کے پانچویں برس کے واقعات میں بیان کیا جاچکا ہے حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قبیلہ بنی مصطلق کے سردار حارث ابن ابی ضرار کی بیٹی تھیں اور غزوہ مریسیع میں اپنے قبیلے کے دیگر افراد کے ہمراہ مسلمانوں کے ہاتھ قیدی بن گئی تھیں ان کے خاوند مسافع بن صفوان غزوہ مریسیع میں مارا گیا تھا۔

حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح کے بارے میں ابن ہشام نے لکھا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ مریسیع سے واپس تشریف لائے تو حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہمراہ تھیں جب مدینہ منورہ پہنچے تو حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے والد حارث بن ابی فرار بہت سا مال و اسباب اونٹوں پر لاد کر حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی رہائی کے لیے مدینہ طیبہ کی طرف روانہ ہوئے راستے میں انہوں نے مقام عقیق میں اپنے اونٹ چرنے کے لیے چھوڑ دیئے ان میں سے دو اونٹ ان کو بہت پسند تھے ان کے دل میں لالچ پیدا ہوا اور انہوں نے ان کو کسی گھاٹی میں چھپا دیا پھر جب مدینہ منورہ پہنچ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو عرض کی اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ میری بیٹی کو قید کر لائے ہیں اس کا فدیہ مجھ سے لے لیں اور اسے میرے ساتھ کر دیں پھر جو مال اور اونٹ وغیرہ فدیہ دینے کے لیے لائے تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں پیش کر دیئے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حارث! وہ اونٹ کہاں ہیں جن کو تم عقیق کی گھاٹیوں میں چھپا آئے ہو؟ حارث بن ابی ضرار یہ بات سن کر حیران رہ گئے اور بے اختیار بول اٹھے۔

"میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم رسول ہیں آپ پر اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہو۔ اللہ کی قسم! اس پر سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کوئی مطلع نہیں ہوسکتا تھا۔"

حارث بن ابی ضرار مسلمان ہو گئے ان کے دو بیٹوں اور قوم کے کچھ افراد نے بھی ان کے ساتھ ہی اسلام قبول کر لیا پھر آدمی بھیج کر وہ اونٹ واپس منگوا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں پیش کیے جو عقیق کی گھاٹی میں چھوڑ آئے تھے حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پہلے ہی اسلام قبول کر چکی تھیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حارث بن ابی ضرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نکاح کا پیام دیا اور انہوں نے اپنی بیٹی حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چار سو درہم حق مہر کے بدلے کر دیا۔ (سیرت ابن ہشام)

ام المومنین حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور حکومت میں 50ھ کو 65 برس کی عمر میں ہوئی نماز جنازہ گورنر مدینہ مروان بن الحکم نے پڑھائی اور جنت البقیع میں دفن کی گئیں۔ (زرقانی جلد سوم، مدارج النبوۃ جلد دوم، تاریخ الخلفاء)

Marfat.com

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا:

آپ حضرت ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صاحبزادی ہیں پہلا نکاح عبیداللہ بن جحش کے ساتھ ہوا تھا انہوں نے اپنے خاوند کے ساتھ حبشہ کی طرف ہجرت ثانیہ کی اللہ تعالیٰ نے انہیں ایک بیٹی عطا فرمائی جس کا نام حبیبہ رکھا گیا۔ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا اصلی نام رملہ تھا جبکہ اپنی کنیت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مشہور ہیں۔ عبیداللہ بن جحش نے حبشہ پہنچ کر عیسائی مذہب اختیار کرلیا اور اسلام سے مرتد ہوگیا۔ شراب نوشی اور غلط کاموں کو کرنا شروع کردیا اور اسی حالت میں فوت ہوگیا۔ جبکہ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا دین اسلام پر ثابت قدم رہیں۔

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے ایک خواب دیکھا کہ ایک شخص مجھ سے کہہ رہا ہے اے ام المومنین بیدار ہونے کے بعد میں نے اپنے خواب کی تعبیر یہ سمجھی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اپنے نکاح میں قبول فرمائیں گے چنانچہ اسی طرح ہی ہوا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حبشہ کے بادشاہ نجاشی کے پاس بھیجا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو پیام دیں۔ اس پر نجاشی نے یہ پیام اپنی باندی ابرہہ کے ذریعہ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو پہنچایا اور ساتھ ہی یہ بھی کہلوا بھیجا کہ اگر وہ رضامند ہیں تو اپنی طرف سے کسی وکیل کا تعین بھی کردیں تا کہ نکاح کی رسم ادا ہو جائے۔ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا یہ پیام سن کر اس قدر خوش ہوئیں کہ اپنے کچھ زیورات اس باندی کو انعام کے طور پر دے دیئے۔

اس کے بعد حضرت اُم حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنی طرف سے اپنے ماموں زاد بھائی حضرت خالد بن سعید بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وکیل نامزد کیا۔ شاہ حبشہ نجاشی نے نکاح کی تقریب منعقد کی حبشہ میں موجود مسلمان اس تقریب میں شریک تھے۔ نکاح کے وقت حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عمر مبارک 35 سال تھی۔ نجاشی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے حق مہر کی رقم ادا کی اور تمام حاضرین مجلس کو کھانا کھلا کر اچھے طریقے سے رخصت کیا۔

نکاح کے بعد حضرت شرجیل بن حسنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نگرانی میں نجاشی نے حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کو مدینہ منورہ روانہ کردیا نجاشی نے دیگر تمام مہاجرین حبشہ کو بھی دو کشتیوں میں سوار کر کے مدینہ طیبہ بھیجا۔ (ابوداؤد، نسائی، زرقانی جلد سوم، مدارج النبوۃ جلد دوم)

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا 44ھ میں وفات پا گئیں انتقال کے وقت عمر مبارک 73 سال تھی جنت البقیع میں دفن کی گئیں۔ (زرقانی جلد سوم، مدارج النبوۃ جلد دوم)

حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا:

آپ یہودیوں کے قبیلہ بنونضیر کے مشہور سردار حیی بن اخطب کی صاحبزادی ہیں پہلی شادی سلام بن مشکم قرظی سے ہوئی تھی اس نے طلاق دے دی تو پھر کنانہ بن ابی الحقیق سے نکاح ہوا۔ خیبر کی جنگ میں کنانہ مارا گیا غزوہ

Marfat.com

خیبر میں یہودیوں کے دیگر نامور افراد بھی مارے گئے تھے ان میں حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے والد اور بھائی بھی شامل تھے بہت سے لوگ جنگی قیدی بنا لیے گئے ان قیدیوں میں حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی تھیں جن کا اصلی نام زینب تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد میں ان کا نام تبدیل کر کے صفیہ رکھ دیا تھا۔

حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کی کہ مجھے ایک باندی کی ضرورت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان قیدیوں میں سے تم اپنی پسند سے کوئی لونڈی لے لو چنانچہ انہوں نے حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو لے لیا۔ اس پر بعض صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت ہارون علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں اور ایک سردار کی بیٹی ہیں اس لیے اگر آپ انہیں اپنے نکاح میں لے لیں تو بہت سے لوگوں کی دلداری ہوگی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کو قبول فرمالیا اور حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ کو ان کے بدلے میں دوسری لونڈی عطا فرمادی۔

اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اس بات کا اختیار دیا کہ اگر وہ چاہیں تو انہیں آزاد کر کے واپس ان کے قبیلہ میں بھیج دیا جائے یا اگر وہ اسلام قبول کر لیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح کر لیں تو ام المومنین کا رتبہ حاصل کر لیں۔ حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ نہا نے عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! میں نے اسلام قبول کیا اور آپ کو اللہ تعالیٰ کا رسول مانا مجھے یہودی مذہب سے کوئی دلچسپی نہیں نہ اب میرا وہاں کوئی عزیز رشتہ دار موجود ہے آپ مجھے کفر و اسلام میں سے کسی ایک پر رہنے کا اختیار دیں تو مجھے کسی طرح بھی اللہ اور اس کے رسول کو چھوڑ کر آزاد ہونا اور واپس اپنی قوم میں جانا گوارا نہیں ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی یہ باتیں اچھی معلوم ہوئیں اور ان کو آزاد فرما کر اپنے نکاح میں قبول فرمالیا۔

(سیرت ابن ہشام، مدارج النبوۃ جلد دوم)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دیگر اہل بیت اطہار کی طرح اپنی اس زوجہ مطہرہ سے بھی بہت زیادہ محبت فرمایا کرتے تھے جس پر دیگر ازواج مطہرات کو غیرت آجایا کرتی تھی چنانچہ مروی ہے کہ ایک روز حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی باری کے دن ان کے پاس تشریف لائے دیکھا کہ آپ گریہ فرما رہی ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رونے کا سبب دریافت فرمایا تو عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا میرے پاس آ کر مجھے تکلیف پہنچاتی ہیں اور یہ کہتی ہیں کہ ہم صفیہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) سے بہتر ہیں کیونکہ ہمیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب مبارک کا شرف حاصل ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے صفیہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) تم نے یہ کیوں نہ کہا کہ تم کس طرح مجھ سے بہتر ہو حالانکہ میرے باپ حضرت ہارون علیہ السلام ہیں اور میرے چچا حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں اور میرے شوہر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ (ترمذی شریف، زرقانی جلد سوم)

Marfat.com

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں ہمراہ تھے کہ راستے میں حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا اونٹ تھک کر چلنے سے رہ گیا۔ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس ایک اضافی اونٹ تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ صفیہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کا اونٹ تھک گیا ہے اسے اونٹ دے دو تا کہ وہ منزل تک پہنچ جائیں حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اس یہودیہ کو کوئی چیز نہ دوں گی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر غصہ فرمایا اور دو یا تین ماہ تک ان سے ترک تعلق رکھا اور اتنے عرصہ تک ان کے پاس نہیں گئے۔ (مدارج النبوۃ جلد دوم)

ام المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ایک قول کے مطابق 50 ھ میں ساٹھ برس کی عمر میں ہوا جبکہ ایک روایت کے مطابق 52 ھ میں ہوا۔ بعض کا کہنا ہے کہ 55 ھ میں ہوا جنت البقیع میں دفن کی گئیں۔ (زرقانی جلد سوم، مدارج النبوۃ جلد دوم)

حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا:

حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا پہلا نام برہ تھا۔ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تبدیل کر کے میمونہ رکھ دیا۔ ان کا پہلا نکاح مسعود بن عمر ثقفی سے ہوا پھر ان سے علیحدگی ہوگئی اور ابورہم بن عبدالعزیٰ کے نکاح میں آگئیں ابورہم کے انتقال کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آئیں۔

حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ایک بہن ام الفضل رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں جن کا نکاح حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ہوا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو نکاح کا پیام دیا تو انہوں نے اپنا معاملہ اپنی بہن حضرت ام الفضل رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سپرد کر دیا اور انہوں نے اپنی بہن کا معاملہ اپنے خاوند حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد کر دیا چنانچہ موقع سرف میں جو مکہ مکرمہ سے تقریباً تین کلومیٹر کے فاصلہ پر ایک مقام ہے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کرادا اور حق مہر چار سو درہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ادا کیا۔

حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا انتقال 51 ھ میں موضع سرف میں ہوا۔ بعض کا کہنا ہے کہ 61 ھ میں ہوا۔ ایک قول کے مطابق 63 ھ میں ہوا۔ نماز جنازہ ان کے بھانجے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پڑھائی اور دیگر بھانجوں نے ان کو قبر میں اتارا۔

(سیرت ابن ہشام، زرقانی جلد سوم، مدارج النبوۃ جلد دوم)

Marfat.com

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی باندیاں

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی چار باندیاں ایسی تھیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زیر تصرف تھیں جن کا ذیل میں مختصر تذکرہ کیا جاتا ہے۔

حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا:

حضرت ماریہ قبطیہ بنت شمعون رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو مقوقس قبطی حاکم مصر والی اسکندریہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں تحائف کے ساتھ بطور ہدیہ 7ھ میں بھیجا تھا۔ مقوقس نے تحائف اور ہدیے حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی معیت میں بھیجا تھا۔ حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو اسلام قبول کرنے کی دعوت دی چنانچہ انہوں نے اسلام قبول کرلیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مقوقس کے بھیجے ہوئے تحائف کو قبول فرمایا اور حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ایمان لانے کے بعد اپنے لیے خاص فرمایا اور ملک یمین کے طور پر ان سے تصرف فرمایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مدینہ منورہ سے نجد کی طرف جانے والی ایک بستی میں اونچے مقام پر ٹھہرایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم مختلف اوقات میں ان کے پاس تشریف لے جایا کرتے تھے۔

حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن پاک سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت ہوئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم ان کی بہت قدر کیا کرتے تھے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے دور خلافت میں ان کی تمام ضروریات زندگی پوری فرمایا کرتے تھے ان کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کے لیے باقاعدہ طور پر وظیفہ مقرر فرمایا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں ہی 15ھ یا 16ھ میں حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا انتقال فرما گئیں نماز جنازہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پڑھائی اور جنت البقیع میں دفن کی گئیں۔

(زرقانی جلد سوم، مدارج النبوۃ جلد دوم)

حضرت ریحانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا:

حضرت ریحانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے والد کا نام شمعون بن زید تھا بعض کا کہنا ہے کہ زید بن عمرو بن خنافہ بن شمعون بن زید تھا۔ یہودیوں کے قبیلہ بنو قریظہ سے تعلق رکھتی تھیں ان کا پہلا نکاح ایک شخص حکم سے ہوا پھر جب مسلمانوں نے بنو قریظہ پر غلبہ حاصل کیا اور مال غنیمت کے علاوہ اس قبیلے کے بہت سے قیدی بھی مسلمانوں کے ہاتھ آئے ان قیدیوں میں حضرت ریحانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر میں ٹھہرایا گیا۔

Marfat.com

پھر جب مال غنیمت اور جنگی قیدیوں کے بارے میں فیصلہ ہوگیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ام المنذر رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر تشریف لائے اور حضرت ریحانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اسلام قبول کرنے کی دعوت دی ایک روایت میں آتا ہے کہ حضرت ریحانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مال غنیمت کی تقسیم کے نتیجہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حصہ میں آئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اختیار دیا کہ اگر وہ چاہیں تو مسلمان ہو جائیں اور اگر چاہیں تو اپنے مذہب پر قائم رہیں۔ حضرت ریحانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دعوت اسلام قبول نہ کی۔ چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس بات کے خواہاں تھے کہ حضرت ریحانہ اسلام قبول کرلیں اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس جواب سے بہت کوفت ہوئی اور پھر دوبارہ ان سے فرمایا اگر تم اسلام قبول کرلو تو میں تمہیں اپنے پاس رکھوں گا۔

حضرت ریحانہ نے انکار کر دیا اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو مجبور نہ کیا مگر ان سے خفا ہو گئے ایک روز آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مجلس میں تشریف فرما تھے کہ ایک صحابی حضرت ثعلبہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے خدمت اقدس میں حاضر ہو کر حضرت ریحانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قبول اسلام کی خوشخبری سنائی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بطور ملک یمین اپنے پاس رکھا اور ان سے نکاح نہ فرمایا:

ایک روایت میں آتا ہے کہ حضرت ریحانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے خود درخواست کی تھی کہ آپ مجھے لونڈی ہی بنا کر رکھیں۔

حضرت ریحانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا انتقال حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حجۃ الوداع سے واپسی کے بعد 10ھ میں ہوا اور جنت البقیع میں دفن کی گئیں۔ (زرقانی جلد سوم، مدارج النبوۃ جلد دوم)

دیگر باندیاں:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک باندی کا نام حضرت نفیسہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی جو کہ پہلے حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی مملوکہ لونڈی تھیں اور انہوں نے ان کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ہبہ کے طور پر نذر کیا تھا۔ ان کے تفصیلی حالات کتب سیر میں نہیں ہیں۔ ان کے علاوہ ایک اور باندی تھیں جو کسی غزوہ میں گرفتار ہو کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حصہ میں آئی تھیں ان کے حالات کے بارے میں بھی کتب سیر خاموش ہیں بعض کا کہنا ہے کہ ان کا نام حضرت جمیلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھا جبکہ بعض کہتے ہیں کہ ان کا نام معلوم نہیں۔ (زرقانی جلد سوم، مدارج النبوۃ جلد دوم)

اولاد پاک اطہار

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد پاک اطہار کی تعداد کے بارے میں مورخین میں اختلاف پایا جاتا ہے چار صاحبزادیوں حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور

Marfat.com

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا دو صاحبزادوں حضرت قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر تو سب کا اتفاق ہے مگر بعض کا کہنا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صاحبزادے حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ بھی تھے جن کا لقب طیب و طاہر ہے۔ بعض مؤرخین کے مطابق صاحبزادگان کی تعداد تین سے بھی زیادہ تھی۔ تعداد کے اختلاف سے قطع نظر ذیل میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تین صاحبزادوں اور چار صاحبزادیوں کا ذکر اختصار کے ساتھ کیا جاتا ہے۔

حضرت قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نکاح کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد پاک اطہار میں سب سے پہلے جن کی ولادت باسعادت ہوئی وہ حضرت قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جو کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن پاک سے قبل از اظہار نبوت پیدا ہوئے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کنیت ابوالقاسم انہی کے انتساب سے ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کنیت کو پسند فرماتے تھے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پکارتے تو ابوالقاسم ہی کہتے۔

ایک روز آپ صلی اللہ علیہ وسلم بازار میں تشریف لے جا رہے تھے کہ کسی شخص نے پیچھے سے یا ابوالقاسم کہہ کر آواز دی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو اس نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اسی نام کے فلاں شخص کو پکار رہا ہوں۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمادیا کہ کوئی یہ کنیت نہ رکھے۔ حضرت قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ دو برس کی عمر میں مکہ مکرمہ میں وفات پاگئے ایک قول کے مطابق سترہ ماہ کی عمر میں وفات پائی جبکہ بعض کا کہنا ہے کہ پاؤں چلنے کی عمر تک حیات رہے۔

(زرقانی جلد سوم، مدارج النبوۃ جلد دوم)

حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت اعلان نبوت سے قبل مکہ مکرمہ میں ہوئی ان کا لقب طیب طاہر ہے اور بچپن میں ہی مکہ مکرمہ میں انتقال کر گئے۔ ان سے قبل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے حضرت قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی انتقال فرما چکے تھے چنانچہ جب حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کی خبر عاص بن وائل سہمی کو ملی تو اس نے کہا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بیٹے ہوگئے ہیں ان کے پیچھے ان کی اولاد نرینہ نہیں ان کے انتقال کرتے ہی ان کا نام بھی دنیا سے مٹ جائے گا اور وہ ابتر (بے نسل) رہ جائیں گے۔

اس پر اللہ تعالیٰ نے سورۂ کوثر نازل فرمائی مسند احمد میں ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر کچھ غنودگی طاری ہوئی پھر یکا یک سر مبارک اٹھا کر مسکرائے پھر یا تو خود آپ نے فرمایا یا لوگوں کے اس سوال پر کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کس لیے مسکرائے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھ پر اس وقت ایک سورۃ اتری پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کر اس سورۃ (کوثر) کی تلاوت فرمائی اور ارشاد فرمایا: جانتے ہو کوثر کیا ہے؟ لوگوں نے کہا: اللہ اور اس کا رسول ہی خوب جانتا ہے۔ ارشاد فرمایا: وہ ایک جنتی نہر ہے جس پر بہت بھلائی ہے جو میرے پروردگار نے مجھے عطا فرمائی ہے جس پر میری امت قیامت کے روز آئے گی اس کے برتن آسمان کے ستاروں کی گنتی کے برابر ہیں۔

(تفسیر ابن کثیر، زرقانی جلد سوم، مدارج النبوۃ جلد دوم)

سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا:

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیوں میں سب سے بڑی صاحبزادی سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھیں بعثت سے دس برس پہلے جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک تیس برس تھی حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن پاک سے پیدا ہوئیں۔ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شادی اعلان نبوت سے قبل ابوالعاص بن ربیع سے ہوئی جو کہ ان کی خالہ حضرت ہالہ بنت خویلد رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے فرزند تھے حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اسلام قبول کیا جبکہ ابوالعاص نے اس وقت تک اسلام قبول نہیں کیا تھا۔ کفار مکہ نے ابوالعاص کو کہا کہ وہ سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو طلاق دے دیں تو تمہاری شادی سعید بن العاص کی بیٹی سے کر دی جائے گی مگر ابوالعاص نے طلاق نہ دی۔

رمضان المبارک 2ھ میں غزوہ بدر میں ابوالعاص نے مشرکین مکہ کے ساتھ شامل ہو کر مسلمانوں سے جنگ کی اور گرفتار کر لیے گئے حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے خاوند کی رہائی کے لیے فدیہ میں وہ ہار بھیجا جو ان کے گلے میں رہتا تھا جسے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے نکاح کے وقت حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دیا تھا۔ یہ ہار حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو واپس بھیج دیا گیا مگر ساتھ ہی ان کے خاوند ابوالعاص کو بھی رہا کر دیا گیا اور ان سے وعدہ لیا گیا کہ وہ مکہ مکرمہ پہنچ کر سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو مدینہ طیبہ بھیج دیں گے چنانچہ انہوں نے رہائی پانے کے بعد وعدہ کے مطابق سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو مدینہ منورہ بھیج دیا۔

اس کے بعد حضرت ابوالعاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اسلام قبول کر لیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے ہی نکاح کو بحال رکھتے ہوئے سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ان کے سپرد فرما دیا بعض کا کہنا ہے کہ نکاح کی تجدید فرمائی۔ 8ھ میں سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا انتقال ہوا تو حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت ام سلمہ ضری اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور ام عطیہ انصاریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان کو غسل دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی پیاری صاحبزادی کے کفن کے لیے اپنا تہبند دیا اور نماز جنازہ پڑھانے کے بعد خود ان کو قبر میں اتارا۔

سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ایک بیٹی سیدہ امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھیں جن سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو

Marfat.com

بڑی محبت تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم شفقت کا اس قدر اظہار فرمایا کرتے تھے کہ نماز کی حالت میں ان کو اپنے دوش مبارک پر بٹھا لیا کرتے اور جب رکوع میں جاتے تو ان کو زمین پر اتار دیتے سجدے سے سر مبارک اٹھا کر قیام فرماتے تو پھر اٹھا کر دوش مبارک پر بٹھا لیتے تھے۔ سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ایک بیٹا بھی تھا جن کا نام علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھا ان کا انتقال سن بلوغ کے نزدیک پہنچ کر ہوا تھا۔ (زرقانی جلد سوم، مدارج النبوۃ جلد دوم)

سیدہ رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا:

سیدہ رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ولادت باسعادت اعلان نبوت سے سات سال قبل حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن پاک سے مکہ مکرمہ میں ہوئی۔ اعلان نبوت سے قبل حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح ابولہب کے بیٹے عتبہ سے ہوا مگر ابھی رخصتی نہیں ہوئی تھی کہ ابولہب کے کہنے پر عتبہ نے سیدہ رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو طلاق دے دی۔ اس کے بعد مکہ مکرمہ میں سیدہ رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نکاح میں آئیں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کے ساتھ دو ہجرتیں فرمائیں ایک حبشہ کی طرف اور دوسری حبشہ سے مکہ آ کر مدینہ منورہ کی طرف۔

کہا جاتا ہے کہ ایک مدت تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کا حال معلوم نہ ہوا ایک عورت نے آ کر اطلاع دی کہ میں نے دونوں کو دیکھا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت لوط علیہ السلام کے بعد یہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی طرف ہجرت کی۔

سیدہ رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مدینہ طیبہ میں بیمار ہو گئیں یہ غزوہ بدر کا زمانہ تھا یہی وجہ تھی کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کی تیمارداری کی وجہ سے جہاد میں شریک نہ ہو سکے تھے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو خاص اجازت مرحمت فرمائی تھی وہ حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی تیمارداری کریں سیدہ رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا انتقال ہجرت مدینہ کے ایک سال دس ماہ اور بیس دن بعد ہوا اس وقت ان کی عمر مبارک بیس برس تھی ان دنوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ بدر میں شرکت کی غرض سے تشریف لے گئے ہوئے تھے اس لیے نماز جنازہ میں شرکت نہ کر سکے۔

سیدہ رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن پاک سے ایک بیٹے کی ولادت ہوئی تھی جن کا نام عبداللہ تھا جن کا انتقال چھ سال کی عمر میں 4ھ کو ہوا کہا جاتا ہے کہ یہ بچہ کھیل رہا تھا کہ ایک مرغ نے آنکھ میں چونچ ماری جس کی وجہ سے زخم ہو گیا جو رفتہ رفتہ بڑھتا گیا اور بالآخر عبداللہ انتقال کر گئے۔

(زرقانی جلد سوم، مدارج النبوۃ جلد دوم)

سیدہ ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا:

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ صاحبزادی اپنی کنیت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مشہور ہیں ان کا نکاح اعلان نبوت سے قبل ابولہب کے بیٹے عتیبہ سے ہوا تھا۔ مگر رخصتی نہیں ہوئی تھی ابولہب کے کہنے پر اس کا بیٹا عتیبہ

Marfat.com

حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو طلاق دینے کے ارادہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور گستاخی و بے ادبی کرتے ہوئے کہنے لگا۔ نہ تو آپ کا دین پیارا ہے اور نہ ہی مجھے آپ پیارے ہیں اس نے بدزبانی کرتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قمیض مبارک پر ہاتھ ڈالا اور چاک کر دیا اور کہا کہ میں نے آپ کی بیٹی کو طلاق دے دی ہے۔

عتیبہ کی اس زیادتی اور گستاخی پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم بہت رنجیدہ ہوئے اور طبیعت عالیہ پر غم کی کیفیت طاری ہوگئی زبان اطہر سے ارشاد فرمایا: یا اللہ! اپنے کتوں میں سے کسی کتے کو اس پر مسلط فرما۔ مروی ہے کہ جناب ابو طالب اس وقت وہاں پر موجود تھے انہوں نے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان اطہر سے یہ الفاظ سنے تو عتیبہ سے کہا۔ میں نہیں جانتا کہ اب تجھے کوئی چیز محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی دعا کے تیر سے کیسے بچا سکے گی۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا جلد ہی پوری ہوگئی ابولہب اور عتیبہ دونوں تجارت کی غرض سے ایک قافلہ کے ساتھ ملک شام گئے اور مقام ''زرقاء'' میں رات کے وقت پڑاؤ ڈالا۔ ایک راہب نے ان کو بتایا کہ اس جگہ پر درندوں کی بہت کثرت ہے اس لیے آپ لوگ ہوشیار ہو کر سوئیں۔

ابولہب کے دل میں کھٹکا پیدا ہوا اسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا یاد تھی اس نے قافلہ والوں سے کہا کہ تم لوگ آج کی رات ہماری مدد کرو کیونکہ مجھے خطرہ ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی دعا آج کی رات میرے بیٹے کے حق میں اثر کرے گی ابولہب کے کہنے پر تمام قافلہ والوں نے اپنا سامان اکٹھا کر کے اوپر عتیبہ کے لیے سونے کی جگہ بنائی اور اس کے چاروں گھیرا ڈال کر قافلے والے بیٹھ گئے اللہ تعالیٰ نے ان سب پر نیند طاری کر دی اچانک ایک شیر آیا اور اس نے ایک ایک کے منہ کو سونگھتے ہوئے یکدم سامان کے اوپر چھلانگ لگائی اور عتیبہ کو چیر پھاڑ کر رکھ دیا۔

غزوۂ بدر کے سال جب حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا انتقال ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے تیسرے سال حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرما دیا:

شعبان 9ھ میں حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا انتقال ہوگیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز جنازہ پڑھائی اور حضرت علی، حضرت فضل بن عباس اور حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے قبر میں اتارا۔ ان کو جنت البقیع میں دفن کیا گیا۔ (زرقانی جلد سوم، مدارج النبوۃ۔ جلد دوم)

سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا:

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن پاک سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے چھوٹی صاحبزادی سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ولادت باسعادت ہوئی لقب زاہرہ، بتول، طاہرہ، زاکیہ، مرضیہ اور راضیہ ہے ابن جوزی نے لکھا ہے کہ ان کی ولادت بعثت نبوی سے پانچ سال قبل جبکہ خانہ کعبہ کی تعمیر نو ہو رہی تھی ہوئی۔ بعض روایات کے مطابق نبوت سے تقریباً ایک سال پہلے ہوئی۔

رمضان المبارک 2ھ میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غزوہ بدر سے واپس آ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے

Marfat.com

نکاح کی درخواست کی اور چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کر دیا نکاح کے وقت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عمر مبارک پندرہ سال ساڑھے پانچ ماہ تھی اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر مبارک اکیس سال پانچ ماہ تھی۔

حضور صلی اللہ علیہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بہت محبت فرمایا کرتے تھے ایک حدیث پاک میں آتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) میرا جگر گوشہ ہے جس نے انہیں تکلیف دی اس نے مجھے تکلیف دی اور جس نے ان سے بغض رکھا بلا شبہ اس نے مجھ سے بغض رکھا۔ پھر ارشاد فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے غصہ سے غضب فرماتا ہے اور ان کی رضا سے خوش ہوتا ہے۔

اسی طرح محبت اور پیار کا مظاہرہ اس وقت دیکھنے میں آتا ہے کہ جب حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لاتیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کے کھڑے ہو جاتے اور ان کا ہاتھ مبارک تھام لیتے اور ان کی پیشانی کو بوسہ دیتے اور ان کو اپنی جگہ پر بٹھاتے تھے اسی طرح جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس تشریف لے جاتے تو آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دست مبارک تھام کر اپنی جگہ پر بٹھاتی تھیں۔

سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے فضائل ومناقب بے شمار ہیں ان کا انتقال منگل کی شب تین رمضان المبارک 11ھ میں ہوا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال مبارک کے چھ ماہ بعد انتقال فرمایا تھا نماز جنازہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پڑھائی ایک روایت میں آیا ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے پڑھائی رات کے وقت جنت البقیع میں دفن کی گئیں۔ (زرقانی جلد سوم، مدارج النبوۃ جلد دوم)

حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے آخری اولاد پاک حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت با سعادت حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن پاک سے ہوئی۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد یہ شرف حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حاصل ہوا کہ ان کے بطن پاک سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے کی پیدائش ہوئی۔ حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا باندی تھیں ان کا شمار ازواج مطہرات میں نہیں ہوتا تھا مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان سے ازواج مطہرات کی طرح ہی پردہ کراتے اور ان کے ساتھ ویسا ہی برتاؤ کرتے تھے۔ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قبطیوں سے حسن سلوک کیا کرو اس لیے کہ ان سے عہد اور نسب دونوں کا تعلق ہے نسب کا تعلق تو یہ ہے کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی والدہ (حضرت حاجرہ) اور میرے بیٹے ابراہیم کی والدہ دونوں اسی قوم سے ہیں اور عہد کا تعلق یہ ہے کہ ان سے معاہدہ ہو چکا ہے۔

جب حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام حضرت ابو رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیوی حضرت سلمٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دایہ کے طور پر خدمت انجام دی۔ مروی ہے کہ

Marfat.com

جب حضرت ابو رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بیٹے کی ولادت کی خوشخبری سنائی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خوش ہو کر انہیں ایک غلام مرحمت فرمایا ساتویں دن بیٹے کا عقیقہ فرمایا بالوں کے وزن کے برابر چاندی خیرات فرمائی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے نام پر بیٹے کا نام رکھا۔ بیٹے کو دودھ پلانے کی خواہش کا اظہار بہت سی انصاری خواتین نے کیا مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خدمت حضرت ام سیف رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سپرد فرمائی ان کے شوہر لوہار کا کام کرتے تھے ان کا مکان حوالی مدینہ منورہ میں تھا بھٹی چلنے کی وجہ سے گھر میں دھواں ہو جاتا تھا لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم باوجود نظافت طبع گوارا فرما لیتے اور بیٹے کی محبت میں وہاں تشریف لے جاتے اور حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گود میں اٹھا کر پیار فرمایا کرتے تھے۔

حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال سترہ یا اٹھارہ ماہ کی عمر میں حضرت ام سیف رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر میں ہوا مروی ہے کہ حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال دس محرم یا دس ربیع الاول 10 ھ کو ہوا۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اطلاع ملی کہ حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نزع کی حالت میں ہیں تو اس وقت حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی پاس بیٹھے ہوئے تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا اتھ پکڑا اور ان کو ساتھ لے کر روانہ ہوئے۔ جب حضرت ام سیف رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر پہنچے تو دیکھا کہ حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نزع کی حالت میں ہیں ان کو اپنی گود مبارک میں اٹھایا تو چشمان اطہر سے آنسو جاری ہو گئے اور فرمایا:

"اے ابراہیم! تیری جدائی کے سبب ہم غمگین ہیں میری آنکھیں روتی ہیں اور دل غمگین ہے لیکن ہم وہی بات کہتے ہیں جس سے ہمارا پروردگار راضی ہو جائے۔"

یہ دیکھ کر حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ بھی روتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عوف کے بیٹے! میرا رونا رحمت وشفقت کا اظہار ہے جو (میت کی) حالت دیکھنے سے بیدار ہوئی ہے اور میں نے جو ممانعت فرمائی ہے وہ اس آواز کی ہے جو مصیبت کے وقت نکلتی ہے اور میں منع کرتا ہوں منہ نوچنے، چہرہ پیٹنے کپڑے پھاڑنے اور بین کرنے سے لیکن آنکھوں سے پانی جاری ہونا رحم و شفقت کی وجہ سے ہے اور جو رحم وشفقت نہیں کرتا اس پر بھی رحم نہ ہوگا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نماز جنازہ خود پڑھائی۔ حضرت فضل بن عباس اور حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے قبر میں اتارا۔ اس کے بعد ان کی قبر مبارک پر پانی کا چھڑکاؤ بھی کیا گیا۔ حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جنت البقیع میں حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر کے متصل دفن کیا گیا۔ (طبقات ابن سعد، مدارج النبوۃ جلد دوم)

Marfat.com

متعلقین رسول

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا:

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچاؤں کی تعداد کے بارے میں حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ اپنی کتاب ''مدارج النبوۃ'' میں تحریر کرتے ہیں کہ مواہب لدنیہ میں ذخائر العقبیٰ فی مناقب ذوالقربیٰ سے نقل ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ چچا تھے جن کے نام یہ ہیں۔

(1) حارث (2) قثم (3) زبیر (4) ابولہب (5) ابوطالب (6) عبدالکعبہ (7) ضرار (8) غیداق (9) حجل (10) مقوم (11) عباس (12) حمزہ

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عمر میں تین سال بڑے تھے اور حضرت عبدالمطلب کے انتقال کے بعد چاہ زمزم کے متولی و نگران تھے انہوں نے اسلام قبول کر لیا تھا۔ عمر کے لحاظ سے حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے چھوٹے چچا ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے رضائی بھائی بھی ہیں انہوں نے بھی اسلام قبول کیا اور غزوہ احد میں شہید ہوئے۔

(زرقانی جلد سوم، مدارج النبوۃ جلد دوم)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھیاں:

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھیوں کی تعداد چھ ہے۔

(1) صفیہ (2) اروی (3) عاتکہ (4) ام حکیم (5) امیمہ (6) مرۃ

حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اسلام قبول کر لیا تھا۔ حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ محترمہ ہیں ہجرت کے شرف سے مشرف تھیں غزوہ خندق اور غزوہ احد میں بہادری کے جوہر دکھائے جس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم بہت خوش ہوئے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں 20ھ کو 73 سال کی عمر میں مدینہ طیبہ میں وصال فرمایا۔

عاتکہ کے بارے میں مروی ہے کہ آپ مشرف بہ اسلام ہوئی تھیں جبکہ بعض کا کہنا ہے کہ اسلام قبول نہیں کیا تھا۔

بعض روایات کے مطابق اروی نے اسلام قبول کر لیا تھا جبکہ بعض کا کہنا ہے کہ مسلمان نہیں ہوئی تھیں مرۃ کا نام برہ بھی تھا ان کے اسلام میں بھی اختلاف ہے۔

امیمہ ام المومنین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی والدہ ہیں۔ ان کے قبول اسلام کے بارے

Marfat.com

میں بھی مؤرخین میں اختلاف پایا جاتا ہے اسی طرح ام حکیم کے بارے میں بھی مؤرخین خاموش ہیں۔ (سیرت ابن ہشام، زرقانی جلد سوم)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خصوصی محافظین:

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اعلان نبوت فرمایا تو اس کے بعد مشرکین آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نقصان پہنچانے کی فکر میں رہتے تھے اور کوشش کرتے تھے کہ کسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جانی نقصان پہنچایا جائے۔ تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جانثار تھے مگر بعض خصوصی محافظین تھے جنہوں نے ہر لحظہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نگہبانی کی خدمت انجام دی اور اس معاملے میں ثابت قدمی دکھائی پھر جب آیت مبارکہ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ نازل ہوئی (یعنی اللہ تعالیٰ آپ کو لوگوں سے بچائے گا) تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ وہ مجھے میرے تمام دشمنوں سے بچائے گا اس لیے اب پہرہ دینے کی ضرورت نہیں ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خصوصی محافظین میں درج ذیل صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم شامل ہیں۔

(1) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(2) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(3) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(4) حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(5) حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(6) حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(7) حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(8) حضرت ذکوان بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(9) حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(10) حضرت عباد بن بشر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(11) حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(12) حضرت سعد بن معاذ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(13) حضرت ابوسفیان بن الحارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(14) حضرت ربیعہ بن الحارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(15) حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(916 حضرت عبداللہ بن زبیر بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خصوصی مؤذنین:

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خصوصی اور منتخب موذنین چار ہیں۔

1- حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ طیبہ میں۔

2- حضرت عبداللہ ابن کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کو بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ میں اذان دینے کی خدمت پر مقرر فرمایا صحیح بخاری شریف میں ہے کہ رمضان المبارک میں ان کی اذان سن کر لوگ کھانا پینا بند کر دیتے تھے گویا ان کی اذان کو سحری کے اختتام کا اعلان سمجھا جاتا تھا۔ یہ مسجد نبوی میں اذان دیا کرتے تھے۔

3- حضرت ابومحذورہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ یہ مکہ مکرمہ کی مسجد حرام میں اذان دینے کی خدمت پر مامور تھے۔ ان

Marfat.com

کا نام اوس بن مغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھا۔

4- حضرت سعد بن عائذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو مسجد قبا میں مؤذن مقرر فرمایا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد جب حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اذان دینی چھوڑ دی تو حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد نبوی میں اذان دینے کی خدمت پر مامور کردیئے گئے جہاں وہ ساری زندگی اذان دیتے رہے۔ (زرقانی جلد سوم، مدارج النبوۃ جلد دوم)

بارگاہ نبوی کے خصوصی شعراء:

بارگاہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خصوصی شعراء کرام کی تعداد تین ہے اس ضمن میں حافظ ابن عبدالبر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ مشرکین کی ہجو گوئی کی خدمت تین صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اپنے ذمہ لی یعنی حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے۔

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

حضرت حسان بن ثابت انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جب تک یہ میری طرف سے دشمنوں کی ہجو کرتے ہیں اس وقت تک اللہ تعالیٰ حضرت جبرائیل علیہ السلام سے ان کی تائید کراتا ہے۔ ایک روایت میں آتا ہے کہ حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول مشرکین پر تیر کے آنے اور اس کے چبھنے سے زیادہ سخت تر ہے۔

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے کلام میں مشرکین کے نسب پر اس طرح طعنہ زن ہوتے تھے کہ وہ سر پیٹ کر رہ جاتے تھے۔

حضرت کعب بن مالک انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

حضرت کعب بن مالک انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت قادر الکلام شاعر تھے ان کے اشعار سن کر کفار پر ہیبت طاری ہو جاتی تھی ان کا شمار اپنے زمانے کے مشہور شعراء میں ہوتا ہے یعنی آپ زمانہ جاہلیت میں بھی مشہور شاعر تھے اور زمانہ اسلام میں بھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت کعب بن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کلام اس قدر پسند تھا ایک مرتبہ خود ان کے گھر تشریف لے گئے اور تین مرتبہ فرمائش کر کے ان سے اشعار سماعت فرمائے۔

حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے اشعار میں کفار کو اس انداز سے لڑائی کی دھمکیاں دیتے تھے کہ وہ خوفزدہ ہو جاتے تھے ایک روایت میں آتا ہے کہ غزوہ خیبر کے بعد جب قبیلہ دوس نے ان کے یہ اشعار سنے تو سارے قبیلے والوں نے اسلام قبول کرلیا۔

Marfat.com

قضیفا من تہامة کل وتر — و خیبر ثم اغمدنا السیرفا
یخرھا ولو نطقت لقالت — قواطھن دوسا او ثقیفا

''یعنی ہم نے تہامہ اور خیبر سے نمٹ لینے کے بعد اپنی تلواریں نیام میں کرلیں اب ہم پھر اٹھاتے ہیں اور اگر بول سکیں تو کہیں کہ اب دوس یا ثقیف کی باری ہے۔''

حضرت عبداللہ بن رواحہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کفار کو گمراہ ہونے پر اپنے اشعار کے ذریعے ملامت کیا کرتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ ان کے اشعار سن کر فرمایا کہ: اللہ کی قسم! ان کے اشعار مشرکین پر تیر اور خنجر کا کام کرتے ہیں۔ یہ جنگ موتہ میں شہید ہوئے۔

ایک روات میں آتا ہے کہ جب سورہ الشعراء کی یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی۔

وَالشُّعَرَآءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ

''اور شاعروں کی راہ تو گمراہ لوگ چلا کرتے ہیں۔''

تو حضرت حسان بن ثابت، حضرت کعب بن مالک اور حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اللہ تعالیٰ کے خوف سے لرزنے لگے اور روتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی تو اسے علم تھا کہ ہم سب شاعر ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو تسلی دی اور ارشاد فرمایا کہ تم وہ لوگ ہو جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے اسی سورہ میں فرمایا ہے:

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوْا الصّٰلِحٰتِ وَذَكَرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّ انْتَصَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْاؕ

''جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کیے اور کثرت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا اور انہوں نے بعد اس کے کہ ان پر ظلم ہو چکا ہے بدلہ لے لیا۔''

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تسلی دینے سے تینوں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم خوش ہو گئے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ وضاحت فرمادی کہ تم ان شعراء میں سے نہیں ہو جن کی گمراہ لوگ پیروی کرتے ہیں۔ (زرقانی جلد سوم، مدارج النبوۃ جلد دوم، طبقات ابن سعد، الاصابہ، الاستیاب)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب:

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتبوں کی تعداد تیس سے بھی زیادہ ہے جنہوں نے مختلف مواقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق قرآن حکیم کی نازل ہونے والی آیات مبارکہ اور دیگر تحریروں کی کتابت کی ان کاتبوں میں

Marfat.com

درج ذیل صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم شامل ہیں۔

1- حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ
2- حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ
3- حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
4- حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
5- حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ
6- حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
7- حضرت ارقم بن ابی ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ
8- حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ
9- حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
10- حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ
11- حضرت بعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ
12- حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ
13- حضرت ابان بن سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ
14- حضرت حنظلہ بن ربیع رضی اللہ عنہ
15- حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ
16- حضرت ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ
17- حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ
18- حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
19- حضرت خالد بن سعید رضی اللہ عنہ
20- حضرت شرجیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ
21- حضرت علاء بن عتبہ رضی اللہ عنہ
22- حضرت سجل رضی اللہ تعالیٰ عنہ
23- حضرت عبداللہ بن ارقم رضی اللہ عنہ
24- حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ
25- حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ
26- حضرت حاطب بن عمرو رضی اللہ عنہ
27- حضرت ابوسلمہ بن عبدالاسد رضی اللہ عنہ
28- حضرت حصین بن نمیر رضی اللہ عنہ
29- حضرت جہم بن الصلت رضی اللہ عنہ
30- حضرت عمر بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(ابن عساکر مدارج النبوۃ جلد دوم)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلاموں کی تعداد کافی ہے جن میں درج ذیل غلامان رسول شامل ہیں۔

1- حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ
2- حضرت فضالہ یمانی رضی اللہ عنہ
3- حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ
4- حضرت طہمان رضی اللہ عنہ
5- حضرت اسود رضی اللہ عنہ
6- حضرت رباح رضی اللہ عنہ
7- حضرت ہرمز رضی اللہ عنہ
8- حضرت قصیر رضی اللہ عنہ

Marfat.com

9- حضرت ثوبان بن بجدد رضی اللہ عنہ
10- حضرت رافع رضی اللہ عنہ
11- حضرت کیسان رضی اللہ عنہ
12- حضرت زید رضی اللہ عنہ جو کہ حضرت ہلال بن یسارؓ کے دادا ہیں
13- حضرت میمون رضی اللہ عنہ
14- حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ
15- حضرت بازام رضی اللہ عنہ
16- حضرت ابولہشہ رضی اللہ عنہ
17- حضرت ابوسلمیٰ رضی اللہ عنہ
18- حضرت ابوصفیہ عبید رضی اللہ عنہ
19- حضرت انسہ رضی اللہ عنہ
20- حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہ
21- حضرت اسود رضی اللہ عنہ (وادی القریٰ میں شہید ہوئے)
22- حضرت صالح شقران رضی اللہ عنہ
23- حضرت ابوکبشہ رضی اللہ عنہ
24- حضرت رویفع رضی اللہ عنہ
25- حضرت ساریوی رضی اللہ عنہ
26- حضرت مدعم رضی اللہ عنہ
27- حضرت ابوالحمراء رضی اللہ عنہ
28- حضرت سعید رضی اللہ عنہ
29- حضرت نبیل رضی اللہ عنہ
30- حضرت ابواثیلہ رضی اللہ عنہ
31- حضرت وردان رضی اللہ عنہ
32- حضرت نافع رضی اللہ عنہ
33- حضرت عبیداللہ بن اسلم رضی اللہ عنہ
34- حضرت افلح رضی اللہ عنہ
35- حضرت سالم رضی اللہ عنہ
36- حضرت ضمیرہ بن ابوضمیرہ رضی اللہ عنہ
37- حضرت سابق رضی اللہ عنہ
38- حضرت ہشام رضی اللہ عنہ
39- حضرت زید بن بولد رضی اللہ عنہ
40- حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ
41- حضرت ابوواقد رضی اللہ عنہ
42- حضرت ابوعسیب احمر رضی اللہ عنہ
43- حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ
44- حضرت حنین رضی اللہ عنہ
45- حضرت ایمن بن ام ایمن رضی اللہ عنہ
46- حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ
47- حضرت ابوضمیرہ رضی اللہ عنہ
48- حضرت ذکوان رضی اللہ عنہ
49- حضرت واقد رضی اللہ عنہ
50- حضرت مروان رضی اللہ عنہ
51- حضرت مابور قبطی رضی اللہ عنہ
52- حضرت مہران رضی اللہ عنہ

Marfat.com

(زرقانی جلد سوم، مدارج النبوۃ جلد دوم، طبقات ابن سعد، اسد الغابہ)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خصوصی خدام:

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مختلف اوقات میں خدمت کرنے والے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی فہرست تو کافی ہے مگر چند خصوصی خدام کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ ہجرت فرمائی تو حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ حضرت ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا ان کو لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا یہ بیٹا انس (رضی اللہ عنہ) آپ کی خدمت میں رہے گا۔ چنانچہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دس برس تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے کبھی یہ نہ فرمایا کہ یہ کام کیوں نہ کیا اور ہر فلاں کام کیوں کیا اور ایسا کیوں نہ کیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے خصوصی دعا فرمائی تھی کہ "یا رسول اللہ! اس کے مال اور اولاد میں کثرت عطا فرما اور اسے جنت میں داخل فرما۔" حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کا اثر تو میں نے اپنے مال و اولاد کی کثرت میں دیکھ لیا ہے اور مجھے امید ہے کہ تیری دعا جنت میں داخلے کی بھی ضرور پوری ہوگی پھر فرمایا: میرے مال میں اس قدر زیادتی ہوئی کہ میرا انگوروں کا باغ سال میں دو مرتبہ پھل دیتا ہے۔ ان کی عمر سو سال سے زیادہ ہوئی ایک سو چھ بچے پیدا ہوئے جن میں ستر بیٹے اور باقی بیٹیاں تھیں۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال 91ھ یا 92ھ یا 93ھ کو ولید بن عبدالملک بن مروان کے دور میں بصرہ میں ہوا۔ (مدارج النبوۃ جلد دوم، زرقانی جلد سوم)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نعلین پاک، مسواک، جائے نماز اور وضو کرنے والا برتن بروقت اپنے ساتھ رکھا کرتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب مجلس برخاست فرماتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نعلین پاک پہنایا کرتے تھے جب اتارتے تو نعلین کو اپنی آستین میں رکھ لیا کرتے۔

ان کا انتقال 62 برس کی عمر میں 32ھ یا 33ھ کو مدینہ منورہ یا کوفہ میں ہوا۔

Marfat.com

(زرقانی جلد سوم، جواہر البحار)

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خچر کے نگہبان تھے جب کبھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سفر اختیار فرماتے تو یہ خچر کی لگام تھامے آگے آگے چلا کرتے تھے۔ ان کا انتقال حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور حکومت میں 58ھ کو مصر میں ہوا۔ (جوہر البحار، مدارج النبوۃ جلد دوم)

حضرت ابوسمع رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

ان کا نام آیاد تھا بعض کا کہنا ہے کہ اباد تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام تھے مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو آزاد فرمایا تھا اور یہ اپنی خوشی سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش پیش رہا کرتے تھے فرماتے ہیں کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کرتا تھا جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم غسل فرماتے تو مجھ سے اپنی پشت مبارک ملواتے تھے۔ (مدارج النبوۃ جلد دوم)

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

ان کا اصل نام جندب تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم بھی تھے اور ساتھی بھی۔ ان کے بارے میں ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زہد کو دیکھنا چاہے وہ ابوذر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو دیکھ لے۔ یہ اصحاب صفہ میں شامل تھے۔ ذی الحجہ 31ھ یا 32ھ میں مدینہ طیبہ سے کچھ فاصلے پر ''ربذہ'' گاؤں میں ان کا انتقال ہوا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ (زرقانی جلد سوم، مدارج النبوۃ جلد دوم)

حضرت ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ عنہ:

یہ اصحاب صفہ میں شامل ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے وضو کا پانی مہیا کرتے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو وضو کراتے تھے۔ 63ھ میں واقعہ حرہ کے بعد انتقال ہوا۔ (مدارج النبوۃ جلد دوم)

حضرت ابوالحمراء رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

ان کا اصل نام ہلال بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خصوصی خادمین میں ان کا شمار ہوتا ہے ان کا انتقال حمص میں ہوا۔ (زرقانی جلد سوم)

Marfat.com

حضرت حنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

ان کا شمار بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خصوصی خادموں میں ہوتا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اپنے چچا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے کر دیا اور ان کی غلامی میں آ گئے مگر چونکہ رات دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لگے رہتے تھے اس لیے انہوں نے ان کو آزاد کر دیا۔

(زرقانی جلد سوم)

حضرت مہاجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

یہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے آزاد کردہ غلام تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کیا کرتے تھے چنانچہ خود فرماتے ہیں کہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کیا کرتا تھا۔ (زرقانی جلد سوم، مدارج النبوۃ جلد دوم)

حضرت نعیم بن ربیعہ اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

ان کا شمار بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خادمین میں ہوتا ہے خود فرماتے ہیں کہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کیا کرتا تھا۔ (مدارج النبوۃ جلد دوم)

حضرت اسلع بن شریک رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اونٹ پر کجاوہ باندھنے کی خدمت سرانجام دی۔ (مدارج النبوۃ جلد دوم)

حضرت ایمن بن ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

ان کے پاس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک مشکیزہ ہوتا تھا جس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم استنجا اور وضو فرمایا کرتے تھے۔ یہ غزوہ حنین میں شہید ہوئے۔ (مدارج النبوۃ جلد دوم)

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صاحبزادے تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان سے بہت پیار کرتے تھے ان کو سفر و حضر، گھر کے اندر اور باہر بیماری و تندرستی میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کا زیادہ موقع ملتا تھا وضو کے وقت پانی ڈالنے کی خدمت اکثر یہی انجام دیتے تھے۔ حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور امارت میں 54ھ میں تقریباً ساٹھ سال کی عمر

Marfat.com

میں ہوا۔(اسد الغابہ،طبقات ابن سعد)

حضرت سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

ان کا اصل نام مہران یا رومان یا عبس تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو "سفینہ" لقب عطا فرمایا تھا بعض کا کہنا ہے کہ ان کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خرید کر آزاد کر دیا تھا جبکہ بعض راوی یہ کہتے ہیں کہ ان کو حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے خرید کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت گزاری کی شرط پر آزاد کیا تھا چنانچہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت دل و جان سے کرتے رہے۔(سیر الصحابہ جلد ہفتم)

☆☆☆

Marfat.com

اٹھارھواں باب

معجزات رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات کی تعداد بے شمار ہے اس باب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات کثیرہ میں سے اختصار کے ساتھ کچھ معجزات کا بیان کیا جاتا ہے۔

قرآن حکیم:

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم معجزات میں قرآن مجید ایک ایسا معجزہ ہے کہ چودہ سو سال سے زیادہ عرصہ گزر چکا ہے اس میں کوشش کے باوجود نہ کوئی تحریف کرنے میں کامیاب ہوسکا اور نہ ہی اس میں کوئی تبدیلی کرنے پر قادر ہوسکا اس کی مثل ایک چھوٹی سی سورۃ لانے سے بھی لوگ عاجز رہ گئے۔ قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں کہ اگرچہ اہل عرب کو تمام فنون کلام میں درجہ کمال حاصل تھا وہ زبان مخاطبت اور بیان ومحاورت پر مکمل عبور رکھتے تھے ان کو غرائب اور لغت میں ید طولیٰ حاصل تھا قرآن حکیم ان کی اپنی زبان میں نازل ہوا تھا جو ان کے محاورے کے مطابق ہے اور جس میں وہ رات دن ایک دوسرے پر سبقت حاصل کرتے تھے ان کی فصاحت وبلاغت تکبر کی حد تک پہنچی ہوئی تھی وہ قرآن میں قیامت تک موجود ہے۔ ارشاد فرمایا:

ترجمہ: ''فرما دیجیے کہ اگر تمام انسان اور جن سب اس بات پر متفق ہو جائیں کہ اس قرآن کی مانند لے آئیں تو اس کا مثل نہ لاسکیں گے اگرچہ ان میں ایک دوسرے کا مددگار ہو۔''

(سورہ بنی اسرائیل آیت 88)

اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک چیلنج یہ بھی دیا گیا کہ اگر تم پورا قرآن مجید نہیں لا سکتے تو پھر قرآن مجید جیسی دس سورتیں ہی بنالاؤ اس ضمن میں فرمایا:

ترجمہ: ''(اے محبوب) فرما دیجیے کہ تم ایسی بنائی ہوئی دس سورتیں لے آؤ اور اللہ کے سوا جو مل سکیں سب کو بلالو اگر تم سچے ہو۔'' (سورہ ہود آیت 13)

اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ چیلنج کیا گیا کہ:

ترجمہ: ''اگر تمہیں کچھ ہو اس میں جو ہم نے اپنے (ان خاص) بندے پر اتارا ہے تو اس جیسی ایک سورۃ ہی لے آؤ اور اللہ تعالیٰ کے سوا اپنے سب حمائتیوں کو بلالو اگر تم سچے ہو۔ پھر اگرچہ نہ لاسکو اور ہم کہہ دیتے ہیں کہ ہرگز

Marfat.com

نہ لا سکو گے تو ڈرو اس آگ سے جس کا ایندھن انسان اور پتھر میں تیار کر رکھی ہے کافروں کے لیے۔"

(سورۃ بقرہ آیت 23-24)

قرآن حکیم کا یہ چیلنج آج تک قائم ہے مخالفین اسلام میں ہزار ہا فصحاء و بلغاء گزرے ہیں اور ان میں سے کوئی بھی ایک چھوٹی سی سورۃ کے مثل بھی نہ بنا سکا۔ بلاشبہ یہ ایک عظیم معجزہ ہے جو اب تک باقی رہے اور قیامت تک باقی رہے گا اور یہ ایک ایسا معجزہ ہے جو اور کسی پیغمبر سے ظہور میں نہیں آیا۔

قرآن حکیم کی آیات مبارکہ اور احکام میں تبدیلی کرنے کی مخالفین نے بہت کوشش کی خاص طور پر قرامطہ نے اس میں تغیر و تبدیل کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی مگر اس کا ایک حرف بھی تبدیل نہ کر سکے اور نہ ہی مسلمانوں کے دلوں میں شکوک و شبہات ڈال سکے۔ پھر اس کوشش میں کامیاب ہو بھی کوئی کیسے سکتا ہے کہ جب قرآن مجید کی حفاظت کا ذمہ خود اللہ تعالیٰ نے لیا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ترجمہ: "بے شک ہم نے اتارا ہے یہ قرآن اور بے شک ہم خود اس کے نگہبان ہیں۔"

(سورہ الحجر آیت 9)

معجزہ شق القمر:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں چاند دو ٹکڑے ہو گیا ایک ٹکڑا پہاڑ سے اوپر تھا اور دوسرا ٹکڑا اس کے نیچے۔ (بخاری، مسلم، مشکوٰۃ، ص 524)

اسی حوالے سے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ اہل مکہ نے حضور صلی اللہ علیہ سے کہا کہ آپ کوئی معجزہ دکھائیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چاند کے دو ٹکڑے فرما کر انہیں دکھا دیا یہاں تک کہ مکہ والوں نے حرا پہاڑ کو چاند کے دو ٹکڑوں کے درمیان دیکھا۔

(بخاری، مسلم، مشکوٰۃ ص 524)

اس حوالے سے مروی ہے کہ ہجرت مدینہ سے قبل مکہ مکرمہ میں ابو جہل، ولید بن مغیرہ اور عاص بن وائل وغیرہ کفار قریش اکٹھے ہو کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا کہ اگر آپ سچے ہیں تو چاند کو دو ٹکڑے کر کے دکھائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر میں ایسا کروں تو تم ایمان لاؤ گے؟ انہوں نے کہا ہاں، ہم ایمان لائیں گے اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی انگشت شہادت سے چاند کی طرف اشارہ فرمایا تو چاند دو ٹکڑے ہو گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پکار کر اور ہر ایک کافر کا نام لے کر فرمایا اے فلاں اے فلاں تم گواہ رہنا۔ جب ان لوگوں نے اچھی طرح سے دیکھ لیا اور چاند کے دونوں ٹکڑے اتنے فرق سے جدا ہو گئے کہ جبل حرا ان دونوں کے درمیان میں نظر پڑتا تھا کافروں نے کہا یہ تو جادو ہے۔

ابو جہل کہنے لگا کہ یہ جادو کر دیا گیا ہے اس لیے آس پاس کے لوگوں کے پاس کسی کو بھیج کر صورت حال کا جائزہ

Marfat.com

لیتے ہیں اردگرد کے لوگوں نے بھی یہی بتایا کہ ہم نے چاند کے دوٹکڑے دیکھے تھے اس پر کفار کہنے لگے یہ تو ایک قدیمی جادو ہے جو ایک عرصہ سے چلا آرہا ہے۔

(الکلام المبین فی آیۃ رحمۃ اللعالمین، کتاب الشفاء جلد اول)

معجزہ شق القمر کا ذکر قرآن حکیم میں بھی ہوا ہے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ وَاِنْ يَّرَوْا اٰيَةً يُّعْرِضُوْا وَيَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ۔ (سورہ القمر)

"پس قیامت قریب آ گئی اور چاند شق ہو گیا اور اگر (کفار) کوئی نشانی دیکھیں تو منہ پھیرتے ہیں اور کہتے ہیں یہ جادو ہے چلا آتا ہے۔"

ڈوبا ہوا سورج لوٹ آیا:

حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز عصر پڑھ کر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گود میں سر مبارک رکھ کر سو گئے اس حال میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کا نزول ہو رہا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (عصر کی) نماز نہیں پڑھ سکے یہاں تک کہ سورج ڈوب گیا۔ اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے علی (رضی اللہ عنہ) کیا تم نے نماز پڑھی؟ انہوں نے عرض کیا نہیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی، اے اللہ! علی تیرے اور تیرے رسول کی اطاعت و فرمانبرداری میں تھے لہٰذا تو ان کے لیے سورج کو لوٹا دے۔

حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے دیکھا کہ سورج ڈوب گیا تھا پھر میں نے دیکھا کہ وہ طلوع ہو گیا اور اس کی کرنیں پہاڑوں اور زمینوں پر پھیل گئیں۔ یہ واقعہ خیبر کے نزدیک مقام صہبا میں پیش آیا۔ (شفا مع نسیم الریاض جلد سوم ص 10 عمدۃ القاری جلد ہفتم)

سورج چلنے سے رک گیا:

سورج چلنے سے رک جانے کا معجزہ معراج شریف کی رات کے اگلے دنوں میں ہوا کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار قریش کو ان کے ایک قافلے کے بارے میں بتایا کہ میں نے اسے بیت المقدس کے راستے میں دیکھا تھا اور یہ قافلہ فلاں وقت پر تمہارے پاس پہنچ جائے گا یعنی بدھ کو تمہارے پاس پہنچ جائے گا چنانچہ قریش مکہ بدھ کو شہر کے باہر نکل کر اپنے قافلے کی آمد کا انتظار کرنے لگے حتیٰ کہ سورج غروب ہونے لگا مگر قافلہ نہ پہنچا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا مانگی تو اللہ تعالیٰ نے سورج کو روک دیا اور ایک گھڑی دن میں اضافہ کر دیا حتیٰ کہ قافلہ پہنچ گیا۔ (زرقانی جلد سوم، کتاب الشفاء جلد اول)

اس ضمن میں ایک روایت میں آتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قافلہ طلوع آفتاب کے وقت پہنچ جائے گا طلوع آفتاب ہونے والا تھا کہ قافلہ نہ پہنچا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سورج کو حکم دیا کہ کچھ دیر کے لیے ٹھہر

Marfat.com

جائے چنانچہ سورج چلنے سے رک گیا اور طلوع آفتاب کے ساتھ ہی قافلہ بھی آ گیا۔ اس ضمن میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی الل علیہ وسلم نے سورج کو حکم دیا کہ کچھ دیر چلنے سے رک جائے تو وہ فوراً رک گیا۔

(مدارج النبوۃ جلد دوم، طبرانی شرح الشفا ملا علی قاری علیہ الرحمۃ الباری مع نسیم الریاض جلد سوم ص 13)

دست مبارک کی برکات

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات میں سے یہ بھی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک کی برکت سے بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم مستفید ہوئے چنانچہ ذیل میں اس حوالے سے چند معجزات کا بیان کیا جاتا ہے۔

کوئی بھوکا نہ رہا:

حضرت سلمان بن حبان نے حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا میں اہل صفہ میں تھا میرے ساتھیوں نے بھوک کے باعث مجھ سے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر ان کے لیے کھانا مانگوں چنانچہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور اس بارے میں عرض کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا: اے عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) تمہارے پاس کچھ کھانے کے لیے ہے؟ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا، یا رسول صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں چند ٹکڑے روٹی کے موجود ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک برتن اور ان ٹکڑوں کو لے کر آؤ۔

حضور صلی اللہ علہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے ان کا ثرید تیار کیا جس سے برتن بھر گیا اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے دس ساتھیوں کو بلا کر لاؤ۔ میں دس ساتھیوں کو بلا کر لے آیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بسم اللہ پڑھ کر کناروں سے کھاؤ۔ اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر اپنے دست مبارک سے ثرید کو ملا تو وہ برتن پھر بھر گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر ارشاد فرمایا کہ مزید دس ساتھیوں کو بلا لاؤ۔ ان دس ساتھیوں نے بھی پیٹ بھر کر کھا لیا۔

اسی طرح دس دس ساتھی آ کر کھاتے رہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی اور بھوکا باقی ہے؟ میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دس افراد باقی ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان کو بھی بلا لاؤ۔ ان دس افراد نے بھی پیٹ بھر کر کھا لیا مگر پیالہ اسی طرح بھرا ہوا موجود تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو واپس دے دو۔ (طبرانی اوسط، ابونعیم، حجۃ اللہ علی العالمین)

بسم اللہ پڑھ کر کھانا شروع کرو:

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں غزوہ تبوک میں حضور صلی اللہ

Marfat.com

علیہ وسلم کے ساتھ تھا ایک رات آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ تمہارے پاس کچھ کھانے کے لیے ہے؟ انہوں نے عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہمارے توشہ دان خالی ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تلاش کرو ہوسکتا ہے کچھ نکل آئے اس پر چند توشہ دان تلاش کیے گئے تو کسی سے ایک کسی سے دو کھجوریں نکلیں اس طرح سات کھجوریں ہوگئیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کھجوروں کو دستر خوان پر کھا اور ان پر اپنا دست مبارک رکھ کر فرمایا کہ بسم اللہ پڑھ کر کھانا شروع کرو۔

فرماتے ہیں کہ ہم تین افراد نے کھانا شروع کیا پھر میں نے اپنی گٹھلیاں شمار کیں تو وہ 54 تھیں جن کو میں اپنے دوسرے ہاتھ میں جمع کر رہا تھا باقی دونوں ساتھیوں نے بھی تقریباً اتنی ہی کھجوریں کھائیں ہم نے خوب سیر ہو کر کھائیں اور پھر ہاتھ کھینچ لیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دست مبارک اٹھایا تو وہ سات کھجوریں اسی طرح پڑی ہوئی موجود تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ ان کو رکھ لو اور صبح ہونے سے پیشتر ان کو کوئی نہ کھائے۔ صبح کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ وہ کھجوریں لائی جائیں۔

حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کھجوریں حاضر خدمت کر دیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک ان پر رکھ کر فرمایا: بسم اللہ پڑھ کر کھانا شروع کرو۔ ہم دس افراد نے پیٹ بھر کر کھجوریں کھائیں پھر کھجوریں اتنی ہی موجود تھیں پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے اپنے رب تعالیٰ سے حیاء آتی ہے ورنہ یہ کھجوریں ہم مدینہ طیبہ واپس پہنچنے تک کھاتے رہتے اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لڑکے کو وہ کھجوریں عنایت فرما دیں۔ (حجۃ اللہ علی العالمین)

چرواہا حیران ہوگیا:

حضرت قیس بن نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمائی تو راستے میں ایک جگہ پر ایک غلام کو بکریاں چراتے ہوئے دیکھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے دودھ طلب فرمایا تو اس نے کہا میرے پاس دودھ دینے والی کوئی بکری نہیں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تمہاری اجازت ہو تو میں کسی بکری کا دودھ دوہ لوں۔ غلام نے کہا اجازت ہے۔

اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بکری کو پکڑ کر اس کے تھنوں پر اپنا دست مبارک پھیرا اس کے تھن دودھ سے بھر گئے پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس بکری کا دودھ دوہا۔ یہ دودھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پیا۔ چرواہے نے بھی اس دودھ کو پیا اور حیران ہو کر پوچھا کہ آپ کون ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں اللہ کا رسول محمد بن عبداللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہوں اور یہ میرے ساتھی ابو

Marfat.com

بکر صدیق (رضی اللہ عنہ) ہیں چرواہے نے یہ سنا تو اسی وقت مسلمان ہوگیا۔ (صحیح بخاری شریف، مسلم شریف)

پانی چشموں کی طرح ابلنے لگا:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ صلح حدیبیہ کے روز لوگ پیاسے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک پیالہ پڑا ہوا تھا جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو فرمایا تو لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا: کیا بات ہے؟ عرض کی گئی کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہمارے پاس وضو کرنے اور پینے کے لیے پانی نہیں ہے لیکن صرف یہی جواب صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے موجود ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک اس پیالے میں رکھ دیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک انگلیوں کے درمیان سے پانی چشموں کی طرح ابلنا شروع ہوگیا ہم سب لوگوں نے پی بھی لیا اور وضو بھی کرلیا۔ حضرت سالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ آپ لوگوں کی کتنی تعداد تھی؟ انہوں نے فرمایا اگر ہماری تعداد ایک لاکھ بھی ہوتی تو پھر بھی وہ پانی کافی ہوتا (مگر) ہم تو تعداد میں پندرہ سو تھے۔ (بخاری شریف، مشکوۃ شریف)

یادداشت میں تیزی آگئی:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک روز حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں جو کچھ آپ سے سنتا ہوں بھول جاتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنی چادر بچھاؤ۔ انہوں نے اپنی چادر بچھادی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس چادر پر اپنا دست مبارک رکھا اور فرمایا کہ اسے اٹھا کر لپیٹ لو۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسی طرح کیا تو اس دن سے ان کی یادداشت میں تیزی آگئی اور پچھلی بھولی ہوئی باتیں بھی یاد آگئیں۔ (بخاری شریف جلد اول)

دونوں کی قرأت ٹھیک ہے:

ایک مرتبہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قرآن حکیم کی ایک آیت کی قرأت کے بارے میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اختلاف پیدا ہوگیا اس پر دونوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور اپنی اپنی قرأت کے مطابق آیت مبارکہ پڑھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سنائی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم دونوں ٹھیک پڑھتے ہو۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دل میں وسوسہ پیدا ہوا اور انہوں نے حیران ہوکر عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں بھی ٹھیک پڑھتا ہوں اور عبداللہ (رضی اللہ عنہ) بھی ٹھیک پڑھتے ہیں۔

Marfat.com

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ بات کہہ تو دی مگر یہ کہتے ہوئے لرز گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک ان کے سینہ پر رکھ کر فرمایا: اے اللہ! ابی کا شک دور فرما۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دست مبارک لگتے ہی ان کو پسینہ آ گیا اور وسوسہ سے دل پاک ہو گیا۔

(بیہقی، حجۃ اللہ علی العالمین)

چہرے کی چمک کی وجہ:

حضرت ابو العلاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں حضرت قتادہ بن ملحان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خبر گیری کی غرض سے ان کے پاس گیا ان کا چہرہ ایسا چمکدار تھا ایک شخص پاس سے گزرا تو ان کے چہرے پر اس کا عکس ظاہر ہوا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت قتادہ بن ملحان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چہرے پر اپنا دست مبارک پھیرا تو ان کا چہرہ ہمیشہ کے لیے منور ہو گیا اور ان کے چہرے پر ایسی چمک پیدا ہو گئی کہ جس طرح آئینہ چمکدار ہوتا ہے۔

(دلائل البیہقی، حجۃ اللہ علی العالمین)

دست مبارک کی خوشبو:

مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جس کسی سے بھی مصافحہ فرماتے تو اس کے ہاتھ سے سارا دن خوشبو آتی رہتی تھی اور جس بچے کے سر پر اپنا دست مبارک رکھ دیتے تو وہ بچہ خوشبو میں دوسروں سے ممتاز ہو جاتا۔ اس ضمن میں حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ظہر کی نماز پڑھی اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اہل خانہ کی طرف نکلے۔ میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا۔ بچے آپ صلی اللہ علیہ کے سامنے آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان میں سے ہر ایک کے رخسار کو اپنے دست مبارک سے مس فرمانے لگے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے رخسار کو بھی مس فرمایا۔ مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک کی ٹھنڈک یا خوشبو ایسی محسوس ہوئی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عطار کے صندوقچہ سے اپنا دست مبارک نکالا ہو۔ (صحیح مسلم شریف)

بکریاں میرے پاس لے آؤ:

حضرت قرصانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میرے ایمان لانے کی وجہ یہ تھی کہ میں بکریاں چرایا کرتا تھا میرے والد ماجد فوت ہو چکے تھے والدہ اور خالہ زندہ تھیں میری خالہ مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جانے کو منع کیا کرتی تھیں کہ وہ تجھے گمراہ اور بے دین کر دیں گے مگر میں بکریاں چھوڑ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں آجایا کرتا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں سنتا رہتا تھا۔ شام ہوتی تو بھوکی بکریاں لے کر گھر چلا

Marfat.com

جاتا تھا۔ دودھ میں کمی ہوگئی تو میری خالہ نے مجھ سے کہا۔ تیری بکریوں کو کیا ہوا کہ ان کا دودھ کم ہوگیا ہے اور بھوکی رہتی ہیں۔ میں نے جواب دیا کہ مجھے نہیں معلوم کہ کیا بات ہے۔

فرماتے ہیں کہ اسی طرح چند روز گزر گئے میں نے اسلام قبول کرلیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی خالہ کی شکایت کی اور بکریوں کے بارے میں بھی بتایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بکریاں میرے پاس لے کر آ۔ میں ساری بکریاں لے کر خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے تھنوں اور کمر پر اپنا دست مبارک پھیرا اور برکت کی دعا فرمائی چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک کی برکت سے بکریاں موٹی ہوگئیں اور ان کے تھنوں میں دودھ بھر گیا جب میں ان کو لے کر گھر آیا تو میری خالہ دیکھنے کر کہنے لگیں اسی طرح چرا کر لایا کرو میں نے خالہ کو سارا واقعہ سنایا اور یہ بھی کہ میں نے اسلام قبول کرلیا ہے۔

میری خالہ نے سن کر کہا۔ مجھے بھی اس برکت والے کے پاس لے جا۔ اس پر میں اپنی خالہ کو لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا (میری والدہ بھی ساتھ تھیں) انہوں نے اسلام قبول کرلیا واپسی پر والدہ اور خالہ نے مجھ سے کہا۔ بیٹا! تم نے ان جیسا خوبصورت، خوش اخلاق، شیریں گفتار اور پاکیزہ لباس کبھی نہیں دیکھا جب گفتگو فرماتے ہیں تو یوں لگتا ہے جیسے دہن اقدس سے نور نکل رہا ہے۔ (ابونعیم ص 288، ذکر جمیل ص 242، خصائص کبریٰ جلد دوم ص 29)

میرے ہاتھ پر پانی ڈالو:

حضرت ابویعلی انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ایک سفر میں ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے ہمیں پیاس محسوس ہوئی تو ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک گڑھا کھودنے کا حکم فرمایا۔ میں نے ایک گڑھا کھودا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر چمڑا رکھ کر اپنا دست مبارک اس پر رکھا پھر تھوڑا سا پانی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں پیش کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بسم اللہ پڑھ کر میرے ہاتھ پر پانی ڈالو۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر پانی ڈالا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک انگلیوں سے پانی جاری ہوگیا سب لوگوں نے پانی پیا اور اپنے اونٹوں کو بھی پلا کر سیراب کیا۔ (طبرانی، ابونعیم)

ایک بکری کا دودھ تین سو کے لیے کافی ہوگیا:

حضرت نافع بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہمراہ ایسی جگہ پر ٹھہرے ہوئے تھے جہاں پانی تک نہ تھا اور لشکر اسلام کی تعداد تین سو تھی اس وقت صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم پیاس کی شدت سے بے چین تھے۔ ایک بکری جس کے سینگ بہت تیز تھے اسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں پیش کیا گیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے بکری کا دودھ

Marfat.com

دوہا اور اپنے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو پلایا سب نے پیٹ بھر کر پیا۔

اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت نافع بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ اسے باندھ لو لیکن مجھے امید نہیں ہے کہ تم اسے رکھ سکو گے۔ حضرت نافع بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے زمین میں ایک مضبوط لکڑی گاڑھ کر اسے مضبوطی سے باندھ دیا اور سو گئے جب بیدار ہوئے تو وہ بکری وہاں سے جا چکی تھی۔ (خصائص کبریٰ جلد دوم ص 55۔ کتاب الشفاء جلد اول)

غیب کی باتوں سے آگاہ فرمانا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات میں سے یہ بھی ہے کہ مخفی امور اور جو کچھ ہو گزرا ہے اور جو آئندہ ہونے والا ہے ان تمام پر اللہ رب العزت نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مطلع فرما دیا اس ضمن میں بے شمار احادیث مبارکہ میں وارد ہوا ہے۔ (زرقانی جلد اول ص 20)

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ نبی کے لیے ایک ایسی صفت ہوتی ہے کہ جس سے وہ آئندہ غیب کی باتیں جان لیا کرتے ہیں۔ (زرقانی جلد اول ص ۲۰)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات میں سے یہ بھی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہ مخفی امور جو کہ زمین کے اندر ہیں ان کو بھی دیکھ لیا کرتے تھے اور غیبی باتوں سے آگاہ فرما دیا کرتے تھے چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ یا مکہ مکرمہ کے باغات میں سے کسی باغ میں تشریف لے گئے تو دو اشخاص کی آواز سنی جن پر ان کی قبروں میں عذاب ہو رہا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان دونوں پر عذاب ہو رہا ہے مگر کسی بڑی بات پر نہیں پھر فرمایا: ان میں سے ایک تو اپنے پیشاب (کی چھینٹوں سے) نہیں بچتا تھا اور دوسرا چغلی کھایا کرتا تھا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور کی ایک تر شاخ منگوائی اور اس کے دو ٹکڑے کیے اور ہر ایک کی قبر پر ایک ایک ٹکڑا رکھ دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی گئی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے یہ کیوں کیا؟ ارشاد فرمایا: امید ہے کہ جب تک یہ شاخیں خشک نہ ہو جائیں ان دونوں پر عذاب میں کمی ہوگی۔

(بخاری شریف جلد اول ص 35)

قبر میں سونے کی چھڑی بھی ہے:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ جب ہم طائف سے نکلے تو ہمارا گزر ایک قبر کے پاس سے ہوا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابو رغال کی قبر ہے جو کہ قبیلہ ثقیف کا مورث اعلیٰ تھا اور قوم ثمود میں سے تھا۔ یہ جب تک حرم پاک میں تھا تو اللہ تعالیٰ کے قہر اور آسمانی عذاب سے محفوظ رہا جب حرم پاک سے باہر نکلا تو جو عذاب اس کی قوم پر نازل ہوا تھا اس نے اس کو بھی اپنی لپیٹ میں لے لیا اور اسے یہیں دفن کر دیا گیا اس

Marfat.com

کے ساتھ میں سونے کی چھڑی اور سلاخ بھی دفن ہے اگر تم اس قبر کو کھودو تو وہ تمہیں مل جائے گی جب صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اس قبر کو کھودا تو وہ واقعی وہاں سے سونے کی چھڑی اور سلاخ برآمد ہوئی جس کو نکال لیا گیا۔ روایت میں آتا ہے طائف کے باشندے اسی ابورغال کی اولاد میں سے ہیں۔ (صحیح بخاری شریف، مشکوٰۃ شریف، ابونعیم، دلائل النبوت)

وہ تمہیں پکڑنے کے لیے نہیں آرہا:

حضرت ابن نصیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلام قبول کرنے سے پہلے ایک بت کی پوجا کیا کرتے تھے ایک روز حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت محمد بن مسلمہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ ان کے گھر گئے اور اس بت کو توڑ کر پاش پاش کر دیا۔ اس وقت حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھر پر نہیں تھے جب واپس آئے اور بت کے ٹکڑے پڑے ہوئے دیکھے تو کہنے لگے تیرا خانہ خراب ہو تُو تو اپنی بھی حفاظت نہیں کر سکا۔ اس کے بعد وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضری کے ارادے سے روانہ ہوئے۔

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پیچھے آتا دیکھ کر حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ ہم نے اس کے بت کو توڑ دیا ہے اس لیے یہ اب ہمارے تعاقب میں آرہا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پتہ چلا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ تمہیں پکڑنے کے لیے نہیں آرہا بلکہ مسلمان ہونے کے لیے آرہا ہے کیونکہ میرے رب تعالیٰ نے مجھ سے وعدہ فرمایا تھا کہ ابوالدرداء (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اسلام قبول کرے گا۔ چنانچہ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خدمت اقدس میں حاضر ہو کر اسلام قبول کر لیا۔
(بیہقی، ابونعیم، حجۃ اللہ علی العلمین جلد دوم)

یہ بات تو میں نے اپنے دل میں کہی تھی:

غزوہ بدر میں حضرت قباث بن اشیم الکنانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مشرکین کی طرف سے مسلمانوں کے خلاف جنگ میں شریک تھے اور اس وقت تک مسلمان نہیں ہوتے تھے۔ جب جنگ شروع ہوئی تو یہ دیکھ کر کہ قریش مکہ کی فوج کی تعداد مسلمانوں سے کہیں زیادہ ہے بہت مطمئن تھے مگر جب جنگ میں مسلمانوں نے ثابت قدمی سے مقابلہ کیا اور کفار مکہ شکست کھا کر بھاگے تو یہ بھی بھاگنے والوں میں شامل تھے۔ بھاگتے ہوئے انہوں نے قریش مکہ میں سے ہر ایک کے چہرے کی طرف دیکھا تو اپنے دل میں کہا اس طرح کی شکست تو میں نے کبھی نہیں دیکھی اس طرح تو عورتیں بھاگتی ہیں۔ گرفتاری کے خوف سے یہ بھاگتے ہوئے ایک غیر معروف راستے سے مکہ مکرمہ میں پہنچ گئے۔

اس شکست نے ان کو بہت متاثر کیا اور غزوہ بدر کے کچھ عرصہ بعد دل میں یہ جستجو ہوئی کہ مدینہ طیبہ جا کر دیکھوں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا کہتے ہیں چنانچہ یہ مدینہ طیبہ آئے اور لوگوں سے پوچھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کہاں پر

Marfat.com

ہیں؟ لوگوں نے بتایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت مسجد کی دیوار کے ساتھ تشریف فرما ہیں۔ جب حضرت قباث بن اشیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہاں پر پہنچے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ایک جماعت کے ساتھ تشریف فرما تھے یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچان نہ سکے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف توجہ فرمائی تو انہوں نے سلام کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اشیم کے بیٹے قباث! بدر کے روز تم نے کہا تھا کہ اس طرح کی شکست میں نے تو کبھی نہیں دیکھی اس طرح تو عورتیں بھاگتی ہیں۔ حضرت قباث رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان اطہر سے یہ بات سنی تو بے اختیار بول اٹھے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے سچے رسول ہیں۔ پھر کہا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ بات تو میں نے اپنے دل میں کہی تھی اور کبھی کسی کے سامنے اس کا اظہار نہیں تھا یقیناً یہ بات اللہ تعالیٰ نے ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتائی ہے اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے نبی نہ ہوتے تو اس بات کی خبر ہرگز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ ہوتی۔

(اسد الغابہ، غزوات وسرایہ)

میں ان کے باپوں کے نام بھی جانتا ہوں:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ قرب قیامت جب قتل وغارت گری بہت زیادہ ہوگی تو اچانک ایک آواز اٹھے گی کہ دجال نکل آیا ہے، تو مسلمان دس سواروں کو پتہ کرنے کے لیے بھیجیں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک میں ان دس سواروں کا نام جانتا ہوں۔ ان کے باپوں کے نام بھی جانتا ہوں اور ان کے گھوڑوں کی رنگت بھی جانتا ہوں وہ اس وقت روئے زمین کے بہترین سواروں سے بہتر ہوں گے۔

(صحیح مسلم جلد دوم ص 392 مشکوٰۃ شریف ص 467)

مسلمان ایک دوسرے کو قتل کریں گے:

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت سے قبل ہرج ہوگا۔ میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہرج کیا ہے؟ ارشاد فرمایا۔ قتل بعض صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قتل تو اب بھی ہوتا ہے ہم ایک سال میں کتنے ہی مشرکین کو قتل کر دیتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہرج سے مراد مشرکین کا قتل نہیں بلکہ تم (مسلمان) آپس میں ایک دوسرے کو قتل کرو گے حتیٰ کہ آدمی اپنے ہمسائے، اپنے چچازاد بھائی اور اپنے دیگر عزیز و اقارب کو قتل کرے گا۔ (ابن ماجہ)

دشمن کے دلوں سے تمہارا رعب ختم ہو جائے گا:

حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عنقریب (غیر مسلم) امتیں

Marfat.com

تمہارے اوپر چڑھ دوڑنے کے لیے ایک دوسرے کو اس طرح بلائیں گی جس طرح کھانے والے ایک دوسرے کو دسترخوان کی طرف بلاتے ہیں۔ ایک شخص نے عرض کیا۔ شاید اس وقت ہم تعداد میں کم ہوں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں بلکہ تم کثرت میں ہو گے مگر تمہاری حیثیت پانی کے اوپر بہنے والی جھاگ کی طرح ہوگی اللہ تعالیٰ تمہارے دشمن کے دلوں سے تمہارا رعب ختم کر دے گا اور تمہارے دلوں میں وہن پیدا فرما دے گا۔ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہن کا مطلب کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دنیا کی محبت اور موت سے نفرت۔ (ابوداؤد شریف)

میرے پاس کیا ہے جو میں فدیہ میں دوں:

غزوہ بدر کے قیدیوں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی نوفل بن حارث بن عبدالمطلب بھی شامل تھے بدر کے قیدیوں میں ہر ایک کا فدیہ حسب استطاعت ایک ہزار درہم سے چار ہزار درہم تک تھا جن کے پاس مال نہ تھا اور وہ لکھنا پڑھنا جانتے تھے ان میں سے ہر ایک کا فدیہ یہ تھا کہ وہ انصار کے دس نوجوان کو لکھنا پڑھنا سکھا دے۔ جناب نوفل بن حارث نہ چاہتے ہوئے بھی مشرکین مکہ کے ساتھ شامل ہو کر مسلمان کے مقابلے پر نکلے تھے یہ ندامت سے سر جھکائے کھڑے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف دیکھا اور فرمایا۔ بھائی! تم فدیہ ادا کر کے رہا کیوں نہیں ہو جاتے۔ انہوں نے عرض کی، میرے پاس کیا ہے جو میں فدیہ میں دے دوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ جدہ والے نیزے نہیں دے سکتے ہو۔

یہ الفاظ سنتے ہی جناب نوفل بن حارث کے دل میں ایک انقلاب برپا ہو گیا اور بے چین ہو گئے کہا، اللہ کی قسم! ان نیزوں کے بارے میں میرے اور اللہ کے علاوہ کسی کو علم نہیں تھا بے شک یہ بات اللہ تعالیٰ نے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو بتائی ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے سچے رسول ہیں اس کے بعد انہوں نے نیزے منگوائے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں پیش کر دیئے۔ (مستدرک، طبقات ابن سعد)

اے شیبہ! میرے قریب آؤ:

حضرت شیبہ بن ابی طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حنین کی طرف روانہ ہوئے تو میں بھی اس خیال سے ساتھ چل پڑا کہ ہو سکتا ہے جنگ کے دوران کوئی ایسا موقع مل جائے اور میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے باپ اور بھائی کا بدلہ لے سکوں۔ جب دونوں لشکر آپس میں لڑنے لگے اور اسلامی فوج میں بھگدڑ مچ گئی اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی سواری سے اتر کر اسباب درست فرما رہے تھے میں بھی اپنی سواری سے اترا اور ارادہ کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر دائیں طرف سے حملہ کروں۔ میں نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ اپنی ڈھال لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کے لیے مستعد کھڑے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی مبارک سے گرد صاف کر رہے ہیں چنانچہ میں اس طرف سے حملہ آور نہ ہو سکا۔ میں نے چاہا کہ بائیں

Marfat.com

طرف سے حملہ کروں لیکن میں نے دیکھا کہ ابوسفیان بن الحارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بائیں جانب مسلح کھڑے ہیں۔ میں نے دل میں سوچا کہ اس طرف سے بھی موقع نہیں ملے گا۔ اس کے بعد میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عقب سے آیا اور تلوار سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ کرنا چاہا اچانک بجلی کی مانند آگ کا ایک شعلہ ظاہر ہوا اور میرے اور ان کے درمیان حائل ہو گیا قریب تھا کہ وہ آگ مجھے جلا کر رکھ دے انتہائی خوف اور وحشت سے میں نے اپنی آنکھیں بند کر لیں۔ اسی وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میری طرف توجہ فرمائی اور ارشاد فرمایا۔ اے شیبہ! میرے قریب آؤ۔ جب میں قریب ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک میرے سینے پر رکھ کر میرے لیے دعا فرمائی اللہ کی قسم اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اپنی آنکھوں اور کانوں سے بھی زیادہ محبوب تھے۔ پھر میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے جنگ شروع کی میں کفار کے ساتھ جنگ کر رہا تھا اور اللہ جانتا ہے کہ میں چاہتا تھا کہ اپنی جان حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر نچھاور کر دوں۔

اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی سواری پر سوار ہو کر کفار کی طرف متوجہ ہوئے اور دشمن شکست کھا کر بھاگ کھڑا ہوا پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خیمہ میں لوٹ آئے میں بھی لوٹ آیا تا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور کو دیکھوں۔ میرے آنے کی غرض صرف زیارت کی سعادت حاصل کرنا تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا اے شیبہ! اللہ تعالیٰ نے تیرے متعلق جو ارادہ کیا تھا وہ اس سے بہتر تھا جو تم نے خود اپنے لیے کیا تھا۔

اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ میرے دل میں تھا بیان فرما دیا۔ میں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ اللہ کے رسول ہیں۔

(مدارج النبوۃ جلد دوم)

بلاشبہ وہ جہنمیوں میں سے ہے:

ایک غزوہ میں ایک شخص مسلمانوں کی طرف سے بڑی جرأت اور بہادری سے لڑ رہا تھا اس کی تلوار کی زد میں جو بھی مشرک آجاتا یا تو وہ ہلاک ہو جاتا یا پھر شدید زخمی ہو جاتا۔ اس شخص کا دلیری اور بے جگری سے لڑنا دیکھ کر مسلمانوں نے آپس میں کہا۔ ایسی بہادری اور دلیری کا مظاہرہ کرتے ہوئے ہم نے کسی کو نہیں دیکھا۔ اس بات کی خبر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچائی گئی کہ فلاں شخص بڑی بہادری اور جوان مردی سے لڑ رہا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ خبردار ہو جاؤ اور جان لو کہ وہ شخص بلاشبہ جہنمیوں میں سے ہے۔ یہ بات سن کر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم بہت حیران ہوئے کہ وہ شخص تو میدان جنگ میں بڑی بہادری کے ساتھ کفار سے لڑ رہا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے جہنمی قرار دیا ہے۔ اس پر ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں اس شخص کے ساتھ ساتھ رہتا ہوں اور دیکھتا ہوں کہ کیا ہوتا ہے۔

اس کے بعد صحابی اس شخص کے قریب ہو کر کفار سے جنگ میں مشغول ہوئے وہ شخص بڑی بے جگری سے کفار

Marfat.com

کے ساتھ لڑ رہا تھا لڑتے لڑتے شدید زخمی ہو گیا اسے اپنے زخموں کی تکلیف برداشت نہیں ہو رہی تھی اور اس نے اپنی تلوار کے دستے کو زمین پر رکھ کر اس کی نوک کو اپنے سینے پر رکھا اور اس پر دباؤ ڈال کر خودکشی کر لی۔ وہ صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو اس کے پیچھے لگے ہوئے تھے دوڑتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کیا بات ہے اور تم کیوں گواہی کی تجدید کرتے ہو۔ عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس شخص نے کفار کے ساتھ خوب زبردست جنگ کی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی کہ وہ جہنمی ہے تو ہم لوگ اس شخص کی جستجو میں رہے اور میں اس کے پیچھے لگ گیا یہاں تک کہ میں نے دیکھا وہ شدید زخمی ہو گیا اور اس نے خودکشی کر لی اور خودکشی کرنے والا دوزخی ہے۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ انسان ظاہر میں جنت کے عمل کرتا ہے حالانکہ وہ اہل جہنم میں سے ہوتا ہے۔

(رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات)

تم دیکھو گے:

ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اگر تمہاری عمر زیادہ ہوگی تو تم دیکھو گے کہ اکیلی اونٹ سوار عورت حیرہ سے چلے گی اور خانہ کعبہ کا طواف کرے گی سوائے اللہ تعالیٰ کے اسے کسی کا ڈر نہ ہوگا اور اگر تمہاری عمر زیادہ ہوگی تو تم دیکھو گے کہ کسریٰ کے خزانے کھولے جائیں گے اور اگر تمہاری عمر زیادہ ہوگی تو تم دیکھو گے کہ ایک شخص اپنی مٹھی بھر سونا اور چاندی خیرات کے لیے نکالے گا اور تلاش کرے گا ایسے شخص کو کہ اسے قبول کرے مگر اسے قبول کرنے والا نہیں پائے گا۔ (صحیح بخاری شریف)

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ ایک عورت اونٹ سوار حیرہ (کوفہ کے نزدیک ایک شہر) سے کعبہ کی طرف اطمینان کے ساتھ سفر کرتی تھی اور میں اس لشکر میں شامل تھا جس نے کسریٰ کے خزانے کو فتح کیا اور جو زندہ رہے گا وہ تیری بات کو بھی دیکھ لے گا۔

تمہاری تجارت فائدے والی ہے:

حضرت صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ موصل کے نزدیک دجلہ کے کنارے پر واقع ایک گاؤں کے رہنے والے تھے ان کے والد اور چچا کسریٰ کی طرف سے ابلہ کے حاکم تھے رومیوں نے حضرت صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خاندان پر شب خون مارا اور انہیں شدید نقصان پہنچایا مال و اسباب لوٹ لیا اور ان کو اٹھا کر لے گئے ان کو انہوں نے غلام بنا لیا۔ رومیوں کے درمیان پرورش پا کر جوان ہوئے اور پھر بنو کلب نے ان کو رومیوں سے خرید لیا بنو کلب ان کو مکہ مکرمہ میں لے آئے مکہ مکرمہ میں عبداللہ بن جدعان کے ہاتھ فروخت کر دیئے گئے جنہوں نے ان کو آزاد کر دیا۔

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان نبوت فرمایا تو حضرت صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اسلام قبول کر لیا۔ قبول اسلام کے بعد ان کو بہت تکالیف اٹھانی پڑیں کفار نے ان کو ہر طرح سے تنگ کیا مگر یہ نہایت بہادری اور

Marfat.com

ثابت قدمی سے ہر مصیبت کا مقابلہ کرتے رہے کسی بھی موقع پر نہیں ڈگمگائے۔ پھر جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے مدینہ طیبہ تشریف لے گئے تو حضرت صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی جانے کے لیے تیار ہوئے۔ کفار کو پتہ چلا تو وہ ان کو روکنے کے لیے آئے اور کہا۔ تم یہاں پر مفلس ومحتاج ہو کر آئے تھے۔ مکہ مکرمہ میں رہ کر تم نے دولت اکٹھی کی ہے اب یہ تمام دولت اپنے ساتھ لے کر جاؤ گے ایسا نہیں ہوسکتا۔

حضرت صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کی بات سن کر اپنا ترکش سنبھالا اور للکار کر کہا تم جانتے ہو کہ میں کس طرح کا تیر انداز ہوں میرا نشانہ کبھی خطا نہیں جاتا تم میں سے ایک بھی میرے مقابلے میں نہیں ٹھہر سکتا اگر جان عزیز ہے تو میرا پیچھا چھوڑ دو ورنہ میں ایک کو بھی زندہ نہیں چھوڑوں گا۔ بہتر یہی ہے کہ خاموشی سے واپس چلے جاؤ اور میرے گھر بار اور مال واسباب پر قبضہ کرلو میں اپنی خوشی سے وہ تمام چیزیں تمہیں دیتا ہوں۔ کفار اس بات پر راضی ہو گئے اور انہوں نے حضرت صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعاقب نہ کیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ابھی قبا میں ہی تشریف فرما تھے کہ حضرت صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی وہاں پہنچ گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کی طرف دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا اے ابو یحییٰ (رضی اللہ عنہ) تم نے اچھا سودا کیا تمہاری تجارت فائدے والی ہے۔ حضرت صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے پہلے کوئی یہاں پر نہیں آیا جو اس راز کے بارے میں بتاتا بلاشبہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا ہے۔ (مستدرک حاکم، ذہبی، طبقات ابن سعد)

ہم یہی کچھ پوچھنے کے لیے آئے تھے:

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں مسجد خیف (منیٰ) میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں بیٹھا ہوا تھا کہ دو افراد ایک ثقفی اور ایک انصاری آئے انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ مسائل پوچھنے کی غرض سے حاضر ہوئے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اگر تم چاہو تو میں تمہارے سوال بھی بتادوں اور جواب بھی اور اگر تم چاہو تو میں خاموش رہتا ہوں تم اپنے سوال پوچھو اور میں جواب دوں۔ ان دونوں نے کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے سوال بھی بیان فرمادیں تو اس سے ہمارے ایمان کو تقویت ملے گی۔

اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ثقفی صحابی سے فرمایا کہ تم مجھ سے پوچھنے کے لیے آئے ہو تہجد کی نماز کے متعلق اور رکوع وسجود کے بارے میں اور روزہ کے متعلق نیز غسل جنابت کے بارے میں بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انصاری صحابی سے فرمایا کہ تم مجھ سے یہ پوچھنے آئے ہو کہ گھر سے نکل کر بیت اللہ کا ارادہ کر کے آئے تو کتنا ثواب ہے اور عرفات میں وقوف کا کتنا ثواب ہے اور پھر سر منڈانے کا کتنا ثواب ہے اور کنکریاں مارنے کا اور طواف زیارت کا کتنا ثواب ہے۔ یہ سن کر دونوں کے کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ صلی اللہ

Marfat.com

علیہ وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے ہم یہی کچھ پوچھنے کے لیے آئے تھے۔ (حجتہ اللہ علی العلمین ص 510)

لوگ جاہلوں کو اپنا رہنما بنالیں گے:

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ دین کا علم بندوں سے چھین کر ختم نہیں کرے گا بلکہ علماء کی موت سے علم دین ختم کردے گا حتیٰ کہ جب ایک بھی عالم نہیں بچے گا تو لوگ جاہلوں کو اپنا رہنما بنالیں گے ان سے مسئلے دریافت کریں گے اور وہ بغیر علم کے فتوے دے کر خود بھی گمراہ ہوں گے اور لگوں کو بھی گمراہ کریں گے۔ (بخاری شریف)

ہر طرف دھوکہ ہی دھوکہ ہوگا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ عنقریب لوگوں پر ایسا وقت آئے گا جس میں ہر طرف دھوکہ ہی دھوکہ ہوگا۔ جھوٹے کو سچا سمجھا جائے گا اور سچے کو جھوٹا سمجھا جائے گا۔ خائن کو امانتدار اور امانتدار کو خائن سمجھا جائے گا اور رو یبضہ خوب بولے گا پوچھا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رو یبضہ کون ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگوں کے معاملات پر اختیار رکھنے والا کمینہ شخص۔ (ابن ماجہ)

حکمرانی نااہل لوگوں کے سپرد کردی جائے گی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب امانت ضائع کی جائے تو اس وقت قیامت کا انتظار کر۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امانت کیسے ضائع کی جائے گی؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب حکومت ان لوگوں کو سونپ دی جائے گی جو اس کے اہل نہ ہوں تو (پھر) قیامت کا انتظار کر۔ (بخاریٔ شریف)

علم اٹھالیا جائے گا:

حضرت زیاد بن لبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کسی بات کا ذکر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ یہ اس وقت ہوگا جب علم اٹھ جائے گا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، علم کیسے اٹھ جائے گا جبکہ ہم قرآن پڑھتے ہیں اپنی اولاد کو قرآن پڑھاتے ہیں اور وہ آگے اپنی اولاد کو قرآن پڑھائیں گے اور یہ سلسلہ قیامت تک چلتا رہے گا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا زیاد! تجھے تیری ماں گم پائے میں تو تمہیں مدینہ طیبہ کے سمجھدار لوگوں میں شمار کرتا تھا کیا یہ حقیقت نہیں کہ یہود و نصاریٰ تورات اور انجیل کو پڑھتے ہیں مگر ان میں جو کچھ ہے اس میں سے کسی چیز پر عمل نہیں کرتے۔ (ابن ماجہ)

Marfat.com

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کی خبر:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ اگلی امتوں میں سب سے زیادہ شقی کون تھا اور اس امت میں سب سے زیادہ شقی کون ہے؟ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی کہ مجھے نہیں معلوم حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگلی امتوں میں بدبخت ترین وہ مرد سرخ رنگ قوم ثمود میں سے تھا یعنی قدار بن سالف جس نے ناقۃ اللہ کی کونچیں کاٹیں اور اس امت میں بدبخت ترین وہ شخص ہے جو تمہارے سر پر تلوار مارے گا یہاں تک کہ تمہاری داڑھی خون میں رنگی جائے گی اور اس تلوار سے شہید ہو گے۔ (مسند احمد)

اس حدیث پاک سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت اور آپ کے قاتل کے بارے میں پہلے سے آگاہ فرمادیا اور یہ بھی بتادیا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر پر تلوار ماری جائے گی جس سے آپ کی شہادت ہوگی۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دی ہوئی اس غیبی خبر کے مطابق ہی ہوا اور عبدالرحمٰن ابن ملجم خارجی نے صبح کے وقت آپ کی پیشانی پر تلوار کا وار کیا جس سے خون بہہ کر داڑھی پر آ گیا اور آپ شہید ہو گئے۔

کھجوریں کتنی ہوں گی؟:

حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ جب ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ غزوہ تبوک کے لیے نکلے تو راستے میں موجود وادی میں واقع کھجوروں کے ایک باغ میں پہنچے جو کہ ایک عورت کا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس باغ کو دیکھ کر فرمایا کہ اس باغ کے پھل کا اندازہ کرو کہ اس میں کتنی کھجوریں ہوں گی۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اپنے اپنے اندازے کے مطابق بتایا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس باغ میں دس وسق کھجوریں ہیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے باغ کی مالکہ سے فرمایا کہ ہمارے واپس آنے تک اس باغ کی کھجوریں ماپ کر رکھنا کہ کتنی ہیں؟

جب ہم غزوہ تبوک سے واپس آئے اور اس باغ میں پہنچے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے باغ کی مالکہ سے پوچھا کہ اس باغ سے کل کتنی کھجوریں نکلی تھیں اس نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس میں سے پورے دس وسق کھجوریں نکلی ہیں۔ (بخاری شریف، مسلم شریف، مشکوٰۃ شریف، ابونعیم)

دعائیہ معجزات

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر دعا بارگاہ الٰہی میں قبول ومقبول ہوئی اور یہ بات بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات میں سے ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کی برکت سے بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم مستفید

Marfat.com

ہوئے احادیث مبارکہ میں اس حوالے سے بہت سے واقعات بیان کیے گئے ہیں جن میں سے چند واقعات ذیل کے صفحات کی زینت بنائے جاتے ہیں۔

یا اللہ! اسے ہدایت عطا فرما:

حضرت رافع بن سنان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام قبول کر لیا تو ان کی بیوی نے اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیا اور اپنی ضد پر اڑی رہی اس کے بطن سے حضرت رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک کمسن بچی تھی جب دونوں میاں بیوی کے مابین اس معاملے پر ناچاقی پیدا ہوئی اور تنازعہ ہو گیا تو یہ اختلاف بھی پیدا ہوا کہ بچی کس کے پاس رہے گی اس جھگڑے کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں پیش کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں میاں بیوی کو الگ الگ بٹھا دیا اور فرمایا کہ بچی کو اپنی اپنی طرف بلاؤ۔

دونوں نے بچی کو آواز دے کر اپنی طرف بلایا تو بچی نے ماں کی طرف بڑھنا شروع کر دیا یہ دیکھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی۔ یا اللہ! اس بچی کو ہدایت عطا فرما۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ دعا فوری طور پر بارگاہ الٰہی میں قبول ہوئی اور بچی نے اچانک اپنا رخ تبدیل کیا اور حضرت رافع بن سنان رضی اللہ تعالیٰ کی طرف بڑھنے لگی۔ (سنن ابوداؤد، سنن ابن ماجہ)

یا اللہ! اسے تجارت میں برکت دے:

ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک دینار قربانی کا جانور خرید کر لانے کے لیے بھیجا حضور حکیم بن حزام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قربانی کا ایک جانور خریدا اور واپسی پر اسے دو دینار میں فروخت کر دیا پھر دوبارہ منڈی میں گئے اور ایک دینار سے ایک جانور خرید کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے جانور کے ساتھ ایک دینار بھی واپس کر دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا تو انہوں نے تمام واقعہ عرض کر دیا۔ جسے سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم بہت خوش ہوئے۔

اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے تجارت میں برکت کی دعا کی اور فرمایا یا اللہ! اسے تجارت میں برکت دے۔ حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ تعالیٰ عالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں بہت خوش قسمت ہوں کہ میں نے جب بھی تجارت کی اور کوئی سودا خریدا تو مجھے ہمیشہ نفع ہوا اور یہ ساری خوش قسمتی اور برکت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کے باعث تھی۔ (صحیح بخاری شریف، طبقات ابن سعد)

اے اللہ! بے شک تو اس بات پر قادر ہے:

حضرت عباس بن مرداس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفات کی شام میں اپنی امت کے لیے مغفرت و رحمت کی دعا کی اور بہت کثرت سے دعا کی اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف وحی

Marfat.com

بھیجی کہ بے شک میں نے ایسا کر دیا (یعنی دعا قبول فرمالی) لیکن بعض کا ظلم بعض پر معاف نہیں کیا مگران کا گناہ ان حقوق میں جو میرے اوران کے درمیان ہیں ان کو میں نے معاف کر دیا۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کیا۔ اے اللہ! بے شک تو اس بات پر قادر ہے کہ اس مظلوم کو اس کے ستائے جانے کے بدلے میں ثواب عطا فرمادے اور اس ظالم کی مغفرت فرمادے۔

اس شام کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ دعا قبول نہ ہوئی جب مزدلفہ کی صبح ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر اسی دعا کا اعادہ فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا قبول فرمالی کہ بے شک میں نے ان کی (بھی) مغفرت کر دی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ ایسے وقت میں مسکرائے جس وقت کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرایا نہیں کرتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں اللہ کے دشمن ابلیس پر مسکرایا جب اس کو پتہ چلا کہ اللہ تعالیٰ نے میری امت کے بارے میں میری دعا قبول فرمالی ہے تو اس نے ہائے ہلا کی اور ہائے خرابی کہہ کر مٹی اپنے سر پر ڈالی۔ (بیہقی)

یا اللہ! صبح سویرے میں برکت عطا فرما:

مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ لشکر کو صبح سویرے روانہ فرماتے اور اپنی امت کے لیے یہ دعا فرماتے یا اللہ! میری امت کو صبح سویرے میں برکت عطا فرما۔ ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو کہ تجارت کرتے تھے انہوں نے اپنا سامان تجارت صبح سویرے بھیجنا شروع کر دیا چنانچہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کی برکت کے طفیل وہ تاجر صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس قدر مالدار ہو گئے کہ ان کو اپنی دولت رکھنے کے لیے جگہ نہیں ملتی تھی۔ (ترمذی، مسند احمد، ابن ماجہ، ابوداؤد)

یا اللہ! ان سے سردی کو دور فرمادے:

حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے سردی کی ایک رات نماز فجر کے لیے اذان دی تو کوئی نہ آیا پھر نماز کے وقت کا اعلان کیا تو کوئی نہ آیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور دریافت فرمایا کہ لوگوں کا کیا حال ہے؟ میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے ماں باپ آپ پر قربان جائیں سردی نے انہیں سستی میں مبتلا کر دیا ہے۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی۔ یا اللہ! ان سے سردی کو دور فرمادے۔

حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے لوگوں کو دیکھا کہ وہ بڑے آرام کے ساتھ فجر اور چاشت کی نماز کے لیے آنا شروع ہو گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کی برکت سے موسم اس قدر تبدیل ہو گیا کہ سردی بالکل ختم ہو گئی۔

(بیہقی، ابونعیم ص 166، خصائص کبریٰ جلد دوم ص 83، حجۃ اللہ العلمین ص 436)

Marfat.com

جادو کا خاتمہ:

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک شخص نے آکر کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا بھائی بیمار ہے اس کے لیے دعا فرمائیں تاکہ وہ صحت یاب ہو جائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ اسے کیا عارضہ ہے اسے میرے پاس لے کر آو۔ اس شخص نے عرض کیا کہ اس پر جنون (جادو) کا اثر ہے۔ وہ جب آیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن حکیم کی چند آیات مبارکہ پڑھ کر دم کیا اور دعا بھی فرمائی اس کے بعد جب وہ کھڑا ہوا تو اس پر سے جنون (جادو) کے اثرات کا خاتمہ ہو چکا تھا۔

(سنن ابن ماجہ، خصائص الکبریٰ)

ایک بھی بال سفید نہ ہوا:

حضرت عمر بن اخطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی طلب فرمایا تو میں نے پانی پیش کیا اس برتن میں ایک بال تھا میں نے اسے باہر نکال دیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی۔ اے اللہ! اسے خوبصورت کر دے۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر بن اخطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ترانوے برس کی عمر میں دیکھا تو ان کے سر اور داڑھی میں ایک بھی بال سفید نہیں تھا۔ (حجۃ اللہ علی العلمین ص 437)

برکت کی دعا:

ایک مرتبہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے لیے برکت کی دعا فرمائیں۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تجھے برکت عطا فرمائے۔ اس دعا کی برکت کے باعث حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں زمین سے پتھر بھی اٹھاتا ہوں تو مجھے یوں محسوس ہوتا ہے کہ مجھے اس کے نیچے بھی سونا مل جائے گا۔

31ھ میں جب حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال ہوا تو انہوں نے اس قدر سونا اپنے ترکہ میں چھوڑا کہ جسے کدالوں سے کھود کر نکالا گیا تھا اور کھودنے والوں کے ہاتھوں میں چھالے پڑ گئے تھے ان کی چار بیویاں تھیں اور ہر ایک کے حصے میں اسی اسی ہزار دینار آئے تھے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ انہیں ایک ایک لاکھ دینار ملے تھے۔ بعض کا یہ کہنا ہے کہ ان کی ایک بیوی نے اسی ہزار دینار سے کچھ اور دینار لے کر علیحدگی اختیار کر لی تھی جسے آپ نے بیمار کے دنوں میں طلاق دے دی تھی۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سخاوت کا یہ حال تھا کہ ایک روز انہوں نے تیس غلام آزاد کیے

Marfat.com

ایک مرتبہ مال تجارت سے لدا ہوا سات سو اونٹوں کا سامان خیرات کر دیا جس میں ہر قسم کا مال تھا حتیٰ کہ انہوں نے اونٹوں کے کجاوے اور اوپر ڈالنے والے کپڑے بھی خیرات کر دیئے تھے۔

(کتاب الشفاء جلد اول)

اے اللہ فاطمہ بنت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو بھوکا نہ رکھ:

حضرت عمر بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک روز میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر تھا کہ اسی دوران حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تشریف لائیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آ کر کھڑی ہو گئیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) ذرا قریب آؤ۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھوڑا سا قریب ہوئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا۔ فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) نزدیک ہو جاؤ۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھوڑا سا مزید پاس ہو گئیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر ارشاد فرمایا۔ فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) قریب ہو جاؤ۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مزید نزدیک ہو گئیں تو اس وقت حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے چہرہ مبارک پر زردی چھائی ہوئی تھی اور خون نظر نہ آتا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی مبارک انگلیاں پھیلا کر اپنی مبارک ہتھیلی حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی گردن کے پاس رکھی اور اپنا سر انور اٹھا کر دعا فرمائی۔ اے اللہ! بھوک کے پیٹ کو بھر دینے والے اور حاجت روائی کرنے والے اور گرے ہوئے کو بلند کرنے والے فاطمہ بنت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو بھوکا نہ رکھ۔

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمانا ہے کہ میں نے اس وقت دیکھا کہ بھوک کی وجہ سے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے چہرہ انور پر جو زردی چھائی ہوئی تھی وہ ختم ہو چکی تھی اور خون ظاہر ہو رہا تھا۔ اس واقعہ کے چند دنوں بعد میں نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اس بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ اس وقت سے مجھے کبھی بھوک نے تنگ نہیں کیا۔

اس حوالے سے بیہقی نے لکھا ہے کہ یہ واقعہ پردے کی آیت نازل ہونے سے پہلے کا ہے

(بیہقی، ابو نعیم، دلائل النبوۃ، الکلام المبین فی آیۃ رحمۃ اللہ علیہ)

یا اللہ! اس کے مال اور اولاد میں اضافہ فرما:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میری والدہ محترمہ نے (میرے لیے) حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دعا کی التجاء کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی۔ اے اللہ! اس کے مال اور اولاد میں اضافہ فرما اور جو کچھ اسے عطا فرمائے اس میں برکت ڈال دینا۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کی قسم! رب تعالیٰ نے مجھے بہت مال عطا فرمایا ہے اور میری اولاد نیز اولاد در اولاد کا شمار اس وقت سو کے لگ بھگ ہے۔

Marfat.com

ایک روایت میں ہے کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ میں نہیں جانتا کہ جتنا فارغ البال میں ہوں یہ چیز کسی دوسرے کو بھی میسر آئی ہے میں اپنے ہاتھوں سے اپنے سو بچوں کو دفن کر چکا ہوں اور جو حمل ساقط ہوئے یا میری اولاد کی اولاد تھے ان کا ذکر نہیں۔

(کتاب الشفاء جلد اول)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ کا قبول اسلام:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں اپنی والدہ کو اسلام قبول کرنے کی دعوت دیتا تھا اور وہ مشرک تھیں (اس لیے دعوت اسلام قبول نہ کرتی تھیں) ایک روز میں نے ان سے اسلام قبول کرنے کے لیے کہا تو انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں بے ادبی کے الفاظ کہے مجھے بہت دکھ ہوا اور میں روتا ہوا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعا فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ میری والدہ کو ہدایت عطا فرمائے۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی۔ اے اللہ! ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ماں کو ہدایت عطا فرما۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سن کر میں خوش ہوتا ہوا اپنے گھر کی طرف آیا دیکھا کہ دروازہ بند ہے میری ماں نے میرے پاؤں کی آواز سن کر کہا کہ وہیں ٹھہرو۔ میں نے پانی کی آواز سنی۔ میری ماں نے نہا کر کپڑے پہن کر دروازہ کھولا اور کہا۔ اے ابوہریرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔ میں خوشی سے روتا ہوا پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور اپنی والدہ کے قبول اسلام کے بارے میں بتایا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا فرمایا۔ (صحیح مسلم شریف)

برکت کی دعا:

روایات میں آتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عروہ بن ابی الجعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے برکت کی دعا فرمائی۔ حضرت عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کی قسم! میرا یہ حال ہوا کہ میں کناسہ (کوفہ کا ایک بازار) میں جا کر کھڑا ہوتا تھا اور اس وقت تک واپس نہیں لوٹتا تھا جب تک کہ چالیس ہزار نفع حاصل نہ کر لیتا تھا۔ ایک روایت میں ہے کہ حضرت عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اگر مٹی بھی خریدتے تو انہیں اس میں بھی نفع ہوتا۔ (بخاری، مسند احمد، دار قطنی)

اللہ تعالیٰ ان کی دعائیں قبول فرمائے:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں دعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ ان کی

Marfat.com

دعائیں قبول فرمائے چنانچہ وہ جو دعا کرتے تھے اللہ تعالیٰ قبول فرماتا تھا۔

(ترمذی شریف، بیہقی)

شفائیہ معجزات

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بے شمار شفائیہ معجزات ہیں جن میں سے چند ذیل کے صفحات کی زینت بنائے جاتے ہیں۔

زخم فوراً ٹھیک ہوگیا:

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ خیبر کے روز میری پنڈلی میں تلوار کا زخم لگ گیا۔ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر تین مرتبہ پھونکا (میرا زخم ٹھیک ہوگیا) اور اس وقت سے لے کر اب تک مجھے کبھی درد کی شکایت نہیں ہوئی۔ (بخاری شریف جلد دوم)

لاعلاج بیماری کا علاج:

ایک مرتبہ ایک شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اس کے پاؤں زخمی تھے اور اطباء اس کے مرض کو لاعلاج قرار دے چکے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لعاب دہن مبارک اپنی انگشت مبارک پر ڈال کر مٹی کے ساتھ ملایا اور اس کے زخموں پر رکھتے ہوئے فرمایا۔ یا اللہ! ہمارے اس مریض کو لعاب اور خاک سے شفاء عطا فرما۔ لعاب دہن مبارک لگنے اور دعا کی برکت سے اس شخص کو آرام آگیا اور اس کے زخمی پاؤں ٹھیک ہوگئے۔

(بیہقی، ضیاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم جلد پنجم ص 479)

غدود ختم ہوگیا:

حضرت شرجیل جعفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہتھیلی پر ایک بڑا غدود تھا جس کی وجہ سے وہ تلوار کو ہاتھ میں نہیں پکڑ سکتے تھے اور نہ ہی گھوڑے کی لگام تھام سکتے تھے چنانچہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور اس بارے میں بیان کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے غدود پر اپنا دست مبارک زور سے دبا کر ملا تو فوری طور پر ہتھیلی سے غدود ختم ہوگیا۔ (طبرانی، بیہقی)

پیدائشی گونگا ٹھیک ہوگیا:

ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں ایک لڑکے کو لایا گیا جو کہ جوان ہو چکا تھا مگر اس نے کبھی بات نہیں کی تھی یعنی پیدائشی گونگا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا کہ بتاؤ میں کون ہوں؟ اس نے فوراً کہا آپ اللہ کے رسول ہیں۔ یہ کہتے ہی اس لڑکے کی زبان کھل گئی اور وہ بولنا شروع ہوگیا۔ (بیہقی، الکلام المبین فی

Marfat.com

آیات رحمۃ للعالمین)

مرض استسقاء سے نجات:

حضرت عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ابن ملاعب اسنہ کو مرض استسقاء لاحق ہو گیا تو انہوں نے اپنا ایک قاصد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا اور دعا کی درخواست کی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مٹھی مٹی لے کر اس میں اپنا لعاب دہن مبارک ڈالا اور قاصد کو دے دی۔ قاصد نے تعجب کرتے ہوئے اس مٹی کو لے لیا اور یہ خیال کیا کہ شاید حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مزاح فرمایا ہے مگر جب وہ مٹی لے کر ابن ملاعب کے پاس پہنچا تو وہ اس وقت قریب المرگ تھے انہوں نے پانی میں گھول کر وہ مٹی پی لی تو اس وقت ٹھیک ہو گئے۔

(ابونعیم، واقدی، الکلام المبین فی آیۃ رحمۃ للعالمین)

چیچک کے داغ ختم ہو گئے:

مروی ہے کہ حضرت ابیض بن جمال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چہرے پر چیچک کے داغ تھے ان کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بلایا اور ان کے چہرے پر اپنا دست اقدس پھیرا تو ان کا چہرہ اسی وقت بالکل ٹھیک ہو گیا اور چہرے سے چیچک کے نشانات ختم ہو گئے۔ (حجۃ اللہ علی العلمین ص 428)

ہر مرض سے نجات:

مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ بیر بضاعۃ (کنویں) پر تشریف لائے (جس کا پانی کھاری تھا) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ڈول میں کلی فرمائی اور پھر اسے کنویں میں ڈال دیا اس کے بعد دوبارہ ڈول میں کلی فرمائی اور کنویں میں ڈال دیا۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کنویں کا پانی نوش فرمایا پھر جب کبھی کوئی بیمار ہوتا تو فرماتے بضاعۃ کنویں کے پانی سے اس کو نہلاؤ چنانچہ جس مریض کو نہلایا جاتا وہ فوراً تندرست ہو جاتا بلکہ وہ بیماری سے اس طرح اٹھ جاتا جس طرح کہ اونٹ کی گوڈی کھول دو تو وہ اٹھ کر کھڑا ہو جاتا ہے۔

(حجۃ اللہ علی العلمین ص 403 خصائص الکبریٰ جلد دوم)

بینائی لوٹ آئی:

مروی ہے کہ حضرت حبیب بن فدیک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے باپ کی آنکھوں میں موتیا اتر آیا جس کے باعث ان کی بینائی بالکل چلی گئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی آنکھوں پر دم کیا اسی وقت ان کی آنکھیں ٹھیک ہو گئیں۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ میں نے انہیں اسی برس کی عمر میں سوئی میں دھاگہ ڈالتے ہوئے دیکھا۔ (بیہقی، طبرانی)

Marfat.com

ہاتھ کا زخم ٹھیک ہوگیا:

روایات میں آتا ہے کہ حضرت محمد بن حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ حضرت ام جمیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہیں لڑکپن کے دنوں میں حبشہ سے لے کر روانہ ہوئیں اور مدینہ منورہ سے تقریباً دو یوم کی مسافت پر ایک جگہ پر پڑاؤ کیا۔ اس جگہ کھانا پکایا۔ محمد بن حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سالن کی گرم ہنڈیا اٹھائی تو ان کے ہاتھ سے ہنڈیا گر گئی جس کی وجہ سے گرم گرم سالن ان کے ہاتھ پر گر پڑا اور ہاتھ جل گیا۔

حضرت ام جمیل رضی اللہ تعالیٰ عنہا مدینہ منورہ پہنچ کر اپنے بیٹے کے ہمراہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ میرا بیٹا ہے جس کا نام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم مبارک کی مناسبت سے رکھا گیا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب محمد بن حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر پر اپنا دست اقدس پھیرا اور حضرت ام جمیل رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حق میں برکت کی دعا فرمائی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لعاب دہن مبارک جناب محمد بن حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے منہ میں ڈالا اور ان کے جلے ہوئے ہاتھ پر بھی لعاب دہن مبارک لگایا اور یہ دعا فرمائی:

> "اے انسانوں کے رب! تکلیف دور فرما دے شفاء عطا فرما دے تو ہی شفاء عطا فرمانے والا ہے۔ تیرے سوا کسی کے ہاتھ میں شفا نہیں ہے ایسی شفاء جو بیماری کا مکمل طور پر خاتمہ کر دے۔"

روایات میں آتا ہے کہ حضرت ام جمیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے آئیں تو جناب محمد بن حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ کا زخم بالکل ٹھیک ہو چکا تھا۔

(مسند احمد بن حنبل جلد چہارم، بیہقی)

پاؤں کا زخم ٹھیک ہوگیا:

مروی ہے کہ غزوہ حنین کے دوران حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاؤں پر زخم لگ گیا جنگ ختم ہونے پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود ان کے پاس تشریف لائے دیکھا کہ وہ کجاوے کے ساتھ ٹیک لگائے بیٹھے ہوئے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے زخم پر اپنا لعاب دہن مبارک لگایا تو وہ زخمی پاؤں ٹھیک ہوگیا۔ (مسند احمد بن حنبل)

ٹوٹا ہوا ہاتھ ٹھیک ہوگیا:

ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں ایک ایسا لڑکا آیا جس کے ہاتھ کی ہڈی ٹوٹ چکی تھی اور ہاتھ کے ساتھ ایک چپٹی سی لکڑی بندھی ہوئی تھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لکڑی کھولی اور اپنا دست مبارک زخم پر رکھا وہ

Marfat.com

اسی وقت صحت یاب ہو گیا اس لڑکے کے سامنے کھانا رکھا گیا تو اس نے اپنے اسی ہاتھ سے کھانا کھایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لڑکے سے فرمایا کہ یہ لکڑی اپنے گھر لے جاؤ شاید کبھی تمہارے گھر والوں کو اس کی ضرورت پیش آ جائے۔

وہ لڑکا لکڑی اٹھائے اپنے گھر جا رہا تھا کہ راستے میں اسے ایک بوڑھا شخص ملا جو کافر تھا اس بوڑھے نے اس کا ٹوٹا ہوا ہاتھ پہلے دیکھا ہوا تھا اور اب بالکل صحیح حالت میں دیکھا تو اس بارے میں پوچھا۔ لڑکے نے سارا واقعہ بیان کر دیا چنانچہ وہ بوڑھا شخص اس لڑکے کے ہمراہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور اسلام قبول کیا۔ (پیارے نبی صلی اللہ وسلم کے معجزات)

اب اس کو کوئی تکلیف نہیں ہوگی:

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ حج کی غرض سے روانہ ہوئے وادی روحا میں پہنچ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک عورت کو اپنی طرف آتے ہوئے دیکھا تو اپنی سواری کو روک لیا اس عورت نے قریب آ کر عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ میرا بچہ جب سے پیدا ہوا ہے اس وقت سے بیمار چلا آ رہا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بچے کو پکڑ کر اپنے آگے بٹھایا اور اپنا لعاب دہن مبارک اس کے منہ میں ڈالتے ہوئے فرمایا۔ اے اللہ کے دشمن نکل جا کیونکہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بچے کو اس کی ماں کے حوالے کر دیا اور ارشاد فرمایا۔ اب اسے کوئی تکلیف نہیں ہوگی۔

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس حوالے سے مزید فرماتے ہیں کہ جب ہم حج ادا کرنے کے بعد وادی روحا میں پہنچے تو وہ عورت ایک بھنی ہوئی بکری لے کر خدمت اقدس میں حاضر ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت سے فرمایا کہ اس بکری کا ایک بازو مجھے دو۔ اس نے پیش کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اب دوسرا بازو بھی پکڑاؤ۔ اس نے پیش کر دیا تو ارشاد فرمایا اور بازو پکڑاؤ۔ عورت نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بکری کے دو ہی بازو ہوتے ہیں جو کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش کر دیئے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اگر تم خاموش رہتی تو میں جب تک بازو طلب کرتا رہتا تم مجھے بازو پکڑاتی رہتی۔ (بیہقی، حجۃ اللہ علی العلمین ص 427 خصائص الکبریٰ جلد دوم)

مریضوں کی شفاء یابی:

حضرت سنان بن طلق یمامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ وفد بنو حنیفہ میں سے میں وہ پہلا شخص ہوں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا سر مبارک دھو رہے ہیں مجھے دیکھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیٹھ جاؤ اور تم بھی اپنا سر دھو لو۔ میں نے اپنا سر دھویا اور پھر اسلام قبول کیا۔ اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ایک خط لکھ کر عنایت فرمایا میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ

Marfat.com

علیہ وسلم مجھے اپنے کُرتہ مبارک کا ایک ٹکڑا عنایت فرمائیں تاکہ میں اس سے اُنس حاصل کیا کروں۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنے کُرتہ مبارک کا ایک ٹکڑا عنایت فرمایا۔

اس حوالے سے حضرت محمد بن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو کہ حضرت سنان بن طلق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پوتے ہیں فرماتے ہیں کہ میرے والد نے مجھ سے بیان کیا کہ کُرتہ مبارک کا وہ ٹکڑا ہمارے پاس تھا اور ہم اسے دھو کر مریضوں کو پلاتے تھے تو اللہ تعالیٰ انہیں شفاء عطا فرما دیتا تھا۔

(حجۃ اللہ علی العلمین ص 426، البرہان ص 75 تا 76)

لڑکا تندرست ہو گیا:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ کوئی عورت ایک لڑکے کو لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی لڑکے کو جنون کی بیماری تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لڑکے کے منہ پر اپنا دست اطہر پھیرا تو لڑکے کو فوراً قے آئی اور اس میں پلے کی مانند کوئی چیز اندر سے نکلی اس کے بعد وہ لڑکا اس وقت تندرست ہو گیا۔ (کتاب الشفاء جلد اول)

معجزات در عالم حیوانات

ذیل میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات میں سے ان چند معجزات کا ذکر کیا جاتا ہے جو حیوانات میں جاری ہوئے اور اس حوالے سے احادیث مبارکہ اور کتب سیر میں ان کا تذکرہ موجود ہے۔

اونٹ نے اطاعت کی:

حضرت جابر بن عبداللہ حضرت یعلیٰ بن مرہ اور حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی ہے ان میں سے ہر ایک نے بیان کیا کہ ایک انصاری صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک اونٹ تھا جس سے وہ پانی لانے کا کام کیا کرتے تھے وہ اونٹ سرکش ہو گیا اور اپنی پیٹھ پر پانی نہیں اٹھاتا تھا اونٹ کے مالک نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ہاں ایک اونٹ ہے جس پر ہم پانی لاتے ہیں وہ سرکش ہو گیا ہے اور اپنی پیٹھ پر پانی نہیں اٹھاتا ہماری کھجوریں اور کھیتی سوکھ رہی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے فرمایا کہ اٹھو۔ وہ اٹھے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک باغ میں داخل ہوئے وہ اونٹ اس باغ کے ایک کونے میں تھا۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کی طرف بڑھے تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ اونٹ کاٹنے والے کتے کی طرح ہو گیا ہے ہمیں خطرہ ہے کہ کہیں اس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی تکلیف نہ پہنچے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مجھے اس سے کوئی ڈر نہیں۔

Marfat.com

اونٹ نے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف آیا اس نے اپنا منہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے زمین پر رکھ کر سجدہ کیا اور چپ چاپ بیٹھ گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے سر اور گردن پر اپنا دست رحمت پھیرا تو وہ بالکل ہی نرم پڑ گیا اور فرمانبردار ہو گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی ناک میں نکیل ڈال دی اور اسے اس کے مالک کے حوالے کر دیا پھر فرمایا:

''زمین و آسمان کے درمیان کوئی چیز ایسی نہیں جو نہ جانتی ہو کہ میں اللہ کا رسول ہوں سوائے نافرمان جنوں اور نافرمان انسانوں کے۔''

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ حیوان جس کو عقل نہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سجدہ کرتا ہے اور ہم تو عقل رکھتے ہیں اس لیے اس کی نسبت ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سجدہ کرنے کے زیادہ حقدار ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انسان کو جائز نہیں کہ دوسرے انسان کو سجدہ کرے اگر انسان کا دوسرے انسان کو سجدہ کرنا جائز ہوتا تو میں حکم دیتا کہ عورت اپنے خاوند کو سجدہ کرے کیونکہ خاوند کا عورت پر بڑا حق ہوتا ہے۔

(مشکوٰۃ شریف جلد سوم ص 540، مسند احمد، بزار، زرقانی جلد پنجم ص 140 تا 141)

ہرنی نے کلمہ شہادت پڑھا:

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک روز حضور صلی اللہ علیہ وسلم جنگل میں تھے کہ ایک ہرنی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مدد کے لیے پکارا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ ایک ہرنی بندھی ہوئی ہے اور ایک اعرابی وہاں سو رہا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ہرنی سے پوچھا۔ کیا کہتی ہو؟ اس نے کہا۔ مجھے اس اعرابی نے شکار کر لیا ہے اور میرے پہاڑ میں دو بچے ہیں اگر آپ مجھے تھوڑی دیر کے لیے چھوڑ دیں تو میں انہیں دودھ پلا کر واپس آ جاؤں گی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم ضرور اسی طرح ہی کرو گی؟ اس نے کہا۔ ہاں بے شک میں واپس آؤں گی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کھول دیا وہ گئی اور بچوں کو دودھ پلا کر پھر واپس آ گئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے پھر باندھ دیا اسی اثناء میں وہ اعرابی بیدار ہو گیا اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو وہاں دیکھا تو عرض کیا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کس ضرورت کے تحت یہاں پر جلوہ افروز ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں۔ پھر فرمایا تم اس ہرنی کو چھوڑ دو۔ اعرابی نے ہرنی کو چھوڑ دیا ہرنی وہاں سے دوڑتی جاتی تھی اور بلند آواز سے کہتی جاتی تھی اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ یعنی میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتی ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔

(طبرانی بیہقی۔ الکلام المبین فی آیۃ رحمۃ للعالمین)

Marfat.com

بکریوں نے سجدہ کیا:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ایک انصاری صحابی ایک انصاری کے باغ میں تشریف لے گئے وہاں پر کچھ بکریاں تھیں انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سجدہ کیا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم پر آپ کی تعظیم کرنا زیادہ واجب ہے ہم بھی آپ کو سجدہ کیا کریں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کے سوا اور کسی کو سجدہ نہیں کرنا چاہیے۔ (مسند احمد، بزار)

گوہ کی گواہی:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے (جبکہ یہ روایت حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی مروی ہے) کہ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبوی میں تشریف فرما تھے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی موجود تھے۔ اسی اثناء میں بنی سلیم کے قبیلہ سے ایک اعرابی آیا جس کا نام سعد یا سعید یا معاذ تھا اس نے ایک سوسمار یعنی گوہ اٹھا رکھی تھی اور اپنے آستین میں چھپائی ہوئی تھی اس نے آتے ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نازیبا الفاظ میں گفتگو شروع کی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رہا نہ گیا اٹھے اور چاہا کہ اسے پکڑ کر ختم کر دیں لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ نرمی کرو، نرمی کرو، اے عمر (رضی اللہ عنہ) صبر کرو۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس اعرابی سے فرمایا۔ اللہ کی قسم! میں اس آسمان کے نیچے امین ہوں اور آسمانوں پر فرشتے میری تعریف کرتے ہیں میں زمین پر امین ہوں اور زمین والے بھی میری تعریف کرتے ہیں۔ اے اعرابی! میری مجلس میں اچھی بات کہو اور میرے بارے میں اچھے کلمات کہو۔

اعرابی نے کہا۔ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) مجھے لات وعزیٰ کی قسم ہے میں اس وقت تک ایمان نہ لاؤں گا جب تک یہ سوسمار آپ کی رسالت کی گواہی نہیں دے دیتی۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سوسمار کو مخاطب کر کے فرمایا کہ بتاؤ میں کون ہوں اور تیرا رب کون ہے؟ سوسمار نے کہا۔ میرا اللہ زمین و آسمان کو بنانے والا ہے تری اور خشکی پر اس کی بادشاہی ہے اور آپ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بن عبداللہ ہیں۔ اللہ کے رسول اور خاتم الانبیاء ہیں پیغمبروں کے رہنما اور پیشوا ہیں۔ متقیوں کے امام اور امت کے قائد ہیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے گا نجات پائے گا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرنے والا اللہ تعالیٰ کا محبوب ہوگا اور جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی وہ ہمیشہ خسارے میں رہے گا۔ اعرابی سوسمار کی باتیں سن کر بڑا خوش ہوا اور خوشی خوشی واپس جانے لگا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس اعرابی سے فرمایا۔ کیا تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ مذاق کرتے ہو۔ وہ بولا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں مذاق نہیں کرتا اصل بات یہ ہے کہ جب میں آپ صلی اللہ علیہ پاس آیا تو ساری زمین پر مجھے آپ جیسا کوئی دشمن دکھائی نہیں دیتا تھا مگر اب مجھے ساری زمین پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم جیسا محبت کرنے والا نظر نہیں

Marfat.com

آتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اسلام قبول کرنے کی دعوت دی تو اس نے کہا۔ اب مجھے کسی معجزے کی ضرورت نہیں میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے رسول ہیں۔ اعرابی کے اسلام لانے سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم بہت خوش ہوئے اور اپنی جگہ سے اٹھ کر تین مرتبہ اس کے ہاتھ پر اپنا دست مبارک رکھا اور فرمایا اے اعرابی تم آئے تھے تو کافر تھے اب واپس جا رہے ہو تو ایمان کی دولت لے کر جا رہے ہو۔ پھر ارشاد فرمایا۔ کیا تمہارے پاس دنیاوی دولت ہے؟ اعرابی نے کہا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اللہ کی قسم ہے کہ نبی سلیم میں مجھ سے زیادہ کوئی بھی شخص غریب نہیں ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے فرمایا آج کون اس اعرابی کو ایک اونٹنی دے گا میں ضامن ہوں کہ قیامت کے روز میں اس شخص کو اونٹنی دوں گا۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ جلدی سے اٹھے اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان ہوں میرے پاس دس ماہ کی سرخ اونٹنی ہے جو کہ مجھے اشعث بن قیس نے غزوہ تبوک کے موقع پر تحفہ کے طور پر دی تھی اگر آپ حکم فرمائیں تو اعرابی کو دے دوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابن عوف! تم نے اپنی اونٹنی کی تعریف کی ہے میں بھی اس اونٹنی کی تعریف کرتا ہوں جو میرے پاس ہے۔ مری اونٹنی سرخ موتی سے بنی ہے اس کی گردن سرخ یاقوت کی ہے اس کے کان زمرد کے ہوں گے ہاتھ پاؤں جواہرات سے مزین ہوں گے اس پر ریشم اور کم خواب کے کپڑے ہوں گے اے ابن عوف تم اس اونٹنی پر چڑھ کر خراماں میرے حوض کے پاس آؤ گے۔ اس کے بعد اعرابی۔ سے فرمایا اے اعرابی! اس خوبصورت اونٹنی پر بیٹھ جاؤ جو کہ عبدالرحمٰن بن عوف (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) لے کر آئے ہیں۔

اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعرابی سے فرمایا کہ ایمان اس وقت تک مکمل نہیں ہوتا جب تک نماز نہ ہو اور نماز اس وقت تک مکمل نہیں ہوتی جب تک کہ قرأت قرآن نہ کی جائے پھر فرمایا تم قرآن حکیم کی چند سورتیں یاد کر لو تاکہ تمہارا دین درست ہو جائے۔ اعرابی نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے یاد کرائیے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو سورہ فاتحہ اور سورہ اخلاص کی تعلیم دی۔ اعرابی ان سورتوں کو یاد کرتا گیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کتنا پاکیزہ کلام ہے جو آپ مجھے سکھا رہے ہیں کتنا اچھا دین ہے جو آپ مجھے سکھا رہے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم شکر ادا کیا کرو اللہ تعالیٰ شکر کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ سوسمار مانگا تاکہ اسے پالوں اور کچھ چیز کھلاؤں لیکن اس دن کے بعد اس نے کوئی بات نہ کی۔

(طبرانی، بیہقی، ابو نعیم جلد دوم، خصائص الکبریٰ جلد دوم)

گھوڑے نے اطاعت کی:

مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی سفر کے دوران اپنے گھوڑے سے فرمایا کہ جب تک ہم نماز سے

Marfat.com

فارغ نہ ہو جائیں تم حرکت نہ کرنا چنانچہ جب تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز ادا کرتے رہے گھوڑا بے حس وحرکت کھڑا رہا حتی کہ کان تک نہ ہلایا۔ (کتاب الشفاء جلد اول)

اونٹ کی شکایت:

ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک انصاری کے باغ میں تشریف لے گئے وہاں پر ایک اونٹ موجود تھا اس اونٹ نے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو رو پڑا اور اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس اونٹ کے پاس آئے اور اس کے سر اور کنپٹی پر اپنا دست شفقت پھیرا تو وہ چپ ہو گیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ اس اونٹ کا مالک کون ہے؟ عرض کی گئی کہ فلاں انصاری ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فوری طور پر ان کو بلوایا اور فرمایا ان جانوروں کو اللہ تعالیٰ نے تمہارے قبضے میں دے کر ان کو تمہارا محکوم بنایا ہے لہٰذا تم لوگوں پر لازم ہے کہ تم ان جانوروں پر رحم کیا کرو۔

تمہارے اونٹ نے مجھ سے تمہاری شکایت کی ہے کہ تم اسے بھوکا رکھتے ہو اس کی طاقت سے زیادہ اس سے کام لے کر اسے تکلیف دیتے ہو۔ (ابوداؤد جلد اول ص 352)

معجزات شجر وحجر

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات کثیرہ میں ایسے معجزات بھی شامل ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شجر وحجر میں تصرف فرمایا۔ پتھروں اور درختوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم مانا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کلام کیا چنانچہ اس حوالے سے ذیل معجزات کا بیان کیا جاتا ہے۔

چھڑی تلوار بن گئی:

غزوہ بدر میں حضرت عکاشہ بن محصن رضی اللہ تعالیٰ عنہ بڑی بے جگری سے لڑ رہے تھے لڑتے لڑتے ان کی تلوار ٹوٹ گئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تو ان کی کھجور کی ایک چھڑی مرحمت فرما دی وہ یہ چھڑی لے کر دشمن کی صفوں میں گھس گئے یہ چھڑی ان کے ہاتھ میں آتے ہی سفید رنگ کی لمبی تلوار بن گئی اور وہ لڑائی ختم ہونے تک داد شجاعت دیتے رہے۔ مروی ہے کہ وہ تلوار حضرت عکاشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس مرتے دم تک رہی۔

(الاستیاب، حجۃ اللہ علی العلمین ص 431 البدایہ والنہایہ جلد سوم)

لکڑی کے ستون کا رونا:

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب مسجد نبوی میں خطبہ پڑھتے تو کھجور کے اس تنہ پر جو ستون کے طور پر مسجد میں لگا ہوا تھا لگا لیا کرتے تھے پھر جب منبر تیار ہو گیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

اس پر خطبہ پڑھنے کے لیے رونق افروز ہوئے تو وہ ستون جس سے ٹیک لگا کر آپ صلی اللہ علیہ خطبہ ارشاد فرماتے تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فراق میں چیخ اٹھا اور قریب تھا کہ شدت اضطراب سے پھٹ جائے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم منبر پاک سے اترے اس ستون نے بچے کی طرح رونا اور بلبلانا شروع کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ستون کو اپنے سینہ اقدس سے چمٹالیا تو اس ستون کو قرار حاصل ہوا اور وہ خاموش ہوگیا۔

اس حوالے سے حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ستون کو روتے اور بلکتے ہوئے دیکھا تو اس کو اپنے سینہ اطہر سے لگا کر فرمایا اگر تُو چاہے تو میں تجھے اسی باغ میں لوٹا دوں جس میں تو پہلے تھا وہاں تجھ میں شاخیں نکل آئیں گی اور مکمل درخت بن جائے گا اور پھل پھول آئیں اور اگر تُو چاہے تو میں تجھے جنت میں لگا دوں اور اولیاء اللہ تیرے پھل کھائیں ستون نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے جنت میں لگا دیجیے تا کہ اولیاء اللہ میرے پھل کھائیں اور پرانا ہونے سے بچ جاؤں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے یہ کام کردیا۔ پھر فرمایا تم نے فانی گھر کو چھوڑ کر باقی رہنے والے گھر کو پسند کیا ہے۔

(بخاری شریف جلد اول، مشکوٰۃ شریف، کتاب الشفاء جلد اول)

درخت اور پہاڑ سلام کرتے ہیں:

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ہم مکہ مکرمہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک طرف تشریف لے گئے پس جو درخت اور پہاڑ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آتا وہی سلام عرض کرتا۔ ''اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ۔'' (کتاب الشفاء جلد او)

پہاڑ کی التجاء:

روایت ہے کہ جب قریش مکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش میں تھے تو کوہ ثبیر نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ میرے اوپر سے اتر کر کسی اور جگہ تشریف لے جائیں مجھے خدشہ ہے کہ کہیں کفار آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو میری پشت پر شہید نہ کردیں اگر خدانخواستہ ایسا ہوا تو مجھے ڈر ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھ پر عذاب نازل فرمائے گا اس وقت حرا پہاڑ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ میری طرف تشریف لے آئیں۔ (کتاب الشفا جلد اول)

درختوں نے حکم مانا:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو قضائے حاجت کی ضرورت محسوس ہوئی لیکن قریب ترین کوئی درخت موجود نہ تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ میدان کی اس کنارے پر ایک اور درخت موجود ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک درخت کے پاس تشریف لے گئے اور اس کی ایک ٹہنی کو پکڑ کر ارشاد فرمایا۔ اللہ کے رسول کا حکم مان۔ یہ سنتے ہی وہ درخت اس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی

Marfat.com

تعمیل کرنے لگا جس طرح اونٹ کو نکیل ڈال کر حکم ماننے پر مجبور کر لیا جاتا ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم دوسرے درخت کے پاس تشریف لے گئے اور اس کو بھی اسی طرح حکم دے کر لے آئے یہاں تک کہ دونوں درخت میدان کے درمیان میں پہنچ گئے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حکم دیا کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے مل جاؤ۔ وہ درخت باہم آپس میں مل گئے۔

ایک روایت میں یہ معجزہ اس طرح بیان ہوا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ فلاں درخت سے جا کر کہو کہ تم اس دوسرے درخت سے جا کر کہو کہ تم اس دوسرے درخت سے جا کر مل جاؤ تا کہ تمہاری اوٹ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما سکیں۔ راوی فرماتے ہیں کہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کی تعمیل کی اور وہ درخت اپنی جگہ سے ہلا اور دوسرے درخت سے جا کر مل گیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان درختوں کے عقب میں جا کر تشریف فرما ہو گئے اور میں پرے چلا گیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس کے بارے میں غور و فکر کرنے لگا۔ تھوڑی دیر کے بعد میں نے دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لا رہے تھے اور دونوں درخت اپنے تنے پر سیدھے کھڑے ہو گئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تھوڑی دیر کے بعد اپنے سر اقدس کو دائیں اور بائیں طرف اشارہ فرمایا تو دونوں درخت اپنی اپنی جگہ پر چلے گئے۔
(صحیح مسلم شریف، زرقانی جلد پنجم)

جب تلوار ٹوٹ گئی:

حضرت سعید بن میسب رحمتہ اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غزوہ احد میں لڑائی سے ایک روز قبل یہ دعا مانگی کہ یا اللہ! میں تجھے قسم دیتا ہوں کہ کل صبح دشمن سے میرا مقابلہ ہو تو وہ میرا پیٹ چاک کر ڈالے اور میری ناک اور کان کاٹ لے پھر تو مجھ سے سوال کرے کہ تجھے کس لیے شہید کا گیا تو میں کہوں کہ تیرے لیے۔

دوسرے روز جب جنگ شروع ہوئی تو حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایسی بے جگری سے لڑے کہ لڑتے لڑتے ان کی تلوار ٹوٹ گئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو کھجور کی ایک مضبوط چھڑی عطا فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ اس سے لڑو۔ وہ چھڑی حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں آتے ہی تلوار بن گئی وہ اس سے کافی دیر تک لڑتے رہے حتیٰ کہ کفار میں سے ابوالحکم ابن اخنس ثقفی نے ان کو شہید کر دیا مشرکین نے ان کی لاش کا مثلہ کیا اور ناک اور کان کاٹ لیے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول فرمالی۔

حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں کھجور کی جو چھڑی تلوار بن گئی اس تلوار کا نام عرجون تھا جو ان کے خاندان میں بطور تبرک موجود رہی اور خلفائے بنو عباس کے دور تک باقی رہی یہاں تک کہ خلیفہ معتصم باللہ کے ایک امیر بفاتر کی نے دوسو (بائیس) دینار میں اسے خرید لیا۔ (مستدرک حاکم، حجتہ اللہ علی العالمین ص 432، خصائص

Marfat.com

کبریٰ جلد اول)

منبر تھرتھرانے لگا:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر مبارک پر آیت مبارک پڑھی وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ یعنی اللہ تعالیٰ کی قدر کافروں نے نہیں پہچانی جیسی کہ قدر پہچاننے کا حق تھا۔اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔جبار (اللہ تعالیٰ) اپنی بڑائی بیان کرتا ہے کہ میں جبار ہوں میں جبار ہوں میں بہت بلند شان والا ہوں۔

اس کام کے سنتے ہی منبر مبارک خوب تھرتھرایا یہاں تک کہ ہم لوگوں کو یہ خیال ہوا کہ کہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر سے گر نہ پڑیں۔(مسلم شریف،نسائی،مسند احمد)

درخت کا حاضر ہونا:

حضرت یعلیٰ بن مرہ ثقفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ہم ایک سفر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے ایک جگہ پر ہم نے پڑاؤ ڈالا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم استراحت کی غرض سے آرام فرما ہوئے اسی دوران ایک درخت زمین کو چیرتا ہوا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس مید حاضر ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھکتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو چھپالیا پھر وہ واپس اپنی جگہ پر چلا گیا۔

اس حوالے سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نیند سے بیدار ہوئے تو اس درخت کی حاضری کے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔اس درخت نے اللہ تعالیٰ سے حاضری کی اجازت مانگی اللہ تعالیٰ نے اس کو اجازت عطا فرمادی تا کہ وہ مجھے سلام کرنے کے لیے حاضر ہو۔

(صحیح بخاری شریف،مسند احمد جلد اول،ابونعیم)

درخت دولخت ہو گیا:

ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اونٹنی پر سوار تشریف لے جارہے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک وادی میں سے گزرے جو کہ غزوہ طائف کے دوران ایک مقام پر آئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم غنودگی کی حالت میں اونٹنی پر تشریف فرما چلے جارہے تھے وہاں پر درختوں کے گنجان جھنڈ تھے راستے میں بیری کا ایک درخت آگیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر بیری کا درخت دولخت ہو گیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کے درمیان سے گزر گئے اس درخت کو سب سدرۃ النبی کہتے تھے یہ درخت ایک عرصہ تک اس حالت میں موجود رہا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزے کا اظہار کرتا رہا۔ لوگ اس درخت کا احترام کرتے وادی کے چرواہے وہاں جا کر اردگرد کے تمام درختوں کے پتے جھاڑ کر اپنے

Marfat.com

مویشیوں کو کھلاتے لیکن سدرۃ النبی کو احترام کی وجہ سے ہاتھ نہیں لگاتے تھے۔ (دلائل النبوۃ)

کنکریوں کا تسبیح کرنا:

حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اوقات خلوت کا خیال کر کے چلا جاتا تھا ایک روز میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خلوت میں تنہا دیکھ کر خدمت اقدس میں بیٹھ گیا اسی اثناء میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے اور سلام کر کے داہنی طرف بیٹھ گئے اس کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے اور سلام کر کے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے داہنی طرف بیٹھ گئے پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے اور سلام کر کے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے داہنی طرف بیٹھ گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سات کنکریاں تھیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اٹھا کر اپنے دست مبارک میں رکھیں تو وہ کنکریاں اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرنے لگیں اور ان کی آواز سب نے سنی جیسے شہد کی مکھی آواز کرتی ہے۔

پھر ان کنکریوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھ دیا تو وہ خاموش ہو گئیں اس کے بعد وہ کنکریاں اٹھا کر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر رکھ دیں تو وہ پھر تسبیح کرنے لگیں اور ان کی آواز شہید کی مکھیوں کی مثل سنی گئی اس کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رکھ دیں تو وہ خاموش ہو گئیں پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ کنکریاں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر رکھیں تو وہ پھر تسبیح کرنے لگیں ایسی آواز سنی گئی گویا شہد کی مکھی بولتی ہے پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں رکھ دیا اور وہ کنکریاں خاموش ہو گئیں۔ اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اٹھا کر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر رکھا وہ پھر تسبیح کرنے لگیں اور ان کی آواز شہد کی مکھی کی آواز کی طرح سنی گئی پھر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں رکھ دیا تو وہ خاموش ہو گئیں۔ (بیہقی، دلائل النبوۃ)

درخت نے سلام کیا:

حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ایک اعرابی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے معجزہ طلب کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس درخت سے جا کر کہو کہ تجھے اللہ کا رسول بلاتا ہے حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ درخت یہ حکم سنتے ہی آگے پیچھے اور دائیں بائیں کو جھکا جس سے اس کی جڑیں اکھڑ گئیں پھر وہ زمین کو چیرتا ہوا اپنی جڑیں گھسیٹتا اور مٹی اڑاتا ہوا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو گیا اور عرض کی اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اعرابی نے یہ دیکھ کر کہا کہ آپ اس درخت کو اپنی اصلی جگہ پر واپس جانے کا حکم فرمائیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے وہ درخت واپس اپنی جگہ پر چلا گیا اس کی جڑیں جم گئیں اور وہ بالکل سیدھا کھڑا ہو گیا اعرابی نے کہا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ وسلم مجھے اپنے لیے سجدہ کرنے کی اجازت عطا فرمائیں۔ آپ صلی اللہ

Marfat.com

علیہ وسلم نے فرمایا اگر مخلوق میں سے کسی کے لیے میں سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو عورتوں کو حکم دیتا کہ اپنے خاوند کو سجدہ کیا کریں۔ اس کے بعد اعرابی نے التجاء کی کہ مجھے اس بات کی اجازت فرمائیں کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں ہاتھوں اور مبارک پاؤں کو چوم لوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اس کی اجازت دے دی۔

اس حوالے سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ سفر کر رہے تھے کہ ایک اعرابی حاضر خدمت ہوا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے دریافت فرمایا کہ کہاں جا رہے ہو؟ اس نے کہا کہ اپنے اہل وعیال کے پاس جا رہا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کیا تمہیں اپنی بھلائی چاہیے؟ اس نے کہا۔ وہ کیسی بھلائی ہے ارشاد فرمایا تیری بھلائی اس میں ہے کہ تو اس بات کی گواہی دے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور اس بات کی گواہی دے کہ محمد اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔

اعرابی نے کہا۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ان باتوں کی گواہی دینے والا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میدان کے اس کنارے پر جو کیکر کا درخت کھڑا ہے وہ بھی میری گواہی دیتا ہے۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس درخت کو بلایا تو وہ درخت اسی وقت چل کر بارگاہ اقدس میں حاضر ہو گیا جو کچھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا اس کی اس نے تین مرتبہ تصدیق کی پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اشارے سے واپس اپنی جگہ پر چلا گیا۔ (بیہقی، بزار، کتاب الشفاء جلد اول)

شاخ کا روشن ہو جانا:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھی رات سخت اندھیری تھی اور آسمان پر کالی گھٹائیں چھائی ہوئی تھیں روانہ ہوتے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں درخت کی ایک ٹہنی عطا فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ تم بلاخوف وخطر اپنے گھر جاؤ یہ ٹہنی تمہارے ہاتھ میں اس طرح روشن ہو جائے گی کہ دس افراد تمہارے آگے اور دس افراد تمہارے پیچھے اس کی روشنی میں چل سکیں گے۔ (ایک روات میں یہ الفاظ ہیں کہ یہ ٹہنی تمہارے آگے اور پیچھے دس دس ہاتھ تک روشنی ڈالے گی) اور جب تم گھر پہنچو گے تو ایک کالی چیز کو دیکھو گے اس کو مار کر گھر سے نکال دینا۔

حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے ہی وہاں سے چلے تو وہ ٹہنی روشن ہو گئی اور وہ اس کی روشنی میں چل کر اپنے گھر پہنچ گئے اور دیکھا کہ وہاں ایک کالی چیز موجود ہے انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق اسے مار کر گھر سے باہر نکال دیا۔

(مسند احمد، الکلام المبین فی آیات رحمۃ للعالمین ص 116)

شارحین کا کہنا ہے کہ وہ کالی چیز شیاطین میں سے کوئی شیطان تھا کہ جو اس وقت وہاں پر موجود تھا جسے حضرت

Marfat.com

قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر نکال دیا۔

پتھروں اور درختوں نے حکم مانا:

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ایک سفر جہاد میں فرمایا کہیں قضائے حاجت کے لیے جگہ ہے؟ میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اس میدان میں آدمیوں کی کثرت ہے مجھے تو کوئی ایسی جگہ نظر نہیں آ رہی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دیکھو کہیں درخت یا پتھر ہیں میں نے عرض کیا ہاں چند درخت تھوڑے فاصلے پر نظر آ رہے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جا کر درختوں سے کہو کہ تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حکم کرتے ہیں کہ اکٹھے ہو جاؤ اور جو پتھر نظر آئے اسے بھی اسی طرح کہو۔ چنانچہ میں نے جا کر کہا۔ اللہ کی قسم میں نے دیکھا ان درختوں کو کہ قریب ہو گئے اور پتھر بھی مل کر دیوار کی طرح ہو گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے پیچھے بیٹھ کر قضائے حاجت کی جب فارغ ہوئے تو مجھ سے فرمایا کہ ان سے کہہ دو کہ علیحدہ ہو جاؤ۔ میں نے ان سے کہہ دیا تو اللہ کی قسم میں نے دیکھا کہ وہ درخت اور پتھر جدا ہو کر اپنی اپنی جگہ پر چلے گئے۔ (بیہقی، ابویعلیٰ)

معجزات عالم جنات

جنات کے حوالے سے بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات احادیث مبارکہ اور کتب سیر میں درج ہیں چنانچہ میں چند ایسے ہی معجزات کا بیان کیا جاتا ہے۔

جن کو سزا:

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ مکہ مکرمہ کے پہاڑ ابوقبیس سے ایک جن نے بلند آواز سے دین اسلام کی برائی میں چند اشعار کہے جن کا مفہوم یہ تھا کہ مسلمانوں کو جلد مار ڈالو اور شہر سے نکال دو روایت پرستی مت چھوڑو۔ کفار اس آواز کو سن کر بہت خوش ہوئے اور مسلمانوں سے کہنے لگے کہ غیب سے بھی تمہارے قتل اور شہر بدر کرنے کا حکم ہوتا ہے۔ مسلمان اس بات سے بہت رنجیدہ ہوئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر صورت حال بیان کی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم خاطر جمع رکھو وہ آواز کرنے والا مسعر نامی جن تھا اسے عنقریب اللہ تعالیٰ سزا دے گا۔ جب تیسرا دن ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو خوشخبری دیتے ہوئے فرمایا کہ آج ایک قوی ہیکل جن جس کا نام سمحج ہے میرے پاس آ کر مسلمان ہوا ہے میں نے اس کا نام عبداللہ رکھا ہے اس نے مجھ سے مسعر کے قتل کی اجازت مانگی ہے اور میں نے اسے اجازت دے دی ہے آج مسعر مارا جائے گا۔ مسلمان یہ سن کر بہت خوش

Marfat.com

ہوئے اور انتظار کرنے لگے۔

شام کے وقت اسی پہاڑ کی طرف سے ایک بلند آواز آئی اور چند اشعار سنائی دیے جن کا مفہوم یہ تھا کہ ہم نے مسعر کو اس لیے قتل کر دیا ہے کہ اس نے سرکشی کی اور تکبر کیا اور حق کی توہین کی اور بری بات کی راہ نکالی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں بے ادبی کی میں نے ایک چمکتی ہوئی تلوار سے اس کا کام تمام کر دیا۔ (ابو نعیم، اخبار مکہ، الکلام المبین)

جنات کا جھگڑا:

حضرت بلال بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ہم ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ سفر کر رہے تھے ہمارا پڑاؤ جب مقام عروج پر ہوا تو میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کرنے کی غرض سے خدمت اقدس میں حاضری کے لیے گیا تو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم لشکر کے خیمہ سے دور جنگل میں تنہا تشریف فرما ہیں۔ جب میں قریب پہنچا تو میرے کانوں میں شور و غوغا کی آواز آئی گویا کہ بہت سے آدمی آپس میں کچھ جھگڑا کر رہے ہیں میں نے توقف کیا اور سمجھا کہ مردان غیب کا ہجوم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہے یہاں تک کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود وہاں سے اٹھ کر تبسم کرتے ہوئے تشریف لائے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ شور کیسا تھا؟

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان اور کافر جنات کے درمیان سکونت کے بارے میں جھگڑا تھا اور میرے پاس وہ فیصلہ کروانے کے لیے آئے تھے میں نے ان کے درمیان یہ فیصلہ کر دیا کہ مسلمان جنات جبش میں سکونت رکھیں اور کفار غور میں اور آپس میں نہ ملیں۔

اس حدیث کے راوی کثیر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے مشاہدہ کیا ہے کہ جبش میں جسے جن کا آسیب ہوتا تھا تو وہ جلد شفاء پاتا تھا اور جسے غور میں آسیب کا اثر ہوتا ہے وہ اکثر ہلاک ہو جاتا ہے۔ (مسند احمد، بیہقی، ابو یعلی، بزار، الکلام المبین)

جن نے عورت کو چھوڑ دیا:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ایک سفر میں تھے راستے میں ایک گاؤں میں پہنچے اس گاؤں کے لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کی خبر سن کر گاؤں سے باہر انتظار میں تھے۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم وہاں پہنچے تو انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس گاؤں میں ایک نوجوان عورت ہے اس پر ایک جن عاشق ہوا ہے وہ عورت نہ کھاتی ہے نہ سوتی ہے قریب ہے کہ وہ ہلاک ہو جائے۔

حضرت جابر بن رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس عورت کو دیکھا بہت خوبصورت تھی جیسے چاند کا

Marfat.com

ٹکڑا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بلا کر اس سے فرمایا کہ اے جن! تو جانتا ہے کہ میں کون ہوں محمد رسول اللہ ہوں۔ اس عورت کو چھوڑ دے اور چلا جا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ الفاظ فرماتے ہی وہ عورت ہوشیار ہوگئی اور نقاب منہ پر کھینچ لیا اور مردوں سے شرم کرنے لگی اور بالکل ٹھیک ہوگئی۔ (الکلام المبین ص 90)

جن نے دعوت اسلام دی:

حضرت تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ جن دنوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے میں شام میں تھا سفر کے دوران مجھے راستے میں رات ہوگئی میں نے عربوں کے قدیم رواج کے مطابق اس جنگل میں بلند آواز سے کہا کہ میں اس جنگل کے سردار کی پناہ چاہتا ہوں۔ یکبارگی مجھے ایک آواز سنائی دی اور مجھے نظر نہیں آتا تھا۔ آواز آئی کہ اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگ اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر جنات کسی کو پناہ نہیں دے سکتے۔

میں نے کہا کہ کیا کہتا ہے؟ آواز آئی کہ عرب میں ایک پیغمبر کا ظہور ہوا ہے اور ہم نے ان کے پیچھے حجون میں نماز پڑھی ہے اور ہم مسلمان ہوگئے ہیں اور ان پیغمبر کے تابع ہوگئے ہیں۔ اب جنات کا مکر ختم ہوگیا ہے اور جنات کو آگ کے شعلوں کی مار پڑتی ہے تم جاؤ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کرو۔

حضرت تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب صبح ہوئی تو میں وہاں سے روانہ ہوا ایک شہر میں پہنچا وہاں پر ایک راہب سے یہ قصہ بیان کیا۔ اس نے کہا، جنات نے سچ کہا ہے ایک پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم حرم پاک میں ظاہر ہو کر دوسرے حرم پاک کی طرف ہجرت کریں گے اور وہ پیغمبر سب پیغمبروں سے افضل ہیں تم جلدی سے ان کی خدمت میں پہنچو۔ (ابونعیم)

جن نے اسلام کی رغبت دلائی:

حضرت سواد بن قارب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ایام جاہلیت میں میری ایک جن سے آشنائی تھی وہ مجھے آئندہ پیش آنے والی خبریں بتا دیا کرتا تھا اور میں لوگوں کو بتا دیتا تھا اس وجہ سے مجھے بہت فائدہ ہوتا تھا لوگ مجھے نذرانے دیا کرتے تھے اس کی خبریں سچی نکلتی تھیں۔ ایک مرتبہ میں سو رہا تھا کہ اس جن نے آکر مجھے جگایا اور کہا۔ اٹھ اور ہوش میں آ۔ اگر تجھ میں عقل و شعور ہے تو ابھی چل کہ لوئی بن غالب کی اولاد سے ایک پیغمبر مبعوث ہوئے ہیں۔ پھر اس نے چند اشعار پڑھے جن کا مفہوم یہ ہے کہ مجھے تعجب ہے جنات کے حال سے کہ مضطرب ہو کر اپنے اونٹوں پر زین باندھ کر مکہ مکرمہ کی طرف ہدایت کی غرض سے جاتے ہیں اور مسلمان جن ناپاک جنوں کی طرح نہیں ہیں تو بھی ان کی طرف کوچ کر جو قبیلہ بنی ہاشم میں سردار ہیں۔

حضرت سواد بن قارب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں وہ اشعار سن کر رات بھر بے چین رہا دوسری رات بھی اس جن نے مجھے آکر جگایا اور اسی طرح کے اشعار پڑھے تیسری رات بھی اسی طرح ہوا جب تین راتیں متواتر میں نے یہ حال دیکھا تو میرے دل میں اسلام کی محبت پیدا ہوئی اور میں مکہ مکرمہ کی طرف روانہ ہوا حضور صلی اللہ علیہ

Marfat.com

وسلم کی خدمت اقدس میں پہنچا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دیکھتے ہی خوش ہو کر فرمایا۔ اے سواد بن قارب! میں جانتا ہوں کہ تم جس سبب سے آئے ہو۔ میں نے کہا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے کچھ اشعار آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح میں کیسے ہیں پہلے ان اشعار کو سن لیجیے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ پڑھو چنانچہ میں نے قصیدہ بائیہ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں کہا تھا پڑھا اس قصیدے کا آخری شعر یہ ہے۔

ترجمہ: ''اور آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) اس روز میرے شفیع ہو جائیے جس روز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کوئی شفاعت کرنے والا نہ ہوگا اور نہ کوئی سواد بن قارب کو کوئی نفع پہنچانے والا ہوگا۔'' (الکلام المبین ص 84-83 بحوالہ بیہقی)

جن رخصت ہو گیا:

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم شام کی حدود میں سفر کر رہے تھے وہاں ایک کاہنہ عورت اپنے فن میں مشہور تھی ہم اس سے ملاقات کے لیے گئے اور اس سے اپنے سفر کے حالات کا پوچھا اس نے کہا اب مجھے کچھ معلوم نہیں ہوتا کیونکہ جس جن سے میرا رابطہ تھا میں اس سے پوچھ کر سوالوں کے جواب دیا کرتی تھی ایک روز اس نے میرے دروازے پر کھڑے ہو کر مجھ سے کہا کہ اب میں تجھ سے رخصت ہوتا ہوں۔ میں نے کہا۔ کیوں۔ اس نے کہا۔ احمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور ہو گیا ہے اور یہ ایسی بات پیش ہو گئی ہے کہ جس کی میں طاقت نہیں رکھتا اور بے بس ہوں۔ (ابو نعیم)

معجزات بعد از وصال النبی ﷺ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال مبارک کے بعد بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات کا سلسلہ جاری ہے اور تا قیامت جاری رہے گا اس حوالے سے ذیل میں چند معجزات بیان کیے جاتے ہیں۔

آنکھوں کی روشنی واپس آ گئی:

حضرت مرواح بن مقیل رحمۃ اللہ علیہ حسنی سادات میں سے تھے اور قاہرہ میں رہتے تھے کسی وجہ سے حاکم وقت ان سے خفا ہو گیا اور اس نے ان کی آنکھوں میں سلائی پھروا دی جس کی وجہ سے ان کی آنکھیں ضائع ہو گئیں اور ان کی بینائی ختم ہو گئی۔ ایک عرصہ کے بعد وہ مدینہ طیبہ آئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اقدس کے پاس کھڑے ہو کر زاری و فریاد کی اور سو گئے خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی آنکھوں پر اپنا دست مبارک پھیرا چنانچہ جب نیند سے بیدار ہوئے تو ان کی آنکھیں بالکل ٹھیک ہو چکی تھیں اور

Marfat.com

آنکھوں کی روشنی واپس آچکی تھی۔

مدینہ طیبہ میں اس واقعہ کی بہت شہرت ہوئی جب حضرت مرواح رحمتہ اللہ علیہ واپس قاہرہ آئے تو حاکم وقت کو بھی پتہ چل گیا کہ وہ دیکھ سکتے ہیں اور ان کی آنکھیں ٹھیک ہیں اس پر وہ بہت برہم ہوا اس نے سمجھا کہ شاید جلادوں نے ان کی آنکھوں میں سلائی نہیں پھیری۔ بادشاہ کو جب بتایا گیا کہ یہ مدینہ طیبہ تک نابینا تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ انور پر حاضری کے بعد ان کی بینائی واپس آئی ہے۔ بادشاہ نے پورا واقعہ سنا تو اسے اپنے کیے پر بہت شرمساری ہوئی۔

(سیرت النبی ﷺ بعد از وصال النبی ﷺ جلد اول ص 140)

مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیجا ہے:

مشہور بزرگ حضرت شیخ عبدالواحد بن زید رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرا ایک ہمسایہ بادشاہ کے ہاں ملازمت کرتا تھا مگر فسق وفجور اور عیاشی میں مشہور تھا ایک روز میں نے خواب میں دیکھا کہ اس کا ہاتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک میں ہے یہ دیکھ کر میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ شخص بہت بدکردار ہے اور اللہ تعالیٰ سے منہ پھیرے ہوئے ہے اس کا ہاتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک میں کیسے آگیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اس کی حالت میں کو جانتا ہوں اور میں اسے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں لے کر جارہا ہوں تاکہ اس کے لیے دربار الٰہی میں سفارش کروں۔

یہ سن کر میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو یہ مقام کس وجہ سے حاصل ہوا اور اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر عنایت کس لیے ہے؟ حضور صل اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ سب کچھ اس کے درود شریف پڑھنے کی وجہ سے ہے کیونکہ یہ روزانہ رات کو سونے سے قبل مجھ پر ہزار مرتبہ درود شریف پڑھتا ہے اور رحمت باری تعالیٰ سے امید رکھتا ہوں کہ وہ غفور ورحیم میری سفارش کو قبول فرمائے گا۔ اس کے بعد میں بیدار ہو گیا جب صبح ہوئی تو دیکھا کہ وہ شخص مسجد میں داخل ہو کر رو رہا تھا جبکہ میں اس وقت رات والد واقعہ اپنے دوستوں اور دیگر نمازیوں کو سنا رہا تھا اس شخص نے میرے پاس آکر مجھے سلام کیا اور میرے سامنے بیٹھ گیا۔

پھر اس نے مجھ سے کہا۔ آپ اپنا ہاتھ آگے بڑھائیں تاکہ میں آپ کے ہاتھ پر توبہ کروں مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیجا ہے کہ عبدالواحد کے ہاتھ پر جا کر توبہ کرو۔ میں نے اس سے رات والے خواب کے بارے میں پوچھا تو اس نے بتایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم رات کو تشریف لائے تھے اور میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا۔ میں تیرے لیے اپنے پروردگار کی بارگاہ میں سفارش کرتا ہوں کیونکہ تو مجھ پر درود شریف پڑھا کرتا ہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دربار الٰہی میں میری سفارش کی اور فرمایا میں نے تمہارے پچھلے گناہ معاف کرا دیے ہیں اور آئندہ کے لیے صبح جا کر شیخ عبدالواحد کے ہاتھ پر توبہ کرو اور اس توبہ پر قائم رہو۔ (سعادۃ الدارین)

Marfat.com

حاکم کی ناکامی:

عبیدی دورِ حکومت کے چھٹے حکمران ''الحاکم'' کے عہد میں بعض خوشامدی عناصر نے بادشاہ کو اپنی باتوں کے ذریعے قائل کرتے ہوئے کہا کہ ساری دنیا کے مسلمان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ انور پر حاضری کے لیے مدینہ طیبہ میں آتے ہیں کیوں نہ مصر میں ہی روضہ انور کی طرز کا ایک عالی شان گنبد تعمیر کیا جائے اور پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جسم مبارک مدینہ طیبہ سے نکال کر نئے روضہ میں منتقل کر دیئے جائیں تاکہ سب مسلمان زیارت کی غرض سے مصر آئیں اور دنیا میں تیرا نام روشن ہو اور مصر کے لوگوں کی عزت میں اضافہ ہو جائے۔ الحاکم ان لوگوں کی باتوں میں آ گیا اور اس کام کے لیے تیار ہو گیا چنانچہ اس نے مصر میں بے شمار مال و دولت خرچ کر کے روضہ انور کی طرز پر ایک عالی شان عمارت تعمیر کرائی۔

جب یہ عمارت مکمل ہو گئی تو اس نے اپنے ایک معتمد خاص ابوالفتوح کو اس مقصد کے لیے مدینہ طیبہ بھیجا تاکہ وہ وہاں جا کر رائے عامہ ہموار کرے۔ اس نے مدینہ طیبہ پہنچ کر اس بات کی خوب تشہیر کی جس سے ہر کوئی بادشاہ کے مذموم ارادہ سے آگاہ ہو گیا ابوالفتوح نے مدینہ طیبہ میں شہر کے معززین سے بھی ملاقات کی اس موقع پر ایک قاری صاحب نے قرآن مجید کی یہ آیات مبارکہ تلاوت کیں۔

> ترجمہ: ''اور اگر وہ لوگ عہد کر لینے کے بعد اپنی قسموں کو توڑ دیں اور تمہارے دین میں طعنہ زنی کریں تو کفر کے سرغنوں کو قتل کر دو۔ بے شک ان کی قسمیں باقی نہیں رہیں تم ان سے لڑائی کیوں نہیں کرتے جنہوں نے قسم توڑ دی اور اللہ کے رسول کو نکالنے کا ارادہ کیا اور انہوں نے پہل کی ہے کیا تم ان سے ڈرتے ہو حالانکہ اللہ تعالیٰ زیادہ حق رکھتا ہے کہ تم اس سے ڈرو۔ اگر تم ایماندار ہو۔'' (سورۃ التوبہ آیت 12)

اس وقت جو حاضرین وہاں پر موجود تھے اس تلاوت کو سن کر ان کے دلوں پر رقت طاری ہو گئی اور ان میں ایک طرح کا جوش و جذبہ پیدا ہو گیا انہوں نے ارادہ کیا کہ ابوالفتوح کا کام تمام کر دیں مگر وہ شہر خوباں کی عظمت اور خداداد حکمرانی کی وجہ سے ایسا نہ کر سکے۔ ابوالفتوح نے صورت حال کا ادراک کیا تو اسے اپنی جان کی فکر ہوئی اور وہ اس قدر خوفزدہ ہوا کہ کہا اللہ کی قسم! اگر میرا سر قلم کر دیا جائے تو تب بھی مجھے پرواہ نہیں لیکن میں قبر انور کی طرف برے ارادے سے ہاتھ تک نہیں اٹھاؤں گے۔

اس رات ایسی زبردست آندھی آئی کہ یوں محسوس ہوتا تھا کہ زمین اپنی جگہ سے ہٹ کر کہیں اور پہنچ جائے گی تیز آندھی کی وجہ سے اونٹ پالانوں سمیت اور گھوڑے زینوں سمیت گنبد کی طرح ہوا میں اچھل اچھل کر زمین پر گر رہے تھے۔ ابوالفتوح یہ منظر دیکھ کر مزید خوفزدہ ہوا اور اس نے صدق دل سے توبہ کی اور واپس مصر چلا گیا۔ (معالم دار الہجرۃ ص 147، وفاء الوفاء جلد اول ص 470)

Marfat.com

نرمی اختیار کریں:

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں ایک مرتبہ قحط پڑ گیا تو حضرت بلال بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر اطہر پر حاضر ہو کر عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کے لیے بارش کی دعا فرمائیں وہ ہلاک ہو رہی ہے۔ان کو خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس جا کر میرا سلام کہو اور کہو کہ بارش ہوگی اور یہ بھی کہہ دو کہ نرمی اختیار کریں۔اس کے بعد حضرت بلال بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ بات بتائی تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سن کر روئے اور کہا اے اللہ! میں کوتاہی نہیں کرتا مگر ایسی چیز میں کہ جس سے میں عاجز ہوں۔(وفاء الوفاء)

پریشانی کا خاتمہ:

ایک بزرگ بیان کرتے ہیں کہ ہم شیخ القراء ابوبکر بن مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے تعلیم حاصل کرتے تھے ایک روز ایک شخص ان کے پاس آیا جس کا لباس پھٹا پرانا تھا اور اس نے بھی پرانی پگڑی پہن رکھی تھی ہمارے استاد نے اٹھ کر اسے اپنی جگہ پر بٹھایا اور اس کی خیریت دریافت کی اس شخص نے کہا۔آج میرے گھر میں بچے کی ولادت ہوئی ہے اور گھر والوں نے مجھ سے گھی وغیرہ کا مطالبہ کیا ہے جبکہ میرے پاس کچھ بھی نہیں ہے۔

اس ضمن میں شیخ ابوبکر بن مجاہد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ میں رات کو پریشانی کی حالت میں سویا تو مجھے خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی سعادت حاصل ہوئی۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ پریشانی کیا ہے۔علی بن عیسیٰ وزیر کے پاس جاؤ اور اسے میرا سلام کہو اور پھر اسے میری طرف سے کہو کہ وہ اس شخص کو سو دینار دے دو اور اس بات کی سچائی کی نشانی یہ بیان کرنا کہ تم ہر جمعہ کی رات ہزار مرتبہ مجھ پر درود شریف پڑھا کرتے ہو اور گزشتہ شب جمعہ تم نے سات سو بار درود شریف پڑھا تھا کیونکہ تمہیں بادشاہ کی طرف سے بلاوا آ گیا تھا اور باقی درود شریف تم نے واپس آ کر پڑھا تھا۔

حضرت شیخ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیدار ہونے کے بعد اس شخص کو ساتھ لے کر وزیر کے گھر گئے اور وزیر سے فرمایا کہ یہ شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بھیجا گیا قاصد ہے۔یہ سنتے ہی وزیر نے کھڑے ہو کر اس شخص کی تعظیم کی اور اسے بڑی عزت و احترام کے ساتھ اپنی جگہ پر بٹھایا پھر غلام کو دیناروں والی تھیلی لانے کا حکم دیا۔جب دیناروں والی تھیلی آ گئی تو وزیر نے تھیلی پیش کرتے ہوئے کہا۔اے شیخ جو بات آپ نے مجھے بتائی ہے وہ سچ ہے اور یہ بھید میرے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان تھا اس کے بعد وزیر نے ایک سو دینار دیتے ہوئے کہا کہ یہ ایک سو دینار قبول کریں یہ اس شخص کے لیے ہیں پھر مزید ایک سو دینار پیش کرتے ہوئے کہا کہ یہ اس لیے ہیں کہ آپ سچی بشارت

Marfat.com

لے کر حاضر ہوئے ہیں پھر سو دینار مزید دیتے ہوئے کہا کہ آپ کو یہاں آنے میں تکلیف اٹھانی پڑی ہے اس طرح کرتے کرتے وزیر نے ہزار دینار پیش کر دیئے مگر حضرت شیخ ابو بکر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہمیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سو دینار لینے کے لیے فرمایا تھا اس لیے ہم صرف اتنے ہی لیں گے۔

(سعادت الدارین ص 123۔ رونق المجالس ص 11)

عہدہ پر بحالی:

علی بن عیسیٰ وزیر فرماتے ہیں کہ میں بکثرت درود شریف پڑھا کرتا تھا اتفاق سے بادشاہ نے مجھے وزارت سے معزول کر دیا تو میں نے خواب میں دیکھا کہ میں دراز گوش پر سوار ہوں پھر دیکھا کہ سامنے حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں میں ادب کا لحاظ کرتے ہوئے جلدی سے سواری سے اتر کر پیدل ہو گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا اے علی! اپنی جگہ واپس چلا جا۔ میری آنکھ کھل گئی صبح ہوئی تو بادشاہ نے مجھے بلا کر وزارت پر بحال کر دیا یہ برکت درود شریف کی ہے۔ (سعادت الدارین)

صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَاٰلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةً وَّ سَلَامًا عَلَيْكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ط

☆☆☆

Marfat.com

درودوسلام

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے درود شریف کے حوالے سے ایک سوال کے جواب میں فرمایا کہ

سب درودوں سے افضل درود وہ ہے جو سب اعمال سے افضل یعنی نماز میں مقرر کیا گیا ہے درود شریف راہ چلتے بھی پڑھنے کی اجازت ہے البتہ وہاں رک جائے جہاں نجاست پڑی ہو اور بہتر یہ ہے کہ ایک وقت معین کر کے ایک عدد مقرر کر لے کہ اس قدر باوضو دوزانو ادب کے ساتھ مدینہ طیبہ کی طرف منہ کر کے روزانہ عرض کیا کرے جس کی مقدار سو بار سے کم نہ ہو زیادہ جس قدر نباہ سکے بہتر ہے علاوہ اس کے اُٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے وضو بے وضو ہر حال میں ورد جاری رکھے اور اس کے لیئے بہتر یہ ہے کہ ایک صیغہ خاص کا پابند نہ ہو بلکہ وقتاً فوقتاً مختلف صیغوں سے عرض کرتا رہے تاکہ حضور قلب میں غرق نہ ہو۔

درود شریف اور کلمہ طیبہ اور استغفار ان سب کی کثرت نہایت محبوب مطلوب ہے کلمہ طیبہ کو افضل الذکر فرمایا اور یہ کہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ تک اس کے پہنچنے میں کوئی روک نہیں اور استغفار کے لیئے فرمایا شادمانی ہے اسے جو اپنے نامہ اعمال میں استغفار بکثرت پائے۔اور اپنے تمام اوقات کو درود شریف میں صرف کر دینے کو فرمایا کہ ایسا کرے گا تو اللہ تعالیٰ تیرے سب کام بنادے گا اور تیرے گناہ معاف فرمادے گا۔ (فتاویٰ رضویہ جلد سوم ص 62)

سیدنا رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روضۂ انور پر حاضر ہو کر فرشتے بھی صبح وشام درود وسلام کا نذرانہ وہدیہ پیش کرتے ہیں اس بارے میں حضرت امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مزارِ پُر انوار پر تو ثابت ہے کہ روزانہ صبح کو ستر ہزار فرشتے نازل ہوتے ہیں اور مزار اطہر کے گرد حلقہ بلند ھے صلوۃ سلام عرض کرتے ہیں شام کو وہ بدل دیے جاتے ہیں اور ستر ہزار اور آتے ہیں کہ صبح تک ماہ رسالت پر ہالہ ہو کر صلوٰۃ وسلام وعرض کرتے ہیں۔ (فتاویٰ رضویہ ج 9 ص 345)

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ کی بارگاہ اقدس میں درود وسلام کا نذرانہ پیش کرتے ہوئے حضرت امام احمد رضا بریلوی

Marfat.com

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے نعتیہ کلام میں اس طرح فرماتے ہیں۔

ان پر درود جن کو حجر تک کریں سلام ان پر سلام جنکو تحیت شجر کی ہے
ان پر درود جن کو کس بے کساں کہیں ان پر سلام جن کو خبر بے خبر کی ہے
جن و بشر سلام کو حاضر ہیں السلام یہ بارگاہ مالک جن و بشر کی ہے
شمس و قمر سلام کو حاضر ہوں السلام خوبی انھیں کی جوت سے شمس وقمر کی ہے
سب بحر و بر سلام کو حاضر ہوں السلام تملیک انھیں کے نام تو ہر بحر و بر کی ہے
سنگ و شجر سلام کو حاضر ہیں السلام کلمے سے تر زباں درخت و حجر کی ہے
عرض و اثر سلام کو حاضر ہیں السلام ملجا یہ بارگاہ دعا و اثر کی ہے
شوریدہ سر سلام کو حاضر ہیں السلام راحت انھیں کے قدموں میں شوریدہ سری کی ہے
خستہ جگر سلام کو حاضر ہوں السلام مرہم یہیں کی خاک تو خستہ جگر کی ہے
سب خشک و تر سلام کو حاضر ہوں السلام یہ جلوہ گاہ مالک ہر خشک و تر کی ہے
سب کر و فر سلام کو حاضر ہیں السلام ٹوپی یہیں تو خاک پہ ہر کر و فر کی ہے
اہل نظر سلام کو حاضر ہیں السلام یہ گرد ہی تو سرمہ سب اہل نظر کی ہے
چھائے ملائکہ ہیں لگاتار ہے درود بدلے ہیں پہرے بدلی میں بارش درود کی ہے
ستر ہزار صبح ہیں ستر ہزار شام یوں بندگی و رخ آٹھوں پہر کی ہے
جو ایک بار آئے دو بارہ نہ آئیں گے رخصت ہی بارگاہ سے بس اس قدر کی ہے
تڑپا کریں بدل کے پھر آنا کہاں نصیب بے حکم کب مجال پرندے کو پر کی ہے
اے وائے بے کسی تمنا کہ اب امید دن کو یہ شام کی ہے نہ شب کو سحر کی ہے
یہ بدلیاں نہ ہوں تو کروڑوں کی آس جائے اور بار گاہ مرحمت عام تر کی ہے
ہر چراغ مزار پر قدسی کیسے پروانہ وار پھرتے ہیں
لاکھوں قدسی ہیں کام خدمت پر لاکھوں گرد مزار پھرتے ہیں
کعبہ کے بدرُ الدجی تم پہ کروڑوں درود طیبہ کے شمس الضحی تم پہ کروڑوں درود
تم سے جہاں کا نظام تم پہ کروڑوں سلام تم پہ کروڑوں ثنا تم پہ کروڑوں درود

Marfat.com

حق درودیں تم پہ بھیجے تم مدام اس کو سراہو
مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام شمع بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام

(حدائق بخشش)

☆☆☆

Marfat.com

غیر مسلموں کے اعترافات

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مبارکہ کا مطالعہ کرنے کے بعد آج کی دنیا کے بڑے بڑے غیر مسلم مفکرین ودانشور بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ عظمت ورفعت کا اعتراف کرنے پر مجبور ہیں۔ ذیل میں اس حوالے سے چند غیر مسلموں کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں خراج تحسین پیش کیے جانے کا ذکر کیا جاتا ہے۔

نوع انسانی کے نجات دہندہ:

اگر کوئی ایسا مذہب جو نہ صرف برطانیہ بلکہ تمام یورپ پر چھا سکے وہ صرف اسلام ہی ہو سکتا ہے میں نے ہمیشہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے مذہب کی تعظیم کی ہے کیونکہ اس میں ایک حیران کن حرارت ہے میرے نزدیک یہ واحد مذہب ہے جس میں ایسی گنجائش ہے جو زندگی کے بدلتے ہوئے حالات سے مطابقت رکھتی ہو اور ہر زمانہ کے تقاضوں کو پورا کرے۔

میں نے اس شخص (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کا بغور وخوض مطالعہ کیا ہے اور میری دانست میں وہ نوع انسانی کے نجات دہندہ ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر ان (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) جیسا کوئی شخص موجودہ دنیا کا حاکم بن جائے تو وہ تمام مشکلات کو اس طرح حل کرے گا کہ امن اور خوشی کا دور دورہ جس کو دنیا ترس رہی ہے میں یہ پیشین گوئی کر چکا ہوں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا دین کل کے یورپ کو بھی اسی طرح قابل قبول ہوگا جیسا کہ اسے آج کے یورپ نے اپنانا شروع کر دیا ہے۔

جارج برنارڈ شا

(The Genius of Islam voll I.P.8(1936)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم بہت بڑے مصلح تھے:

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بعثت سے قبل اہل عرب جنگی قیدیوں اور اپنی اولاد کی قربانیاں کرتے تھے بیٹیوں کو زندہ درگور کرتے تھے۔ جنگ وقتال کا بازار ہر وقت گرم رکھتے تھے غرضیکہ سنگدلی، انتقام اور خون ریزی وغیرہ برے

Marfat.com

اخلاص سے متصف تھے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ان تمام برائیوں کا قلع قمع کر کے عرب کو اللہ تعالیٰ کی عبادت کی دعوت دی انہوں نے وحشی انسانوں کو نورِ حق کی طرف ہدایت کی اور ان کو باہمی اتحاد، صلح پسندی اور پرہیز گاری کی زندگی بسر کرنے والا بنا دیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ عظیم الشان کارنامے اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) بہت بڑے مصلح تھے اور حیرت انگیز بات یہ ہے کہ اتنے بڑے بڑے کام آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) اکیلے نے کیے اور آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں فوق العادت طاقت تھی۔

(روسی فلاسفر کاؤنٹ ٹالسٹائی کی کتاب ''پیغمبر اسلام'' سے)

تمام اشخاص سے افضل ترین:

میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ان تمام اشخاص سے افضل ترین سمجھتا ہوں جنہوں نے اس دنیا پر دائمی اثرات چھوڑے ممکن ہے میری اس بات پر کچھ لوگوں کو حیرانی ہو اور بعض معترض بھی ہوں لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ پوری انسانی تاریخ میں صرف وہی ایک ایسے انسان ہیں جنہوں نے دینی اور دنیوی دونوں میدانوں میں کمال درجہ کی کامیابی حاصل کی۔ (میخائل ایچ ہارٹ)

(A Ranking of the most influential persons in history new york 1978, P-33)

تاریخ میں مثال نہیں ملتی:

حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس معاشرتی اور بین الاقوامی انقلاب کے بانی ہیں جس کی مثال دنیا کی تاریخ میں نہیں ملتی انہوں نے ایک ایسی حکومت کی بنیاد رکھی جسے تمام خطہ ارض پر پھیلنا تھا اور جس میں سوائے عدل اور احسان کے اور کسی قانون کو رائج نہیں ہوتا تھا ان کی تعلیم تمام انسانوں کی برابری، باہمی تعاون اور عالمی بھائی چارے پر مبنی ہے۔ (سروجنی نائیڈو)

وہ سچے رسول ہیں:

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) خدا کی وحدانیت پر یقین رکھتے تھے اور دوسرے خداؤں کی نفی کرتے تھے انہوں نے دیانتداری، دینداری، سچائی اور پرہیز گاری کو کردار کا سرچشمہ قرار دیا۔ ہر معاملے میں عدل و انصاف، توازن و اعتدال، صلہ رحمی و درگزر اور ہر طرح کی تعلیم حاصل کرنے کی تلقین ان کے دین کا حصہ تھی لہٰذا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)

Marfat.com

ایک روحانی قوت کے مالک اور سچے رسول تھے۔ مجھے اس بارے میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ وہ اللہ سے ہم کلام ہوتے تھے اور ان پر وحی کا نزول ہوتا تھا۔ (لنڈسے)

تاریخ عالم گواہ ہے:

یہ حقیقت ہے کہ پیغمبر اسلام کی زندگی زمانہ کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھ سکتی ہے اور تاریخ عالم گواہ ہے کہ وہ لوگ جو حضور (لی اللہ علیہ وسلم) پر حملہ کرنے کے عادی ہیں دوہری جہالت میں گرفتار ہیں حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کی زندگی سادگی، شجاعت اور شرافت کا بہترین نمونہ تھی۔ (مسز اینی بسنٹ)

سچ پر استقامت:

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو مسلسل استقامت کے ساتھ جس کا آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے ظہور ہوا حقیقی اور سچے ارادوں کے بغیر یقیناً کوئی اور چیز آگے نہیں بڑھا سکتی اور ایسی استقامت جس میں پہلی وحی کے نزول کے وقت سے لے کر آخر دم تک سچائی کے اظہار سے کبھی آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے قدم نہیں ڈگمگائے۔ (پروفیسر فری مین)

سب سے عظیم تر:

اگر انسانی منزلت کی انتہا تین چیزوں سے متعین کی جاتی ہے یعنی (1) ہدف کی عظمت (2) وسائل کی کمی (3) حیرت انگیز کامیابی تو پھر تاریخ میں بڑی سے بڑی شخصیت کا مقابلہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے ہرگز نہیں ہو سکتا۔ دنیا کے مشہور ترین لوگوں نے صرف ہتھیار بنائے قوانین مرتب کیے اور بڑی بڑی سلطنتیں قائم کیں۔ انہوں نے فقط مادی قوت پیدا کی جو اکثر و بیشتر ان کی آنکھوں کے سامنے ہی برباد ہو گئی لیکن محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے نہ صرف فوجی لوازمات اور قواعد و قوانین بنائے اور اس کے ساتھ حکمرانوں اور عوام کو بیدار کیا بلکہ اس وقت دنیا کی ایک تہائی آبادی کو بھی متحرک کر دیا اس سے بڑھ کر بتوں کو مٹایا، عقائد درست کیے ذہنوں کو جلا بخشی اور انسانی روح کو بیدار کیا۔

(لیمرٹائن) Lamart tine

Histories de la torqine paris 1845, vol.2, PP, 276-277

انہوں نے مسلسل سچائی کی تبلیغ کی:

بے شک محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اپنے مقصد کی سچائی پر یقین تھا ان کا مشن نہ تو بے بنیاد تھا اور نہ دھوکہ اور جھوٹ پر مبنی تھا انہوں نے اپنے مشن کی تبلیغ میں کسی لالچ یا دھمکی کا اثر قبول نہیں کیا زخموں اور تکالیف کی شدتیں بھی ان

Marfat.com

کی راہ کی رکاوٹ نہ بن سکیں وہ مسلسل سچائی کی تبلیغ کرتے رہے۔

ممکن ہے کہ یہ خیال کیا جائے کہ وہ شخص جس نے اس قدر زیادہ اور ہمیشہ قائم رہنے والی اصلاحات کیں اس کا خدائی مشن محض اس کی ذہنی اختراع تھی اور کیا وہ جان بوجھ کر جھوٹ کو نبھاتے رہے؟ نہیں ہرگز نہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو سچا دینی ادراک اور روحانی احساسات حاصل تھے جن کی وجہ سے انہوں نے اپنا مشن نہایت مستقل مزاجی اور ہمت واستقامت سے آگے بڑھایا اور اس کے جھٹلائے جانے کی بالکل پرواہ نہ کی اور نہ ہی اس راہ میں آنے والی مشکلات ومصائب کی پرواہ کی۔ یہ سچائی اور حق کی معرفت انہیں شروع سے لے کر آخر تک حاصل رہی۔ (جان ڈیون پورٹ)

(An apalogy for Muhammad and the Quran londen 1882)

کوئی اور یہ کام نہ کرسکا:

اسلام کے پیغام نے مختلف اقوام کو ایک لڑی میں پروکر بین الاقوامی یگانگت کی بنیاد رکھی اور یہ اعلان کر کے کہ تمام قومیں ایک ہیں اور سب انسان بھائی بھائی ہیں۔ ایک ایسا اصول قائم کیا جس کو تمام اقوام کی سوچ پر فوقیت حاصل ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ کوئی اور قوم یہ کام نہ کرسکی جو اسلام کے اصولوں نے اجماع اقوام کے لیے کیا اور اس طرح بالآخر قوموں کی تنظیم (Leangue of nations) ظہور میں آئی۔ (پروفیسر ہرگ رونج)

انہوں نے دنیا کو روشن کردیا:

مجھے یہ حیرانی ہوتی ہے کہ ایک شخص نے کیسے مختلف سیلانی اور پراگندہ قبائل کی خانہ جنگی کو ختم کر کے انہیں یکجا کر کے فقط دو عشروں میں ایک طاقتور اور مہذب قوم بنادیا۔ جو بہتانوں کی بھرمار مغرب نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر عائد کی ہے وہ سراسر ہمارے لیے شرم کا باعث ہے وہ ایک خاموش منش تھے جو اس گروہ میں سے تھے وہ سنجیدہ اور پُرعزم ہوتا ہے انہوں نے پروردگار کے حکم کے مطابق دنیا کو روشن کردیا۔ (تھامس کارلائل)

(Heroes and hero worship)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم رحمت کی کنجی ہیں:

بلاشبہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) رحمت کی کنجی اور صداقت کی روح ہیں۔ (مارٹن لنگز)

("Muhammad" published by Islamic text society Londen, 1983)

Marfat.com

ان سے بڑی شخصیت کوئی نہیں:

فتح کے بعد انہوں نے ضبط اور فراخدلی کا مظاہرہ کیا کیونکہ ان کا مطمع نظر انسانی سوچ کو درست کرتا تھا نہ کہ حکومت اور سلطنت کے لیے کوشش کرنا۔ وہ متواتر دعا میں مصروف رہے۔ اللہ تعالیٰ سے ہمکلام رہے، ان کی وفات اور بعد کی فتوحات حیران کن واقعات ہیں کیا یہ سب کچھ ایک مصنوعی دعویدار کی نشانیاں ہیں یا ایک مجسم ایمان کی جس نے صحیح عقائد کو پھر سے زندہ کیا؟ اس ایمان کے دو جزو تھے پہلا اللہ تعالیٰ کی وحدت اور اس کی مادیت سے بلند ہونا۔ دوسرا یہ بتانا کہ خدا کیا نہیں ہے۔ ایک جزو نے مصنوعی خداؤں کو گرا دیا اور دوسرے جزو نے صحیح عقائد کو کھول کر بیان کر دیا۔ وہ فلاسفر بھی تھے۔ مقرر بھی، مبلغ بھی، پیغامبر بھی، قانون رائج کرنے والے بھی، ضرورت کے وقت لڑنے والے بھی، دلائل کی جنگ جیتنے والے بھی اور ایسے صحیح عقائد رائج کرنے والے بھی جو کسی بھی مادی آلائش سے پاک ہوں۔ انہیں بیس مملکتوں کا خالق بھی کہا جاتا ہے اور صرف ایک روحانی مملکت کا منبع بھی۔ یہ تھی وہ شخصیت جو ہم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے نام سے جانتے ہیں اگر ہم انسانی عظمت کو جانچنے کے تمام پیمانے اپنے سامنے رکھیں تو ہم پوچھ سکتے ہیں کہ کیا ہمیں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے بڑی کوئی شخصیت نظر آتی ہے؟ (لیمر ٹائن)

(Histories de la torquine paris 1854)

......☆☆☆......

Marfat.com

شانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
اعلیٰ حضرت کی نظر میں
محمد الیاس عادل

Marfat.com